UNIVERSAL
LIBRARY
OU_226219
UNIVERSAL
LIBRARY

بحق سبحانہ تعالیٰ
OSMANIA UNIVERSITY
COLLEGE LIBRARY.

ترجمہ تاریخ علامہ ابن خلدون رحمۃ اللہ علیہ

۲-۱-۲ اول
۲-۲

کتاب ثانی جلد دہم

تبصرہ

جناب مولوی حکیم احمد حسین صاحب الہ آبادی مولف سوانح عمری سلطان صلاح الدین یوسف فاتح بیت المقدس وحیات سلطان نورالدین محمود زنگی

سنہ ۱۳۲۵ھ
۱۹۰۷ء

باجازت منشی حامد حسین صاحب مدیر الاسلام الہ آباد

مطبع انوار احمدی الہ آباد سے چھپکر شایع ہوا

جملہ حقوق بذریعہ رجسٹری محفوظ ہیں قیمت بلا محصول ڈاک عہ

الاسلام

رسالہ معنون الصدر کو یہ خاص امتیاز حاصل ہے کہ امین عربی کی مشہور و معتمد و معتبر تاریخ معروف بہ **ابن خلدون** کا ترجمہ کتابی صورت مین ماہ جنوری ۱۸۹۷ء سے شایع ہو رہا ہے چنانچہ بعنایت الٰہی ترجمہ کی دس جلدین چھپکر شایع ہو گئی ہین۔ گیارہوین جلد زیر اشاعت ہے جو آیندہ ماہ دسمبر تک انشاء اللہ تعالیٰ تمام ہو گی۔

علامہ **ابن خلدون** آٹھوین صدی ہجری مین گذرا ہے اسکی تاریخ نہایت بسیط اور تحقیقات سے مالامال ہے حضرت نوح علیہ السلام سے زمانہ مبارک حضرت رسول اللہ صلعم تک کے انبیاء کرام و سلاطین عظام اور عرب کے کل قبائل کے انساب و تذکرے اور عہد نبوی (صلعم) سے آٹھوین صدی ہجری تک کے خلفاء و سلاطین کے حالات جس بسط و تحقیقات سے علامہ نے تحریر کیے ہین وہ عربی کی اور کتب تواریخ مین ڈھونڈھنے سے نہین ملتے۔ اس تاریخ کا ترجمہ مختلف زبانون فرنچ، جرمن، ترکی اور غالباً انگریزی مین بھی ہو گیا ہے مگر اردو زبان جو اسوقت کئی کروڑ مسلمانونکی مادری زبان ہو رہی ہے اس قابل قدر تاریخ سے محروم تھی خوش قسمتی سے جناب مولوی حکیم **احمد حسین** صاحب دامت برکاتہم اس ضرورت کا احساس فرما کے اردو زبانمین تاریخ مذکور کا ترجمہ فرما رہے ہین اور مدیر الاسلام اسکو بنظر رفاہ قوم شایع کر رہا ہے۔ اللھم تمم بالخیر۔

الاسلام ہر انگریزی مہینے کی ۵ تا ۱۰ تاریخ کو شایع ہوتا ہے اسکے ۲۰ صفحات مین ترجمہ تاریخ ہوتا ہے اور چار صفحات مین اسلامی خبرین درج کیجاتی ہین قیمت سالانہ عہ

المشتھر

حامد حسین مالک رسالہ الاسلام الہ آباد

فہرست ترجمہ تاریخ علامہ ابن خلدون جلد دہم

صفحہ	مضامین	صفحہ	مضامین
۱	وفات معز	۶۰	مصریون کا عسقلان پر قبضہ
۲	بقیہ حالات افتکین	۶۱	عیسائیون کا صور پر قبضہ
۱۳	اخبار وزرار	۶۲	وزیر السلطنت کا قتل
۱۵	قضاۃ کے حالات	۶۵	بطایحی کی وزارت
۱۶	حاکم بامر اللہ کی خلافت	۶۶	قتل بطایحی - حافظ لدین اللہ کی خلافت
۲۳	خروج ابورکوہ	۶۹	وزارت کی تبدیلی
۲۹	بقیہ اخبار حاکم	۷۳	ظافر کی خلافت
۳۵	ظاہر کی تخت نشینی	۷۴	وزارت ابن مضیال
۳۸	مستنصر کی خلافت	۷۷	فایز کی خلافت
۴۰	عرب افریقیہ مین	۷۹	وزارت صالح بن زریک
۴۲	قتل ناصر الدولہ	۸۱	عاضد کی خلافت
۴۵	بدر جمالی	۸۲	قتل صالح
۴۷	شام پر ترکون کا قبضہ	۸۴	وزارت شاور
۵۱	مستعلی کی خلافت	۸۵	شیرکوہ اور لشکر نوریہ مصر مین
۵۴	عیسائیون کا بیت المقدس پر قبضہ	۸۶	شیرکوہ اور شاور
۵۷	آمر کی خلافت	۸۷	شیرکوہ کی وزارت
۵۸	عیسائیون اور مصریونکا مقابلہ	۹۰	شیرکوہ کی وفات
۵۹	طرابلس اور بیروت پر عیسائیونکا قبضہ	۹۲	عیسائیون کا محاصرہ دمیاط

صفحہ	مضامین
۹۳	سودانیون اور عمارہ کی بغاوت
۹۶	دولت علویہ کا خاتمہ
۹۹	اخبار بنی حمدون ملوک مسیلہ کی وزارت
۱۰۶	قرامطہ کے حالات
۱۱۴	ذکرویہ کا ظہور و قتل
۱۱۷	دولت بنی جنابی
۱۲۳	جنگ قرامطہ و معز علوی
۱۲۷	اخبار حکمرانان عرب
۱۳۴	اخبار اسماعیلیہ
۱۴۴	اسماعیلیہ شام
۱۴۷	بقیہ حالات قلاع عراق
۱۴۹	اخبار حکومت بنی اخیضر حسنی
۱۵۱	اخبار دولت سلیمانین
۱۶۱	اخبار دولت ہواشم
۱۶۶	اخبار حکومت بنی قتادہ
۱۷۲	امارت بنی نمی
۱۷۸	اخبار حکومت بنی مہنی
۱۸۴	اخبار دولت بنی رسی ائمہ زیدیہ
۱۹۰	طالبیون کے انساب
۲۰۰	نوٹ مترجم

صفحہ	مضامین
۲۱۱	اخبار حکومت بنو امیہ حکمرانان اندلس
۲۳۶	عبدالرحمن ملقب بہ داخل
۲۵۴	ہشام کی حکومت
۲۵۹	حکم کی حکومت
۲۶۳	جنگ ربض
۲۶۴	یوم الخندق
۲۶۸	عبدالرحمن اوسط کی جانشینی
۲۸۰	محمد کی تخت نشینی
۲۸۷	منذر کی امارت
۲۸۸	امیر عبداللہ کی امارت
۲۸۹	عام بغاوتین
۲۹۰	ابن تاکیت کی بغاوت۔ بقیہ احوال ابن مروان
۲۹۲	لب بن محمد کی بغاوت مطرف بن موسیٰ کی بغاوت۔ ابن حفصون کی بغاوت
۲۹۶	باغیان اشبیلیہ
۲۹۹	قتل امیر محمد و مطرف
۳۰۰	عبدالرحمن ناصر کی تخت نشینی
۳۰۵	قاضی اور محمد کا مارا جانا۔ بنی اسحاق مروانین کی سرگذشت

صفحہ	مضامین
۲۰۷	بغاۃ اور ناصر
۳۰۹	طلیطلہ کے حالات
۳۱۱	ناصر اور سرحدی امراء
۳۱۲	خلیفہ ناصر اور فرانس وگالیر
۳۱۸	خلیفہ ناصر کا اپنے بیٹے عبداللہ سے انتقام
۳۱۹	تعمیرات خلیفہ ناصر
۳۲۰	المستنصر کی حکومت
۳۳۳	ہشام مؤید کی حکومت
۳۳۸	حالات منصور بن ابی عامر
۳۴۵	مظفر بن منصور
۳۶۱	بربر کی بغاوت اور مستعین کی بیعت
۳۶۳	مہدی شہر قرطبہ میں - ہزیمت مہدی و بیعت ہشام
۳۶۴	حصار قرطبہ
۳۶۶	ابن حمود کا قرطبہ پر قبضہ - بنو امیہ کی دوبارہ حکومت
۳۶۷	بنی حمود کی دوبارہ حکومت - معتمد اموی کی حکومت
۳۶۹	اخبار دولت حمود
۳۷۰	وجہ تسمیہ اندلس (حاشیہ)
۳۷۱	اوصاف اندلس 〃
۳۷۴	قرطبہ کی بعض عمارت اور جامع مسجد 〃

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

دیباچہ

محمد اللہ سبحانہ عربی کی مستند و معتبر تاریخ کتاب العبر و دیوان المبتدا و الخبر فی ایام العرب و العجم و البربر و من عاصرہم من ذوی السلطان الاکبر تالیف امام علامہ عبدالرحمٰن ابن خلدون مغربی اشبیلی حضرمی (رحمۃ اللہ علیہ) کے ترجمہ کی دسویں جلد نے اردو لٹریچر مین ایک معقول اور بین اضافہ ہی نہین کیا بلکہ اسکی خوبی اور اوصاف کو دوبالا کردیا ہے۔ اس جلد کے سیر کرنے والون کو بہت سے ایسے مضامین نظر آئینگے جس سے اس وقت تک بہتون کے گوش و چشم اشنا نہین ہوے ہونگے یورپ اغلب بقیہ اور سوا اصل بربر وغیرہ وغیرہ مین اسلامیون کا جاہ و جلال شاہان یورپ کا انکے علم حکومت کے آگے مطیع و منقاد ہونا ایک ایسا دلچسپ نظارہ پیش نظر کرتا ہے کہ انسان مست شدر رہجاتا ہے مجھکو اس امر کا نہایت افسوس ہے کہ شایقین فن تاریخ کو ایک سال کے انتظار کے بعد ترجمہ کتاب موصوف کی صرف ایک ہی جلد کا مطالعہ نصیب ہوا جسکو وہ نہایت قلیل مدت مین ملاحظہ فرما کے پھر اگلی جلد کا اگلے سال تک انتظار فرماتے رہینگے مگر اسکا علاج نہ آپکے پاس ہے اور نہ میرے پاس۔ واللہ یفعل ما یشاء و یحکم ما یرید

اس جلد مین جابجا مطلب واضح کرنیکی غرض سے مین نے اکثر کتاب نفح الطیب اور تاریخ کامل ابن اثیر وغیرہ کتب تواریخ عربیہ سے مدد لی ہے کہین کہین مغربی تاریخون سے بھی التقاط کیا ہے مگر نہایت کم اور شاذ و نادر +

احمد حسین غفراللہ لہ
الہ آباد

۱۹ ذیقعدہ سنہ ۱۳۲۵ھ
مطابق
۲۵ دسمبر سنہ ۱۹۰۷ء

ترجمہ تاریخ علامہ ابن خلدون رحمۃ اللہ علیہ

کتاب ثانی جلد دہم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

وفات معز

پندرہوین ربیع الآخر ۳۶۵ھ کو معز[1] لدین اللہ علوی نے اپنی خلافت وحکومت کا تیسوان سال پورا کرکے مصر مین وفات پائی۔ اسکی ولیعہدی اور وصیت کے مطابق اسکا بیٹا نزار سریر خلافت پر متمکن ہوا اور العزیز باللہ، کا مبارک خطاب اختیار کیا۔

عزیز نے زمام حکومت اپنے قبضہ اقتدار مین لیکے بنظر مصالح ملکی وسیاسی اپنے باپ کے واقعہ انتقال کو عید الاضحیہ سنہ مذکور تک مخفی رکھا۔ بروز یوم النحر عیدگاہ مین گیا۔ عامہ مسلمین کے ساتھہ نماز ادا کی۔ خطبہ دیا۔ اپنے حق مین دعا کی اور اپنے

نوٹ [1] معز لدین اللہ ابو تمیم معدبن منصور باللہ اسماعیل بن قایم بامر اللہ ابو القاسم محمد بن مہدی ابو محمد عبید اللہ علوی حسنی مقام مہدیہ افریقیہ مین گیارہوین رمضان ۳۱۹ھ کو پیدا ہوا پینتالیس ۴۵ سال چھہ ماہ کی عمر پائی دولت علویہ کا یہ پہلا خلیفہ تھا جسنے مصر پر قبضہ حاصل کیا تھا۔ تاریخ کامل جلد ۸ صفحہ ۳۶۳ مطبوعہ مصر۔

باپ کے مرنے کا حال ذکر کرکے مراسم عزاداری ادا کئے۔

بعد اسکے یعقوب بن کلس کو جیسا کہ اسکے باپ کے زمانہ مین تھا عہدۂ وزارت پر اور بلکین بن زیری کو گورنری افریقیہ پر بحال وقایم رکھا۔ علاوہ گورنری افریقیہ کے عبداللہ بن یخلف کتامی کی گورنری یعنی صوبہ طرابلس، سرت اور جرابیہ کو بھی موخر الذکر کی گورنری مین ملحق وشامل کردیا۔ اہالی مکہ ومدینہ نے گذشتہ موسم حج مین معز کی اطاعت قبول کرلی تھی اور اسکے نام کا خطبہ پڑہتے تھے مگر عزیز کی تخت نشینی پر عزیز کے نام کا خطبہ نہ پڑہا اس بنا پر عزیز نے سرزمین حجاز پر فوج کشی کی چنانچہ اسکی سپاہ نے مکہ ومدینہ پر پہنچکے محاصرہ ڈالدیا رسد وغلہ کی آمد بند ہوگئی اہل حرمین نے مجبورانہ اطاعت قبول کی۔ مکہ معظمہ مین اسکے نام کا خطبہ پڑہا گیا۔ ان دنون مکہ معظمہ کی گورنری پر عیسیٰ بن جعفر تھا اور مدینہ منورہ کی حکومت پر طاہر بن مسلم۔ اتفاق سے اسی سال اسنے وفات پائی تب بجائے اسکے اسکا بھائی مقرر کیا گیا۔

بقیہ حالات افتکین جسوقت معز کا انتقال ہوگیا اور بجائے اسکے سریر حکومت پر عزیز متمکن ہوا افتکین نے فوجین فراہم کرکے علم مخالفت بلند کردیا اور اسکے اون بلاد پر یلغار کردیا جو ساحل شام پر واقع تھے۔ چنانچہ سب کے پہلے صیدا کا محاصرہ کیا۔ ابن الشیخ اور ظالم بن موہوب عقیلی معہ سرداران مغاربہ اسوقت صیدا مین موجود تھے فوجین مرتب کرکے افتکین سے مقابلہ کرنے کو نکل پڑے۔ بیحد سخت اور خونریز جنگ کا آغاز ہوا افتکین لڑتے لڑتے پیچھے ہٹا مغربی فوجین کامیابی اور کثرت کے جوش مین آگے بڑھتی چلی آئین یہان تک کہ اپنے مورچہ سے بہت دور نکل آئین اسوقت افتکین اپنی فوج کو مجتمع کرکے مغربی فوجون پر ٹوٹ پڑا پھر کیا تھا مغربی فوجین گھونگھٹ کھا گئین۔ چار ہزار فوج کیمت رہی۔ اس سے افتکین کے حوصلے

بڑھ گئے عکہ کا قصد کیا اور اوسپر محاصرہ ڈالکے طبریہ کیجانب بڑھا - یہان کے باشندون کے ساتھہ بھی وہی معاملات کئے جو اہل صیدا کے ساتھہ کئے تھے - بعدہ دمشق کی طرف لوٹ کھڑا ہوا - عزیز نے اسکی بابت اپنے وزیر یعقوب بن کلس سے مشورہ کیا یعقوب نے یہ رائے دی کہ اسکے مقابلہ پر جوہر کاتب بھیجا جائے - عزیز نے اس رائے کے مطابق فوجین آراستہ کرکے جوہر کو افتکین کے روک تھام کرنے کو روانہ کیا - اس اثنا مین افتکین دمشق پہنچگیا تھا اُسکو اسکی خبر لگی تو اس نے اہل دمشق کو مجتمع کرکے کہا "تم لوگ خوب جانتے ہو کہ مین نے تمہاری رضامندی سے تمپر حکومت کی اور تمہاری استدعا پر ایسے بڑے ذمہ داری کے کام کو اپنے ہاتھہ مین لیا اب چونکہ عزیز والی مصر و افریقیہ کا مقابلہ ہے مین نہین چاہتا کہ میری وجہ سے تم لوگ کسی مصیبت مین مبتلا ہو اس وجہ سے مین تم لوگون سے علحدہ ہوا چاہتا ہون" اہل دمشق یہ سنکے متحد الکلمہ ہو کے بولے "ہم لوگ آپ سے جدا نہونگے اور جان و مال کو آپ پر تصدق کر دینگے" افتکین نے اس عہد و اقرار پر ان لوگون سے قسم لی اور جوہر کے مقابلہ کرنے پر تل گیا ماہ ذی قعدہ ۶۶۵ھ کو جوہر معہ اپنی سپاہ کے دمشق پہنچگیا اور نہایت حزم و احتیاط سے اسپر محاصرہ ڈال دیا دو ماہ کامل محاصرہ کئے رہا - لڑائیان ہوتی رہین - فریقین کے ہزارہا آدمی مارے گئے - بالآخر افتکین نے طول محاصرہ سے گھبراکے اعصم بادشاہ قرامطہ کو یہہ واقعات لکھہ بھیجے اور اس سے مدد طلب کی - چنانچہ بادشاہ قرامطہ اپنا لشکر مرتب کرکے احسا سے دمشق کی طرف روانہ ہوا - شام اور عرب کا جم غفیر اسکے پاس آآکے مجتمع ہو گیا جسکی تعداد پچاس ہزار کے قریب تھی - جوہر نے خبر پاکے دمشق کا محاصرہ اٹھالیا اور اس خوف سے کہ مبادا دو دشمنون کے درمیان مین نہ آجاؤن چلتا پھرتا نظر آیا - مگر افتکین اور بادشاہ قرامطہ نے نہایت تیزی سے طے

مسافت کرکے جوہر کو رملہ مین جاکے گھیر لیا - اور انکا پانی بند کردیا - جوہر رملہ چھوڑ کے
عسقلان چلا گیا افتکین اور بادشاہ قرامطہ نے عسقلان پر بھی دھاوا کردیا اور اسپر بھی
محاصرہ ڈالدیا - رسد و غلہ کی آمد بند ہوگئی - نہایت سختی سے بسر ہونے لگی جوہر نے
افتکین سے مصالحت اور سازش کی بابت خط و کتابت شروع کی اور بادشاہ
قرامطہ اسکو اس سے روک رہا تھا آخرکار جوہر نے ملاقات کرنے کی درخواست
کی افتکین نے منظور کرلی دونون ایک مقام موعود پر ملے - جوہر کہنے لگا یہ قتل و خونریزی
تمہاری وجہ سے ہوئی ہین تم کو برابر مصالحت کا پیام دے رہا تھا" افتکین نے
جواب دیا "مین اس معاملہ مین معذور ہون یہ سارا ساختہ پرداختہ بادشاہ قرامطہ کا
کا ہے" اسی قسم کی دونون مین تھوڑی دیر تک گفتگو ہوتی رہی آخر مین یہ طے پایا کہ افتکین
محاصرہ اٹھالے اور جوہر اپنے آقا نامدار عزیز سے اس حسن سلوک کا معاوضہ دلوائے
اس امر کے طے ہونے پر جوہر نے ایفاء وعدہ کی قسم کھائی - افتکین اپنے لشکرگاہ
مین واپس آیا اور بادشاہ قرامطہ سے کل حالات بتلائے - بادشاہ قرامطہ
نے افتکین کو اسپر نصیحت و فضیحت کی جوہر کی چالاکیان اور مکاری بیان کرتے
ہوئے یہ کہا کہ محاصرہ اٹھا لینے کے بعد جوہر اپنے آقا نامدار عزیز کے پاس جائیگا
اور اس طیاری سے ہم لوگون پر حملہ آور ہوگا کہ جسکا جواب دینا ہمارے امکان سے باہر
ہوگا - بہتر یہ ہے کہ تم اپنے قول و قرار سے منحرف ہوجاؤ - افتکین نے بادشاہ قرامطہ
کی اس نصیحت پر توجہ نہ کی اور جوہر کو معہ اسکے ہمراہیون کے مصر جانے کی اجازت
دے دی - چنانچہ جوہر محاصرہ سے نجات پاکے مصر کیجانب روانہ ہوا - عزیز کے

نوٹ ۱ شہر رملہ سے تین کوس کے فاصلہ پر نہر طواحسین تھی اسی سے شہر مین پانی جاتا
تھا افتکین اور بادشاہ قرامطہ نے اسی نہر پر اپنے مورچے قائم کئے تھے اور شہر مین پانی کا
جانا بند کردیا - تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۸ صفحہ ۲۶۱ مطبوعہ مصر -

دربار مین پہنچکے کل واقعات عرض کیے - اور سمجھا بوجھا کے ان لوگون پر فوجکشی کرنے پر
ابھار دیا - عزیز نے جوہر کے کہنے کے مطابق فوجین آراستہ کرکے چڑھائی کردی -
مقدمتہ الجیش پر جوہر تھا افتکین اور بادشاہ قرامطہ یہ جنبر یا کے رملہ چلے آتے
تھے اور فراہمی لشکر کی فکرین کرنے لگے اس عرصہ مین عزیز نے محرم ۳۶۷ھ مین
پہنچکر رملہ کے باہر مورچے قایم کیے اور افتکین سے کہلا بھیجا کہ تم میری اطاعت قبول
کرلو مین تم کو اپنے لشکر کا سردار مقرر کردونگا - جاگیرین دونگا - جس ملک کو پسند
کروگے اسکی حکومت عطا کرونگا - اور اس امور کے طے کرنے کو مجھ سے آکر ملجاؤ
افتکین صف لشکر سے نکلکر پیادہ پا دونون لشکرون کے درمیان مین آکے کھڑا
ہوا اور عزیز کے قاصد سے کہا تم جاکر امیر المومنین سے بادب تمام میرا
یہ پیام کہدو کہ اگر چند ساعت پیشتر یہ پیام مجھے ملجاتا تو مجھے اسکے تعمیل مین عذر نہ تھا
مگر اب یہ ناممکن ہے - قاصد افتکین سے رخصت ہوکر عزیز کے لشکر کیجانب روانہ ہوا
اور افتکین نے عزیز کے میسرہ پر حملہ کردیا - اس حملہ مین عزیز کے میسرہ کو ہزیمت ہوئی
ایک گروہ کثیر کام آیا - عزیز نے اس امر کا احساس کرکے اپنے میمنہ کو حملہ کرنے کا
حکم دیا اور خود بھی حملہ آور ہوا - افتکین اور شاہ قرامطہ کو ہزیمت ہوئی مغربی فوجون نے
تلوارین نیام سے کھینچ لین تقریباً بیس ہزار فوج منہزم گروہ کی کمیت رہی -
کامیابی کے بعد عزیز اپنے خیمہ مین واپس آیا فتحمند گروہ نے قیدیان جنگ
کو پیش کرنا شروع کیا - جو شخص قیدی پیش کرتا تھا اسکو خلعت دیجاتی تھی -
عزیز نے منادی کرادی کہ جو شخص افتکین کو گرفتار کرلائے گا اسکو ایک لاکھ
دینار دیے جائینگے - اتفاق سے مفرج بن دغفل طای سے اور افتکین سے
ملاقات ہوگئی افتکین نے پیاس کی شکایت کی مفرج نے اسکو پانی پلایا اپنے
جائے قیام مین ٹھیراکے عزیز کے پاس گیا اور اسکو افتکین کا پتہ بتلاکے ایک

لاکھ دینار وصول کر لئے - پس جسوقت افتکین عزیز کے روبرو پیش کیا گیا - چونکہ عزیز کو اسکے مارے جانے کا یقین کامل ہو چکا تھا اسوجہ سے بیحد مسرت ہوئی اور کمال توقیر سے افتکین کے لئے خیمہ نصب کرایا - جو کچھ مال و اسباب اسکا لوٹ لیا گیا تھا وہ سب کا سب واپس کرا دیا اور معہ اسکے مراجعت کر کے مصر آیا اپنے خاص مصاحبت کا اعزاز عنایت کیا - حجابت کے عہدہ سے ممتاز فرمایا

بعد اسکے ایک شخص کو اعصم قرمطی بادشاہ قرامطہ کو بہی واپس لانے کی غرض سے مامور کیا چنانچہ اس شخص نے اعصم قرمطی سے طبریہ مین جا کے ملاقات کی اور اس سے عزیز کے پاس مصر چلنے کو کہا اعصم نے مصر جانے سے انکار کیا - اس شخص نے عزیز کو اس واقعہ سے مطلع کیا عزیز نے بیس ہزار دینار اعصم کو بہیجے اور اسیقدر ہر سال دینے کا وعدہ کیا مگر اعصم اسپر بہی مصر نہ کیا اور اوسیوقت طبریہ سے احسار چلا آیا -

ان واقعات کے بعد افتکین کو وزیر یعقوب بن کلس نے اسوجہ سے کہ افتکین عزیز کے ناک کا بال ہو رہا تھا زہر دے دیا - عزیز کو اسکی خبر لگ گئی گرفتار کرا کے چالیس روز تک قید مین رکھا اور پانچ لاکھ دینار جرمانہ لے کے رہا کر دیا اور بدستور عہدۂ وزارت پر مامور کیا - ماہ ذی قعدہ ۳۸۱ھ مین جوہر کاتب نے وفات پائی بجائے اسکے اسکا بیٹا حسن مقرر کیا گیا قائد القواد کا مبارک لقب مرحمت ہوا -

افتکین نے اپنے زمانہ حکومت مین قسام نامی ایک شخص کو دمشق مین اپنی نیابت پر مامور کیا تھا افتکین کے دمشق چہوڑنیکے بعد اسکا رعب داب بڑہ گیا - کچھ لوگ اسکے مطیع و تابع ہو گئے رفتہ رفتہ چند شہرون پر قابض بھی ہو گیا - پس جب افتکین اور قرامطہ کو ہزیمت ہوئی تو عزیز نے اپنے نامی سپہ سالار ابو محمود بن ابراہیم کو والی دمشق مقرر کر کے دمشق روانہ کیا اسوقت دمشق اور اسکے قرب و جوار

کے شہرون پر قسام قابض و متصرف ہو رہا تھا - اور عزیز کے نام کا خطبہ پڑھ رہا تھا
اسکی موجودگی مین ابو محمود کی کچھہ پیش نہ گئی - قسام بدستور کرسی حکومت پر متمکن
رہا اسی اثنار مین ابو تغلب بن حمدان والی موصل عضد الدولہ سے شکست کھا کے
دمشق کی طرف آیا قسام نے اسکو اس خیال سے کہ مبادا یہ خود خواہ بحکم عزیز یا
دیگ دہینگا پن سے شہر پر قبضہ نہو جائے دمشق مین داخل نہونے دیا اس
باعث سے مابین ابو تغلب اور قسام کے ناصافی پیدا ہو گئی اور نوبت جدال و قتال
کی پہنچگئی - بالآخر ابو تغلب طبریہ چلا گیا اسکے بعد عزیز کا لشکر بسرکردگی سپہ سالار
فضل دمشق آپہنچا - اور قسام پر دمشق مین محاصرہ ڈالدیا - مگر اتفاق کچھہ ایسا پیش
آیا کہ یہ لشکر بے نیل مرام عزیز کے پاس چلا گیا تب عزیز نے ۳۶۵ھ مین ایک
دوسری فوج بسرکردگی سلیمان بن جعفر بن فلاح دمشق روانہ کی - سلیمان
نے دمشق کے باہر پڑاؤ کیا - قسام نے اپنے آدمیون کو اشارہ کر دیا انہون
نے لڑکر سلیمان کو اس مقام سے جہانکہ اس نے پڑاؤ کیا تھا ہٹا دیا

انہین دنون مفرج بن جراح امیر نبی طے اور کل عرب سرزمین فلسطین
مین مقیم رہتے - انکی جماعت اور نیز شوکت و شان بڑہ گئی تھی - قرب و جوار کے سرحدی
شہرون کو قتل و غارتگری سے پامال کر رہے تھے عزیز نے ایک لشکر انکی سرکوبی
کو بسرافسری اپنے سپہ سالار بلتکین ترکی کے روانہ کیا چنانچہ یہ لشکر کوچ و
قیام کرتا ہوا رملہ کی جانب روانہ ہوا - قبیلہ قیس کا ایک گروہ کثیر اسکے
لشکر مین آملا بعد ازان مفرج بن جراح اور بلتکین سے مڈبھیڑ ہوئی بلتکین
نے چند روز سنہ فوج کو پہلے سے کمینگاہ مین بیٹھار کھا تھا مفرج کو اس وجہ سے
ہزیمت ہوئی - بھاگ کر انطاکیہ پہنچا - والی انطاکیہ نے اسکو پناہ دے دی
اس عرصہ مین بادشاہ روم نے قسطنطنیہ سے بلاد شامیہ کیجانب خروج کیا -

مفرج کو اس سے خطرہ پیدا ہوا بکجور خادم سیف الدولہ والی حمص کو اس واقعہ سے مطلع کرکے امداد طلب کی۔ بکجور نے مفرج کی استدعا منظور کرلی اور کماحقہ اسکی مدد کی۔

بعد اسکے بلتکین نے دمشق کی جانب رخ کیا اور قسام سے یہ کہلا بھیجا کہ مین کسی غرض سے نہین آیا محض اصلاح حال شہر کیوجہ سے آیا ہوا ہون۔ قسام کے ساتھ جیش بن صمصامہ ہمشیرہ زادہ ابو محمود بھی دمشق ہی مین موجود تھا۔ بعد ابو محمود کے سند حکومت دمشق اسیکو مرحمت ہوئی تھی۔ غرض قسام شہر دمشق سے نکلکے بلتکین کے پاس آیا بلتکین نے اسکو معہ اسکے ہمراہیون کے شہر کے باہر قیام کرنے کو کہا۔ اس سے قسام کو خطرہ پیدا ہوا فوراً شہر کیجانب لوٹ کھڑا ہوا اور لڑائی کی طیاری کردی۔ خم ٹھونک ٹھونک کے دونون حریف میدان جنگ مین آگئے اتفاق یہ کہ اس معرکہ مین قسام کے ہمراہیون کو ہزیمت ہوئی۔ بلتکین نے اطراف شہر مین داخل ہوکے قتل و غارتگری کا بازار گرم کردیا مکانات مین آگ لگادی۔ اہل شہر نے گھبراکر بلتکین سے امن کی درخواست کرنے کی راے قایم کی اور اسی غرض سے اسکی خدمت مین حاضر ہونے کی اجازت طلب کی بلتکین نے ان لوگون کو حاضری کی اجازت دے دی قسام کو اس واقعہ کی اطلاع ہوئی سنتے ہی بدحواس ہوگیا مگر چارکار کچھ نہ تھا۔ اہل شہر نے بلتکین کیخدمت مین حاضر ہوکے اپنے لئے اور نیز قسام کے لئے امن حاصل کرلی۔ ہنگامہ کارزار فرو ہوگیا۔ خلائق اپنے اپنے مکانات مین آآکے آباد ہوئی۔ بلتکین نے اپنی جانب سے خطلغ نامی ایک امیر کو شہر کی حکومت پر مامور کیا۔ چنانچہ خطلغ محرم ۳۷۲ھ مین امارت کا جھنڈا لئے ہوئے شہر مین داخل ہوا۔ اسکے دوسرے دن قسام کسی خیال سے روپوش ہوگیا۔ بلتکین کے ہمراہیون نے قسام اور انکے مصاحبون کے مکانات لوٹ لئے قسام نے یہ خیال کرکے کہ اب جانبری دشوار

ہے اپنے کو بلتکین کے دربار مین حاضر کر دیا اور معذرت کی بلتکین نے اسکی معذرت قبول کرلی اور اسکو بعزت اور احترام مصر روانہ کر دیا عزیز نے اپنی بینظیر فیاضی و رحم دلی سے اسکو بھی امن عنایت کی۔

بکجور جو کہ سیف الدولہ کا خادم اور اسکی جانب سے حمص کا گورنر تھا اُن دنون جبکہ دمشق عزیز اور شام کی فوجون کا میدان کارزار بنا ہوا تھا حمص سے عزیز کے لشکر کو رسد و غلہ بہیج رہا تھا اور اپنی اس حسن خدمت کی اطلاع عزیز کو دیتا جاتا تھا۔ بعد ان واقعات کے ۳۷۳ھ مین ابو المعالی اور بکجور مین چل گئی۔ بکجور نے عزیز سے اسکی شکایت کی عزیز نے ابو المعالی کی گوشمالی اور اسکو حکومت دمشق دینے کا وعدہ کیا اسی اثنا مین اتفاق یہ پیش آیا کہ معزیون نے مصر مین وزیر السلطنت ابن کلس کے خلاف بغاوت کر دی اور اُسکے قتل پر تل گئے۔ اس ہنگامہ کے فرو کرنے کی غرض سے عزیز کو دمشق سے بلتکین کے بلانے کی ضرورت محسوس ہوئی چنانچہ عزیز نے بلتکین کو دمشق سے طلب فرما لیا اور بجاے اسکے بکجور کو دمشق کی زمام حکومت سپرد کی۔

ماہ رجب ۳۷۳ھ مین بکجور علم حکومت لئے ہوئے دمشق مین داخل ہوا چونکہ اسکو کسی ذریعہ سے یہہ معلوم ہو گیا تھا کہ ابن کلس وزیر السلطنت عزیز کو منع کر رہا ہے کہ بکجور کو حکومت دمشق نہ بجائے اس عداوت و کینہ سے بکجور نے دمشق مین داخل ہوتے ہی ابن کلس کے اور دون اور اس کے ہواخواہون کو پامال کرنا شروع کیا۔ تھوڑے دنون بعد رعایاے دمشق کو بھی ایذائین پہونچانے لگا۔ ابن کلس کو اسکی خبر لگ گئی موقع پاکے عزیز سے اسکی شکایت جڑدی کہ بکجور والی دمشق بڑا متمرد و سرکش ہو گیا ہے ظلم و جفاکاری اسکا شیوہ ہو رہا ہے اگر معزول نہ کیا جائے گا تو صوبہ

دمشق ویران ہوجائے گا پس عزیز نے ۳۷۸ھ مین ایک لشکر عظیم بسرافسری منیر خادم بکجور کو ہوش مین لانے کی غرض سے روانہ کیا روانگی کے بعد نزال والی طرابلس کو اسکی امداد کرنے کو لکھا - بکجور نے بھی اس واقعہ سے مطلع ہوکے گرد و نواح کے عرب کو مجتمع کرلیا اور آلات حرب سے ان کو مسلح کرکے خم ٹھونک کر میدان جنگ مین آگیا مگر پہلے ہی حملہ مین شکست کھا کے بھاگ کھڑا ہوا ادھر بکجور یہ خیال کرکے کہ مبادا نزال نہ آجائے اہل دمشق کے لئے امان حاصل کرکے رقہ چلا گیا اور اسپر مستولی و متصرف ہوگیا - اُدھر منیر نے بھی دمشق مین داخل ہوکے کامیابی کے ساتھ قبضہ حاصل کرلیا - استقلال و استحکام سے حکمرانی کرنے لگا - اس واقعہ کے بعد بکجور نے دمشق سے رقہ مین پہنچکے سعد الدولہ والی حلب سے حمص کی حکومت کی درخواست کی سعد الدولہ نے کسی مصلحت سے اسکو منظور نہ کیا - اس بنا پر بکجور نے عزیز سے سعد الدولہ پر فوج کشی کرنے کی اجازت طلب کی عزیز نے بکجور کی درخواست منظور فرماکے فوجین عنایت کین اور نزال والی طرابلس کو اسکی کمک اور امداد کرنے کو لکھ بھیجا - چنانچہ بکجور نے فوجون کو مرتب کرکے سعد الدولہ پر چڑھائی کردی - سعد الدولہ نے بھی مدافعت و مقابلہ کی غرض سے فوجین فراہم کرلین اور حلب سے نکلکے میدان جنگ مین آگیا نزال نے اپنے دل مین یہ ٹھان لی تھی کہ جس طرح سے ممکن ہو جنگ کے وقت بکجور کو دغا دیجائے - اسکو اس امر پر عیسیٰ بن نسطورس وزیر السلطنت نے اُبھارا تھا جو بعد ابن کلس کے قلمدان وزارت کا مالک ہوا تھا - انہین دنون عامل انطاکیہ نے بادشاہ روم سے امداد کی درخواست کی تھی اور اس نے ایک فوج کثیر التعداد اسکی کمک پر بھیجدی تھی - الغرض نزال نے اپنے منصوبہ کے مطابق ان عربون سے جو بکجور کے رکاب مین تھے معرکہ

جنگ نے وقت بھاگ جانے کی بابت سازش کرلی اور ان سے اس
معاملہ کے انجام ہو جانے پر بڑے بڑے وعدے کئے۔ پس جسوقت دونون
فوجون کا مڈبھیڑ ہوا۔ بگچور کو کسی ذریعہ سے اس سازش کی خبر لگ گئی
مرنے پر کمربستہ ہو کر بقصد سیف الدولہ حملہ آور ہوا اور لولو کبیر (سیف
الدولہ کے خادم) کا ایک ہی وار سے کام تمام کر دیا۔ سیف الدولہ نے لولو
کبیر کو خاک و خون پڑ پٹتا ہوا دیکھ کے بگچور پر حملہ کیا۔ بگچور شکست کھا کے بعض
قبائل عرب مین جا چھپا اور دو چار روز کے بعد اپنی حالت درست کر کے
سیف الدولہ پر پھر حملہ آور ہوا مگر پہلے ہی حملہ مین خود بگچور کے میدان جنگ سے
پاؤن اکھڑ گئے اور اتنا ردار و گیر مین مارا گیا۔ سعد الدولہ نے اسکے
مال و اسباب کو ضبط کر کے رقہ کیجانب کوچ کیا اور اسپر قابض و متصرف
ہو گیا۔ بگچور کے لڑکون نے عزیز کو اپنے باپ کے مارے جانے کا واقعہ
لکھہ بھیجا اور اس سے سعد الدولہ سے سفارش کرنے کی بابت تحریک
کی۔ چنانچہ عزیز نے سعد الدولہ کے پاس بگچور کے لڑکون کی سفارش کا خط
بذریعہ ایک قاصد کے روانہ کیا اور یہہ بھی تحریر کیا کہ بگچور کے لڑکون
کو میرے پاس مصر بھیجو بصورت اس حکم کے تعمیل نہ کرنے کے
دھمکی بھی دی تھی۔ سعد الدولہ نے ایک بھی نہ سنی عزیز کی سفارت کو نہایت
بری طور سے واپس کیا۔ عزیز نے طیش مین آکے ایک جرار لشکر بسر
افسری منجوتکین حلب کے محاصرہ کرنے کو روانہ کیا۔ منجوتکین نے حلب پر پہنچکے
محاصرہ ڈالدیا ان دنون حلب مین ابو الفضائل ابن سعد الدولہ اور لولو صغیر
خادم سیف الدولہ تھا ان دونون نے سیل بادشاہ روم کی خدمت مین بعض
استمداد سفارت بھیجی اگرچہ اس وقت یہ جنگ بلغارین مصروف تھا

مگر پھر بھی ابو الفضائل کی سفارت پہنچنے پر والی انطاکیہ کو حلب کے محصورون کی امداد کرنے کو لکھہ بھیجا والی انطاکیہ اس حکم کے مطابق پچاس ہزار فوج لیکے حلب کے بچانے کو روانہ ہوا رفتہ رفتہ حبس عاضی پہنچا منجوتکین کو اسکی خبر لگ گئی حلب سے محاصرہ اُٹھا کے کوچ کر دیا اثنا رراہ مین اس سے اور رومیون سے مڈبھیڑ ہوگئی - منجوتکین نے انکو شکست دے دی اور قتل وقید کر کے انطاکیہ کی طرف بڑہا اطراف انطاکیہ مین ہنگامہ نمونہ قیامت برپا ہوگیا -

اسی زمانہ غیر حاضری منجوتکین مین ابو الفضائل اطراف حلب مین بغرض فراہمی غلہ نکل کہڑا ہوا جس سے بیحد گرانی پیدا ہوگئی - جس قدر فراہم کرسکا فراہم کرلیا باقی جو رہگیا اسمین آگ لگادی - پس جب منجوتکین حصار حلب کو پہر واپس آیا اور سر کرنے کی غرض سے فوجون کو حلب کے ارد گرد پہیلا دیا لولو صغیر نے ابو الحسن مغربی کی خدمت مین پیام مصالحت بہیجا - شرائط صلح طے ہو جانے پر باہم صلح ہوگئی منجوتکین نے دمشق کی جانب مراجعت کی - عزیز کو اس واقعہ کی اطلاع ہوئی سخت برہم ہوا - اسیوقت منجوتکین کو محاصرہ حلب پر واپس جانے اور وزیر (ابو الحسن) مغربی کے معزول کرنے کو لکھہ بھیجا - براہ دریا رسد غلہ بھی روانہ کیا - چنانچہ منجوتکین نے پہر حلب کا محاصرہ کرلیا - اہل حلب نے بادشاہ روم کے پاس استمداد و استعانت کی غرض سے سفارت بہیجی اور اسکو اس سلوک کا معاوضہ دینے کا بھی وعدہ کیا - رومی بادشاہ نہایت عجلت سے فوجون کو آراستہ کر کے حلب کیجانب روانہ ہوا لولو صغیر نے اس خیال سے کہ اسلامیون اور اسلام کو اس سے سخت صدمہ اور نقصان پہنچ جائے گا منجوتکین کو بادشاہ

زوم کے آنے سے مطلع کردیا علاوہ بر این جاسوسون نے بھی یہہ خبر منجوتکین تک پہنچادی - منجوتکین نے مصمماً محاصرہ اٹھالیا متعدد بازارین محلہ رائین اور حمامات اثنار محاصرہ مین ویران و برباد ہوگئے اسکے بعد بادشاہ روم حلب پہنچا - ابو الفضائل اور لولو رصغیر ملنے کو آئے - دو چار روز قیام کرکے ملک شام کیجانب کوچ کیا حمص اور شیزر کو مفتوح کرکے تخت و تاراج کردیا - چالیس یوم تک طرابلس کا محاصرہ کئے رہا - مگر کامیابی کی صورت نظر نہ آئی - مجبور ہوکر اپنے ملک کو واپس گیا - ان واقعات کی خبر عزیز تک پہنچی - بیحد شاق گزرا - جہاد کا اعلان کرکے ۳۸۱ھ مین قاہرہ سے خروج کردیا اتنے مین منیر نے دمشق مین عزیز کے خلاف علم بغاوت بلند کیا - منجوتکین نے اس سے مطلع ہوکے اس ہنگامہ کے فرو کرنے کو دمشق کیجانب قدم بڑھایا -

اخبار وزراء معز لدین اللہ علوی و الی افریقیہ و مصر کا وزیر السلطنت یعقوب بن کلس تھا اصلاً یہودی تھا پھر ایمان لایا - اخشیدیہ کے دور حکومت مین مصر کے انتظامی امور کا ایک یہ بھی منصرم تھا ابو الفضائل بن فرات نے اسکو ۳۵۷ھ مین معزول کردیا اور کچھ جرمانہ بھی کیا - یعقوب اسکو ادا نہ کرسکا روپوش ہوگیا - بعد چندے مصر سے مغضوب بھاگ گیا اور معز لدین اللہ کی دربار مین پہنچکے رسوخ حاصل کیا اور اسکے ساتھ مصر آیا رفتہ رفتہ قلمدان وزارت کا مالک بن گیا - دربار معزیہ مین اسکی بڑی عزت و توقیر تھی بعد معز لدین اللہ کے عزیز بن معز لدین اللہ سریر حکومت پر متمکن ہوا اسنے بھی یعقوب کو بدستور عہدۂ وزارت پر قایم و بحال رکھا تا آنکہ

سنہ ۳۸۰ھ مین یعقوب نے وفات پائی عزیز نے نماز جنازہ پڑہائی تجہیز وتدفین مین شریک ہوا، اسکی طرف سے اسکا دین (قرضہ) ادا کیا اور اسکی مفوضہ خدمات کو یون تقسیم کیا کہ عدالتی و انتظامی خدمت حسن بن عمار سپرد ارکتامہ مرحمت ہوئی اور مالی خدمت عیسےٰ بن نسطورس کو سپرد کی گئی - اسیوقت سے دولت علویہ کی وزارت برابر اہل اقلام کے قبضہ مین رہی اور یہہ لوگ بڑے ذی رتبہ اور عظیم الشان تھے منجملہ انکے وزراء کے بارزی تھا - یہہ باوجود وزارت پناہ ہونے کے قاضی القضاۃ اور داعی الدعاۃ بھی تھا - اس سے یہ درخواست کیگئی تھی کہ اسکا نام سکہ پر مسکوک کیا جائے - اسنے اسکو نامنظور کیا اور بخیال اسکے کہ مین مجبور نہ کیا جاؤن غریب الوطنی اختیار کر لی - مقام تنیس مین کسی نے مار ڈالا -

ابو سعید نسری بھی دولت علویہ کا ایک نامور وزیر تھا یہ پہلے یہودی تھا مگر عہدۂ وزارت پر پہنچنے سے مسلمان ہوگیا تھا -

جرجائی بھی اسی سلسلہ کا ایک جلیل القدر شخص تھا اسکو کسی امر کی بابت لکھنے کو منع کیا گیا تھا اسنے اسکی تعمیل نہ کی اسپر حاکم نے اس کے ہاتھ کاٹنے کی قسم کہالی اور معزول کر دیا - مگر پھر اسکے تیسرے روز عہدۂ وزارت پر بحال کر دیا گیا - اور خلعت خوشنودی سے سرفراز و ممتاز ہوا -

ابن ابی کدینہ نے تیرہ مہینے وزارت کی بعد ازان معزول ہوکر مار ڈالا گیا -

ابو الطاہر بن باشاد وزیر السلطنت دیندار آدمیون سے تھا

اس نے وزارت سے استعفا دے کے جامع مصر مین گوشہ گزینی اختیار کرلی ۔ ایک روز رات کے وقت چھت پر سے گر کر مرگیا ۔

وزیر السلطنت ابو القاسم بن مغربی آخری وزیر تھا اسکے بعد بدر جمالی زمانہ حکومت خلیفہ مستنصر مین سیف الدولہ کے قلمدان وزارت کا مالک ہوا ۔ اسکے دور دولت مین بدر نے بہت بڑے زور و شور سے وزارت کی اور اسکے بعد بھی یہہ اسی حالت پر رہا جیسا کہ ان کے حالات کے ضمن مین بیان کیا جاے گا ۔

قضاۃ کے حالات نعمان بن محمد بن منصور بن احمد بن حیون زمانہ حکومت معز لدین اللہ علوی مین قیروان کا قاضی تھا ۔ جب معز مصر مین آیا تو نعمان بھی اسکے رکاب مین تھا ۔ مصر مین پہنچکے معز لدین اللہ نے نعمان کو عہدۂ قضا مرحمت کیا تا آنکہ اسنے اسی عہدہ پر وفات پائی بجاے اسکا بیٹا علی مامور ہوا ۔ ۳۷۴ھ مین یہ بھی مرگیا تو عزیز نے اسکے بھائی ابو عبد اللہ محمد کو عہدۂ قضا پر مامور کیا ۔ خلعت دی اور اپنے ہاتھہ سے اسکے گلے مین تلوار حمائل کی ۔ معز نے اسکے باپ سے اسی محمد کو مصر مین عہدۂ قضا دینے کا وعدہ کیا تھا ۔ ۳۸۹ھ عہد خلافت حاکم مین اس نے بھی وفات پائی ۔ یہ شخص بہت بڑا جلیل القدر کثیر الاحسان اور عدالت و افتا مین بیحد محتاط تھا اسکا زمانہ قضا خلائق کے لئے رحمت الہی کا ایک نمونہ تھا بعد اسکے اسکا چچا زاد بھائی ابو عبد اللہ حسین علی بن نعمان عہد خلافت حاکم مین عہدۂ قضا سے سرفراز کیا گیا بعد چندے ۳۹۴ھ مین معزول کردیا گیا اور قتل ہوکر جلا دیا گیا ۔ بعد اسکے ملکہ بن سعید القارقی مامور ہوا تا آنکہ ۴۰۵ھ اطراف قصور مین حاکم نے اسکو سزاے موت دی خلیفہ حاکم کی آنکھون

مین اسکی بہت بڑی عزت تھی - امور سلطنت مین اسکو دخل تام تھا اور خلوت وجلوت مین یہ خلیفہ حاکم کا ہمراز ومصاحب تھا - ملکہ کے مارے جانے پر احمد بن محمد بن عبد اللہ بن ابی العوام عہدہ قضا سے سرفراز کیا گیا - یہی شخص دولت علویہ کے آخری دور تک عہدۂ قضا پر رہا -

قاضی کے متعلق دادرسی اور دعوت کی خدمت سپرد رہا کرتی تھی اور گاہے گاہے داعی الدعاۃ کا عہدہ قاضی سے لے لیا جاتا تھا اور اس خدمت پر ایک دوسرا شخص مامور ہوا کرتا قاضی اُن عہدہ داران دولت سے تھا جو جمعہ اور عیدون مین خلیفہ کے ساتھہ بوقت خطبہ دینے کے منبر پر چڑہا کرتے تھے -

حاکم بامر اللہ کی خلافت

ہم اوپر بیان کر آئے ہین کہ عزیز نے ۳۸۱ھ مین جہاد کا اعلان کیا تھا اور رومیون پر جہاد کرنے کی غرض سے فوجین آراستہ کرکے خروج کر دیا تھا کوچ وقیام کرتا ہوا بلبیس پہنچا - بلبیس مین پہنچکے ایسے چند امراض مین مبتلا ہوا کہ انہین کے صدمہ سے آخری رمضان ۳۸۶ھ مین اپنی حکومت وخلافت کے ساڑہے گیارہ سال پورے کرکے مر گیا - بعد اسکے اسکا بیٹا ابو علی منصور[1] سریر خلافت پر متمکن ہوا اور حاکم بامر اللہ کا خطاب اختیار کیا - ارجوان جو خادم اسکے عہد حکومت مین بھی امور سلطنت کا منصرم اور اسپر مستولی ومتغلب تھا جیسا کہ اسکے باپ عزیز کے عہد حکومت مین تھا اور ابو محمد حسن بن عمار ہر کام مین ارجوان کا رفیق وشریک تھا - ارجوان خلیفہ کے شاہی مین حاکم کے ساتھہ رہتا

[1] ابو علی منصور کی عمر بوقت تخت نشینی گیارہ سال کی تھی - تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۹ صفحہ ۸۳ مطبوعہ لیدن

تنہا اور ابو محمد حسن امور سلطنت کی نگرانی کر رہا تھا اسنے آہستہ آہستہ کل انتظامی اور مالی صیغون پر قبضہ کر لیا "امین الدولہ" کے لقب سے اپنے کو ملقب کیا۔ کتامہ کی بن آئی رعایا کے مال اور عزت کو اپنی خواہشات نفسانی کا شکار کرنے لگے۔ منجوتکین کو یہہ امر اور نیز ابو محمد کا کام مین پیش پیش ہونا ناگوار گزرا ارجوان کو لکھہ بھیجا کہ اگر تم میری موافقت کرو تو مین علم حکومت کے خلاف بغاوت کا جھنڈا بلند کر دون ارجوان کا دل ابو محمد سے تو پک ہی گیا تھا منجوتکین سے سازش کر لی۔ چنانچہ منجوتکین نے خودسری کا اظہار کر کے ایک فوج دمشق سے مصر کو روانہ کی جسکا سردار سلیمان بن جعفر بن فلاح تھا ابو محمد کو اسکی اطلاع ہوئی تو اسنے بھی مصری لشکر کو اس طوفان کے روک تھام کرنے کو روانہ کیا۔ مقام عسقلان مین دونون فوجون کا مقابلہ ہوا ایک سخت و خونریز جنگ کے بعد منجوتکین کو ہزیمت ہوئی۔ دو ہزار آدمی اسکے کھیت رہے اور خود بھی اشارہ دار و گیر مین گرفتار کر لیا گیا اور پا بزنجیر مصر بھیجدیا گیا۔ ابو محمد نے مصلحتاً مشرقی فوجون کو ملانے کی غرض سے منجوتکین کو رہا کر دیا اور اپنی طرف سے ملک شام پر ابو تمیم سلیمان بن فلاح کتامی کو مامور کیا اسنے طبریہ مین پہنچکے اپنے بھائی علی کو سند حکومت عطا کر کے دمشق بھیجا اہل دمشق نے علی کی سرداری تسلیم نہ کی لڑنے پر آمادہ ہوئے۔ ابو تمیم نے اہل دمشق کے پاس اپنی سفارت بھیجی اور انکو سرکشی اور مخالفت کے عواقب امور سے ڈراتے ہوئے اپنے جاہ و جلال کی دھمکی بھی دی۔ اہل دمشق نے ڈر کر اطاعت قبول کر لی اور علی کی سرداری و حکومت تسلیم کر کے شہر پناہ کے

دروازے کھولدئے علی نے شہر مین داخل ہوتے ہی دندمچادی خونریزی اور غارتگری کا بازار گرم کردیا کسیکو قید کیا کسیکو قتل کیا - ابوتمیم کو اسکی خبر لگی فوراً دمشق آپہنچا اور اہل دمشق کو علی کے پنجہ غضب سے نجات دیکے علی کو دمشق سے طرابلس کی حکومت پر تبدیل کردیا اور طرابلس کے سابق حکمران جیش بن صمصامہ کو معزول

جیش نے معزولی کے بعد مصر کا راستہ لیا - تھوڑے دنون کے سفر کے بعد مصر مین داخل ہوا ارجوان کے پاس آمد و رفت شروع کی جیش اور ارجوان نے متفق ہوکے یہ رائے قایم کی کہ ابومحمد اور کل سرداران کتامہ کو جو اسکے مصاحب و مشیر ہین جس طرح سے ممکن ہو مملکت مصر سے نکال دینا چاہا - اس سازش مین شکر خادم عضد الدولہ بھی شریک تھا -

شکر عضد الدولہ کا خادم خاص تھا بعد وفات عضد الدولہ وادبار شرف الدولہ برادر عضد الدولہ مصر چلا آیا تھا اور عزیز کے دربار مین پہنچکے ایک قسم کا رسوخ پیدا کرلیا تھا - اسی تعلق سے یہ ارجوان اور جیش کے ساتھ رہا کرتا تھا -

اتفاق سے ابومحمد کو اس سازش کی اطلاع ہوگئی - اسنے بھی ارجوان وغیرہم اپنے مخالفین کے زیر کرنے کی تدبیرین شروع کردین - جاسوسون نے ارجوان تک یہ خبر پہنچادی پھر کیا تھا دونون فریق مین فتنہ و فساد کی آگ مشتعل ہوگئی مشرقی اور مغربی فوجون نے تلوارین نیام سے کھینچ لین - کشت و خون شروع ہوگیا - اس معرکہ مین مغربیون کو ہزیمت ہوئی - ابومحمد بخوف جان روپوش ہوگیا - ارجوان نے حاکم کی خدمت مین حاضر ہوکے

کل واقعات عرض کئے اور اسکو سریر خلافت پر جلوہ افروز کرکے اسکی خلافت وحکومت کی دوبارہ بیعت لی۔

تجدید بیعت کے بعد ارجوان نے سپہ سالاران دمشق کو ابوتمیم کی گرفتاری کی بابت ایک خفیہ تحریر بھیجدی کسیکو کانوں کان خبر نہوئی سپہ سالاران دمشق اور اہل شہر نے دفعتہً یورش کرکے ابوتمیم کے گھر بار اور خزانہ کو لوٹ لیا۔ کتامہ کی خونریزی شروع ہوگئی۔ فتنہ وفساد کا دروازہ کھل گیا ایک مدت تک دمشق مین اس فساد کی آگ مشتعل رہی عوام الناس اور بازاری امور سلطنت پر مستولی ہوگئے۔

بعد اسکے ارجوان نے ابومحمد کی تقصیر معاف کردی دربار شاہی مین حاضر ہونے کی اجازت دی اور اسکی تنخواہ مقرر کرکے بدستور قدیم مکان مین قیام کرنے کا حکم دیا۔

انہین واقعات کے اثنا مین اہل شام مین بغاوت پھوٹ نکلی۔ اہل صوبہ باغی ہوگئے ایک ملاح قلاقہ نامی کو اپنا امیر بنالیا۔ مفرج بن دغفل بن جراح نے بھی علم خلافت کی اطاعت سے انحراف کرکے خودسری اختیار کرلی۔ رملہ مین پہنچکے قتل وغارت گری شروع کردی۔ دوقس بادشاہ روم بھی جو ایسے مواقع کا منتظر اور حکومت اسلامیہ کا قدیمی رقیب تھا قلعہ افامیہ پر چڑھ آیا اور اسکا محاصرہ کرلیا۔ ارجوان نے ان واقعات سے مطلع ہوکے ایک عظیم فوج کو لشکر افسری جیش بن صمصامہ رملہ کیجانب روانہ کیا اور دوسری فوج کو لشکر گرگی ابوعبداللہ حسین بن ناصرالدولہ بن حمدون صور کی طرف بڑھنے کا حکم دیا۔ چنانچہ ابوعبداللہ نے صور کے قریب پہنچکے بری اور بحری لڑائی شروع کردی۔ قلاقہ نے بادشاہ روم سے امداد

طلب کی بادشاہ روم نے ایک بیڑہ جنگی کشتیون کا قلاقہ کی کمک پر بھیجدیا
بہت بڑی خونریزی کے بعد اسلامی بیڑہ کو فتحیابی نصیب ہوئی۔ رومی
شکست کھاکے بھاگے اہل صوبہ نے بمجبوری گردن اطاعت جھکا دی
ابوعبد اللہ نے صور پر قبضہ کرکے قلاقہ کو گرفتار کرلیا اور پا بزنجیر ایک
دستہ فوج کی حراست مین مصر روانہ کردیا۔ مصر مین پہنچنے کے بعد
قلاقہ کی کھال کھینچ لیگئی اور صلیب پر چڑھا دیا گیا۔

جیش بن صمصامہ مفرج بن دغفل کی سرکوبی کو رملہ بھیجا گیا تھا
مفرج یہ خبر پاکے جیش کے مقابلہ سے بھاگ کھڑا ہوا۔ جیش کوچ و
قیام کرتا ہوا دمشق پہونچا۔ اہل دمشق ملنے کو آئے جیش بعزت و احترام
ان لوگون سے ملا ان کے ساتھہ احسانات کئے۔ انکے تکالیف رفع کی اور
پھر وہان سے افامیہ کی جانب کوچ کیا جہان پر کہ دوقش بادشاہ
روم معہ اپنے لشکر کے پڑاؤ کئے ہوئے تھا اور بلاد اسلامیہ کو پامال کررہا تھا۔ افامیہ
پر عساکر اسلامیہ اور رومی لشکر سے صف آرائی ہوئی۔ اولاً جیش اور اسکے
ہمراہی شکست کھاکے بھاگے صرف بشارت اخشیدی بن فرارہ
پندرہ سو سوارون کے ساتھہ میدان جنگ مین ٹھیرا ہوا لڑتا رہا۔ اور
دوقش بادشاہ روم اپنے جھنڈے کے نیچے معہ اپنے لڑکون اور چند
غلامون کے کھڑا ہوا رومیون کی قتل و غارتگری اور مسلمانون کی پامالی
دیکھہ رہا تھا اخشیدی کے ہمراہیون مین سے ایک کردی لوہے کا گرز موسوم بہ خشت
لئے ہوے دوقش کی جانب چلا دوقش نے یہ خیال کرکے کہ شاید یہ امن
حاصل کرنے کی غرض سے آرہا ہے اپنی حفاظت نہ کی کردی نے قریب پہنچکے
دوقش پر حملہ کردیا اور پہلے ہی حملہ مین اسکو مار ڈالا۔ دوقش کے

مارے جانے سے رومی لشکر بھاگ کھڑا ہوا اور حبیش کی فوج نے جو میدان جنگ سے گھونگھٹ کھا گئی تھی پھر لوٹ پڑی انطاکیہ تک قتل و قید کرتی اور ان کے مال و اسباب کو لوٹتی ہوئی چلی گئی۔

اس فتحیابی کے بعد حبیش نے دمشق کے باہر ایک میدان مین قیام کیا کسی مصلحت سے دمشق مین نہ گیا۔ نوجوانان دمشق کے سردارون کو جو بانی مبانی ہنگامہ کے ہوئے تھے طلب کرکے اپنی مصاحبت کا اعزاز عنایت کیا اور انہین مین سے ایک گروہ کو اپنا حاجب بھی بنایا روزانہ ان لوگون کے لئے نفیس نفیس کھانے پکواتا اور کمال دریا دلی سے ان کو معہ ان لوگون کے جوان کے ساتھ ہوتے کھلواتا تھا۔ اسی طریقہ سے ایک زمانہ گزر گیا۔ بعد چندے ایک روز جب یہہ لوگ کھانے کے کمرے مین گئے اپنے غلامون کو اشارہ کردیا انہون نے دروازے بند کرکے تلوارین نیام سے کھینچ لین اور ان لوگون کے جان وتن کا فیصلہ کرنے لگے تقریباً تین ہزار آدمی مارے گئے۔ ان لوگون کے مارے جانے سے حبیش کے قلب کو اطمینان حاصل ہوا۔ معہ اپنی فوج کے دمشق مین گیا اور اسکا چکر لگاکے شرفا و روسا شہر کو دربار مین حاضر ہونے کی اجازت دی۔ جب وہ لوگ دربار مین آگئے تو ان لوگون کے روبرو نوجوانان دمشق کے سردارون کے قتل کروایا اور انہین شرفا و روسا شہر کو بطور وفد کے مصر کیطرف روانہ کیا۔ اس سے فتنہ و فساد کی آگ جو مدت مدید سے مشتعل ہو رہی تھی فرو ہوگئی لوگ امن و امان سے اپنے اپنے مکانون مین رہنے لگے۔

ان واقعات کے چند دنون بعد جیش نے بعارضہ بواسیر وفات پائی بجائے اسکے اسکا بیٹا محمود بن جیش دمشق مین حکمرانی کرنے لگا جیش کی وفات سے ارجوان کے بازو کمزور پڑ گئے سیل بادشاہ روم سے نامہ و پیام کرکے دس برس کے لئے مصالحت کر لی - اور ایک فوج برقہ اور طرابلس غرب کے مفتوح کرنے کو روانہ کی چنانچہ اس فوج نے ان دونون مقامات کو بزور تیغ فتح کر لیا - ارجوان نے ان کی حکومت پر یانس صقلی کو متعین کیا -

چونکہ ارجوان کو حاکم والی مصر کی مزاج مین درخور زیادہ پیدا ہو گیا تھا - سیاہ و سفید جو چاہتا تھا کر گزرتا تھا اور یہ امر اب حاکم کو نامطبوع و ناپسند معلوم ہونے لگا - نتیجہ اسکا یہہ ہوا کہ ۳۸۹ھ مین حاکم نے ایک الزام بیجا لگا کے ارجوان کو سزائے موت دیدی -

ارجوان ایک خواجہ سرا تھا اور قدرتی مخنث تھا اسکا وزیر فہد بن ابراہیم نصرانی تھا حاکم نے بعد قتل ارجوان فہد کو اپنے قلمدان وزارت کا مالک بنایا - بعد چندے حسین بن عمار کو بعد ازان حسین بن جوہر سپہ سالار افواج کو بھی قتل کر ڈالا - پھر یہ خبر پا کے کہ حسان بن مفرج طائی اطراف حلب مین لوٹ مار کر رہا ہے چند فوجین بسرافسری یارتگین حلب کی طرف روانہ کین جسوقت یہ فوجین غزہ سے عسقلان کی جانب بڑہین حسان اور اسکے باپ مفرج نے دفعتہً اون پر حملہ کر دیا - یارتگین اور اس کے رکاب کی فوج کو ہزیمت ہوئی - یارتگین کے ہمراہیون مین سے کثیر التعداد آدمی کام آئے - حسان نے عسقلان کے قرب وجوار کو تخت و تاراج کیا رملہ پر قابض ہو گیا - فوجی قوت بھی بڑہا لی - اور ابوالفتوح

حسن بن جعفر (علوی حسنی) امیر مکہ کو مکہ معظمہ سے طلب کر کے خلافت و امارت کی بیعت کی "امیر المومنین" کے لقب سے مخاطب کرنے لگا پھر حاکم نے حسان اور مفرج کو بحکمت عملی نامہ و پیام بھیجکے ملالیا چنانچہ ان لوگون نے ابوالفتوح کو مکہ معظمہ واپس کر دیا اور بدستور قدیم حاکم کا عاشیہ اطاعت اپنے دوش پر لے لیا ابوالفتوح نے بھی مکہ معظمہ مین پہنچکے حاکم کے نام کا خطبہ پڑہا اور اسکے علم حکومت کا مطیع ہوگیا

حاکم نے ان لوگون کی متحدہ قوت کے توڑنے کے بعد اپنی فوجون کو لبرکردگی علی بن جعفر بن فلاح شام کی جانب روانہ کیا۔ علی نے سب کے پہلے رملہ پر چڑہائی کی۔ حسان بن مفرج مقابلہ نکرسکا۔ ہزیمت کھاکے بھاگا۔ علی نے ان شہرون پر قبضہ کرکے اسکے مال و اسباب کو لوٹ لیا اور نیز اُن کل قلعات پر جو جبل شرات مین حسین کے قبضہ مین تھے قبضہ کرلیا۔ ماہ شوال ۳۹۰ھ مین قرب وجوار کے شہرون کو فتح کرتا ہوا دمشق پہونچا اور اسپر بھی کامیابی کے ساتھ قابض و متصرف ہوگیا۔ مفرج اور اسکا بیٹا حسان تقریباً دو برس تک بحالت فقر و فاقہ اِدھر اُدھر مارا پھرا۔ تا آنکہ مفرج نے اسی حالت مین انتقال کیا۔ حسان کی رہی سہی توانائی جاتی رہی گھبراکر حاکم والی مصر سے امن کی درخواست کی حاکم نے اسکو امن دی اور جاگیر بھی مرحمت کی۔ تھوڑے دنون بعد حسان بطور وفد حاکم کے دربار مین حاضر ہوا حاکم نے اسکی عزت افزائی کی اور جایزہ مرحمت کیا۔

خروج ابورکوہ ابورکوہ کی نسبت یہ گمان کیا جاتا ہے کہ اسکا نام ولید

تھا ہشام بن عبدالملک بن عبدالرحمٰن اموی تاجدار اندلوسیہ عظمیٰ کا
بیٹا تھا جبوقت منصور بن ابی عامر اندلوسیہ عظمیٰ پر مستولی ہوگیا اور
شاہزادگان بنو امیہ کو ڈھونڈھ ڈھونڈھ کر قتل کرنے لگا اُس
وقت یہہ ابورکوہ جسکی عمر غالباً بیس برس کی رہی ہوگی بخوف جان
چھپکر قیروان بھاگ گیا اور وہین پر چندے ٹھیرا ہوا لڑکون
کو پڑھاتا رہا بعد ازان مصر چلا آیا - اور حدیث کی کتابت شروع
کردی پھر یہان سے بھی برداشتہ خاطر ہوکر مکہ وہ یمن ہوتا ہوا شام پہونچا
اور اپنے باپ ہشام کے لڑکون مین سے قایم کی امارت کی ترغیب
دینے لگا

اسکی کنیت ابورکوہ اس وجہ سے ہوئی کہ یہہ صوفیونکی عادت
کے مطابق کوزۂ آب اپنے ہمراہ رکھتا تھا -

شام مین تھوڑے دنون قیام کرکے پھر اطراف مصر
مین واپس آیا اور ہلال بن عامر کے بادیہ مین بنی قرہ کے پاس مقیم ہوا
لڑکون کو قران کی تعلیم دیتا اور لوگون کی امامت کرتا تھا - اس حالت
سے ایک مدت گزر گئی جب بنی قرہ سے مراسم اتحاد پیدا ہوگئے
تو جو کچھ اسکے دل مین تھا اسکو ظاہر کرکے قایم کی امارت و حکومت
کی دعوت دینے لگا چونکہ حاکم بامراللہ علوی نے ہر طبقہ کے آدمیون پر قتل و
غارت کا ہاتھہ صاف کرنا شروع کردیا تھا امراء و شرفاء
اور روسا ملک وملت تنگ آگئے تھے بنی قرہ کے ایک گروہ کو بھی
بوجہ انکے فتنہ وفساد کے قتل کرکے جلا دیا تھا - اسوجہ سے ان لوگون
نے ابورکوہ کے کہنے کو بسر وچشم تسلیم کیا اور اسکے مطیع ومنقاد ہوگئے

انسکے ہاتھہ پر بیعت کرلی - ایمن اور لواتہ، مزاتہ اور زناتہ مین جو انکے
ہمسایہ تھے لڑائیان تھین مگر ان سبھون نے ان لڑائیون کو
بالائے طاق رکھہ کے بالاتفاق ابو رکوہ کے علم کی اطاعت کرتی تھی
نیال والی برقہ نے حاکم علوی والی مصر کو اس کی اطلاع کی
حاکم نے ان لوگون سے متعرض نہونے کو لکھہ بھیجا - بعد اسکے
ان لوگون نے مجتمع ہو کے برقہ پر چڑھائی کردی - والی برقہ
سے اور ان سے زمادہ مین صف آرائی کی نوبت آئی - اتفاق یہہ کہ
والی برقہ کو اس معرکہ مین ہزیمت ہوئی سارا مال واسباب اور
آلات جنگ اس کے لوٹ لئے گئے اور اثنار دار و گیر مین
خود بھی مارڈالا گیا -

ابو رکوہ نے اس کامیابی کے بعد داد دہش اور عدل
گستری شروع کردی - حاکم کو اس ہزیمت کی خبر لگی تو اسکے
بھی ہوش درست ہوگئے اپنے سپاہیون اور عمال کو جور و تعدی
اور قتل و غارتگری کی ممانعت کردی اور ایک قلیل مدت مین پانچہزار
سوارون کو مرتب و مسلح کرکے لشکر عنبری ابو الفتوح فضل
بن صالح سپہ سالار کے ابو رکوہ کی سرکوبی کو روانہ کیا
ابو الفتوح منزل بمنزل سفر کرتا ہوا ذات الحمام تک پہونچا
ذات الحمام اور برقہ مین دو منزل کی مسافت تھی مگر یہہ
مسافت نہایت دشوار گزار تھی پانی کا کہین نام و نشان نہین تھا -
ان منزلون مین نہ دریا تھا اور نہ نہر - کنوؤن مین بدقت تمام
بہت دور پانی نکلتا تھا اور وہ بھی قلیل - ابو رکوہ نے یہہ سنکے

کہ ابوالفتوح پانچہزار سوارون کی جمعیت سے آرہا ہے اپنے
ایک سپہ سالار کو حکم دیا کہ دونون منزلون کے کنوون کا پانی اس
قدر نکال لو کہ وہ عدم کے حکم مین ہو جائین سپہ سالار مذکور
نے اس حکم کی کمال مستعدی سے تعمیل کی بعد ازان ابورکوہ
نے جس وقت کہ حریف حملہ آور اس دشوار گزار منزل مین آگیا
مدافعت و مقابلہ کی غرض سے اپنی سپاہ کو مرتب کیا اور اس میدان
مین آپہونچا جہانکہ شدت تشنگی سے ابوالفتوح اور مصری فوج کا بُرا
حال ہورہا تھا - ابورکوہ کی فوج حریف مقابل سے بہت
گئی ابورکوہ کھڑا ہوا جنگ کا تماشہ دیکھ رہا تھا کہ ناگاہ کتامہ کے
ایک گروہ نے خاصہ بہ کے اطاعت کی گردن جھکا دی ابورکوہ نے
امن دی اور اپنے لشکر مین داخل کرلیا - اس سے حاکم کا لشکر بہت
بے سروسامانی سے ہزیمت اٹھا کر مصر کی جانب بھاگا ہزارہا
آدمی مارے گئے - ابورکوہ مظفر و منصور برقہ واپس آیا - اور
متعدد فوجین شیخون مارنے اور غارتگری کرنے کو صعید اور سرزمین
مصر کی جانب روانہ کین - حاکم کو اس واقعہ سے بیحد صدمہ ہوا خود
کردہ پر پچھتایا ادھر اس نے فوجین آراستہ کرکے علی
بن فلاح کو امیر بنا کے ابورکوہ کے سر کرنے کو بھیجا اُدھر
اہل مصر نے در پردہ ابورکوہ کو لکھ بھیجا کہ ہم لوگ حاکم کے جور و تعدی
سے تنگ آگئے ہین اب آپ مصر پر حملہ کیجئے ہم لوگ ساتھ دینے کو طیار ہین
منجملہ ان لوگون کے جنہون نے اس قسم کی خط و کتابت ابورکوہ سے کی تھی حسن
بن جوہر کمانڈر انچیف تھا ابورکوہ اس اندرونی حالت سے مطلع ہوکے برقہ

سے صعید کی جانب بڑھا۔ حاکم نے یہ خبر پاکے اپنے ممالک محروسہ
کی کل فوجین طلب کرلین اور ان کو سامان جنگ عطا کرکے ابورکوہ کے
مقابلہ پر روانہ کیا۔ اس فوج مین علاوہ عرب کے سولہ ہزار
جنگ آور تھے فضل بن عبداللہ اسکا افسر اعلے تھا۔ سب کے پہلے
بنی قرہ سے صف آرائی کی نوبت آئی۔ اس معرکہ مین بنی قرہ کو ہزیمت
ہوئی ان کے سردارون مین سے عبدالعزیز بن مصعب، رافع
بن طراد اور محمد بن ابی بکر مارے گئے۔ بعد اس کے فضل نے اپنی
حکمت عملیون سے سرداران بنی قرہ کو ملانا شروع کیا اس مین
بھی اسکو کامیابی حاصل ہوئی چنانچہ ماضی بن مقرب نے جو بنی قرہ
کا سربرآوردہ سردار تھا سازش کرلی۔ اتنے مین علی بن فلاح
بھی آگیا اسنے ایک دستہ فوج قیوم کی طرف روانہ کیا بنی قرہ
نے اسپر حملہ کرکے اسکو پسپا کردیا۔ حاکم نے مصر سے ایک تازہ دم
فوج اس ہزیمت خوردہ لشکر کی کمک کو روانہ کیا۔ ابورکوہ نے اس سے
مطلع ہوکے اس امدادی فوج کو روکنے کی غرض سے ہرمین کی جانب
کوچ کیا اور اسی دن لوٹ بھی آیا ماضی نے فضل کو اسکی خبر کردی اس لیے
بھی جنگ و مقابلہ کرنے کی غرض سے قیوم کی جانب کوچ کیا اثنا راہ
مین مقام راس برکہ پر دونون حریفون کا مقابلہ ہوگیا ابورکوہ کی فوج
میدان جنگ سے گھونگھٹ کھا گئی بنی کلاب وغیرہم فضل سے امن حاصل
کرکے ابورکوہ سے علیحدہ ہوگئے۔ علی بن فلاح تو میدان کارزار سے اپنے
لشکرگاہ مین واپس آیا اور فضل ابورکوہ کی تلاش و تعاقب مین بڑھا
ماضی نے پہلے بنی قرہ کو دم پٹی دے کے ابورکوہ کی ہمراہی سے

علٰحدہ کردیا بعدہ خود بھی ابورکوہ کو یہ سمجھا کے کہ تم اب نوبہ مین جاکے اپنی جان بچاؤ علٰحدہ ہوگیا۔ ابورکوہ بحال پریشان نوبہ کے ایک قلعہ پر پہنچا اہل قلعہ نے قلعہ مین داخل ہونے سے روکا ابورکوہ نے کہا "مین خلیفہ حاکم بامراللہ کا قاصد ہون والی قلعہ کے پاس پیام لایا ہون" اہل قلعہ نے جواب دیا ہم بادشاہ نوبہ سے تمھاری بابت دریافت کرلین تو قلعہ مین آنے کی اجازت دین ابورکوہ یہ سنکے دروازہ قلعہ پر بیٹھ گیا اہل قلعہ نے اسکی حراست کا انتظام کرکے بادشاہ کو اس واقعہ سے آگاہ کیا۔ بادشاہ نوبہ اس وقت ایک صغیر السن لڑکا تھا جو اپنے باپ کے انتقال کے بعد سریر حکومت پر متمکن ہوا تھا۔ شدہ شدہ فضل کو اس کی خبر لگ گئی فضل نے بادشاہ نوبہ کے پاس اپنی سفارت بھیجی ابورکوہ کو اس سے طلب کیا۔ چنانچہ بادشاہ نوبہ نے ابورکوہ کو شجرہ بن مینا اپنے سرحدی صوبہ دار کے پاس بھیجدیا اور یہہ لکھدیا کہ اسکو حاکم بامراللہ کے نائب کودیدو بس شجرہ نے ابورکوہ کو فضل کے سفیر کے حوالہ کردیا۔ فضل نے اسکے لئے ایک خیمہ علٰحدہ نصب کرایا اور دوسرے دن سوار کراکے مصر روانہ کردیا۔ مصر پہنچنے پر حاکم نے اونٹ پر سوار کراکے سارے شہر مین اسکی تشہیر کرائی بعدازان قتل کرنے کی غرض سے قاہرہ کے باہر لے جانے کا حکم دیا ہنوز مقتل مین نہ پہنچنے پایا تھا کہ اسکا طائر روح قفس عنصری چھوڑکر پرواز کرگیا۔ پھر بھی سر اوتارکر اسکی نعش کو صلیب پر چڑھایا یہہ واقعات ۳۹۷ھ کے ہین۔

حاکم نے اس حسن خدمت کے صلہ مین فضل کی کمال عزت افزائی کی مدارج علیا پر پہنچایا بعدازان کسی بات پر ناراض ہوکر قتل کرڈالا۔

بقیہ اخبار حاکم حاکم بامر اللہ کے عہد حکومت کا ناظم و مدبر حسن بن عمار تھا جو کتامہ کا سردار اور پشت پناہ تھا جیسا کہ ہم اوپر بیان کر آئے ہین اور ارجوان خادم اسکے ناک کا بال ہو رہا تھا - خادمان خلافت پناہی اور کتامیون مین ایک مدت سے رقابت اور باہم چشمک چلی جاتی تھی بسا اوقات یہ رنجش و کشیدگی جدال و قتال کی صورت اختیار کر لیا کرتی تھی - چنانچہ ۳۸۶ھ مین مغربیون اور خادمون مین چل گئی اُدھر سے حسن سوار ہو کر آمادہ جنگ و پیکار ہوا اِدھر سے ارجوان - دونون حریف مین سخت لڑائیان ہوئین آخر کار دونون حریف قتل و خونریزی سے رک گئے حسن معزول کر دیا گیا - ساری عزت و توقیر خاک مین ملگئی خانہ نشین ہو گیا اور ارجوان امور سلطنت کا نظم و نسق کرنے لگا - کاتب بن فہر بن ابراہیم کو دادرسی کی خدمت سپرد کی گئی اور بجائے صندل کے برقہ کی حکومت یانس افسر پولیس کو مرحمت ہوئی - اس اثنا مین ۳۸۹ھ کا دور آگیا اور ارجوان خادم قتل کر ڈالا گیا - زمام نظام حکومت سپہ سالار عبد اللہ بن حسین بن جوہر کے قبضہ اقتدار مین دیگئی - کاتب بن فہر بدستور سابق اپنا مفوضہ کام کرتا رہا -

۳۹۰ھ مین منصور بن بلکتین بن زیری والی افریقیہ کی دائرہ حکومت سے طرابلس نکال لیا گیا - عزیز کے خادمون مین سے یانس نامی ایک شخص مامور کیا گیا - جون ہی یانس وارد طرابلس ہوا منصور کے گورنر عضولہ بن یکار نے زمام حکومت یانس کے سپرد کر دی اور خود معہ اپنے اہل و عیال اور مال و اسباب کے حاکم کی خدمت مین حاضر ہونے کو چل کھڑا ہوا بیان کیا جاتا ہے کہ عضولہ کے ساتھ ۶۰ سے زائد لڑکے تھے پینتیس حرم

(لونڈیان) تعین حاکم نے اس سے بعزت اور احترام ملاقات کی قیام کے لئے محل سرا خاص مین جگہ عنایت فرمائی۔ جاگیرین اور وظائف مقرر کئے پھر بعد چندے صوبہ دمشق کی سند حکومت عنایت فرما کے دمشق کیجانب روانہ کردیا۔ مگر افسوس ہے کہ عضولہ کی زندگی کا حکومت دمشق حاصل ہونے کے ایک برس بعد خاتمہ ہوگیا۔

۳۹۲ھ مین فلفول بن حزرون مغراوی نے حاکم والی مصر کو یہ اطلاع دی کہ طرابلس پھر منصور بن بلکین کے دائرہ حکومت مین داخل ہوگیا ہے۔ حاکم نے ایک عظیم فوج بسرافسری یحییٰ بن علی اندلسی طرابلس کی حمایت کو روانہ کیا۔

یحییٰ کا بھائی جعفر جو خلفاء عبیدین کی طرف سے زاب کا گورنر تھا وہ اس سے پیشتر علم حکومت عبیدین سے منحرف ہوکے بنو امیہ کے ہوا خواہون مین داخل ہوگیا تھا۔ چنانچہ یہ اور اسکا بھائی یحییٰ اس وقت سے برابر حکمرانان بنو امیہ کی ہوا خواہی کرتے چلے آتے تھے تا آنکہ منصور بن ابی عامر نے کسی الزام مین جعفر کو قتل کرڈالا اُس وقت اسکا بھائی یحییٰ مصر مین عزیز کے پاس چلا آیا اور اسکی خدمت مین رہنے لگا پس جب حاکم بامر اللہ کا دور حکومت آیا اور فلفول کی اطلاعی عرضداشت مشعر بان مضمون کہ اہل طرابلس نے منصور بن بلکین کی اطاعت پھر قبول کرلی ہے دربار حکومت مصر مین پہونچی تو حاکم نے اسی یحییٰ کو اس مہم کا سردار بنا کے طرابلس کی جانب روانہ کیا جیسا کہ ابھی ہم اوپر بیان کرآئے ہین

بنو قرہ سے اور یحییٰ سے مقام برقہ مین مقابلہ ہوا۔ بنو قرہ

نے یحییٰ کی جماعت کو منتشر کر دیا یحییٰ نے بمجبوری مصر کی جانب مراجعت کی اور یانس نے برقہ سے طرابلس کی طرف کوچ کیا۔

عضولہ والی دمشق کے انتقال کے بعد مفلح خادم مامور کیا گیا اور مفلح کے بعد علی بن فلاح نے زمام حکومت دمشق اپنے ہاتھ میں لی اور برقہ کی حکومت بعد یانس کے صندل اسود کو مرحمت ہوئی۔

۳۹۸ھ میں بن جوہر وزیر صقلیہ جنگ کسی وجہ سے معزول کر دیا گیا امور سلطنت کا نظم ونسق صالح بن علی بن صالح رودباری کے سپرد ہوا۔ حسین کی بد اقبالی صرف معزولی ہی پر منتہی نہوئی بلکہ اسکے تھوڑے ہی دنوں بعد قتل کر ڈالا گیا۔ حسین کو قتل ہوئے زیادہ زمانہ نہ گزرنے پایا تھا کہ اسکا جانشین صالح بھی بارحیات سے سبکدوش کر دیا گیا۔ بجائے اسکے کافی بن نصر بن عبدون سیاسی امور کا منصرم ہوا۔ پھر اس سے بھی بعد چندے زمام حکومت لیلی کی زرعہ بن عیسیٰ بن فسطورس حکمرانی کرنے لگا مگر اسکی وزارت اور دور حکومت کو بھی استحکام حاصل نہو سکا وزارت کے تھوڑے ہی دنوں بعد معزول ہو کر خانہ نشین ہو گیا تب ابو عبد اللہ حسن بن طاہر وزان قلمدان وزارت کا مالک ہوا۔

ان سب تغیرات اور وزارت کی تبدیلیوں کا سبب یہ تھا کہ حاکم بامر اللہ ایک متلون مزاج شخص تھا ظلم و جور کی بھی عادت تھی سخت گیر اسدرجہ تھا کہ ارکین سلطنت ہر وقت لرزان رہتے تھے۔ جرجرائی وغیرہ کے ہاتھ کٹوائے، قتل کروایا۔ اکثر بخوف جان و آبرو شہر چھوڑ کر بھاگ گئے کچھ لوگوں نے امان کی درخواست کی۔ چنانچہ حاکم نے

ان لوگون کو امان نامہ لکھدیا - غرض کہ جور و عدل اور خوف و امن
اور پابندی مذہب و غیر پابندی مذہب مین اسکی حالتین بدلتی رہتی
تھین باقی رہا اسکے کفر کا قایل ہونا اسوجہ کہ اس نے نماز پنجگانہ کے
چھوڑ دینے کا فرمان جاری کیا تھا غیر صحیح ہے اور کوئی صاحب عقل
اس کا قایل نہین ہوسکتا اور بفرض تقدیر اگر حاکم سے اس قسم کے
افعال سرزد ہوتے تو اسی وقت قتل کر ڈالا جاتا - ہان اسکا مذہبا رافضی
ہونا یہ البتہ معروف و مشہور ہے - مگر باوجود اسکے اس معاملہ مین
بھی اسکے تلون مزاجی کی وہی کیفیت تھی - کبھی تراویح پڑھنے کی اجازت
دیتا تھا اور گاہے قطعی ممانعت کر دیتا تھا علم نجوم مین اسکو دخل
تام تھا اور اسکے احکام و تاثیرات کو بھی دل سے مانتا تھا
اسکی نسبت یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ اسنے عورتون کو بازارون مین نکلنے
کی ممانعت کردی تھی - ایک مرتبہ اس سے شکایت کیگئی کہ روافض نے
اہل سنت جماعت سے نماز تراویح اور نماز جنازہ پڑھنے کی حالت مین
تعرض کیا اور اون پر پتھر برسائے - اس نے اسیوقت ایک
فرمان لکھوایا جو آیندہ جمعہ کو جامع مصر کے منبر پر پڑھا گیا
وہ ہذا -

اما بعد فان امیر المومنین یتلو علیکم ایہ من کتاب اللہ المبین لا اکراہ فی الدین قد تبین الرشد من الغی فمن یکفر بالطاغوت ویومن باللہ فقد استمسک بالعروۃ الوثقی لا انفصام لہا	اما بعد امیر المومنین تمہارے روبرو اللہ تعالے کی روشن کتاب (قرآن) کی آیت تلاوت کرتے ہین دین کی بابت زبردستی نہین ہے ہدایت اور گمراہی واضح ہوچکی ہے پس جو کوئی مفسد سے منکر ہوا اور اللہ پر ایمان لائے

والله سميع عليم مضى ما مضى بما فيه والباقي
اليوم بما يقتضيه معاشر المسلمين نحن
الا بمنة وانتم الامة انما المومنون اخوة
فاصلحوا بين اخويكم اتقوا الله لعلكم ترحمون
من شهد الشهادتين - ولا يحل عراوة
بين اثنين تجمعهم هذه الاخوة عصم
الله بها من عصم ومنع لها ما حرم من
كل محرم من دم ومال ومنكح الصلاح
والاصلاح بين الناس صلح والفساد
والافساد من العباد يتبع بعضه بعضا
كان فيما مضى فلا ينشر ويعرض عما
انقضى فلا يذكر ويقاس على ما مر
ذكره من اجزاء الامور على ما كانت
عليه في الايام الخالية ايام ابائنا الائمة
المهتدين سلام الله عليهم اجمعين
مهديهم بالله وقايمهم بامر الله و
منصورهم بالله ومعزهم لدين الله
وهم اذذاك بالمهدية والمنصورية
واحوال القيروان تجري فيها ظاهرة
غير خفية ليست بمستورة عنهم
ولا مطوية بصوم الصايمون على

تو اسنے بیشک مضبوط رسی پکڑلی ہے جو ٹوٹنے
والی نہین ہے اور اللہ سنتا ہے اور جانتا ہے کل
کا دن معہ لواحق کے گزر گیا اور آج کا دن معہ
اپنے ضروریات کے آگیا - اے گروہ مسلمانان ہملوگ
ایمین اور تملوگ امت ہو مسلمان ہین وہ بھائی ہین پس
اپنے بھائیون مین میل جول کراؤ اور اللہ سے ڈرتے رہو
شاید تم پر رحم ہوے جو شخص توحید و رسالت کا اقرار کرے
اور وہ شخصون مین نفاق نڈالے وہ سب اہل اخوت
اسلامی مین داخل ہین ہمکو واجب ہے جسے اللہ کیواسطے
اور جسکو رکھنا ہو اسکو محرمات خون مال اور جایز عورت سے
روکنا صلاحیت اور اصلاح خلق بہتر و عمدہ ہے اور فساد اور
فتنہ پردازی خلایق نازیبا و قبیح ہے گذشتہ باتونکا تذکرہ
کیا جاے اور زمانہ ماضیہ سے اعراض کرکے انکا ذکر ترک
کردیا جاے اور جو امور سے پشتر گزر چکا اسکو پیش نظر نکرنا
چاہئے - اُن امور اور واقعات سے جو زمان ماسبق مین
گزرے ہیں علی الخصوص ہمارے ائمہ مہتدین کے عہد حکومت
کے تذکرہ سے اللہ تعالی کا اسلام اور مسلمین کو وہ کون
ہین کہ مہدی باللہ قایم بامر اللہ منصور باللہ اور معز لدین اللہ
وغیرہم ہین اور وہ سب راہ راست پر تھے اور منصور تھے
اور قیروان کا حال ظاہر غیر پوشیدہ ہے نہ انلوگونسے
وہ مخفی ہے نہ مرتبدار نہ ہے - روزہ دار اپنے حساب سے

حسابهم ويفطرون ولايعارض اهل
الرؤية فيما هم عليه صايمون و
مضطرون صلاة الخمس للذين بها
جاءهم فيها يصلون وصلاة الضحى و
صلاة التراويح لامانع لهم منها و
لاهم عنها يدفعون يخمس فى التكبير على
الجنايز المخمسون ولايمنع من التكبير
عليها المربعون يوذن بحى على
خير العمل الموذنون ولايوذى من
فيها يوذنون لايسب احد من السلف
ولايحتسب على الواصف فيهم بما
يوصف والخالف فيهم بما خلف لكل
مسلم مجتهد فى دينه اجتهاده والى ربه
ميعاده عنده كتابه وعليه حسابه ليكن
عباد الله على مثل هذا عملكم منذ اليوم
لايستعلى مسلم على مسلم بما اعتقده
ولايعترض معترض على صاحبه
فيما اعتمده من جميع ما نصه
امير المومنين فى سجله هذا وبعده
قوله تعالى يا ايها الذين امنوا عليكم
انفسكم لايضركم من ضل اذا

روزے کہین اور افطار کرین اہل روایت روزہ دار
ہونیکے وجہ سے افطار کرنیوالونسے تعرض نکرین
نماز پنجگانہ جو مذہبا فرض ہے ادا کیا کرین نماز جماعت
اور نماز تراویح سے انکو کوئی مانع نہین ہے اور نہ اس سے
انکو کوئی روکتا ہے - نماز جنازہ پر پانچ تکبیرین
کہنے والے کہین اور چار تکبیرین کہنے والے بھی جایز
تکبیرین کہنے سے منع نہ کیے جائین موذنین اذان
مین حی علی خیر العمل پکاوین اور جو شخص اذان
مین اسکو نہ کہے وہ ستایا نہ جائین - گذشتہ اصحاب
کو گالی نہ دیجائے اور نہ انکی تعریف کرنیوالون سے
جیسا کہ انکی تعریف کیجاتی ہے مواخذہ کیا جائے
اور اس بارہ مین جو انکا مخالف ہو وہ مخالف رہے
ہر مسلمان مجتہد دینی معاملات مین اپنے اجتہاد کا ذمہ
دار ہے اور اللہ تعالی کے سامنے اسکو جانا ہے اسکے پاس
اسکی کتاب ہے اور اسی پر اسکا حساب ہے - چاہیکہ اپنے
بندگان خدا آج کے دن سے جیسا کہ اوپر ذکر کیا گیا ہے
تم عمل درآمد کرو اور کوئی مسلمان دوسرے مسلمان پر اسکی
اعتقادات مین دست اندازی نکرے اور نہ کوئی شخص اپنے
اپنے دوستکے مذہبی خیالات سے متعرض ہو کل وہ امور
جنکو امیر المومنین نے اپنے اس فرمان مین تحریر فرمایا ہے
اور بعد اسکے قول اللہ تعالی کا یہ ہے اے ایمان والو تم

اهتدیتم الی اللہ مرجعکم جمیعاً فینبئکم بما کنتم تعملون والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔	اپنی ذات کا خیال رکھو۔ جو شخص گمراہ ہوجائیگا وہ تمکو کچھ ضرر نہ پہنچائیگا جبکہ تم ہدایت پر ہوگے تم سب کا اللہ تعالیٰ کیطرف مرجع ہے پس تمکو وہ آگاہ کرتا ہے جو تم کر رہے ہو والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

یہ فرمان ماہ رمضان المبارک ۳۹۳ھ کو لکھا گیا تھا۔

ظاہر کی تخت نشینی بعد ان واقعات کے حاکم بامر اللہ[1] ابو علی منصور بن عزیز باللہ نزار بن معز علوی والی مصر جسکی سوانح اور عہد حکومت کے حالات ابھی تم اوپر پڑھ آئے ہو مقام برکت العیش مصر من مقتول پایا گیا۔ یہ اکثر شب کیوقت گدہے پر سوار ہوکر شہر کا چکر لگایا کرتا تھا اور کوہ مقطم پر ایک مکان بنا رکھا تھا اسمیں عبادت کی غرض سے تنہا جاکر رہا کرتا تھا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ روحانیت کواکب کی جذب کرنے کو وہاں جاتا تھا چنانچہ ستائیسوین شوال ۴۱۱ھ کو حسب دستور رات کے وقت اپنے گدہے پر سوار ہوکر چلا۔ دو سوار ساتھ ہو لئے۔ اسنے دونوں سواروں کو کچھ بعد دیگرے واپس کردیا اور خود غائب ہوگیا پھر لوٹ کر نہ آیا۔ چند دنوں ارا کین دولت اسکے آنیکا انتظار کرتے رہے۔ بالآخر مظفر صقلی، قاضی اور بعض مصاحبین ڈھونڈھنے کو کوہ مقطم کیطرف روانہ ہوئے۔ جونہی پہاڑ پر چڑھے اسکی سواری کے گدہے کو دیکھا کہ ہاتھ پاؤں کٹا ہوا مردہ پڑا ہے۔ نشان پالیتے ہوئے آگے بڑھے تو اسکے کپڑے کو پایا جو پارہ پارہ ہوگیا تھا اور جسمیں چھریوں کے زخم کے چند نشانات موجود تھے۔ اس سے ان لوگوں نے اسکے قتل ہو جانے کا یقین کرلیا۔

---

[1] حاکم بامر اللہ مقام قاہرہ میں شب پنجشنبہ بیسوین ربیع الاول ۳۷۵ھ کو پیدا ہوا ۳۸۶ھ میں اسکی ولیعہدی کے بیعت لئے باپ کے حالت حیات میں لیگئی۔ ۳۸۶ھ میں بعد وفات اپنے باپ کے تخت نشین ہوا مشہور طبع غیر مستقل مزاج آدمی تھا۔ اسکے واقعات عجیب وغریب ہیں۔ ابن خلکان جلد ۲ صفحہ ۱۲ مطبوعہ مصر

بیان کیا جاتا ہے کہ حاکم کی بہن بسبب حاکم کے کانون تک یہہ خبر پہونچی کہ اسکے پاس اجنبی مرد آیا جایا کرتے ہین اس بنا پر حاکم نے اپنی بہن کو دھمکایا - حاکم کی بہن ناراض ہوکر سپہ سالاران کتامہ سے ابن دواس نامی سپہ سالار کو بلا بھیجا اور جب وہ آگیا تو کہنے لگی مرا بھائی بدعقیدہ ہوگیا ہے اسکی بدعقیدگی سے مسلمانون کے قدم ڈگمگا جاتے ہین بہتر یہ ہے کہ اسکو تم مار ڈالو دیکھو اگر تم اس راز کو افشار کردوگے تو نہ ہماری جان کی خیر ہے اور نہ تمہاری جان کی اگر تم اس خدمت کو پوری طور سے انجام دے دوگے تو مین تمکو بہت بڑا عہدہ دونگی اور جاگیرین بھی عنایت کرونگی،، ابن دواس تو حاکم سے مخالف ہی تھا اور حاکم کو مار ڈالنے سے تمام آئندہ خطرات سے اسکو نجات ملتی تھی بے تامل حاکم کے قتل پر طیار ہوگیا چنانچہ دو شخصون کو حاکم کے قتل کرنے کو اسکی خلوت خاص مین بھیجا اور جب ان لوگون نے اسکو مار ڈالا اور اراکین دولت کو اسکے مارے جانے کا یقین ہوا تو سب کے سب مجتمع ہوکے اسکی بہن بنت الملک کے پاس گئے - ابن دواس بھی حاضر ہوا - سبھون نے متفق ہوکے علی بن حاکم کو سریر خلافت پر متمکن کیا اس وقت یہہ ایک نوعمر لڑکا تھا ہنوز سن بلوغ کو نہین پہونچا تھا غرض علی بن حاکم نے بیعت خلافت لینے کے بعد الظاہر لاعزاز دین اللہ کا خطاب اختیار کیا - تمام ممالک محروسہ مین گشتی فرامین بیعت خلافت لینے کی غرض سے روانہ کئے گئے -

---

بیعت لینے کے دوسرے دن ابن دواس سپہ سالار معہ اور سپہ سالارون کے بنت الملک ہمشیرہ حاکم کی خدمت مین حاضر ہوا بنت الملک نے اپنے خادم کو اشارہ کردیا اسنے لپک کے ابن دواس کو تلوار پر اٹھا لیا تا آنکہ انہین سپہ سالارون کے روبرو ابن دواس مار ڈالا گیا بنت الملک برابر کہتی جاتی

تھی - "یہہ حاکم کے خون کا بدلہ ہے" - یہہ حاکم کے خون کا بدلہ ہے" - کسی نے دم تک نہ مارا -

ابن دواس کے مارے جانے اور خلیفہ ظاہر کی تخت نشینی کے بعد بنت الملک امور سلطنت کی نگرانی اور تدبیر کرنے لگی - چار برس تک زمام حکومت اسکے قبضہ مین رہی بعد ازان مرگئی تب معضاد اور تافرین وزان خدام نظم ونسق کرنے لگے - اوقلدان وزارت ابوالقاسم بن احمد جرجرای کے سپرد ہوا - اسنے اپنے عہد وزارت مین زمام حکومت اپنے قبضہ مین لے لی تھی کسی کی کچھ نہین چلتی تھی -

انہین واقعات کے اثنار مین ملک شام مین بغاوت پھوٹ نکلی - بنی کلاب سے صالح بن مرداس نے حلب پر قبضہ کرلیا اور بنو جراح نے اسکے گرد و نواح کو تخت وتاراج کرنا شروع کردیا - ظاہر کو اسکی اطلاع ہوئی فوجین مرتب و آراستہ کرکے ۴۲۰ھ کو زیری والی فلسطین کو شام کی جانب روانہ کیا - صالح بن جراح سے اور اس سے مقابلہ ہوا صالح اور اسکا ایک چھوٹا لڑکا مارا گیا زیری نے دمشق پر قبضہ کرلیا اور حلب کو بھی شبل الدولہ نصر بن صالح کے قبضہ سے نکال کے اسکو قتل کرڈالا -

قبل اس واقعہ کے جبکہ شبل الدولہ فلسطین مین تھا مابین اسکے اور ابن جراح کے اَن بن ہوگئی تھی اور متعدد لڑائیان ہوئی تھین تاآنکہ شبل الدولہ رملہ سے قیساریہ بھاگ گیا اور وہین جاکے پناہ گزین ہوگیا - ابن جراح نے رملہ کو جلاکے خاک وسیاہ کردیا اور شبخون مارنے کی غرض سے قرب وجوار مین اپنی فوج کو پھیلادیا اس لوٹ اور غارتگری کا سیلاب بڑھتے بڑھتے عریش تک پہونچا - اہل بلبیس اور اہل قرافہ بخوف جان وآبرو جلاوطن ہوکر مصر چلے گئے بعد اسکے صالح بن مرداس نے عرب کو مجتمع کرکے دمشق پر چڑھائی کی ان دنون دمشق مین ذوالقرنین ناصر الدولہ

بن حسین حکومت کر رہا تھا۔ حسان بن جراح نے یہ خبر پاکے ذوالقرنین کی کمک پر فوجین روانہ کین۔ اتفاق کچھ ایسا پیش آیا کہ فریقین مین مصالحت ہوگئی۔ صالح بن مرداس نے دمشق سے محاصرہ اٹھاکے حلب پر فوج کشی کردی اور اسکو شمشان کتامی کے قبضہ سے نکال کر قبضہ کرلیا تا آنکہ خلیفہ ظاہر والی مصر نے مغربی فوجین بسرافسری زریری روانہ کین جیساکہ تم اوپر پڑھ آئے ہو اور اسنے دمشق پر قبضہ کرلیا۔

مستنصر کی خلافت پندرھوین شعبان ۴۲۷ھ کو خلیفہ الظاہر لاعزاز دین اللہ ابوالحسن علی بن حاکم علوی والی مصر نے وفات پائی تقریباً سولہ برس خلافت کی اور تینتیس سال کی عمر پائی۔

خلیفہ ظاہر کے انتقال کے بعد اسکا بیٹا ابوتمیم معد نے سریر خلافت پر قدم رکھا "المستنصر باللہ" کا خطاب اختیار کیا۔ زمام حکومت ابوالقاسم علی بن احمد جرجرای وزیر السلطنت نے اپنے ہاتھ مین لی جو سابق خلیفہ کے عہد حکومت مین بھی عہدہ وزارت سے سرفراز تھا۔

ان دنون حکومت دمشق پر زریری مامور تھا جسکا نام اصلی نام انوشتکین تھا اسنے اپنے عادلانہ برتاو سے ملک مین امن وسکون پیدا کردیا تھا۔ ملک کے کسی گوشہ سے بغاوت اور فتنہ وفساد کی آواز تک نہین سنی جاتی تھی مگر وزیر السلطنت ابوالقاسم کو اس سے دلی عناد تھا اور ہمیشہ اسکی بیخکنی کی فکر مین رہا کرتا تھا ایک مدت کے غور وتامل کے بعد زریری کی سکریٹری (ابوسعید) سے خط وکتابت شروع کی اور اسکے ذریعہ سے زریری کو علم حکومت علویہ کی مخالفت پر ابھارنے لگا زریری اس مخالفت کو غیر مستحسن تصور کرکے ابوسعید کو اپنے دربار سے نکلوادیا اس وجہ سے مابین ابوسعید اور زریری کشیدگی اور منافرت پیدا ہوگئی اتفاق سے انہین ایام مین زریری کے لشکر کے چند سپاہی کسی ضرورت سے مصر آئے

ہوئے تھے۔ وزیر السلطنت نے ان لوگون کو بھی دم پٹی دے کے اپنا بنا لیا چنانچہ ان سپاہیون نے بعد واپسی بقیہ لشکریون کو سمجھا بوجھا کے زریری پر دفعتہً حملہ کرنے پر امادہ وطیار کرلیا۔ زریری کو کسی ذریعہ سے اسکی خبر ہوگئی زریری نے انکی اصلاح کی کوشش کی مگر جب اسمین اسکو کامیابی کی صورت نظر نہ آئی تو دمشق کو خیرآباد کہہ کے بعلبک کی طرف روانہ ہوگیا یہ واقعہ ۳۴۳ھ کا ہے گورنر بعلبک نے زریری کو شہر مین داخل نہونے دیا تب اسنے حماۃ کی طرف قدم بڑھایا۔ والی حماۃ نے بھی اسکی حمایت نہ کی زریری کو اس سے غصہ آگیا۔ آمادہ بجنگ ہوگیا۔ اثنا رجنگ مین رسد وغلہ کی فراہمی کی غرض سے قرب وجوار کے شہرون پر غارتگری کا ہاتھ بھی صاف کردیتا تھا۔ چند دنون بعد فوج کی کمی محسوس ہوئی۔ کفرطاب سے اپنے ایک دوست[1] کو اپنی کمک پر بلا بھیجا عرصہ زیادہ نہ گذرا ہوگا کہ والی کفرطاب دوہزار پیادے لئے ہوئے امداد کو آپہونچا زریری نے معہ ان لوگون کے حلب کی جانب کوچ کردیا اور وہان پہنچکے ماہ جمادی الآخرہ سنہ مذکور مین جان بحق تسلیم کردی۔

زریری کی وفات سے شام کے امن عامہ مین اختلال وتغیر پیدا ہوگیا قرب وجوار کے باشندگان عرب کو طمع دامنگیر ہوگئی۔ وزیر السلطنت ابوالقاسم نے انتظاماً حکومت دمشق پر حسین بن حمدان کو مامور کیا اس کی آخری اور انتہائی کوشش یہ تھی کہ یہ شام کو باغیان دولت علویہ کے حملون سے بچاتا رہا۔ مگر کامیاب نہوا حسان بن مفرج طائی نے فلسطین کو دبالیا اور معزالدولہ بن صالح کلابی نے حلب پر فوج کشی کرکے شہر پر قبضہ کرلیا۔ باقی رہا قلعہ حلب وہ چند دنون تک مفتوح نہوا اہل قلعہ نے دروازے بند کرلئے اور بارگاہ خلافت مصر سے امداد کی درخواست

[1] اس شخص کا نام مقلد بن منقذ کنانی تھا۔ تاریخ کامل ابن اثیر مطبوعہ لیڈن جلد ۱ صفحہ ۳۴۳

کی جب دربار خلافت سے کوئی امداد و کمک نہ پہونچی تو اہل قلعہ نے قلعہ کو اپنے حریف معزالدولہ بن صالح کے سپرد کر دیا پس اسنے قلعہ پر بھی قبضہ کر لیا۔

عرب افریقیہ مین ۴۴۰ھ مین معز بن بادیس نے ملک افریقیہ مین علم حکومت عبیدیین کی مخالفت کا جھنڈا بلند کیا خلیفہ مستنصر علوی کا خطبہ و سکہ موقوف کر کے خلیفہ عباسی کے نام کا خطبہ پڑھنے لگا۔ خلیفہ مستنصر نے اس واقعہ سے مطلع ہو کے تہدید آمود خط لکھا جسکا معز نے بھی جواب ترکی بہ ترکی دیا۔

السلطنت

اس واقعہ کے بعد ہی مصر کی وزارت مین تبدیلی واقع ہوئی۔ ابوالقاسم وزیر معزول کر دیا گیا بجاے اسکے حسین بن علی تازوری قلمدان وزارت کا مالک ہوا چونکہ یہ خاندان وزارت سے نہ تھا اور اسلئے خلیفہ مستنصر نے اسکو ان خطابات سے مخاطب نہ کیا جن خطابات سے وزراء سابق کو خطاب کیا کرتا تھا۔ اس سے پیشتر وزراء کو "عمدہ" سے مخاطب کرتا تھا اور اسکو "شیعتہ" سے خطاب کیا۔ تازوری کو یہ گوارا گذرا درپردہ خلافت علویہ کی بیخکنی کرنے لگا۔ ادہر قبائل رعبہ اور رباح بطون ہلال مین باہم مصالحت کر کے افریقیہ کی جانب روانہ کیا اور ان سے یہہ عہد و پیمان کر لیا کہ جن جن ملکون کو تم فتح کر لوگے وہ سب تمہارے مقبوضہ اور معاہد کہ تصور کئے جائینگے۔ ادھر معز والی افریقیہ کو یہ پیام بھیجا۔ "اما بعد فقد ارسلنا الیک خیولا و حملنا علیہا رجالا فحولا لیقضی اللہ امرا کان مفعولا"۔

غرض عرب کا یہہ گروہ کوچ و قیام کرتا ہوا برقہ کی سرزمین مین پہنچا ملک سرسبز و شاداب تھا مگر ویران پڑا ہوا تھا۔ وجہ یہ تھی کہ معز نے برقہ کے قدیم رہنے والے قبیلہ زناتہ کو جلاوطن کر دیا تھا۔ پس عرب نے برقہ مین پہنچتے ہی طرح اقامت ڈالدی اور رہنے لگے رفتہ رفتہ معز تک یہہ خبر پہنچی۔ حقارت کی نگاہ سے عرب کے اس گروہ کو دیکھ کے غلامون کی خریداری شروع کر دی تھوڑے دنون مین تیس ہزار

غلام خرید کر لئے - اس اثنا مین بنو رغبہ نے طرابلس پر ۴۴۶ھ مین قبضہ حاصل کر لیا، بنو رباح اتیج مین اور بنو عدی افریقیہ مین قتل و غارتگری کرتے ہوئے گھس پڑے - سارا ملک خونریزی اور لوٹ مار سے بھر گیا - بعد اسکے انہین عربون کے امرا مین سے چند لوگ بطور وفد (ڈیپوٹیشن) معز کی دربار خلافت مین گئے - اس وفد کا سردار بنی مرداس کا ایک شخص یونس بن یحییٰ نامی تھا - معز نے اس وفد کی بڑی آو بھگت کی - جایزے دیے صلے مرحمت کئے اور انعام و اکرام کے ساتھ رخصت کیا مگر اس تواضع اور مدارات نے کچھ بھی کام نہ کیا - دربار معز سے نکلکے پھر وہی کام کرنے لگے جو اس سے پیشتر کر رہے تھے اسوقت افریقیہ مصیبتون اور طرح طرح کی بلاون کا مورد بنا ہوا تھا ایسی خونریزی ایسی غارتگری افریقیہ مین کبھی نہ دیکھی گئی اور نہ سنی گئی - بمجبوری معز نے ان لوگون کی سرکوبی کی غرض سے فوجین مرتب کین صنہاجہ اور سودان کے تیس ہزار جنگ آورون کو ساتھ لیا اور افریقیہ کے بچانے کو نکل کھڑا ہوا - اسکے مقابلہ پر عرب تین ہزار کی جمعیت سے آیا ہوا تھا - اتفاق یہ کہ باوجود کثرت فوج کے معز کو ہزیمت ہوئی - صنہاجہ کا گروہ بیحد پامال ہوا - معز نے بھاگ کر قیروان مین دم لیا - بعد اسکے بروز عید قربان جس وقتکہ عرب کا گروہ نماز مین مشغول تھا معز نے پھر حملہ کیا عرب نے اس واقعہ مین بھی معز کو پسپا کر دیا - یہ ہزیمت پہلی ہزیمت سے بڑھی چڑھی تھی - پھر سہ بارہ معز نے زناتہ اور صنہاجہ کی فوجون کو فراہم کر کے عرب پر حملہ کیا - اور ناکامی کے ساتھ

بلا یہ مقابلہ مقام جندران مین ہوا تھا یہ ایک پہاڑ ہے جس سے تین یوم کی مسافت پر قیروان واقع ہے عرب کا گروہ ابتداً اس ٹڈی دل لشکر کو دیکھ کے گھبرا گیا تھا - یونس نے اس امر کا احساس کر کے کہا آج کا دن بھاگنے کا نہین ہے "عرب کے گروہ نے جواب دیا" اچھا پھر ہم ان پر کس طرح نیزہ ماریں کیونکہ یہ لشکر از سر تا پا لوہے مین غرق ہے یونس نے جواب دیا" آنکھون مین نیزے مارو" پس عرب نے وقت جنگ ایسا ہی کیا اور اسی مناسبت سے اس لڑائی کا نام یوم العین ہوا - تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۱۰ صفحہ ۸۹ ۳ مطبوعہ لیدن -

پسپا ہوا اس واقعہ مین اسکے لشکر کے تین ہزار آدمی کام آے - عرب کا فتحمند گروہ ہزیمت خوردون کا مصلاے قیروان تک تعاقب کرتا چلا آیا اور وہ ہزیمت پر ہزیمت اُٹھاتے ہوئے بھاگے جاتے تھے ایک گروہ کثیر منہزم گروہ کا مارا گیا بمجبوری معز نے اپنے سپاہیون کو رسد و غلہ کی فراہمی کی غرض سے قیروان مین داخل ہونے کی اجازت دی - جون ہی معز کا لشکر قیروان مین داخل ہوا عوام الناس سے مڈبھیڑ ہوگئی اس واقعہ نے سبھون کا وارا نیارا کر دیا -

۴۴۶ھ مین عرب نے قیروان پر حملہ کیا معز نے اگرچہ حفاظت کا بخوبی انتظام کر لیا تھا مگر پھر بھی یونس بن یحیے سردار عرب نے شہر باجہ پر قبضہ کر لیا معز نے پھر اسکے اہل قیروان کو مہدیہ مین جا کے قلعہ نشین ہو جانے کا حکم دیا اور اس سے پیشتر ۴۴۵ھ مین معز نے اپنے بیٹے تمیم کو مہدیہ کی حکومت پر متعین کیا تھا - ۴۴۹ھ مین خود بھی عرب کی روزانہ چھیڑ چھاڑ سے تنگ آ کے قیروان سے مہدیہ چلا گیا عرب کی بن آئی - غارتگری شروع کر دی - قیروان اور اسکے قرب و جوار کے کل بلاد اور قلعات کو آزادی کے ساتھ تخت تاراج کرنے لگے جیسا کہ آئندہ انکے حالات کے ضمن مین بیان کیا جائیگا -

بعد اسکے دار الخلافت بغداد مین بساسیری (دیلمی بویہ کا ایک غلام تھا) کیوجہ سے بوقت انقراض حکومت بنی بویہ و غلبہ بیت سلاطین سلجوقیہ خلیفہ مستنصر علوی مصری کے نام کا خطبہ پڑھا گیا جیسا کہ ہم اونکے حالات مین بیان کرنے والے ہین

قتل ناصر الدولہ خلیفہ مستنصر کی مان اگرچہ عورت تھی مگر امور سلطنت مین اسیکی حکومت کا سکہ بیٹھا ہوا تھا وزارت کی تبدیلی اور تقرری اسیکے قبضہ مین تھی وزراء دولت متغلب اور متصرف ہونے کے لئے ترکون کو اپنی فوج مین بھرتی کر لیا کرتے تھے لیکن جس سے کشیدہ خاطر ہو جاتی اسکو اپنی جان کے

لالے پڑجاتے تھے - اسکے بائین ہاتھہ کا ہیہ کھیل تھا کہ جس سے ناراض ہوتی اسکی نسبت خلیفہ مستنصر کو اشارہ کردیتی تھی اور خلیفہ مستنصر اسکو فوراً قتل کرڈالتا تھا

ابتداً قلمدان وزارت ابوالفتح فلاجی کے سپرد ہوا بعد چندے مادر مستنصر کو اس سے ناراضی پیدا ہوئی - خلیفہ مستنصر نے اپنی مان کے اشارہ سے ابوالفتح کو گرفتار کر کے قیدحیات سے سبکدوش کردیا - تب ابوالبرکات حسن بن محمد کو عہدۂ وزارت عطا ہوا - زیادہ زمانہ نہ گزرنے پایا تھا کہ یہہ بھی معزول کیا گیا بجائے اسکے ابو محمد تازوری[1] اس عہدۂ جلیلہ سے ممتاز ہوا - اسنے بھی چند دنون امور سلطنت کا انتظام وانصرام کیا آخرکار مارڈالا گیا بعدہٗ ابو عبداللہ حسین بن ہالی قلمدان وزارت کا مالک ہوا -

---

دولت علویہ کے سودانی غلامون مین سے ناصرالدولہ بن حمدان نامی ایک شخص تھا کتامہ اور مصامدہ اسکی طرف مائل اور اسکے ہوا خواہ ہوگئے ایک روز کسی بات پر ترکون اور بارگاہ خلافت کے غلامونمین چل گئی - پچاس ہزار غلام جنگ کرنے کو مجتمع ہوگئے - ترکون کی تعداد صرف چھ ہزار تھی - ترکون نے خلیفہ مستنصر سے غلامون کی شکایت کی خلافت آپنے کچھہ خیال نہ فرمایا مجبوراً ترکون کو بھی آمادہ بجنگ ہونا پڑا مقام کوم الریش مین مقابلہ کی ٹھہری - ترکون نے کچھہ لوگون کو ایک کمینگاہ مین بٹھا دیا اور بقیہ کو مرتب کرکے سینہ بسینہ لڑنے کو نکلے - لڑتے لڑتے پیچھے ہٹے - غلامون نے جوش کامیابی مین تعاقب کیا اور فتحیابی کے زعم مین بڑھتے چلے آئے جس وقت غلامون کا لشکر کمینگاہ سے آگے بڑھا ترکون نے جنگ کی تُرہی بجائی اور نقارہ پر چوب ماراغلامون کا لشکر یہہ خیال کرکے کہ یہہ خلیفہ مستنصر کی فوج ہے بھاگ کھڑا ہوا - سیکڑون غلام مارے گئے اور تقریباً

[1] تازور مقامات رملہ مین ایک گانون کا نام ہے - منہ رحمہ اللہ

چالیس ہزار دریا مین ڈوب گئے۔

اس واقعہ سے ترکون کی قوت بڑھ گئی نظام حکومت کا شیرازہ درہم وبرہم ہوگیا فتنہ وفساد کے دروازے کھل گئے۔ شاہی لشکر ملک شام وغیرہ سے مجتمع ہوکے غلامون کی کمک کو آیا اور غلامون کے ساتھ ہوکے ترکون کی سرکوبی کو نکلا۔ اس لشکر کی تعداد پندرہ ہزار تھی۔ اس وقت ترکون کا گروہ حیرہ مین تھا چنانچہ شاہی لشکر حیرہ کی طرف بڑہا ترک بھی مقابلہ پر آئے۔ ناصر الدولہ بن حمدان ان ترکون کی سرداری کر رہا تھا۔ اتفاق ایسا ہوا کہ اس معرکہ مین بھی ترکونکو فتح نصیب ہوئی شاہی لشکر شکست کھاکے صعید کیجانب لوٹا اور ناصر الدولہ معہ ترکون کے مظفر ومنصور اپنے قیام گاہ مین واپس آیا۔

بعد اسکے غلامون نے صعید مین گروہ بندی شروع کردی اور ترکون کا گروہ عذر خواہی کی غرض سے محلسرائے خلافت مین حاضر ہوا۔ مادر مستنصر نے محلسرائے کے غلامون کو ترکون کے قتل کا اشارہ کردیا غلامون نے اس غرض کے حاصل کرنے کو للکارا ترک اسکو تاڑ گئے۔ محلسرائے خلافت سے نکلکر باہر چلے آئے ناصر الدولہ بھی ان کے ہمراہ تھا راکین اور ہواخواہان دولت سے جنگ شروع ہوگئی ترکون نے ان کو ہزیمت دے کے اسکندریہ اور دمیاط پر قبضہ کرلیا۔ ان دونون شہرون اور کل بلاد ریف سے خلیفہ مستنصر کی خلافت جاتی رہی خطبہ وسکہ موقوف کردیا گیا دار الخلافت بغداد مین تاجدار خلافت عباسیہ سے خط وکتابت ہونے لگی اس شورش کی وجہ سے اہل قاہرہ شہر چھوڑ چھوڑ کر ادھر ادھر بھاگ نکلے خلیفہ مستنصر نے یہہ رنگ دیکھکے شہر کی اصلاح کیجانب توجہ کی قاہرہ مین آیا اور امن وامان کی منادی کرائی مادر مستنصر نے پچاس ہزار دینار پر ناصر الدولہ سے مصالحت کرلی۔

مصالحت ہو جانیکی وجہ سے ناصرالدولہ کے اکثر ہمراہی اور نیز اسکی اولاد ادھر ادھر منتشر ہوگئی اب اس وقت خلیفہ مستنصر کو اپنے قدیمی کینہ کے بدلہ لینے کا موقع ملگیا۔ ترکی سرداروں کو ملاکے دولت علویہ کے خطبہ و سکہ جاری کرانے کی تحریک کی۔ ان لوگون نے جواب دیا کہ جب تک ناصرالدولہ ہم مین موجود ہے یہہ امر ناممکن ہے خلیفہ مستنصر نے کہا اسی نے تو تمکو لڑاکے تباہ و برباد کیا ہے اسکا وار انپار کردو۔ سرداران ترک اس فقرہ مین آگئے۔ رات کے وقت ناصرالدولہ کے مکان پر پہونچے آواز دی ناصرالدولہ کو چونکہ ان لوگون سے کسی خطرہ کا اندیشہ نہ تھا باہر نکل آیا۔ ترکی سردار تلوارین نیام سے کھینچکے اسپر ٹوٹ پڑے تا آنکہ وہ مرگیا سر اوتار کے اسکے بھائی کے مکان پر آئے اور اسکو بھی قتل کرکے سر اوتار لیا دونون بھائیونکا سر لیکر ہوئے خلیفہ مستنصر کی خدمت مین حاضر ہوئے یہہ واقعہ ۴۶۵ھ کا ہے۔ ناصرالدولہ کے مارے جانے کے بعد ترکون نے الذکر نامی ایک شخص کو امیر بنالیا چنانچہ یہہ دولت علویہ کا انتظام اور انصرام کرنے لگا۔

بدر جمالی بدر جمالی ارمنی الاصل دولت علویہ کا ساختہ پرداختہ اور اسکا خادم تھا پہلے یہہ والی دمشق کا حاجب مقرر کیا گیا بعد چندے دارالامارت کے سوا سارے شہر کی نظامت پر مامور ہوا۔ پھر جب والی دمشق نے وفات پائی تو بدر نے زمام حکومت دمشق اپنے ہاتھ مین لی تا انکہ ابن منیر والی دمشق ہوکر دمشق مین آیا پس ابن منیر کے آنے کے بعد بدر دارالخلافت مصر چلا آیا اور ترقی کرتے کرتے عکا کا والی ہوا۔ زمانہ حکمرانی مین بدر نے حد درجہ کی کفایت شعاری کی۔ قابل حکمرانون مین شمار کیا جاتے لگا۔

جس وقت مستنصر کے ساتھہ ترکون کے جھگڑے پیدا ہوئے اور آئے

ون ترکون نے مستنصر کو تنگ کرنا شروع کیا اس وقت مستنصر نے بدر جمالی کو امور سلطنت
کے انتظام و انصرام کی غرض سے دار الخلافت مصر مین طلب کیا بدر نے رپورٹ
کی کہ مجھے مصری لشکر کی زیر کرنے کی غرض سے زیادتی فوج کی اجازت دیجائے خلافت
مآب نے اجازت دے دی تب بدر نے ایک عظیم الشان فوج ارمینیون کی طیار
و مرتب کر کے معہ دس جنگی کشتیون کے عکا سے براہ دریا مصر کیطرف کوچ کیا
تھوڑے دنون بعد مصر مین داخل ہوا بارگاہ خلافت مین حاضر ہو کر خلافت مآب کی
دست بوسی کا شرف حاصل کیا خلیفہ مستنصر نے ماورا ارباب محلسرائے خلافت کل شہر
کی حکومت عنایت کی خلعت فاخرہ سے سرفراز فرما کے بجائے طوق کے جواہر
کا گلوبند مرحمت کیا اور مثل والی دمشق کے "السید الاجل امیر الجیوش" کا خطاب دیا علاوہ
اسکے کافل قضاۃ المسلمین اور داعی دعاۃ المومنین کے خطاب بھی دیئے قلمدان وزارت
بھی بدر کے سپرد کیا غرض علم اور قلم دونون کا مالک بنایا۔ کل امور سلطنت کے
نظم و نسق کا اختیار اسکو دیا۔ جسکو جو کچھ دربار خلافت مین عرض و معروض کرنا
ہوتا اسکے ذریعہ سے کرتا۔ خلیفہ مستنصر نے ان سب امور کے بابت بدر سے عہد
و پیمان کر لیا تھا۔ دعاۃ اور قضاۃ کی تقرری بھی اسکے قبضہ مین تھی۔ یہ مذہب امامیہ کا
ایک عالی اور متعصب فرد تھا۔ پس اسنے امور سلطنت کا نظم و نسق شروع
کر دیا۔ اطراف و جوانب کے امرا نے جن جن ملکون کو اپنی سینہ زوری سے
دبا لیا تھا واپس لے لیا۔ مثلاً ابن عمار سے طرابلس کو، ابن معرف نے عسقلان کو
اور بنی عقیل نے صور کو۔ بعد اسکے سپہ سالاران لشکر اور ارکین دولت کیجانب
متوجہ ہوا۔ اور ان لوگون سے بھی جس قدر مال و زر ان لوگون نے زمانہ فتنہ مین
خلیفہ مستنصر سے لیا تھا۔ ایک ایک کر کے وصول کر لیا۔ دمیاط پر ایک جماعت
مفسدین عرب کی قابض ہو رہی تھی بدر نے ان کی بھی سرکوبی کی اور دمیاط کو ان

لوگون کے قبضہ سے نکال لیا۔ لواتہ کی بھی گوشمالی کی ان کے مردون کو قتل اور عورتون اور لڑکون کو گرفتار کرکے لونڈی غلام بنایا بعدازان حمینہ کی طرف بڑھا۔ ان لوگون کے ساتھ ایک گروہ بنی جعفر کا تھا طرخ العلیا مین فریقین کا ۴۶۹ھ مین مقابلہ ہوا۔ بدر نے ان کو بھی فاش شکست دے کے ان کے مال واسباب کو لوٹ لیا۔ اس مہم سے فارغ ہوکے اہواز کیجانب کوچ کیا اہواز پر کنزالدولہ محمد قابض ہورہا تھا۔ بدر نے اسکو قتل کرکے اہواز پر قبضہ کرلیا۔ الغرض نہایت قلیل مدت مین دولت علویہ کو اندرونی اور بیرونی فسادات سے پاک وصاف کرکے ایک متمدن اور باسیاست ملک بنادیا۔ رعایا کو مرفع الحال بنانے کی غرض سے تین برس خراج معاف کردیا جس سے دولت علویہ اس عروج اور شائستگی پر ہوگئی جیسا کہ اس سے پیشتر تھی۔

شام پر ترکون کا قبضہ سلاطین سلجوقیہ اور انکی فوجین ان دنون خراسان عراقین اور بغداد پر متصرف وقابض ہورہی تھین۔ اس وقت انکا بادشاہ طغرلبک تھا۔ ایسا کوئی ملک نہ تھا جہان پر ترکون کا لشکر نہ پہنچا ہو۔ السزین افق نے جو سلطان ملک شاہ کی فوج کا ایک نامور سردار تھا ۴۶۳ھ بلکہ ۴۶۲ھ مین شام پر حملہ کیا۔

اتسز کو شامی افنفس کے نام سے یاد کرتے تھے صحیح یہ ہے کہ یہ ترکی نام ہے ہکذا قال ابن الاثیر۔

اتسز نے رملہ اور بیت المقدس کو بزور تیغ فتح کرکے دمشق کا محاصرہ کیا اور اسکے قرب وجوار کے قصبات اور دیہاتون کو غارتگری سے تخت وتاراج کرنے لگا ان دنون دمشق کی زمام حکومت خلافت مصر کی طرف سے معلی بن حیدرہ کے قبضہ اقتدار مین تھی۔ معلی نے نہایت حزم واحتیاط سے قلعہ بندی کرلی اتسز نے اگرچہ

نوٹ۔ اصل کتاب مین یہ جگہ خالی ہے۔ مترجم۔

لوٹ مار سے دمشق کے مضافات کو ویران و خراب کر دیا مگر دمشق مفتوح نہوا۔ ۴۶۸ھ تک دمشق پر حملے کرتا رہا۔ شدت حصار اور رسد و غلہ و امداد کی آمد و رفت مسدود ہونیکی وجہ سے اہل دمشق نے معلے کے خلاف بغاوت کر دی۔ بیچارہ معلی اپنی جان بچا کے بلبیس بھاگ گیا اور وہان سے مصر چلا گیا خلیفہ مستنصر نے اسکو گرفتار کر کے جیل مین ڈالدیا تا آنکہ بحالت قید مر گیا۔

دمشق سے معلی کے چلے جانے کے بعد مصامدہ نے مجتمع ہو کے انتصار بن یحییٰ کو امارت کی کرسی پر متمکن کیا اور وزیر الدولہ کا لقب دیا۔ مگر تھوڑے ہی دنون بعد بوجہ گرانی اہل دمشق مین اضطرابی حالت پیدا ہو گئی اس اثنا ر ایک امیر قدس شریف سے آگیا اور اسنے دمشق پر محاصرہ ڈالدیا۔ اہل دمشق نے مجبور ہو کر امان طلب کر کے شہر کو اپنے حریف محاصر کے سپرد کر دیا۔ فتحمند امیر نے وزیر الدولہ کو قلعہ بانیاس مین لیجا کے نظر بند رکھا اور خود مظفر و منصور ماہ ذی قعدہ مین داخل دمشق ہوا خلافت عباسیہ کا پھریرہ دمشق کے قلعہ پر اڑایا گیا جامع مسجد مین خلیفہ مقتدی کے نام کا خطبہ پڑھا گیا۔

بعد اسکے ۴۶۹ھ مین انسز نے مصریہ فوجکشی کی بدر نے گرد و نواح کی عربی فوجون کو فراہم کر کے انسز کا مقابلہ کیا ایک خونریز و سخت جنگ کے بعد انسز کو ہزیمت ہوئی اسکے اکثر ہمراہی اس معرکہ مین کام آگئے اور انسز شکست اٹھا کے شام کیجانب لوٹا دمشق پہنچکر اہل دمشق کا شکریہ ادا کیا اور ۴۶۹ھ کا خراج معاف کر دیا اس حسن خدمت کے صلے مین کہ اہل دمشق نے اسکے زمانہ غیر حاضری مین دمشق کی عمدہ طور سے محافظت و نگرانی کی تھی اہل قدس نے چونکہ اسکے زمانہ عدم موجودگی مین سرکشی اور بغاوت کی اس وجہ سے ان لوگون پر محاصرہ ڈالدیا اور بزور تیغ قتل و غارت کرتا ہوا شہر مین گھس پڑا۔ ہزیمت یافتونکا

ایک گروہ مسجد داود علیہ السلام مین جا کے پناہ گزین ہوا مگر اُن جان باختون کو وہان بھی پناہ نہ ملی ہزار ہا آدمی مسجد اقصےٰ مین مارے گئے۔ اس اثنا مین امیر الجیوش بدر جمالی نے ایک عظیم فوج بسر افسری اپنے سپہ سالار نصیر الدولہ مصر سے دمشق کیجانب روانہ کی چنانچہ نصیر الدولہ نے دمشق پر پہونچکے محاصرہ ڈالدیا رسد وغلہ کی آمد بند کردی آئے دن لڑائیون سے اہل دمشق کو تنگ کرنے لگا۔

سلطان ملک شاہ تاجدار سلجوقیہ نے ۴۷۰ھ مین اپنے بھائی تتش کو بلاد شام کی زمام حکومت سپرد کی تھی ساتھ ہی اسکے یہہ بھی ارشاد کیا تھا کہ جن جن شہرون کو تم بلاد شام کے بزور تیغ مفتوح کرلوگے وہ سب تمہارے مقبوضہ تسلیم کئے جائینگے چنانچہ تتش نے ملک شام مین پہونچکے حلب پر فوج کشی کی۔ ایک عظیم فوج ترکمانون کی اسکے رکاب مین تھی۔ اہل حلب کو اس محاصرہ اور حملہ سے سخت مصیبت کا سامنا کرنا پڑا۔ ہنوز کسی فریق کے قسمت کا آخری فیصلہ نہونے پایا تھا کہ اتسز نے دمشق سے کہلا بھیجا کہ مصری فوجون نے دمشق کا محاصرہ کرلیا ہے رسد وغلہ کی آمد بند کردی ہے۔ اگر آپ میری مدد نکرینگے تو مجھے بمجبوری شہر کو فریق مخالف کے حوالہ کردینا پڑیگا۔ تتش نے یہ پیام پاکے دمشق کیجانب کوچ کردیا۔ مصری سپہ سالار کو جونہی یہہ خبر لگی تو وہ بھی محاصرہ اٹھاکے ہزیمت خوردہ گروہ کی طرح چلتا پھرتا نظر آیا۔ اتنے مین تتش حلب کے قریب پہونچگیا۔ اتسز اسکی آمد کی خبر سنکے اس سے ملنے کو دمشق سے باہر آیا تتش نے اسکو قتل کرکے شہر پر قبضہ کرلیا۔ یہہ واقعہ ۴۷۱ھ کا ہے

بلہ اس واقعہ کا سبب یہہ بیان کیا جاتا ہے کہ تتش نے حلب کے قریب پہونچکے مصری فوج کا کوئی اثر ونشان نہ پایا تو اتسز کی اس حرکت سے کہ اسنے بلا ضرورت امداد طلب کی تھی ناراضگی ظاہر کی اتسز نے عذرات پیش کئے جسکو تتش نے قبول نہ کیا اور اسی وقت گرفتار کرکے مار ڈالا۔ حافظ ابو القاسم بن عساکر دمشقی نے لکھا ہے کہ یہہ واقعہ ۴۷۲ھ کا ہے۔ تاریخ ابن اثیر جلد ۱۰ صفحہ ۷۲ مطبوعہ لیپزگ۔

بعد اسکے ملک شاہ نے حلب پر بھی قبضہ حاصل کر لیا۔ غرض اسی طرح آہستہ آہستہ تاجدار سلجوقیہ کل ملک شام پر قابض و متصرف ہوگیا امیر الجیوش بدر جمالی کو تاجدار سلجوقیہ کی یہہ کامیابیان شاق گزر رہی تھین۔ گرد و نواح کی فوجون کو فراہم و مرتب کر کے دمشق پر چڑھائی کی۔ ان دنون دمشق مین تاج الدولہ تتش سلطان ملک شاہ کا بھائی حکومت کر رہا تھا اسنے مصری فوج کی آمد کی خبر پا کے نہایت حزم و احتیاط سے قلعہ بندی کر لی جس سے حملہ آور گروہ کی ایک بھی نہ چل سکی خائب و خاسر ہو کے واپس گیا۔ پھر ۴۷۲ھ مین مصری فوج کے سپہ سالار نے ملک شام کیجانب یلغار کیا۔ اس مرتبہ شہر صور کو قاضی عین الدولہ بن ابی عقیل کے قبضہ سے واپس لے لیا اور بعد اسکے شہر صیدا اور شہر جبیل کو بھی یکے بعد دیگرے فتح کر کے اپنی جانب سے عمال مقرر کئے۔

۴۸۴ھ مین فرانس نے جزیرہ صقلیہ کو مسلمانون کے قبضہ سے نکال لیا اور ۴۸۶ھ مین منیر الدولہ جیوشی والی شہر صور نے علم مخالفت بلند کیا جسکو بدر جمالی نے دولت علویہ کیجانب سے صور کی ولایت پر مامور کیا تھا۔ چنانچہ بدر جمالی نے ان کی سرکوبی کو ایک لشکر روانہ کیا۔ جسوقت یہہ لشکر شہر صور کے قریب پہونچا اہل صور نے یہہ خبر پا کے کہ شاہی لشکر منیر الدولہ باغی کی سرکوبی کو آگیا ہے شہر کے اندر بھی ایک ہنگامہ برپا کر دیا۔ منیر الدولہ سے کچھہ بن نہ آئی گھبرا گیا مصری لشکر نے بلا مزاحمت و مخاصمت احدی شہر پر اہل شہر کی امداد سے قبضہ کر لیا اور منیر الدولہ کو گرفتار کر کے معہ اسکے متعلقون کے مصر روانہ کر دیا۔ جون ہی یہہ لوگ مصر پہونچے بارگاہ خلافت سے ان قیدیون کے قتل کا حکم صادر ہوا۔ جو نہایت مستعدی اور تعجیل سے تعمیل کیا گیا

ان واقعات کے بعد ماہ ربیع الاول ۴۸۷ھ مین امیر الجیوش بدر جمالی نے انتقال کیا اسی مرحلے عمر کے طے کئے۔ اسکے دو خانہ زاد تھے ایک کا نام امین الدولہ لاویز تھا اور دوسرے کا نصیر الدولہ افتکین۔ بدر کے مرنے کے بعد خلیفہ مستنصر نے

امین الدولہ لاویز کو بجائے بدر مقرر کرنے کا قصد ظاہر کیا۔ نصیر الدولہ کو یہہ امر ناگوار گزرا فوج کو طیاری کا حکم دیکے سوار ہوگیا۔ سارے شہر مین ایک ہلڑ سا مچگیا۔ بلوایون اور اوباشون نے قصر خلافت کو جا کے گھیر لیا۔ اور خلیفہ مستنصر کو سخت و ناملایم کلمات سنانے لگے۔ خلیفہ مستنصر نے مجبور ہوکر اپنی رائے سابق سے رجوع کیا اور بدر کے لڑکے محمد ملک ابو القاسم کو بجائے بدر مامور فرماکے قلمدان وزارت سپرد کیا۔ اسکے باپ بدر کیطرح "الافضل" کا خطاب دیا۔

ابو القاسم بن بدر عمدہ وزارت بدر مین نیابت کا کام کرتا تھا چنانچہ بعد انتقال محمد ملک ابو القاسم کے قلمدان وزارت کا یہی مالک بنایا گیا۔

محمد ملک ابو القاسم عہدۂ وزارت سے ممتاز ہوکے اسیطرح طور و طریقہ سے امور سلطنت کا انصرام و انتظام کرنے لگا جیسا کہ اسکے باپ بدر کا رویہ تھا اسکی وزارت کے بعد ہی خلیفہ مستنصر نے وفات پائی۔

مستعلی کی خلافت خلیفہ مستنصر باللہ ابو تمیم ابو الحسن علی الظاہر لاعزاز دین اللہ علوی والی مصر و شام نے یوم التروبہ (آٹھوین ذی حجہ ۴۸۷ھ کو جان بحق تسلیم کی ساٹھ برس اور بروایت بعض مورخین پینسٹھ سال خلافت کی۔ اسنے اپنے ابتداے زمانہ خلافت مین بڑے بڑے مصائب اٹھاے طرح طرح کی تکالیف برداشت کین۔ مال و خزانہ لٹ گیا۔ بے سر و سامانی اس حد تک پہونچگئی تھی کہ اس کے پاس سواے اُس ایک فرش کے جسپر کہ یہہ بیٹھا کرتا تھا اور کوئی سامان و اسباب باقی نہ رہگیا تھا۔ برائے نام خلیفہ تھا اصل یہہ ہے کہ اسکی معزولی مین کوئی حالت منتظرہ باقی نہ رہی تھی کہ دفعتہً اسنے اپنے ہوش و حواس کو درست کرکے امور سیاست کی تدارک کی جانب توجہ کی عکا سے بدر جمالی کو بلا بھیجا۔ جب بدر جمالی آگیا تو کل امور سلطنت کے سیاہ و سفید کرنے کا اسکو اختیار دے دیا۔ بدر نے تھوڑے ہی دنون مین

بدنظمیان دفع کرکے اسکے ممالک مقبوضہ کو ایک متمدن اور مہذب ملک بنا دیا اور شاہی اختیارات کو اسی پیمانہ سے برتنے لگا جیسا کہ لازم و سزاوار تھا۔

مستنصر نے اپنی وفات پر تین لڑکے چھوڑے۔ احمد، نزار اور ابوالقاسم۔ کہا جاتا ہے کہ مستنصر نے نزار کو اپنا ولیعہد بنایا تھا چونکہ نزار اور محمد ملک ابوالقاسم وزیر السلطنت میں ان بن تھی وزیر السلطنت نے یہ خیال کرکے کہ مبادا نزار کسی خلافت پر متمکن ہوکر کسی قسم کا مجھکو نقصان نہ پہنچائے مستنصر کی بہن کو یہ پٹی دی کہ آپ ابوالقاسم کی خلافت کی تحریک کیجئے میں آپ سے وعدہ کرتا ہوں کہ امور سلطنت ہمیشہ آپکی رائے اور ذمہ داری سے انجام پذیر ہوا کرینگے، مستنصر کی بہن نے اس سازش کی بنا پر قاضی اور داعی کے روبرو ابوالقاسم کی ولیعہدی کا اظہار دیا اور قسم بھی کھائی۔ پس ارکین دولت نے ابوالقاسم کے ہاتھ پر خلافت و امارت کی بیعت کرلی "المستعلی باللہ" کے مبارک لقب سے یاد کرنے لگے۔

نزار کو جو مستعلی سے بڑا تھا یہ امر ناگوار گزرا بیعت خلافت لینے کے تیسرے دن مصر کو چھوڑ کر اسکندریہ چلا گیا۔ اس وقت اسکندریہ میں نصیر الدولہ افتکین بدر جمالی کا غلام حکمرانی کر رہا تھا جسنے محمد ملک ابوالقاسم کی وزارت کی تحریک کی تھی نصیر الدولہ یہ سنکے کہ ابوالقاسم سریر خلافت پر متمکن کیا گیا ہے باغی ہوگیا اور خلیفہ مستنصر کی ولیعہدی کے مطابق نزار کی خلافت کی بیعت کرکے "المصطفے لدین اللہ" کے خطاب سے مخاطب کرنے لگا دربار خلافت مصر میں اسکی خبر ہوئی وزیر السلطنت نے ایک فوج مرتب کرکے نزار کی گوشمالی کی غرض سے کوچ کردیا۔ کوچ و قیام کرتا ہوا اسکندریہ پہنچا اور اپنے حریف مقابل پر محاصرہ ڈالدیا۔ ایک مدت کے محاصرہ و جنگ کے بعد محصورون نے امان حاصل کرکے شہر پناہ کا دروازہ کھولدیا فتحمند گروہ نے شہر میں داخل ہوگئے اپنی کامیابی کا جھنڈا گاڑدیا اور نزار کو کشتی پر سوار کراکے قاہرہ روانہ کردیا۔ خلیفہ مستعلی

نے نزار کو پہونچتے ہی قید حیات سے سبکدوشی دے دی اس کے بعد ہی وزیر السلطنت افضل معہ افتکین کے مصر مین واپس آیا - ایکروز حسب حکم خلافت مآب افتکین کو دربار خلافت مین پیش کیا خلیفہ مستعلی نے اسکو بغاوت اور سرکشی پر زجر و توبیخ کی افتکین نے گستاخانہ جواب دیا خلیفہ مستعلی کو اس سے اشتعال پیدا ہوا بغاوت اور سرکشی کے الزام مین قتل کر ڈالا - افتکین نے قتل کے وقت خلیفہ مستعلی کو مخاطب کر کے کہا "حضرت والا! یہہ قتل و خونریزی کفارہ یمین (قسم) نہین ہوسکتا"

بیان کیا جاتا ہے کہ حسن بن صباح جو فرقہ اسماعیلیہ کا عراق مین ایک نامور سردار تھا سوداگرون کے لباس مین خلیفہ مستنصر کی خدمت مین حاضر ہوا تھا اور ملک عجم مین اسکی حکومت و خلافت کی منادی کرنیکی اجازت طلب کی تھی چنانچہ خلیفہ مستنصر نے اجازت دی علی سبیل تذکرہ حسن نے خلیفہ مستنصر سے دریافت کیا تھا "آپ کے بعد میرا امام کون ہوگا؟" جواب دیا "میرا بیٹا نزار" بعد اسکے حسن ملک عجم چلا گیا اور در پردہ لوگون مین خلیفہ مستنصر کی خلافت کی منادی کرنے لگا - تھوڑے دنون بعد اسنے ہاتھ پاون نکالے اور وہان کے اکثر قلعات مثل قلعہ موت وغیرہ پر قابض و متصرف ہوگیا جیسا کہ ہم آئندہ اسماعیلیہ فرقہ کے حالات مین اسکو بیان کرینگے - یہہ واقعات ان کے اہم اور اعظم اخبار سے ہین یہہ لوگ نزار کی امامت کے قابل ہین -

الغرض خلیفہ مستعلی نے جون ہی سریر خلافت پر قدم رکھا سرحدی شہرون مین بغاوت پھوٹ نکلی کسیلہ نامی ایک شخص جو صور کا والی تھا علم خلافت سے منحرف و باغی ہوگیا خلیفہ مستعلی نے ایک فوج اسکی سرکوبی کو روانہ کی - پس اس فوج نے صور پر پہونچکر محاصرہ ڈالدیا - بہت بڑی خونریزی ہوئی آخرکار شاہی لشکر فتحیاب ہوا اور کسیلہ کو شکست فاش اٹھانا پڑی شاہی لشکر نے اسکو گرفتار

کرکے نامہ بشارت فتح کے ساتھ مصر روانہ کردیا۔ خلافت مآب نے پہونچتے ہی
کسیلہ کو قتل کرڈالا یہ واقعہ ۴۹۱ھ کا ہے۔

تاج الدولہ تتش والی شام کے انتقال پر اسکے دونوں لڑکون رضوان اور
دقاق مین خانہ جنگی کا بازار گرم ہوا۔ دقاق دمشق مین رہتا تھا اور رضوان حلب مین
رضوان نے اپنے صوبہ مین چند دنون تک خلیفہ مستعلی کے نام کا خطبہ پڑھا تھا۔ مگر
پھر خلافت عباسیہ کا خطبہ پڑھنے لگا۔

عیسائیون کا بیت المقدس پر قبضہ

بیت المقدس کی حکومت پر تاج الدولہ تتش نے امیر
سقمان بن ارتق ترکمانی کو مامور کیا تھا۔ اسکے بعد ہی ۴۹۰ھ
مین عیسائیون نے ملک شام کی طرف قدم بڑہائے عیسائی کروسیڈرون کی
جماعت رفتہ رفتہ قسطنطنیہ پہنچی اور اسکے خلیج کو عبور کیا۔ والی قسطنطنیہ نے انکو
راہ دیدی تاکہ وہ اس کے اور امرار سلجوقیہ و ترک والیان شام کے بیچ مین پڑ
جائین چنانچہ عیسائیون نے پہلے انطاکیہ پر پہونچکے لڑائی کا نیزہ گاڑدیا اور اسکو
بانیبان سپہ سالار سلجوقیہ کے قبضہ سے نکال لیا۔ بعدیان انطاکیہ کو حریف مقابل کے
محاصرہ مین چھوڑکر بھاگ نکلا۔ کسی ارمنی نے اتنا راہ مین اسکو مارڈالا اور
سر اوتار کے عیسائیون کے پاس انطاکیہ مین لے آیا۔ اس واقعہ سے لشکر
شام پر عیسائیون کے رعب و داب کا سکہ بیٹھ گیا اور اسکے سردارون کے آنکھون مین
آئندہ خطرات کی تصویرین پھرنے لگین اولاً کربوقا والی موصل فوجین مرتب کرکے
عیسائی کروسیڈرون سے بدلہ لینے کو نکلا اور مرج دابق مین پہونچکے پڑاؤ کیا
دقاق بن تتش۔ سلیمان بن ارتق طغتکین اتابک والی حمص اور والی سنجار بھی آآکے
کربوقا کے پاس مجتمع ہوئے۔ گرد و نواح کے ترکون اور عربون کو مجتمع کرکے
فوجین آراستہ کین اور انطاکیہ عیسائیون کے تیرہ یوم قبضہ کرنے کے بعد

انطاکیہ کے چھوڑانے کو کوچ کیا۔ عیسائیون نے بھی ہر چہار طرف سے عیسائی مجاہدون کو مجتمع کر لیا تھا۔ یورپ کے بڑے بڑے بادشاہ اس جنگ مین شریک تھے ان سبھون کا سردار بیمنڈ نامی ایک عیسائی بادشاہ تھا۔ عساکر اسلامیہ اور عیسائی فوجون سے صف آرائی کی نوبت آئی سخت خونریزی کے بعد مسلمانون کو ہزیمت ہوئی۔ ہزارون مسلمانون کو عیسائی کروسیڈرون نے تہ تیغ کیا اور انکے لشکرگاہ پر قبضہ کر کے معرۃ النعمان کیجانب بڑھے ایک مدت تک اسپر محاصرہ ڈالے رہے بالآخر اسکے اعوان و انصار اپنی کامیابی سے ناامید ہوکر بھاگ کھڑے ہوے تقریباً ایک لاکھ مسلمان کام آئے اور ابن منقذ نے شیزر دیکر عیسائیون سے مصالحت کر لی بعد اس مصالحت کے عیسائیون نے حمص کو جا گھیرا۔ جناح الدولہ نے شہر کو اپنے حریف محاصر کے سپرد کر کے صلح کر لی پھر ان عیسائیون نے عکہ پر پہنچکر محاصرہ ڈالا مدتون عکہ مفتوح نہوا تر کی اسلامی فوج مقیم عکہ کو بڑے بڑے مصائب کا سامنا کرنا پڑا جو احاطہ تحریر و تقریر سے باہر ہے اس پر آشوب زمانہ مین اہل مصر کو سلجوقیہ اور ترکون کے زیر کرنیکا شوق پیدا ہوا وزیر السلطنت افضل بن بدر جمالی فوجین مرتب کر کے بیت المقدس کے واپس لینے کو روانہ ہوا اور سفر و قیام کرتا ہوا بیت المقدس پہنچکے محاصرہ ڈالدیا۔ بیت المقدس مین ان دنون سقمان اور ایلغازی پسران ارتق اور اسکا بھتیجہ یاقوتی اور برادر چچازاد سوتج بھی تھا۔ افضل نے چالیس منجنیق قلعہ شکن بیت المقدس کے فتح کرنے کو نصب کرائین تھین۔ تقریباً چالیس روز تک محاصرہ کئے رہا بعد ازان سنہ ۴۹۱ھ مین امان کے ساتھ مفتوح کر لیا۔ افضل نے فتحیابی کے بعد سقمان، ایلغازی اور ان لوگون کے ساتھ جو ان کے ساتھ تھے اچھے برتاو

کئے اور ان کو چلے جانے کی اجازت دی۔ کسی قسم کی ان سے مزاحمت نہ کی
پس سقمان شہر الرہا چلا گیا اور ایلغازی نے عراق کا راستہ لیا ان لوگونکی
روانگی کے بعد افضل نے یہ اطمینان تمام بیت المقدس پر قبضہ حاصل کر کے
اپنے آتش شوق کو بجھایا اور فتحیابی کا سہرا سر پر لئے ہوئے مصر کیجانب واپس آیا۔
اس عارضی فتحیابی کے بعد عیسائی گروسیڈون نے بیت المقدس کا قصد کیا
چالیس روز تک اسکا محاصرہ کئے رہے۔ قلعہ شکن منجنیقین ہر چہار طرف نصب کین
شہر پناہ کی دیوار منہدم کرنے کی غرض سے دو بڑے بڑے برج بنائے
تھے جسپر آتشباری کا کوئی اثر نہین پہونچتا تھا۔ لڑتے بھڑتے شمالی جانب سے
بیت المقدس مین جبکہ سات راتین ماہ شعبان ۴۹۲ھ کے تمام ہوئے کو باقی رہگئی
تھین گھس پڑے۔ ہفتون عام خونریزی اور کشت وخون کا ہنگامہ گرم اور
جاری رہا۔ مسلمانون نے محراب داود علیہ السلام مین جاکے پناہ لی اور یہ سمجھکے وہان
جا چھپے تھے کہ شاید اب خونریزی اور قتل سے ہم بچ جائینگے۔ مگر ان اجل
رسیدون کو وہان بھی پناہ نہ ملی۔ عیسائی فوجون نے پہلے انکو امان دی اور
جب اونہون نے دروازہ کھولا تو قتل کرنے لگے۔ مسجد اقصے اور صخرہ مین ستر
ہزار مسلمان شہید کئے گئے۔ مسجد اقصے کی چالیس قندیلین نقری جو تین تین ہزار
اور چھ چھ سو درہم وزن مین تھین اور ایک تنور نقری (جو وزن مین چالیس رطل
شامی تھا) اور ایک سو پچاس قندیلین طلائی لوٹ لین۔ علاوہ اسکے اور مال واسباب
اور قیمتی قیمتی سامان لوٹ لئے گئے جو شمار و اعداد سے باہر ہے۔ بقیۃ السیف
جو اس عام خونریزی سے بچگئے تھے وہ بحال پریشان گریان و نالان بغداد پہنچے
اور اُن مصائب کو بالتفصیل بیان کیا جو اسلام اور اسلامیون پر بیت المقدس
اور سرزمین شام مین قتل، غارتگری اور قید ہونے کے گزرے تھے خلافت مآب

نے سربرآوردہ علماء کے ایک گروہ کو سلطان برکیاروق اور اسکے برادران محمد اور سنجر کے پاس جہاد پر جانے کی غرض سے بھیجا۔ لیکن یا دگاران سلاطین سلجوقیہ مین باہمی تزاعات اور مخالفت کیوجہ سے اس قدر قوت باقی نرہگئی تھی کہ عیسائی کروسیڈرون کے مقابلہ پر تلوار اٹھا سکتے اور بیت المقدس کو ان کے قبضہ سے نکالنے کی کوشش کرتے چارونا چار علماء کا وفد بے نیل مرام واپس آیا۔

وزیر السلطنت افضل بن بدر جمالی امیر الجیوش نے یہ خبر سنکر کے فوجین آراستہ کین اور عیسائی کروسیڈرون کو بیت المقدس سے نکال باہر کرنے کی قصد سے مصر سے کوچ کیا۔ عیسائی فوجین بھی اس سے مطلع ہو کے افضل کے لشکر سے مزاحمت کرنے کو بڑہین اور بحالت اور غفلت اپر حملہ کرکے ان کو پسپا کر دیا۔ مصری لشکر کا ایک گروہ متفرق و منتشر ہو کر گولدون کے گنجان باغ مین جا چھپا عیسائیون نے اسمین آگ لگادی۔ سب کے سب جل گئے اور جو گھبرا کر باغ سے باہر نکلا اسکو عیسائیون نے قتل کر ڈالا۔

اس ہوش ربا واقعہ کے بعد عیسائی فوجون نے عسقلان کی طرف مراجعت کی اور پہنچتے ہی اسپر محاصرہ ڈالدیا تا آنکہ بیس ہزار دینار تاوان جنگ لے کے واپس ہوئین۔

آمر کی خلافت بعد اسکے خلیفہ مستعلی ابو القاسم احمد بن مستنصر باللہ علوی نے نصف ماہ صفر ۴۹۵ھ کو اپنی خلافت کے سات سال پورے کرکے مرگیا بجائے اسکے اسکا بیٹا ابو علی جسکی عمر اس وقت پانچ برس کی تھی سریر خلافت پر متمکن کیا گیا اور "الآمر باحکام اللہ" کا خطاب اختیار کیا۔ خلفاء علویہ مین سے کوئی شخص اس سے اور مستنصر سے کم سن زیادہ خلیفہ نہین بنایا گیا۔ اسکی یہ حالت تھی کہ اکیلا گھوڑے پر سوار نہو سکتا تھا۔

عیسائیون اور مصریون کا مقابلہ

پھر ۴۹۶ھ مین افضل امیر الجیوش مصریہ نے فوجین آراستہ کرکے عیسائیون سے جنگ کرنے کو شام کیجانب روانہ کین سعد الدولہ طواشی نامی ایک امیر جو اسکے باپ کا مملوک تھا اس مہم کا سردار بنایا گیا - مابین رملہ اور یافا عیسائی کروسیڈرون سے معرکہ آرائی ہوئی عیسائیون کے سردار کا نام بغدوین تھا اتفاق یہ کہ پہلے حملہ مین عیسائیون نے مصری لشکر کو ہزیمت دے دی اثنار دار و گیر مین سعد الدولہ مارا گیا - عیسائیون نے اسکے خیمہ اور لشکر گاہ پر قبضہ کرلیا اور وہان پر جو کچھ مال و اسباب پایا لوٹ لیا - افضل کو اس واقعہ کی خبر لگی تو اسنے اپنے بیٹے شرف المعالی کو فوج کا سردار بناکے روانہ کیا - قریب رملہ عیسائیون سے مڈبھیڑ ہوئی - اس معرکہ مین عیسائیون کو ہزیمت ہوئی بغدوین بخوف گرفتاری و قتل گنجان درختون مین چھپ رہا اور جب ہنگامہ دار و گیر فرو ہوگیا تو چند عیسائی سردارون کے ساتھ نکلکر چپکے سے رملہ چلا گیا شرف المعالی نے اس مہم کو سر کرکے رملہ پر فوج کشی کی پندرہ یوم تک محاصرہ کئے رہا تا آنکہ بزور تیغ اسکو مفتوح کرلیا - چار سو عیسائیون کو قتل کر ڈالا اور تین سو عیسائی سردارون کو گرفتار کرکے مصر روانہ کردیا - مگر بغدوین اس واقعہ سے بھی بچکر یافا چلا گیا - اسی اثنار مین عیسائی زائران کا ایک گروہ کثیر بیت المقدس کی زیارت کو آگیا تھا - بغدوین نے ان کو صلیبی لڑائی لڑنے کی ترغیب دی اور جب وہ آمادہ و طیار ہوگئے تو انکو مرتب و طیار کرکے عسقلان کیجانب بڑھا - شرف المعالی یہہ خبر پاکے اپنے باپ افضل امیر الجیوش کے پاس چلا گیا اور عیسائیون نے عسقلان پر بلا جدال و قتال قبضہ حاصل کرلیا -

بعد اسکے شرف المعالی نے خشکی اور بحری فوجین مرتب کین اپنے باپ کے نامور مملوک تاج العجم کو عظیم فوج کے ساتھ براہ خشکی عیسائیون کے مقابلہ پر عسقلان کیطرف

روانہ کیا اور بسرافسری قاضی ابن قادوس جنگی کشتیون کا بیڑہ براہ دریا یافا کیجانب بھیجا چنانچہ تاج العجم نے عسقلان کے قریب پہنچکے پڑاؤ کیا - قاضی قادوس نے تاج العجم کو کہلا بھیجا "او ہم اور تم متفق ہوکر عیسائیون پر حملہ کرین" تاج العجم نے اس سے انکار کیا - رفتہ رفتہ افضل امیرالجیوش کو اس واقعہ کو اطلاع ہوگئی - افضل نے اسیوقت قاضی ابن قادوس کو تاج العجم کے گرفتار کرلینے کو لکھ بھیجا اور اپنے خادمون مین سے جمال الملک کو عسقلان کیجانب روانہ کیا اور عساکر شامیہ کی سرداری بھی اسیکو مرحمت ہوئی -

انھین واقعات پر ۴۹۶ھ تمام ہوجاتا ہے آیندہ ۴۹۷ھ مین مصری اور عیسائیون فوجون مین باہم کسی قسم کی چپقلش چھا رہین ہوتی ۴۹۸ھ مین وزیرالسلطنت افضل نے اپنے دوسرے بیٹے سناءالملک حسین کو عیسائیون کے مقابلہ پر روانہ کیا اور جمال الملک کو اسکے ساتھ جانے کا حکم دیا - چنانچہ سناءالملک پانچہزار فوج کی جمعیت سے عیسائیون سے لڑنے کو روانہ ہوا طغتکین اتابک والی دمشق سے کمک طلب کی - طغتکین نے تیرہ سو سوار بھیجدیے عسقلان اور یافا کے درمیان عساکر اسلامیہ اور عیسائی فوجون سے مقابلہ ہوا - جانبین کے ہزارہا آدمی کام آگئے بعد اسکے دونون فریق ایک دوسرے سے خود بخود علیحدہ ہوگئے عساکر اسلامیہ نے عسقلان اور دمشق کیجانب مراجعت کی

۴۹۷ھ سے بکتاش بن تتش عیسائیون مین جا ملا تھا - سبب یہہ پیدا ہوا تھا کہ طغتکین نے اپنے دوسرے برادرزادہ دقاق بن تتش کو حکومت کی کرسی پر بٹھانے کا قصد کرلیا تھا پس اسیوجہ سے اس نے عیسائیون سے سازش کرلی اور انمین جا ملا -

طرابلس و بیروت پر عیسائیون کا قبضہ

طرابلس پر خلافت علویہ کی حکومت پہرہ اوڑ رہا تھا - اس زمانہ پرآشوب وفتن مین عیسائیون نے اسکا بھی محاصرہ کر رکھا تھا - محصورون کی امداد اور کمک مصری دارالخلافت سے آرہی تھی - ۵۰۳ھ کے دورمین

ایک بڑہ جہازات کا براہ دریا عیسائی مقبوضات سے ساحل طرابلس پر پہونچا جسکا سردار قمص کبیر یعنی رئیسدین صنجیل تھا۔ اس بڑہ جہازات مین غلہ ورسد اور کافی مقدار فوج کی تھی اس سے پیشتر سروانی ہمشیرہ زادہ صنجیل طرابلس پر محاصرہ ڈالے ہوئے تہا سروانی اور رئیسدین آن بن ہوگئی۔ مگر بغدوین والی بیت المقدس نے بہت جلد دونون مین مصالحت کرادی۔ ادہران دونون نے مجتمع ہوکے طرابلس پر حملہ کیا اُدہر مصر سے محصورون کی آمدورفت بند ہوگئی۔ عیسائیون نے طرابلس کے شہر پناہ پر چڑھنے کی غرض سے چند برج بنائے تھے جنکو آہستہ آہستہ لڑتے ہوئے شہر پناہ کی دیوار سے جاکے ملا دیا۔ عیسائی فوجین اسکے ذریعہ سے شہر پناہ کی دیوار پر چڑہ گئین اور بزور تیغ دوسری ذی الحجہ ۵۰۳ھ کو مفتوح کرلیا۔ بہت بڑی خونریزی ہوئی ہزارہا قید وگرفتار کرلئے گئے۔ والی طرابلس نے قبل مفتوح ہونے کے معہ اپنے چند سرداران لشکر کے امن حاصل کرلی تھی اور اس واقعہ جانکاہ سے پہلے دمشق چلا گیا تہا۔

اس فتحیابی کے بعد ایک دوسرا بیڑہ کشتیون کا طرابلس کے ساحل پر پہنچا جسمین ایک سال کے خرچ کا غلہ بھرا ہوا تہا پس اسکو عیسائیون نے صور صیدا اور بیروت کے محاصرہ فوجون پر تقسیم کردیا اور اس طریقہ سے عیسائیون نے کل سواحل شام پر قبضہ کرلیا۔

ہمنے ان واقعات کو دولت علویہ کے تذکرہ مین اس وجہ سے بالتخصیص تحریر کیا ہے کہ ان مقامات پر خلافت علویہ کا قبضہ وتصرف تہا۔ بقیہ حالات کو عیسائیون کے اخبار کے ضمن مین بیان کرینگے انشاء اللہ تعالیٰ۔

مصریون کا عسقلان پر قبضہ

عسقلان پر علم خلافت علویہ مصریہ کا قبضہ تہا اور شمس الخلافۃ نامی ایک امیر کے قبضہ اقتدار مین اسکی زمام

حکومت تھی - بغدوین عیسائی بادشاہ بیت المقدس نے شمس الخلافت سے سازش کرکے علم خلافت علویہ مصریہ سے اسکو علیحدہ کرلیا - رفتہ رفتہ اسکی خبر دربار خلافت مصر تک پہونچی امیر الجیوش افضل نے ایک فوج مرتب کرکے عسقلان کیجانب روانہ کی اور امیر لشکر کو یہ ہدایت کردی کہ جس وقت شمس الخلافت لشکر مین آئے فوراً گرفتار کرلینا - اتفاق یہ کہ کسی ذریعہ سے شمس الخلافت کو اسکی اطلاع ہوگئی کھلم کھلا علم خلافت علویہ کا مخالف ہوگیا - اور جسقدر اہل مصر اس کے شہر مین تھے سبھون کو نکال دیا - وزیر السلطنت امیر الجیوش افضل نے یہ خیال کرکے کہ مبادا شمس الخلافت عسقلان کو عیسائیون کے حوالہ نکردے اُسکو اسکے عہدہ پر بحال رکھا مگر شمس الخلافت کا دل وزیر السلطنت کی طرف سے صاف نہوا ساتھہی اسکے اہل عسقلان کیجانب سے بھی مشکوک ہوگیا اسوجہ سے اپنی فوج مین ارمینیون کو کثرت سے داخل کرلیا اہل عسقلان کو اس سے کشیدگی منافرت پیدا ہوگئی - سبھون نے مشورہ کرکے حملہ کردیا اور اسکو گرفتار کرکے قتل کرڈالا - بعد ازان خلیفہ آمر باحکام اللہ اور وزیر السلطنت افضل کے دربار مین اس واقعہ کی اطلاع کی خلیفہ آمر نے دار الخلافت مصر سے ایک شخص کو امیر مقرر کرکے عسقلان روانہ کیا - اس امیر نے عسقلان مین پہونچکے اہل عسقلان کے ساتھہ نہایت رحم و انصاف کے برتاو کئے شورش و بغاوت جسقدر تھی فرو ہوگئی - انتظامات درست ہوگئے -

عیسائیون کا صور پر حملہ بعد اس واقعہ کے بغدوین عیسائی بادشاہ بیت المقدس نے شہر صور پر حملہ کیا - صور بھی خلافت علویہ مصریہ کے مقبوضات سے تھا - عزالملک الاعز نامی ایک امیر اس شہر کا والی تھا ارمینیون کا لشکر اسکی محافظت

[1] یہ واقعہ ۵۰۲ھ کا ہے تاریخ کامل ابن اثر جلد ۱۰ مطبوعہ لیدن - مترجم

کر رہا تھا۔ عیسائیون نے اس شہر پر ہر چہار طرف سے محاصرہ ڈالکے لڑائی شروع کردی۔ اہل صور نے طغتکین اتابک والی دمشق سے امداد کی درخواست کی چنانچہ طغتکین اتابک معہ اپنے فوج کے اہل صور کی کمک پر آیا۔ مدتون حصار اور لڑائی کا سلسلہ جاری اور قایم رہا تا آنکہ زمانہ طیاری فصل کا آگیا۔ عیسائی بادشاہ اس خوف سے کہ طغتکین والی دمشق عیسائی مقبوضات کے طیار شدہ فصل کو لوٹ نہ لے محاصرہ اوٹھاکے عکہ چلا گیا اور اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل وکرم سے اہل صور کو اسکے شر سے یون بچالیا۔

پھر ماہ ذی الحجہ ۵۱۱ھ مین بغدوین بادشاہ بیت المقدس نے فوجین مرتب کرکے مصر پر چڑھائی کی کوچ وقیام کرتا ہوا قنیس تک پہونچا ایک روز تیرنے کی غرض سے نیل مین اوترا۔ وقت موت قریب آگیا تھا اسکے زخم قدیم نے زور پکڑا مجبورانہ بیت المقدس کی جانب مراجعت کی چنانچہ بیت المقدس پہونچکر مرگیا اور بیت المقدس کی بادشاہی کی وصیت قمص والی الرہا کے حق مین کرگیا اگر اس وقت ملوک سلجوقیہ مین خانہ جنگیان اور باہمی نزاعات پیدا نہو گئے ہوتے تو ان لوگون نے عیسائیون سے وہ کل بلاد شامیہ کو واپس لے لیا ہوتا جنپر وہ قابض ومتصرف ہو گئے تھے مگر اللہ جل شانہ نے اس نیک نامی کو صلاح الدین بن ایوب فاتح بیت المقدس کے لئے رکھ چھوڑا اور یہ سہرا اسیکے سر پر باندہا گیا۔

وزیر السلطنت کا قتل

ہم اوپر بیان کرآے ہین کہ وزیر السلطنت افضل نے بعد وفات خلیفہ مستعلی کے خلیفہ آمر باحکام اللہ کو جسوقت کہ اسکا سن پانچ برس کا تھا سریر خلافت پر متمکن کیا۔ پس جب خلیفہ آمر سن شعور کو پہونچا اور اسکی حکومت وسلطنت کو ایک گونہ استحکام استقلال حاصل

ہوگیا اس وقت خلیفہ آمر کو افضل کا ہر کام میں پیش پیش رہنا ناگوار گزرنے لگا۔
اپنے مصاحبوں سے وزیر السلطنت افضل کے قتل کے بابت مشورہ کیا اسکا
چچازاد بھائی عبدالمجید جو اسکا ولیعہد بھی تھا بولا "خلافت مآب اس خیال سے
باز آئیں یہہ بہت بڑی بدنامی کی بات ہے۔ ایک زمانہ دراز سے یہہ اور اسکا
باپ علم حکومت کی خیر خواہی کرتا چلا آتا ہے جس وقت لوگوں کو یہ امر
معلوم ہوگا کیا کیا خیالات ایمن نہ پیدا ہونگے علاوہ براین قبل اس فعل کے کرنے
کے کسی شخص کو اسکا قایم مقام کرلینا چاہیئے۔ تا آنکہ آئندہ خطرات سے محفوظ رہیں"
خلیفہ آمر یہہ سنکے خاموش ہوگیا تھوڑی دیر کے بعد عبدالمجید نے یہہ رائے دی
ابوعبداللہ بن بطلیحی کے ذریعہ سے اس اہم کام کو انجام دینا چاہیے ابوعبداللہ
اسکا معتمد علیہ اور مصاحب بھی ہے وہی اس کام کو کچھہ اچھا کریگا اور وہی ایسے
لوگوں کو متعین کردے گا جو افضل کو قتل کرڈالینگے" چنانچہ خلیفہ آمر نے ابوعبداللہ
کو اپنے محلسرا سے خلافت میں طلب کرکے وزیر السلطنت افضل کے قتل
کرڈالنے کی استدعا کی اور بعد قتل وزیر السلطنت ابوعبداللہ کو بجائے
اس کے عہدۂ وزارت پر مقرر کرنے کا وعدہ کیا۔ پس ابوعبداللہ نے دو شخصوں
کو وزیر السلطنت کے قتل پر مامور کیا جنہوں نے اسکو مصر میں قتل کرڈالا جبکہ وہ
اپنے موکب کے ساتھہ قاہرہ کو مصر سے جارہا تھا۔ یہ واقعہ ۵۱۵ھ کا ہے۔

واقعہ یوں پیش آیا کہ حسب دستور قدیم عید کے روز وزیر السلطنت معہ
اپنی فوج و خدام کے قاہرہ کے خزانۃ السلاح کو انعام و اکرام تقسیم کرنے کی غرض
سے جارہا تھا۔ کثرت واژدحام خلایق کیوجہہ سے گرد و غبار بکثرت اوٹھہ رہا تھا۔
وزیر السلطنت کو اس سے تکلیف ہوئی حکم دیا کہ ہمارے ساتھہ کوئی شخص نہ آئے
کل فوج ہم سے اس قدر فاصلہ پر رہے کہ مابدولت تک گرد و غبار نہ پہونچ

سکے - چنانچہ فوج پیچھے رہگئی اور آپ آگے بڑھ گیا دو شخص جنکو ابو عبداللہ نے اسکے قتل پر مامور کیا تھا - ایک گوشہ سے نکلکے وزیر السلطنت کی طرف لپکے ایک نے تلوار چلائی دوسرے نے نیزہ مارا - زخمی ہوکر گھوڑے سے زمین پر آ آرہا قاتلون نے بھاگنے کی کوشش کی لیکن اس مین ان کو کامیابی ہوتی نظر نہ آئی تو خود کشی کرلی وزیر السلطنت محلسرائے وزارت مین اوٹھالایا گیا اسوقت اسمین کچھ دم باقی تھا خلیفہ آمر عیادت کو آیا - دریافت کیا تمہارا مال کہان کہان ہے عرض کی، جسقدر میرا ظاہری مال و خزانہ ہے اسکو ابوالحسن بن اسامہ جانتا ہے (یہ شخص حلب کا رہنے والا تھا اور اسکا باپ اسامہ قاہرہ کا قاضی تھا) اور جو مال پوشیدہ اور دفینہ ہے اس سے بطائحی واقف ہے" پس جب اپنی وزارت کے اٹھائیسوین سال امیر الجیوش افضل داعی اجل کو لبیک کہہ کے راہی ملک عدم ہوا تو خلیفہ آمر نے اس کے مال و اسباب و خزانہ کی پوری طور سے نگرانی کی چھ ہزار توڑے اشرفیان کے پچاس ہزار توڑے روپیون کے، رنگ برنگ کے ریشمی کپڑے بغدادی، اسکندری اسباب، ہندی ظروف طلائی و نقری طرح طرح کی خوشبودار چیزین عنبر اور مشک بے شمار برآمد ہوئے - اسکے ذخائر و اسباب مین دندان فیل اور بنوش کے ٹکڑون کا مصنوعی پہاڑ ملا جسپر چاندی جڑی ہوئی تھی پہاڑ پر ایک متمن (ہشت) پہل چبوترہ عنبر کا تھا جسکا وزن ایک ہزار رطل کا تھا - اور اس چبوترہ پر سونے کی چڑیا بنی ہوئی تھی جسکے پاؤن مرجان سرخ کے چونچ زمرد کی اور آنکھین یاقوت کی تھین امیر الجیوش افضل اس چبوترہ کو اپنے محلسرائے وزارت مین رکھتا تھا جس سے سارا مکان معطر ہوجاتا تھا مال کا سارا سکایہ ہوا کہ یہہ سب چیزین صلاح الدین کے قبضہ مین چلی گئین -

---

لہ ۱ رطل ۳۳ تولہ کا ہوتا ہے بحساب وزن رائج الوقت - مترجم

بطائحی کی وزارت ابن اثیر لکھتا ہے کہ بطائحی کا باپ عراق مین وزارت مآب افضل کے مجنبرون مین تہا زمانہ طفلی مین اسکے سر سے اسکے باپ کا سایہ اوٹھ گیا اور کوئی متروکہ نچھوڑا سن شعور کو نہ پہونچنے پایا تھا کہ مان بھی مرگئی پہلے تو اسنے معماری کا کام سیکھا پھر حمالی کا کام کرنے لگا اکثر اوقات مال واسباب اوٹھا کر محلسرائے وزارت مین لایا کرتا تھا۔ امیر الجیوش افضل کو اسکی غربت وکمزوری پر رحم آگیا فراشون کے زمرہ مین نوکر رکھ لیا ترقی کرتے کرتے حجابت کے عہدہ پر پہونچ گیا۔ پس جب امیر الجیوش افضل مارا گیا تو خلیفہ آمر نے اسکو بجاے افضل کے وزارت کے عہدہ سے سرفراز فرمایا۔ پہلے ابن فاتک اور ابن قائد کے نام سے مشہور تھا خلیفہ آمر نے "جلال الاسلام" کا لقب مرحمت کیا خلعت دی۔ وزارت کے دوسرے برس "المامون" کا خطاب دیا۔ تہوڑے دنون بعد افضل کیطرح پہر امور سلطنت مین چیرہ دستی شروع کردی اور خلیفہ آمر کو دبانے لگا اس سے خلیفہ آمر کو کشیدگی پیدا ہوئی مامون کو بھی اسکی کشیدگی سے منافرت اور وحشت پیدا ہوچلی۔ مامون کا ایک بہائی ملقب بہ مؤتمن تھا مامون نے خلیفہ آمر سے اجازت حاصل کرکے مؤتمن کو اسکندریہ کی حفاظت ونگرانی کے لئے روانہ کیا۔ اسکے ہمراہ سپہ سالارون کا ایک گروہ بھی گیا جسمین علی بن سلار، تاج الملوک، سنا الملک الجمل اور دری الحروب وغیرہم تھے۔ مؤتمن اور ان لوگون کی روانگی اسکندریہ کے بعد مامون قاہرہ مین ٹھیرا ہوا فوج آرائی اور ترتیب لشکر کی فکرین کرتا رہا لوگون نے خلیفہ آمر سے اسکی شکایت کرنی شروع کردی کہ یہہ اپنے کو نراز کی اولاد سے بتلاتا ہے کہتا ہے کہ مین نراز کی لونڈی کے بطن سے ہون جو محلسرائے خلافت سے حاملہ نکل آئی تھی۔ ساتھہ ہی اسکے یہ خبر بھی خلیفہ آمر کے کان تک پہونچادی کہ مامون

نے نجیب الدولہ کو یمن مین اپنی امارت کی بنا قایم کرنے کو روانہ کیا ہے چنانچہ آمر نے اس امر کے انکشاف کی غرض سے چندلوگون کو یمن روانہ کیا۔

قتل بطابجی جس وقت خلیفہ آمر کا دل مامون کی شکایتین سنتے سنتے فکر و تردد سے بھر گیا اور طرح طرح کے خیالات اسکے دماغ کو پراگندہ کرنے لگے اس وقت اسنے اُن سپہ سالارون کو قاہرہ مین بلا بھیجا جو مامون کے بھائی کے ساتھہ اسکندریہ مین مقیم تھے ..... علی بن سلار کو اس سے تردد پیدا ہوا مگر خلافت مآب کا حکم تھا خلاف ورزی کی کس مین طاقت تھی سب کے سب ماہ رمضان ۵۱۹ھ مین دار الخلافت قاہرہ چلے آئے بعد ان کے مومن بھی اجازت حاصل کرکے اسکندریہ سے قاہرہ آگیا۔ حسب دستور افطار کرنے کو قصر خلافت مین حاضر ہوئے مامون اور مومن بھی افطار کو قصر خلافت مین آئے ہوئے تھے۔ خلیفہ آمر نے ان دونون بھائیون کو گرفتار کرکے جیل مین ڈالدیا۔ اگلے دن ایوان خلافت مین دربار عام کرکے ان دونون بھائیون کے حالات اور بیجا کارروائیون کو ظاہر کیا۔ اور عہدہ وزارت پر کسیکو مقرر نفرمایا دفتر وزارت سے دو شخصون کو خراج، زکاۃ اور ٹکس کے وصول کرنے پر مامور کیا بعد چندے ان دونون آدمیون کو بھی ظلم کے وجہ سے معزول و معطل فرمایا بعد اسکے وہ لوگ دربار خلافت مین حاضر آئے جو یمن مین انکشاف حال مامون کی غرض سے گئے ہوئے تھے اور نجیب الدولہ کو لاکے حاضر کیا۔ کل واقعات عرض کئے خلیفہ آمر نے نجیب الدولہ و مامون و مومن دونون بھائیون کو قتل کرکے صلیب پر چڑھا دیا۔

حافظ لدین اللہ کی خلافت خلیفہ آمر اپنی خواہشات نفسانیہ مین ڈوبا ہوا تھا مگر یاین ہمہ ترقی کا خواہان تھا خاطر یہ ہے کہ دلی کوشش بھی نکرتا تھا کبھی کبھی

عراق جانے کا قصد کرتا تھا پھر رک جاتا تھا کا۔ ہے کاہے دو چار اشعار بھی کہہ لیا کرتا تھا از انجملہ یہہ دو شعر ہین۔

اصبحت لا ارجو ولا اخشے	مجکو نہ کسی سے کوئی تمنا ہے اور نہ مین کسی سے ڈرتا ہون
الا الٰھی ولہ الفضل +	سوائے اپنے اللہ کے اور وہ فضل والا ہے
جدی نبی وامامی ابی	میرا دادا نبی ہے اور میرا باپ امام ہے
ومذھبی التوحید والعدل	اور میرا مذہب توحید اور عدل ہے

فرقہ فدائیہ اکثر اسکے قتل کا قصد کرتا تھا لیکن موقع نہ ہاتھہ آنے سے رک جاتا تھا چند دنون بعد انمین سے دس آدمیون نے ایک مکان مین مجتمع ہوکے خلیفہ آمر کے قتل کا مشورہ کیا۔ ایک روز خلیفہ آمر سوار ہوکر روضہ کی طرف، جا رہا تھا اس پل سے ہوکر گزرا جو جزیرہ اور مصر کے مابین تھا۔ اُن دسون آدمیون کو اسکی خبر لگ گئی آگے بڑھ کے اثنار راہ مین چھپ کر کھڑے ہو گئے پس جس وقت خلیفہ آمر پل پر گزرا تنگی راہ کی وجہ سے لشکر سے علیحدہ ہوکر چلا قاتلون کو موقع ملگیا دفعتہً تلوارین تول کر ٹوٹ پڑے اور بات کی بات مین قتل کر ڈالا۔ یہہ واقعہ ۵۲۴ھ کا ہے۔ ساڑھے اونتیس برس خلافت کی۔ چونتیس برس کی عمر پائی۔

یرغش عادل اور برعوار دھریز ملوک اسکے دو خادم خاص تھے انہین کے ذریعہ سے وہ امور سلطنت کو انجام دیتا تھا۔

پس جب خلیفہ آمر نے وفات پائی چونکہ اسکی کوئی اولاد نہ تھی اسوجہ سے اسکے چچا کے بیٹے میمون عبد المجید بن امیر ابو القاسم بن خلیفہ مستنصر باللہ کو جانشین کیا۔ کہتے ہین کہ خلیفہ آمر نے وصیت کی تھی کہ میری فلانہ بیوی حاملہ ہے اور مین نے خواب دیکھا ہے کہ اسکے بطن سے لڑکا پیدا ہوگا پس

میرے بعد وہی لڑکا سریر خلافت پر متمکن کیا جائے" اور میمون عبد المجید اسکی نگرانی و پرواخت کرتا رہے۔ چنانچہ اراکین دولت نے میمون کے ہاتھ پر بطور نایب خلیفہ کے بیعت کی اور "حافظ لدین اللہ" کا خطاب دیا اور حسب وصیت مرحوم خلیفہ ہزیر الملوک کو قلمدان وزارت سپرد کیا اور سعید یانس جو وزیر السلطنت افضل کے خادموں سے تھا اسکو داروغہ محلسرائے خلافت بنایا اس انتظام کے بعد محلسرائے خلافت مین اسی مضمون کا فرمان پڑھا گیا۔

وزارت کی تبدیلی اور وزرا کا قتل

جسوقت یہہ امر طے پا گیا کہ عہدۂ وزارت ہزیر الملوک کو مرحمت کیا جائے اور اس بنا پر ہزیر الملوک کو خلعت عنایت ہوئی تو لشکریون اور امرا لشکر کو ناگوار گزرا۔ اس ناراضی مین سب سے بڑا حصہ رضوان بن وخش نے لیا تھا جو عساکر مصریہ کا سردار اور افسر اعلے تھا۔ ابو علی بن افضل اسوقت قصر خلافت مین موجود تھا بزعم عاقل نے لشکریون اور امرا لشکر کی ناراضی کا احساس کر کے ابو علی کو وزیر السلطنت کے خلافت ابھار دیا چنانچہ ابو علی نے وزارت حاصل کرنے کی غرض سے قصر خلافت سے خروج کیا جون ہی محلسرائے خلافت کے باہر آیا لشکری اور امرا لشکر متفق الکلمہ ہو کے چلا اٹھے ہذا الوزیر ابن الوزیر ہذا الوزیر ابن الوزیر" اور ہاتھون ہاتھ ابو علی کو اپنے کیمپ مین لے گئے مابین قصر خلافت و قصر وزارت ابو علی کے قیام کے لئے خیمہ نصب کیا تمام شہر مین ایک ہنگامہ برپا ہو گیا۔ قصر خلافت کے دروازے بند کر دیے گئے ہر طبقہ کے لوگون مین اضطرابی کیفیت پیدا ہو گئی خلیفہ حافظ نے بمجبوری ہزیر الملوک کو عہدۂ وزارت سے معزول کیا اور جب اسپر بھی ہنگامہ فرو نہوا تو اسکے قتل کرنے پر مجبور ہوا اور قلمدان وزارت ابو علی احمد بن افضل کے سپرد کیا۔

پس ابو علی عہدۂ وزارت سے سرفراز ہو کر نہایت خوبی سے اس عہدہ

کے اہم امور کو انجام دینے لگا اور جیسا کہ اس عہدہ جلیل القدر کی مقتضیات تھی اسکو پورا کیا۔ آدمی منتظم اور ہوشیار تھا خلیفہ حافظ کو اپنے حسن انتظام سے دبا لیا اسکے کل تصرفات چھین لئے۔ جو چاہتا تھا کر گزرتا تھا۔ خزانہ اور ذخائر شاہی سے نقد اور جنس اپنے مکان مین اوٹھا لایا۔ یہہ امامیہ مذہب رکھتا تھا اور حد درجہ کا متعصب اور سخت تھا فرقہ امامیہ کے تحریک سے اس نے قایم منتظر (یعنی مہدی موعود) کی دعوت قایم کی در اہم پر "اللہ الصمد الامام محمد" مسکوک کرایا۔ اسماعیل اور خلیفہ حافظ کے نامون کو خطبہ سے نکال دیا۔ اذان مین "حی علے خیر العمل" کے کہنے کی ہدایت کی۔ اور خطیبون کو حکم دیا کہ میرے نام کو ان اوصاف سے ممبرون پر ذکر کرین۔ دماغ مین نخوت اس قدر سما گئی تھی کہ خلیفہ حافظ کے قتل کرا ڈالنے کا قصد کر لیا اور اسی وجہ سے اُن لوگون سے سازش کر لی تھی جن لوگون نے خلیفہ آمر کو قتل کیا تھا مگر اس امر پر قادر نہوا خلیفہ حافظ کو خلافت سے معزول کر کے ایک مکان مین قید کر دیا ہوا خواہان خلافت علویہ شیعہ کو یہ امر شاق گزرا۔ لشکریون کو ملا کے اسکے قتل کا باہم عہد و پیمان کر لیا چنانچہ ابو علی ایک روز معہ اپنے لشکر کے شہر کے باہر چوگان کھیلنے کو گیا چند سپاہی ایک کمینگاہ مین چھپے رہے جسوقت ابو علی اس طرف سے ہو کر گزرا ان سپاہیون نے کمینگاہ سے نکلکے ابو علی پر نیزے چلائے جس سے ابو علی زخمی ہو کر گر پڑا اور اسیوقت تڑپ کر دم توڑ دیا۔

ابو علی کے مارے جانے کے بعد امرا لشکر نے خلیفہ حافظ کو قید سے نکالا اور دوبارہ اسکے ہاتھہ پر خلافت و امارت کی بیعت کی۔ لشکریون نے ابو علی کا مکان لوٹ لیا۔ باقی جو رہگیا اسکو خلیفہ حافظ تجدید بیعت کے بعد قصر خلافت مین اٹھا لایا۔

خلیفہ حافظ نے بعد قتل ابو علی قلمدان وزارت ابو الفتح یانس حافظی کو مرحمت

فرمایا "امیر الجیوش" کا خطاب دیا۔ یہہ شخص بہت بارعب و ذی وجاہت تہا اسنے
بھی تہوڑے دنون بعد خلیفہ حافظ کو دبالیا۔ اس سے فریقین مین کشیدگی پیدا
ہوئی۔ کہا جاتا ہے کہ خلیفہ حافظ نے اسکے غسل خانہ مین زہر آلود پانی رکھوا دیا جسکی
وجہ سے یالنس کی موت وقوع مین آئی یہہ واقعہ آخری ذی الحجہ ۵۲۶ھ کا ہے
وزیر السلطنت یالنس کے ہلاک ہونے کے بعد خلیفہ حافظ نے یہہ قصد کرلیا
کہ آئندہ یہہ عہدہ جلیلہ کسی غیر کو ندیا جائے تاکہ آئندہ خطرات
کا جبکا سامنا گذشتہ ایام مین حکومت کو کرنا پڑا تہا نکرنا پڑے چنانچہ اس خیال
سے وزارت کے اہم ذمہ داریون کے امور پر اپنے بیٹے سلیمان کو مامور کیا
اتفاق ایسا پیش آیا کہ دو مہینے بعد سلیمان مرگیا تب اپنے دوسرے بیٹے حسن
کو اس خدمت پر متعین کیا۔ حسن نے یہ گل کہلائے کہ اسنے دعوای خلافت کردیا
اور اپنے باپ خلیفہ حافظ کے قید کر لینے کا قصد کیا لشکریون نے اس ارادے
مین اسکی اطاعت کی کسی ذریعہ سے خلیفہ حافظ کو اسکی خبر لگ گئی سحکمت عملی
اسکے مصاحبون اور ہواخواہون مین نفاق پیدا کردیا۔ بیان کیا جاتا ہے
کہ اس شب مین خلیفہ حافظ نے چالیس آدمیون کو یکے بعد دیگرے قتل کیا بعد
ازان اپنے ایک خادم کو قصر خلافت سے حسن کے قتل کرنے کو روانہ کیا حسن
نے اسکو نیچا دیکہا دیا اب اسوقت خلیفہ حافظ تنہا بے یار و مددگار رہ گیا
سارا کارخانہ درہم و برہم ہوگیا مجبور ہوکر بہرام ارمنی کو پیام دیا کہ ارمنی فوج
کو ہماری مدد پر آمادہ کرو چنانچہ بہرام نے ارمنیون کو ابہار دیا ارمینیون نے حسن پر
یورش کی اور مابین قصر خلافت و قصر وزارت صف آرا ہوئے۔ قصر وزارت
جلانے کی غرض سے لکڑیان جمع کین حسن یہہ خبر پاکے قصر وزارت سے
نکل آیا اور ارمینیون سے لڑنے لگا۔ بالآخر ارمینیون نے اسکو گرفتار کرکے

خلیفہ حافظ کے روبرو پیش کیا خلیفہ حافظ نے اپنے ہاتھہ سے اسکو قتل کرکے اپنے کلیجے کو ٹھنڈا کیا یہہ واقعہ ۵۲۹ھ کا ہے۔

حسن بن حافظ کے مارے جانے کے بعد ارمینیون نے مجتمع ہوکے بہرام کی وزارت کی تحریک کی خلیفہ حافظ نے انکی درخواست پر بہرام کو خلعت وزارت مرحمت فرمائی اور امور سلطنت کے سیاہ وسفید کرنے کی اجازت دی بہرام نے عہدۂ وزارت سے ممتاز ہوکے ارمینیون کو انتظامی اور مالی صیغون مین بھرنا شروع کیا اور مسلمانون کی اہانت کرنے لگا۔ رضوان بن ونجش کو جو کہ دارغہ محلسرا سے خلافت تھا اور دولت علویہ کا ایک نامور خیرخواہ تھا بہرام کی وزارت سے کشیدگی پیدا ہوئی اکثر اوقات بہرام کے طرز عمل اور وزارت پر نکتہ چینیان کرتا تھا۔ بہرام نے مصلحتاً رضوان کو صوبہ غربیہ کی سند حکومت دے کے قاہرہ سے نکالا باہر کیا رضوان نے تھوڑے دنون بعد ایک فوج مرتب کرکے قاہرہ کا قصد کیا۔ بہرام یہہ سنکے دو ہزار ارمینیون کے ساتھہ قوص بھاگ گیا۔ قوص پہنچکے اپنے بھائی کو مقتول پایا مگر باین ہمہ اہل قوص سے کسی قسم کا مواخذہ نہ کیا بعد چندے قوص سے نکلکے اسوان کیجانب آیا کنز الدولہ والی اسوان نے شہر پناہ کے دروازے بند کرلئے اور بہرام کو شہر مین داخل نہونے دیا۔ رضوان نے ایک دستہ فوج بسرافسری اپنے بھائی ابراہیم اوحد کے بہرام کی گرفتاری کو روانہ کیا چنانچہ ابراہیم نے بہرام کو معہ اُن ارمینیون کے جو اسکے ہمراہ تھے امان دے کے گرفتار کرلایا خلیفہ حافظ نے اسکو اپنے قصر خلافت مین نظر بند رکھا تا آنکہ وہ اپنے اسی مذہب ودین پر مرگیا اور رضوان قلمدان وزارت کا مالک ہوا۔ "الافضل" کا لقب اختیار کیا۔ یہہ سنی المذہب تھا اور اسکا بھائی ابراہیم امامیہ مذہب رکھتا تھا۔

رضوان نے بھی عہدہ وزارت سے ممتاز و سرفراز ہوکے ہاتھہ پاون نکالنے
امور سلطنت پر غالب اور متصرف ہونے کا قصد کیا - ایک ہاتھہ مین سیف لی اور ایک
ہاتھہ مین قلم - غرض مالی اور انتظامی دونون صیغونکی نگرانی کرنے لگا - ٹکس اور بہت سے
محصولات معاف کر دیے اور جو شخص اسکے خلاف مرضی ٹکس قایم کرتا یا محصول وصول
کرتا تھا اسکو سزا ئین دیتا تھا - ان امور سے خلافت مآب کو ناراضگی پیدا ہوگی
داعی الدعاۃ اور فقہاء امامیہ کو طلب کرکے رضوان کی معزولی کی بابت مشورہ
کیا ان لوگون نے خلافت مآب کی راے سے اختلاف کیا تب خلیفہ حافظ نے پچاس
سوارون کو گلی کوچہ کوچہ مین رضوان کی مخالفت اور اسکے برخلاف ہنگامہ کرنے
کی تحریک کرنے اور ترغیب دینے پر مامور فرمایا - رضوان کے کان تک یہہ
افواہین پہنچین پندرہوین شوال ۵۳۳ھ کو قاہرہ سے بخوف جان بھاگ نکلا
بازاریون اور لشکریون نے اسکے محلسرا کو لوٹ لیا - خلیفہ حافظ سوار ہوکے قصر
وزارت کیجانب آیا - فتنہ و فساد فرو ہوگیا - جو کچھہ مال غارتگری سے بچگیا تھا
اسکو قصر خلافت مین اُٹھوا لایا -

رضوان قاہرہ سے نکلکے شام کیطرف ترکون سے امداد طلب کرنے کو چلا گیا
تھا - منجملہ اور لوگون کے اسکے ہمراہیون مین سے شاور نامی ایک شخص تھا جو
اسکے معتمد علیہ اور منتخب اصحاب سے تھے - خلیفہ حافظ نے اس سے مطلع ہوکے کہ
رضوان ترکون سے مدد طلب کرنے کو شام جا رہا ہے امیر بن مضیال کو رضوان
کے واپس لانے کو بھیجا چنانچہ امیر نے سمجھا بوجھا کے اور امان دیکے رضوان کو قاہرہ
کیجانب واپس کیا جون ہی قصر خلافت مین خلیفہ حافظ کی دست بوسی کو حاضر ہوا خلیفہ حافظ
نے قید کر لینے کا اشارہ کر دیا -

بعضے کہتے ہین کہ رضوان قاہرہ سے نکلکے سرخد چلا گیا تھا - والی سرخد

امین الدولہ کشتگین نے رضوان کی بڑی آوبھگت کی۔ ایک مدت تک رضوان سرحد مین ٹھیرا رہا بعدازان ۵۳۴ھ مین مصر واپس آیا اور قصر خلافت کے دروازہ پر شاہی لشکر سے لڑا اور اسکو ہزیمت دی مگر اسکے بعد ہی اسکے ہمراہیون مین نفاق پیدا ہوگیا ایک دوسرے سے علیحدہ ہوگیا۔ کچھ لوگون نے شام کیجانب معاودت کا قصد کیا اور چند لوگون نے شاہی لشکر سے میل جول پیدا کرلیا۔ خلیفہ حافظ نے اس امر کا احساس کرکے امیر بن مضیال کو بھیجکے رضوان کو گرفتار کرکے قید کردیا ۵۴۳ھ تک قید مین رہا بعد اسکے ایک روز جیل مین نقب لگاکر کے بھاگ گیا۔ حیرہ پہونچا۔ مغربیون کو مجتمع کرکے قاہرہ کیجانب مراجعت کی جامع ابن طولون کے قریب شاہی لشکر سے معرکہ ارائی ہوئی۔ رضوان نے شاہی لشکر کو ہزیمت دے دی اور کامیابی کا جھنڈا لئے ہوئے قاہرہ مین داخل ہوکر جامع اقمر کے قریب مقام کیا اور خلیفہ حافظ سے کہلا بھیجا کہ لشکریون کے انعام تقسیم کرنے کو روپیہ بھیجدو چنانچہ خلیفہ نے پہلے حسب دستور قدیم بیس ہزار دینار بھیجے بعدازان بیس بیس ہزار یکے بعد دیگرے اور روانہ کئے۔ رضوان کو اب اس سے ایک گونہ اطمینان حاصل ہوگیا مگر خلیفہ حافظ اسکے استیصال مین لگا رہا۔ انہین واقعات کے اثنا رمین سودانیون کے ایک گروہ کو رضوان کے قتل پر متعین کردیا۔ جنہون نے موقع پاکے رضوان کو مار ڈالا اور سر اوتار کے خلافت مآب کے پاس لائے خلیفہ حافظ نے سجدہ شکر ادا کیا اور اپنی دولت و سلطنت کے کاروبار کو بنفس نفیس انجام دینے لگا۔ بعد اسکے پھر مرتبہ وزارت پر کسیکو مامور و مقرر نہ کیا یہہ عہدہ خالی ہی رہا۔

ظافر کی خلافت ۵۴۴ھ مین خلیفہ حافظ لدین اللہ عبدالحمید بن امیر ابوالقاسم

احمد بن مستنصر نے جبکہ خلافت کو ساڑھے انیس سال گزر چکے تھے وفات پائی۔ ابو العالیہ سے روایت ہے کہ اسنے اپنے عمر کے ستر مرحلے طے کئے تھے۔ یہہ اپنے آخر زمانہ خلافت مین بلا وزیر کے امور سلطنت کو انجام دیتا رہا۔ اسکے مرنے پر اسکا بیٹا ابو منصور اسماعیل اسکا ولیعہد سریر خلافت پر متمکن ہوا اور "الظافر بامر اللہ" کا خطاب اختیار کیا۔

وزارت ابن مضیال و عادل

خلیفہ حافظ نے بوقت تقرر ولیعہدی اپنے آیندہ جانشین کو امیر بن مضیال کی وزارت کی وصیت اور ہدایت کی تھی پس خلیفہ ظافر حسب وصیت چالیس روز تک امیر بن مضیال سے وزارت کا کام لیتا رہا بعد اسکے عادل بن سلار والی اسکندریہ عہدۂ وزارت حاصل کرنے کی غرض سے اسکندریہ سے قاہرہ کی طرف بڑھا اتفاق یہ کہ امیر بن مضیال وزیر السلطنت کسی ضرورت سے ان دنون سودان گیا ہوا تھا عادل نے قاہرہ مین پہونچکے قصر وزارت پر قبضہ کرلیا اور قلمدان وزارت کا مالک ہوگیا۔

عادل نے قلمدان وزارت کے مالک ہونے کے بعد عباس بن ابو الفتوح بن طے بن تمیم بن معز بن بادیس صنہاجی کو جو کہ اسکا رہیب بھی تھا ایک لشکر کے ساتھہ امیر بن مضیال معزول وزیر سے جنگ کرنے کو روانہ کیا چنانچہ عباس نے امیر بن مضیال پر بزور تیغ فتحیابی حاصل کی اور اسکو مار بھی ڈالا امیر کے قتل کئے جانے سے عادل کی وزارت کو استقلال اور استحکام ہوگیا۔

عادل بن سالار کے ہمراہ بلارہ بنت قاسم بن تمیم بن معز بن بادیس اور اسکا بیٹا عباس بھی تھا۔ بلارہ پہلے ابو الفتوح بن یحیے کے نکاح مین تھی۔ ۵۰۹ھ مین

علی بن یحییٰ بن تمیم بن معز والی افریقیہ نے اپنے بھائی ابوالفتوح مذکور کو کسی وجہ سے افریقیہ سے نکال دیا تھا چنانچہ ابوالفتوح معہ اپنی زوجہ بلارہ اور اپنے بیٹے عباس کے دیار مصریہ مین آیا اس وقت یہہ نہایت کم عمر تھا۔ ابوالفتوح دیار مصریہ مین پہونچکے اسکندریہ مین عادل بن سالار کے پاس قیام کیا عادل نے اسکو عزت و احترام سے ٹھہرایا۔ چند دنون کے قیام کے بعد ابوالفتوح مرگیا تب اسکی بیوی بلارہ نے عادل بن سلار سے نکاح ثانی کرلیا اور عباس نے اسکے پاس نشو و نما پائی بڑا ہوا اور اسکے ساتھہ ساتھہ جسوقت یہ عہدۂ وزارت حاصل کرنے کو قاہرہ آیا تھا قاہرہ آیا۔ دربار خلافت مین حاضر ہوا اور بعد عادل کے عہدہ وزارت سے سرفراز کیا گیا۔

الغرض عادل نے رتبہ وزارت حاصل کرکے امور سلطنت کی نگرانی کیجانب توجہ کی۔ خلافت مآب کی اسکے سامنے کچھہ بھی نہ چلتی تھی۔ جو چاہتا تھا کرگزرتا تھا اور خلیفہ ظافر منہ تکتا رہجاتا تھا۔ انہین وجوہات سے خلیفہ ظافر کو وزیر السلطنت سے کشیدگی اور منافرت پیدا ہوئی مگر وزیر السلطنت برابر خلیفہ ظافر کو اونچا نیچا سمجھاتا تھا اور اپنے فرائض منصبی کو نہایت خوبی و خوش اسلوبی سے انجام دیتا جاتا تھا۔ ایک مرتبہ چند لونڈون نے جو خلیفہ ظافر کے خدمت مین رہا کرتے تھے وزیر السلطنت کے قتل کا قصد کیا۔ وزیر السلطنت کو کسی ذریعہ سے اسکی خبر لگ گئی۔ اسیوقت ان سبھون کو گرفتار کرکے جیل مین ڈالدیا اور ایک گروہ کو انمین سے قتل کرڈالا۔ خلیفہ ظافر نے دم تک نہ مارا اور نہ وزیر السلطنت کو اس فعل سے روک سکا۔ اسکے زمانہ وزارت مین عسقلان پر عیسائیون نے چڑھائی کی۔ اس نے عسقلان کے بچانے کو اکثر اوقات فوجین روانہ کین الات حرب اور رسد و غلہ بیحساب بھیجا مگر

عیسائی حملہ آورون نے عسقلان پر قبضہ کرہی لیا[1] جس سے دولت علویہ کی کمزوری بڑہ گئی اور عوام الناس کے خیالات اسکی طرف سے بدل گئے۔

عباس بن ابوالفتوح سے جو وزیر السلطنت عادل کا رقیب تہا اور خلیفہ ظافر سے بیحد بنتی تھی اکثر مجلسرائے خلافت مین شب کو رہجاتا تہا۔ اسکا ایک بیٹا نصیر نامی تہا خلیفہ ظافر نے اسکو اپنا مخصوص خادم بنا رکہا تہا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ خلیفہ ظافر اسکو محبت کی آنکہون سے دیکہتا تہا۔ عادل نے عباس کو سمجہا یا کہ اپنے بیٹے نصیر کو خلیفہ ظافر کی صحبت مین آنے جانے اور اس سے مخالطت پیدا کرنے سے منع کردو عباس نے اسپر کچہہ توجہ نہ کی تب عادل نے اسکی دادی یعنی بلارہ مادر عباس کو ہدایت کی کہ نصیر کو اپنے پاس نہ آنے دو۔ یہ امر نصیر اور عباس کو شاق گزرا اور عادل کی طرف سے انکے دلون مین میل آگئی۔ اس اثنا مین عیسائیون نے عسقلان پر فوج کشی کردی۔ پس عادل نے فوجین مرتب کرکے معہ سامان جنگ اور آلات حرب عباس بن ابوالفتوح کو عسقلان کیجانب روانہ ہونے کا حکم دیا اس سے عباس کو اپنے لیئے کے نکالنے کا موقع ملگیا۔ خلیفہ ظافر کی خدمت مین حاضر ہوا اور کل واقعات عرض کئے اتفاق وقت سے مویدالدولہ اسامہ بن منقذ امیر شیرزہبی دربار خلافت مین موجود تہا جو عباس کا دوست اور ہوا خواہ تہا اس نے عادل کے قتل کرڈالنے کی رائے دی۔ خلیفہ ظافر اور عباس نے اس سے موافقت کی بالآخر عباس تو معہ فوج کے بلبیس چلا گیا اور اپنے بیٹے نصیر کو عادل کے قتل کی ہدایت کرتا گیا۔ چنانچہ نصیر معہ ایک گروہ کے اپنی دادی کے مکان مین آیا عادل اس وقت سو رہا تہا۔ پہنچتے ہی عادل پر تلوار چلائی عادل بستر خواب سے

[1] عادل کے قتل کے بعد عیسائیون نے عسقلان پر قبضہ کیا تہا جیسا کہ تم آئندہ پڑہوگے۔ مترجم

اٹھہ تک نہ سکا سوتا کا سوتا رہا۔ بعد اسکے عباس معہ فوج کے بلبیس سے واپس آیا اور خلیفہ ظافر کے قلمدان وزارت کا مالک بن گیا۔ زمام حکومت اپنے قبضہ مین لے کے نظم ونسق کرنے لگا۔ اہل عسقلان کو اس وقت تک عیسائیون کے محاصرہ مین ایک مدت گزر چکے تھے اور اب تک وہ امداد کی امید مین اپنے محاصرون کی مدافعت کی کوشش کرتے جاتے تھے مگر جب ان کو اس واقعہ کی خبر ہوئی اور ان کو دربار خلافت کی امداد سے ناامیدی ہوئی تو اُنھون نے طویل محاصرہ کے بعد شہر عسقلان کو عیسائیون کے حوالہ کردیا یہ کل واقعات ۵۴۸ھ کے ہین۔

فائز کی خلافت نصیر بن عباس جیسا کہ تم اوپر پڑھ آئے ہو خلیفہ ظافر کا ندیم خاص اور شب و روز کا مصاحب تھا اور خلیفہ ظافر بھی اسکو پیار کرتا تھا اس وجہ سے لوگون کے خیالات اسکے طرف سے بُرے ہو رہے تھے۔ جسکے منہ مین جو آتا تھا کہتا تھا اسامہ بن منقذ کو جو کہ عباس کا دوست اور خیر خواہ تھا ان خبرون اور لوگون کے خیالات سے صدمہ پہنچتا تھا۔ ایک روز عباس سے نصیر کی بابت لوگون کے خیالات ظاہر کرکے کہنے لگا کہ اگر تم خلیفہ ظافر کا خاتمہ کردو تو اس ننگ و عار سے تمکو نجات ملجائے ورنہ قیامت تک تمپر یہ الزام رہے گا۔ عباس نے اپنے بیٹے نصیر کو بلاکے اسکی بدافعالی اور فعل شنیع کے ارتکاب پر بُرا بھلا کہا لوگون کے خیالات اور انکی سرگوشیون کا تذکرہ کرتے ہوئے یہ رائے دی کہ اگر تم خلیفہ ظافر کو کسی حیلہ سے قتل کرڈالو تو تمہارے دامن سے یہ داغ مٹ جائے گا ورنہ قیامت تک لوگ کیا کچھ نہ کہین گے۔ اس گفت وشنود سے نصیر کے دل مین بھی غیرت آگئی۔ دعوت کے بہانہ سے خلیفہ ظافر کو اپنے مکان مین بلابھیجا اور جب وہ قصر خلافت سے

نصیر کے مکان مین آگیا تو نصیر نے اسکو معہ اُن لوگون کے جو اسکے ساتھہ آئے تھے قتل کر کے اسی مکان مین دفن کرا دیا یہ واقعہ ماہ محرم ۵۴۹ھ کا ہے

خلیفہ ظافر کے قتل کے دوسرے دن عباس قصر خلافت مین گیا اور خدام خلافت سے خلیفہ ظافر کو دریافت کیا ان لوگون نے لاعلمی ظاہر کی عباس نے محلسرائے خلافت سے جون ہی مراجعت کی خدام خلافت خلیفہ ظافر کے بھائیون یوسف اور جبرئیل کے پاس گئے اور خلیفہ ظافر کے سوار ہو کر نصیر کے مکان جانے اور پھر واپس نہ آنے کا حال بتلایا - یوسف اور جبریل نے کہا اس واقعہ کو تملوگ جا کر وزیر السلطنت سے بیان کرو - پس جب اسکے دوسرے روز عباس پھر محلسرائے خلافت مین آیا ان لوگون نے بیان کیا کہ خلیفہ ظافر سوار ہو کر آپکے بیٹے نصیر کے مکان پر گئے تھے اور پھر وہان سے واپس نہین آئے عباس کو اس خبر کے سننے سے سخت غصہ پیدا ہوا مگر ضبط کر کے کہنے لگا معلوم ہوتا ہے کہ خلیفہ ظافر کے دونون بھائی یوسف اور جبریل اس واقعہ قتل مین سازش کئے ہوئے ہین یہ کہکر اپنے خدام کی طرف متوجہ ہوا اور اسیوقت ان دونون بھائیون کو طلب کر کے قتل کر ڈالا اور انہین کے ساتھہ حسن بن حافظ کے دونون لڑکون کو بھی مار ڈالا -

ان لوگون کے قتل سے فارغ ہو کر خلیفہ ظافر کے بیٹے ابو القاسم عیسےٰ کو محلسرائے خلافت سے طلب کر کے اپنے کندھے پر لیا اور سریر خلافت پر لا کے بٹھا دیا اس وقت اسکی عمر تقریباً پانچ سال یا اس سے کچھہ زیادہ کی تھی - سریر خلافت و امارت کی بیعت کی - نذر گزرانی اور الفایز بنصر اللہ کا لقب دیا - عباس کو ان تغیرات سے موقع ملگیا جو کچھہ مال و اسباب اور خزانہ قصر خلافت مین تھا سب کا سب اپنے مکان مین اٹھا لایا -

جس وقت عباس خلیفہ ظافر کے دونون بھائیون کو قتل کرکے باہر نکلا مقتولون کے لاشین دیکھکر اس قدر متاثر اور پریشان ہوا کہ عارضہ صرع (مرگی) مین گرفتار ہوگیا اور تمام عمر اسی مین مبتلا رہا

وزارت صالح بن زریک

خلیفہ ظافر اور اسکے دونون بھائیون کے قتل کئے جانے کے بعد قصر خلافت کی بیگمات نے طلائع بن زریک کو یہہ واقعات لکھہ بھیجے طلائع ان دنون اشمونین اور بہنسہ کا والی تہا۔ اسی اثنار مین اسکو یہ بھی خبر لگی کہ انہین واقعات کے وجہ سے لوگون مین عباس کی طرف سے ناراضگی اور بددلی پیدا ہوگئی ہے پس طلائع نے فوجین مرتب کرکے قاہرہ کا قصد کیا ماتمی سیاہ کپڑے پہنے نیزون پر اُن بالون کو لگایا جسکو قصر خلافت کی بیگمات نے بغرض اظہار ماتم بھیجا تہا۔ جس وقت صالح نے دریا کو عبور کیا وزیر السلطنت عباس اور اسکا بیٹا نصیر جس قدر مال وزر اور آلات حرب سکا لیکر شام کی جانب نکل کہڑا ہوا ان دونون کے ہمراہ انکا دوست اسامہ بن منقذ بھی تہا۔ اتفاق یہ کہ اثنار راہ مین عیسائیون سے مڈبھیڑ ہوگئی۔ ایک دوسرے سے گتھہ گیا۔ عباس مارا گیا۔ اسکا بیٹا نصیر گرفتار کرلیا گیا اور اسامہ کسی طرح سے اپنی جان بچاکے شام کیطرف بھاگ گیا۔

وزیر السلطنت عباس کے نکل جانے کے بعد طلائع ماہ ربیع الثانی ۵۴۹ھ مین داخل قاہرہ ہوا اور پیادہ پا قصر خلافت مین آیا بعد ازان عباس کے مکان کیطرف گیا اسکے ہمراہ وہ خادم بھی تہا جو بوقت قتل ظافر موجود تہا۔ ظافر کی لاش کو قبر سے نکال کے اسکے ابا و اجداد کے مقابر مین لاکے دفن کیا خلیفہ فایز نے خوش ہوکے وزارت کی خلعت عنایت کی اور "الملک الصالح" کا خطاب مرحمت کیا۔

صالح مذہب امامیہ رکھتا تھا۔ بہت بڑا ادیب تھا۔ کاتب تھا عہدۂ وزارت سے ممتاز ہوکر امور سلطنت کی طرف متوجہ ہوا خراج کی فراہمی اور صوبجات کے گورنرون کی نگرانی کرنے لگا۔

اوحد بن تمیم نامی ایک شخص قرابت مندان عباس سے تنیس کا والی تھا اسنے عباس کے حالات سنکے فوجین مرتب کین اور قاہرہ کے قصد سے روانہ ہوا مگر اسکے پہنچنے سے پہلے طلائع قاہرہ مین داخل ہوچکا تھا اور قلمدان وزارت پر استقلال کے ساتھہ قبضہ کرلیا تھا پس طلائع نے اوحد کو اسکے صوبہ دمیاط اور تنیس کیجانب واپس کردیا۔

بعد اسکے صالح نے عیسائیون سے نصیر بن عباس کو زر معاوضہ دیکے لے لیا اور جب وہ قاہرہ مین آیا تو قتل کرکے باب زویلہ پر صلیب دیدی نصیر کے قتل سے فارغ ہوکر ان امرار کی طرف متوجہ ہوا جو دولت علویہ سے وقتاً فوقتاً مزاحمت اور مخاصمت کا برتاؤ کیا کرتے تھے ان لوگون مین سب سے زیادہ تاج الملوک قایماز اور ابن غالب ہر کام مین آڑے آتے تھے ان دونون کی سرکوبی کو فوجین مامور کین۔ تاج الملوک اور ابن غالب یہہ خبر پاکے بھاگ گئے۔ لشکریون نے انکے مکانات لوٹ لئے۔ غرض اسیطرح کل امرار کبار کو یکے بعد دیگرے کمزور اور مضمحل کردیا تا آنکہ دولت علویہ مین کوئی امیر ایسا نہ رہگیا جو اسکے کام مین کچھہ بھی دخل درمعقولات کرسکتا دربان، خدام اور حجاب اپنی طرف سے قصر خلافت مین مقرر کئے مال واسباب اور سامان آرایش جسقدر مجلسرائے خلافت مین تھا سب کا سب سب اپنے مکان مین اوٹھا لایا خلیفہ فایز کی پھوپھی یہ رنگ دیکھہ کے وزیر السلطنت صالح کے قتل کی کچھہ تدبیر نکالی اور اس امر کے انجام دہی کو روپیہ اور مال

بھی خرچ کیا۔ مگر ہنوز اپنے ارادہ مین کامیاب نہونے پائی تھی کہ کسی ذریعہ سے وزیر السلطنت تک یہ خبر پہونچ گئی سوار ہوکر قصر خلافت مین آیا۔ داروغہ محلسرائے اور خدام خلافت کو اشارہ کردیا انہون نے ایسے طریقہ سے خلیفہ فائز کی پھوپھی کو قتل کرڈالا کہ کسیکو کانون کان خبر تک نہوئی اسکے قتل کے بعد خلیفہ فایز اپنی چھوٹی پھوپھی کی کفالت اور نگرانی مین پرورش پانے لگا رفتہ رفتہ سن شباب کو پہونچا اور امور سلطنت کے نیک اور بد کو سمجھنے لگا۔ امرا اور ارکین دولت کو علے قدر مراتب حکومتین عنایت کین اہل ادب کی ایک مجلس قایم کی جسکا کام محض داستان گوئی تھا۔ کبھی کبھی کچھ نظم بھی کرلیتا تھا لیکن فن شاعری مین اسکو چندان دخل نہ تھا شاور سعدی شعر گوئی ہی کے لئے مقرر کیا گیا تھا۔ خلیفہ فایز کے بعض مصاحبین نے شاور کی علیحدگی کی تحریک کی چنانچہ خلیفہ فایز نے شاور سے اس معاملہ مین کچھ گفتگو کی شاور نے جواب دیا اگر آپ مجھے اس کام سے معزول کردینگے تو مین توبہ چلا جاونگا خلیفہ فایز یہ سنکے خاموش ہورہا اور اوسکو علیحدہ نہ کیا۔

اسکے عہد حکومت مین الملک العادل سلطان نورالدین محمود زنگی نے دمشق کو بنی طغتکین اتابک تتش کے قبضہ سے ۵۴۹ھ مین نکال لیا تھا۔

عاضد کی خلافت ۵۵۵ھ خلیفہ فایز نصراللہ ابوالقاسم عیسےٰ بن ظافر اسماعیل والی مصر نے وفات پائی۔ چھ سال خلافت کی۔

بعد وفات خلیفہ فایز وزیر السلطنت صالح بن زریک قصر خلافت مین آیا اور خدام خلافت کو خاندان خلافت کے لڑکون کے پیش کرنے کا حکم دیا اس غرض سے کہ انمین سے کسیکو منتخب کرکے سریر خلافت پر متمکن کرے سن رسیدہ اور ذی شعور لوگون سے اسوجہ سے اعراض کیا کہ ان لوگون کے

سریر خلافت پر متمکن ہونے سے اسکی کچھ پیش نہ جائیگی لڑکون اور کم سنون کو خلیفہ بنانے سے امور سلطنت پر خود غالب اور متصرف رہے گا پس اس نے ابو محمد عبد اللہ بن یوسف بن حافظ کو عبا خلافت پہنایا اور سریر خلافت پر متمکن کرکے حکومت و خلافت کی بیعت کی "العاضد لدین اللہ" کا لقب دیا اور اپنی بیٹی سے نکاح کرکے اس قدر جہیز دیا کہ احاطہ تقرر و تحریر سے باہر ہے خلیفہ عاضد اس وقت قریب سن بلوغ تھا۔

قتل صالح و وزارت زریک

خلیفہ عاضد کی کم سنی اور نیز اسوجہ سے کہ وزیر السلطنت صالح ہی کا یہ خلیفہ بنایا ہوا تھا وزیر السلطنت صالح کے قدم حکومت و سلطنت پر استقلال اور استحکام کے ساتھ جم گئے۔ امور سلطنت کے سیاہ و سفید کرنے کا کلی اختیار اسکے قبضہ اقتدار مین آگیا۔ فراہمی مال و وصولی خراج کا بھی مالک ہوگیا۔ خلیفہ عاضد برائے نام خلیفہ تھا محلسرائے خلافت کے اندر و باہر اسیکا حکم نافذ و جاری تھا۔ اراکین دولت اور خدام محلسرائے خلافت کو یہہ امر نامطبوع ہوا امرا رکبار اس کے قتل کی فکرین کرنے لگے۔ خلیفہ عاضد کی چھوٹی پھوپھی نے جو خلیفہ فایز کی کفیل تھی اس امر اہم کے کرنے کا بیڑہ اٹھایا۔ اس نے سپہ سالاران سودانیہ اور قصر خلافت کے خدام کو جمع کرکے وزیر السلطنت کے قتل کر ڈالنے کا ذمہ دار بنایا چنانچہ ان لوگون نے متفق ہوکر صالح کے قتل کا عہد و پیمان کیا ابن الداعی اور امیر بن قوام الدولہ اس امر مین زیادہ ساعی تھے۔ ایک روز یہ دونون قصر خلافت کے دہلیز مین چھپ کر کھڑے ہوگئے جون ہی وزیر السلطنت اس طرف سے ہوکر گذرا ابن الداعی نے لپک کر تلوار کا وار کیا۔ امیر نے بڑھکر نیزہ مارا صالح زخمی ہوکر زمین پر گر پڑا۔ لوگ اوٹھاکے محلسرائے وزارت مین لائے اسوقت تک

آمین دم باقی تھا۔ خلیفہ عاضد کے پاس کہلا بھیجا "خلافت مآب نے میرے خون سے اپنے ہاتھ کو ناحق رنگ لیا۔ اسکا نتیجہ اچھا نہوگا" خلیفہ عاضد نے جواب دیا "مین اس سے بری ہون میری پھوپھی نے اس شرمناک فعل کو کیا ہے" اس جواب آنے کے بعد وزیر السلطنت نے دم توڑ دیا۔ بوقت وفات اپنے بیٹے زریک کو طلب کرکے قلمدان وزارت سپرد کیا اور خلیفہ عاضد کو بجائے اپنے زریک کو وزیر بنانے کی وصیت کرگیا پس خلیفہ عاضد نے بعد موت صالح اسکے بیٹے زریک کو عہدۂ وزارت عطا فرمایا اور "العادل" کا خطاب دیا۔

زریک نے عہدۂ وزارت حاصل کرکے خلیفہ عاضد کی اجازت سے خلیفہ عاضد کی پھوپھی اور امیر بن قوام الدولہ اور استاد عنبر ریقی کو بعوض اپنے باپ کے قتل کرا دیا اور حکومت و سلطنت کا نظم و نسق کرنے لگا۔ بے سمجھے بوجھے شاور کی معزولی کی تحریک کی اس وقت شاور صعید کا والی تھا حالانکہ زریک کے باپ صالح نے شاور کو اسکے عہدہ پر بحال رکھنے کی وصیت کی تھی اور یہہ کہا تھا کہ مین اسکو سند حکومت دے کے بہت پچھتایا اور پھر مین اسکو معزول نکر سکا۔ مگر زریک نے اس وصیت پر مطلق خیال نہ کیا۔ شاور کی معزولی کا حکم بھیجدیا اور بجائے اسکے امیر بن رقعہ کو صعید کا حاکم مقرر کیا۔ شاور کو اس سے سخت صدمہ ہوا۔ فوجین مرتب کرکے قاہرہ کی طرف بڑھا۔ زریک کو اسکی خبر لگی مقابلہ کی طاقت اپنے مین نہ دیکھکے معہ اپنے چند غلامون کے کسیقدر مال و اسباب لیکے نکل بھاگا۔ کوچ و مقام کرتا ہوا طیسبہ پہونچا اتفاق سے ابن نصر ملگیا اس نے زریک کو گرفتار کرلیا اور پابزنجیر شاور کی خدمت مین لاکے حاضر کرا دیا شاور نے اسکو اور نیز اسکے بھائی کو نظر بند کردیا بعد چندے زریک نے جیل سے نکل جانے کا قصد کیا زریک کے بھائی

نے شاور تک یہ خبر پہنچادی پس شاور نے زریک کو اسکی وزارت کے ایک برس بعد اور اسکے باپ کی وزارت کے نوین سال قتل کرڈالا۔

وزارت شاور وضرغام ۵۵۸ھ مین شاور مظفر ومنصور قاہرہ مین داخل ہوا۔ سعید السعداء کے مکان پر جاکے اترا۔ اسکے ہمراہ اسکے بیٹے علی طے اور کامل بھی تھے۔ دارالوزارت پر شاور کے غالب ہوجانے کے وجہ سے خلیفہ عاضد نے قلمدان وزارت شاور کے حوالہ کردیا۔ امیر الجیوش" کا خطاب عنایت کیا اور بنی زریک کے مال واسباب اور مکانات پر متصرف ہوجانیکی اجازت دے دی چنانچہ شاور نے بنی زریک کے مال واسباب، مکانات اور خزانون پر قبضہ کرلیا۔ بنظر تالیف قلوب وظیفہ خواران دولت علویہ کے وظائف بڑہادئے۔ اراکین دولت کو انعامات اور صلے دیے۔

صالح بن زریک نے اپنے عہد وزارت مین امرار کا ایک گروہ بنایا تھا جنکو برقیہ کے نام سے موسوم کرتا تھا اس گروہ کا سردار ضرغام نامی ایک شخص تھا جو اس سے پہلے داروغہ محلسرا تھا اسنے شاور کی وزارت کے نوین مہینے وزارت کا دعوے کیا اور لڑجھگڑکر شاور کو مصر سے نکالدیا اور خود دارالوزارت پر قابض ہوگیا۔ شاور نے مصر سے نکلکے شام کو راستہ لیا بعد روانگی شاور مصر مین ضرغام نے قتل عام کا بازار گرم کردیا شاور کے بیٹے علے کو مارڈالا علاوہ اسکے اور بہت سے امرار مصریہ کو تہ تیغ کیا جو دولت علویہ کے جان نثارون سے تھے۔ اسیوجہ سے دولت علویہ کے قوائے حکمرانی ضعیف ہوگئے اور حکومت مدبرون اور سیاسی رجال سے خالی ہوگئی جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ تھوڑے ہی دنون بعد اس مرد بیمار نے دم توڑدیا۔

قاہرہ مین داخل ہوا۔ ضرغام دارالوزارت چھوڑکر بھاگ نکلا پل پر قریب مشہد سیدہ نفیسہ مارڈالا گیا اور اسکے دونون بھائی ناصرالدین اور فخرالدین بھی قتل کرڈالے گئے۔ شاور بدستور سابق عہدۂ وزارت پر بحال کیا گیا مگر زیادہ زمانہ گذرنے نپایا تھا کہ اس نے اسدالدین شیرکوہ سے بدعہدی کی اور شیرکوہ بوجوہ ملک شام کی طرف لوٹ کھڑا ہوا۔

شیرکوہ اور شاور

شیرکوہ مصر سے شام مین واپس آکے ایک مدت تک نورالدین محمود کی خدمت مین حاضر رہا بعد چندے ۵۶۲ھ مین نورالدین محمود سے مصر پر فوج کشی کرنے کی اجازت طلب کی چنانچہ نورالدین محمود نے شیرکوہ کو مصر پر فوج کشی کی اجازت دی اور فوجین مرتب وآراستہ کرکے روانہ کیا۔ شیرکوہ کوچ وقیام کرتا اور عیسائی ممالک سے گزرتا ہوا اطفیح (بلاد مصر) پہونچکے ٹھیر گیا۔ دریاے نیل کو غربی ساحل سے عبور کرکے جیزہ مین قیام کردیا۔ تقریباً پچاس یوم تک ٹھیرا ہوا مصر کے غربی بلاد پر حکمرانی اور تصرف کرتا رہا۔ شاور نے عیسائیون سے مدد طلب کی اور انکی فوج کو مصر مین لے آیا اور انکے ساتھ ہوکر شیرکوہ کے مقابلہ پر نکلا۔ مقام صعید مین دونون حریفون کا مڈبھیر ہوا۔ پہلے شیرکوہ کو مصریون اور عیسائیون کی کثرت سے خطرہ پیدا ہو لیکن پھر اس نے اپنے دل کو مضبوط کرکے توکل علی اللہ میدان جنگ کا راستہ لیا اور باوجود کمی فوج کے کہ جسکی تعداد دو ہزار تک نہین پہونچی تھی مصری فوج اور عیسائی لشکر کو ہزیمت دے دی۔

شیرکوہ نے اس کامیابی کے بعد اسکندریہ کی طرف قدم بڑھایا۔ بہ اطمنان خراج اور مالگذاری وصول کرتا ہوا اسکندریہ پہنچا اہل اسکندریہ نے امن حاصل کرکے شہر کو اپنے حریف کے حوالہ کردیا۔ شیرکوہ نے

کر دیا شہر مین آگ لگا دی۔ بازارون کو اہل شہر نے لوٹ لیا۔ اس اثنار مین عیسائی فوجین قبضہ کر لینے کے قصد سے قاہرہ پر آاترین۔ خلیفہ عاضد نے سلطان نورالدین محمود کے پاس یہہ حال کہلا بھیجا اور امداد طلب کی شاورا اس خیال سے کہ مبادا خلیفہ عاضد اور نورالدین محمود باہم متفق اور متحد ہو جائین عیسائیون سے مصالحت کا نامہ و پیام کرنے لگا۔ بالآخر دو لاکھ دینار مصریہ نقد اور دس ہزار اردب غلہ پر مصالحت ہوئی۔ مگر اس قدر کثیر رقم کا فراہم ہونا اس زمانہ مین جبکہ شاور نے نجوف عیسائیون کے اس سے پیشتر مصر کو ویران و خراب کر دیا تھا دشوار تھا نوبت جبر و تعدی کی پہونچی۔

شاور اور عیسائیون مین سفارت کا کام جلیس بن عبدالقوی اور شیخ موفق کاتب سر وی کر رہے تھے اور خلیفہ عاضد اس مصالحت کا مخالف تھا شاور نے قاضی فاضل عبدالرحیم بیسانی کو خلافت مآب کے سمجھانے اور اسکو صلح کر لینے پر راضی کرنے کی غرض سے دربار خلافت مین روانہ کیا اور یہہ کہلا بھیجا کہ عیسائیون کو جزیہ و خراج دینا بہتر ہے اس سے کہ ترکون کا تسلط اور دخل ان شہرون مین ہو اور وہ انکے حالات سے مطلع ہون خلیفہ عاضد نے اس کا کچھہ جواب ندیا اور شاور فراہمی مال و زر مین مصروف رہا۔

خلیفہ عاضد کے قاصد کے پہونچنے پر نورالدین محمود نے لشکر کو طیاری کا حکم دیا اور اسدالدین شیرکوہ کو بہت سا مال و اسباب جنگ مرحمت کر کے مصر کیجانب خلیفہ عاضد کی کمک پر روانہ کیا اس مہم مین صلاح الدین (شیرکوہ کا بھتیجہ) بھی شیرکوہ کی درخواست پر مامور کیا گیا علاوہ اس کے

ایک جماعت امرائے نوریہ کی شیرکوہ کے ہمراہ مصر آئی ہوتی تھی۔
جس وقت عیسائیون کو لشکر نوریہ کی آمد کی خبر لگی فوراً قاہرہ چھوڑ کر اپنے
ملک کو واپس گئے۔

ابن طویل مورخ دولت عبیدین لکھتا ہے کہ شیرکوہ نے قاہرہ مین
عیسائی لشکر کو شکست دیکے اسکے کیمپ کو لوٹ لیا تھا اور ماہ جمادی الاولی
سنہ ۵۶۴ھ مین مظفر و منصور قاہرہ مین داخل ہوا پس خلیفہ عاضد نے خلعت
خوشنودی عطا کی اور شیرکوہ باریاب ہوکے اپنے لشکرگاہ مین واپس آیا۔

شاور بدستور اپنے عہدہ پر تھا مگر خوف اسکے دل پر غالب ہو رہا تھا
طرح طرح کے خیالات اسکے دماغ اور دل کو پریشان کر رہے تھے۔ ہنوز
کوئی قطعی رائے نہین قایم کی تھی کہ خلیفہ عاضد نے شیرکوہ کو شاور کے
قتل کا اشارہ کیا اور یہہ ارشاد فرمایا کہ یہہ (یعنی شاور) ہمارا خانہ
زاد ہے اسکے باقی رکھنے مین نہ مابدولت و اقبال کا کوئی فائدہ ہے اور نہ آپ کو"
چنانچہ شیرکوہ نے اپنے بھتیجہ صلاح الدین بن ایوب اور عزالدین جردیک کو اس
کام کے سر کرنے پر متعین کیا۔ ایک روز شاور حسب دستور شیرکوہ سے ملنے
کو آیا۔ شیرکوہ اس وقت امام شافعی کے قبر پر گیا ہوا تھا شاور بھی
یہہ خبر پاکے امام شافعی کے مقبرہ کی طرف روانہ ہوا۔ اتنا راہ مین صلاح الدین
اور عزالدین جردیک سے مڈبھیڑ ہوگئی ان دونون نے اسکو قتل
کرکے سر اوتار لیا اور خلیفہ عاضد کی خدمت مین جاکے پیش کر دیا۔
عوام الناس نے شاور کے مکانات لوٹ لئے اسکے دونون بیٹے کامل
اور طے معہ ان لوگون کے جو قصر وزارت مین اسکے ہوا خواہ تھے گرفتار کرکے
جیل مین ڈالدیے گئے۔ خلیفہ عاضد نے خوش ہوکے شیرکوہ کو وزارت

کا عہدہ عنایت کیا "المنصور امیر الجیوش" کا خطاب مرحمت فرمایا۔

شیرکوہ نے عہدہ وزارت سے ممتاز ہوکے قصر وزارت مین اجلاس کیا ملک کے نظم ونسق کی جانب توجہ کی۔ دولت و حکومت علویہ پر مستولی اور متصرف ہوا۔ لشکریون کو جاگیرین دین اپنے مصاحبون اور امرا لشکر کو خلعتین عطا کین۔ اہل مصر کو مصر مین آباد کرنے کو واپس بلایا اور انکے اس فعل سے جو کہ انہون نے اسکی بربادی اور ویرانی مین کیا تھا ناراضگی ظاہر کی

بعد اسکے شیرکوہ کئے بار خلیفہ عاضد سے ملنے کو گیا۔ ایک روز جوہر استاد نے خلیفہ عاضد کی طرف سے کہا "مولانا امیر المومنین فرماتے ہین کہ ہمکو یقین کامل ہے کہ اللہ جل شانہ نے بمقابلہ دشمنان خلافت ہماری مدد کا سہرہ تمہارے سر پر باندہا ہے۔ ہمکو امید ہے کہ تم ہمیشہ اپنی خیر خواہی کا دولت علویہ کو عمدہ ثبوت دیتے رہوگے" شیرکوہ نے اس قدر افزائی کا شکریہ ادا کرتے ہوئے عرض کیا "انشا اللہ تعالے جیسے توقع ہے اس سے زیادہ مین اپنے کو ثابت کرتا رہونگا" خلیفہ عاضد نے خلعت فاخرہ سے سرفراز کیا اور جلیس بن عبد القوی کے برابر بیٹھنے کی جگہ مقرر کی۔ جلیس بن عبد القوی داعی الدعاۃ اور قاضی القضاۃ بھی تھا شیرکوہ نے اسکو اسکے عہدہ پر بحال وقایم رکھا۔

شیرکوہ کی وفات صلاح الدین کی وزارت

بعد اسکے اسد الدین شیرکوہ نے اپنی وزارت کے دو مہینے چند دنون بعد اور بعضے کہتے ہین کہ گیارہ مہینے بعد وفات پائی۔ بوقت وفات اپنے مصاحبون اور امرا لشکر کو وصیت کر گیا کہ کسی وقت مین تم لوگ قاہرہ چھوڑنے کا قصد نکرنا

شیرکوہ کے انتقال کے وقت امرا نوریہ سے عین الدولہ قاروقی

قطب الدین بنال، سیف الدین مشطوب ہکاری اور شہاب الدین محمود حارمی قاہرہ مین موجود تھا یہ لوگ رتبۂ وزارت اور ریاست کے حاصل کرنے مین باہم جھگڑ پڑے۔ ہر فریق نے دوسرے کو مغلوب کرنے کی غرض سے اپنے اپنے ہواخواہون کو مجتمع کر لیا۔ لیکن خلیفہ عاضد اس خیال سے کہ صلاح الدین بوجہ کم سنی و کمزوری طبیعت امور سلطنت کو بغیر مشورہ اراکین خلافت انجام نہین دے سکے گا صلاح الدین کی وزارت کی طرف مائل ہوا۔ اکثر اراکین دولت نے اس خیال کی موافقت کی بعضون کی یہہ رائے ہوئی کہ ترکون کے لشکر بلاد شرقیہ کی طرف واپس کر دیا جائے اور انپر قراقوش کو حکومت دی جائے خلیفہ عاضد نے کثرت رائے کے مطابق صلاح الدین کو مجلس رائے خلافت مین طلب کر کے قلمدان وزارت مرحمت فرمایا اس سے امرار نوریہ مین سخت بیدلی پیدا ہو گئی۔ مگر فقیہ عیسے ہکاری کی عالمانہ تدابیر سے جو صلاح الدین کا دلی خیر خواہ تھا کل امرار نوریہ صلاح الدین کی طرف مائل اور اسکے مطیع ہو گئے عین الدولہ فارد قی ایک ضدی آدمی تھا اسنے کسی طرح اطاعت قبول نہ کی ترک رفاقت کر کے شام چلا گیا۔

الغرض صلاح الدین مصر مین خلیفہ عاضد کی وزارت کا کام انجام دینے لگا اسکو سلطان نور الدین محمود زنگی کے دربار سے بھی تعلق تھا۔ اسکی طرف سے صلاح الدین مصر مین بطور ایک نائب کے رہتا تھا۔ نور الدین اسکو امیر سپہ سالار کے خطاب سے یاد کرتا تھا خط و کتابت مین بجائے اسکے نام کے لکھنے کے "امیر سپہ سالار و جمیع امرار نوریہ مقیم دیار مصریہ" کے تحریر کرنے پر اکتفا کیا کرتا تھا۔ رفتہ رفتہ صلاح الدین کل امور سلطنت کے سیاہ و سفید کرنے کے اختیارات اپنے قبضہ اقتدار مین لیتا گیا اور خلیفہ عاضد کے قوائے حکمرانی کمزور ہو

مضمحل ہوتے گئے۔ مصر کے دار الملعونہ کو جو کوتوال مصر کے رہنے کا مکان اور
نیز محل بھی تھا منہدم کرا دیا شافعیہ کا مدرسہ تعمیر کرایا۔ اسیطرح دار العزل کو بھی
مسمار کرا کے مالکیہ کا مدرسہ بنوایا۔ شیعی قاضیون کو معزول کر کے شافعی قضاۃ
مقرر کئے اور اپنی طرف سے کل بلاد مصریہ مین ایک ایک نائب مامور کیا

عیسائیون کا محاصرۂ دمیاط

جس وقت اسد الدین شیرکوہ معہ امرار نوریہ کے مصر
مین آرہا اور عہدۂ وزارت حاصل کر کے مصر کے ملک
پر قابض و متصرف ہوگیا اور عیسائیون سے ملک مصر کو خالی کرا لیا اس وقت
عیسائیون کو اپنی زیادتیون پر ندامت ہوئی اور جو کچھ بطور خراج ان کو ملک مصر
سے ملتا تھا وہ بھی موقوف ہوگیا طرہ یہ ہوا کہ ان کو بیت المقدس پر قبضہ رکھنے
مین بھی آئندہ خطرات کا خیال پیدا ہوا۔ عیسائیان صقلیہ اور اندلس کو یہ واقعات
لکھ بھیجے اور ان سے امداد طلب کی۔ چنانچہ تھوڑے دنون کے بعد عیسائی
مجاہدون کا ایک عظیم گروہ عیسائیان شام کی کمک پر آگیا اس سے عیسائیان شام
کے حوصلے بڑھ گئے مرتب اور مسلح ہو کے ۵۶۵ھ مین دمیاط آ اُترے اور
اور اسکا محاصرہ کر لیا۔ دمیاط کی حکومت پر اندنون شمس الخواص منکورنامی ایک
امیر مامور تھا۔ اس نے صلاح الدین کو اس واقعہ سے مطلع کیا صلاح الدین
نے بہاء الدین قراقوش کو بسر افسری ایک فوج کے اہل دمیاط کی مدد کو روانہ کیا
نیز انمال و اسباب اور بیشمار آلات حرب مرمت کے ساتھ ہی اسکے سلطان
نور الدین محمود زنگی سے بھی امداد طلب کی شیعون اور سودانیون کیوجہ سے
مصر نہ چھوڑنے اور اس مہم پر نہ جانے کی معذرت لکھی۔ پس نور الدین محمود نے
بھی وقتاً فوقتاً تھوڑی تھوڑی سی فوجین اہل دمیاط کی امداد کو روانہ کین اور انکی
قوت تقسیم کرنے کے خیال سے خود بھی سواحل شام پر حملہ آور ہوا اور اپنے پرزور

حملون سے عیسائیون کو تنگ کرنے لگا نتیجہ یہہ ہوا کہ عیسائی کروسیڈرون نے گھبراکر پچاس یوم کے محاصرہ کے بعد دمیاط سے محاصرہ اوٹھالیا لوٹ کر اپنے شہرون مین آئے تو اُنکو ویران اور خراب پایا۔

خلیفہ عاضد نے اس کامیابی پر صلاح الدین کی بیحد مدح وثنا کی۔ بعد اسکے صلاح الدین نے اپنے باپ نجم الدین اور کل اپنے اصحاب اور احباب کو شام سے مصر مین طلب کر لیا خلیفہ عاضد ان لوگون سے ملنے کو آیا اور بڑی آؤ بھگت کی۔

سودانیون اور عمارہ کی بغاوت

جس وقت صلاح الدین کے قدم استقلال کے ساتھہ حکومت مصر پر جم گئے شیعان مصر اور اُن کے ہوا خواہونکو بیحد ناراضگی پیدا ہوگئی۔ ایک گروہ انمین سے جنمین عویرس قاضی القضاۃ ابن کامل، امیر معروف عبدالصمد کاتب اور عمارہ یمنی زیدی شاعر تھا صلاح الدین کے خلاف مشورہ کرنے کی غرض سے مجتمع ہوا ان سبھون کا سرگروہ اور پیشوا یہی عمارہ یمنی تھا۔ ان لوگون نے بعد بحث و مباحثہ کے یہ رائے قرار دی کہ مصر سے ترکون کے نکال باہر کرنے کو عیسائیون سے امداد لینا چاہیئے اور اس صلہ مین ملک مصر کے مالیہ سے انکا ایک حصہ مقرر کر دیا جائے۔ اس صلاح ومشوری مین سودانی غلام اور قصر خلافت کے خدام بھی شریک تھے۔ قصر خلافت کے خدام کا سردار موتمن الخلافۃ تھا جسکی خلیفہ عاضد نے پرورش اور تربیت کی تھی اور اس سے رشتہ دامادی بھی قایم کر لیا تھا کہنے سننے سے اس مرکا بیڑہ اٹھالیا تھا کہ عیسائیون کے سفیر کو چپکے خلیفہ عاضد کے دربار تک پہونچا دونگا چنانچہ عہد وپیمان کرنے کی غرض سے اپنے مکان مین عیسائی سفیر کو خلیفہ عاضد سے ملایا حالانکہ وہ خلیفہ عاضد نہ تھا

عیسائی سفیر پہ خیال کرکے کہ خلیفہ عاضد نے میرے ساتھہ عہد و پیمان کیا ہے معاودت
کی۔ رفتہ رفتہ اسکی خبر نجم الدین بن مضیال تک پہونچی جو شیعون کا ایک
نامور سرگروہ تہا۔ اسکو صلاح الدین سے خاص تعلق ہوا خواہی کا پیدا ہو گیا
تہا۔ صلاح الدین نے اسکو اسکندریہ کی حکومت عطا کی تہی چونکہ بہاء الدین قراقوش
سے اور اس سے کسی بات پر کشیدگی پیدا ہو گئی تہی شیعون نے یہ خیال کرکے
کہ اب نجم الدین کو صلاح الدین سے ہمدردی باقی نہین رہی کل حال بالتفصیل تبلا
دیا کہ تم کو وزارت دی جاے گی۔ عمارہ یمنی کو عہدہ کتابت مرحمت ہوگا سکر
ٹیریٹ کا دفتر بھی اسیکے چارج مین رہے گا۔ فاضل بن کامل قاضی القضاہ
داعی الدعاۃ موقوف و معزول کیا جاے گا۔ عبد الصمد خراج پر متعین ہو گا
اور عورلیش اسکی نگرانی کرتا رہے گا نجم الدین نے یہ سن کے مسرت ظاہر کی اور
بطیب خاطر ان لوگون کی ارار سے موافقت کا اظہار کیا۔ لیکن موقع پاکے
چپکے سے صلاح الدین کو اس سے مطلع کر دیا صلاح الدین نے ان سب
لوگون کو اور نیز عیسائیون کے سفیر کو گرفتار کرالیا اور متعدد مجلسون اور
مواقع مین ان کے الزامات کی تفتیش کی مجلسرائے خلافت کے خواجہ سراؤن
اور دربانون کو طلب کرکے نہایت سختی سے دریافت کیا کہ خلیفہ عاضد
مجلسرائے خلافت سے کیونکر نکلکر نجاح (موتمن الدولہ) کے مکان پر گیا
ان لوگون نے بحلف بیان کیا کہ خلیفہ عاضد نے مجلسرائے خلافت سے باہر
قدم نہین نکالا آپ تک یہہ خبر غلط طور سے پہنچائی گئی ہے۔ اسپر
صلاح الدین نے خلیفہ عاضد کے مواجہہ مین نجاح کو طلب کرکے حلفی
اظہار لیا اسنے بھی بیان کیا کہ خلیفہ عاضد میرے مکان پر تشریف نہین لیگئے اور نہ
عیسائیون کے سفیر سے ملاقات کرنے کا خلافت مآب کو موقع ملا۔ نجاح کے

اظہار سے صلاح الدین کے دل پر خلیفہ عاضد کی برات کی تصویر کھینچ گئی
عمارہ یمنی اکثر شمس الدولہ تورانشاہ کی خدمت مین آیا جایا کرتا تھا تورانشاہ
نے اپنے بھائی صلاح الدین سے بر سبیل تذکرہ بیان کیا کہ عمارہ نے خلیفہ عاضد
کی مدح مین ایک قصدہ لکھا ہے جسمین اسکو یمن جانے اور اہل یمن کے
پامال کرنے کی ترغیب دی ہے اور اس قصیدہ مین خاندان نبوت پر بھی چوٹ کی
ہے جس سے اسکا خون مباح اور قتل واجب ہوتا ہے - اشعار کا ترجمہ حسب
ذیل ہے -

"تم اپنے لئے ایسا ملک پیدا کرو جسمین تمکو دوسرون کی احتیاج باقی نرہجائے"
"اور تم آتش جنگ کو لڑائی کے جھنڈے کے ذریعہ سے مشتعل کرو"
"اس بے شعور کی حکومت اس طریقہ کی ہے جیسا کہ زبان زد عوام ہے"
"کہ کمزور کی بیوی تمام عالم کی بھاوج ہوتی ہے
ابتداً اسکی بنیاد ایسے شخص نے ڈالی ہے - جو اپنی کو شو نسے سردار عالم کہلایا ہے"

پس صلاح الدین نے بعد تفتیش حال کل ملزمون کو ایک روز مابین قصر خلافت
وقصر وزارت جمع کر کے قتل کروایا اور نعشون کو صلیب پر چڑھوا دیا ابن کامل کو
ان لوگون کے بیسوین روز قتل کروایا - باقی رہا عمارہ جس وقت اسکے قتل اور
دار پر چڑھ جانے کا حکم صادر ہوا - پابرکنیز قاضی فاضل کے مکان
کی طرف سے ہو کر نکالا گیا عمارہ نے قاضی فاضل سے ملنے کی درخواست کی
قاضی فاضل نے انکار کر دیا - عمارہ اپنا سا منہ لیکے رہ گیا اور یہہ کہتا ہوا
مقتل کی جانب چلا

عبد الرحیم قد احتجب	عبد الرحیم (قاضی فاضل) روپوش ہو گیا -
ان الخلاص هو العجب	اب رہائی تعجبات سے ہے

کتاب ابن اثیر مین لکھا ہے کہ صلاح الدین کو ان لوگون کی حرکات سے یون اطلاع ہوئی تھی کہ ان لوگون نے جو خط عیسائیون کو لکھا تھا وہ کسی ذریعہ سے صلاح الدین کے کسی مصاحب کے ہاتھہ آگیا اس نے اس خط کو پڑھہ کے معہ اسکے لیجانے والے کے صلاح الدین کی خدمت مین پیش کر دیا۔ پس صلاح الدین نے پہلے موتمن الخلافہ کو اس جرم کے پاداش مین قتل کرایا بعد ازان کل خدام محلسرائے خلافت کو معزول کر کے اپنے جانب سے خدام مقرر کئے اور بہاء الدین قراقوش کو ان کی سرداری عنایت فرمائی۔ سودانیون کو اس سے اشتعال پیدا ہوا تقریباً پچاس ہزار سودانیون نے مجتمع ہو کے صلاح الدین کے خلاف ہنگامہ کر دیا چنانچہ صلاح الدین کے لشکر اور سودانیون سے مابین قصر خلافت و قصر وزارت معرکہ آرائی کی نوبت آئی۔ سودانی شکست کھا کے بھاگے۔ فتحمند گروہ نے انکے گھرون مین آگ لگا دی انکے مال و اسباب کو جلا کے خاک و سیاہ کر دیا۔ ہزارہا سودانی تہ تیغ ہوئے باقی ماندگان نے امان کی درخواست کی امان دے دیگئی اور جیزہ مین ٹھیرنے کا حکم دیا گیا شمس الدولہ نورالشاہ کو اسکی خبر نہ تھی مسلح ہو کے ان کی طرف گیا اور جی کھول کے ان کو پامال کیا۔

دولت علویہ کا خاتمہ جس روز سے صلاح الدین کی حکومت کا سکہ ملک مصر مین استقلال و استحکام کے ساتھہ چلنے لگا تھا اور قصر خلافت پر بھی قابض ہو گیا تھا اور ساتھہ ہی اسکے خلیفہ عاضد کی حکومت و خلافت کے مشین کے پرزے ڈھیلے اور ایک دوسرے سے جدا ہو گئے تھے اسی دن سے نورالدین عادل تحریک کر رہا تھا کہ مصر سے خلافت علویہ کا خطبہ موقوف کر دیا جائے اور خلیفہ مستضی کے نام نامی سے مساجد کے ممبرون کی زینت

دیجائے - مگر صلاح الدین اس خوف سے کہ مبادا نورالدین مصر پر مستولی
و متصرف ہو جائے بلطائف الحیل ٹال رہا تھا اور ہمیشہ معذرت کرتا جاتا تھا کہ
کہ اہل مصر اس کارروائی کے مخالف ہو جائینگے - نورالدین نے اس معذرت
پر مطلق توجہ نہ کی ڈانٹ کا خط تحریر کیا اور خلیفہ عاضد سے سازش کر لینے
کا الزام لگایا تب صلاح الدین نے اپنے مصاحبون سے اس بابت مشورہ
کیا مصاحبون نے رائے دی کہ نورالدین کی مخالفت اچھی نہین ہے جیسا
حکم ہو اسکی تعمیل کرنا مناسب اور باعث بہبودی آئندہ ہے - اسی اثنا مین
علماء عجم کی طرف سے فقیہ جبشانی بطور وفد صلاح الدین کی خدمت مین حاضر
ہوا یہ شخص "الامیر العالم" کے لقب سے مخاطب کیا جاتا تھا اس نے
اس امر کا احساس کر کے کہ صلاح الدین اور اسکے ہمراہی خلافت عباسیہ
کے خطبہ پڑھنے مین پس وپیش کرتے ہین حاضرین کو مخاطب کر کے کہا "یہ میرا
کام ہے مین خلافت عباسیہ کا خطبہ پڑھونگا" چنانچہ محرم ۵۶۷ھ کے پہلے جمعہ
مین خطیب سے پیشتر منبر پر چڑھ گیا اور خلیفہ مستضی کے لئے دعا کی کسی نے
دم تک نہ مارا دوسرے جمعہ مین صلاح الدین نے مصر و قاہرہ کے
خطیبون کو خلیفہ عاضد کے نام کا خطبہ موقوف کرنے اور خلیفہ مستضی
کے نام کا خطبہ پڑھنے کا حکم دیا چنانچہ کل خطیبون نے اس حکم کی تعمیل
کی اور ایک گشتی فرمان تمام ممالک مصر مین متعلقہ مضمون بالا بھیجدیا خلیفہ عاضد
اس وقت سخت علیل تھا - کسی نے اسکو اس امر کی اطلاع نہ کی
تا آنکہ یوم عاشورا (دسوین محرم) سنہ مذکور کو اس نے وفات پائی
صلاح الدین نے عزاداری کا دربار کیا اور قصر خلافت کے کل مال
و اسباب کو ضبط کر لیا - بہاء الدین قراقوش مال و اسباب کے فراہم

کرنے اور انکے اٹھا لانے پر مامور تھا۔

شاہی خزانہ اور محلسرائے خلافت مین اس قدر قیمتی قیمتی اسباب تھے کہ آج تک نہ آنکھون دیکھے گئے اور نہ کانون سنے گئے۔ یاقوت، زمرد، طلائی زیورات، نقرئی وطلائی ظروف، قیمتی قیمتی کپڑے، طرح طرح کی خوشبودار اشیاء اور شیشہ آلات بے شمار ہاتھ آئے۔ ایک لاکھ بیس ہزار کتابین ملین جسکو صلاح الدین نے فاضل عبدالرحیم بیسانی کو دے دیا جو اسکا سکریٹری اور قاضی تھا آلات حرب سامان جنگ بھی بیحد اور بے پایان اور زر نقد لا انتہا ہاتھ لگا مال و اسباب ضبط کرنیکے بعد مردون اور عورتون کو قید کر دیا تا آنکہ وہ سب مر گئے۔

زمانہ حکومت عزیز اور حاکم حکمرانان مصر مین دولت علویہ اہل کتامہ سے بھری ہوئی تھی اور یہ لوگ تمام بلاد مشرق مین پھیلے ہوئے تھے مگر شیعون کے سلسلہ حکومت منقطع ہونے اور خلیفہ عاضد اخری خلیفہ کے مرنے سے ان لوگون کا بھی خاتمہ ہو گیا۔ زمانہ کے فراز و نشیب اور واقعات کے تغیرات نے ان لوگون کو ایسا کھا لیا کہ ڈکار تک نہ لی جیسا کہ ہمیشہ سے دولت و حکومت کی قدیم زمانہ سے یہی رفتار چلی آتی ہے۔

خلیفہ عاضد کے مرنے پر مصر مین خلافت عباسیہ کی حکومت کا پھریرہ کامیابی کی ہوا مین اڑنے لگا۔ شیعان مصر کو یہ امر ناگوار گزرا ان مین سے ایک گروہ نے مجتمع ہو کے داود بن عاضد کے ہاتھ پر خلافت و امارت کی بیعت کی اتفاق یہ کہ کسی ذریعہ سے صلاح الدین کو اسکی خبر لگ گئی سبھون کو گرفتار کر کے قتل کر ڈالا اور داود کو قصر خلافت سے نکالدیا یہ واقعہ ۵۶۹ھ کا ہے۔

اس واقعہ کے ایک مدت کے بعد داود بن عاصد کے بیٹے سلیمان نامی نے صعید مین سر اوٹھایا مگر سر اوٹھاتے ہی گرفتار کر لیا گیا تا آنکہ بحالت قید مر گیا بعد ازان اطراف فاس مین محمد بن عبداللہ بن عاصد خلافت و امارت کا دعوے دار ہوا "مہدی" کے لقب سے اپنے کو ملقب کیا لیکن اس کو بھی پہلے پہولنے کا موقع نہ ملا اُٹھتی کو نیل قتل کیا گیا صلیب پر چڑھایا گیا۔

ان گوگون کے قتل ہو جانے سے عبیدیین کا کوئی ممبر کہین نہ باقی رہا البتہ بلاد حبشہ عراق مین جو فرقہ فدایہ کے نام سے موسوم تھے اور بلاد اسماعیلیہ مین جنکی امارت و حکومت سرزمین عراق مین تھی اور جنکا لیڈر (پیشوا) حسن بن صباح قلعہ موت وغیرہ مین تھا کچھ لوگ خلافت علویہ کے باقی رہ گئے تھے جیسا کہ ہم ان کے حالات کے ضمن مین بیان کرینگے تا آنکہ ان باقی ماندہ ممبران خاندان خلافت علویہ کی حکومت کا سلسلہ بھی خلافت عباسیہ بغداد کے ساتھ جس وقت کہ ۶۵۵ھ مین ہولاکو اولاد چنگیز خان بادشاہ تاتار کے ہاتھ یہ حکومت تخت و تاراج ہو رہی تھی جاتا رہا والامر للہ وحدہ

یہی حالات خلفاء فاطمیین کے تھے جنکو ہم نے کتاب ابن اثیر اور ان کی تاریخ حکومت تالیف ابن طویل اور کسی قدر ابن میسری کی روایات سے ملخصا ممکن ملخص کر کے اس مقام پر جمع کیا ہے

اخبار بنی حمدون ملوک مسیلہ و زاب
جو خلافت عبیدیین کے بازوے حکومت تھے

علی بن حمدون بن سماک بن مسعود بن منصور جذامی معروف بہ ابن اندلسی اندلوسیہ عظمے کا رہنے والا تھا علی بن حمدون کسی اتفاق زمانہ سے عبیداللہ اور ابوالقاسم کے پاس مشرق مین حکومت علویہ قایم ہونے سے بیشتر چلا آتا تھا ان لوگون نے

علی بن حمدون کو طرابلس سے عبداللہ شیعی کے پاس بھیجدیا۔ عبداللہ شیعی علی بن حمدون سے بہ کمال حسن خلق ملا اور بہ عزت و احترام پیش آیا چنانچہ علی بن حمدون اس زمانہ تک ان لوگون کی خدمت مین رہا جب تک کہ یہہ لوگ سجلماسہ مین مقیم رہے پس جب ان لوگون کی حکومت و ریاست کو ایک گونہ استحکام اور استقلال ہوگیا اور ابو القاسم ۳۱۵ھ مین مغرب کی طرف واپس آیا اور شہر مسیلہ کا بنیادی پتھر رکھا اس وقت اس نے علی بن حمدون کو اس شہر کے اباد و تعمیر کرنے پر متعین کیا اور اس شہر کا محمدیہ نام رکھا۔ جب اسکی تعمیر ختم ہوچکی تو اس نے علی بن حمدون کو زاب کی سند حکومت عطا کی اور وہین قیام کرنے کا حکم دیا۔ پھر جسوقت منصور پر ابو یزید صاحب الحمار نے جبل کتامہ مین محاصرہ ڈالا اس وقت اس نے اس شہر کو رسد و غلہ اور آلات حرب سے معمور کردیا اس وقت سے برابر یہی اس شہر کی حکومت کرتا چلا آیا۔ اسکے دونون بیٹے جعفر اور یحیے نے ابو القاسم کے یہان پرورش اور تربیت پائی۔ پھر جب ابو یزید نے دوبارہ سر اوٹھایا اور تمام بلاد افریقیہ مین آتش فساد مشتعل و روشن ہوگئی اور اطراف و جوانب کے ہوا خواہان دولت علویہ کے دلون مین پامالی کی مہیب صورتین جاگزین ہوگئین تو منصور نے علی بن حمدون کو لکھہ بھیجا کہ قبایل بربر کی فوجین مرتب کرکے ہم سے آملو چنانچہ علی بن حمدون نے فوجین مرتب کرکے قسنطینہ سے مہدیہ کیجانب کوچ کیا اثنار راہ مین جو بلاد ملتے تھے انکو تخت و تاراج کرتا ہوا ناریہ پہونچا پھر یہان سے کوچ کرکے باجہ پر جا کے پڑاؤ کیا اس وقت باجہ مین ایوب بن ابو یزید ایک لشکر عظیم لکاریہ اور بربر کا لئے ہوئے پڑا تھا علی نے ایوب پر حملہ کیا فریقین مین گھمسان لڑائی ہونے لگی ایک روز اثنار جنگ مین شب کے وقت ایوب

نے علی بن حمدون کے لشکر پر چھاپہ مارا جس سے علی کا لشکر گھبرا کر بھاگ نکلا علی بن حمدون بھی اپنی فوج سے علٰحدہ ہو کر ایک پہاڑ کی چوٹی پر چلا گیا اور وہین ۳۳۴ھ مین مر گیا۔

ہر گاہ ابو یزید کا زمانہ شورش و فساد منقضی ہو گیا اس وقت منصور نے مسیلہ اور زاب کی کرسی حکومت پر جعفر بن علی بن حمدون کو متمکن کیا اور وہین پر اسکو اور اسکے بھائی یحیٰے کو قیام کرنے کی ہدایت کی۔ چنانچہ جعفر و یحیٰے نے مسیلہ اور زاب مین اپنی حکومت و ریاست کی بنا ڈالی۔ دفاتر اور محکمے قایم کئے مجلسرائین بنوائین حمامات تعمیر کئے۔ ایک مدت تک ان لوگون کی حکومت اس شہر مین قایم رہی۔ دور و دراز ملکون سے علماء و شعراء ان کے دربار مین آئے از انجملہ ابن ہانی شاعر اندلسی تھا اس کے قصائد مدحیہ جو اس نے جعفر و یحیٰے کے شان مین لکھے تھے معروف و مشہور ہین۔

اس جعفر اور زیری بن مناد مین بیحد عداوت تھی دونون مین حکومت و ریاست کے بابت متعدد لڑائیان ہوئین جسکی وجہ سے زیری کو جبکہ زیری بوجہ سرکشی و بغاوت زناتہ مغرب سے واپس آ رہا تھا سخت نقصان کا سامنا کرنا پڑا۔ بعد اسکے جب معز نے ۳۶۲ھ مین قاہرہ آنے کا قصد کیا تو جعفر کو مسیلہ سے بلا بھیجا۔ جعفر کو اس سے خطرہ پیدا ہوا معہ اپنی فوج کے معز کے آنے سے پیشتر زناتہ سے جا ملا۔ اس سے اور صنہاجہ اور خلیفہ معز سے خط و کتابت کا سلسلہ منقطع ہو گیا۔ غرض جعفر نے زناتہ کو مجتمع کر کے معز کی مخالفت پر ابھارا اور خلیفہ مستنصر کے علم حکومت کی اطاعت کی ترغیب دی۔ زناتہ نے بخوشی و رغبت تمام جعفر کی تحریک

پر عمل درآمد کیا۔ اتنے مین زیری بن مناد آپہونچا اور اس نے ہنگامہ کارزار گرم کردیا اتفاق یہہ کہ اس مین زیری کو ہزیمت ہوئی۔ اثنار دار و گیر مین امرار زناتہ سے کسی نے زیری پر تلوار چلائی زیری زخمی ہوکر گھوڑے سے گر پڑا قاتل نے لپک کر سر اوتار لیا۔ خاتمہ جنگ کے بعد جعفر نے زیری کے سر کو چند امرار زناتہ کے ساتھہ خلیفہ مستنصر کی خدمت مین بھیجدیا خلیفہ مستنصر نے ان لوگون کی بیحد عزت افزائی کی اور زیری کے سر کو بغرض عبرت بازار قرطبہ مین آویزان کرادیا۔ اس واقعہ سے یحیے بن علی کی مستنصر کے دربار مین قدر و منزلت بڑہ گئی جعفر کو بنظر قدر افزائی دربار خلافت مین حاضر ہونے کی اجازت دی۔

بعد چندے زناتہ کو یہ خبر لگی کہ یوسف بن زیری اپنے مقتول باپ کے خون کا بدلہ لینے کی طیاری کر رہا ہے۔ کمزوری طبیعت کے وجہ سے گھبرا گئے مقابلہ سے جی چرانے لگے عوام کا کیا ذکر ہے روسا اور امرار زناتہ بھی بوجہ فتنہ و فساد اپنے آنے والے حریف کی مدافعت سے عاجز و مجبور ہوگئے اس سے جعفر کو خطرہ پیدا ہوا۔ کشتیون پر مال و اسباب حشم، خدم، اور جس قدر خزانہ شاہی تہا اسکو بار کرکے براہ دریا دارالخلافت قرطبہ کا راستہ لیا جعفر کے ساتھہ بڑے بڑے امرار زناتہ جو دولت امویہ اندلوسیہ کے مطیع اور ہوا خواہ تھے قرطبہ چلے آئے تاج دار دولت امویہ اندلوسیہ ان لوگون سے بعزت و احترام ملا۔ انعامات دیے۔ توقیر و عزت سے ٹھہرایا۔ جب بعد ایک مدت کے یوسف بن زیری کا طوفان بے امتیازی فرو ہوگیا اور تمام بلاد مین امن و امان کی ہوا چلنے لگی تو ان لوگون نے معاودت کی۔ چنانچہ تاجدار دولت

امویہ نے ان لوگون کو عزت و احترام کے ساتھہ رخصت کیا۔ یہ لوگ اپنے اپنے دلون مین دولت امویہ کی محبت اور ہواخواہی لئے ہوئے واپس ہوئے۔

واپسی مین علی بن حمدون والی زاب و مسیلہ کی اولاد ان لوگونکے ساتھہ شریک نہین ہوئی اس نے مصلحتاً دارالخلافت مین قیام کردیا خلیفہ وقت نے براہ قدرافزائی وزیرون کے گروہ مین ان لوگون کو داخل کرلیا اور ان کو وہی جاگیرین اور وظائف عطا کئے جو وزرا کو دئے جاتے تھے پس یہہ لوگ باوجودیکہ اس گروہ مین نئے داخل ہوئے تھے مگر خلیفہ وقت کی قدردانی کی وجہ سے قدیمی ہواخواہان دولت مین شمار کئے جانے لگے۔

اسکے تھوڑے دنون بعد یہ واقعہ پیش آیا کہ بنظر تادیب علی بن حمدون کی اولاد کو جیل کی سیر کرنا پڑی ان لوگون نے اتفاق وقت سے ایک روز کسی امر مین بحث و مباحثہ کرتے ہوئے آداب خلافت کا لحاظ چھوڑ دیا جسکی وجہ سے عتاب شاہی مین گرفتار ہوگئے قصر خلافت مین طلب ہوکر قید کردیے گئے۔ پھر چند ہی دنون بعد جبکہ خلیفہ حکم بعارضہ فالج مبتلا ہوا اور مغرب مین مروانیون کا مطلع حکومت غبار آلود ہوچلا اور حکومت کو سرحدی حفاظت اور دشمنان خلافت کی مدافعت کی ضرورت محسوس ہوئی تو علی بن حمدون کی اولاد کو قید سے رہائی دی گئی۔ یحییٰ بن محمد بن ہاشم سرحدی مقامات سے طلب کیا گیا (یہ فاش اور مغرب کا والی تھا) حاجب مصفحی نے رائے دی کہ جعفر بن علی بن حمدون بلاد مغربیہ کے سرحد پر بھیجا جائے کیونکہ یہہ ایک مدت تک زناتہ مغرب کے ساتھہ

رہا ہے پس اولاد علی بن حمدون زاویہ نکبت اور بدبختی سے باہر نکال کے عزت کی کرسی پر متمکن کئے گئے جعفر اور اسکے بھائی یحییٰ کو مغرب کی سند حکومت عطا کی گئی۔ شاہانہ خلعتین دی گئین۔ دونون بھائیون کو بیحد مال و اسباب دیا گیا۔ الغرض جعفر ۳۶۵ھ مین بلاد سرحدی کے انتظام اور اسکو دشمنون کے حملون سے بچانے کو مغرب کی طرف روانہ ہوا اور پہونچتے ہی بدنظمی دفع کرنے لگا ملوک زناتہ بنی یفرن، معاودہ اور ملیانہ نے حاضر ہو کر علم خلافت کی اطاعت قبول کرلی۔

خلیفہ حکم کے مرنے پر ہشام نے سریر حکومت پر قدم رکھا اسکے عہد خلافت مین منصور بن ابی عامر کے ہاتھہ مین زمام حکومت تھی۔ اسنے اپنے ابتدائے زمانہ حکمرانی مین بلاد سرحدی مین سے صرف سبتہ کے انتظام پر اکتفا کیا شاہی لشکر اور ارکین دولت کی عنان توجہ اسی شہر کے طرف منعطف ہوئی اہل علم وسیف کے قبضہ مین اس شہر کا انتظام دیا گیا۔ علاوہ اسکے اور شہرون کی جانب سے بے پروائی کیگئی۔ ملوک زناتہ بدستور علی بن حمدون کے اولاد کے زیر انتظام ونگرانی رہے خلعتین اور جایزے دربار خلافت سے آتے رہے وفود کی آمد و رفت جاری وقایم رہی۔

انہین واقعات کے اثنا مین مابین جعفر اور یحییٰ پسران علی بن حمدون عداوت بن ہوگئی یحییٰ نے اپنے بھائی جعفر سے علیحدگی اختیار کرکے شہر بصرہ کو دبا لیا اور معہ اکثر امرا و سرداران لشکر کے بصرہ چلا گیا بعد اسکے بنو غواطہ کی بدولت جعفر کا جہاز تباہی مین پڑگیا۔ ڈوبنے کے قریب پہونچگیا تھا کہ محمد بن ابی عامر نے عنان حکومت اپنے ہاتھہ مین لیتے ہی جعفر کو اسکی مستعدی اور کارگزاری کی وجہ سے دارالخلافت

مین طلب کیا[1] . . . . . چونکہ جعفر کو خلیفہ حکم تا جد ار اندلس کی بدولت
اس سے پیشتر اکثر مصائب کا سامنا کرنا پڑا تھا اس وجہ سے محمد بن ابی عامر کے
حکم کی تعمیل مین ذرا تاخیر سے کام لیا لیکن پھر کچھ سمجھ بوجھکر ملک مغرب کی
حکومت اپنے بھائی کے لئے چھوڑ کے براہ دریا محمد بن ابی عامر کی جانب روانہ
ہوا جس وقت یہ دار الخلافت مین پہونچا اسکی پیشوائی بہت آؤ بھگت کی گئی۔ عزت واحترام
سے شاہی محل مین ٹھیرایا گیا۔ بعد چندے جب بلکین نے ۳۶۹ھ مغرب پر فوج
کشی کی تو محمد بن ابی عامر نے قرطبہ سے فوجین آراستہ کرکے بلکین کی مدافعت
کی غرض سے جزیرہ کی جانب کوچ کیا اور جعفر بن علی نے ستبتہ کی حفاظت پر
کمر ہمت باندھی تا جد ار اندلس نے ایک سو اونٹ اسباب جنگ سے لدے
ہوئے اسکی کمک کو روانہ کیا ملوک زناتہ بھی مستعد وآمادہ ہوکر اس سے
آملے جس سے بلکین بے نیل مرام واپس ہوا جیسا کہ آئندہ ہم تحریر کرینگے۔

جعفر کے واپس آنے پر محمد ابی عامر کسی معاملہ مین جعفر سے مشکوک ہوگیا
رفتہ رفتہ یہ شک اس حد تک بڑھا کہ محمد بن ابی عامر نے چند لوگون کو جعفر کے قتل
پر مامور کردیا جنھون نے اُسکو اسکے گھر مین گھس کے سنہ . . . . . .
مین قتل کرڈالا۔

ان واقعات کے بعد یحیے ابن علی مصر چلا گیا عزیز باللہ کے محل مین اُترا۔ عزیز
باللہ نے کمال احترام سے ٹھیرایا چنانچہ ایک مدت تک اسی عزت وتوقیر سے
مصر مین مقیم رہا۔ پس جس وقت فلفول بن خرزون نے عہد حکومت حاکم بامر اللہ
مین طرابلس کو صنہاجہ کے قبضہ سے نکالنے کی تحریک کی تو اس وقت خلیفہ حاکم
نے جو فوجین مرتب وآراستہ کے طرابلس کیجانب روانہ کی تھین اسکی سرداری
کا علم یحیے بن علی ہی کو عطا کیا تھا۔ مقام برقہ مین پہونچ کے ہلالیون مین سے بنو قرہ

[1] ان دونون مقامات مین جگہ خالی ہے۔ مترجم ۱۲

نے مزاحمت کی جس سے یحیے کی جمعیت متفرق و منتشر ہوگئی بمجبوری مصر واپس آیا اور وہین ٹھیرا رہا تا آنکہ مصر ہی مین مرگیا واللہ وارث الارض ومن علیہا وھو خیر الوارثین ط

قرامطہ کے حالات جنہون نے بحرین مین حکومت قایم کی تھی تا زمانہ انقراض

اس دعوت کا اظہار نہ تو علویہ مین سے کسی نے کیا اور نہ طالبین مین سے کوئی شخص اسکا حامی و مددگار رہوا۔ اس حکومت کے بانی مبانی اہل بیت مین سے مہدی کے ایلچی ہوئے ہین باوجودیکہ وہ دربارہ تعین مہدی باہم مختلف تھے جیساکہ آئندہ ذکر کیا جائے گا۔

قرامطہ کی دعوت کا دارومدار دو شخصون پر تھا ایک کا نام فرج بن یحیے ابن عثمان قاشانی تھا یہ شخص مہدی کے ایلچیون مین تھا یہ ذکرویہ بن مہرویہ کے لقب سے بھی ملقب کیا جاتا ہے یہ وہی شخص ہے جو سواد کوفہ مین بعد ازان عراق وشام مین اس مذہب کا پھیلانے والا اور حکومت قرامطہ کا بانی مبانی تھا مگر باوجود اسکی سعی وکوشش حکومت و دولت کی بنا نہ قایم ہوئی۔ دوسرے کا نام ابوسعید حسن بن بہرام جنابی تھا۔ اسنے بحرین مین قرامطہ کے مذہب پھیلانے اور حکومت و ریاست کی بناء قایم کرنے کی کوشش کی چنانچہ یہ اس ارادہ مین کامیاب ہوا یہان پہ اسکی اور اسکی آئندہ نسلون کی حکومت قایم وجاری ہوئی۔ بعض لوگون نے اسکو فرقہ اسماعیلیہ کے ایلچیون مین شمار کیا ہے جنکی حکومت وسلطنت قیروان مین تھی جیساکہ آئندہ تم پڑھوگے۔

ان قرامطہ کے اعتقادیات اور مذہبی مسائل نہایت مضطرب ومختل اور شریعت حقہ اسلامیہ کے منافی ومخالف ہین۔ سب کے پہلے ۲۷۸ھ مین ایک

شخص سواد کوفہ مین ظاہر ہوا۔ بظاہر زہد و ورع اور طہارت و عبادت کا بہت پابند تہا۔ اسکا یہ زعم تہا کہ مین مہدی موعود کی حکومت کا ایلچی ہون ایک گروہ کثیر اسکا متبع ہوگیا یہ اپنے کو قرمط کے لقب سے ملقب کرتا تہا۔ جو شخص اسکی جماعت مین شریک ہوتا تہا اس سے ایک دینار امام موعود کے لئے لیتا تہا اس جماعت پر بہت سے نقیب مقرر کئے تہے جنکو حواریون کے نام سے موسوم کرتا تہا۔ ہزارہا بندگان اللہ جل ذکرہ اس فتنہ مین مبتلا ہوگئے۔ گورنر کوفہ نے اسکو گرفتار کرکے جیل مین ڈالدیا۔ بعد چندے محافظین کی غفلت سے بہاگ گیا جسکی بعد کو پہر کوئی خبر نہ ملی کہ کیا ہوا۔ اس سے اسکے متبعین اور فتنہ مین پڑگئے۔ بعضون نے انمین سے یہ خیال جمالیا کہ یہہ وہی شخص ہے ہے جسکی بشارت احمد بن محمد بن حنفیہ نے دی تہی اور یہ کہ احمد نبی تہے۔ اس مذہب نے سواد مین بیحد ترقی کی ان لوگون مین ایک کتاب کی تلاوت کیجاتی ہے جسکی نسبت انکا یہ زعم ہے کہ اسکو مہدی کا ایلچی لایا تہا اس کتاب مین نماز کی ترکیب یون لکہی تہی کہ بعد بسم اللہ کے ہر رکعت مین ان فقرون کو پڑہے۔

"الحمد للہ بکلمتہ وتعالی باسمہ المتخذ لاولیایہ باولیائہ قل الاہلۃ"

"مواقیت للناس ظاہرہا لیعلم عدد السنین والحساب والشہور"

"والایام وباطنہا اولیای الذین عرفوا عبادی سبیلی اتقونی یا اولی الالباب وانا اللذی لا اسالی عما افعل وانا العلیم الحکیم وانا اللذی ابلو عبادی واستخبر خلقی فمن صبر علی بلای ومحنتی اختیارہ"

"القیتہ فی جنتی واخلدتہ فی نعمتی ومن زال عن امری وکذب"

"رسلی اخلدتہ مہانا فی عذابی واتممت اجلی واظہرت علی السنۃ"

رسلی فانا اللذی لاتتکبر علی جبار الا وضعتہ ولا عزیز الا ذللتہ ابلیس
فلیس اللذی اصر علی امرہ ودام علی جہالتہ وقال لن نبرح علیہ
عاکفین وبہ مومنین اولئک ہم الکافرون

بعد ازان رکوع کرے رکوع مین دو بار سبحان ربی ورب العزۃ تعالی
عما یصف الظالمون" پڑہے پہر سجدہ کرے سجدہ مین "اللہ اعلی" دو بار اور
ایک بار "اللہ اعظم" کہے سال مین دو روز روزہ رکہے ایک یوم مہرجان
مین دوسرا یوم نیروز مین - نبیذ کا پینا حرام تہا - شراب حلال تہی - جنابت
(ناپاکی) مین بجائے غسل کے وضو کرلینا کافی تہا - کل دم دار اور پنجہ دار جانورون
کا کہانا حرام تہا جو شخص اس مذہب کا مخالف ہو اور برسر جنگ آئے اسکا
قتل واجب اور جو شخص برسر جنگ نہ آئے اس سے جزیہ لیا جائے اُس کتاب
مین اسی قسم کے مسائل اور دعاوی شنیعہ متعارضہ بایکدگر جس سے انکا کذب
محض ہونا روز روشن کی طرح معلوم ہوتا ہے تحریر تہے

اس گروہ کو جس امر نے ایسے خرافات خیالات مذہبی قایم کرنے پر آمادہ کیا
ہے وہ شیعہ کی روایات مشہورہ ہین جو دربارہ مہدی احادیث کی صورت
مین بیان کیجاتی ہین جسکے تخریج کے اسباب وعلل ہمنے مقدمہ تاریخ باب
الفاطمی مین تحریر کئے ہین پس یہ گروہ مہدی اور اسکی دعوت کی طرف کچہہ
ایسے گرویدہ ہوئے کہ جس نے مہدویت کا دعوے کیا اسکے یہ دل وجان سے
سچائی کے ساتہہ معین ومددگار ہوگئے اگرچہ وہ اپنے استحقاق ودعوے
مین جہوٹا رہا ہو اور بعضون نے اس امر کی بنا محض کذب اور افترا پر
دنیا کمانے کی غرض سے قایم کی ..[1] .....

[1] اصل کتاب مین اس قدر جگہ خالی ہے - مترجم

کہا جاتا ہے کہ اس شخص (یحیے بن فرج) کا ظہور قبل واقعہ قتل صاحب زنج کے ہوا تھا اور وہ اسکے پاس امان حاصل کرکے گیا تھا اور اس امر کا اظہار کیا تھا کہ میرے قبضہ مین اس وقت ایک لاکھ تلوارین ہین آؤ ہم اور تم مناظرہ کرین عجب نہین کہ ہم اور تم ایک مذہب کی پابند ہوجاوین اور ایک دوسرے کے معین و مددگار ہو جائے۔ مگر اتفاق کچھ پیش آیا کہ دونون مین مخالفت ہوگئے قرمط (یحیے بن فرج) لوٹ آیا یہ اپنے کو "قایم بالحق" کے لقب سے ملقب کرتا تھا اور بعضون کا یہ خیال ہے کہ یہہ ازارقہ خوارج کا مذہب رکھتا تھا

غرض جب اس مذہب کا شیوع اور اسکے متبعین کی کثرت ہوئی تو احمد بن محمد طائی والی کوفہ نے اس طوفان کے روک تھام کرنے کی غرض سے پیش قدمی کی اور فوجین آراستہ کرکے قرامطہ پر حملہ کردیا جس سے یہ جماعت منتشر ہوگئی اور متواتر حملون و پیہم تعاقب کے وجہ سے اکثر نیست و نابود ہو گئے۔ سردار قرامطہ نے بھاگ کر قبائل عرب مین جاکے دم لیا اور ان لوگون کو اپنے مذہب کی تعلیم دینے لگا۔ مگر کسی نے اس عجوبہ مذہب کو قبول نہ کیا اس وقت یہ ایک چٹیل میدان کے بادلی مین چھپ رہا جسکو اسنے خود اسی غرض کے لئے بنایا تھا اس بادلی کا دروازہ لوہے کا تھا اور دروازہ کے پہلو مین تنور تھا تاکہ ڈھونڈھنے والے کو یہ گمان بھی نہ ہو کہ کوئی شخص اس بادلی مین ہے۔ اس بادلی مین چھپ جانے کے بعد اسنے اپنے بیٹون کو قبیلہ کلب بن وبرہ کی طرف بھیجا اور یہ ہدایت کی کہ تم لوگ اپنے کو اسماعیل امام کی اولاد سے ظاہر کرنا اور یہ بھی ظاہر کرنا کہ ہم لوگ تمہارے پاس پناہ گزین ہوکر آئے ہین چنانچہ اسکے بیٹے کلب بن وبرہ کے قبیلہ مین گئے اور آہستہ آہستہ اپنے مذہب کو پھیلانے اور اسکی تعلیم دینے لگے۔ یہہ لوگ تین نفر تھے

یحییٰ، حسین اور علی۔ قبیلہ کلب بن وبرہ مین سے کسی بطن نے اس مذہب کو قبول نہ کیا مگر بنو قلیص بن ضمضم بن علی بن جناب انکے دام تزویر مین آگئے اور یحییٰ کے ہاتھہ پر اس خیال سے بیعت کرلی کہ یہ یحییٰ بن عبداللہ بن محمد بن اسماعیل امام ہے۔ "ابوالقاسم" اسکی کنیت رکھی گئی اور شیخ کا لقب دیا گیا۔ تھوڑے دنون کے بعد اسنے اپنا نام تبدیل کردیا اور یہہ ظاہر کیا کہ مین محمد بن عبداللہ ہون اور مصلحتاً اس نام کو چھپاتا تھا اور میری ناقہ من جانب اللہ مامور ہے جو شخص اسکی اتباع کرے گا وہ فتحمند ہوگا سبک دیاشبل خلیفہ معتضد کے غلام نے قرامطہ پر فوج کشی کی اور پہلے ہی حملہ مین ناکام ہوکر پسپا ہوا اتنا ردار وگیر مین مارا گیا۔ تب محمد بن احمد طائی نے چڑھائی کی اس معرکہ مین قرامطہ کو ہزیمت ہوئی بعض قرامطہ گرفتار کرلئے گئے۔ جو خاتمہ جنگ کے بعد دربار خلافت مین پیش کئے گئے خلافت مآب نے قیدیان قرامطہ سے خطاب کرکے ارشاد کیا "کیا تمہارا یہ زعم ہے کہ اللہ تعالیٰ کی روح اور اسکے انبیاء کرام کی روحین تم مین حلول کرگئی ہین جسکی وجہ سے تم لوگ خطا و لغزش سے معصوم رہتے ہو اور اعمال صالح کے کرنے کی توفیق ہوتی ہے" قرامطہ کے سردار نے جواب دیا "مجھے تعجب ہے کہ آپ کو اس تذکرہ سے کیا حاصل اگر مجھ مین روح ابلیس حلول کرگئی ہے تو اس سے آپکو کیا فائدہ ؟ جسکے تذکرہ سے کوئی فائدہ نہو اسکو ترک کیجئے اور اس طرف توجہ کیجئے جس سے کچھ منفعت ہو" خلافت مآب نے ارشاد فرمایا "اچھا تم ہی مطلب کی بات کہو" سردار قرامطہ بولا "رسول اللہ علیہ وسلم نے وفات پائی درانحالیکہ تمہارے مورث اعلیٰ عباس بن عبدالمطلب زندہ تھے مگر انہون نے حکومت و خلافت کی تمنا نہ کی اور نہ کسی نے انکے ہاتھہ پر امارت و حکمرانی

کی بیعت کی بعد ازان ابو بکر کا انتقال ہوا انہون نے عمر کو اپنا جانشین کیا اور عمر نے حالانکہ عباس بن عبد المطلب اس وقت موجود اور انکی آنکھونکے سامنے تھے نہ تو ان کو اپنا ولیعہد بنایا اور نہ ارباب شورے مین داخل کیا ارباب شورے صرف چھہ بزرگ تھے جنمین قرب و دور کے رشتہ دار تھے ان لوگون نے بھی بہ اجماع تمہارے دادا کو منتخب نہ کیا پھر فرمائے کہ کس ذریعہ سے آپ خلافت و امارت کے مستحق ہوئے خلیفہ معتضد نے اسکا کچھہ جواب نہ دیا۔ سرہنگون کو اشارہ کردیا وہ لوگ سر دار و قیدیان قرامطہ پر ٹوٹ پڑے۔ بند بند علحدہ وجدا کرکے گردن اوتار لی۔

اس واقعہ کے بعد قرامطہ نے دمشق کیجانب سنہ ۳۹۰ھ مین پیشقدمی شروع کی ان دنون دمشق کی عنان حکومت طغج (احمد بن طولون کے غلام) کے قبضہ مین تھی۔ طغج نے اپنے آقا کے بیٹے والی مصر سے امداد طلب کی چنانچہ مصری سپاہ اسکی کمک پر آگئی قرامطہ سے متعدد لڑائیان ہوئین۔ انہین لڑائیان مین یحییٰ بن ذکرویہ موسوم بہ شیخ معہ ایک گروہ کثیر کے مارا گیا۔ قرامطہ کے بقیۃ السیف نے اسکے بھائی حسین موسوم بہ احمد کے پاس جاکے پناہ لی اسکی کنیت ابو العباس تھی چونکہ اسکے منہ پر ایک تل تھا جسکے نسبت اسکا یہ گمان تھا کہ (یہ اللہ تعالیٰ کی ایک نشانی ہے) [1]..... یہ اپنے کو مہدی امیر المومنین کے لقب سے ملقب کرتا تھا تھوڑے دنون بعد اسکا چچازاد بھائی عیسےٰ ابن مہدی (عبد اللہ) بن احمد بن محمد بن اسمٰعیل امام اسکے پاس آگیا۔ چنانچہ اس نے عیسےٰ کو اپنا ولیعہد بنایا اور المدثر کا خطاب دیا۔ گمان یہ تھا کہ یہ وہی مدثر ہے جسکا ذکر قرآن مجید مین آیا ہے اسنے اپنے خاندان مین سے

[1] اصل کتاب مین یہ جگہ خالی ہے تاریخ ابو الفدا جلد ثانی صفحہ ۶۳ مطبوعہ قسطنطنیہ مین نے عبارت ملا لین ترجمہ کیا ہے مترجم

ایک لونڈے کو "مطوق" کا لقب دیا تھا۔ چپکے چپکے اپنے مذہب کی تلقین اور تعلیم دینے لگا نتیجہ یہ ہوا کہ ایک زمانہ کے بعد بادیہ نشینون کے اکثر قبائل نے اسکے مذہب کو قبول کر لیا۔ تب اسنے ان لوگون کو مرتب و مسلح کر کے دمشق پر چڑھائی کر دی۔ عرصہ دراز تک محاصرہ کئے رہا تا آنکہ اہل دمشق نے کچھ زر نقد دے کر مصالحت کر لی بعد ازان اس نے حمص، حماۃ، معرہ اور بعلبک پر فوج کشی کی۔ بہت بڑی خونریزی کا مرتکب ہوا۔ عورتون اور بچون تک کو قتل سے نہ چھوڑا آخر کار ان شہرون کو پامال اور تخت و تاراج کر کے سلیمہ کے جانب بڑھا سلیمہ مین ایک گروہ بنی ہاشم کا مقیم تھا ان لوگون کو بھی اس نے تہ تیغ کیا۔ مکتب کے چھوٹے چھوٹے بچے اور چوپائے تک اسکے تیغ ستم سے جانبر نہ ہوئے۔ رفتہ رفتہ دربار خلافت مین اسکی خبر پہونچی خلیفہ مکتفی نے بہ نفس نفیس لشکر آراستہ کر کے اسکی سرکوبی پر کمر باندھی اور اپنی فوج کے تیزول کو بڑھنے کا حکم دیا چنانچہ شاہی فوج نے اسکی فوج پر حماۃ کے باہر ایک میدان مین حملہ کیا۔ سخت اور خونریز جنگ کے بعد اسکو ہزیمت ہوئی بقیۃ السیف نے حلب مین جا کے دم لیا (یہ واقعہ ۲۹۱ھ کا ہے)

خاتمہ جنگ کے بعد خلیفہ مکتفی نے برقہ کی جانب کوچ کیا اور ابن طولون کا آزاد غلام بدر نامی قرامطہ کے تعاقب مین روانہ ہوا۔ منزل بہ منزل قرامطہ کو بدر شکست دیتا جاتا تھا اور قرامطہ کمال بے سر و سامانی سے بھاگے جاتے تھے۔ اسی اثنار مین خلافت مآب نے ایک دوسری فوج قرامطہ کے تعاقب اور سرکوبی کو روانہ فرمایا یحییٰ بن سلیمان کاتب اس فوج کا سردار تھا۔ حسین بن حمدان تغلبی اور بنو شیبان کے نامی نامی جنگ آور اس فوج مین شامل تھے ۲۹۱ھ مین اس فوج سے اور قرامطہ سے مڈبھیڑ ہوئی۔ قرمطی کے نامی نامی ہمراہی مارے

گئے اسکا بیٹا ابو القاسم کسیقدر سامان و اسباب لیکر بھاگ گیا اور یہ
خود اطراف کوفہ مین بخوف جان روپوش ہوگیا - مدثر اور مطوق بھی اسکے
ہمراہ تھا چھپے چھپے بہ تبدیل لباس رحبہ پہنچا کسی نے والی رحبہ سے اسکی
آمد کی خبر کردی اسنے ان لوگون کو گرفتار کرکے خلافت مآب کی
خدمت مین مقام برقہ مین بھیجدیا - خلافت مآب نے سردار قرامطہ یعنی
حسین صاحب شامہ کو پہلے دوسو دُرے پٹوائے بعد ازان ہاتھہ اور پانون کاٹ
کر صلیب پر چڑھا دیا - یہی برتاؤ اسکے باقی ہمراہیون کے ساتھہ بھی کیا گیا
بعد اسکے خلافت مآب نے معہ اپنی لشکر ظفر پیکر کے بغداد کی جانب
مراجعت کی -

علی بن ذکرویہ اپنے بھائی یحییٰ کے مارے جانے کے بعد فرات
کیجانب بھاگ گیا تھا قرامطہ کی منتشر جماعت آہستہ آہستہ اسکے پاس
مجتمع ہو رہی تھی جب ایک کافی مقدار پر قرامطہ مجتمع ہوگئے تو علی نے طبریہ
کی طرف پیشقدمی شروع کی اور پہونچتے ہی اسکو لوٹ لیا حسین بن
حمدان نے یہ خبر پاکے علی کی گوشمالی پر کمر باندھی - علی معہ اپنے ہمراہیون
کے یمن بھاگ گیا اور وہین اپنے دعاۃ (ایلچیون) اور ہواخواہون کو مجتمع کرنے
لگا رفتہ رفتہ یمن کے اکثر شہرون پر قبضہ کرلیا صنعار کی جانب بڑھا
یعفری والی صنعار شہر چھوڑ کر نکل بھاگا - پس علی نے جی کھولکر صنعار کو تخت و تاراج کیا
انہین واقعات کے اثنا مین علی کے باپ ذکرویہ نے بنی قلیص کے
پاس جنبون نے سماوہ مین ایک مدت سے قیام اختیار کرلیا تھا عبد اللہ بن
سعید موسوم بہ ابو غانم کو خط لیکر ۲۹۳ھ مین روانہ کیا اس خط مین یہ ظاہر کیا تھا کہ
یحییٰ بذریعہ وحی معلوم ہوا ہے کہ صاحب الشامہ (حسین موسوم بہ احمد) اور اسکا

بھائی یحییٰ موسوم بہ شیخ عنقریب پہر آنے والا ہے اور بعد ان کے امام زمان ظاہر ہونگے اور تمام روئے زمین کو عدل و انصاف سے معمور کر دینگے چنانچہ ابو غانم نے قبیلہ کلب مین پہونچکے ان خیالات کو پھیلایا اور ان لوگون کو مذہبی سپاہی بنا کے شام کا رخ کیا پہلے بصری کو لوٹا بعد ازان اذرعات کی پامالی کیجانب بڑہا اور اسکو بھی پامال کر کے دمشق پر جا اوترا ان دنون دمشق کی عنان حکومت احمد بن کیغلغ کے قبضہ اقتدار مین تہی گو اتفاق وقت سے یہ دمشق مین موجود نہ تہا۔ جلیجی کی بغاوت و سرکشی کی وجہ سے جو کہ بنی طولون کے ہوا خواہون سے تہا شاہی لشکر کی کمک کو مصر گیا ہوا تہا مگر اس کے نائبون نے نہایت مستعدی اور ہوشیاری سے ابو غانم کا مقابلہ کیا اور اسکو مار بھگایا۔ اکثر ہمراہی اسکے مارے گئے باقی ماندہ گان معہ ابو غانم کے اردن کیطرف بہاگے۔ والی اردن کو انکی یورش کی خبر نہ تہی ابو غانم نے وقعہ حملہ کر دیا والی اردن مقابلہ نکر سکا مارا گیا۔ اس سے ابو غانم کے حوصلے بڑہ گئے طبریہ کی طرف بڑہا اور اسکو بھی لوٹ لیا۔ دربار خلافت مین ان واقعات کی خبر پہونچی خلیفہ مکتفی نے ایک عظیم لشکر لبرافسری حسین بن حمدان ان باغیون کی سرکوبی کو روانہ کیا۔ ابو غانم یہ خبر پا کر سماوہ کی جانب بہاگا۔ شاہی سپاہ نے تعاقب کیا ہزارہا قرمطی شدت تشنگی سے مر گئے بالآخر حسین ان لوگون کو گرفتار کر کے رحبہ کیجانب لوٹا بیان کیا جاتا ہے کہ شاہی لشکر نے ابو غانم کو گرفتار کر لیا تہا اور قتل کر ڈالا تہا۔ جس سے اسکی جمعیت منتشر ہو گئی یہ واقعہ ۲۹۳ھ کا ہے۔

ذکرویہ کا ظہور و قتل

بعد ان واقعات کے قرامطہ مجتمع ہو کر اُس بادلی کی طرف گئے چنانکہ ذکرویہ مدت بیس سال سے چھپا

ہوا تھا اور اسکو باولی سے نکالکر باہر لائے - اطراف وجوانب کے ایلچی جو اسکے مذہب کی تعلیم اور تلقین کرتے پھرتے تھے وہ سب بھی آآ کے اسکے پاس مجتمع ہوئے پس ذکرویہ نے اون پر اپنی جانب سے احمد بن قاسم بن احمد کو بطور اپنے نائب کے مقرر کیا اور ان لوگون کو ان کے وہ فرائض وحقوق تبلائے جو ان پر واجب تھے اور نیز یہ بھی ہدایت کی کہ ان کی دینی اور دینوی فلاح اسی مین ہے کہ یہ لوگ اپنے امیر کے دائرۂ اطاعت سے ذرا بھی قدم باہر نہ نکالین ان دعاوی کے ثبوت مین ذکرویہ نے آیات قرآنی پیش کین جنکے معانی ومطالب مین جب خواہش تاویل وتحریف کی تھی - اس قدر تعلیم وتلقین کرکے ذکرویہ پھر روپوش ہوگیا یہ لوگ اسکو سید کے نام سے موسوم کرتے تھے اور کل کاروبار کا انجام دینے والا اور منصرم احمد بن قاسم تھا - خلیفہ مکتفی نے ان کی سرکوبی کو فوجین[1] روانہ کین - قرامطہ نے ان کو سواد مین پسپا کردیا ان کے لشکرگاہ کو لوٹ لیا - اسکے بعد قرامطہ نے حاجیون کے قافلہ کے لوٹنے کو بڑھے حلوان کو تخت وتاراج کرتے ہوئے واقصہ کو جاکے گھیر لیا - اہل واقصہ نے قلعہ بند ہی کرالی قرامطہ نے اسکے مضافات کے چشمون اور چاہات کے پانی کو خراب کردیا - دربار خلافت مین اس کی خبر پہونچی تو خلیفہ مکتفی نے ایک فوج بسرافسری محمد ابن اسحاق بن کنداج قرامطہ کی گوشمالی کو روانہ کی اتفاق یہ کہ اس فوج سے

[1] یہ فوجین وصیف بن صوارتکین ترکی، فضل بن موسے بن بغا، بشر خادم افشینی اور رایق جزری کے روانہ کی گئی تھین شاہی لشکر کا ایک گروہ کثیر اس معرکہ مین کام آگیا تھا - ۲۹۳ھ کا یہ واقعہ ہے - تاریخ ابوالفدا جلد ۲ صفحہ ۱۴ مطبوعہ قسطنطنیہ -

اور قرامطہ سے مڈبھیڑ ہوئی بے نیل مرام واپس آئے۔ قرامطہ نے حاجیون سے چھیڑ چھاڑ کی حاجیون نے باوجودیکہ تین دن کے بے آب و دانہ تھے جی توڑ کر مقابلہ کیا لیکن قرامطہ کی بڑھی ہوئی قوت کا مقابلہ نکر سکے امن کے خواستگار ہوئے قرامطہ نے انکو امن دیکے انکے مال واسباب کو لوٹ لیا اور جہان تک ان لوگون کی قوت نے یاری دی حاجیون کو تہ تیغ کیا ان حاجیون کے مال واسباب کے ساتھہ سوداگرون اور بنی طولو نکے قیمتی قیمتی اسباب بھی تھے جنکو بنی طولون نے مصر سے مکہ روانہ کیا تھا اور پھر مکہ سے بغداد بھیج رہے تھے۔ بعد اسکے قرامطہ نے بقیۃ السیف حجاج کا حمص مین محاصرہ کیا ہزارون بیگناہ حاجی مارے گئے مال واسباب لوٹ لیا گیا۔ خلیفہ مکتفی نے ایک عظیم فوج بسرافسری وصیف بن صوارتکین کے روانہ کی اس فوج مین نامی نامی سپہ سالار بھیجے گئے تھے۔ براہ خفان یہہ فوج روانہ ہوئی۔ کوچ وقیام کرتی ہوئی قرامطہ تک پہونچگئی ایک دوسرے سے گتھہ گیا دو یوم کے جنگ کے بعد شاہی فوج نے قرامطہ کو شکست دے دی ذکرویہ سردار قرامطہ کے سر پر زخم کاری لگا جسکی وجہ سے بھاگ نہ سکا گرفتار ہو کر شاہی لشکرگاہ مین لایا گیا۔ اسکے ساتھہ اسکا نائب احمد بن قاسم اسکا بیٹا۔ اسکی بیوی اور اسکا سکریٹری بھی گرفتار کر لیا گیا تھا۔ پانچ روز زندہ رہکر چھٹی شب مین مرگیا۔ وصیف نے نامہ بشارت فتح کے ساتھہ اسکی نعش کو دارالخلافت بغداد بھیجدیا خلافت مآب کے حکم سے نعش کو تو صلیب پر چڑھا دیا اور سر کاٹ کر خراسان مین اون حاجیون کے دیکھنے کو روانہ کیا جنکو اس نے قتل کیا تھا اور لوٹا تھا۔ اس واقعہ سے قرامطہ کا گروہ کثیر صفحہ ہستی سے نیست ونابود ہوگیا جو

کچھہ باقی رہ گئے تھے انہون نے شام کا راستہ لیا۔ حسین بن حمدان کو اسکی خبر لگ گئی۔ اس نے ان جان باختون پر حملہ کر دیا تمام ملک شام اور عراق مین انکے قتل و خونریزی کا بازار گرم ہو گیا زمین باوجود فراخی کے ان پر تنگ ہو گئی تا آنکہ سب کے سب پامال کر ڈالے گئے یہ واقعہ ۳۹۴ھ کا ہے۔

دولت بنی جنابی

۳۸۱ھ مین یحییٰ بن مہدی نامی ایک شخص قطیف مضافات بحرین مین آیا اور یہ ظاہر کیا کہ مین امام زمان مہدی کا فرستادہ ہون اور عنقریب وہ خروج کیا چاہتے ہین۔ علی بن معلی بن حمدان وبادی نے جو نہایت غالی شیعہ تھا شیعان قطیف کو ایک جلسہ مین مجتمع کر کے مہدی کے اس خط کو پڑھ کے سنایا جسکو یحییٰ نے پیش کیا تھا۔ تھوڑے دنون مین یہ خبر تمام مضافات بحرین مین پھیل گئی سبھون نے کمال خلوص و اطاعت شعاری سے اس خبر کو سنا اور امام زمان مہدی کے ساتھہ خروج کو طیار ہو گئے۔ انہین لوگون مین ابو سعید جنابی بھی تھا نام اسکا حسن بن بہرام تھا یہ ان لوگون مین ایک سربرآوردہ اور ممتاز شخص تھا۔

بعد اسکے یحییٰ ان لوگون سے غائب ہو گیا بعد ایک مدت کے ایک دوسرا خط مہدی کا لئے ہوئے آیا جسمین مہدی نے ان لوگون کا شکریہ ادا کیا تھا اور یہ حکم دیا تھا کہ ہر شخص چھتیس ۳۶ دینار یحییٰ کو ادا کرے پس ان لوگون نے نہایت خوشی سے اس حکم تعمیل کی۔ دینار وصول کر کے یحییٰ پھر چلتا پھرتا نظر آیا بعد ایک مدت کے ایک تیسرا خط لئے ہوئے پہونچا جس مین لکھا تھا کہ ہر شخص اپنے مال کا پانچوان حصہ امام زمان کے لئے یحییٰ کے حوالہ کر دے سبھون نے اس حکم کی بھی تعمیل کی اب یحییٰ

ان مین لوگون مین رہنے لگا اور قبائل قیس مین آمد و رفت شروع کی۔

۲۸۳ھ یا ۲۸۶ھ مین ابوسعید جنابی نے بحرین مین اس دعوت کا اظہار و اعلان کیا گرد و نواح کے قرامطہ اور بادیہ نشینان عرب کا گروہ اسکے پاس آکے مجتمع ہوگیا۔ ابوسعید نے ان سب کو فوجی صورت مین مرتب کرکے قطیف سے بصرہ کی طرف کوچ کیا اندرون بصرہ کی زمام حکومت احمد بن محمد بن یحییٰ واثقی کے قبضہ اقتدار مین تھی۔ احمد نے ابوسعید کی نقل و حرکت سے مطلع ہوکے بحکم خلافت مآب بصرہ کا شہر پناہ از سر نو تعمیر کرایا۔ دربار خلافت سے عباس بن عمر غنوی والی فارس دو ہزار سوارون کی جمعیت سے بصرہ کے بچانے کو روانہ کیا گیا یمامہ اور بحرین اسکو بطور جاگیر اس مہم کے سر کرنے کے صلہ مین عنایت ہوا تھا۔ چنانچہ عباس اور ابوسعید سے مڈبھیڑ ہوئی۔ میدان ابوسعید کے ہاتھ رہا عباس شکست کھاکے بہاگا اتنا دار و گیر مین گرفتار کرلیا گیا ابوسعید نے اسکے لشکرگاہ کو لوٹ لیا اور قیدیون کو آگ مین جلادیا بعد چندے عباس کو رہا کردیا عباس رہا ہوکر رملہ پہونچا اور وہان سے بغداد کو روانہ ہوگیا۔

اس کامیابی کے بعد ابوسعید نے ہجر کا قصد کیا اور اسپر بھی کامیابی کے ساتھ قبضہ حاصل کرلیا اس سے اور نیز عباس کی ہزیمت سے اہل بصرہ مین بیحد اضطراب پیدا ہوگیا۔ بصرہ چھوڑکر نکل جانے پر آمادہ ہوگئے مگر واثقی (امیر بصرہ) کے روکنے سے رک گئے۔

ابن سعید نے اپنی تاریخ مین قرامطہ بحرین کے حالات کلام طبری سے خلاصہ کرکے جیسا کہ اس نے لکھا ہے یہ ہے کہ قرامطہ کا ابتدا ظہور ۳۰۸ھ مین ہوا واللہ اعلم۔

ابوسعید نے اپنے بڑے بیٹے سعید کو اپنا ولیعہد بنایا تھا پس یہین
..... اسپر اسکے چھوٹے بھائی ابوطاہر سلیمان نے یورش
کی اور اسکو قتل کرکے قرامطہ پر حکومت کرنے لگا عقد و نیہ نے بھی
اسکی حکومت کی اسکے ہاتھہ پر بیعت کرلی اتنے مین عبید اللہ المہدی کا خط
مشعر حکومت ابوطاہر آپہونچا جس سے ہر طرح کا اطمینان اسکو حاصل ہوگیا۔
۲۸۶ھ مین ابوالقاسم قایم مصر پہونچا اور ابوطاہر قرمطی کو بلا بھیجا
ہنوز ابوطاہر نہین آنے پایا تھا کہ مونس خادم نے علم خلافت کیجانب سے
حملہ کردیا کہ بیت مونس کے ہاتھہ رہا ابوطاہر شکست کھاکے مہدیہ کی
طرف لوٹ گیا اگلے سال ۲۸۷ھ مین اس نے بصرہ پر دھاوا کیا اور اسکو
خاطر خواہ پامال و تخت و تاراج کرکے واپس ہوا اس سے دار الخلافت بغداد
مین بیحد تشویش پیدا ہوئی خلیفہ مقتدر نے شہر پناہ کے درست کئے
جانے کا حکم صادر فرمایا جون ہی شہر پناہ کی مرمت تمام ہوئی کہ
۳۱۱ھ مین ابوطاہر نے پھر بصرہ پر چڑھائی کردی بازارون کو لوٹ لیا قتل
و غارتگری سے بصرہ کو بھر دیا۔ جامع مسجد ویران ہوگئی + ور ایک مدت تک منہدم
و مسمار پڑی رہی۔ پھر ۳۱۲ھ مین حاجیون کے قافلے لوٹنے کو ابوطاہر نکلا
اور بحالت غفلت اون پر حملہ آور ہوا شاہی سپہ سالارون کو جو قافلے کے
ہمراہ تھے ہزیمت ہوئی ابوطاہر نے امیر قافلہ یعنی سردار لشکر
ابوالہیجا بن حمدون کو گرفتار کرلیا عورتون اور بچون کو قید کرلیا۔ مال و اسباب
لوٹ کے بقیہ حجاج کو اسی کف دست میدان مین چھوڑ کے ہجر کیجانب
مراجعت کردی۔ حاجیون مین سے اکثر شدت تشنگی سے اسی میدان مین

+ اصل کتاب مین اس مقام پر کچھ نہین ہے۔ مترجم

مر گئے باقی ماندگان بہزار خرابی و دقت بسیار بغداد پہونچے - پھر ۳۱۶ھ
مین ابوطاہر نے عراق کی طرف خروج کیا سواد کو لوٹتا ہوا کوفہ مین داخل
ہوا اور بصرہ سے زیادہ اسکو پامال اور تخت و تاراج کیا - اسی سنہ مین
مابین عقدانیہ اور اہل بحرین مخالفت ہوگئی - ابوطاہر نے بحرین سے
نکلکے شہر احسا تعمیر کرایا اور اسکو "مومینہ" کے نام سے موسوم کیا مگر اس
نام سے سوائے اسکے اور کسی نے موسوم نہ کیا اس شہر مین اس نے
اپنے لئے اور اپنے ہمراہیون کے لئے محلسرایین بنوایین ۳۵۱ھ مین
اس نے عمان پر قبضہ کرلیا والی عمان براہ دریا فارس بھاگ گیا ۳۱۶ھ
مین فرات کیجانب اس نے پیشقدمی شروع کی اور اسکے شہرون
کو تخت و تاراج کرنے لگا خلیفہ مقتدر نے آذربیجان سے یوسف بن ابی
الساج کو طلب فرما کے واسطے کی عنان حکومت عطا کی اور ابوطاہر سے
جنگ کرنے کو روانہ فرمایا - کوفہ کے باہر ابوطاہر اور یوسف نے
صف آرائی کی کامیابی کا سہرہ ابوطاہر کے سر رہا یوسف کے رکاب
کی فوج میدان جنگ سے گھونگھٹ کہا گئی اتنا ردار و گیر مین یوسف
گرفتار کرلیا گیا اس سے دار الخلافت مین بے اطمنانی سے پھیل گئی -
ابوطاہر اس واقعہ کے بعد کوفہ سے انبار کی طرف روانہ ہوا - دربار
خلافت سے فوجین اسکے روک تھام کو روانہ ہوئین مونس مظفر اور ہارون
بن غریب الحال اس مہم کے سردار تھے - ہرچند ان لوگون نے ابوطاہر
کی مدافعت کی کوشش کی مگر کامیاب نہوئے مجبورانہ مونس وغیرہ نے
بغداد کیجانب مراجعت کی اور ابوطاہر رحبہ کی طرف بڑہا - رحبہ کو بھی اس نے
پامال کیا اور بلاد جزیرہ کو پیہم اور متواتر شبخون مارنے سے ویران و خراب

کر ڈالا بعد ازان کوفہ ہوتا ہوا برقہ پہونچا اہل برقہ نے شہر پناہ کے دروازہ بند کر لئے اور قلعہ نشین ہو کر مدتوں لڑتے رہے۔ جزیرہ کے بادیہ نشینان عرب پر سالانہ خراج قایم کیا گیا جسکو وہ لوگ ہجر بھیجا کرتے تھے رفتہ رفتہ اسکے مذہب مین ایک گروہ بنی سلیم بن منصور اور بنی عامر بن عصعہ داخل ہو گیا۔ اسکے بعد ہارون بن غریب الحال نے دار الخلافت بغداد سے ایک عظیم فوج کیساتھ ابو طاہر کی مدافعت کی غرض سے خروج کیا ابو طاہر نے یہ خبر پاکے میدانون اور جنگلون کا راستہ لیا ہارون کا قرامطہ کے ایک گروہ سے مڈبھیڑ ہو گیا جسکو ہارون نے تہ تیغ کر کے دار الخلافت بغداد کی جانب مراجعت کی۔

۳۱۷ھ مین ابو طاہر نے مکہ معظمہ پر فوج کشی کی۔ بیشمار حاجیون کو قتل کیا کل اہل مکہ کے گھر بار اور مال و اسباب کو لوٹ لیا۔ خانہ کعبہ کے دروازہ اور میزاب کو اوکھاڑ ڈالا۔ غلاف کعبہ کو اپنے ہمراہیون مین تقسیم کر دیا اور حجر اسود کو اوکھاڑنے کے لوٹ کھڑا ہوا روانگی کے وقت اعلان کرتا گیا کہ آئندہ حج میرے یہان ہوا کرے گا۔

اس سانحہ قیامت خیز کی اطلاع عبید اللہ المہدی کو پہونچی تو اسنے قیروان سے ڈانٹ کا ایک خط تحریر کیا اور بصورت مال و اسباب واپس نکرنے اور حجر اسود نہ لوٹانے کے دھمکی دی۔ ابو طاہر نے معذرت کی کہ مال و اسباب تو میرے قبضہ مین نہین ہے لشکریون کے تصرف مین ہے اور اسکا واپس ہونا دشوار ہے باقی رہا حجر اسود۔ مین اسکو مکہ معظمہ مین پہر بھیجدونگا۔ چنانچہ ۳۳۹ھ مین جبکہ منصور اسمعیل نے قیروان سے اسکے واپس کرنے کی بابت بکرات و مرت خط و کتابت کی واپس

(باقی ۱۹۰۷ء)

کردیا حالانکہ وہ امرار دولت جو زمانہ خلافت مستکفی مین امور سلطنت پر متصرف اور سیاہ وسفید کرنے کے مالک ومختار رہتے پچاس ہزار دینار سرخ حجر اسود کے واپس کرنے کے عوض مین قرامطہ کو دے رہے تھے قرامطہ نے واپس کرنے سے انکار کیا اور یہہ خیال فاسد قایم کیا کہ حجر اسود کو وہ لوگ اپنے امام عبید اللہ المہدی والی افریقیہ کے حکم سے اوٹھا لائے ہین اور اسیکے یا اسکے نایب کے حکم سے اسکو واپس کرینگے

الغرض ابو طاہر بحرین مین ٹہیرا ہوا عراق وشام کو روزانہ حملون سے تخت وتاراج کرتا رہا تا آنکہ بغداد اور دمشق مین نبی طفج پر اسکے لئے سالانہ ٹکس مقرر کیا گیا۔

ان واقعات کے بعد ۳۳۲ھ مین اکتیس برس حکومت کرکے ابو طاہر مرگیا۔ بوقت وفات دس لڑکے چہوڑ گیا سب سے بڑا سابور تہا بعد ابو طاہر کے اسکا بڑا بہائی احمد بن حسن قرامطہ کی سرداری کرنے لگا۔ بعض عقدانیہ نے اس سے مخالفت کی اور سابور بن ابو طاہر کی حکومت وسرداری کی طرف مایل ہوئے چنانچہ اس بابت قایم (والی افریقیہ) کو لکہا۔ اس نے ابو طاہر کے بہائی احمد کی حکومت تسلیم کی اور یہہ تحریر کیا کہ بعد اسکے سابور کرسی حکومت پر متمکن کیا جائے گا۔ اس تحریر کے مطابق زمام حکومت احمد کے قبضہ مین رہی قرامطہ اسکو ابو منصور کی کنیت سے یاد کرتے تھے اسی نے حجر اسود کو مکہ معظمہ واپس کیا تہا جیسا کہ ابہی ہم اوپر تحریر کر آئے ہین۔

بعد اسکے سابور نے اپنے چچا ابو منصور کو اپنے بہائیون کی موافقت

سے گرفتار کرکے جیل مین ڈالدیا یہہ واقعہ ۳۵۸ھ کا ہے۔ پھر اسکے بھائیون نے اسپر یورش کی اور ابو منصور کو جیل سے نکال لائے۔ ابو منصور نے جیل سے نکلکے پہلے سابور کو قتل کیا بعد ازان اس کے بھائیون اور کل ہوا خواہون کو ایک ایک کرکے جزیرہ اوال کی طرف جلاوطن کردیا اس اثنا مین ۳۵۹ھ کا دور آگیا اور ابو منصور نے جان بحق تسلیم کردی۔ کہا جاتا ہے کہ سابور کے ہوا خواہون نے اسکو زہر دیدیا تھا

ابو منصور کے مرنے پر اسکا بیٹا ابو علی حسن بن احمد ملقب بہ "اعصم" بایں روایت بعض اعظم نے سریر حکومت پر قدم رکھا۔ اسکا دور حکومت زیادہ دنون تک رہا۔ اسکے بڑے بڑے وقایع ہین۔ اسنے ابو طاہر کے لڑکون کے ایک گروہ کو جلاوطن وشہر بدر کیا تھا بیان کیا جاتا ہے کہ جزیرہ اوال مین اولاد ابو طاہر اور اسکے ہوا خواہ تقریباً تین سو مجتمع ہوگئے تھے اعصم نے بنفسہ حج بھی کیا تھا اور حاجیون کے قافلون سے کسی قسم کی چھیڑ چھاڑ نہین کی تھی اور خلیفہ مطیع کے خطبہ پڑھے جانے پر ناک بھون نہین چڑھایا تھا۔

جنگ قرامطہ ومعز علوی

جس وقت جوہر سپہ سالار خلیفہ معز لدین اللہ علوی مصر پر اور جعفر بن فلاح کتامی دمشق پر قابض ومتصرف ہوگیا۔ حسن ملقب بہ اعصم نے وہ خراج یا سالانہ ٹکس طلب کیا جو اسکو والی دمشق ادا کیا کرتا تھا اہل دمشق اور نیز جدید والی دمشق نے دینے سے انکار کیا۔ کشیدگی اور منافرت سے نوبت صف آرائی کی پہونچی خلیفہ معز نے حسن کو تہدید آمود خط تحریر کیا اور ساتھ ہی اسکے ہوا خواہان ابو طاہر قرمطی کو خط وکتابت کرکے یہ دم دے کے ملالیا کہ سریر حکومت

پر ابو طاہر کی اولاد کو مین متمکن کرا دونگا - کسی ذریعہ سے حسن کو اسکی خبر
لگ گئی - چنانچہ حسن نے ۳۶۰ھ مین علم خلافت علویہ سے انحراف و اعراض
کر کے خلیفہ مطیع عباسی کے نام کا خطبہ اپنے مقبوضہ بلاد مین پڑہنا شروع کیا
اور علم خلافت عباسیہ کی اتباع مین سیاہ کپڑے پہنے بعد ازان
فوجین آراستہ کر کے دمشق پر یلغار کیا - جعفر بن فلاح والی دمشق مقابلہ
پر آیا گھمسان لڑائی ہوئی گہیت حسن کے ہاتھہ رہا جعفر کی سپاہ کو ہزیمت
ہوئی اثناء دار و گیر مین جعفر مارا گیا اور حسن کامیابی کا پھریرہ لئے ہوئے
دمشق مین داخل ہوا اہل دمشق کو امان دی - مالی اور فوجی انتظام کر کے مصر
کی طرف بڑہا اندنون مصر مین جوہر سپہ سالار معز حکمرانی کر رہا تہا - ایک مدت
تک حسن کا محاصرہ کئے رہا - اثنار محاصرہ مین عرب کی سپاہ اس سے
بگڑ گئی اور اپنی ہمت کا محاصرہ اُٹھالیا مجبوراً نہ حسن بہی محاصرہ اوٹھا کے شام
کی جانب چلتا پھرتا نظر آیا - کوچ و قیام کرتا ہوا رملہ پہونچا - خلیفہ معز نے دہمکی
اور زجر و توبیخ کا خط حسن کے نام تحریر کیا اور اسکو قرامطہ کی سرداری
سے معزول کر کے بنی طاہر کو مامور فرمایا پس بنی طاہر نے جزیرہ اوال
سے نکلکے حسن کے زمانہ غیر حاضری مین احسار کو تخت و تاراج کیا - جون ہی
دربار خلافت بغداد مین یہہ خبر پہونچی - خلیفہ طائع عباسی نے بنی طاہر کو
تحریر کیا کہ دایرہ اطاعت سے قدم باہر نہ نکالو اور اپنے چچازاد بہائیون
کے ساتھہ مخاصمانہ برتاؤ کرنے سے باز آو - اس فرمان کے روانہ کرنے
کے بعد خلیفہ طائع نے ایک اپنے معتمد علیہ کو بہی اون لوگون مین مصالحت
کرانے کی غرض سے بہیجا مگر نتیجہ کچھہ نہوا -

ان واقعات کے بعد حسن نے پہر شام پر فوج کشی کی مدتون قرامطہ اور

مغربی سپاہ سے لڑائیاں ہوتی رہیں آخر کار جوہر نے حسن کے رکاب کی عربی فوج کو بہت سا زر و مال دیکے ملالیا۔ عربی فوج نے حسن کو میدان جنگ میں حریف کے مقابلہ چھوڑ دیا جس سے حسن کو ہزیمت ہوئی جوہر نے اسکے لشکر گاہ کو لوٹ لیا۔

بعد اسکے خلیفہ معز افریقیہ سے ۳۶۳ھ میں قاہرہ چلا آیا اور اپنی سپاہ کو تمام ملک شام میں دایرہ حکومت کے توسیع کرنے کو پھیلا دیا پس معز کی سپاہ نے نہایت تھوڑی مدت میں ملک شام پر قبضہ حاصل کر لیا۔ حسن قرمطی اس سیلاب کے روکنے کو اٹھا اور کمال مردانگی سے خلیفہ معز کی فوج سے جنگ کرتا رہا بالآخر کل ملک شام کو علم خلافت علویہ کی حکومت سے نکال لیا اور فوجوں کو از سر نو مرتب و مسلح کر کے مصر کی طرف بڑھا۔ خلیفہ معز نے اسکے روک تھام پر اپنے بیٹے عبداللہ کو مامور کیا۔ مقام بلبیس میں مڈبھیڑ ہوئی ایک سخت و خونریز جنگ کے بعد حسن کو ہزیمت ہوئی ہزارہا ہمراہی اسکے مارے اور قید کر لئے گئے جنکی تعداد تین ہزار ظاہر کی جاتی ہے۔ حسن شکست کھا کے احسا کیجانب واپس ہوا اور خلیفہ معز نے بنی جراح امرا شام کو جو کہ قبیلہ طے سے تھے اون کل ممالک پر جنپر کہ قرامطہ مستولی ہو رہے تھے متعدد لڑائیوں اور محاصروں کے بعد اپنی طرف سے مامور کیا۔

بعدہ ۳۶۵ھ میں خلیفہ معز کا زمانہ وفات آگیا حسن کو اس اتفاقی تغیر سے فایدہ اوٹھانے کا موقع ملگیا۔ فوجیں مرتب کر کے ملک شام پر قبضہ کرنے کو اٹھ کھڑا ہوا۔

افتکین ترکی معزالدولہ بن بویہ کا خادم تھا اسکو بختیار بن معزالدولہ سے عضدالدولہ کے بغداد میں آنے کے وقت بغداد میں ہزیمت ہوئی

اور یہہ (افتکین) شکست کہا کے دمشق پہونچا - اہل دمشق نے اس
وقت ریان خادم کو جو معز علوی کی طرف سے حکمرانی کر رہا تھا حکومت
دمشق سے معزول کر دیا تھا - اس وجہ سے افتکین کو بوجہ معرفت سابقہ
حکومت کی کرسی بیٹھا دیا - خلیفہ معز نے یہ خبر پاکے دمشق پر فوج کشی
کی طیاری کی اتفاق یہ ہوا کہ معز کی موت آگئی اور اسکا بیٹا عزیز سریر حکومت
پر جلوہ آرا ہوا اس نے اپنی طرف سے جوہر کو اس مہم کے سر کرنے
پر مقرر کیا - جوہر نے دمشق پر پہونچکے محاصرہ ڈال دیا - افتکین نے حسن
قرمطی کو یہ حالات لکھہ بھیجے اور اسکو شام پر قبضہ کر لینے کی غرض سے
بلا بھیجا - اس بنا پر حسن نے ۳۶۶ھ مین بعد وفات معز شام کا قصد کیا
جیسا کہ تم ابھی اوپر پڑھہ آئے ہو - اس مہم مین حسن کے رکاب مین افتکین
بھی تھا - پہلے ان دونون نے رملہ کا محاصرہ کیا اور اسکو بزور تیغ جوہر
کے قبضہ سے نکال لیا - بعد اسکے عزیز نے خود ان لوگون پر چڑھائی کی
اور اپنے پر زور حملون سے ان کو پسپا کر دیا - اثنا رد و گیر مین افتکین
گرفتار کر لیا گیا اور اعصم (حسن) نے بھاگ کر طبریہ مین دم لیا - پھر طبریہ سے
احسا چلا گیا - اہل احسا اور نیز قرامطہ کو اسکا یہ فعل کہ اسنے علم خلافت
عباسیہ کی اطاعت قبول کر لی تھی ناگوار و نامطبوع گذرا سبھون نے
متفق ہو کے عنان حکومت ابو سعید جنابی کے قبضہ اقتدار سے نکال
لی اور اپنی گروہ مین سے دو شخصون جعفر و اسحاق کو حکومت کی کرسی پر متمکن
کیا - ابو سعید جنابی کی اولاد جلاوطن ہو کر جزیرہ اوال پہونچی جزیرہ اوال
مین ابو طاہر قرمطی کی اولاد اس سے پہلے سے مقیم تھی - ان لوگون کو
احمد (ابو منصور) بن حسن اور اسکی اولاد سے منافرت اور کشیدگی تو

پہلے ہی سے تھی پس جو شخص امین کا یا انکے ہواخواہون کا جزیرہ اوال مین گیا اسکو اِن لوگون نے بے تامل مار ڈالا۔

الغرض جعفر اور اسحاق بالمشارکت قرامطہ پر حکمرانی کرنے لگے اور عنان حکومت اپنے ہاتھ مین لیتے ہی علم خلافت علویہ کے مطیع ہوگئے اور جنگ نبی [1] ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ اور ۳۱۴ھ مین جعفر اور اسحاق نے کوفہ پر قبضہ کرلیا صمصام الدولہ بن بویہ نے انکی سرکوبی کو ایک سپاہ بھیجی جسکو جعفر اور اسحاق نے لب فرات ہزیمت دے دی ایک گروہ کثیر اس فوج کا کام آگیا۔ قادسیہ تک فتحمند گروہ ہزیمت یافتون کا تعاقب کرتا چلا گیا۔ بعد اسکے جعفر اور اسحاق مین مخالفت پیدا ہوگئی ہر ایک ریاست و حکومت کا بحر دمی اپنے رفیق کے خواستگار اور دعوے دار ہوا۔ جس سے امین نفاق مادہ پیدا ہوگیا شیرازہ حکومت منتشر ہوگیا۔ استحادی صورت جاتی رہی تا آنکہ اصغر بن ابو الحسن ثعلبی کا دور حکومت آگیا اور اسنے احسار کو انکے قبضہ و تصرف سے نکال کے انکی دولت و حکومت کو کان لم یکن کردیا۔ اسوقت سے پھر احسار مین خلیفہ مطیع تاجدار خلافت عباسیہ کے نام کا خطبہ پڑھا جانے لگا اور یہان پر اسکی اور نیز اسکے آیندہ نسلون کی حکومت و دولت قایم ہوگئی۔

اخبار حکمرانان عرب جنہون نے
بعد قرامطہ کے بحرین مین حکومت کی

صوبہ بحرین مین عرب کا ایک عظیم گروہ رہتا تھا جن سے قرامطہ وقتاً

[1] اصل کتاب مین اس جگہ پر کچھ نہین لکھا ہے۔ مترجم۔

وقتاً بوقت ضرورت بمقابلہ اپنے دشمنون کے امداد طلب کیا کرتے تھے
اور اکثر لڑائیون مین انکی اعانت سے کامیابی حاصل کرتے تھے۔ گاہے
گاہے قرامطہ ان سے لڑبھی جاتے تھے اور انکے رشتہ مراسم و
اتحاد کو منقطع کر دیتے تھے۔ عرب کے بڑے قبائل جو اس وقت بحرین
مین مقیم تھے بنو ثعلب، بنو عقیل اور بنو سلیم تھے اور ان مین بلحاظ کثرت
وغربت بنو ثعلب سب سے بڑھے چڑھے تھے۔ پس جسوقت قرامطہ کی
حکومت کو بحرین مین تزلزل ہوچلا اور بعد انقراض حکومت جنابی مابین
ان کے اور بنی بویہ کی عداوت مستحکم ہوگئی اور یہ عداوت و مخالفت
جن دنون خلافت عباسیہ کی دعوت بحرین مین کی گئی بیحد ترقی پذیر
ہوئی اسوقت بعض امطا اور انکے اکثر ایلچیون نے اپنی حکومت و ریاست کو
زوال پذیر دیکھکے علم خلافت عباسیہ کی اطاعت قبول کرلی۔ بنی مکرم نے
اکثر روسا عمان کو ان خیالات مین اپنا ہم خیال بنا لیا۔ اسی زمانہ مین احفر
بحرین پہ مستولی و متصرف ہوگیا چنانچہ اسکی آیندہ نسلون نے بذریعہ
وراثت اس صوبہ کے حکمرانی کی اور بنی مکرم عمان پر قابض ہوگئے بعد اسکے
بنو ثعلب اور بنو سلیم مین چل گئی بنو ثعلب نے بنی عقیل کی اعانت و امداد
سے بنو سلیم کو بحرین سے نکالدیا۔ بنو سلیم بحرین سے جلا وطن ہوکر مصر چلے
گئے پھر مصر سے افریقیہ کا راستہ لیا جیسا کہ آئندہ تم پڑھوگے۔

پھر بعد ایک مدت بنی ثعلب اور بنی عقیل مین مخالفت پیدا ہوگئی۔ بنی
ثعلب نے بنی عقیل کو بھی بحرین سے نکالدیا۔ عراق چلے گئے کوفہ اور اکثر
بلاد عراقیہ کے مالک بن بیٹھے۔ بحرین مین زمانہ دراز تک احفر کی حکومت کا
سکہ چلتا رہا۔ جزیرہ اور موصل کو بھی اپنے دایرہ حکومت مین داخل و شامل

کر لیا تھا ۴۳۸ھ مین راس عین مضافات جزیرہ مین بنی خفیل سے اور اصغر سے پھر معرکہ آرائی کی نوبت آئی۔ نصیر الدولہ بن مروان والی میافارقین دیار بکر کو اس پر افسردگی پیدا ہوئی۔ ہر چہار طرف کے امرار ملک کو جمع اور سپاہ کو فراہم کر کے اصغر پر چڑھائی کی کیست اصغر کے ہاتھ رہا۔ اصغر نے نصیر الدولہ کو گرفتار کر لیا پھر بعد چندے آزاد کر دیا۔ مر گیا حکومت بحرین اسکی آئندہ نسلون کے قبضہ مین رہی تا آنکہ یہ سب ضعیف ہو گئے اور ان کی حکومت کا شیرازہ درہم برہم ہو گیا انہین ایام مین بنی عقیل کی حکومت بھی بلاد جزیرہ مین مضمحل اور کمزور ہو گئی تھی۔ اراکین دولت سلجوقیہ نے ان کو بلاد جزیرہ سے نکال کے ان کے اصلی وطن بحرین کی طرف ان کو واپس کیا یہ وہ زمانہ تھا کہ بنی ثعلب پر ضعف طاری ہو گیا تھا اور ان کی حکمرانی کے مشین کے پرزے ڈھیلے ہو چلے تھے پس بنی عقیل نے ان کو دبا لیا اور مغلوب کر دیا۔

ابن سعید نے لکھا ہے کہ مین نے اہل بحرین سے ۶۵۱ھ مین مدینہ منورہ مین بوقت ملاقات استفسار کیا تھا کہ بحرین مین اب کسکی حکومت ہے؟ جواب دیا بنی عامر بن عوف بن عامر بن عقیل حکمرانی کر رہے ہین اور بنی ثعلب ان کے رعایا ہین۔ اور بنی عصفور جو انہین مین سے ہین۔ احسار کے مالک و حکمران ہین۔

اب ہم اس مقام پر قرامطہ کے کاتبون اور بحرین و عمان کے شہرونکے حدود بیان کیا چاہتے ہین کیونکہ یہ بھی اخبار قرامطہ کے متعلقات سے ہے۔

کاتب (سکریٹری) ان قرامطہ کا ابو الفتح حسین بن محمود معروف بہ کشاجم تھا یہ نامی شعراء سے تھا۔ ثعالبی نے یتیمہ مین اور جیفری نے نزہۃ الادباء

(۱) ۹۰۷ء

بین لکھا ہے کہ یہہ بغدادی المولد ہے۔ قرامطہ کی ملازمت کیوجہ سے یہ مشہور ہوا تھا جیساکہ بیہقی نے ذکر کیا ہے بعد اسکے اسکا بیٹا ابوالفتح نصر قرامطہ کا کاتب ہوا اسکو بھی اسکے باپ کی طرح کشاجم کے لقب سے سب یاد کرتے تھے یہ اعصم قرمطی کا کاتب تھا۔

بحرین ایک ملک ہے جو اپنے شہر کے نام سے موسوم ہے اور کاہے یہ ہجر کے نام سے بھی موسوم کیا جاتا ہے جو اس ملک کا ایک دوسرا شہر ہے۔ اسی ملک کا حضریہ نامی ایک شہر تھا جسکو قرامطہ نے ویران کردیا تھا اور بجائے اسکے احسا کو آباد کیا۔ اس ملک کی مسافت ایک مہینہ کی ہے بحر فارس کے کنارے درمیان بصرہ اور عمان کے واقع ہے۔ اسکے شرق مین بحر فارس ہے۔ غربی جانب اسکا یمامہ سے متصل اور ملحق ہے اسکے شمال مین بصرہ ہے جنوب مین عمان۔ سرسبز و شاداب ملک ہے ہر طرح کے میوے اور ترکاریان پیدا ہوتی ہین۔ گرمی زیادہ پڑتی ہے جابجا ریگ کے ٹیلے بھی ہین تیز ہوا چلنے سے مکانات مین ریگ بھر جاتی ہے۔ یہ ملک اقلیم ثانی سے ہے اور بعض حصہ اسکا اقلیم ثالث مین ہے۔

زمانہ جاہلیت مین یہ ملک عبدالقیس اور بکر بن وائل قبیلہ ربیعہ کے قبضہ مین تھا پھر شاہان فارس نے اسپر قبضہ کرکے اپنی جانب سے منذر بن ساوی تمیمی کو بطور گورنر کے مقرر کیا بعد ازان شروع زمانہ اسلام مین بنی جارود اسکے حکمران ہوئے۔ گورنران خلافت عباسیہ کے کبھی ہجر مین نہین رہتے تھے تا آنکہ ابوسعید قرمطی نے تین برس کے محاصرہ جنگ و آتش زنی و قتل و غارت کے بعد اسپر قبضہ حاصل کیا۔

بعد اسکے بنو طاہر نے شہر احسار کی تعمیر کی اور قرامطہ کی حکومت ایک مدت تک مسلسل قایم رہی - بعدہ بنی ابوالحسن بن ثعلب کے قبضہ مین اسکی عنان حکومت گئی بعد اسکے بنو عامر بن عقیل حکمرانی کی کرسی پر متمکن ہوئے ابن سعید کہتا ہے کہ ان دنون ان لوگون مین سے اسکی زمام حکومت بنو عصفور کے ہاتھہ مین ہے -

احسار - اسکی تعمیر ابو طاہر قرمطی نے تیسری صدی مین کی تھی - چونکہ اس ملک مین اونٹون کی چراگاہین اور ریگستان مین پانی کے چشمے بکثرت ہین اسوجہ سے اسکو احسار کے نام سے موسوم کیا - یہان پر قرامطہ کی حکومت و دولت تھی اسی مقام سے قرامطہ نکلکے اطراف شام ، عراق ، مصر اور حجاز مین پھیلے تھے اور شام و عمان پر قابض و متصرف ہوئے تھے -

دارین ملک بحرین کے متعلقات اور مضافات سے ہے اسی مقام کی طرف خوشبو منسوب کیجاتی ہے جیسا کہ نیزہ خطیہ کیجانب منسوب کیا جاتا ہے کہا جاتا ہے مشک دارین اور نیزہ خطیہ -

عمان جزیرہ نمار عرب کا ایک حصہ ہے جو یمن ، حجاز ، شحر ، حضرموت اور عمان پر مشتمل ہے - عمان بحر فارس پر آباد ہے اسکی غربی جانب سے ایک ماہ کی مسافت ہے - اسکے شرق مین بحر فارس واقع ہے جنوب مین بحر ہند ، غرب مین بلاد حضرموت اور شمال مین بحرین - اسمین بکثرت میوے اور نخلستان ہین - یہان پر موتیان بھی پیدا ہوتے ہین - اس شہر کو عمان اس مناسبت سے کہتے ہین کہ سب کے پہلے عمان بن قحطان اپنے بھائی یعرب کی طرف سے حاکم ہوکر یہان پر آکر مقیم ہوا تھا - بعد سیل عرم

کے از د اسکے حاکم ہوئے۔ پھر جب دور اسلام آیا تو اس وقت بنو جلندی اسکے مالک و حاکم تھے۔ یہان پر خوارج بکثرت ہین۔ بنو بویہ سے اور ان سے اکثر لڑائیان ہوئین۔ اس ملک کا دار السلطنت تروی مین تہا۔ بد فعات ملوک فارس نے براہ دریا اسپر فوجکشی کی اور فتحیاب ہو کر اسکی حکمرانی کرتے رہے۔ یہ اقلیم ثانی مین ہے۔ اسمین پانی کے چشمے، باغات، بازارات، اور نخلستان بکثرت ہین۔ عہد اسلام مین اسکے حکمران بنی شامہ بن لوی بن غالب ہوئے۔ مگر اکثر نسابہ قریش انکے اس نسب سے انکار کرتے ہین۔ بہرکیف سب کے پہلے محمد بن قاسم شامی نے حسب ہدایت خلیفہ معتضد اس ملک پر فوج کشی کی اور بزور تیغ فتح کر کے قابض و متصرف ہوا خوارج جلاوطن ہو کر تروی کے پہاڑون کے چوٹی پر چلے گئے۔ اس وقت سے یہان پر علم خلافت عباسیہ کا خطبہ پڑہا جانے لگا۔ بعد اسکے بوراثت اسکے بیٹون نے اس ملک پر حکمرانی کی اور سنت کے شعایر ظاہر کئے بعد ازان ۳۰۵ھ مین ان لوگون مین مخالفت پیدا ہوئی۔ باہم لڑے۔ انمین سے بعض قرامطہ سے جا ملے۔ باقی ماندگان اسی فتنہ و فساد مین پڑے رہے تا آنکہ ابو طاہر قرمطی ان پر ۳۱۷ھ مین جب کہ یہ حجر اسود کو مکہ سے اکھاڑ لایا تہا غالب ہو گیا اور عبید اللہ مہدی کے نام کا خطبہ پڑہا۔ اس زمانہ سے قرامطہ کے حکمران ۳۷۵ھ تک آتے جاتے رہے پہران پر خوارج اہل تروی غالب آئے اور جس قدر یہان پر روافض اور قرامطہ تہے سبھون کو قتل کر ڈالا اس وقت سے یہان کی ریاست انہین کے قبضہ مین رہی اور بنی ازد اسکی حکمرانی کرتے رہے بعد ازان روسا عمان سے بنو مکرم وارد الخلافت

بغداد گئے - اور بنی بویہ کی ملازمت اختیار کی اور پھر ان کی امداد و اعانت سے بنو مکرم نے عمان پر چڑھائی کر دی - بہت بڑی خونریزی ہوئی آخر کار خوارج جلا وطن ہو کر پہاڑون پر چلے گئے اور بنی مکرم عمان پر قابض ہو گئے - خلافت عباسیہ کا خطبہ پڑھا جانے لگا - بعد اسکے جب بغداد مین بنو بویہ کی حکومت مین ضعف آگیا تو بنی مکرم نے عمان مین خود سری و خود مختاری کی حکومت قایم کر لی اور اسکی کرسی حکومت پر اسکی آئندہ نسلین متمکن ہوئین انہین مین سے موید الدولہ ابو القاسم علی بن ناصر الدولہ حسین بن مکرم تھا - یہ سخی، ممدوح اور بادشاہ تھا ایسا ہی بیہقی نے لکھا ہے اور بہیا رودیلمی وغیرہ نے اسکی مدح کی ہے ۴۲۹ھ مین ایک زمانہ دراز حکومت کرنے کے بعد اس نے وفات پائی - پھر ۴۴۲ھ مین بنی مکرم مین ضعف آگیا - عورتین اور غلام امور سلطنت مین پیش پیش ہو گئے - خوارج نے اس امر کا احساس کر کے حملہ کر دیا - بنی مکرم تاب و مقاومت نہ لا سکے کمال ابتری کے ساتھ پسپا ہوئے خوارج کو کامیابی حاصل ہوئی - عمان پر قبضہ حاصل کر کے بقیتہ السیف کو بھی تہ تیغ کیا شاہی کا نام و نشان صفحہ ہستی سے مٹ گیا وہان کے باشندے حجاز کے دیہاتون مین جا بسے - یہ ملک بالکل بنجر اور شورہ ہے یہ بھی عمان کا ایک حصہ ہے جو اقلیم ثانی سے بحر فارس پر آباد ہے اور جہان کہ شحر اور حجار ملتے ہین اسکے شمال مین سجرین تک منزلون کی مسافت ہے قدرتی طور سے وہ بڑے بڑے پہاڑون کے درمیان واقع ہے اسی وجہ سے کسی شہر پناہ کے بنانے کی ضرورت محسوس نہین ہوئی - اسپر خاندان شاہی سے زکریا بن عبد الملک ازدی نے

۴۴۹ھ مین قبضہ کیا تھا خوارج تروی شہر شراۃ مین انلوگون کو مذہبی تعلیم دیتے تھے اور یہ خیال کرتے تھے کہ یہہ لوگ جلندی کی اولاد سے ہین۔

اخبار اسماعیلیہ والی قلعات

عراق، فارس، و شام

یہ مذہب قرامطہ کا مذہب ہے یہ حد سے گذرا ہوا رافضیون کا ایک گروہ ہے۔ جیسا کہ تم اوپر پڑھ آئے ہو انکے مذہب مین سخت اضطراب اور اختلاف ہے۔ اس مذہب والے ہمیشہ اطراف عراق، خراسان فارس اور شام مین ایک مقام سے دوسرے مقام پر نقل و حرکت کرتے رہتے تھے۔ بعضون مین بوجہ اختلاف زمانہ اور شہرون کے اختلاف بھی پیدا ہوگیا تھا پہلے اس مذہب والے قرامطہ کے نام سے موسوم کئے جاتے تھے بعد ازان عراق مین باطنیہ کے نام سے پکارے جانے لگے پھر اسماعیلیہ کہلائے چونکہ عہد خلافت مستضی علوی مین اسکے بیٹے نزار نے بیعت نہ کرنے پر اسماعیلیہ کے ہواخواہون کو قتل و تہ تیغ کیا تھا اور حسن بن صباح نامی ایک شخص نے جو اسی فرقہ کا اسکے پاس رہتا تھا اسکے بعد کے ائمہ کی امامت سے مصر مین انکار کیا تھا اسی وجہ سے اسکے گروہ والون کو لوگون نے نزاریہ کے نام سے موسوم کیا۔

بعد قتل ذکر یہ اور افتراق جماعت اس مذہب والے تمام ممالک اسلامیہ مین پھیل گئے اور در پردہ و خفیہ طور سے اپنے مذہب کی تعلیم

وتلقین کرنے لگے۔ اسی مناسبت سے یہہ لوگ فرقہ باطنیہ کے نام سے موسوم کئے گئے۔ پہر انکی ایذیت و تکلیف دہی تمام ممالک اسلامیہ مین عام ہوگئی کیونکہ انکا اعتقاد یہ تہا کہ غیر مذہب کا خواہ مسلم ہی کیون نہو قتل کرنا مباح ہے۔ پس اس وجہ سے فرقہ باطنیہ والے نامی نامی آدمیون کو قتل کرتے پہرتے تہے اور اپنے اس مقصد کے حاصل کرنے کو ایک گروہ باطنیہ کا مجتمع ہوتا اور مکانات کے دہلیزون مین چہپ رہتا اور جب موقع ملجاتا تو اپنے شرمناک مقصد کو حاصل کرلیتا۔ رفتہ رفتہ انکا یہ فتنہ و فساد زمانہ سلطان ملکشاہ مین جبکہ دیلم اور سلجوقیہ ممالک اسلامیہ پر حکمرانی کر رہے تہے بہت زیادہ بڑہ گیا۔ خلفا روقت انکی گوشمالی اور سرکوبی سے مجبور رہو گئے اور انکے آتش فساد و شرارت کو بجہانہ سکے تہوڑے ہی دنون مین تمام ممالک اسلامیہ مین پہیل گئے۔ اسی زمانہ مین ایک گروہ باطنیہ کا سادہ اطراف ہمدان مین مجتمع ہوا اور نماز عید پڑہی شحنہ ہمدان نے ان کو گرفتار کرکے جیل مین ڈالدیا مگر چند ہی دنون بعد رہا کردیا بعد اسکے اس فرقہ والے مضبوط مضبوط قلعات اور شہرون پر مستولی و متصرف ہوگئے۔ سب کے پہلے جس قلعہ پر فرقہ باطنیہ مستولی و متصرف ہوا وہ فارس کے قریب ایک قلعہ تہا جسکا والی اسی مذہب کا پابند و مقلد تہا چنانچہ اس فرقہ والے اسکے پاس جاکے پناہ گزین ہوئے اور رفتہ رفتہ وہان سب کے سب مجتمع ہوئے۔ آنے جانے والے قافلہ کو لوٹنے لگے نہایت قلیل مدت مین انکا ضرر اس اطراف و جوانب مین عام طور سے پہیل گیا پہر فرقہ باطنیہ نے قلعہ اصفہان کو دبالیا اس قلعہ کا نام شاہ در تہا سلطان ملکشاہ

نے اسکو تعمیر کرایا تھا اور اپنی طرف سے ایک شخص کو اسکا والی مقرر کیا
تھا - احمد بن عطاش نامی ایک شخص فرقہ باطنیہ کا حاکم قلعہ کے خدمت مین
جاکے رہنے لگا - احمد کا باپ فرقہ باطنیہ کا پیشوا تھا اسی سے حسن
بن صباح وغیرہ نے تعلیم پائی تھی - فرقہ باطنیہ احمد کی اسکے باپ
کے وجہ سے اور نیز اسکے ذی علم ہونے کے سبب سے
بہت عزت کرتا تھا حتے کہ اس فرقہ والون نے بہت سا مال وزر جمع
کرکے احمد کے پیش نظر کیا اور نہایت تپاک سے اپنا پیشوا بنایا
احمد ان لوگون سے رخصت ہوکر والی قلعہ کے پاس گیا اور اپنے نمایان
خدمات کے وجہ سے والی قلعہ کے آنکھون مین اس قدر عزیز و محترم
ہوگیا کہ اسنے کل امور کے سیاہ و سفید کرنے کا احمد کو اختیار دے دیا
پھر جب والی قلعہ مر گیا تو احمد بن عطاش قلعہ شاہ در کا والی ہوگیا - اسنے
اپنے کل ہم مذہب کو جو اس قلعہ کے مضافات مین مقید تھے رہا کر دیا
ان لوگون کے رہا ہوتے ہی ہر چہار طرف سے امن و امان کا سا یہ
عاطفت اٹھ گیا دن دہاڑے قافلے لٹنے لگے - بعد اسکے فرقہ
باطنیہ اطراف قزوین مین قلعہ موت پر قابض ہوگیا - اس اطراف کو حائفان
بھی کہتے تھے - یہ ممالک جعفری کے زیر حکومت تھے جعفری نے
ایک علوی کو اپنے نہایت کا اعزاز دے رکھا تھا اور رے کا حاکم
ابومسلم تھا جو نظام الملک طوسی کا سسرالی رشتہ دار تھا حسن بن صباح
جو لڑکپن سے ابومسلم کے پاس آکے رہنے لگا چونکہ علوم نجوم و سحر
مین حسن کو ید طولے تھا اور عطاش والی قلعہ اصفہان کے نامی شاگردون سے
تھا اس وجہ سے اس نے ابومسلم کے دلمین نہایت قلیل مدت مین

اپنی جگہہ کرلی لیکن تھوڑے دنون بعد ابو مسلم نے حسن پہ یہ الزام لگایا کہ یہہ مصریون کے ایلچیون سے جو اس وقت وہان تھے سازش کیے ہوئے ہے حسن یہ سنکر بھاگ نکلا۔ مختلف شہرون مین ہوتا ہوا مصر پہونچا خلیفہ مستنصر علوی بڑی آوبھگت سے پیش آیا اور اسکو یہ ہدایت کی کہ لوگون کو میری امامت کی تعلیم دو حسن نے عرض کیا آپ کے بعد میرا کون امام ہوگا مستنصر نے جواب دیا میرا بیٹا نزار حسن مصر سے واپس ہوکر شام، جزیرہ، دیار بکر اور بلاد روم کی سیر کرتا ہوا قلعہ موت واقع خراسان مین پہونچا اور علوی کے پاس مقیم ہوا جسکو جعفری نے اپنا نائب بنایا تھا۔ علوی نے اسکی بیحد عزت کی اور اسکے قیام کو باعث نزول برکت و رحمت الہی تصور کیا۔ حسن ایک مدت تک قلعہ موت مین ٹھیرا ہوا قلعہ مذکور پر قبضہ کر لینے کی دریپردہ تدبیرین کرتا رہا۔ پس جب حسب مرضی تدبیرین ہوگئین تو حسن نے علوی کو قلعہ موت سے نکال کے قبضہ کر لیا۔ اس کی خبر نظام الملک تک پہونچی فوراً ایک سپاہ حسن کے محاصرہ پر روانہ کی۔ محاصرہ نہایت سرگرمی اور مستعدی سے کیا گیا لڑائیان شروع ہوئین اتنا رجنگ مین حسن نے فرقہ باطنیہ کے ایک گروہ کو نظام الملک کے قتل کرنے پر مامور کر دیا چنانچہ اس گروہ نے نظام الملک کی زندگی کا خاتمہ کر دیا۔ جو فوجین محاصرہ پر تھین نظام الملک کے شہادت کے وجہ سے واپس آئین۔ پھر کیا تھا فرقہ باطنیہ کی بن آئی۔ قلعہ طبس اور نیز قوہستان کے قلعات ازدون و قاید پر جو اسکے جوار و قرب مین تھے قبضہ کر لیا۔

قوہستان کا رئیس منور نامی ایک شخص تھا جو بنی سجوا مرا خراسان

ملوک سامانیہ کی نسل سے تھا گورنر قومستان نے منور کو اپنے
یہان بلایا اور اسکی بہن کو جبراً لے لینے کا قصد کیا منور نے اسماعیلیہ
کو اپنی امداد پر بلا بھیجا چنانچہ فرقہ اسماعیلیہ باطنیہ نے پہونچکر قومستان
کے قلعات پر بھی اپنی کامیابی کا جھنڈا گاڑدیا۔ اسی زمانہ مین قلعہ خالنجان
پر بھی فرقہ باطنیہ قابض ہوگیا تھا یہ قلعہ اصفہان سے نو کوس کے فاصلہ
پر تھا۔ پہلے یہ مویدالملک بن نظام الملک کے قبضہ مین تھا بعد ازان
جاولی سقاوہ کے قبضہ مین چلا گیا جو ترکون کا ایک نامور امیر تھا
اور اسکی جانب سے کوئی ترکی امیر اس قلعہ کا حاکم ہوا۔ فرقہ
باطنیہ مین دو ایک شخص حاکم قلعہ کی خدمت مین گئے اور مستعدی سے
اسکی خدمت کرتے رہے رفتہ رفتہ اس قدر رسوخ بڑھالیا کہ حاکم
قلعہ کے ناک کے بال ہوگئے حاکم قلعہ نے قلعہ کی کنجیان حوالہ کردین
ان لوگون نے احمد بن عطاش والی قلعہ شاہ در کو لکھ بھیجا۔ پس احمد معہ اپنی
فوج کے بحالت غفلت اس قلعہ پر آپہونچا۔ حاکم قلعہ گھبراکر بھاگ
کھڑا ہوا احمد بن عطاش نے قلعہ پر قبضہ کرلیا اور جس قدر فوج وہان تھی سب
کو تہ تیغ کیا۔ اس قلعہ پر قبضہ کرلینے سے فرقہ باطنیہ کی قوت بڑھ گئی اہل
اصفہان ان سے دبنے لگے تا آنکہ ان لوگون نے اہل اصفہان پر
خراج قایم کیا۔

۱۰ اس فرقہ (باطنیہ) کے مقبوضہ قلعات سے اسویا، مذبین الرہل، اور
قلعہ آمد تھا جنپر فرقہ باطنیہ نے بعد ملکشاہ سلجوقی کے براہ مکر و غداری
قبضہ حاصل کیا تھا۔ قلعہ ازدہر بھی انکے مقبوضات مین شمار کیا جاتا تھا
اس قلعہ کو ابوالفتوح ہمشیرہ زادہ حسن بن صباح نے سر کیا تھا۔ منجملہ

انکے قلعات کے کرد کوہ، قلعہ ناظر واقع خوزستان اور قلعہ طنبور متصل ارجان تہا اس قلعہ کو ابو حمزہ اسکاف نے اہل ارجان کے قبضہ سے حاصل کیا تہا۔

ابو حمزہ اسکاف کسی ضرورت سے مصر گیا ہوا تہا۔ وہین اس نے اس مذہب کی تعلیم پائی اور اس فرقہ کا ایلچی ہو کر عوام الناس کی تلقین کو واپس آیا۔

قلعہ ملا ذخان بہی انہین کے قلعات سے تہا جو مابین فارس و خوزستان کے واقع تہا۔ رہزنون اور مفسدون نے تقریباً دو سو سال سے اس قلعہ کو اپنا گھر رکھا تھا اور آنے جانے والون پر شبخون مارا کرتے تہے تا آنکہ عضد الدولہ بن بویہ نے اس قلعہ کو سر کیا اور جس قدر ڈاکو یہان تہے ان سب کو تہ تیغ کیا پس جب ملکشاہ نے اسپر قبضہ حاصل کیا تو میر انز کو بطور جاگیر یہ قلعہ مرحمت فرمایا امیر انز نے اپنی طرف سے ایک شخص کو اس قلعہ کا حاکم مقرر کیا۔ فرقہ باطنیہ نے جو ارجان مین تہے حاکم قلعہ سے راہ و رسم پیدا کی۔ پہلے تو اس قلعہ کے فروخت کر ڈالنے کی تحریک کی جب والی قلعہ نے اس سے انکار کیا تو فرقہ باطنیہ نے مذہبی پیرایہ اختیار کیا کہلا بہیجا کہ ہم ایک شخص کو تمہارے پاس مناظرہ کرنے کو بہیجتے ہین تاکہ تم پر ہمارے مذہب کی حقانیت ظاہر ہو۔ والی قلعہ نے یہ درخواست منظور کر لی۔ فرقہ باطنیہ نے چند سپاہیون کو جو اسی فرقہ کے ممبر تہے روانہ کیا انہون نے پہونچتے ہی والی قلعہ کے خادم کو گرفتار کر لیا اس نے قلعہ کی کنجیان ان کے حوالہ کر دین ان لوگون نے قلعہ مین گھس کے والی قلعہ کو بہی پکڑا

لیا - اس سے انکی شوکت و قوت بڑھ گئی -

فرقہ باطنیہ کے آئے دن ترقیات اور فسادات سے لوگون کے کان کھڑے ہوئے - ہر چہار طرف سے انکے قتل پر آمادہ و طیار ہو گئے اور ان کے قتل کرنے کو ثواب اور ان سے جنگ کرنے کو جہاد سمجھکر ہر سمت سے عامہ مسلمین ان پر ٹوٹ پڑے - اصفہان مین بھی عوام الناس نے ان کو خوب قتل کیا - یہ فرقہ والے اصفہان مین اُن دنون ظاہر ہوئے تھے جبکہ سلطان برکیاروق نے اصفہان پر محاصرہ ڈالا تھا اور اصفہان مین اسکا بھائی محمد اور اسکی مان خاتون جلالیہ موجود تھی رفتہ رفتہ اس فرقہ کی دعوت اصفہان مین پھیل گئی اور انکا مکر و فریب اور انکے متبعین کی فتنہ انگیزیان عام ہوگئین پس اصفہان کے عام باشندون نے ان پر یورش کی اور ان کو قتل کرنے لگے - بڑی بڑی خندق کھود کے اسمین آگ روشن کی - جہان پر فرقہ باطنیہ مین سے کسیکو پاتے تھے پکڑ لاتے اور اسی خندق مین انکو ڈالدیتے تھے - جاولی سقاوہ والی فارس نے ان پر جہاد کرنے کی غرض سے کمر ہمت باندھی فوجین آراستہ کرکے ہمدان کا راستہ لیا اور ایک مدت تک فرقہ باطنیہ پر جہاد کرتا رہا بعد اسکے باطنیہ نے امرار سلجوقیہ کو براہ مکر و فریب قتل کرنے کی غرض سے ہمدان کیطرف کوچ کیا - چنانچہ اس فرقہ نے ہمدان پہونچکے یہ وطیرہ اختیار کرلیا کہ ایک شخص اس گروہ کا امرار سلجوقیہ مین سے ایک امیر کے قتل کرنے کو بھیس بدل لباس جاتا اور موقع پاکر اسکو قتل کرکے اپنے آپ کو بھی لقمہ نہنگ اجل بنا دیتا - اصل یہ ہے کہ اس امر پر سلطان برکیاروق نے اس فرقہ کو آمادہ کیا تھا اور اپنے بھائی کے معاملہ مین اس

فرقہ سے اعانت طلب کی تھی۔ پس یہ فرقہ یہ چال چلنے لگا کہ ایک شخص انمین سے ایک امیر کی خدمت مین جاکر ملازمت اختیار کرتا اور جب اسکو موقع ملجاتا تو یہ اس امیر پر وار کر دیتا اکثر یہ ہوتا تھا کہ وہ امیر مرجاتا اور اس جرم کے پاداش مین وہ باطنی بھی مار ڈالا جاتا تھا غرض اس طریقہ سے امرار سلجوقیہ کے ایک گروہ کو اس فرقہ نے زیر خاک پہنچا دیا۔

ہرگاہ سلطان برکیاروق کو اپنے بھائی محمد کے مقابلہ مین کامیابی حاصل ہوئی تو اس وقت یہ فرقہ اسکے تمام لشکر مین ملاجلا ہوا تھا اس گروہ نے آہستہ آہستہ گروہ بندی بھی کرلی تھی امرار لشکر کو ان سے خطرہ پیدا ہوا وقتاً فوقتاً خود بھی ان لوگون نے امرار لشکر کو قتل کرنے کی دھمکیان دین امرار لشکر ہر وقت مسلح رہنے لگے اور اس امر کی شکایت سلطان برکیاروق سے کی اور نیز یہ جڑ دیا کہ اس فرقہ والون سے اور آپ کے بھائی کی فوج سے مراسم اتحاد ہین۔ سلطان برکیاروق یہ سنکے آگ بگولا ہوگیا۔ عام طور سے ان لوگون کے قتل کی اجازت دے دی خود بھی مسلح ہوکے سوار ہوا اسکی فوج بھی مرتب ہوکر اسکے ہمراہ ہوئی فرقہ باطنیہ پر زمین باوجود وسعت وفراخی کے تنگ ہوگئی۔ جس طرف جاتے تھے قتل کئے جاتے تھے۔ امیر محمد جو علاء الدولہ بن کاکویہ کی نسل سے تھا اور اس مذہب وسلسلہ کا ایک ممبر تھا بخوف جان بھاگا مگر اس جان باختہ کو اجل نے پنجہ ڑا۔ بغداد مین ابو ابراہیم استرابادی سلطان کی سفارت مین گیا ہوا تھا سلطان برکیاروق نے لکھ بھیجا وہین گرفتار ہوکر مار ڈالا گیا۔ یہ وہ زمانہ تھا کہ فرقہ باطنیہ پر ہر چہار طرف سے قتل

کی بوچھار پڑ رہی تھی۔ جس طرف آنکھین اوٹھتی تھین فرقہ باطنیہ ہی کے مقتول نظر آتے۔ تھے ہر شخص انکے قتل وخونریزی پر تلا ہوا تھا۔ یہ واقعات ۴۸۶ھ کے ہین۔

پھر جب بعد سلطان برکیاروق کے سلطان محمد کا دور آیا اور اسکی حکومت وسلطنت کو پورے طور سے استحکام واستقلال حاصل ہو گیا تو سلطان محمد نے قلعہ شاہ در پر جسکا والی احمد بن عطاش تھا فوج کشی کی یہ قلعہ اصفہان کے قریب تھا اور فرقہ باطنیہ کا گویا یہی قلعہ دار السلطنت تھا ماہ رجب اوائل چھٹی صدی مین اس قلعہ کا محاصرہ کیا گیا۔ چھ کوس کا اس قلعہ اور پہاڑ کا دور تھا سلطان محمد نے اپنے امرا لشکر کو باری باری جنگ کرنے پر مامور کیا اور نہایت حزم واحتیاط اور کمال مستعدی سے اس قلعہ پر مدت دراز تک حملہ کرتا رہا تا آنکہ فرقہ باطنیہ شدت جنگ اور طول محاصرہ سے گھبرا گیا۔ فقہا اہل سنت وجماعت سے اپنے معاملہ مین استفتا کیا جسکا مضمون یہ تھا "کیا فرماتے ہین سادات فقہا ائمہ دین اس گروہ کی بابت جو کہ اللہ تعالے پر اور قیامت پر اور اسکی کتابون اور رسولون پر ایمان رکھتا ہے اور ماجا بہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو حق جانتا ہے اور اسکی تصدیق کرتا ہے لیکن محض امامت مین اختلاف کرتا ہے کیا سلطان وقت کو اسکی موافقت اور رعایت جایز ہے اور انکی اطاعت قبول کرنا روا ہے اور ہر اذیت سے انکو بچانا مناسب ہے یا نہین؟ اکثر فقہا نے اسکے جواز کا فتوے دیا بعضون نے توقف اختیار کیا بحث ومناظرہ کرنے کو علما وفقہا جمع ہوئے شمنجانی جو شافعیہ کا نامی وسربرآوردہ عالم تھا اس گروہ کے قتل کے

وجوب کا قائل ہوا اور صاف صاف کہدیا کہ اس فرقہ کا محض اقرار باللسان
اور تلفظ بالشہادتین کافی نہوگا جب تک وہ احکام شرع کی مخالفت سے
نہ باز آئین اسوجہ سے اجماعاً ان کی خونریزی مباح ہے - بہت دیر تک
مناظرہ ہوتا رہا مگر کوئی امر طے نہوا تب علماء اہل سنت وجماعت نے
مناظرہ کرنے کی غرض سے فرقہ باطنیہ کے علماء کو طلب کیا اور روسار
اصفہان کو بھی اس جلسہ مین بلایا - مگر فرقہ باطنیہ نے حیلہ وحوالہ کرکے
ٹالدیا اور سفارت بے نیل مرام واپس آئے سلطان محمد جلا کے
محاصرہ مین شدت کرنے لگا بالآخر فرقہ باطنیہ امن کا خواستگار
ہوا اور یہ درخواست کی کہ بعوض اس قلعہ کے ہمکو قلعہ خالنجان مرحمت ہو
جو اصفہان سے دس کوس کے فاصلہ پر ہے اور اس قلعہ سے نکلکر قلعہ
خالنجان مین جانے کو ایک مہینہ کی مہلت دیجائے - سلطان محمد نے
اس درخواست کو منظور کرلیا فرقہ باطنیہ مال واسباب فراہم کرنے مین مصروف ہوا ہنوز مدت مقررہ
تمام نہوئی تھی کہ فرقہ باطنیہ مین سے چند لوگون نے سلطان محمد کے ایک امیر پر حملہ کردیا - اتفاق یہ کہ
یہ امیر ان کے حملہ سے بچگیا سلطان محمد کو اسکی خبر لگی تو اس نے ازسرنو پھر محاصرہ کرلیا
فرقہ باطنیہ نے خود کردہ پر پشیان ہو کر امان طلب کی اور قلعہ ناظر وطبس چلے جانے
کی اجازت چاہی اسطور سے کہ سلطان محمد اپنے چند دستہ فوج کے
ساتھہ ہمارے ایک حصہ فوج کو قلعہ ناظر پہنچانے پر مامور
فرماے اور باقی ماندگان کو قلعہ کے ایک گوشہ مین نظربند ومحبوس رکھے
جب یہ حصہ قلعہ ناظر مین بہونچ جائے تو دوسرے حصہ کو جو قلعہ مین محبوس
ہے حسن بن صباح کے پاس قلعہ موت مین بھیجدے - سلطان محمد نے
انکی یہ درخواست بھی منظور فرمالی چنانچہ پہلا حصہ فرقہ باطنیہ کا بہمراہی سلطانی

فوج قلعہ ناظر وطبس کو روانہ ہوا سلطان نے قلعہ کے ویران کرنے کا حکم دیا جسکی تعمیل نہایت مستعدی سے شاہی فوج کرنے لگی - احمد بن عطاش قلعہ کے ایک برج مین چھپ رہا - سپاہیون نے اس پر حملہ کیا اور بعض سپاہی دوڑکر سلطان کے پاس آئے اور اس مکان محفوظ کا جہانکہ احمد بن عطاش روپوش ومتمکن ہوگیا تھا پتہ بتایا سلطان نے اشارہ کردیا ایک امیر چند سپاہیون کو لیکے اس برج پر چڑھ گیا اور جس قدر فرقہ باطنیہ وہان پائے گئے سبھون کو قتل کرڈالا - ان مقتولون کی تعداد انسی بیان کیجاتی ہے - احمد بن عطاش زندہ گرفتار کرلیا گیا - کمال کینچکے بھوسہ بھرا گیا - اسکے ساتھہ اسکا لڑکا بھی مارا گیا دونون کے سر اوتار کے بغداد بھیجے گئے اسکی بیوی نے یہ عنوان دیکھہ کے اپنے کو ایک بلند مقام سے نیچے گرادیا - ہلاک ہوگئی -

اسماعیلیہ شام جس وقت ابو ابراہیم استرآبادی بغداد مین حسب تحریر سلطان برکیارق قتل کردیا گیا جیساکہ اوپر بیان کیا گیا تو اسکا برادرزادہ بہرام دارالخلافت بغداد سے شام کی طرف بھاگ گیا اور وہان در پردہ اپنے مذہب کی تعلیم وتلقین کرتا رہا - رفتہ رفتہ اہل شام کے ایک گروہ نے اس مذہب کو قبول کرلیا - زیادہ تر لوگون کو اس مذہب کی طرف میلان اس وجہ سے ہوا کہ فرقہ باطنیہ اسماعیلیہ براہ مکر وفریب قتل کرنے مین خوب مشہور ہوچکا تھا -

ابو الغازی بن ارتق والی حلب اپنے دشمنون کے مقابلہ مین کامیابی حاصل کرنے کی غرض سے بسا اوقات فرقہ باطنیہ سے رسم اتحاد رکھتا تھا - اسی نے علی بن طغتکین اتابک والی دمشق کو بھی اس فرقہ سے مراسم اتحاد

قایم کرنے کی ہدایت و تحریک کی تھی چنانچہ علی نے اس رائے کو قبول کیا اور بہرام اسکے پاس چلا گیا اسی زمانہ سے اسکی شہرت ہو چلی اور علانیہ اپنے مذہب کی دعوت دینا شروع کردی اور ابو علی ظاہر بن سعد مزدعانی وزیر مصلحت وقت کیوجہ سے بہرام کی اعانت کرنے لگا تھوڑے ہی دنوں مین بہرام کی حکومت مین استقلال و استحکام کی کیفیت پیدا ہو گئی اور اسکے مقلدون اور متبعین کی جماعت بڑھ گئی مگر باین ہمہ دمشق کے عوام الناس کی مخالفت سے بہرام کو خطرہ تھا۔ علی والی دمشق اور اسکے وزیر ابو علی سے درخواست کی کہ ہم لوگون کے رہنے اور بوقت ضرورت وہان پناہ گزین ہونے کے لئے ایک قلعہ عنایت کیا جاے علی نے ۵۲۲ھ مین قلعہ بانیاس دے دیا۔ پس بہرام نے دمشق مین اپنا ایک نائب مذہبی تعلیم اور تلقین کی غرض سے چھوڑکر قلعہ بانیاس کا راستہ لیا۔

قلعہ بانیاس مین بہرام کے متمکن ہونے سے اسکے مذہب نے بہت بڑی ترقی کی تمام اطراف و جوانب مین یہہ مذہب پھیل گیا اور متعدد قلعات پر جو کہ اس طرف کے پہاڑون مین تھے قابض و متصرف ہو گیا ازانجملہ قلعہ قدموس وغیرہ تھے۔

وادی تیم صوبہ بعلبک مین بہت بڑا گروہ مجوس، نصرانی اور درزیہ کا رہتا تھا ضحاک نامی ایک امیر ان سب کا سردار تھا ۵۲۲ھ مین بہرام نے ان پر فوجکشی کی اور قلعہ بانیاس پر اپنی طرف سے اسماعیل کو بطور نائب کے مقرر کیا ضحاک نے ایک ہزار کی جمعیت سے بہرام کا مقابلہ کیا گھمسان لڑائی ہوئی ضحاک نے بہرام کو ہزیمت دیکے اسکے لشکرگاہ کو لوٹ لیا بہرام کے سیکڑون ہمراہی کھیت رہے اور خود بھی انتہا درجہ گیر

(۳) ابن الاثیر ج ۱۰ ص ۱۹۰

مین مارا گیا - بقیۃ السیف بحال پریشان قلعہ بایناس پہنچے اسماعیل نے ان سبھون کی اشک شوئی کی اور ان پر حکومت کرنے لگا -

اسماعیل نے اپنے مذہب والون کے منتشر شیرازہ کو ایکجا کیا اور اپنے ایلچیون کو اشاعت وتعلیم مذہب کی غرض سے دور ودراز ملکون مین بھیجا - ابو علی وزیر نے اس معاملہ مین اسکا ہاتھہ بٹایا اور اس گروہ کی مالی و فوجی امداد کی دمشق مین بہرام کا خلیفہ ابو الوفا تعلیم وتلقین کر رہا تھا - ان وجوہات واسباب سے ادہر فرقہ باطنیہ کی قوت وشوکت بڑھ گئی گئی ہوئی قوت پھر عود کر آئی متبعین کی تعداد مین معقول اضافہ ہوگیا اُدہر تاج الملوک بن طغتکین والی دمشق کے قوائے حکمرانی مضمحل ہو چلی - تب ابو علی وزیر نے عیسائیون کو یہہ پیام دیا کہ ہم تمکو دمشق پر قبضہ اس شرط سے دے دینگے کہ تم ہمکو صور پر قابض کردو عیسائیون نے اس درخواست کو منظور کر لیا اور اس امر کے تکمیل کو ایک خاص دن مقرر کیا بعد اسکے ابو علی وزیر نے اسماعیلیہ سے سازش کرلی اور ان کو عیسائیون کے مقابلہ پر آمادہ وطیار کر دیا - کسی ذریعہ سے اسماعیل کو اسکی خبر لگ گئی اس خوف سے کہ مبادا عوام الناس ہماری مخالفت پر کمر بستہ ہو جائین قلعہ بایناس عیسائیون کے سپرد کر کے انہین کے ہان چلا گیا - اور وہین ۵۲۴ھ مین مرگیا -

اس اطراف مین فرقہ باطنیہ اسماعیلیہ کے بہت سے قلعات تھے جو ایک دوسرے سے متصل تھے - سب سے بڑا قلعہ مصیات تھا جس وقت سلطان صلاح الدین نے ۵۷۲ھ مین ملک شام پر قبضہ حاصل کیا اس وقت اس قلعہ پر بھی محاصرہ ڈالا اور نہایت سختی سے جنگ شروع کی - سنان سردار فرقہ اسماعیلیہ نے صلاح الدین کے ماموں شہاب الدین حارمی کو

حماۃ مین لکھا کہ صلاح الدین سے مصالحت کرادو اور بصورت مصالحت نکرنے کے قتل کراڈالنے کی دھمکی دی۔ پس شہاب الدین حماۃ سے صلاح الدین کے پاس گیا اور انکی طرف سے صلاح الدین کے خیالات کی اصلاح کردی صلاح الدین نے محاصرہ اٹھالیا۔

بقیہ حالات قلاع عراق مقبوضہ اسماعیلیہ

اسماعیلیہ کے یہہ قلعات جو عراق مین تھے جس زمانہ سے احمد بن عطاش اور حسن بن صباح نے انپر بحکمت عملی قبضہ حاصل کیا تھا برابر انہین گمراہیوں کے معدن اور انہین خباثت کے مخزن بنے ہوئے تھے حسن بن صباح کے بہت سے مقالات مذہبی ہین جو از سر تا پا خیالات رافضہ مین ڈوبے ہوے، حد اعتدال سے بڑھے ہوئے اور حد کفر تک پہونچے ہوے ہین روافض ان کو مقالات جدیدہ سے موسوم کرتے ہین اور سوائے اُن روافض کے جو جادہ اعتدال سے بڑھے ہوئے اور تعصب مین ڈوبے ہوئے ہین اور کوئی ان مقالات کو اپنا مذہب و دین نہین قرار دیتا۔ ان مقالات کو شہرستانی نے کتاب الملل والنحل مین ذکر کیا ہے۔ اگر تم اس سے واقف ہونا چاہتا ہو تو کتاب مذکور کا مطالعہ کرو۔

چونکہ اس فرقہ کی مضرت اور بیحد خونریزیان مشہور ہوگئی تہین اس وجہ سے ملوک اسلام ہر چہار طرف سے ان پر بہ نیت جہاد فوجکشی کرنے لگے اس اثنار مین ملوک سلجوقیہ کے نظام حکومت مین خلل پیدا ہوگیا اور آغمش نے رے اور ہمدان کو دبالیا۔ پس اسنے ۶۰۳ھ مین فرقہ باطنیہ کے اُن قلاع پر جو قزوین کے قرب و مجاورت مین تھے فوجکشی کی اور نہایت مستعدی اور ہوشیاری سے محاصرہ کیا۔ چنانچہ انمین سے پانچ قلعات کو بزور تیغ مفتوح کرکے قلعہ موت کا قصد کیا۔ مگر اتفاق کچھ ایسا پیش آگیا اور چند موانع

ایسے حائل ہو گئے کہ جنکی وجہ سے قلعہ مذکور آتیغش کے دستبرد سے بچ رہا۔
بعد اسکے جلال الدین منکبرتی بن علاء الدین خوارزم شاہ نجس وقت ہندوستان
سے واپس آرہا تھا اور بلاد آذربیجان اور ارمینہ پر قبضہ و تصرف حاصل کیا تھا فرقہ
اسماعیلیہ باطنیہ پر فوجکشی کی اور جیسا کہ اس فرقہ والون نے امرار اسلام کو
قتل کیا تھا اسی طرح اسنے بھی اس فرقہ کے سردارون کو تہ تیغ اور انکے
آباد شہرون اور قلعون کو تخت و تاراج کیا قلعہ موت کے قرب
وجوار اور نیز وہ قلاع جو خراسان مین تھے جلال الدین کے حملون
سے ویران اور خراب ہو گئے۔ اس فرقہ نے جس وقت سے تاتاریون
نے خروج کیا تھا بلاد اسلامیہ کی طرف پاؤن بڑہائے تھے۔ پردہ
غیب سے جلال الدین انکی سرکوبی کو اٹھہ کھڑا ہوا اور ۶۲۴ھ مین
ان پر فوجکشی کر دی جیسا کہ تم ابھی اوپر پڑہ آئے ہو۔ اس واقعہ سے فرقہ
باطنیہ کی کماحقہ گوشمالی ہو گئی اور انکی بیماری کا معقول علاج کر دیا گیا
بعد ازان جب تاتاریون کے قبضہ اقتدار مین عنان حکومت آگئی تو ہلاکو
نے ۶۵۰ھ مین بغداد سے انکے قلاع پر چڑہائی کی بعد اس کے
ظاہر سنے اُن قلعات پر حملہ کیا جو شام مین تھے۔ اکثر قلعات ان حملون کے
مدر ہو گئے باقی ماندگان نے اطاعت قبول کر لی۔ قلعہ مصیات وغیرہا
علم حکومت کے مطیع ہو گئے اور انکا زمانہ حکومت اس طرح سے منقضی
ہو گیا کہ گویا صفحہ ہستی پر نہ تھا۔ خلال خال جو باقی رہ گئے انکے ذریعہ سے
ملوک باطنیہ اپنے دشمنون کو دھوکہا و فریب دے کر قتل کراتے
تھے۔ یہ لوگ اپنے کو فداویہ کے لقب سے ملقب کرتے تھے
یعنے اپنی نفس کو موت کے بدلہ مین دے کر اپنا مقصد حاصل کرتے

تھے واللہ وارث الارض ومن علیہا۔

اخبار حکومت بنی خیضر حسنی حکمرانان یمامہ

جسوقت موسے جون بن عبداللہ بن حسن سبط کے دونون بھائی محمد و ابراہیم روپوش ہوگئے اسوقت خلیفہ ابوجعفر منصور نے ان دونونکے حاضر لانے پر موسی جون کو مجبور کیا چنانچہ موسی جون نے انکے حاضر لانیکی ذمہ داری کرلی بعدازان خود بھی روپوش ہوگیا مگر اتفاق سے خلیفہ منصور نے پتہ لگاکر موسی جون کو گرفتار کرلیا اور ایک ہزار درے پٹوائے پھر جب اسکا بھائی محمد المہدی مدینہ مین قتل کیا گیا تو بخوف جان موسی جون دوبارہ چپ رہے تا آنکہ جان بحق تسلیم کردی اسی کی نسل سے اسماعیل اور اسکا بھائی محمد اخیضر پسران یوسف بن ابراہیم بن موسے تھا سنہ ۲۵۱ھ مین اس اسماعیل موسوم بہ سفاک نے سرزمین حجاز مین خروج کیا بعدازان مکہ کی طرف بڑھا جعفر والی مکہ سے بات بہاگ گیا اسماعیل نے اسکے اور شاہی امرار کے مکانات کو لوٹ لیا اہل مکہ اور شاہی لشکر کے جماعت کثیر کو تہ تیغ کیا جس قدر اٹھالے جانے کے قابل تھا کعبہ اور اسکے خزانہ سے سونے چاندی کا مال اٹھالیگیا خانہ کعبہ کا غلاف اوتار لیا دو لاکھہ دیناراہل مکہ کے لوٹ لیے مکانات مین آگ لگادی۔ پچاس دنون تک ٹھیرا رہا بعدازان مدینہ منورہ کیجانب کوچ کیا۔ والی مدینہ یہہ خبر پاکے روپوش ہوگیا اسماعیل نے پہونچتے ہی مدینہ منورہ پر محاصرہ ڈالدیا تا آنکہ اہل مدینہ رسد وغلہ کے بند ہوجانے سے بہوکون مرگئے مسجد نبوی مین کئی روز تک نماز نہ پڑہی گئی۔ دارالخلافت مین اسکی خبر لگی تو شاہی لشکر طیار ہوکر مدافعت کی غرض سے آپہونچا۔ اسماعیل محاصرہ اٹھاکے

مکہ معظمہ لوٹ آیا اور مکہ معظمہ کا دوبارہ محاصرہ کرلیا۔ دو مہینے تک محاصرہ کئے رہا بعد ازان جدہ کا رخ کیا۔ سوداگروں کے مال لوٹ لئے کشتیون مین جسقدر تجارتی اسباب لدا تھا سب کا سب لوٹ کے مکہ معظمہ کے جانب مراجعت کی مگر اسکے پہنچنے سے پہلے محمد بن عیسیٰ ابن منصور اور عیسےٰ بن محمد مخزومی مکہ معظمہ پہونچگئے تھے۔ خلافت مآب نے ان لوگونکو دربار خلافت سے اسماعیل سے جنگ کرنے کو روانہ کیا تھا۔ مقام عرفات مین معرکہ آرائی کی نوبت آئی۔ بہت بڑی خونریزی ہوئی تقریباً ایک ہزار حاجی شہید کئے گئے سیکڑون کی کھالین کھچوالی گئین باقی ماندگان نے مکہ معظمہ مین جاکے پناہ لی۔ موقف مین سوائے اسماعیل اور اسکے ہمراہیون کے اور کوئی متنفس نہ تھا چنانچہ اسماعیل نے اپنے نام کا خطبہ پڑھا۔ پھر لوٹ کر جدہ آیا اور دوبارہ اسکو تخت و تاراج کیا بالآخر اپنے خروج کے ایک سال بعد بعارضہ چیچک آخری ۲۵۲ھ مین زمانہ جنگ مستعین و معتز مین مرگیا۔ اسماعیل سرزمین حجاز مین عرصہ بیس سال سے دوڑ دھوپ کر رہا تھا۔ بوقت وفات اس نے کوئی اولاد نہین چھوڑی بجائے اسکے اسکا بھائی محمد اخیضر متمکن ہوا۔ یہ اُس سے بیس برس بڑا تھا۔ اسنے یمامہ کی طرف خروج کیا اور بزور تیغ اسپر قابض ہوگیا اور قلعہ خضر کو لے لیا۔ اسکے چار لڑکے تھے محمد ابراہیم، عبداللہ اور یوسف۔ بعد وفات محمد اخیضر اسکا بیٹا یوسف حکومت کرنے لگا اور اپنے بیٹے اسماعیل کو حکومت و ریاست مین شریک کرلیا۔ پھر جب یوسف مرگیا تو اسماعیل تنہا زمام حکومت کا مالک ہوا۔ اسکے تین بھائی اور تھے حسن، صالح اور محمد (پسران یوسف) اسکے بعد اسکا بھائی حسن بعدہ اسکا بیٹا احمد بن حسن یکے

بعد دیگرے حکمران ہوئے اور اس وقت سے برابر یمامہ کی حکومت انہین کے خاندان مین رہی تا آنکہ ان پر قرامطہ غالب آگئے اور انکی حکومت و وسلطنت جاتی رہی والبقاء للہ وحدہ

ملک مغرب بلاد سودان کے شہر غانہ مین جہانپر بحر محیط ہے بنی صالح کی حکومت تھی مولف کتاب ہذا نے جغرافیہ مین بنی صالح کا ذکر تحریر کیا ہے مگر ہمکو صالح کی نسب سے ایسی واقفیت نہین ہوئی جس پر کہ ہمکو اعتماد ہوتا بعض مورخین نے لکھا ہے کہ یہہ صالح عبداللہ بن موسےٰ بن عبداللہ ملقب بہ ابوالکرام بن موسےٰ جون کا بیٹا ہے اور اس نے خلافت مامون مین خراسان مین خروج کیا تھا مگر اراکین خلافت کی حسن تدبیر سے پہلے صالح بعد ازان اسکا بیٹا محمد گرفتار کرلیا گیا تھا - باقی ماندہ اسکی اولاد مغرب کی طرف چلی گئی اور شہر غانہ مین اپنی حکومت و ریاست کی بنا قایم کی ابن خرم نے صالح کو اس نسب سے موسیٰ جون کے اعقاب مین نہین ذکر کیا شاید یہ وہی صالح ہو جسکو ہم نے ابھی یوسف بن محمد اخیضر کی اولاد مین ذکیا ہے واللہ اعلم -

اخبار دولت سلیمانیین از بنی حسن حکمرانان مکہ ویمن

مکہ معظمہ اس سے کہین زیادہ مشہور و معروف ہے کہ جن الفاظ سے ہم اسکی صفت لکھینگے یا اسکو ہم متعارف کرینگے بہرکیف دوسری صدی کے بعد اسکے اصلی باشندے قریش علویون کے پے در پے فتنے

وفسادات سے جو آئے دن سرزمین حجاز مین واقع ہوتے تھے زاویہ عدم وگمنامی مین روپوش ہوگئے اور یہہ سرزمین مبارک ان کے نام و نشان سے خالی ہوگئی۔ سوائے معدودے چند متبعین بنی حسن کے کہ جسکے نامی امرار حبشہ اور دیلم کے آزاد غلام تھے اور کوئی باقی نرہا

اس متبرک شہر کا حاکم ہمیشہ دربار خلافت بغداد سے مقرر ہوکر آیا کرتا تھا اور یہان پر برابر خلافت عباسیہ کا خطبہ پڑہا جاتا تھا تا آنکہ عہد حکومت مستعین اور معتزمین اور نیز انکے بعد بھی آتش فساد مشتعل ہوی جس سے ایک جدید ریاست اس شہر مین سلیمان بن داود بن حسن مثنی بن حسن سبط کی اولاد کی قایم ہوگئی۔ دوسری صدی کے آخر مین اس خاندان کا بزرگ اور قابل فخر ممبر محمد بن سلیمان نامی ایک شخص تھا۔ یہ سلیمان سلیمان ابن داود نہین ہے کیونکہ اسکو ابن حزم نے لکھا ہے کہ یہ مدینہ منورہ مین زمانہ خلافت مامون مین دعوے دار حکومت وریاست ہوا تھا اور ان دونون زمانون مین تقریباً ایک سو برس کا فرق ہے۔

غرض ۳۰۱ھ عہد خلافت مقتدر مین محمد بن سلیمان نے علم خلافت عباسیہ کی اطاعت سے انحراف کیا اور موسم حج مین یہ خطبہ دیا۔

"الحمد لله الذی اعاد الحق الی نظامه وابز زهر الایمان من اکمامه"

"کمل دعوة خیر الرسل باسباطه لابنی اعمامه صلی الله علیه وعلی اله الطاهرین"

"وکف عنا ببرکته اسباب المعتدین وجعلها کلمة باقیة فی عقبه الی یوم الدین"

ا ترجمہ جمیع ستایش اللہ کیلئے ہے جسنے حق کو اسکے نظام پر لوٹایا اور شگوفہ ایمان کو اسکی آستینون سے ظاہر کیا اور دعوت خیر الرسل کو اسکے سباط سے کامل کیا جو لڑکے بنی اعمام بھی ہین رحمت اللہ کی انپر ہو اور انکے آل پاک پر اور انکی برکت سے دشمنونکی عداوت ہم سے روک دیگئی اور اسکو انکے آئندہ نسلون مین کلمہ باقیہ قیامت تک کے لئے بنایا۔

بعد خطبہ کے یہ اشعار پڑھے

لاطلبن بسیفی ما کان للحق دینا — ہم بزور تیغ راہ حق طلب کرینگے۔

واسطون بقوم بغوا وجار وعلینا — اور جس قوم نے ہم سے عداوت و مخالفت کی ہم اسکو اپنی سطوت دکھائینگے

یمدون کل بلاد من العراق علینا — یہ لوگ عراق کے شہروں کو ہمارے مخالفت پر اوہار ہے تھے۔

یہ اپنے کو زیدی کے لقب سے بہ لحاظ اپنے مذہب کے کہ وہ مذہب امامیہ کا ایک شعبہ ہے لقب کرتا تھا۔

اس زمانہ مین عراق کے قافلے برابر مکہ معظمہ آیا کرتے تھے تا آنکہ ابوطاہر قرمطی نے ۳۱۲ھ مین حجیہ ٹھہاز کی اور ابوالہیجا بن حمدان والدسیف الدولہ کو معہ ایک گروہ کے قید کرلیا۔ حاجیون کو تہ تیغ کرکے عورتون اور بچون کو کف دست میدان مین چھوڑ دیا جو بغیر مارے ہوئے مر گئے۔ قرامطہ کی اس حرکت سے حاجیون کی آمد عراق سے منقطع ہوگئی بعد اسکے خلیفہ مقتدر نے ۳۱۷ھ مین اپنے خدام مین سے منصور دیلمی کو قرامطہ کی سرکوبی پر مامور کیا۔ چنانچہ یوم الترویہ کو مکہ مین ابو طاہر قرمطی سے مڈبھیڑ ہوئی ابوطاہر نے حاجیون کے مال واسباب کو لوٹ لیا اور ان کو کعبہ کے حرم مین بھی قتل کیا۔ چاہ زمزم مقتولون کی لغش سے پر ہوگئی۔ غریب حجاج چلا رہے تھے کیف یقتل جیران اللہ (اللہ کے ہمسایہ کیون قتل کئے جاتے ہین) ابوطاہر قرمطی جواب دے رہا تھا لیس بجار من خالف اوامر اللہ و نواھیہ (جو شخص اللہ کے اوامر اور ممنوعات کی مخالفت کرتا ہو وہ اللہ کا ہمسایہ نہین ہے) اور آیہ کریمہ انما جزاء الذین یحاربون اللہ و رسولہ ویسعون فی الارض[1]

[1] یہی سزا ہے انکی جو لڑائی کرتے ہین اللہ سے اور اسکے رسول سے اور دوڑتے ہین ملک مین فساد کرنیکو کہ انکو قتل کیجئے یا سولی چڑھائی یا کاٹے انکے ہاتھہ پاؤن مقابل کا یا دور کیجئے اس ملک سے۔ یہ انکی رسوائی ہے دنیا مین اور انکو آخرت مین بڑی مار ہے مگر جنہون نے توبہ کی تمہارے ہاتھہ پڑنے سے پہلے تو جان لو کہ اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

فسادا ان یقتلوا او یصلبوا او تقطع ایدیھم وارجلھم من خلاف او ینفوا من الارض ذالک لھم خزی فی الدنیا ولھم فی الاخرۃ عذاب عظیم الا الذین تابوا من قبل ان تقدروا علیھم فاعلموا ان اللہ غفور الرحیم ۵

ابو طاہر قرمطی عبید اللہ المہدی والی افریقیہ کے نام کا خطبہ پڑھا کرتا تھا۔ اس قتل وخونریزی عام سے فارغ ہوکر ابو طاہر قرمطی حجر اسود کو اکھاڑ کر احساء اوٹھا لے گیا۔ خانہ کعبہ کا دروازہ کھود کر پھینک دیا۔ ایک شخص میزاب کے اوکھاڑنے کو خانہ کعبہ کی چھت پر چڑھا گرام گیا۔ ابو طاہر نے کہا "جانے دو یہ ابھی محفوظ رہے گا تا آنکہ اسکا مالک یعنے مہدی آئے" عبید اللہ مہدی کو ان واقعات کی خبر لگی تو اس نے تہدید کا خط لکھا جسکا ترجمہ یہ ہے

مجھے تیرے خط کے دیکھنے سے تعجب پیدا ہوا کہ تو نے ایسے حرکات ناشائستہ کا ارتکاب کیون کیا اور کیون تجھے ایسے افعال شنیعہ کے کرنے پر جرات ہوئی تو نے اس مکان کی بے توقیری کی جہانکہ زمانہ جاہلیت مین خونریزی اور اسکے اہل کی اہانت حرام وممنوع سمجھی جاتی تھی۔ تو نے بہت بڑی یہ زیادتی کی کہ حجر اسود کو کھود لایا جو اللہ تعالے کا یمین سمجھا جاتا تھا اور جس سے اللہ تعالی کے بندے مصافحہ کرتے تھے تجھکو اس ناشائستہ اور قبیح حرکت پر یہ خیال پیدا ہوا کہ مین تیرا ستکر گذار ہونگا۔ لعنت اللہ تعالی کی تجھپر اور تیرے اس فعل شنیع پر سلام اسپر جسکے ہاتھ اور زبان سے مسلمان محفوظ رہین اور جس نے آج کے دن وہ کام کیا جسکا حساب کل اللہ تعالی کو دے سکیگا۔

اس خط کے پہونچنے سے قرامطہ علم حکومت عبیدین سے منحرف ہوگئے بعد اسکے ۳۲۰ھ مین خلیفہ مقتدر مونس کی سازش سے قتل کیا گیا اور بجاے اسکے اسکے بھائی قاہر نے سریر حکومت پر قدم رکھا اس سال

جدید خلیفہ کا امیر حج کرنے کو مکہ معظمہ آیا مگر آئندہ سال سے حجاج
کی آمد عراق سے بند اور منقطع ہوگئی تا آنکہ ابو علی یحیی فاطمی نے ۳۲۷ھ مین عراق
سے ابوطاہر قرمطی کو اس بابت تحریر کیا کہ حاجیون کو حج و زیارت سے مانع
نہو زیادہ برین نیست ان لوگون سے کچھ بطور ٹیکس لے لیا کرو - ابوطاہر چونکہ
ابو علی کی بوجہ دین داری کے عزت زیادہ کرتا تھا اسوجہ سے بموجب اس تحریک
کے حاجیون پر ٹکس لینے لگا اور حج کرنے کی اجازت عام دیدی یہ ایک
ایسا واقعہ گذرا ہے جسکی نظیر اسلام مین ڈھونڈھنے سے نہ ملیگی - اس
سال مکہ معظمہ مین خلیفہ راضی بن مقتدر کے نام کا خطبہ پڑھا گیا - بعد ازان
۳۲۹ھ مین اسکے بھائی متقفی کا نام خطبہ مین پڑھا گیا - ان سنین مین حاجیون
کا قافلہ عراق سے نہین آیا بعدہ ۳۳۳ھ مین جو زوال امیر الامرار کی عاملانہ تدابیر
سے متکفی بن مکتفی دار الخلافت بغداد مین سریر خلافت پر متمکن ہوا - پس
اس سال بوجہ مصالحت حاجیون کا قافلہ حج کرنے کو بعد ابوطاہر کے مکہ معظمہ
مین آیا - پھر ۳۳۴ھ مین جبکہ معز الدولہ دار الخلافت بغداد مین مستولی اور
متصرف ہوگیا اور خلیفہ متکفی کی آنکھین نکلوا کے جیل مین ڈالدیا تھا خلیفہ مطیع
بن مقتدر کے نام کا خطبہ مکہ معظمہ مین پڑھا گیا اس خطبہ مین خلیفہ مطیع کے نام
کے ساتھہ معز الدولہ کا نام بھی خطبہ مین داخل و شامل تھا - بعد اسکے بوجہ
قرامطہ کے حاجیون کی آمد پھر بند ہوگئی اور ۳۳۹ھ مین خلیفہ منصور علوی والی
افریقیہ کے حکم و تحریک سے احمد بن ابو سعید سردار قرامطہ نے حجر اسود
کو مکہ معظمہ مین واپس کردیا ۳۴۲ھ سے پھر حج کا سلسلہ شروع ہوا چنانچہ
عراق اور مصر سے اپنے اپنے امیرون کے ساتھہ حجاج کا ایک
جم غفیر حج کرنے کو آیا - اتفاق سے دونون گروہون مین چل گئی نزاع یہ تھی کہ

عراق کے حجاج اور اسکے امیر کا منشا یہ تھا کہ خطبہ ابن بویہ کے نام کا پڑھا جاے اور امیر حجاج مصر یہ چاہتا تھا کہ ابن اخشید والی مصر کا نام خطبہ مین داخل کیا جاے - اس واقعہ مین مصریون کو ہزیمت ہوئی خطبہ ابن بویہ کے نام کا پڑھا گیا - اس زمانہ سے حاجیون کی آمد و رفت پھر شروع ہوئی تا آنکہ ۳۴۹ھ مین بغداد اور مصر سے حاجیون کا بہت بڑا قافلہ آیا - عراقی قافلہ کا امیر محمد بن عبید اللہ تھا[1] . . . . . پس امیر قافلہ مصری نے اس درخواست کو منظور کر لیا چنانچہ محمد بن عبید اللہ منبر کے پاس آیا اور ابن بویہ کے نام کا خطبہ پڑھے جانے کا حکم دیا - مصریون کو یہ امر ناگوار گذرا مگر اپنے امیر کے خلاف کوئی کارروائی نکر سکتے تھے مجبورانہ خاموش رہے مگر نتیجہ یہ ہوا کہ ادھر مصری قافلہ کے امیر کو کافور اخشیدی نے جو اسکا سردار تھا زجر و توبیخ کی اور گرفتار کر کے جیل مین ڈالدیا کہا جاتا ہے کہ کافور نے اسکو قتل کر ڈالا - اُدھر ابن بویہ نے محمد بن عبید اللہ سے اس مصالحت پر مواخذہ کیا - ۳۵۶ھ مین عراق کا قافلہ پھر حج کرنے کو آیا اس قافلہ کا سردار ابو احمد موسوی پدر شریف رضی تھا جو طالبیون کا نقیب تھا - اس سال بنو سلیم نے مصری قافلہ کو لوٹ لیا اور اسکے امیر کو مار ڈالا - ۳۵۷ھ مین پھر ابو احمد مذکور امیر حجاج ہو کر مکہ معظمہ آیا اور مکہ معظمہ مین نجتیار بن معز الدولہ کے نام کا خطبہ پڑھا ان دنون سریر خلافت پر مطیع عباسی جلوہ افروز تھا - پھر ۳۶۳ھ مین قرامطہ کے سردار کے نام کا خطبہ مکہ معظمہ مین پڑھا گیا پس جب احمد قرمطی مر گیا ابو الحسن قرمطی اور تاجدار دولت عبیدیہ سے باہم جھگڑا ہو گیا - ابو الحسن علم حکومت عبیدیہ کی مخالفت کا اعلان کر کے خلیفہ مطیع عباسی کا مطیع ہو گیا

[1] اصل کتاب مین یہ جگہ خالی ہے - مترجم

اور اسکے نام کا خطبہ پڑھنے لگا۔ خلیفہ مطیع نے یہہ خبر پاکے سیاہ
پہریرے روانہ کئے اور خوشنودی کا اظہار کیا بعد اسکے ابوالحسن نے
فوجین آراستہ کرکے دمشق پر چڑھائی کی جعفر بن فلاح سپہ سالار علویین
اور ابوالحسن سے معرکہ ہوئی آخرکار ابوالحسن نے جعفر کو قتل کرکے دمشق پر
قبضہ کرلیا اور خلیفہ مطیع کے نام کا خطبہ پڑھنے لگا بعدازان مابین ابوالحسن اور
جعفر مخالفت پیدا ہوگئی خونریزی اور قتل وغارت کے دروازے کھل گئے
معز علوی نے ایک شخص کو صلح کرانے کی غرض سے روانہ کیا اور مقتولون
کی دیت (خونبہا) اپنے خزانہ سے ادا کئے جانے کا حکم دیا۔ بعدان واقعات
کے ابوالحسن نے مصر مین وفات پائی اسکا بھائی عیسے بجاے اس کے
متمکن ہوا بعدہ ابوالفتوح حسن بن جعفر ۳۸۴ھ مین اسکا جانشین ہوا پہر جب
عضدالدولہ کی فوجین آئین تو حسن بن جعفر مدینہ منورہ بھاگ گیا اور جب عزیز کا رملہ
مین انتقال ہوا اور بنو ابی طاہر اور بنو احمد بن ابی سعید مین مخالفت کی پہر گرم
بازاری ہوئی تو خلیفہ طایع کی جانب سے ایک امیر علوی مکہ معظمہ مین آیا
اور وہان پر اسکے نام کا خطبہ پڑھنے لگا۔ ۳۶۷ھ مین عزیز نے مصر سے
بادیس بن زیری صنہاجی برادر بلکین والی افریقیہ کو امیر حجاج مقرر
کرکے روانہ کیا اس نے حرمین پر قبضہ کرلیا اور خطبہ وسکہ اسکے نام کا جاری
وقایم کیا۔ ان دنون عضدالدولہ عراق مین اپنے ابن عم بختیار کے جہگڑون
مین مصروف تہا اس وجہ سے عراق کا قافلہ نہین آیا۔ بعد اسکے سال آیندہ
آیا اور ابواحمد موسوی نے عضدالدولہ کے نام کا خطبہ پڑہا بعدازان علم خلافت
عباسیہ کا خطبہ مکہ معظمہ سے منقطع ہوگیا اور خلفاء مصر عبیدیہ کا ایک زمانہ
تک خطبہ قایم رہا ابوالفتوح کی شان وشوکت یوماً فیوماً بڑہتی گئی اور اسکی امارت

وحکومت کو مکہ معظمہ مین استحکام ہوتا گیا۔ ۳۹۶ھ مین خلیفہ قادر نے عراق کے حاجیون کو حج کرنے کی اجازت دینے کی تحریک کی ابو الفتوح نے اس تحریک کو باین شرط منظور کیا کہ خطبہ حاکم والی مصر کے نام کا پڑھا جاے۔ حاکم نے یہ سنکے ابن جراح امیر طی کو حاجیون سے چھیڑ چھاڑ کرنے کو لکھبھیجا اس مرتبہ قافلہ حجاج کا امیر شریف رضی اور اسکا بھائی مرتضی تھا پس ابن جراح ان لوگون سے بملاطفت پیش آیا کسی قسم کی چھیڑ چھاڑ نہ کی اس شرط سے کہ پھر دوبارہ نہ آئین۔ بعد اسکے ۳۹۷ھ مین حجاج عراق سے اصیغر ثعلبی نے جسوقت کہ جزیرہ پر قبضہ حاصل کیا تعرض کیا۔ اتفاق سے اس قافلہ مین دو قاری تھے انھون نے اسکو سمجھایا بوجھایا۔ پھر آئندہ سال خفاجہ کے دیہاتیون نے حجاج کے قافلہ پر تخت وتاراج کا ہاتھہ بڑھایا اور اُن غریبون کو لُوٹ لیا علی بن یزید امیر بنی اسد انکی تعاقب مین روانہ ہوا چنانچہ ۴۰۲ھ مین ان لوگون سے مڈبھیڑ ہوئی پھر سال آئندہ ان لوگون نے بھی حرکت کی۔ علی بن یزید نے دوبارہ انکا تعاقب کیا اور انکی اس جرات کی گوشمالی دی جس سے علی بن یزید کی بہت بڑی شہرت ہوئی اور اسکی قوم پر اسکی سرداری کا یہی قوی سبب ہوا۔ ۴۰۸ھ مین حاکم نے اپنے عمال کو ابو بکر و عمر سے تبرا کرنے کو لکھا۔ ابو الفتوح امیر مکہ نے اس سے انکار کیا اور اسیوجہ سے حاکم سے باغی ہوگیا اسکے وزیر ابو القاسم مغربی نے خود مختاری حکومت کی ترغیب دی حاکم نے انکے باپ اور اعمام (چچاون) کو قتل کرڈالا چنانچہ ابو الفتوح نے اپنے نام کا خطبہ دیا الراشد باللہ کا لقب اختیار کیا اور سامان سفر درست کرکے شہر رملہ کی طرف بہ استدعا ابن جراح امیر طی بوجہ اس رنجش کے کہ مابین اسکے اور حاکم کے تھی کوچ کردیا۔ حاکم

حاکم نے یہہ خبر پاکے بنی جراح کو بہت سا مال
دے کے مالامال کردیا ان لوگون نے ابوالفتوح کے ساتھہ بدعہدی
کی اور اسکو حاکم کے حوالہ کردیا اسکا وزیر مغربی معہ ابن سبا یہ کے
دیار بکر سرزمین موصل بھاگ گیا اور تہامی رے چلا گیا حاکم نے حرمین شریفین
کی رسد بند کردی - بعد چندے ابوالفتوح نے حاکم کی اطاعت قبول
کرلی حاکم نے اسکی تقصیر معاف کردی اور امارت مکہ پھر بھیجدیا ان سنین
مین عراق سے کوئی شخص حج کرنے نہین آیا تہا - ۴۱۲ھ مین اہل عراق
کے ساتھہ ابوالحسن محمد بن حسن افناسی فقیہ طالبین حج کرنے کو آیا - قبیلہ طی سے
بنو نہان نے جنکا امیر حسان بن عدی تہا حاجیون کے قافلے سے چھیڑ چھاڑ
کی - اہل قافلہ نے سینہ سپر ہوکر مقابلہ کیا اور کمال مردانگی سے بنو نہان کو
ہزیمت دے کے اسکے امیر حسان کو مار ڈالا - اس سال مکہ مین ظاہر
بن حاکم کا خطبہ پڑہا گیا - ۴۱۳ھ کے موسم حج مین اہل مصر مین سے ایک شخص نے
حجر اسود پر ایک پتھر کا ٹکڑا کینچ مارا جس سے حجر اسود مین گڑہا پڑ گیا یہ شخص اس
وقت کہتا جاتا تہا تو کب تک معبود بنا رہے گا اور کب تک تیرا بوسہ دیا جائیگا
لوگ اسپر ٹوٹ پڑے اور مار ڈالا اس واقعہ سے اہل عراق کو جوش پیدا ہوا
اہل مصر پر حملہ آور ہوئے اور انکے مال و اسباب کو لوٹ لیا اور انکی خوب مرمت
کی - بعد ازان ۴۱۴ھ مین عراقی قافلہ کے ساتھہ نقیب بن افناسی امیر حج ہوکر
آیا - لیکن عرب کی لوٹ مار سے ڈر کر دمشق شام واپس گیا پھر آئندہ سال حج
کو آیا بعد ازان عراق کے حاجیون کا قافلہ حج کو نہ آیا تا آنکہ خلیفہ قایم عباسی نے
۴۲۲ھ مین بیعت خلافت لی اور یہ قصد کیا کہ حاجیون کا قافلہ روانہ کرنا چاہیے
مگر بوجہ غلبہ عرب و انقراض حکومت بنی بویہ اسپر قادر نہوا - بعد اسکے مستنصر

بن طاہر کا خطبہ مکہ معظمہ مین پڑہا گیا بعدہ امیر ابوالفتوح حسن بن جعفر بن محمد بن سلیمان سردار مکہ و بنی سلیمان ۴۳۰ھ مین اپنی حکومت کے چالیسوین برس انتقال کر گیا بعد اسکے امارت مکہ پر اسکا بیٹا شکر متمکن ہوا - اس سے اور اہل مدینہ سے چند وقایع پیش آے جنکے اثنا مین اس نے مدینہ منورہ پر بھی قبضہ کر لیا اور حرمین شریفین کی زمام حکومت اپنے قبضہ اقتدار مین لے لی اسکے عہد حکومت پر بنی سلیمان کی امارت ۴۳۰ھ مین مکہ معظمہ سے جاتی رہتی ہے اور ہواشم کا دور حکومت آجاتا ہے جیسا کہ آئندہ ذکر کیا جائیگا -

اسی شکر کے نسبت بنو ہلال بن عامر کا یہ خیال ہے کہ اس نے جاریہ بنت سرجان جو امرار ثیبج سے تہا نکاح کیا تہا - یہ جنہ ان کو گون مین دور دور تک مشہور ہے اور چند حکایتین بہی نقل کی جاتی ہین جنکو وہ لوگ اپنے زبان کے اشعار سے مرصع کرتے ہین یہ لوگ اسکو شریف ابن ہاشم کے نام سے موسوم کرتے ہین -

ابن حزم کہتا ہے - کہ جعفر بن ابی ہاشم نے زمانہ اخشیدین مین مکہ پر قبضہ کیا تہا بعد اسکے اسکے بیٹے عیسے بن جعفر اور ابوالفتوح اسکے بیٹے شکر بن ابوالفتوح نے حکمرانی کی بعد اسکی حکومت کا سلسلہ منقطع ہو گیا کیونکہ شکر کی کوئی اولاد نہ تہی اسوجہ سے حکومت مکہ پر اسکا ایک غلام مستولی ہو گیا تہا - انتہے کلام ابن حزم -

یہ ابوہاشم جسکی طرف جعفر منسوب کیا گیا وہ ابوالہواشم نہین ہے جسکا ذکر آیندہ آنے والا ہے کیونکہ یہ زمانہ اخشیدین مین تہا اور وہ عہد خلافت مستنصی مین اور ان دونون زمانون مین تقریبًا ایک سو سال کا فرق ہے -

اخبار دولت ہواشم بنی حسن امراء مکہ تا زمانہ انقراض

یہ ہواشم اولاد سے ابو ہاشم محمد بن حسن بن محمد بن موسیٰ بن عبد اللہ ابی الکرام بن موسیٰ جون کے ہین - انکا نسب مشہور و معروف ہے جسکا ذکر اوپر بیان کیا گیا - ان ہواشم اور سلیمانیون مین بیحد نزاعات اور فتنہ ہوئے جس وقت شکر نے وفات پائی اس وقت بنی سلیمان کی حکومت کا سلسلہ منقطع ہوگیا اس وجہ سے کہ اس نے کوئی یادگار سلسلہ نسل نہین چھوڑا تھا اسکے مرنے پر طبرا دبن احمد پیش پیش ہوگیا حالانکہ یہ خاندان امارت سے نہ تھا اسکی شجاعت و مردانگی کیوجہ سے لوگون نے اسکو اپنا سردار بنالیا ان دنون ہواشم کا سردار محمد بن جعفر بن ابو ہاشم محمد تھا - اس نے ہواشم پر نہایت نیک نامی کے ساتھہ حکومت کی اسکی ذاتی خوبیون کے وجہ سے اسکا ہیبت بڑا شہرہ ہوا - ۴۵۴ھ مین بعد انتقال شکر ہواشم اور بنی سلیمان مین لڑائی ہوئی ہواشم نے بنی سلیمان کو ہزیمت دیکے سرزمین حجاز سے نکال باہر کیا پس یہ لوگ یمن چلے گئے وہان پر انکی حکومت و ریاست تھی جیسا کہ آیندہ ذکر کیا جائے گا - اس واقعہ کے بعد محمد بن جعفر استقلال و استحکام کے ساتھہ مکہ معظمہ کی امارت کرنے لگا اور مستنصر عبیدی کے نام کا خطبہ پڑھنا شروع کیا -

بعدان واقعات کے ۴۵۶ھ سے پہر حاجیون کی آمد عراق سے بوجہ سلطان الپ ارسلان بن داؤد تاجدار سلجوقیہ شروع ہوگئی جس وقت کہ سلطان الپ ارسلان بغداد اور خلافت پر مستولی ہوگیا اور خلیفہ قایم نے سلطان الپ ارسلان سے اسکی درخواست کی پس اس نے نہایت سامان

(۱) ماہ جمادی الاول ۴۵۶ھ

تو اس معاملہ مین صرف کیا اور عرب سے ضمانت لی چنانچہ ابو الغنایم نور الدین
مہدی زینی نقیب الطالبین لوگون کے ساتھہ حج کرنے مکہ معظمہ آیا - اور اگلے
سال بیت اللہ احرام سے واپس ہو کر گیا -

۴۵۸ھ مین امیر محمد بن جعفر نے عبیدیون کی اطاعت سے منحرف ہو کر علم
خلافت عباسیہ کا خطبہ پڑہنا شروع کیا اس وجہ سے مکہ معظمہ کی رسد جو مصر
سے آیا کرتی تھی بند ہو گئی اسپر اہل مکہ نے امیر محمد کو ملامت و نصیحت
کی تب امیر محمد نے خلفاء عبیدیین کے نام کا خطبہ پڑہنے لگا خلیفہ قایم نے
اس تبدیلی پر عتاب آمیز خط تحریر کیا اور بہت سا مال و زر بنظر تالیف قلوب
بھیجا چنانچہ امیر محمد نے ۴۶۲ھ کے موسم حج مین دوبارہ خلیفہ قایم
کے نام کا خطبہ پڑہا اور خلیفہ مستنصر علوی کو مصر مین معذرت کا خط روانہ کیا
اسکے خلیفہ قایم نے ابو الغنایم زینی کو ۴۶۳ھ مین عراقی قافلہ کا امیر
مقرر کر کے حج کرنے کو بھیجا - اس مرتبہ اسکے ساتھہ بہت بڑا لشکر تھا اور نیز
سلطان السپہ سلار کی طرف سے امیر مکہ کے لئے دس ہزار دینار اور ایک قیمتی
خلعت بھی تھی - ابو الغنائم اور امیر محمد بن جعفر والی مکہ موسم مین مجتمع
ہوے اور حسب تحریک دربار خلافت امیر محمد نے یہ خطبہ دیا اور یہ کہا -

"الحمد للہ الذی ھدانا الی اھل بیتہ بالسر الی المصیب وعوض"
"بیتہ بلبسۃ الشباب بعد لبسۃ المشیب وامال قلوبنا الیہ"
"والطاعۃ ومتابعۃ امام الجماعۃ"

خلیفہ مستنصر اس خبر سے کہ ہواشم سے بگڑ گیا اور سلیمانیون کی جانب
مائل ہو گیا - علی بن محمد صبیحی کو جو اسلی دعوت خلافت کا یمن مین افسر اعلی تھا لکھہ
بھیجا کہ سلیمانیون کو جس طرح ہو پھر حکومت دیجائے - اور اس کام کے انجام

دینے کو اسکے ہمراہ مکہ روانہ ہو چنانچہ صبیحی فوجین مرتب و طیار کر کے سلیمانیون کو
حکومت مکہ دلانے کو روانہ ہوا سفر و قیام کرتا ہوا ینبع پہنچا - سعید بن نجاح امیر
جو بنی صبیح سے کسی زمانہ مین مغلوب ہو گیا تھا ہند سے آگیا اور صفاء مین داخل
ہو کر لوٹ مار شروع کر دی - صبیحی نے یہ خبر پا کے ستر آدمیون
سے اسکا پیچھا کیا اس وقت سعید کے ہمراہ پانچہزار سپاہی مجتمع تھے سعید نے
اس سے مطلع ہو کر صبیحی پر حملہ کر دیا اور مار ڈالا - اس واقعہ کے بعد امیر
محمد بن جعفر نے ترکی فوجون کو فراہم کر کے مدینہ منورہ پر دھاوا کیا اور بنی حسن
کو وہان سے نکالکے خود قابض اور متصرف ہو گیا - مدینہ منورہ پر قبضہ کر لینے
سے امیر محمد حرمین شریفین کا والی بن بیٹھا - اس زمانہ مین خلیفہ قائم
عباسی نے انتقال کیا اسکے مرنے سے جو کچھ دربار خلافت بغداد سے
مکہ معظمہ آتا تھا بند ہو گیا پس امیر محمد بن جعفر نے خلافت عباسیہ کا
خطبہ پڑھنا بند کر دیا - اگلے سال ابو العنائم زینبی پھر حج کرنے کو آیا اور جسقدر
مال و زر دربار خلافت کی جانب سے امیر محمد کو دیا جاتا تھا کل کا کل وہ بیباق
کیا تب امیر محمد نے پھر عباسیہ کا خطبہ پڑھنا شروع کیا - بعد ازان
سنہ ۴۷۰ھ مین خلیفہ مقتدی نے ایک ممبر بطرز جدید مکہ معظمہ روانہ کیا یہ ممبر لکڑی
کا تھا نقش و نگارون کا بنایا تھا اور سونے سے امیر خلیفہ مقتدی کا نام لکھا
ہوا تھا - اس مرتبہ امیر قافلہ حجاج خلع ترکی تھا یہ شخص ہے جو ترکون سے
امیر حج ہو کر مکہ معظمہ آیا تھا یہ کوفہ کا والی تھا - [illegible] عرب کو بہت ستایا اور
اپنے طرح طرح کے ظلم و ستم کئے - اتفاق سے مابین شیعہ اور اہل سنت
و جماعت کے جھگڑا ہو گیا - ممبر توڑ کر جلا دیا گیا مگر جون توں حج کے مناسک پورے
کئے گئے - پھر سنہ ۴۷۳ھ مین مابین شیعہ اور اہل سنت و جماعت آتش فتنہ و

عنا دوبارہ مستقل ہوئی اور خلیفہ مستنصر کے نام کا خطبہ موقوف ہو کر خلیفہ مقتدی
کے نام کا خطبہ پڑہا جانے لگا - اس وقت سے حجاج کی امارت پر برابر خلع مامور
رہا بعد اسکے خمارتکین مقرر کیا گیا تا آنکہ سلطان ملک شاہ اور اس کے وزیر
نظام الملک نے وفات پائی پس خلفاء عباسیہ کا خطبہ مکہ معظمہ سے منقطع
ہو گیا اور بوجہ اختلاف و نزاعات سلجوقیہ و غلبۂ عرب حجاج بھی عراق سے
نہ آنے لگے اتنے مین خلیفہ مقتدی تاجدار عباسیہ نے بغداد مین وفات
پائی بجاے اسکے اسکا بیٹا مستظہر سریر خلافت پر متمکن ہوا اور خلیفہ مستنصر علوی
والی مصر کا مصر مین پیام اجل پہونچا بجائے اسکے اسکے بیٹے مستعلی کی
خلافت کی بیعت لی گئی[1] . . . . . اپنی امارت سے - اور یہ وہی
شخص ہے جس نے مکہ معظمہ مین علم خلافت عباسیہ کی اطاعت کا اظہار کیا
تہا اور اسکا خطبہ پڑہا تہا اور اسی وجہ سے اسکی حکومت کی بنا پڑی تہی - گاہے
گاہے خلافت عباسیہ کا خطبہ پڑہنا موقوف بہی کر دیتا تہا - بعد اسکے اسکا
بیٹا قاسم والی مکہ ہوا - اسکے زمانہ حکومت مین بیحد اضطرار پیدا ہوا مگر یہ مزید
والی حلہ نے عراق سے حاجیون کا راستہ درست کر دیا جس سے اہل عراق ہر
سال حج کو آنے لگے ۵۱۲ھ مین نظر خادم منجانب خلیفہ مسترشد عراق کے
قافلہ کے ساتہہ حج کرنے کو آیا اور خلعت و مال و زر مرسلہ خلیفہ امیر مکہ تک
پہونچایا بعدہ قاسم بن محمد اپنی امارت کے تیس برس بعد ۵۱۸ھ مین انتقال
کر گیا اسکا زمانہ حکومت نہایت اضطراب اور مغلوبیت مین منقضی ہوا - اسکے
مرنے پر اسکا بیٹا ابو قلیبہ امارت مکہ پر متمکن ہوا - اس نے زمام حکومت اپنے
قبضہ اقتدار مین لیتے ہی خلافت عباسیہ کا خطبہ پڑہنا شروع کر دیا

[1] اصل کتاب مین جگہ خالی ہے - مترجم

اور اسکے محاسن اور معدلت کی تعریف کرنے لگا۔ نظر خادم امیر حجاج قافلہ عراق کے ساتھہ حج کو آیا خلعت اور مال وزر امیر مکہ کے دینے کو ہمراہ لایا بعد ازان ۵۲۷ھ مین ابو قلیبہ نے اپنی حکومت کے دس سال پورے کرکے وفات پائی اس وقت تک خلافت عباسیہ کا خطبہ مکہ معظمہ مین پڑہا جاتا تہا اور قافلہ حجاج کی امارت پر نظر خادم تہا۔

بعد چندے خلیفہ مسترشد اور سلطان محمود کے جہگڑے پیش آئے اور اسکا واقعہ قتل وقوع پذیر ہوا جس سے حاجیون کے قافلہ کی آمد بند ہوگئی۔ اسکے اگلے سال نظر خادم پہر امیر حجاج ہوکر قافلہ کے ساتھہ آیا اسمار صبیحہ والیہ یمن نے قاسم بن ابو قلیبہ کے پاس سفارت بہیجی اور اس سے خلیفہ حافظ کے خطبہ موقوف کرنے کا وعدہ کیا اتفاق یہ کہ اسکی موت آگئی جس سے اللہ تعالےٰ نے اسکے شر سے اسکو بچا لیا۔ چونکہ ان سنین مین فتنہ اور فسادات آئے دن وقوع مین آتے رہے اور گرانی بہی بیحد تہی اس وجہ سے حاجیون کی عراق سے آمد بند ہوگئی۔ پہر ۵۴۴ھ مین نظر خادم امیر حج ہوکر عراق سے مکہ معظمہ کو روانہ ہوا۔ اثنار راہ مین راہی ملک عدم ہوگیا بجاے اسکے اسکا آزاد غلام قیماز امیر قافلہ ہوا۔ بادنشینان عرب نے یہ خبر پاکے قافلہ کو لوٹ لیا مگر سال آئندہ سے قیماز ہی امیر حج ہوکر قافلہ کے ساتھہ آیا کیا اور مکہ معظمہ مین ۵۵۵ھ تک خلافت عباسیہ کا خطبہ پڑہا جاتا رہا بعد اسکے خلیفہ مستنجد کی خلافت کی بیعت لی گئی۔ اسکے نام کا بہی خطبہ مکہ معظمہ مین پڑہا گیا جیسا کہ اس کے باپ مقتفی کا خطبہ پڑہا جاتا تہا ۵۵۶ھ مین قاسم بن ابو قلیبہ مارڈالا گیا۔ خلیفہ مستضی نے قافلہ حجاج عراق کے ساتھہ طاشتکین ترکی کو امیر مقرر کرکے روانہ کیا۔ اس اثنار مین دولت عبیدیہ مین دور

حکومت مصر مین منقضی ہوگیا اور سلطان صلاح الدین بن نجم الدین ایوب مصر کی حکومت پر مستولی ہوگیا پس اس نے مکہ اور یمن کو بھی اپنے دایرہ حکومت مین داخل کرلیا اور حرمین مین خلافت عباسیہ کا خطبہ پڑہا جانے لگا ۵۷۵ھ مین خلیفہ مستضی نے وفات پائی اسکا بیٹا ناصر سریر خلافت پر متمکن ہوا اسکے نام کا بھی خطبہ حرمین مین پڑہا گیا اسکی مان ۵۸۵ھ مین حج کرنے کو آئی۔ جب واپس ہوکر دار الخلافت بغداد پہونچی تو خلیفہ ناصر سے وہ سب حالات بتلائے جو اسکو زمانہ حج مین عیسے بن قاسم والی مکہ کے معلوم ہوئے تھے خلیفہ ناصر نے اسکو امارت مکہ سے معزول کرکے اسکے بھائی مکثر بن قاسم کو سند امارت عطا کی یہ جلیل القدر شخص تھا۔ اس نے ۵۸۹ھ مین وفات پائی جس سنہ مین کہ سلطان صلاح الدین کا انتقال ہوا تھا۔ اسکے بعد سے ہوا تسلم کی حکومت مین ضعف پیدا ہوگیا۔ ابو عزیز بن قتادہ عورتون کی طرف سے اس سے نسبا منسوب ہوتا تھا ان کے بعد انکا جانشین ہوا اور انکے ہاتھون سے حکومت مکہ کو نکال لیا اور انکا دور حکومت منقضی ہوگیا والبقاء للہ۔

اخبار حکومت بنی قتادہ

بنو قتادہ نے ہوا تسلم کے بعد جنکا تذکرہ اوپر لکھا گیا ہے مکہ معظمہ پر حکومت کی موسے جون کی اولاد سے جسکا ذکر بنی حسن کے ضمن مین ہوچکا ہے عبد اللہ ابو الکرام نامی ایک شخص تھا جیسا کہ علماء نسب بیان کرتے ہین اسکے تین بیٹے تھے سلیمان، زید اور احمد۔ انہین سے اسکی اولاد کا سلسلہ چلا۔ زید کی اولاد آج کل صحرا مین نہر حسنہ پر ہین اور احمد کی اولاد ہنا مین۔ باقی رہا سلیمان اسکے نسل سے مطاعن بن عبد الکریم بن یوسف بن عیسے بن سلیمان تھا۔

مطاعن کے دو بیٹے ادریس اور ثعلب ثعالبہ حجاز مین تھے - ادریس سے
دو لڑکے پیدا ہوئے ایک قتادہ نابغہ دوسرا صرخہ صرخہ سے ایک گروہ کا سلسلہ
چلا جو شکرہ کے نام سے معروف و مشہور ہین - قتادہ نابغہ کی کنیت
ابو عزیز تھی اسکے لڑکون سے علی اکبر اور اسکا حقیقی بھائی حسن تھا - حسن کے
چار لڑکے تھے ادریس، احمد، محمد اور رحمان - امارت ینبع کی اسکے اعقاب مین
تھی - انہین مین سے اس وقت دو امیر اسکی امارت کرتے ہین جو ادریس
بن حسن بن ادریس کی اولاد سے ہین - اور ابو عزیز قتادہ نابغہ کی اولاد ان دنون
امرار مکہ معظمہ ہین بنو حسن اُن دنون جبکہ مکہ مین بنو ہاشم کی حکومت کا دور
تھا نہر علقمیہ وادی ینبع مین سکونت پذیر تھے اور یہ سب کے سب خانہ بدوش
بادیہ نشین تھے پس جسوقت قتادہ اپنے خاندان مین نشو و نما پاکر سن شعور
کو پہونچا تو اپنی قوم کو جو کہ مطاعن کی اولاد سے تھی جمع کیا اور ان کو مرتب و مسلح
کر کے حملہ کر دیا - وادی ینبع مین اس وقت بنو خراب جو کہ عبداللہ بن حسن بن
حسن کی اولاد سے تھے اور بنو عیسے بن سلیمان بن موسی جون حکومت
کر رہے تھے پس ان سے اور بنو مطاعن مذکور سے معرکہ آرائی ہوئی اس
وقت بنو مطاعن کا امیر ابو عزیز قتادہ تھا چنانچہ ابو عزیز قتادہ نے امرار ینبع
کو ینبع سے نکال باہر کر کے ینبع اور صفرار پر قبضہ کر لیا - اور آہستہ آہستہ
اپنی فوج اور غلامون کو ضرورت کے موافق بڑھا لیا -

ابو عزیز قتادہ عہد خلافت خلیفہ مستنصر عباسی چھٹی صدی ہجری کے
وسط مین تھا اس وقت مکہ معظمہ کی زمام حکومت جعفر بن ہاشم بن حسن بن
محمد بن موسی بن ابی الکرام عبداللہ کی اولاد کے قبضہ مین تھی جو کہ ہواشم
سے تھا اور مکثر بن عیسے بن قاسم انکا جانشین ہو گیا تھا جس نے کہ

کوہ ابوقبیس پر قلعہ تعمیر کرایا تھا اس نے ۵۸۵ھ مین وفات پائی۔ پس قتادہ نے فوجین آراستہ کرکے مکہ معظمہ پر چڑہائی کی اور اسکو اُنکے قبضہ سے نکال لیا۔ قبضہ حاصل کرنے کے بعد خلیفہ ناصر عباسی کے نام کا خطبہ پڑہا اور تقریباً چالیس سال تک اس مقدس شہر پر حکومت کرتا رہا۔ اسکی حکومت کو حد درجہ کا استحکام و استقلال حاصل ہوا تمام اطراف یمن مین اسکی حکومت پہیل گئی

۶۰۳ھ مین وجہ السبیع ترکی (خلیفہ ناصر کا غلام) امیر قافلہ ہوکر حج کرنے کو آیا مگر نجوف عرب اثنار راہ سے بہاگ گیا قافلہ کو عرب نے لوٹ لیا۔ ۶۰۸ھ مین ایک شخص حاجیان عراق سے شریف مکہ پر جو کہ قتادہ کے اعزہ سے تہا حملہ کرکے قتل کرڈالا۔ شریف مکہ نے امیر قافلہ پر اسکا الزام لگایا اور سبھون نے مجتمع ہوکر قافلہ پر حملہ کردیا اور انمین سے ایک گروہ کثیر کو قتل کرڈالا۔ بعد اسکے شریف مکہ کے تالیف قلوب کی نظر سے دار الخلافت بغداد سے بہت سا مال و زر مکہ معظمہ روانہ کیا گیا قتادہ نے بہی اپنے لڑکون مین سے ایک لڑکے کو خلافت مآب کے راضی کرنے کو بغداد بہیجا چنانچہ فریقین کے قلوب صاف ہوگئے۔

۶۱۵ھ مین بعد خلیفہ ناصر تاجدار دولت عباسیہ عادل بن ایوب اور بعد ان دونون کے کامل بن عادل کے نام کا خطبہ مکہ معظمہ مین پڑہا گیا تہا اور ۶۱۶ھ مین تاتاریون نے خروج کیا۔

قتادہ عادل تہا اسکے زمانہ مین نہایت امن و امان رہا اس نے خلفاء اور ملوک مین سے کسی کے ساتہہ زیادتی اور سرکشی نہین کی۔ یہ کہا کرتا تہا کہ مین خلافت و امارت کا مستحق ہون۔ دار الخلافت بغداد سے مال و زر اور خلعت ہمیشہ اسکے لئے آیا کرتی تہی ایک بار خلیفہ ناصر نے اسکو بلا بہیجا

تھا۔ اس نے جواباً یہ چند اشعار لکھہ بھیجے۔

ولی کف فرغام اذل ببسطها	واشری بها عز الوری وابیع
تظل ملوك الارض تلثم ظهرها	وفی بطنها للمجد بین ربیع
اجعلها تحت الرحائم تبغی	خلاصالها انی اذا لوضیع
وما انا الا المسك فی کل بقعة	یضوع واما عندکم فیضیع

اسکا دائرہ حکومت بہت وسیع ہوا مکہ معظمہ ینبع، اطراف یمن۔ بلاد نجد اور بعض اعمال مدینہ منورہ پر اسکی حکومت کا پہرہ کامیابی کی ہوا مین لہلہا رہا تھا۔ ۶۱۷ھ مین اس نے وفات پائی کہا جاتا ہے کہ اسکے بیٹے حسن نے اسکو زہر دے دیا تھا۔ بعضے کہتے ہین کہ حسن نے زہر نہین دیا تھا بلکہ ایک لونڈی کو روپیہ دے کے ملا لیا تھا پس اسنے حسن کو رات کے وقت جبکہ قتادہ سو گیا تھا محلسرا مین بلا لیا حسن نے پہونچکے اپنے باپ قتادہ کا گلا گھونٹ کر مار ڈالا اور بجاے اسکے خود مکہ معظمہ پر حکمرانی کرنے لگا راجح بن ابو عزیز قتادہ کو کسی ذریعہ سے اسکی خبر لگ گئی۔ امیر حاج امیاش ترکی سے اس واقعہ کی شکایت کی امیاش ترکی نے انصاف اور تفتیش واقعہ کا وعدہ کیا حسن نے اس سے مطلع ہوکے مکہ معظمہ کے دروازے بند کرلیے اور اسکے چند امرا نے شہر سے نکلکے باب معلے کے قریب امیر امیاش سے جنگ کی چیٹر چھاڑ کی۔ ایک دوسرے سے گتھہ گیا نتیجہ یہ ہوا کہ

سلہ ترجمہ۔ میرا پنجہ شیر کا ہے کہ اسکے کھولنے سے مین لوگونکو ذلیل کرتا ہون اور اسکے عوض عزت دنیا کو خرید کرتا اور بیچتا ہون۔

سلہ بادشاہان جہان اسکے (پنجہ کے) پشت پر بوسہ دیتے ہین اور اسکا باطن قطار دون کیلئے ربیع ہے

سلہ کیا مین اسکو چلی کے نیچے دبا دون پر اسکی خلاصی کی کوشش کرون اگر ایسا کرون تو مین کمینہ ہون۔

سلہ مین ہر جگہ پر مشک کی طرح خوشبو کرتا ہون مگر تمہارے نزدیک ذلیل ہون۔

جون ۱۹۰۷ء (۲)

امیر اقیاش مارا گیا ان لوگون نے اسکے نعش کو مابین صفا و مروہ لے جا کے آویزان کر دیا۔ بعد اسکے ۶۲۰ھ مین مسعود بن کامل یمن سے مکہ آیا اور حج کیا بعد فراغ حج حسن سے صفا و مروہ کے میدان مین معرکہ آرائی کی اس واقعہ مین حسن کو ہزیمت ہوئی مسعود نے مکہ پر قبضہ کر کے اپنی کامیابی کا جھنڈا گاڑ دیا۔ دربار خلافت تک یہہ خبر پہونچی تو خلافت مآب نے مسعود سے اس پر اور نیز ان حرکات پر جو اس نے مکہ معظمہ مین کئے تھے ناراضگی ظاہر فرمائی اور بیحد غصہ کیا۔ مسعود کے باپ نے بھی مسعود کو بیزاری اور نفیرین خط لکھہ بھیجا جسکا مضمون یہ تھا۔

"من تجھہ سے بری اللہ ہون اسے سخت دل تو نے بڑا غضب ڈھایا مجھے"

"قسم ہے کہ مجھے موقع ملیگا تو مین تیرا سر ہاتھہ کاٹونگا تو نے بیشک"

"دین اور دنیا دونون کو بیچ مین ڈال دیا لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم"

اس سے مسعود کی گرمی دماغ و زیادہ ہوئی شرفاء مکہ کے خون بہا دیئے اور کئے۔ اس معرکہ مین اسکا ایک ہاتھہ بیکار ہو گیا تھا۔

حسن بن قتادہ بغرض دادخواہی بغداد کی طرف روانہ ہوا تن تنہا شام جزیرہ اور عراق کی خاک چھانتا ہوا دارالخلافت بغداد مین داخل ہوا ترکون نے اسکی آمد کی خبر پا کے بعوض امیر اقیاش اسکے قتل کی فکر کی لیکن اہل بغداد نے ترکون کو اس فعل سے روکدیا۔ تا آنکہ ۶۲۲ھ مین اس نے بغداد ہی مین وفات پائی اور مشہد کاظم مین مدفون ہوا بعد ازان ۶۲۶ھ مین مسعود بن کامل مکہ معظمہ مین مر گیا اور جعلی مین دفن کیا گیا۔ مکہ کی زمام حکومت اسکے سپہ سالار فخر الدین بن شیخ کے قبضہ مین رہی اور یمن کی امارت پر امیر الجیوش عمر بن علی بن رسول رہا۔

۶۲۹ھ مین راجح بن قتادہ نے عمر بن علی بن رسول کی فوجین لے کے مکہ معظمہ کا قصد کیا چنانچہ ۶۳۰ھ مین اس مقدس شہر کو فخر الدین بن شیخ کے قبضہ سے نکال لیا فخر الدین نے مصر مین جا کے دم لیا - بعدہ ۶۳۲ھ مین مصری فوجین بسرکردگی امیر جبریل مکہ معظمہ کی طرف بڑھین اور بزور تیغ اس پر قبضہ کر لیا - راجح یمن بھاگ گیا پھر عمر بن علی معہ اپنی فوج کے راجح کے ہمراہ اسکی کمک کو آیا - مصری فوجین مکہ معظمہ خالی کر کے بھاگ گین راجح نے مکہ معظمہ پہ کامیابی کے ساتھہ قبضہ حاصل کر لیا اور خطبہ مین بعد خلیفہ مستنصر عباسی کے عمر بن علی کا نام پڑہا - اور جب تاتاریون نے عراق کو ۶۳۴ھ مین دبا لیا اور ان لوگون کی حکومت مستحکم ہو گئی اور یہ رفتہ رفتہ اربل تک پہونچگئے تو خلیفہ مستنصر نے بوجہ جہاد حج بند کر دیا - اس بابت مستنصر نے علماء سے استفسار کیا تہا بعد اسکے ۶۴۳ھ مین خلیفہ مستعصم نے حاجیون کا قافلہ اپنی مان کے ساتھہ روانہ کیا اور کوفہ تک اسکی مشایعت کی - اس مرتبہ یہ واقعہ پیش آیا کہ ایک ترکی نے شریف مکہ کو مارا راجح نے خلافت مآب کی خدمت مین اسکی شکایت کی - اس جرم کے پاداش مین اس ترکی کے ہاتھہ کاٹ ڈالے گئے اسکے بعد پھر حاجیونکی آمد بند گئی اور ایک زمانہ تک حج موقوف رہا - پھر موطی امام زیدیہ کی حکومت کا سکہ یمن مین چلنے لگا اس نے خلافت عباسیہ کے خطبہ موقوف کر دینے کا ارادہ کیا یہ امر مظفر بن عمر بن علی بن رسول کو ناگوار گزرا خلیفہ مستعصم نے اس سے مطلع کر کے حاجیون کے قافلہ روانہ کرنے کی ترغیب دی لیکن کچھہ کاربراری نہوی اور موطی امام زیدیہ اپنے ارادہ مین کامیاب ہو گیا

۶۵۱ھ مین جمان بن حسین بن قتادہ دمشق مین ناصر بن عزیز بن ظاہر بن ایوب کی خدمت مین ابو سعید کے خلاف فوجی امداد حاصل کرنے کو اس بنا پر گیا

کہ والی یمن کا ذکر مکہ معظمہ سے موقوف کر دیا جاے چنانچہ ناصر نے جمان کو فوجی مدد دی اور جمان مکہ معظمہ آیا ابو سعید نے مقابلہ کیا بالآخر ابو سعید حرم مین مارا گیا ساتھہ ہی اسکے جمان نے ناصر کے ساتھہ یہ عہد شکنی کی کہ بعد کامیابی والی یمن ہی کے نام کا خطبہ پڑہا۔

ابن سعید روایت کرتا ہے کہ ۶۵۳ھ مین مجھے جس وقت کہ مین سرزمین مغرب مین تہا یہ خبر پہونچی کہ راجح بن قتادہ مکہ آیا ہوا تہا یہ ایک معمر اور مسن شخص تہا اطراف یمن مقام سدین مین رہتا تہا پس اس نے مکہ مین پہنچکے جمان بن حسن بن قتادہ کو مکہ سے نکال دیا جمان ینبع چلا گیا۔ پہر ابن سعید نے لکہا ہے کہ ۶۶۲ھ مین یہ خبر ملک مغرب مین پہونچی کہ حکومت مکہ کی مابین ابو نمی بن ابو سعید جسکو جمان نے امارت مکہ حاصل کرنے کی غرض سے مار ڈالا تہا اور غالب بن راجح جس نے جمان کو ینبع کی طرف نکال دیا تہا دائر و سایر ہے بعد ازان ابو نمی کے قدم حکومت مکہ پر جم گئے اور اس نے اپنے باپ ابو سعید کے قاتلون کو ینبع کی جانب شہر بدر کر دیا جنکے نام ادریس، جمان اور محمد تہا۔ ان مین سے ادریس نے تہوڑے دنون تک مکہ کی امارت کی تہی ان لوگون نے ینبع مین پہونچکے پہر اپنی حکومت کی بنا ڈالی چنانچہ اس وقت تک انکی پچہلی نسلین ینبع کی حکمران ہین۔

ابو نمی نے تقریبا پچاس برس تک مکہ معظمہ مین امارت کی آخری ساتوین صدی ہجری یا اسکے کچہہ برس بعد مر گیا اور بوقت وفات تیس لڑکے چہوڑ گیا۔

امارت بنی نمی

ابو نمی کے مرنے پر مکہ معظمہ کی زمام حکومت اسکے بیٹون رمیثہ اور

حمیضہ کے قبضہ اقتدار مین گئی اور یہ دونون بالاشتراک حکومت کرنے لگے - عطیفہ اور ابوالغیث نے رمثیہ اور حمیضہ سے دربارہ امارت مکہ معظمہ جھگڑا کیا - رمثیہ اور حمیضہ نے ان دونون عطیفہ اور ابوالغیث کو گرفتار کرا کے جیل مین ڈالدیا اتفاق سے انھین دنون یبرس جاشنگیر حوالملک الناصر کے ممالک محروسہ کا مصر مین شروع زمانہ حکومت سے منتظم ومدبر تھا مکہ آپہونچا اور اس نے عطیفہ اور ابوالغیث کو قید سے رہا کر کے کرسی حکومت پر بٹھادیا اور رمثیہ اور حمیضہ کو مصر بھیجدیا - سلطان نے ان دونون کو ہمراہی اپنی فوج کے پھر امارت مکہ پر واپس کیا - عطیفہ اور ابوالغیث تو مکہ ہی مین تھے بعد چند کے آپسمین پھر لڑنے لگے - یہ لڑائیان جو غرض حصول امارت مکہ مابین ان لوگون کے ہونا شروع ہوئی تھین ایک مدت تک ہوتی رہین اور یکے بعد دیگرے برابر ہوتی گئین انھین لڑائیون کے اثنا مین ابوالغیث میدان مرمین مرگیا -

بعد اسکے حمیضہ اور رمثیہ مین دربارہ امارت منازعت ومخالفت پیدا ہوئی رمثیہ ۷۱۵ھ مین الملک الناصر کی خدمت مین امرار شاہی اور عساکر سلطانی سے امداد طلب کرنے کو گیا حمیضہ یہ خبر پاکے کہ میری مخالفت پر شاہی امرار اور سلطانی فوجین آرہی ہین اہل مکہ کے مال واسباب کو لوٹ کر بھاگ گیا مگر بعد واپسی عساکر سلطانی پھر مکہ آیا - دونون بھائیون نے باہم مصالحت کرلی اور بالاتفاق حکومت کرنے لگے - پھر عطیفہ نے ۷۱۹ھ مین رمثیہ اور حمیضہ کی مخالفت کی اور بغرض استمداد سلطان کی خدمت مین حاضر ہوا چنانچہ شاہی امداد حاصل کر کے مکہ معظمہ پہونچا اور قبضہ کرلیا رمثیہ کو گرفتار کر کے جیل مین ڈالدیا مگر بعد چندے ۷۲۰ھ مین جس وقت کہ سلطان حج سے آرہا تھا رہا کردیا - رمثیہ تو سلطان کے ساتھہ مصر چلا آیا اور حمیضہ قرار کر گیا - تا آنکہ سلطان سے امن کی درخواست

کی سلطان نے امن دے دی۔ سلطان کے ساتھ ایک گروہ حمیضہ کے خدام کا تھا وہ لوگ اسکے زمانہ بغاوت و مخالفت مین مصر سے اس کے پاس بھاگ آئے تھے۔ حمیضہ کے پاس پہونچے تو یہ معلوم ہوا کہ حمیضہ نے سلطان کے علم حکومت کی اطاعت قبول کر لی ہے۔ خوف غالب ہوا کہ اگر حمیضہ کے ہمراہ سلطانی دربار مین ہم حاضر ہوئے تو سلطان ہم لوگون کو سزائے موت دے دیگا۔ سبھون نے متفق ہو کے حمیضہ کو مار ڈالا اور سر اوتار کر سلطان کی خدمت مین لائے یہ خیال کر کے کہ سلطان ہم سے خوش ہو جائے گا۔ رمیثہ کو اس سے تنبہ ہوا۔ اپنے بھائیون کے قاتلون کو قتل کیا اور باقی جو شریک تھے ان سے درگزر کیا۔ بعد ازان سلطان نے رمیثہ کو آزادی عنایت فرما کے اسکے بھائی عطیفہ کے ساتھ امارت و حکومت مکہ معظمہ مین شریک کر دیا۔ تھوڑے دنون بعد مین عطیفہ مر گیا اور رمیثہ استقلال کے ساتھ مکہ معظمہ پر حکومت کرنے لگا تا آنکہ بڑا ہوا بڈھا ہوا اور مر گیا

رمیثہ کے حالت حیات مین اسکے دو بیٹون ثقبہ اور عجلان نے برضامندی اس کے امارت مکہ باہم تقسیم کر لی تھی مگر پھر رمیثہ نے اس تقسیم کو الٹ پھیر کرنا چاہا ان دونون بھائیون نے اسکو منظور نہ کیا اور اپنی اپنی حکومتون پر اسکے ساتھ قایم رہے۔ بعد چند ے دونون بھائیون مین جھگڑا شروع ہوا ثقبہ مکہ چھوڑ کر نکل گیا اور عجلان بدستور مکہ مین حکومت کرتا رہا پھر ثقبہ نے اپنی گزری ہوئی حالت درست کر کے عجلان کو مکہ معظمہ مین مغلوب کر دیا۔ عجلان باوجود مغلوب ہونے کے ثقبہ کی مقاومت اور مقابلہ کرتا رہا تا آنکہ دونون بھائی ۷۵۶ھ مین لڑتے جھگڑتے مصر پہونچے۔ حکمران مصر نے ان

سے عجلان کو مکہ کی سند حکومت عطا کی - ثقبہ ناراض ہو کر سرزمین حجاز چلا گیا اور وہین قیام کر دیا - زمانہ قیام حجاز مین کئی بار مکہ پر حملہ آور ہوا - عجلان آئے دن لڑائیون سے تنگ ہو کر ۶۶۲ھ مین بغرض استمداد مصر گیا اور وہان سے شاہی فوج لے کر ثقبہ کے مقابلہ پر آیا دونون بھائیون مین گھمسان لڑائی ہوئی نتیجہ یہ ہوا کہ ثقبہ مارا گیا اور اسکی فوج کا کچھ حصہ بھی اس معرکہ مین کام آگیا -

عجلان اپنے زمانہ امارت مین عدل و انصاف کے راستہ پر نہایت سلامت روی سے چلا جا رہا تھا اُس ظلم اور زیادتی سے منزلون دور تھا جو اس کی قوم تجارت پیشہ اصحاب اور مجاورین بیت اللہ الحرام کے ساتھ کیا کرتی تھی اس نے اپنے زمانہ امارت مین غلامون کا ٹکس جو حجاج پر تھا موقوف کر کے شاہی خزانہ سے انکی تنخواہین اور وظائف مقرر کرائے جو ایام حج مین ان کو ادا کئے جاتے تھے یہ امر سلطان ممدوح کی زندہ یادگارون اور حسنات سے تھا جسکی کوشش امیر عجلان نے کی تھی جزاہ اللہ خیراً اسی عدل و داد اور رفاہ مسلمین پر عجلان قایم رہا یہانتک کہ ۶۷۷ھ مین انتقال کیا -

عجلان کی وفات پر اسکا بیٹا احمد بجاے اسکے متمکن ہوا - احمد اپنے باپ عجلان ہی کے حالت حیات سے امور سیاست کا انصرام و انتظام کر رہا تھا اور حکومت مین اسکا شریک تھا عجلان کے مرنے پر وہی مراسم عدل و انصاف احمد نے قایم و جاری رکھے جو اسکے باپ کے عہد حکومت مین تھے تمام عالم مین اسکے عدل و داد اور حق پسندی کا شہرہ ہو گیا حجاج اور مجاورین بیت اللہ الحرام اس کی تعریف و توصیف کرنے لگے الملک الظاہر ابو سعید برقوق والی مصر نے اسکے محاسن کے تذکرہ سنکے اپنی طرف

سے اسکو سند حکومت عطا کی جیسا کہ اسکے باپ کو دربار شاہی سے عطا ہوئی تھی اور حسب دستور قدیم خلعت بھی بھیجی۔

امیر احمد کے قید خانہ مین اسکے اعزہ و اقارب کا ایک گروہ مقید تہا از انجملہ اسکا بہائی محمد اور محمد بن تقبہ اور عنان بن مغامس (یہ احمد کا چچا تہا) وغیرہم تہے احمد کے انتقال ہو جانے پر یہ لوگ قید خانہ سے نکل بہاگے محمد بن عجلان نے اس تغیر کا احساس کر کے اسیوقت زمام حکومت اپنے ہاتہہ مین لے لی اور بحکمت عملی ان سبہون کو واپس بلا لیا صرف عنان بن مغامس سرگردان و حیران مصر پہنچا اور سلطان مصر سے بمقابلہ محمد و کبیش امداد طلب کی چنانچہ سلطان مصر نے اس کی کمک پر ایک فوج متعین کی اور امیر قافلہ حجاج کے ساتہہ حالات اصلی اور واقعات حقیقی دریافت کرنے کو اسکو روانہ کیا اتفاق یہ کہ فرقہ باطنیہ کا ایک گروہ انکے ساتہہ ہو لیا تہا۔ پس جس وقت محل جس پر خلاف کعبہ تہا مکہ معظمہ کے قریب پہونچا اور محمد اسکے لیے کو مکہ معظمہ سے باہر آیا اور حسب عادت قدیمہ اسکے بوسہ دینے کو محمد بڑہا باطنیون نے دفعتہ وار کر دیا محمد زخمی ہو کر زمین پر آرہا اور محمل معہ قافلہ حجاج مکہ معظمہ مین داخل ہوا امیر حج نے عنان بن مغامس کو امارت مکہ پر مامور کیا۔ کبیش اور اسکے ہواخواہ بہاگ کر جدہ پہونچے۔ پہر جب زمانہ حج منقضی ہو گیا اور قافلہ حاجیون کا واپس ہو کر چلا تو کبیش نے لشکر آراستہ کر کے معہ اپنے ہمراہیون کے مکہ معظمہ پر حملہ کر دیا اور چارون طرف سے اسپر محاصرہ ڈالدیا۔ عنان بن مغامس اور کبیش مین متعدد لڑائیان ہوئین۔ انہین لڑائیون مین سے کسی لڑائی مین کبیش مارا گیا علی بن عجلان اور اسکا بہائی حسن فریادی صورت بنائے ہوئے الملک الظاہر

والی مصر کی خدمت مین حاضر ہوئے۔ الملک الظاہر نے یہ خیال کرکے کہ مادہ
فتنہ و فساد اس وقت تک منقطع نہوگا جب تک ان کو بھی حکومت مکہ مین حصہ ندیا
جاے ۷۹۷ھ مین ان کو بھی سند حکومت عطا کی اور عنان بن مغامس کے
ساتھہ امارت مین شریک رہنے کا حکم دیا چنانچہ علی و حسن امیر قافلہ حج
کے ساتھہ مکہ معظمہ کو روانہ ہوئے۔ جس وقت مکہ معظمہ کے قریب
قافلہ پہونچا عنان حسب دستور امیر حج کے استقبال کو آیا لیکن یہہ خبر
پاکے کہ اسی قافلہ مین علی و حسن بھی ہین اثناء راہ سے بھاگ گیا علی نے
مکہ مین داخل ہو کر زمام حکومت مکہ اپنے قبضہ اقتدار مین لے لی اور استقلال
و استحکام کے ساتھہ حکومت کرنے لگا۔ پھر جب ایام حج منقضی ہو گئے اور حاجیون
کا قافلہ لوٹ کھڑا ہوا تو عنان معہ اپنے بنو عم مبارک اور ایک گروہ شرفاء
عرب کے مکہ پر حملہ آور ہوا اور پہونچتے ہی علی کا مکہ معظمہ مین محاصرہ کرلیا
امارت و ریاست کی بابت جھگڑنے ہونے لگے پھر خود بخود یہہ جھگڑے
موقوف ہو گئے بعد چندے پھر وہی لیل و نہار آئے اور لڑائی کی ہر چھیڑ چھاڑ
شروع ہو گئی۔ اسی حالت سے اس وقت تک یہہ لوگ چلے آئے
۷۹۹ھ مین ان لوگون کا ایک وفد (ڈیپوٹیشن) سلطان کی خدمت مین مصر
پہونچا۔ سلطان نے علی کو بالانفراد سند حکومت عطا کی خلعت اور جایزے
دئے۔ فوجین اور خدام عنایت فرماے اور عنان بن مغامس کو اپنے
دربار مین رکھہ لیا۔ حسب رتبہ اسکی تنخواہ مقرر کی اور اپنے اراکین دولت
مین شامل کرلیا اسکے چند دنون بعد سلطان تک یہہ خبر پہنچی کہ
عنان بن مغامس کے دماغ مین پھر امارت مکہ کی ہوا سمائی ہے اور امیر
مکہ علی بن عجلان سے دربارہ امارت لڑنے کی غرض سے حجاز کی طرف

جون ۱۹۰۷ء (۳)

چھپکر چلے جانے کا ارادہ رکھتا ہے سلطان نے اسکو گرفتار کرکے
جیل مین ڈالدیا - علی بن عجلان کو اس واقعہ کی خبر لگی تو اس نے بھی اُن
شرفار مکہ کو جو عنان کے ہواخواہ اور ہمدرد تھے گرفتار کرلیا پھر انکو
براہ احسان رہا کردیا - اُن احسان فراموشون اور محسن کشون نے امارت
کی بابت پھر جھگڑا شروع کردیا اور علی بن عجلان کے ساتھہ اسوقت
تک لڑ جھگڑ رہے ہین واللہ متولی الامور اب غیرہ

اخبار حکومت بنی مہنی امرار مدینہ نبویہ بنی حسین

مدینہ منورہ مین انصار اوس وخزرج کا شہر ہے جیسا کہ مشہور ومعروف
بعد ازان تمام عالم مین جس وقت کہ اسلامی فتوحات کی موجین بڑے
بڑے سلاطین کی مستحکم سلطنتون کو ٹکرا رہی تھین پھیل گئے اور مدینہ منورہ
سے انکی حکومت وسرداری جاتی رہی کوئی شخص انمین کا باقی نرہا
سوائے معدودے چند طالبیون کے -

ابن حصین نے اپنے ذیل مین جو اس نے طبری پر لکھا ہے تحریر کیا ہے
کہ مین چوتھی صدی مین مدینہ منورہ گیا تھا اس وقت مدینہ منورہ مین خلیفہ مقتدر
عباسی کے نام کا خطبہ پڑہا جاتا تھا پھر لکھتا ہے کہ اس شہر پر خلفار
عباسیہ کے گورنر برابر حکمرانی کرنے کو آتے جاتے رہے اور
اور اصل مین زمام حکومت بنی حسین اور بنی جعفر کے قبضہ اقتدار مین
تھی تا آنکہ بنی جعفر کو بنی حسین سے نکال دیا پس ان لوگون نے مابین
مکہ ومدینہ منورہ سکونت اختیار کی پھر ان کو بنو حرب نے زبید سے
قرمی اور حصون کی جانب بلاد وطن کرکے صعید تک پہنچا دیا چنانچہ

اس وقت تک یہ وہان پر موجود ہین بنی حسین مدینہ ہی مین رہ گئے یہان تک کہ ظاہر بن مسلم مصر سے مدینہ منورہ آیا اور اس نے ان کے قبضہ سے مدینہ منورہ کو نکال لیا۔

کتب تواریخ مین ہے کہ ظاہر بن مسلم کے باپ کا نام محمد بن عبید اللہ بن ظاہر بن یحییٰ محدث بن حسن بن جعفر تھا شیعہ کے نزدیک یہہ حجتہ اللہ بن عبید اللہ بن حسین اصغر بن زین العابدین کے نام سے موسوم تھا اور یہہ مسلم جسکا ذکر اوپر ہو چکا کافور کا دوست تھا جو اخشیدیہ مصر پر متغلب تھا اور اس کی سلطنت کا انتظام و انصرام کرتا تھا اس زمانہ مین اس سے زیادہ بیہ کوئی شخص نہتا پس جس وقت عبیدیونکا پرچم اقبال مصر پر لہرانے لگا اور معز لدین اللہ علوی نے افریقیہ سے مصر مین آکر قاہرہ مین قیام کیا یہہ واقعہ ۳۶۵ھ کا ہے اور معز نے اس مسلم کے کسی بیٹے کی لڑکی سے عقد کرنے کی درخواست کی مسلم نے انکاری جواب دیا اسپر معز نے ناراض ہو کر مسلم کا مال و اسباب ضبط کر لیا اور گرفتار کر کے جیل مین ڈالدیا تا آنکہ مسلم بحالت قید مر گیا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ مسلم قید خانہ سے بہاگ گیا تہا اور زمانہ فراری مین اس نے وفات پائی بعد اسکے اسکا بیٹا ظاہر مدینہ منورہ گیا۔ بنو حسین نے اسکو اپنا سردار بنا لیا چنانچہ دو برس تک استقلال و استحکام کے ساتھہ حکومت کر کے ۳۸۱ھ مین مر گیا بجاے اسکے اسکا بیٹا حسن حکومت کی کرسی پر متمکن ہوا۔

عتبی مورخ دولت بنی سبکتگین کی کتاب مین ہے کہ ظاہر کے بعد جو شخص مدینہ منورہ کا حکمران ہوا تہا وہ اسکا داماد اور اسکے چچا کا بیٹا داود بن قاسم

بن عبید اللہ بن ظاہر تھا۔ اسکی کنیت ابو علی تھی۔ اس نے استقلال و استحکام کے ساتھ بعد ظاہر کے حکمرانی کی تھی نہ کہ ظاہر کے بیٹے حسن نے۔ تا آنکہ ابو علی نے وفات پائی تب بجاے اسکے ہانی اسکا بیٹا پھر اسکا بیٹا مہنی یکے بعد دیگرے حکومت کرتے رہے حسن بن ظاہر سلطان محمود بن سبکتگین کے پاس خراسان چلا گیا تھا اور وہیں ٹھیرا رہا۔

میرے نزدیک یہہ روایت غلط ہے کیونکہ مسیحی مورخ دولت عبیدیین نے ظاہر بن مسلم کی وفات اور اسکے بیٹے حسن کی حکومت کو اسی سنہ میں تحریر کیا ہے جس سنہ میں کہ ابھی ہم نے بیان کیا یحیی نے کہا ہے کہ ۳۹۳ھ میں مدینہ منورہ کا حکمران حسن بن ظاہر تھا جو مہنی کے لقب سے ملقب کیا جاتا تھا

مسیحی بہ نسبت عربی کے حالات مدینہ منورہ اور مصر سے زیادہ واقف تھا اس وقت امراء مدینہ منورہ اپنے کو داؤد کی طرف نسبتاً منسوب کرتے ہیں کہتے ہیں کہ داؤد عراق سے آیا تھا غالباً اسکی تعلیم ان کو اس شخص سے ہوئی ہوگی جسکا تاریخ سے نام نہ ہوگا۔ مورخ حماۃ جہانبران سے کے مورثوں کو منسوب کرتا ہے تو ان کو ابو داؤد کیجانب نسبتاً منسوب کرتا ہے واللہ اعلم

ابو سعید نے لکھا ہے کہ ۳۹۰ھ میں ابو الفتوح حسن بن جعفر امیر مکہ نے جو بنی سلیمان سے تھا بحکم حاکم عبیدی مدینہ منورہ پر قبضہ حاصل کر لیا تھا اور امارت بنی مہنی کی جو کہ بنی حسین سے تھے مدینہ منورہ سے زائل اور معدوم کر دی اس نے جسد نبوی کو مدینہ منورہ سے رات کیوقت مصر لے جانے کا قصد کیا تھا۔ اس رات کو اس قدر تیز ہوا چلی کہ جس سے فضاء آسمان تاریک ہو گیا قریب تھا کہ بڑے بڑے مکانات اور تناور درخت جڑ سے اکھڑ جاتے ابو الفتوح گھبرا کر اس ارادہ سے باز آیا اور بعجلت تمام مکہ معظمہ کیجانب

مراجعت کردی - بنو مہنی بھی مدینہ منورہ واپس آئے -

مورخ حماۃ نے ان کے امرار مین سے منصور بن عمار کو ذکر کیا ہے مگر کسیکی جانب نسبًا منسوب نہین کیا - لکھتا ہے کہ ۴۹۷ھ مین اس نے وفات پائی تھی بعد اس کے اسکا بیٹا حکمران ہوا اور یہہ سب مہنی کی اولاد سے تھے - نیز انہین مین سے قاسم بن مہنی بن حسین بن مہنی بن داود کا تذکرہ لکھا ہے اسکی کنیت ابو قلیتہ تھی کہ یہ سلطان صلاح الدین بن ایوب کے ہمراہ جہاد انطاکیہ مین گیا تھا اور ۵۸۵ھ مین اسکو مفتوح کیا تھا -

زنجاری مورخ حجاز نے لکھا ہے جیسا کہ اس سے ابن سعید نے بوقت تذکرہ ملوک مدینہ جو اولاد سے حسین ابن علی کے تھے روایت کی ہے لکھتا ہے کہ بوجہ جلیل القدر عظیم الشان ہونے کے ان لوگون مین سے قابل ذکر قاسم بن حماز بن قاسم بن مہنی ہے اسکو خلیفہ مستضی نے مدینہ منورہ کی سند حکومت عطا کی تھی پچیس برس تک حکمرانی کرتا رہا ۵۸۳ھ مین وفات پائی بجاے اسکے سالم ابن قاسم اسکا بیٹا حکمران ہوا یہہ شاعر تھا اس سے اور ابو عزیز قتادہ والی مکہ سے ۶۰۱ھ مقام بدر مین لڑائی ہوئی تھی - ابو عزیز نے مکہ سے مدینہ منورہ پر فوج کشی کی تھی اور مدینہ منورہ کا محاصرہ کر لیا تھا ایک مدت تک نہایت سختی سے حصار کئے رہا پھر محاصرہ اٹھا کے چلا آیا اس اثنار مین سالم کی کمک پر بنی لام جو کہ بطون ہمدان سے ہین آ گئے پھر کیا تھا سالم نے ابو عزیز کا تعاقب کیا اور مقام بدر مین جا کے ابو عزیز کو گھیر لیا - فریقین مین گھمسان لڑائی ہوئی جانبین کے ہزار ہا آدمی کام آئے ابو عزیز شکست کھا کے مکہ کیجانب بھاگا - پھر اسی ۶۰۱ھ مین معظم عیسے بن عادل آگیا اس نے پھر قلعہ بندی شروع کی لڑائی کے مورچہ قایم کئے

دمدمے اور دمس بند ہوائے سالم بن قاسم امیر مدینہ بھی اسکے ہمراہ تھا
کسی وجہ سے ان لوگون نے مراجعت کی اثنار راہ مین مدینہ منورہ پہنچنے سے
پہلے سالم انتقال کرگیا - تب اسکا بیٹا شیخہ حکومت کی کرسی پر متمکن ہوا - سالم نے
اپنے زمانہ حکمرانی مین ترکمانون کی ایک فوج تیار کی تھی - جمازبن شیخہ نے اسکو
مرتب کرکے قتادہ پر چڑھائی کردی اور بزور تیغ مکہ پر قبضہ کرلیا - ابوعزیز قتادہ
ینبع بھاگ گیا اور وہان پر جاکے قلعہ نشین ہوگیا - ۶۴۷ھ مین شیخہ والی مدینہ مارا
گیا بجائے اسکے اسکا بیٹا عیسے متمکن ہوا بعدازان اسکے بھائی جماز نے
اسکو ۶۴۹ھ مین گرفتار کرکے جیل مین ڈالدیا اور بجائے اسکے خود حکمرانی کرنے
لگا - ابن سعید لکھتا ہے کہ ۶۵۵ھ مین ابوالحسن بن شیخہ بن سالم مدینہ منورہ
کا حکمران تھا - علاوہ اسکے اور مورخین لکھتے ہین کہ ۶۵۳ھ مین ابو مالک منیف
بن شیخہ مدینہ منورہ کی حکومت پر تھا - ۶۵۷ھ مین اس نے وفات پائی بجائے
اسکے جماز اسکا بھائی حکمران ہوا - اس نے بہت بڑی عمر پائی - ۷۰۴ھ مین
اسکا انتقال ہوا - بعد اسکے منصور اسکا بیٹا حکمرانی کرنے لگا اسکا دوسرا
بیٹا مقبل نامی شام چلا گیا اور بطور وفد مصر مین بیبرس کی خدمت مین حاضر ہوا بیبرس
نے منصور کے نصف مقبوضہ بلاد کی حکومت مقبل کو عطا کی پس مقبل بحالت غفلت
مدینہ منورہ مین داخل ہوا اس وقت مدینہ منورہ مین منصور کا بیٹا ابوکبیشہ تھا ابوکبیشہ
اور منصور سے کچھ بن نہ پڑی شہر چھوڑ کر بھاگ کھڑے ہوئے مقبل نے کامیابی
کے ساتھ شہر پر قبضہ کرلیا - ابوکبیشہ بحال پریشان قبائل عرب مین چلا گیا اور
ان لوگون سے ایک فوج مرتب کرکے ۷۰۹ھ مین مدینہ منورہ کیجانب مراجعت
کی مقبل سے اور ابوکبیشہ سے لڑائی ہوئی نتیجہ یہ ہوا کہ مقبل مارا گیا اور منصور مظفر
ومنصور اپنے دارالامارت مین داخل ہوا - مقبل کا ایک لڑکا ماجد نامی تھا اسکو بعض

مقبوضات جو اسکے باپ کے تھے مرحمت کئے گئے پس یہ عرب کے ساتھہ وہان جاکے قیام پذیر ہوا اور درپردہ اپنے چچا منصور کی مخالفت کرتا رہا - اتنے مین مابین منصور اور ابوعزیز قتادہ والی ینبع ۷۱۱ھ مین اسی ماجد کی وجہ سے لڑائی ہوئی بعد ازان ماجد بن مقبل ۷۱۶ھ مین اپنے چچا منصور سے جنگ کرنے کو مدینہ منورہ آیا منصور نے سلطان سے امداد طلب کی چنانچہ شاہی لشکر اسکی کمک پر آیا اس وقت ماجد بن مقبل مدینہ کا محاصرہ کئے ہوئے تھا بہت بڑی خونریز لڑائی ہوئی آخرکار ماجد شکست کھاکے بھاگ کھڑا ہوا اور منصور مدستور اپنی امارت پر قایم رہا تا آنکہ ۷۲۵ھ مین مرگیا اور اسکا بیٹا کبیش بن منصور امارت کرنے لگا - اسکا زمانہ حکومت بھی طول طویل ہوا ودی بن حماز سے اور اس سے دربارہ امارت جھگڑا ہوا ودی ایک مدت تک اسکا محاصرہ کئے رہا بعد ازان طفیل حکمران ہوا - ۷۵۱ھ مین طاہر نے گرفتار کرلیا اور عطیہ کو حکومت عنایت کی ۷۸۳ھ مین عطیہ مرگیا تو طفیل کو سند حکومت مرحمت ہوئی بعد چندے قید کرلیا گیا اور حماز بن ہبۃ اللہ بن حماز بن منصور کو امارت دی گئی غرض سلاطین ترک جو مصر مین حکمرانی کر رہے تھے مدینہ منورہ کی حکومت کو انہین دو خاندانون مین سے کسی مین منتخب کرکے تھے بجز ان دو خاندانون کے مدینہ منورہ کی امارت کے لیے کسی دوسرے خاندان سے کسی کو منتخب نہین کرتے تھے - اندنون مدینہ منورہ کی زمام حکومت حماز بن ہبۃ اللہ بن حماز کے ہاتھہ مین تھی اور اسکا ابن عم ..... ابن محمد بن عطیہ امارت کی بابت جھگڑ رہا تھا کیونکہ ان دونون مین ایک مدت دراز سے جھگڑا چلا آرہا تھا یہ سب مذہب امامیہ رکھتے تھے جو ایک

---

* اصل کتاب مین اس مقام پر کچھہ نہین لکھا - مترجم

شاخ رافضیونکی ہے یہ لوگ ایمہ اثنا عشر کے قایل تھے اور اُن کل اعتقادات کے معتقد تھے جو امامیہ کے ہین واللہ یخلق ما یشاء ویختار۔

یہہ آخری حالات امراء مدینہ کے ہن اس سے زیادہ مجھے واقفیت کا موقع نہین الا واللہ المقدر لجمیع الامور سبحانہ لا الہ الا ھو

اخبار دولت بنی رسی ایمہ زیدیہ حکمرانان صعدہ

محمد بن ابراہیم ملقب بہ طباطبا بن اسمعیل بن ابراہیم بن حسن داعی کے حالات اور زمانہ خلافت مامون مین اسکے ظہور کے واقعات اور ابوالسرایا کا اسکی بیعت کرنی اور تبلیغ کی کیفیات تم اوپر پڑھ آئے ہو۔ پس جب یہہ اور نیز ابوالسرایا مرگیا تو انکا کارخانہ درہم برہم ہوگیا۔ خلیفہ مامون نے اسکے بھائی قاسم الرسی بن ابراہیم طباطبا کو گرفتاری کا حکم صادر فرمایا قاسم بخوف جان سندہ کی طرف بھاگ گیا اور اسی حالت روپوشی مین ۲۴۵ھ مین مرگیا۔ اس کے مرنے پر اسکا بیٹا حسن یمن واپس آیا۔ مقام صعدہ بلاد یمن کے ایمہ اسی کے نسل سے تھے اسی کی آئندہ نسلون نے زیدیہ کی ایک حکومت مقام مذکور مین قایم کی جو آخر زمانہ تک باقی رہی۔

صعدہ ایک پہاڑ ہے جو صنعاء کے شرق مین واقع ہے اس مین متعدد قلعات تھے جسمین صعدہ، قلعہ تلا اور جبل مطابہ زیادہ مشہور و معروف تھے یہ سب بنی رسی کے مقبوضات سے شمار کیے جاتے تھے۔

سب کے پہلے جس نے ائمین سے صعدہ مین خروج کیا تھا وہ یحییٰ بن حسین بن قاسم رسی تھا اس نے صعدہ مین اپنی خود مختاری حکومت کا اعلان کیا اور "ہادی" کے لقب سے مخاطب ہوا ۲۸۸ھ زمانہ حیات اسکے باپ حسین

مین اسکی حکومت وسلطنت کی بیعت لیگئی تھی - بعد بیعت لینے کے اس نے
اپنے ہوا خواہون کی فوجین فراہم کین اور ابراہیم بن یعفر سے معرکہ آرا ہوا
چنانچہ صنعار اور بحرین کو اسکے قبضہ سے نکال لیا اپنے نام کا سکہ مشکوک کرایا
پھر بعد چندے نبو یعفر نے صنعار وغیرہ کو یحیے سے چھین لیا یحیے شکست کھا
کے صعدہ واپس آیا اور ۲۹۸ھ مین اپنی حکومت کے دس سال پورے کرکے
رہگرائے ملک جاودانی ہوا - ایسا ہی ابن جار نے لکھا ہے اور یہہ بھی لکھا ہی
کہ دربارہ حلال وحرام اس نے ایک کتاب تصنیف کی ہے اسکے سوا اور مورخین
لکھتے ہین کہ یہہ بہت بڑا مجتہد احکام شرعیہ کا تھا - علم فقہ مین اسکی عجیب
وغریب اذار تھین اسکی تصانیف شیعہ مین معروف ہے -

صولی کہتا ہے کہ بعد اسکے اسکا بیٹا مرتضے احکمرانی کرنے لگا - اس کا زمانہ
نہایت پر آشوب گزرا باین ہمہ چھبیس برس حکومت کی - ۳۲۰ھ مین وفات پائی
بجائے اسکے اسکا بھائی الناصر احمد حکومت کی کرسی پر متمکن ہوا - فتنہ وبغاوت
کا بازار سرد ہوگیا - ملک مین امن وامان کی منادی پھر گئی - اسکے بعد
اسکے بیٹے حسین منتخب نے عباے حکمرانی کو زیب تن کیا ۳۲۴ھ مین اسنے
انتقال کیا تب بجائے اسکے قاسم مختار اسکا بھائی حکمران ہوا تا آنکہ
ابوالقاسم ضحاک ہمدانی نے ۳۴۴ھ مین اسکی زندگانی کا اپنے تیغ آبدار
سے خاتمہ کردیا -

صولی کہتا ہے کہ بنی ناصر سے رشید اور منتخب تھا اس نے ۳۲۴ھ
مین وفات پائی ابن حزم جہان پر ابوالقاسم رسی کی اولاد کا تذکرہ لکھتا ہے
تحریر کرتا ہے کہ انہین سے وہ لوگ ہین جو صعدہ سرزمین یمن مین حکمرانی
کر رہے تھے - انکا پہلا حکمران یحیے ہادی گزرا ہے علم فقہ مین اسکو

جون ۱۹۰۷ء (۱۳)

بیرطوبے حاصل تہا مین نے دیکھا ہے کہ اہل سنت وجماعت سے یہہ بہت دور نہین گیا۔ اسکے بیٹے احمد ناصر کے چند بیٹے تھے۔ انہین مین سے بعد اسکے جعفر رشید بعدہ اسکا بھائی قاسم مختار پھر حسن منتخب اور محمد مہدی حسب ترتیب مذکور حکمران ہوئے پھر لکھتا ہے کہ یمانی جس نے ۳۴۳ھ مین مارکر حکومت کی بنا ڈالی تھی وہ عبداللہ بن احمد ناصر برادر رشید و مختار و منتخب اور مہدی تہا۔ ابن حباب تحریر کرتا ہے کہ ان لوگون کی امامت اور حکومت کا سلسلہ برابر صعدہ مین ایک مدت تک جاری و قایم رہا تا آنکہ ان لوگون مین باہم مخالفت پیدا ہوئی اور سلیمانیون نے جبکہ ان کو ہواشم نے مکہ سے نکال باہر کیا صعدہ مین پہونچکر ان لوگون کو مغلوب کیا اور ان کی حکومت و دولت کے سلسلہ کو چھٹی صدی ہجری مین منقطع کر دیا۔

ابن سعید نے لکھا ہے کہ بنی سلیمان مین سے جس وقت کہ یہہ مکہ معظمہ سے یمن کیجانب نکالے گئے تھے احمد بن حمزہ بن سلیمان ایک سر برآوردہ شخص تہا اسکو اہل زبید نے جس زمانہ مین علی بن مہدی حمار رجی انکا محاصرہ کئے ہوئے تہا اپنی امداد کو بلایا۔ ان دنون زبید مین فاتک بن محمد نجاحی حکمرانی کر رہا تہا احمد بن حمزہ نے کہلا بہیجا کہ مین تمہاری امداد کو موجود ہون بشرطیکہ تم لوگ فاتک کو مار ڈالو۔ چنانچہ اہل زبید نے غریب فاتک کو ۵۰۳ھ مین مارکر اپنی حکومت کی زمام احمد بن حمزہ کے قبضہ مین دے دی لیکن احمد بن حمزہ سے کچھہ بن نہ پڑی علی بن مہدی کا مقابلہ نہ کر سکا۔ زبید سے بہاگ کھڑا ہوا۔ علی بن مہدی نے زبید پر قبضہ کر لیا ابن سعید ہی کا بیان ہے کہ عیسے بن حمزہ برادر احمد بن حمزہ معہ اپنے خاندان کے یمن مین تہا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

نوٹ اصل کتاب مین جگہ خالی ہے۔ مترجم

اور انہین سے خاتم بن یعیے تھا۔ بعد اسکے بنی سلیمان کی حکومت تہامہ، جبال اور یمن سے بنی مہدی کی بدولت جاتی رہی بعدہ بنی ایوب نے ان ممالک پر قبضہ حاصل کر کے بنی مہدی کو مغلوب کر دیا۔ مگر آخر کار اسکی حکومت پر منصور عبداللہ ابن احمد بن حمزہ متمکن ہوا۔ ابن عدیم نے لکھا ہے کہ اس نے صعدہ کی حکومت اپنے باپ سے حاصل کی تھی خلیفہ ناصر عباسی تاجدار خلافت بغداد کے ساتھ یہ اکثر بحث و مباحثہ کیا کرتا تھا اور اپنے ایلچیون کو دیلم اور جیلان (گیلان) کیجانب بہیجتا تھا یہانتک کے ان بلاد کے رہنے والون نے اسکی امامت و ریاست کو تسلیم کیا اور اسکے نام کا خطبہ پڑہنے لگے اور اسیکے طرف سے ان بلاد پر عمال مقرر کئے جانے لگے۔ خلیفہ ناصر نے اہل عرب اور یمن کو بیحد روپے دیئے اور ان کے ملانے کی کوشش کی لیکن کامیاب نہوا۔ ابن اثیر لکھتا ہے کہ ۶۰۱ھ مین منصور عبداللہ بن احمد بن حمزہ نے جن دنون صعدہ مین زیدیہ کی حکومت کا سکہ چل رہا تھا ایک عظیم فوج مرتب کی اور یمن پر حملہ آور ہوا معز بن سیف الاسلام طغتکین بن ایوب کو اس سے خطرہ پیدا ہوا مگر سوائے مقابلہ کے چارہ کار ہی کیا تھا فوجین آراستہ کر کے منصور عبداللہ کے مقابلہ کرنے کو بڑہا دونون فریق مین گھمسان لڑائی ہوئی۔ کہیت معز کے ہاتھ رہا منصور عبداللہ شکست کہا کے بھاگا بعد ازان دوبارہ ۶۱۲ھ مین ہمدان اور خولان کی فوجین مجتمع کر کے یمن کی طرف بڑہا۔ تمام ملک یمن مین زلزلہ سا پڑگیا مسعود بن کامل جو اسوقت والی یمن تھا بیحد خائف ہوا کردون اور ترکون کی فوج اسکے رکاب مین تھی امیر الجیوش عمر بن رسول نے رائے دی کہ قبل اسکے منصور عبداللہ کسی قلعہ پر قابض ہو جائے جنگ چھیڑ دینا چاہیئے مسعود نے اس رائے کے مطابق لڑائی چھیڑ دی چونکہ لڑائی شروع

ہونے سے پیشتر منصور کے ہمراہیون مین باہم نزاع شروع ہوگئی تھی منصور کو ہزیمت ہوئی۔

منصور نے بہت بڑی عمر پاکے ۶۳۰ھ مین وفات پائی۔ ایک بیٹا احمد ناجی یادگار چھوڑا۔ زیدیہ نے اسکو اپنا امیر بنایا مگر اسکی امامت کا خطبہ مسن ہونے اور شرایط امامت پورے ہونے کے انتظار مین نہ پڑہا ۶۴۵ھ مین زیدیہ کے ایک گروہ نے احمد موطی (جو یادگار اسلاف رسی تھا) کے ہاتھہ پر بیعت کی۔ یہ احمد بیٹا تھا حسین کا نسل سے تھا ہادی کے جسوقت بنو سلیمان نے بنو ہادی کو صعدہ کی کرسی امامت سے اوتار کر نکال باہر کیا اس وقت یہ لوگ کوہ قطابہ مین جاکر پناہ گزین ہوے جو صعدہ کے شرق مین واقع ہے۔ اس زمانہ سے یہہ برابر اسی پہاڑ مین مقیم رہے اور ہر زمانہ مین انکا امام اعلان کرتا آتا تھا کہ اصل مین حکومت ہماری ہی ہے یہان تک کہ زیدیہ نے احمد موطی کے ہاتھہ پر امامت و امارت کی بیعت کی۔ یہہ فقیہ ادیب، اپنے مذہب کا عالم اور پابند صوم وصلواۃ تھا۔ ۶۴۵ھ مین اسکی امامت کی بیعت کیگئی۔ نورالدین عمر بن رسول کو اس سے خطرہ پیدا ہوا فوجین مرتب کرکے احمد موطی پر چڑہائی کردی اور ۶۴۷ھ مین اسپر محاصرہ ڈالدیا۔ احمد موطی نے قلعہ بندی کرلی عمر بن رسول نے محاصرہ اٹھالیا اور دوبارہ محاصرہ کرنے کی غرض سے محصور قلعہ کے گرد و نواح کے قلعات سے فوجین طلب کین لیکن ان فوجون کے پہونچنے سے پہلے عمر بن رسول مارڈالا گیا اسکا بیٹا مظفر قلعہ دملوہ کے سر کرنے مین مصروف تھا اسکو وقت نے اس قدر موقع نہ دیا کہ وہ احمد موطی کے مقابلہ پر آتا احمد موطی نے نہایت اطمینان کے ساتھہ قلعات کو سر کرنا شروع کردیا۔ بیس قلعے بزور تیغ

مفتوح کرلئے صعدہ پر فوجکشی کی اور سلیمانیون کو شکست فاش دیکے
صعدہ مین اپنی کامیابی کا جھنڈا گاڑدیا سلیمانیون نے اپنے امام منصور
عبداللہ کے بیٹے احمد کی ریاست کی بیعت اسی زمانہ مین کرلی تہی اور متوکل
کا خطاب دیا تہا جبکہ موطی کی امامت کی بیعت کیگئی تہی کیونکہ سلیمانی اسکی
کرسی اور استکمال شرائط امامت کا انتظار کر رہے تہے پس جب احمد موطی
کی بیعت کی خبر مشہور ہوئی تو ان لوگون بہی بیعت کرلی بہرحسوقت احمد
موطی نے صعدہ کو مفتوح کرلیا تو سلیمانیون کے امام احمد متوکل نے امن حاصل
کرکے اپنے کو احمد موطی کے حوالہ کردیا اور اسکی امارت و امامت کی
بیعت کرلی یہہ واقعہ ۶۴۹ھ کا ہے ۶۵۰ھ مین احمد موطی نے حج کا فرض
ادا کیا - اس زمانہ سے زیدیہ صعدہ کی حکومت اسی احمد موطی کے آئندہ
نسلون مین رہی -

مین نے صعدہ مین سنا ہے کہ امام صعدہ قبل ۷۸۰ھ کے علی بن
محمد تہا جو کہ احمد موطی کے اعقاب سے تہا اور اس نے قبل ۷۸۰ھ
کے وفات پائی - بعدازان انکا بیٹا صلاح حکمران ہوا زیدیہ نے اس کی
بیعت کی - بعض زیدیہ کہتے ہین کہ وہ بوجہ عدم شرائط امامت امام
نہین ہے بہرکیف صلاح نے آخری ۷۹۳ھ مین انتقال کیا بجاے اسکے اسکا
بیٹا سنجاح حکمران ہوا زیدیہ نے اسکی بیعت سے انکار کیا سنجاح نے
کہا کچہہ مضایقہ نہین ہے مین اللہ تعالی کا محتسب ہون -

یہہ وہ واقعات ہین جو مجہکو زمانہ قیام مصر مین ان لوگون کے معلوم
ہوے اللہ تعالی زمین اور کل اُن چیزون کا جو اسپر ہین وارث
و مالک ہے -

طالبیون کے انساب اور انکے مشاہیر کے تذکرے

اکثر اہل طالبیون کا سلسلہ نسب حسن و حسین پسران علی بن ابی طالب تک منتہی ہوتا ہے جو بطن سے فاطمہ رضی اللہ عنہا سے پیدا ہوئے تھے اور یہ دونون نواسے ہین رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے - اور ان دونون کے بھائی محمد بن حنفیہ تک بھی بعض طالبیون کا سلسلہ نسب جا ملتا ہے اگرچہ علی رضی اللہ عنہ کی اور اولاد بھی سوائے ان لوگون کی تھی مگر جن لوگون نے خلافت و امارت کو اپنا حق تصور کرکے طلب کیا اور شیعون نے ان کی جنبہ داری کی اور اطراف بلاد مین انکی امارت و حکومت کی ترغیب دی وہ یہی تین (حسن اور حسین اور محمد) تھے نہ کہ اور اولاد

حسن کی اولاد سے حسن مثنی اور زید ہین انہین دونون سے حسن سبط کی نسل مدعی امامت و حکومت ہوئی - حسن مثنی کے لڑکون سے عبداللہ کامل، حسن مثلث، ابراہیم عمر، عباس اور داود ہین عبداللہ کامل اور اسکے لڑکون کے حالات اور انساب اوپر بیان کئے گئے جہانپر کہ اسکے بیٹے محمد مہدی کے تذکرہ اور حالات جو ابوجعفر منصور کے ساتھہ پیش آئے تھے احاطہ تحریر مین لائے گئے - انہین مین سے ملوک ادارسہ مغرب اقصے بنو ادریس بن ادریس ابن عبداللہ کامل تھے اور ان کے اعقاب سے بنو حمود ملوک اندلس تھے جو بنو امیہ کے آخری عہد حکومت مین بنو امیہ کی جانب سے حکمران تھے - انہین مین سے بنو حمود بن احمد بن علی بن عبیداللہ بن عمر بن ادریس گزرے ہین جنکا ذکر ہم آیندہ تحریر کرینگے - انہین مین سے بنو سلیمان بن عبداللہ کامل تھے جنکی نسل

سے ملوک یمامہ بنو محمد احیضر بن یوسف بن ابراہیم بن موسے جون گزرے ہین۔ انہین مین سے بنو صالح بن موسے ابن عبداللہ ساقی ملقب بہ ابوالکرام بن موسے جون تھے یہ وہی لوگ ہین جنہون نے بغانہ مضافات سودان ملک مغرب اقصے مین حکمرانی کی تھی اور ان کی پچھلی نسلین اس وقت تک وہان پر معروف و موجود ہین۔ ایسکی نسل سے ہواشم بنو ابی ہاشم محمد بن حسن بن محمد اکبر بن موسی ثانی بن عبداللہ ابوالکرام تھے جو عہد حکومت عبیدیین مین امرار مکہ تھے ان کے تذکرے ہم اوپر تحریر کر آئے ہین اور انہین کے اعقاب سے بنو قتادہ بن ادریس ابن مطاعن بن عبدالکریم بن موسے بن عیسے بن سلیمان بن موسے جون یہی تھے جو بعد ہواشم کے حکمران مکہ معظمہ ہوئے یہ لوگ اپنے باپ قتادہ کی بدولت حکومت کی کرسی پر رونق افزا ہوئے تھے۔ انہین مین سے بنو نمی بن سعد بن علی بن قتادہ ہین جو اس وقت امرار مکہ ہین۔

داود بن حسن مثنی سے سلیمانیون کا سلسلہ نسب ملتا ہے جو حکمران مکہ معظمہ تھے یہ لوگ سلیمان بن داود کی نسل سے تھے ان پر آخر زمانہ مین ہواشم غالب آ گئے تھے اور یہ لوگ مکہ معظمہ سے یمن کیجانب چلے گئے تھے پس زیدیہ نے انکی امامت و امارت تسلیم کی جیسا کہ انکے حالات کے ضمن مین بیان کیا گیا۔

حسن مثلث بن حسن مثنی سے حسین بن علی بن حسن مثلث تھے جس نے ہادی پر خروج کیا تھا اسکا ذکر بھی اوپر پڑھ آئے ہو۔

ابراہیم عمر بن حسن مثنی کے اعقاب سے ابن طباطبا ہے اسکا نام ابراہیم

بن اسماعیل بن ابراہیم تھا انہین مین سے محمد بن طباطبا ابوالایمہ صعدہ تھا
جنپر بنو سلیمان بن داود بن حسن مثنی غالب آئے تھے جبکہ مکہ سے صعدہ
مین آئے تھے پھر ان پر بنو رسی مسلط ہوئے چنانچہ یہہ لوگ اپنے
امام کے پاس صعدہ چلے گئے اور اس وقت تک وہان پر موجود ہین۔
انہین مین سے بنو سلیمان بن داود بن حسن مثنی اور اسکا بیٹا محمد بن سلیمان
حکمران مدینہ عہد حکومت مامون مین تھا۔ اسیکے عقب سے محمد بن حسن بن محمد بن
ابراہیم بن حسن بن زید تھا جو زمانہ معتمد مین مدینہ منورہ کا والی اور حاکم گزرا ہے
اس نے منہیات شرعیہ اور خونریزی کو مباح کر رکھا تھا فتنہ اور فساد کی اس
درجہ گرم بازاری ہوگئی تھی کہ جماعت کے ساتھہ نماز کا ہونا موقوف ہوگیا تھا
اور انہین کی پچھلی نسل سے حسن بن زید بن محمد بن اسماعیل بن حسن بن زید اور اسکا
بھائی محمد تھا جنہون نے یکے بعد دیگرے طبرستان مین حکومت و امارت
کی بنا قائم کی تھی۔ ان دونون کے حالات اوپر بیان کئے گئے
انہین مین سے اور طبرستان کا داعی صغیر یعنی حسین بن قاسم
بن علی بن عبدالرحمن بن قاسم بن محمد طحانی بن قاسم بن حسین بن زید تھا۔
اس داعی صغیر اور اطروش مین لڑائیان بھی ہوئی تھین۔ چنانچہ
سنہ ۳۱۹ھ مین یہہ داعی صغیر مارا گیا۔ اسکی پچھلی نسل سے قاسم بن علی بن
بن اسماعیل تھا جو حسن بن زید کا ایک سپہ سالار تھا۔

ان لوگون نے اس اطراف کے رہنے والون کے ساتھہ محبت اور
اخلاق کے برتاؤ کئے تھے جس سے اس اطراف کے رہنے والونکے
دلون مین انکی محبت جانشین اور متمکن ہوگئی اور یہی سبب تھا کہ دیلم آئے
دن بلاد اسلام پر حملہ آور ہوتے تھے کیونکہ ان حسینون کی فوج انہین

دیلمیون سے مرتب کیجاتی تھی - جو ان لوگون کے ساتھہ خروج کیا کرتی تھی
اطروش حسنی کے ساتھہ ماکان بن کالی بادشاہ دیلم نے خروج کیا
تھا - مرداویج اور بنو بویہ اسی کے ہوا خواہون سے تھے - انہین دیلمیون
کے اعزہ و اقارب انکی فوج کے سپہ سالار اور سپاہی ہوتے تھے
جو بلحاظ اپنے قوم کی دیلم کے نام سے موسوم کئے جاتے تھے واللہ
یخلق ما یشاء

حسین بن علی جو زمانہ حکومت یزید بن معاویہ مین (مقام کربلا مین) شہید
کئے گئے - انکے بیٹے علی زین العابدین تھے علی زین العابدین سے
محمد ملقب بہ باقر عبداللہ ارقط عمر اور حسین اعرج تھے -

عبداللہ ارقط کی نسل سے حسین کو یکی بن احمد بن محمد بن اسمعیل بن احمد
بن عبداللہ ارقط تھا حسین کو یکی حسن اطروش بن علی قایم بن حسن بن علی
بن عمر کے سپہ سالارون سے تھا اس نے سرزمین طالقان
مین عہد خلافت معتصم مین حکومت و سلطنت کی بنا ڈالی تھی پھر خونریزی
کے خوف سے روپوش ہوگیا تا آنکہ اسی حالت روپوشی مین وفات
پائی یہہ معتزلی مذہب رکھتا تھا - اور انہین مین سے اطروش تھا جسکے
ہاتھہ پر دیلم اسلام لائے تھے اطروش کا نام حسن تھا علی بن حسن
بن علی بن عمر کا بیٹا تھا - یہہ ادیب اور فاضل تھا اس نے اپنے
مذہب کو خوب سنوارا - طبرستان پر حکمرانی کی - ۳۰۱ھ مین رگہرائے
ملک بقا ہوا اسکے بعد اسکا بھائی محمد حکمرانی کرنے لگا جب یہہ بھی مرگیا
تو حسین بن محمد بن علی جو اسکے بھائی کا بیٹا تھا کرسی حکومت پر جلوہ افروز
ہوا اور ۳۱۶ھ مین نصر بن احمد بن اسماعیل بن احمد بن نوح بن اسد سامانی

(۱) ۶۹۰ جولائی

والی خراسان کی فوج کے ہاتھ مارا گیا۔

حسین اعرج کی اولاد سے حسین ہمرج بن زین العابدین بن عبد اللہ عقیقی بن حسین اعرج تھا اور عبد اللہ عقیقی کی نسل سے حسین بن محمد بن جعفر بن عبد اللہ عقیقی گذرا ہے جسکی زندگانی کا خاتمہ حسن بن زید والی طبرستان کے ہاتھون ہوا۔ اسی خاندان سے جعفر بن عبید اللہ بن حسین اعرج تھا جسکو اسکے گروہ والے "حجۃ اللہ" سے موسوم کرتے تھے اسکی آئندہ نسل سے ملقب بہ مسلم ایک شخص تھا جو زمانہ حکومت کافورین مصر کے امور سیاسی کا ناظم و منصرم گزرا ہے۔ مسلم کا نام محمد بن عبید اللہ بن طاہر بن یحییٰ محدث بن حسین بن جعفر حجۃ اللہ تھا مسلم کے بیٹے طاہر کی نسل سے اس زمانہ کے امرار مدینہ منورہ بنو جماز بن ہبۃ اللہ بن جماز بن منصور بن جماز بن شیحہ بن ہاشم بن قاسم بن مہنی اور مہنی بن مہنی بن داود بن قاسم برادر مسلم اور عمر و طاہر تھے۔

ابن سعید کا یہہ خیال ہے کہ بنی جماز بن شیخہ امرار مدینہ منورہ عیسےٰ بن زید شہید کی اولاد سے ہین اور اسمین اعتراض ہے۔

حسین اعرج کی اولاد سے زید بھی تھے جنھون نے کوفہ مین ہشام بن عبد الملک کے خلاف ۱۲۱ھ مین خروج کیا تھا اور وہین مارے گئے تھے بعد ازان ۱۲۵ھ مین انکے بیٹے یحییٰ نے خراسان مین علم مخالفت بلند کیا اور انکی بھی زندگانی کا خاتمہ کر دیا گیا۔ بعض اوقات صاحب الزیلخ اپنے کو نسبًا اسکی طرف منسوب کرتا ہے اور اوسکا بھائی عیسےٰ بن زید جس نے اول زمانہ خلافت منصور مین منصور سے معرکہ آرائی کی حسین ہی کی اولاد سے ہے جسکی پچھلی نسل سے یحییٰ بن عمر بن یحییٰ تھا جس نے عہد حکومت

مستعین مین کوفہ مین امارت کی بنا رقایم کی تھی اسکے خیالات صحابہ کے
بابت اچھے اور قابل تحسین تھے - اسکی طرف وہ عمری منسوب کئے جاتے
ہین جو کہ بغداد مین سلطان کیجانب سے دیلم کے مستولی ہونے کے زمانہ
مین کوفہ پر متغلب ومتصرف ہوے تھے - اور علی بن زید بن حسین بن زید نے
کوفہ مین بنا رحکومت قایم کی تھی پھر صاحب الزنج کے پاس بصرہ بھاگ گئے
پس اس نے اُسکو قتل کرکے اس لونڈی کو گھر مین ڈال لیا جسکو
اس نے بصرہ سے قید کیا تھا -

محمد ملقب بہ باقر بن زین العابدین کی اولاد سے عبداللہ افطح اور جعفر
صادق تھے عبداللہ افطح کے گروہ والے عبداللہ افطح کی امامت کے قایل ہوے اسکی گروہ سے زرارہ
بن اعین کوفی تھا - کوفہ سے نکلکر اس نے مدینہ منورہ مین جاکے قیام کیا تھا
اہل مدینہ نے اس سے چند مسائل فقہیہ کا سوال کیا جسکا جواب اس سے
نہ بن پڑا مجبوراً عبداللہ افطح کی امامت کے اعتقاد سے رجوع کرلیا اس
وجہ سے افطحیہ کی امامت کا سلسلہ منقطع ہوگیا -

ابن حزم کا خیال ہے کہ عبیدیین ملوک مصر اسکی طرف نسبًا منسوب کئے
جاتے ہین حالانکہ یہ صحیح نہین ہے -

جعفر صادق کے لڑکون سے اسماعیل امام،
موسے کاظم اور محمد دیباجہ تھا محمد دیباجہ نے زمانہ خلافت
مامون مین مکہ معظمہ مین خروج کیا اہل حجاز نے اسکی خلافت وامارت
کی بیعت کی - پھر جبوقت معتصم حج کو آیا تو اسکو گرفتار کرکے مامون کی خدمت
مین بغداد لایا تھا - مامون نے اسکی خطا معاف کردی تھی - اس نے ۲۰۴ھ مین
وفات پائی - باقی رہے اسماعیل اور موسے کاظم - انہین پر اور انہین سے شیعہ

مین اختلاف پیدا ہوتا ہے - موسے کاظم کا حلیہ بدویون سے زیادہ
ملتا جلتا اور رنگ مائل بہ سیاہی تھا - رشید انکی بہت عزت کرتا تھا
اور ان کے حالات مین لوگون کے کہنے سننے پر کان نہ کہتا تھا جیسا کہ
تم اوپر پڑھ آئے ہو انہین کی آئندہ نسل سے بقیہ ایمہ اثنا عشر ہین
جنکی امامت کے فرقہ امامیہ زمانہ علی ابن ابی طالب وصی سے قائل
ہے - ان کی زندگانی کا زمانہ ۳۵ھ مین پورا ہوا بعد انکے انکے بیٹے
حسن امامت کی کرسی پر متمکن ہوئے انکی وفات ۴۵ھ مین ہوئی پھر
انکے بھائی حسین امام ہوئے انکی شہادت ۶۱ھ مین ہوئی بعدہ انکے
بیٹے علی زین العابدین امامت کے عہدہ سے سرفراز کئے گئے انہون نے
(۹۴ھ) مین وفات پائی پھر انکے بیٹے محمد ملقب بہ باقر امام ہوئے
انہون نے ۱۱۶ھ مین انتقال کیا بعدہ انکے بیٹے جعفر صادق نے امامت
کی - ۱۴۳ھ مین یہہ جان بحق تسلیم ہوئے بعد ازان انکے بیٹے موسے
کاظم کو امامت دیگئی - انکی وفات ۱۸۳ھ مین ہوئی - شیعون کے نزدیک
یہہ ساتوین امام ہین - بعد ان کے انکے بیٹے علی رضا منصب امامت
سے ممتاز ہوے اور ۲۰۳ھ مین وفات پائی پھر ان کے بیٹے محمد ملقب
بہ جواد امام ہوئے انہون نے ۲۲۰ھ مین انتقال کیا پھر ان کے بیٹے
علی معروف بہ ہادی نے امامت کی انکا انتقال ۲۵۴ھ مین ہوا بعد انکے

لہ مورخ ابن خلدون نے اس مقام پر شیعہ کے اثنا عشر کی ترتیب اور انکے زمانہ وفات کو تحریر کیا ہے ولادت
کے زمانہ سے کچھ تعرض نہین کیا جس سے یہہ نہین معلوم ہوتا کہ ان مین سے کتنی عمر پائی - مین اس کمی کو اور کتب تواریخ
سے پورا کرتا ہون سو ہویدا حسن کی ولادت مدینہ منورہ مین نصف رمضان ۳ھ کو ہوئی
تقریباً بیالیس برس کی عمر پائی - حسین بھی مدینہ منورہ مین ہجرت سے باقی نوٹ صفحہ ۱۹۷ مین دیکھو

ان کے بیٹے حسن عسکری کو امامت ملی انہون نے ۲۶۰ھ مین وفات پائی۔ پھر ان کے بیٹے محمد ملقب بہ مہدی عہدہ امامت سے سرفراز کئے گئے۔ یہ شیعون کے بارہوین امام ہین۔ یہہ اُنکے نزدیک زندہ ہین اور یہہ لوگ انکی آمد کا انتظار کر رہے ہین۔ انکے حالات تم اوپر پڑھ آئے ہو۔

موسےٰ کاظم کی اولاد سے سوائے ابیمہ کے ابراہیم مرتضیٰ نامی ایک شخص گذرا ہے جسکو محمد بن طباطبا اور ابوالسرایا نے یمن کی سند حکومت دی تھی پس ابراہیم یمن گیا اور وہین پر زمانہ خلافت مامون مین ٹھیرا ہوا خونریزی کرتا رہا تا آنکہ کثرت خونریزی سے لوگون نے اسکو جزار کا لقب دیا

چوتھے سال شعبان کی پانچوین تاریخ کو پیدا ہوئے تقریباً ستاون مرحلے عمر کے طے کئے۔ علی زین العابدین بھی مدینہ منورہ مین علی ابن ابی طالب کے زمانہ حیات مین شہادت کے دو برس پہلے ۳۸ھ مین پیدا ہوئے تقریباً ستاون برس کی عمر پائی۔ محمد باقر تین برس قبل شہادت حسین بن علی مدینہ منورہ مین ۵۸ھ مین پیدا ہوئے تقریباً اٹھاون سال کی عمر پائی جعفر صادق کی ولادت ۸۰ھ مدینہ منورہ مین ہوئی انکی مان کا نام ام فروہ بنت قاسم بن محمد ابن ابی بکر صدیق تھا۔ ترسٹھ مرحلے عمر کے طے کئے۔ موسیٰ کاظم مقام ابواء ۱۲۸ھ مین پیدا ہوئے انکی مان کا نام حمیدہ بربریہ تھا۔ انہون نے پچپن برس کی عمر پائی۔ انکے تینتیس لڑکے اور لڑکیان تھین۔ علی رضا کی ۱۴۸ھ مین ولادت مقام مدینہ منورہ مین ہوئی پچپن برس کی عمر پائی طوس مین مدفون ہوئے محمد ملقب بہ جواد مدینہ منورہ مین ماہ رمضان ۱۹۵ھ مین پیدا ہوئے پچیس برس زندہ رہے بغداد مین مدفون ہوئے۔ علی ہادی ۲۱۴ھ مین مدینہ منورہ مین پیدا ہوئے چالیس مرحلے عمر کے طے کئے۔ حسن عسکری ۲۳۲ھ مقام مدینہ منورہ مین پیدا ہوئے ساٹھ برس کی عمر پائی اور سرمن رای مین مدفون ہوئے بارہوین امام محمد ملقب بہ مہدی ہین کہا جاتا ہے کہ انکی عمر بوقت وفات انکے باپ حسن عسکری کے پانچ برس کی تھی اپنے مان کے ساتھ سرداب مین داخل ہوئے سو غائب ہو گئے فرقہ امامیہ اثنی عشریہ کا یہی مقتضا من تاریخ ابی الفدا و روضۃ الاحباب و المعارف ابن قتیبہ۔

اس نے اپنی امامت کا اظہار اور حکومت وسلطنت کا دعوے کیا تھا جب کہ خلیفہ مامون نے اسکے بھائی علی رضا کی ولیعہدی کا اعلان کیا تھا بعد ازان خلیفہ مامون ان کے قتل سے متہم کیا گیا جزار نے علم مخالفت بلند کیا اور حکومت وسلطنت کا دعوے دار ہوا پس مامون نے جنگ فاطمیین پر یمن مین محمد بن زیاد بن ابی سفیان کو مامور کیا چونکہ ان لوگون مین باہم عداوت وبغض تھا اسوجہ سے محمد بن زیاد نے نہایت مستعدی سے اس مہم کو سر کیا فاطمیون پر متعدد حملے کئے انکے ہواخواہون اور گروہ والون کو قتل کیا اور انکی جماعت کو تتر بتر کر دیا۔

ابراہیم مرتضے کی اولاد سے موسے بن ابراہیم شریف رضی اور مرتضے کا دادا تھا اسمین سے ہر واحد کا نام علی بن حسین بن محمد بن موسے بن ابراہیم تھا۔

نیز موسے کاظم کی اولاد سے انکا بیٹا زید تھا اسکو ابو السرایا نے اہواز کی حکومت پر مامور کیا تھا پس یہ بصرہ گیا اور اسپر حکمرانی کرتا رہا۔ عباسیون کے مکانات کو جو وہان تھے جلوا کے خاک وسیاہ کر دیا اسی مناسبت سے یہ "زید النار" کے نام سے موسوم ہوا۔ اسکی نسل سے زید الخبتہ بن محمد بن زید بن حسن بن زید النار تھا یہ اس خاندان کا نامور فاضل اور صالح تر شخص تھا یہ زمانہ حکومت متوکل مین بغداد بھیجا گیا متوکل نے اسکو ابن ابی داود کے سپرد کر دیا۔ ابن ابی داود نے اسکی آزمایش کی امتحان مین کامل نکلا تب ابن ابی داود کی شہادت پر متوکل نے اسکو رہا کر دیا۔ موسے کاظم ہی کی اولاد سے اسکا بیٹا اسماعیل بھی تھا اسکو بھی ابو السرایا نے فارس کی حکومت دی تھی۔

جعفر صادق کی نسل سے علاوہ ایمہ کے محمد و علی پسران حسین بن جعفر تھے جنھون نے ۲۷۱ھ مین حکومت و سلطنت کی بنا، مدینہ منورہ مین ڈالی بہت بڑی خونریزی کی لوگون کے مال و اسباب لوٹ لیے جعفر بن ابی طالب کی اولاد کو جی کھولکر پایمال کیا مہینون مدینہ منورہ مین نہ جمعہ ہوا نہ جماعت کی نماز ہوئی۔

اسماعیل امام کی نسل سے عبید ہین خلفا رقیروان و مصر یعنے بنو عبید اللہ مہدی بن محمد بن جعفر بن محمد بن جعفر بن محمد بن اسمعیل تھے جنکا ذکر اوپر ہو چکا اور جو لوگ ان کی نسب مین رد و قدح یا اختلاف کرتے ہین وہ از سر تا پا قابل التفات نہین ہے یہہ نہایت صحیح ہے جو ہمنے تحریر کیا ہے۔

ابن حزم نے لکھا ہے کہ یہہ لوگ حسن بغیض عم عبید اللہ مہدی کی اولاد سے ہین ابن حزم کے نزدیک یہہ ہے کہ یہ عبیدیون کا دعوے ہے۔

محمد بن حنفیہ کے لڑکون سے عبد اللہ بن عباس اور اسکا بھائی علی بن محمد اور اسکا بیٹا حسن بن علی بن محمد تھا۔ شیعہ نے انکی امامت کا بھی دعوی کیا ہے۔ خلیفہ مامون کے عہد خلافت مین اولاد علی بن محمد کے سوا عبد الرحمن بن احمد بن عبد اللہ بن محمد بن علی بن ابی طالب نے بھی خروج کیا تھا۔

جعفر بن ابی طالب کی نسل سے عبد اللہ بن معاویہ بن عبد اللہ بن جعفر بن ابی طالب تھا جسکی فارس مین حکومت تھی اور کوفہ مین اسکی خلافت و امارت کی بیعت لیگئی بعض ہوا خواہان عباسیہ نے یہہ چاہا تھا کہ زمام حکومت و سلطنت اسکے قبضہ مین دے دی جائے لیکن ابو مسلم نے اس سے مخالفت کی۔ انکے گروہ والے انکے آنے کا انتظار کرتے ہین

اور بذریعہ وصیت ابو ہاشم بن محمد بن حنفیہ اسکو خلافت و امارت
کا مستحق سمجھتے ہین - یہہ فاسق تہا اور معاویہ اسکا بیٹا شہ و مست مین اپنے
باپ کا نظیر تہا طالبیون کے انساب اور حالات تمام ہوئے اب ہم بنی
امیہ کے حالات کی طرف متوجہ ہوتے ہین جو اندلس مین علم خلافت
عباسیہ سے منازعت کر رہے تہے بعد ازان ہم ان دولتون عرب
ترک یمن، جزیرہ، شام، عراق مغرب کے حالات کے لکہنے کی طرف اپنی توجہ مبذول
کرینگے جو علم خلافت عباسیہ کی ماتحت اور نام لیوا تہین مگر اس سے
علیحدہ اور جدا تہین واللہ المستعان -

(مترجم) ایک زمانہ دراز سے تم ان اوراق کو نہایت صبر و استقلال سے
پڑہتے چلے آتے ہو اور بظاہر روکہے سوکہے مضامین کے
سوا چٹپٹے پھڑکتے ہوئے جملے تم نے نہ دیکہے اور نہ سنے ہونگے
تم نے انہین اوراق مین اسلام اور اسلامیون کی جیتی جاگتی
چلتی پہرتی تصویرین دیکہی ہین اور پہر انہین صفحات مین تم نے
انکی انحطاط کی صورتون کو بہی تنزلی کے گوشہ مین سر گریبان
بیٹہی ہوئی یا حیران و سرگردان ملاحظہ کیا ہوگا - اس سے
تمہارے دماغ مین یہ خیال پیدا ہو سکتا ہے کہ آخر یہ کیون
ہوا ؟ مگر ذرا تم سوچوگے تو تمہارا ذہن تمہارا دل خود یہہ جواب
فوراً دے دیگا کہ اسلامیون کی بربادی اسوجہ سے ہوئی کہ
ان لوگون نے احکام قرآنی پر نظر نہ رکہا اور آپس کی خانہ جنگیون
باہمی نزاعات، بیجا خواہشات حکمرانی اور تکبر و بیجا فخر انساب و
ہمچو من دیگرے نیست مبتلا ہو گئے رہتے -

خلافت راشدہ اسلامیہ کے تیسرے دور کے آخرین امیرالمومنین عثمان بن عفان کی شہادت کا واقعہ اگرچہ سوائے بلوایان مصر کبار صحابہ سے کوئی اس مین شریک نہین ہوا تھا تاہم اسلام اور اسلامیون کے نقصان عظیم پہونچانے کے لئے کم نہ تھا مگر اس زخم کا غوری علاج یون ہوگیا کہ امیرالمومنین علی ابن ابی طالب بمشورہ ارباب حل وعقد و کبار صحابہ سریر خلافت پر جلوہ آرا ہوگئے۔ نظام حکومت درست ہونے پایا تھا کہ اسی غیر متوقع واقعہ شہادت خلیفہ مظلوم نے اپنے کو جنگ جمل کے سانچے مین ڈھال لیا۔ طلحہ، زبیر اور ام المومنین عایشہ ایک فریق ہوئین اور امیرالمومنین علی ایک فریق ہوئے۔ لگانے بجھانے والون اور قاتلین عثمان نے دونون فریق کو لڑا کے اپنے کو قصاص خون خلیفہ مقتول سے بچا لیا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ فریق اول کی شکست ہوئی اور امیرالمومنین علی نے ام المومنین عایشہ کو بعزت واحترام میدان جنگ سے واپس کیا اور خود کوفہ مین ہونچکے نظم ونسق مین مصروف ہوئے۔ خواہان قصاص خون عثمان کے دل واقعہ شہادت متذکرہ بالا سے بھرائے ہوئے تو پہلے سے تھے امیرالمومنین علی کے عزل ونصب نے ان کے حق مین سونے مین سہاگہ کا کام دیا اور جنگ صفین کی بنیاد پڑگئی۔ اسمین ایک فریق امیر معاویہ والی شام تھے اور دوسرے فریق وہی امیرالمومنین علی فریقین کی قوتین اس لڑائی کی نذر ہوگئین آخرکار قدرتی طور پر یہ طے پایا کہ عرب اور عراق کی زمام حکومت امیرالمومنین علی کے قبضہ اقتدار مین رہی اور شام پر امیر معاویہ حکمران رہے۔

جولائی ۱۹۰۶ء (۲)

اس سے تم اندازہ کر سکتے ہو کہ آخری دور چارمین خلافت مین
متحدہ قوت اسلام کی دو قوتون مین منقسم ہو جانے سے
مسلمانون کی قوت کو کسقدر نقصان پہونچا ہوگا اور وہ باتین جو ان کو
خلافت کے دور سابقہ مین حاصل تہین کہان تک زائل ہوگئی ہونگی
اسی جنگ کے اختتام ہوتے ہوتے جنگ نہروان کی بنا پڑتی
ہے اور امیر المومنین علی کو اسمین مصروف و مشغول ہونا پڑتا ہے
اس سے خلافت کی رہی سہی قوت ٹوٹ جاتی ہے۔ یہی واقعات
تھے جنکی وجہ سے آخری دور خلافت چارمین مین اسلامی فتوحات
کے دائرہ وسیع کرنے کا موقع نہین ملا اور ساری قوت اپسکے
جھگڑون، باہمی نزاعات اور رافع بغاوت مین صرف ہوگئی۔ تا آنکہ امیر
المومنین علی کا زمانہ شہادت قریب آگیا اور بعد شہادت جناب موصوف
لوگون نے آپ کے بیٹے حسن کے ہاتھہ پر خلافت و امارت کی
بیعت کی یہہ بھی ایک صورت اجتماع اور شورے کی تھی۔ حسن نے
سریر خلافت پر متمکن ہوتے ہی اس امر کا احساس کر کے کہ ممالک
اسلامیہ مین دو حکومتون کے قایم ہونے یا رہنے سے اسلام
کو بجائے فائدہ کے نقصان اور بعوض ترقی کے تنزلی ہوتی
رہے گی نہایت نکتہ سنجی اور انجام بینی سے
حکومت و امارت امیر معاویہ والی شام کے
سپرد کر دی اور آپ مدینہ منورہ مین جا کے
عزلت گزین ہو گئے کسی ہوا پرست کا یہہ خیال کرنا
کہ انہون نے بزدلی یا سستی و کاہلی سے امارت چھوڑ دی تھی

حماقت و بے دینی ہے اس امر نے ادہر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی اس پیشگوئی کو جو کہ آپ نے عمدہ طفلی حسن بن علی سے مین کی تھی سچ کر دکھایا اُدہر شیعان علی نے ہمیشہ کے لئے اسی وجہ سے ان کے خاندان کو منصب امامت سے محروم کر دیا ؎ بہ بین تفاوت رہ از کجاست تا بہ کجا۔

امیر معاویہ اس عام اجماعت کے بعد کل ممالک اسلامیہ پر بلا مشارکت غیرے و مساہمت احدے حکمرانی کرنے لگے یہ وہ زمانہ تہا کہ لوگون نے نبوت اور فیوض و برکات صحبت رسالت مآب کو بہولا دیا تہا قومی حمیت، عصبیت اور جنبہ داری مین مبتلا ہو گئے تھے۔ ایک مدت دراز حکومت کر کے انتقال کر گئے۔ انہون نے انتقال سے چند دنون پیشتر اپنے بیٹے یزید کو ولیعہد بنایا اسلام مین یہہ پہلی نظیر تھی جس سے انتخابی اور جمہوری حکومت خاست ہوتی ہے اور شخصی حکومت کی بنا رقایم ہوتی ہے ورنہ اس سے پیشتر انتخاب اور اجماع اہل شورے سے منصب امارت و خلافت دیا جاتا تہا۔ اگرچہ امیر معاویہ جو بھی انتخاباً و اجماعاً خلیفہ و امیر نہین بنائے گئے تھے مگر انہون نے بہ تقاضائے فطرت و جبلت

۱؎ عن ابی بکرۃ قال رایت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی منبرہ والحسن بن علی الی جنبہ و ھو یقبل علی الناس مرۃ وعلیہ اخری ویقول ان ابنی ھذا سید ولعل اللہ ان یصلح بہ بین فئتین عظیمتین من المسلمین رواہ البخاری ترجمہ ابی بکرہ سے روایت ہے کہا انہون نے کہ مین نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو ہر دیکہا اور حسن بن علی آپکے پہلو مین تہے گاہے آدمیونکی طرف متوجہ ہوتے تہے اور گاہے حسن کیطرف اور یہ فرماتے جاتے تہے میرا یہ بیٹا سردار ہے اور یہ امید ہے کہ اللہ تعالی اسکے ذریعہ سے مسلمانونکے دو گروہ عظیم مین مصالحت کرادے گا۔ روایت کی اسکی بخاری نے۔ مشکوۃ شریف صفحہ ۵۶۹ مطبوعہ احمد المطابع لکھنو۔

جبکہ مسلمانونمیں تفرقہ پیدا ہو چلا تھا بوجہ عصبیت اپنی قوم اور نیز کل عرب اور کل مسلمانون کو اپنی طرف مائل کر لیا جیسا کہ ہر بادشاہ اپنی قوم کو بوجہ عصبیت اپنی جانب مائل کر لیتا ہے

اس وقت تک جسقدر لڑائیان ہوئین وہ محدود اور شخصی تھین اسکا اثر اسی وقت تک رہا جب تک کہ وہ قایم رہین یزید کے زمانہ حکومت مین ایک ایسا واقعہ پیش آجاتا ہے کہ جس سے اسلام مین گروہ بندیان شروع ہو جاتی ہین اگرچہ گروہ بندیون کا سلسلہ آخری دور خلافت خلیفہ ثالث سے شروع ہو جاتا ہے لیکن وہ ایسا وقیع نہین ہے کہ جسکی طرف توجہ کیجاے۔

یزید کے زمانہ حکومت مین کوفیون کی تحریک و اصرار پر جو اپنے کو شیعان علی سے تعبیر کرتے تھے حسین بن علی نے پہلے مسلم بن عقیل کو کوفہ روانہ کیا اور جب اہل کوفہ شیعان علی نے ان کے ہاتھہ پر حسین بن علی کی بیعت کر لی تو آپ نے بھی یہ خبر پا کے کوفہ کی طرف کوچ کیا یزید نے اپکی مصلحت کے خیال سے اپنے امراء لشکر اور نیز گورنر کوفہ کو اس امر کے روک تھام پر مامور کیا۔ اس جد و جہد مین لشکر شام کو کامیابی حاصل ہوئی اور کوفہ والے جنہون نے خطوط لکھہ کر بیعت کرنے کو بلوایا تھا اور مسلم کے ہاتھہ پر آپ کی بیعت بھی کر لی تھی اپنے مطلوب امام کو لشکر شام کے حوالہ کر کے تماشائے جنگ دیکھتے رہگئے اس موقع پر مین اس امر کو ظاہر کیا چاہتا ہون کہ کل اہل کوفہ جنہون نے خطوط لکھے تھے شیعان علی سے تھے اور ان کے متبع تھے۔ شام والے شاہی ملازم تھے اور انکا

مذہب میرے نزدیک شیعہ تھا نہ سنی بلکہ وہ حکومت کا مذہب رکھتے تھے۔ حکومت کا مذہب کیا تھا؟ مصالح ملکی انتظام سلطنت و اور حکمرانی۔ اس واقعہ کے ختم ہونے پر واقعہ حرہ پیش آیا۔ یہ بھی منجملہ اور واقعات جانکراش کے ایک واقعہ تھا بعد اس کے یزید مرگیا۔ اسکا بیٹا معاویہ بن یزید بن معاویہ تخت نشین ہوا چالیس روز یا کچھ کم وزیادہ حکومت کر کے امارت سے دستکش ہوگیا۔ اہل حجاز یمن، عراق اور خراسان نے بلا جد وجہد عبداللہ بن زبیر کی امارت کی بیعت کرلی۔ ملک شام اور مصر والے تقرر امیر میں پس وپیش کر رہے تھے کہ مروان بن الحکم جو ایک مدت سے ایسے موقع کا منتظر اور حکومت وسلطنت کا خواہش مند تھا بحکمت عملی ان لوگوں کو اپنی طرف مائل اور حریفانہ کوشش امارت حاصل کرنے کی کرنے لگا اسکو اور اسکے آئندہ نسلوں کو اپنی کوشش میں کامیابی ہوئی اور عبداللہ بن زبیر کی زندگانی کا ناکامی کے ساتھ خاتمہ ہوگیا۔ عبداللہ بن زبیر کی بیعت امارت اگر نہ دیکھا جائے تو باجماع وشورے ہو سکتی نہ کہ مروان بن الحکم کی۔

بہرکیف اب وہ زمانہ آگیا تھا کہ مروانیوں کی جوش اقبالی کا پھریرہ کامیابی کی ہوا میں لہرا رہا تھا۔ ادھر دعوے داران امارت حکومت درپردہ رقابت ودوانیاں کر رہے تھے ادھر گاہے گاہے خوارج خروج کرتے نظر آتے تھے اور گاہے[1] شیعان وتبعان علی خون حسین کے

---

[1] بعد وفات یزید وبیعت مروان بن الحکم سلیمان بن صرد مختار بن ابی عبید وغیرہم نے بطلب خون حسین خروج کیا تھا دیکھو تاریخ ابن خلدون جلد ۴ صفحہ ۱

قصاص لینے کو اوٹھہ کھڑے ہوئے تھے تاہم کچھہ نہ کچھہ جہاد کا سلسلہ قایم وجاری رہا۔ سندھ، کاشغر، چین اور اندلوسیہ عظمیٰ وغیرہا ممالک مفتوح ہوئے۔

۱۰۰ھ سے دعوے داران سلطنت اور خواہشمندان حکومت کا ایک جدید گروہ پیدا ہوجاتا ہے جسمین عباسی اور علوی حکومت وسرداری کا جھنڈا لئے ہوئے نظر آتے ہین اور ان لوگون کو جنہون نے بزور وغلبہ یا بہ حکمت عملی حکومت حاصل کرلی تھی حکومت کی کرسی سے اوتارا چاہتے ہین عباسیون کو اس ریشہ دوانی مین رفتہ رفتہ ۱۳۲ھ مین کامیابی حاصل ہوجاتی ہے اور علویہ جو قافلہ سالار تھے پیچھے رہجاتے ہین۔ مروان بن محمد آخری تاجدار بنوامیہ مارا جاتا ہے اور ابوالعباس سفاح حکومت وسلطنت کی عبا پہنے ہوئے کرسی امارت پر متمکن نظر آتا ہے کاش یہ دعوے داران سلطنت وخواہشمندان حکومت اپنی ذاتی منفعت یا حصول ثروت و دولت کی قوت کو ممالک اجنبیہ پر قبضہ وتصرف حاصل کرنے مین صرف کرتے اور ان ممالک مین آتش جنگ مشتعل کرنے سے محفوظ رکھتے جہانکہ اسلام کے نام لیوا حکومت کررہے تھے تو آج دنیا مین اسلام ہی اسلام نظر آتا۔

اس وقت سے دوبارہ اسلام کی زمام حکومت دو مختلف خاندانون کے قبضہ اقتدار مین چلے جاتے ہے ایک عباسیہ جو بنوامیہ کو کرسی حکومت سے اوتار کے خود متمکن ہو

جاتے ہین دوسرے بنو امیہ کے وہ پچھلی نسلین جو عباسیہ کے
ظلم کے ہاتھون سے بچکر اندلس بھاگ جاتی ہین اور وہان پہنچکر
اپنی حکومت و امارت کی جدید بناء قایم کرتی ہے

بنو امیہ کی حکومت ان ممالک سے منقرض ہونے پر ان کے
گورنران صوبجات نکرات و مرات سر اوٹھاتے ہین مگر حکومت و
سلطنت انکا سر کچل دیتی ہے - غرض اسطرح سے آہستہ
آہستہ بنو عباس کی حکومت کا سکہ ان ممالک مین چلنے لگتا ہے
اسکے تھوڑے دنون بعد اہل بیت علویہ نے خلفاء عباسیہ
سے منازعت و مخاصمت پیدا کی - اور یہہ خیال جما کر کہ ہم
مستحق خلافت و امارت ہین اپنی امارت و حکومت کی بنا
قایم کرنے لگے - گھر کی بلا کو کون ٹال سکتا ہے انہون نے
بھی چند دنون مین بسعی و کوشش ممالک بعیدہ اسلامیہ
پر قبضہ و تصرف حاصل کر لیا اور المغرب الاقصے - قیروان
مصر وغیرہ وغیرہ ملکون مین اپنی اپنی حکومتین قایم کر لی -
یہہ ممالک کس کے تھے ؟ مسلمانون کے تھے ! کس نے
قبضہ کیا ؟ وہی اسلام کے دعوے دارون نے یہہ کیون ؟
محض اس دعوے سے کہ ہم امارت و خلافت کے مستحق
ہین ہم ہاشمی ہین ہم علوی ہین - ہمارے جدامجد کے حق مین امامت
و امارت کی وصیت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فرما گئے
تھے حالانکہ ارباب نقل و روایات اس سے انکار کرتے
ہین -

افسوس ہے کہ ان کوگون نے احکام وارشادات قرآنی کو بالائے طاق رکھہ دیا تھا۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ارشادات کو لنیا منیا کر رکھا تھا۔ مسلمانون کی خونریزی کو بائین ہاتھہ کا کھیل سمجھہ لیا تھا۔ مذہب وملت کو حکومت وسلطنت سے جدا کر دیا تھا۔ بیجا خواہشات حکمرانی اور تفاخر بالانساب سے اسلام اور اسلامیون کی یکجہتی اور اپنے ہوا وہوس کے پودھون کے نشو ونما مین اپنی قوتون کو صرف کر رہے تھے یہی اسباب تھے جن سے علم خلافت اسلامیہ آخر کار سرنگون ہوگیا اور اسکا نام ونشان صفحہ ہستی سے مٹ گیا۔

حکومت اسلامیہ کے تنزل کے اسباب مین سے ایک بڑا اور قوی سبب کی یہی ہوا کہ تاجدار خلافت کی سستی وکاہلی یا وہم خبرت کی وجہ سے حکومت وسلطنت کے بہت سے ٹکڑے ہوگئے تھے اور چھوٹی چھوٹی متعدد سلطنتین قایم ہوگئین جنہون نے آئے دن دعوے داران حکومت وسلطنت علم حکومت کے خلاف اوٹھہ کھڑے ہوتے تھے۔ بسا اوقات وزرا اور امرا اور کبھی کبھی مجلسرا کے خواجہ سرا اور لونڈی غلام خلافت مآب پر مستولی ہوجاتے تھے اور وہی امور سلطنت کے سیاہ وسفید کرنے کے مالک ہوتے تھے اجنبیون اور عجمیون کا دخل اسدرجہ بڑھگیا تھا کہ ہر صیغہ کے مالک یہی تھے سرزمین عرب کے پرزے بالکل نکمے اور ناکارہ تسلیم کر لئے گئے تھے

ہمارے اس دعوے کی علاوہ اور ماسبق واقعات کے ابن علقمی وزیر السلطنت اور خلیفہ مستعصم کا واقعہ کافی طور سے شہادت دے رہا ہے - اگر مسلمانوں کا ہر فرد اپنے کو اسلام کا جانباز سپاہی اور ہر جانباز سپاہی اپنے کو امیر و خلیفہ سمجھتا اور ان اصول کے مسلمان پابند رہتے جنکو شارع اور ان کے متبعین خلفا نے جاری و قایم کیا تھا یعنے مجلس شوریٰ - انتخابی امارت جیساکہ دور خلافت راشدہ مین عمل درآمد تھا اور لوگون کے خیالات تھے تو اسلام کو اس روز بد کے دیکھنے کی نوبت نہ آتی - اور نہ اسلامیون کی حکومت زوال پذیر ہوتی یہی اصول تھے جنکے ترک کرنے سے اسلام اور اسلامیون کو ضعف اور کمزوری طاری ہوئی اور غیر اقوام نے انکی پابندی سے کامیابی حاصل کی -

اسقدر تحریر کرنے کے بعد ہم اُن لوگون کی اجمالی فہرست درج ذیل کرتے ہین جنہون نے عہد خلافت عباسیہ مین بدعویداری امارت بریاست علم مخالفت بلند کیا تھا اور حکومت و سلطنت اسلامیہ کی بربادی کے باعث ہوئے -

زمانہ خروج	مقام خروج	نام	کیفیت
۱۳۲ھ عہد خلافت منصور	جزان	عبداللہ بن علی عباسی	نوبت امارت نہین آئی ۱۴۹ھ مین مارے گئے
۱۴۵ھ عہد خلافت منصور عباسی	مدینہ منورہ	محمد بن عبداللہ بن حسن بن حسین بن علی ابن ابیطالب الملقب بہ مہدی و نفس زکیہ	۱۴۵ھ مین مارے گئے
ایضاً	بصرہ	ابراہیم بن عبداللہ بن حسن بن حسین بن علی بن ابیطالب	بصرہ اور اہواز مین چند حکومت کی

۱۶۹ھ عہد خلافت ہادی	مدینہ منورہ	حسین بن علی بن حسن مثلث بن حسن مثنی بن حسن سبط	قتل کئے گئے نوبت غارت نہیں آئی
۱۷۲ھ عہد خلافت ہارون الرشید	دیلم	یحییٰ بن عبداللہ بن حسن بن حسین سبط	فضل برمکی کی عاملانہ تدبیر سے مصالحت ہوگئی تھی
۱۹۵ھ عہد خلافت مامون	دمشق	علی بن عبداللہ بن خالد بن یزید بن معاویہ سفیانی اموی	
۱۹۹ھ عہد خلافت مامون	کوفہ	محمد بن ابراہیم بن اسمٰعیل بن ابراہیم بن حسن بن حسین علوی معروف بہ طباطبا	اسکے مرجانے پر اسکا غلام ابوالسرایا شاہی لشکر سے لڑتا رہا متعدد لڑائیاں ہوئیں
۲۰۰ھ	مکہ	محمد بن جعفر صادق بن محمد باقر بن علی زین العابدین	
۲۱۹ھ یا اس سے کچھ پہلے عہد خلافت معتصم	طالقان	محمد بن قاسم بن علی بن عمر بن زین العابدین	گرفتار ہو کر بغداد بھیجے گئے پھر جیل سے نکل بھاگے تھے
عہد خلافت معتصم	بغداد	عباس بن مامون	نوبت خروج نہیں آئی صرف بیعت کی گئی تھی۔
۲۲۷ھ عہد خلافت واثق	اطراف فلسطین	ابوحرب یمانی ملقب بہ مبرقع اموی ہونیکا مدعی تھا	
۲۵۰ھ عہد خلافت مستعین	کوفہ	یحییٰ ابن عمر بن یحییٰ بن حسین بن زید شہید علوی	۲۵۰ھ میں مارے گئے
۲۵۹ھ عہد خلافت معتمد	مصر	ابراہیم بن محمد بن یحییٰ بن عبداللہ بن محمد بن حنفیہ علوی معروف بہ ابن صوفی	اباد صعید کے چند قصبات پر قبضہ حاصل کر لیا تھا
ایضاً	کوفہ	علی بن زید علوی	کوفہ پر قبضہ کر لیا تھا

ایضاً	رے	حسین بن زید علوی	۲۵۰ھ مین مازیار رے پر قابض ہوگیا تھا موسیٰ بن بغا سے اور اس سے لڑائی ہوئی
۲۵۳ھ یا اس سے کچھ دنون پیشتر عہد خلافت مقتدر	طبرستان و دیلم	حسن بن علی بن حسین بن علی عمر بن زین العابدین معروف بہ اطروش	صوبہ طبرستان وغیرہ پر قابض ہوگیا تھا۔

یہ اجمالی فہرست ان لوگون کی تھی جنہون نے وقتاً فوقتاً امارت و حکومت حاصل کرنے کی غرض سے خروج کیا تھا مگر بہت ہی جلد حکومت کی طرف سے انکا استیصال ہوگیا تھا اگر التقاط و انتخاب مین میری نظر نے غلطی کی ہو اور کچھ لوگ اس فہرست مین شامل کرنے سے باقی رہ گئے ہون تو مجھے امید ہے کہ تم معاف کروگے۔ باقی رہ گئے وہ لوگ جنہون نے خلافت عباسیہ سے علیحدہ اپنی اپنی حکومت قایم کرلی تھی انکو مین نے فہرست مین داخل نہین کیا۔ علامہ مورخ نے ان لوگون کے حالات کو جدا جدا تحریر کیا ہے انتہے کلام المترجم

اخبار حکومت بنو امیہ حکمرانان اندلس

اسی طبقہ سے تھے اور علم حکومت عباسیہ کے معاصر اور اس سے منازعت کررہے تھے

انکی حکومت کی ابتدا اور انکے بعد ملوک الطوائف کے حالات

یہ خطہ بحیرہ روم کے شمالی کنارہ پر مغرب کیجانب واقع ہے اسکو

عرب اندلوسیہ عظمیٰ کے نام سے موسوم کرتا ہے - یہان پر فرانسیس کا ایک گروہ رہتا تھا انمین سے زیادہ تر سخت اور کثیر التعداد وجلالقہ تھے لیکن قوط (گاتھ) نے اسلام سے دوسو برس پہلے لاطینیون سے متعدد لڑائیان لڑکر اس خطہ پر قبضہ حاصل کرلیا تھا انہین لڑائیون مین قوط (گاتھ) نے رومیون کو برابر ہٹا دیا تھا اہل رومہ نے صلح کا پیام دیا اور آخر کار اس امر پر مصالحت ہوگئی کہ گاتھ اندلس کو واپس چلے جائین چنانچہ ان لوگون نے اس ملک کی طرف رخ کیا اور قابض ہوگئے پھر جب رومیون اور لاطینیون نے لیلہ نصرانیہ کو لے لیا تو دوسری طرف سے مغرب مین فرانسیسی بہادر بھی گھس پڑے اس وقت گاتھ کے قبضہ اقتدار مین یہانکی زمام حکومت تھی پس گاتھ نے ان تعلقات سے عیسائی مذہب اختیار کرلیا۔

شاہان گاتھ کا دار السلطنت طلیطلہ (ٹولیڈو) مین تھا اور اکثر . . . . مابین اسکے قرطبہ، ماردہ اور اشبیلیہ کے تھا - اسی حالت سے گاتھ نے تقریباً چار سو برس حکمرانی کی تا آنکہ آفتاب اسلام کی روشنی سے تمام عالم منور ہوگیا اور اسکی فتح کی فوجین بحر ظلمات اور سواحل افرنقیہ مین لہراتی نظر آنے لگین - اس وقت یہان کا بادشاہ لزریق (راڈرک) تھا یہ لقب یہان کے بادشاہون کا تھا جیسا کہ جرجیر ملوک صقلیہ کا خطاب تھا - گاتھ کا نسب اور انکی حکومت کے واقعات ہم اوپر بیان کرآئے ہین بحیرہ روم کے جنوبی ساحل کے اس پار پر بھی گاتھ ہی کا قبضہ تھا جسکے حدود ادھر طنجہ سے اُدھر بلاد بربر سے ملے ہوئے تھے -

بربریون کا بادشاہ جو اس صوبہ پر ان دنون حکمرانی کررہا تھا جسکو عرب جبال غمارہ سے تعبیر کرتا ہے بلیان نامی ایک شخص تھا - یہ شخص انہین کے

نوٹ بلیان کا نام جولیان تھا صفحہ ۲۱۳ سبتہ کا یہ گورنر تھا

مذہب سے متمذہب اور انہین کا ماتحت تھا اور موسے ابن نصیر سردار
عرب خلیفہ ولید بن عبدالملک اموی کی جانب سے افریقیہ کی گورنری
پر تھا اور اسکا دارالحکومت قیروان مین تھا۔ عساکر اسلامیہ نے
اس نامور گورنر کی ماتحتی مین المغرب الاقصے کے اکثر بلاد کو مفتوح
کر لیا تھا انکے فتوحات کا سیلاب بڑھتے بڑھتے جبال طنجہ سے
گزر کر بحیرہ زقاق تک پہونچگیا تھا صرف ایک قلعہ جبال غمارہ کا جسپر بلیان
حکمرانی کر رہا تھا مسلمانون کے مقابلہ پر اڑا ہوا لڑ رہا تھا۔ گورنر افریقیہ
موسے ابن نصیر بلیان سے علم حکومت اسلامیہ کی اطاعت قبول کر لینے
کا نامہ پیام کر رہا تھا اور اپنے آزاد غلام طارق بن زیاد لیثی کو طنجہ کی حکومت
پر مامور کر دیا تھا۔ اتفاق سے انہین ایام مین بلیان اور لرزیق بادشاہ
گاتھہ مین چشمک سی پیدا ہو گئی تھی۔ سبب یہ ہوا تھا کہ لرزیق نے بلیان
کی بیٹی (فلورنڈا) کی عصمت پر اپنے محلسرا مین حملہ کر کے اسکی پاکدامنی کو اپنے
ہوا و ہوس اور شہوت پرست و عیش پسند طبیعت کا شکار کر ڈالا
تھا اس وقت اسپین کی چھوٹی چھوٹی ریاستون کا یہ دستور
تھا کہ اپنے بچون کو دربار شاہی مین اداب بزم و تہذیب سیکھنے کی
غرض سے بھیجدیا کرتے تھے چنانچہ بلیان نے اسی دستور
کے مطابق اپنی بیٹی (فلورنڈا) کو طلیطلہ (ٹولیڈو) بھیجدیا تھا۔ بلیان
کو اس شرمناک خبر کے سننے سے سخت برہمی پیدا ہوئی فوراً
سامان سفر درست کر کے دربار شاہی کی روانہ ہوا اور وہان پہنچکر
لرزیق سے ملاقات کی اور معہ اپنی مظلومہ بیٹی کے اپنے دارالحکومت
واپس آیا واپس ہوتے ہی طارق سے ملاقات کی جسکے ساتھ بارہا

تیغ دسپر ہوچکا تھا۔ اور اسکو گاتھہ کے سرسبز و شاداب ملک کے راہون سے واقف کرکے اس قدر شوق دلایا کہ عربی جرنیل کے منہ مین پانی بھر آیا۔ طارق نے فرصت اور موقع پاکر ۹۲ھ مین اپنے امیر موسےٰ بن نصیر سے اجازت حاصل کی اور تین سو عربی سپاہ کی جمعیت سے دریا کو عبور کرکے سواحل اندلس پر حملہ آور ہوا۔ طارق کے ہمراہ علاوہ تین سو عربی فوج کے تقریباً دس ہزار بربری بھی تھے طارق نے ان کو بھی فوجی لباس پہناکر ایک خاصہ لشکر بنالیا تھا اور فتحمندی کا جھنڈا لئے ہوئے جبل الفتح (لاسیر زاک یا قلعۃ الاسد) موسوم بہ جبل الطارق (جبرالٹر) تک پہونچگیا۔ دوسری طرف سے طریف بن مالک تنجی ممالک اندلس مین گھسکر تخت و تاراج اور لوٹ مار کرتا ہوا اس مقام تک پہنچا جسکو اسکے نام کی مناسبت سے شہر طاریفا کہتے ہین ان مقامات کے مفتوح ہونے کے بعد اندلس کے اندرونی حصون کی طرف عساکر اسلامیہ نے رخ کیا۔ لزریق کو اسکی خبر لگی تو اس نے عجم کے مختلف گروہون اور عیسائیون کو مجتمع کرکے چالیس ہزار کی جمعیت سے عساکر اسلامیہ سے لڑنے کو خروج کیا دونون فوجون کا ایک وادی مین جسکو عربی مورخ وادی بکا کہتے ہین مقابلہ ہوا مسلمانون کو اس معرکہ مین کامیابی ہوئی بہت بڑی غنیمت ہاتھہ آئی بیشمار لونڈی غلام کے مالک ہوئے۔ طارق نے نامہ بشارت فتح معہ مال غنیمت اپنے گورنر موسےٰ بن نصیر کی خدمت مین روانہ کیا موسےٰ بن نصیر کو طارق کی اس غیر متوقع فتحیابی اور کامیابی سے رشک پیدا ہوا ایک باضابطہ فرمان لکھہ بھیجا کہ

۱ مقری کا بیان اس سے مختلف ہے وہ پہلا حملہ اس طریفا کے پاس ہوکر شروع کرتا ہے تاریخ ابن خلدون ص ۱۰۰

چونکہ تم بغیر میری اجازت کے ملک غیر مین گھسے جاتے ہو
لہذا جہان تک تم پہونچگئے ہو رک جاؤ اور جب تک مین نہ پہونچ لون آگے
نہ بڑھو" اور بجاے اپنے قیروان مین اپنے بیٹے عبد اللہ کو مامور
کرکے ۹۳ھ مین ایک عظیم لشکر کے ساتھہ ممالک ہسپانیہ کے سر
کرنے کو کوچ کیا اس مہم مین حسین بن ابی عبد اللہ المہدی فہری اور عرب
کے نامی نامی دلاور آزاد غلام اور بربر کے مشہور مشہور نیزہ آزما شریک
تھے - چنانچہ موسے بن نصیر نے خلیج زقاق کو بابین طنجہ اور جزیرہ
خضرا عبور کرکے اندلوسیہ عظمی مین قدم رکھا - طارق نے اپنے
گورنر سے ملاقات کی اور مطیع و منقاد ہوکر اسکی ماتحتی مین ممالک
ہسپانیہ کو سر کرتا رہا تا آنکہ موسے بن نصیر نے فتح کی تکمیل کی اور اندلس
کو شرقا بہ شلونہ تک وسطا اربونہ تک غربا صنم قاوس تک فتح کرلیا - تمام
ممالک ہسپانیہ کو زیر و زبر کرکے بہت سا مال غنیمت جمع کیا اور
مشرق کیطرف سے قسطنطنیہ کو سر کرتا ہوا ملک شام مین داخل
ہونے اور ان ممالک کے درمیان مین جسقدر عمیون اور نصرانیون کے
ممالک تھے ان کو تخت و تاراج اور فتح کرکے دار الخلافت مین حاضری
کا ارادہ کیا تھا - رفتہ رفتہ دربار خلافت تک یہ خبر پہونچی خلیفہ ولید کو
مسلمانون کا دار الاسلام سے اس قدر دور دور از نکل جانا اور
دار الکفر مین جاکر اسقدر توغل و انہماک کرنا ناشاق گزرا موسے
بن نصیر کو تہدید آمود فرمان لکھا اور واپس آنے کی سخت
تاکید کی اس سے موسے بن نصیر نے غزیمت فسخ کردی
اور ملک ہسپانیہ کا نظم و نسق اور سرحدی مقامات کی حفاظت پر

فوجین مامور کرکے لوٹ کھڑا ہوا۔ روانگی کے وقت اپنے بیٹے عبدالعزیز کو بلاد سپانیہ مین دشمنان اسلام سے جہاد کرنے اور اسکی حکومت وانتظام پر مامور ومتعین کیا اور قرطبہ مین قیام کرنے کا حکم دیا پس عبدالعزیز نے قرطبہ کو اپنا دارالامارت قرار دیا اور ۹۵ھ مین موسےٰ بن نصیر قیروان مین داخل ہوا بعد ازان ۹۶ھ مین معہ مال غنیمت اور خزاین وغیرہ کے دارالخلافت دمشق کیجانب روانہ ہوا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ منجملہ مال غنیمت کے جو ملک اندلس سے ہاتھہ آیا تھا تیس ہزار سوار غلامی کے حلقہ مین تھے۔ افریقیہ مین اسنے بجاے اپنے اپنے بیٹے عبداللہ کو متعین کیا تھا۔

جس وقت موسےٰ بن نصیر دربار خلافت مین حاضر ہوا خلیفہ سلیمان نے اسکی جرات اور مسلمانون کو خطرہ مین ڈالنے پر ڈانٹ ڈپٹ کی اور اسکی اس کارگزاری کا ذرہ برابر پاس نہ کیا۔

اس واقعہ کے دو برس بعد عساکر اسلامیہ اندلس نے سلیمان کی پشت گرمی سے عبدالعزیز بن موسےٰ بن نصیر کو قتل کرڈالا ایوب بن حبیب لخمی ہمشیرہ زادہ موسےٰ بن نصیر حکومت اندلس پر مامور کیا گیا۔ عبدالعزیز نیک مزاج افاضل اور جوانمرد تھا اسکے زمانہ حکومت مین بہت سے بلاد مفتوح ہوے۔ ایوب نے چھ ماہ حکومت کی بعد ازان گورنران عرب اندلس مین حکمرانی کرنے کو آتے رہے گاہے دربار خلافت کیجانب سے اور گاہے انکے گورنر قیروان کی جانب سے ان اسلامی گورنرون نے اوقات مختلفہ مین ملک اندلس کو اس سرے سے اُس سرے تک فتح کرلیا اور تمام جزیرنما اندلس کو جہان ڈالا

شرق مین برشلونہ اور قلعات بشالہ پر بھی قابض ہو گئے تھے اور وسط مین
بسایط کو دبا لیا تھا۔ غرض رفتہ رفتہ قوم گاتھہ اور جلالقہ کا گروہ معدوم ہو گیا ان کی
حکومت صفحہ دنیا سے مٹ گئی۔ کچھہ لوگ جو اسلامی دلاورون کے تلوارون
سے بچگئے تھے وہ جبال فشالہ، اربونہ اور سرحدی پہاڑون کے درون
مین جا کے پناہ گزین ہو گئے تھے ہزبران لشکر اسلام برشلونہ کی
پرلی جانب بھی جزیرہ نما اندلس کے سرحد سے نکلکر فرانس کے
مقبوضات مین داخل ہو رہے تھے اور اپنی فتحیابی کی موجون سے کفار
کی دیوارون کو ہلائے ڈالتے تھے انہین واقعات کے اثنار مین کبھی کبھی
عربی سپاہ مقیم اندلس مین اختلاف و جھگڑا بھی پیدا ہو جاتا تھا اس سے
دشمنان اسلام کو موقع مل جاتا تھا۔ پس اہل فرانس اُن ممالک کو مسلمانون
کے قبضہ سے نکال لیتے تھے جنکو لشکر اسلام بزور تیغ ان سے چھین لیتا تھا
سلیمان بن عبد الملک کے گورنر افرنقیہ محمد بن یزید کو جب عبد العزیز بن موسے
بن نصیر کے مارے جانے کی خبر ہوئی تو اس نے حرب بن عبد الرحمن
بن عثمان کو سند حکومت اندلس عنایت کر کے روانہ کیا ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ چنانچہ
حرب اندلس مین پہونچکے ایوب بن حبیب کو حکومت سے معزول کر کے خود
حکمرانی کرنے لگا دو برس آٹھہ ماہ اس نے حکمرانی کی بعد ازان خلیفہ عمر
بن عبد العزیز نے اندلس کی حکومت ہیثم بن مالک خولانی کو سنہ ۱۰۰ ھجری مین
مامور کیا اور مالیہ اندلس سے پانچوان حصہ لینے کا حکم دیا چنانچہ ہیثم نے اسکی
تعمیل کی اور قصر طبہ کا پل تعمیر کرایا بعد ازان سنہ ۱۰۲ ھ مین ممالک فرانس
پر جہاد کی غرض سے فوجین مرتب کین اور نہایت مردانگی سے حملہ ور
ہوا اتفاق یہ کہ ہیثم اس معرکہ مین شہید ہو گیا پس اہل اندلس نے جوائے

(۳) ۱۹۰۷ (جولائی)

اسکے عبدالرحمن بن عبداللہ غافقی کو اپنا امیر بنا لیا تا آنکہ عنبسہ بن شحیم کلبی یزید بن مسلم
گورنر افریقیہ کی جانب سے امیر اندلس ہو کر آیا پھر بعد قتل عنبسہ اہل اندلس
کی درخواست پر یحیے بن سلمہ کلبی کو حنظلہ بن صفوان کلبی والی افریقیہ نے
روانہ کیا۔ ۱۰۷ھ مین یحیے بن سلمہ اندلس مین داخل ہوا ڈھائی برس حکمرانی
کی۔ اس نے اپنے زمانہ حکومت مین کوئی جہاد نہین کیا بعد ازان عثمان بن
ابی ۔ ۔ ۔ ۔ عبیدہ ابن عبدالرحمن سلمی گورنر افریقیہ کی طرف سے
والی اندلس ہو کر آیا۔ پھر پانچ مہینے بعد اسکو حذیفہ بن احوص عبسی کو بھیجکر معزول
کیا۔ اس نے ۱۱۱ھ کو پورا کیا بعد ازان تھوڑے ہی دنون بعد کہا
جاتا ہے کہ حکومت کے دو برس بعد اسکو بھی معزول کر دیا۔ مورخین اس
مین اختلاف کرتے ہین کہ آیا عثمان سے پہلے حذیفہ یا حذیفہ سے پہلے عثمان آیا تھا۔ بہرکیف
بعد اسکے ہیثم بن عبید کلابی محرم ۱۱۱ھ مین عبیدہ بن عبدالرحمن گورنر افریقیہ
کی طرف سے والی اندلس ہو کر آیا اس نے سرزمین مقرشہ پر جہاد کیا اور
بزور شمشیر اسکو فتح کر کے دس مہینہ تک وہین ٹھہرا رہا۔ اپنی حکومت کے دو برس
بعد ۱۱۳ھ مین وفات پائی بعدہ عبیداللہ بن حجاب گورنر افریقیہ کی طرف سے
والی اندلس ہو کر آیا اس نے ۱۱۳ھ مین فرانس پر جہاد کیا بڑے بڑے
علاقہ جات کو فتح کیا دو برس حکومت کی۔ ذاخری نے لکھا ہے کہ چار برس
حکومت اندلس پر رہا۔ یہ ظالم، سخت گیر اور رعب و داب والا شخص تھا
۱۱۵ھ مین سرزمین بشکنش پر جہاد کیا اور کمال مردانگی سے ان پر حملہ
آور ہوا اس لڑائی مین بہت سا مال غنیمت ہاتھ آیا۔ پھر ۱۱۶ھ مین یہ معزول
کیا گیا بجاے اسکے عبیداللہ بن حجاب گورنر افریقیہ کیجانب سے
عبدالملک بن حجاج سلولی حکومت اندلس پر مامور ہوا۔ پس ۱۱۷ھ مین یہ اندلس

پہونچا پانچ برس تک نہایت نیک سیرتی، فہمندی اور کافرون پر جہاد
کرنے کے ساتھ حکمرانی کرتا رہا - اسلامی فتوحات کا سیلاب
اسکے زمانہ حکمرانی مین ارمونہ تک پہونچگیا تھا اور اسلامیون کی بود و باش
نہر رودونہ تک پھیلی ہوئی تھی بعد ازان عبدالملک بن قطن فہری نے ۱۲۱ھ مین
امارت اندلس کا دعوے کیا اور عقبہ کو کرسی امارت سے اوتار کر مار ڈالا
بیان کیا جاتا ہے کہ عبدالملک نے عقبہ کو اندلس سے نکال کر کے عنان حکومت
اپنے ہاتھہ مین لیلی تھی تا آنکہ ۱۲۴ھ مین بلج بن بشر معہ لشکر شام سرزمین
اندلس مین داخل ہوا جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا اور اس نے عبدالملک کی حکومت
کا استیصال کر کے تقریباً ایک برس حکمرانی کی - رازی کہتا ہے کہ اہل اندلس
نے ماہ صفر ۱۲۳ھ عہد خلافت ہشام بن عبدالملک مین اپنے امیر عقبہ
بن حجاج سے بغاوت و سرکشی کی تھی اور بجاے اسکے عبدالملک بن
قطن کو اپنا امیر بنایا تھا اس حساب سے عقبہ کی حکومت کا دور چھہ برس
چار مہینے رہا - بہرکیف مقام سرقوسہ ماہ صفر ۱۲۳ھ مین اس نے وفات
پائی - اسکے مرنے سے عبدالملک کے قدم استقلال و استحکام کے
ساتھہ حکومت اندلس پر جم گئے بعد ازان بلج بن بشر معہ اہل شام کے
بعد واقعہ کلثوم بن عیاض وبر اندلس پہونچا اور عبدالملک پر دفعۃً حملہ کر کے
مار ڈالا - اس سے فہریون کا جتھہ دب دبا کر ایک طرف ہو گیا مگر
در پردہ اپنی قوتون کو فراہم اور اپنی گزری ہوئی حالتون کو درست کرتے
رہے تا آنکہ سب کے سب مجتمع ہو کے بلج بن بشر سے لڑنے کو اٹھہ کھڑے
ہوئے اور عبدالملک بن قطن کے خون کا بدلہ لینے کو میدان جنگ
مین آگئے اس وقت فہریون پر عبدالملک بن قطن کے دونون بیٹے قطن

میہ حکمرانی کر رہے تھے - اس معرکہ مین اتفاق سے فہریون کو ہزیمت
ہوئی مگر بلج بن بشر بھی انہین لڑائیون کے نذر ہوگیا یہہ واقعہ ۱۲۴ھ کا ہے
جبکہ بلخ کی حکومت کو تقریبًا ایک برس گزر چکے تھے - بعد بلخ کے حکومت اندلس
پر ثعلبہ بن سلامہ جذامی متولی و غالب ہوگیا - فہریون نے اس سے
بھی کنارہ کشی کی اور اسکے علم حکومت سے منحرف ہوئے - دو برس
اس نے نہایت عدل و انصاف کے ساتھہ امارت کی آخر کار یمانی
قبائل والون نے اسکی مخالفت شروع کی جس سے اسکی
حکومت کی مشین کے پرزے ڈھیلے پڑ گئے - فتنہ و فساد کی گرم بازاری
ہوگئی - اسی اثنار مین خطلہ مین صفوان گورنر افریقیہ کی طرف سے ابو الخطاب حسام
بن ضرار کلبی والی اندلس ہو کر براہ دریا تونس سے ۱۲۵ھ مین اندلس
آیا - اہل اندلس نے اسکی اطاعت قبول کر لی ثعلبہ، ابن سعد اور پسران
عبد الملک اس سے ملنے کو ابو الخطاب ان لوگون سے بعزت و احترام
پیش آیا - استقلال کے ساتھہ حکمرانی کرنے لگا - یہ نہایت شجاع، کریم
صائب الرائی اور عالی حوصلہ تھا اسکے عہد حکمرانی مین اہل شام اس کثرت
سے آئے کہ قریب قریب تمام شہران کو کافی نہوا پس ابو الخطاب نے ان لوگون
کو مختلف شہرون مین آباد ہونے کو بھیجدیا اہل دمشق کو بوجہ مشابہت
کے بیرہ دگر سے ناحیہ رایا مین بھیجدیا اور دمشق کے نام سے اسکو
موسوم کیا، اہل حمص کو ماردہ مین آباد کیا اور آب و ہوا کی مناسبت سے
اسکا نام حمص رکھا اہل قنسرین کو جیان مین قیام کرنے کا حکم دیا اور قنسرین
کے نام سے اسکو موسوم کیا، اہل اردن کو ریہ یعنے مالقہ مین ٹھیرایا
اور اردن کے نام سے پکارے جانے کا حکم دیا، اہل فلسطین کو شذونہ

(رشید و جایا شہ ریش) مین فرو کش کرایا اور اسکو فلسطین کا خطاب دیا اور اہل مصر کے مکانات تدمیر (مرشیا) مین بنوائے بلحاظ سرسری وشادابی مصر کے نام سے موسوم کیا۔ بعد اسکے ثعلبہ مشرق چلا آیا اور مروان بن محمد کی خدمت مین حاضر ہو کر اسکے ساتھ لڑائیون مین شریک ہوا۔

ابوالخطاب عرب کے ایک دیہات کا رہنے والا تھا مزاج مین قومی عصبیت اور جنبہ داری زیادہ تھی اس نے اپنے زمانہ حکمرانی مین اپنی قوم یمانیہ کی خوب خوب طرف داری کی مضریہ کو ہر کام مین دباتا گیا۔ قبیلہ قیس کو بھی برہم کیا۔ ایک روز ضمیل بن حاکم بن شمر بن ذی الجوشن سردار قیسیہ کو جو کہ بلخ کے ہوا خواہون سے تھا کسی کام خاص پر مامور کیا چنانچہ ضمیل منہ پر رومال ڈالے ہوئے اٹھا ایک حاجب نے جو قصر امارت کے باہر کھڑا ہوا تھا بول اٹھا "اے ابوالجوشن اپنے عمامہ کو درست کر لو ضمیل یہہ جواب دیتا ہوا کہ اگر میری قوم چاہیگی تو اسکو درست کریگی۔ چلا گیا بعد چندے اسکی قوم نے ایکا کر کے اسکے کہنے کے مطابق ایک ہنگامہ سا برپا کر دیا اور مخالفین یمانیہ سے یمانیہ کے مقابلہ پر امداد طلب کر کے لڑنے لگے۔ پس ابوالخطاب نے اپنے آپ کو ۱۲۸ھ مین اپنی حکومت کے چار برس نو ماہ بعد حکومت اندلس سے علیحدہ کر لیا۔ تب بجائے اسکے ثعلبہ بن سلامہ جذامی والی اندلس ہو کر آیا۔ اسکے زمانہ حکمرانی مین مشہور جنگ کی آگ مشتعل ہوئی اہل اندلس نے اس معاملہ مین عبدالرحمن بن حبیب والی افریقیہ سے خط و کتابت کی

عبدالرحمن نے آخری ماہ رجب ۱۲۹ھ مین ثعلبہ کو سند حکومت اندلس مرحمت فرما کے روانہ کیا ثعلبہ نے اندلس پہونچتے ہی عنان حکومت اپنے ہاتھ مین لی اور ضمیل اسکی امارت وحکومت کے کام کو انجام دینے لگا۔ اس نے بحکمت عملی دونون فریق مین مصالحت کرادی دو برس حکومت کرکے مرگیا بعد اس کے اہل افریقیہ مین مخالفت پیدا ہوگئی اور مشرق مین بنی امیہ کی حکومت مضمحل اور کمزور ہوچلی تا جداران خلافت امویہ آئے دن کے جھگڑون اور بانیان دولت عباسیہ کی ریشہ دوانیون کے وجہ سے اقصائے مغرب کے انتظام سے غافل ہوگئے۔ چنانچہ اہل اندلس ایک خودمختاری وخودسری کیحالت سے اپنا آپ انتظام کرنے لگے اور مصالح ملکی ومذہبی کے انجام دینے کو عبدالرحمن بن کثیر کو امارت کی کرسی بٹھایا بعد اسکے عساکر اسلامیہ مقیم اندلس نے یہ رائے قایم کی کہ امارت اندلس مضریہ اور یمنیہ مین نصفا نصف تقسیم کردی جائے اور ایک ایک برس دونون لشکرون کو حکمرانی کرنے کا موقع دیا جاوے۔ مضریہ نے اپنی امارت کے لئے یوسف بن عبدالرحمن فہری کو ۱۲۹ھ مین منتخب کیا۔ ایک برس تک یہ دارالامارت قرطبہ مین حسب قرارداد شرط حکومت کرتا رہا بعد ازان یمنیہ انقضاے میعاد پر حکمرانی کی عبا پہنکر دارالامارت مین داخل ہوئے یوسف نے یمنیہ پر موضع شنقندہ مضافات قرطبہ پر جہانکہ یمنیہ اتری ہوے تھے شبخون مارا[1] . . . . .

[1] اصل کتاب مین یہ جملہ خالی ہے (مترجم)

صمیل بن حاکم، قیسیہ اور مضریہ باہم گتھ گئے بہت بڑی خونریزی ہوئی یوسف کی حکومت سرزمین اندلس سے جاتی رہی اور یمنیہ نے حکومت و امارت پر قبضہ کرلیا۔ مگر ایک مدت تک فریقین اسی طریقہ سے رہے کہ کبھی یہ مغلوب ہو جاتے تھے اور کبھی وہ غالب تا آنکہ عبد الرحمان الملقب بہ داخل سرزمین اندلس میں آیا آخری دور میں یوسف بن عبد الرحمان نے صمیل بن حاکم کو سرقسطہ کی حکومت پر مامور کیا تھا۔ پس جب مشرق میں سیاہ پھریرے والے (عباسیہ) ظاہر ہوئے تو حباب بن رواحہ زہری نے اندلس کیجانب کوچ کیا اور انکی حکومت و امارت کی دعوت دینے لگا۔ صمیل کا سرقسطہ میں محاصرہ کیا صمیل نے یوسف سے مدد طلب کی یوسف نے بوجہ عداوت سابقہ کمک نہ بھیجی قیسیہ نے امدادی فوجیں بھیجیں لیکن وقت گزر گیا تھا مجبوراً صمیل نے سرقسطہ کو خالی کر دیا پس حباب نے سرقسطہ پر قبضہ کرلیا اور صمیل طلیطلہ میں پہونچکر حکومت کرنے لگا تا آنکہ عبد الرحمن داخل دار و اندلس ہوا جیسا کہ ہم آئندہ تحریر کرینگے۔

(مترجم) فتح اندلس کی کیفیت علامہ مورخ نے جس پیرایہ اور طرز سے تحریر کیا ہے اسکو تم پڑھ آئے ہو اور میرے نزدیک واقفیت کے لئے کافی ہے۔ علامہ مورخ نے فتح اندلس کے کسی اہم واقعہ کو نظر انداز نہیں کیا جسکے لکھنے کی زحمت مترجم کا قلم گوارا کرتا مگر چونکہ آج کل لوگوں میں ناول بینی کا مذاق حد سے زیادہ پیدا ہو گیا ہے اس وجہ سے جب تک کسی واقعہ کو گھٹا بڑھا کر نہ لکھو ان کو لطف نہیں آتا۔ یہ نہیں سمجھتے کہ تاریخ کو چلبلے جملوں اور پھڑکتے ہوئے

فقرون سے کوئی تعلق نہین ہے نظر برین مین تمہاری دلچسپی کے
خیال سے انہین واقعات کو جنکو تم ابھی پڑہ چکے ہو ذرا
تفصیل سے باضافہ والحاق لکھنا چاہتا ہون سنو! یہہ جزیرہ
نما جسکی سرسبزی وشادابی بے نظیر تھی ایک مدت سے
رومن امپایر کے قبضہ اقتدار مین تھا لیکن اسلام سے
تقریبًا دو سو برس پیشتر قوم گاتھہ نے روما کی متنزل گورنمنٹ کو
اس صوبہ سے بیدخل کردیا تھا اور انکی حکومت وسلطنت
کے نام ونشان کو مٹاکر اپنی کامیابی کا جھنڈا گاڑ رکھا تھا
گاتھہ ایک وحشی ایشیای قوم تھی اسکی بہت سی شاخین
ہین ازانجملہ ایک وزی گاتھہ ہے جس نے پانچوین صدی مسیحی
(یعنے اسلام سے تقریبًا دو سو برس پیشتر) مین سلطنت
روما کی تہذیب اور شایستگی اپنے وحشیانہ حملون سے تہہ خاک
کرکے صوبہ آئی بیریا (اسپین یا اندلس) پر قبضہ حاصل کرلیا تھا یاد رکھو
کہ جس قوم مین تہذیب اور شایستگی حد سے زیادہ آجاتی ہے اسکی دلاوری
بہادری، مردانگی اور شجاعت مین فورًا فرق آجاتا ہے رومن مین
جس وقت شایستگی اور تہذیب کا نام نہ تھا انہین دنون یہ اپنے
تیغ بیدریغ سے خلائق کو مسخرا اور مطیع کررہے تھے جون ہی
ان لوگون مین تہذیب اور شایستگی آئی بہادری نے رخصتی
کا سلام کیا۔ اسلام مین بھی اسکی نظیر موجود ہے جب تک اہل
اسلام سیدہی سادی زندگی بسر کرتے تھے اور نیزہ اور شمشیرون
کے سوا دوسری چیزون سے نہین کھیلتے تھے اس وقت تک

ان مین مذہبی جوش بھی تھا یہ بہادر بھی تھے فاتح بھی تھے جب سے علوم و فنون کی آمد شروع ہوئی تہذیب اور شایستگی سے مانوس ہوئے وہ جمعی کے ساتھہ عیش و عشرت مین مصروف اور زمانہ کی حالت سے غافل ہوگئے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ ملک گیا، دولت گئی مذہبی جوش کا خاتمہ ہوگیا۔ صرف شیخی ہی شیخی باقی رہ گئے۔

جس زمانہ مین اندلس پر اسلامی لشکر نے قبضہ حاصل کیا تھا ان دنون اسپین مین راڈرک (لزریق) نامی ایک بادشاہ حکمرانی کر رہا تھا جس نے شاہ ڈنرا کو تخت حکومت سے اوتار کر زور جبر حکومت حاصل کی تھی۔ اسکا دارالسلطنت طلیطلہ (ٹولیڈو) مین تھا۔ اسلامی فتوحات کی موجین ان دنون شمالی افریقہ مین ممالک بربر کی دیوارون سے ٹکرا رہی تھین اور اس نے قریب قریب اسکے کل شہرون کو مفتوح کرلیا تھا صرف ایک قلعہ سبطلہ (سیوٹا) اسکے مقابلہ پر اڑا ہوا لڑ رہا تھا۔ یہ قلعہ درحقیقت شاہ یونان والی قسطنطنیہ کے زیر حکومت تھا مگر بوجہ دور دراز ہونے کے بلحاظ مذہب و ہمدردی ملت اسکی حفاظت اور امداد کا ذمہ دار شاہ اسپین تھا۔ قلعہ سبطلہ کے والی کا نام جولین تھا جسکو عربی مورخ بالیان سے موسوم کرتے ہین اس سے اور شاہ اسپین راڈرک سے کچھہ ان بن ہوگئی تھی چشمک کا یہ سبب ہوا کہ جولین گورنر سبطلہ نے حسب دستور ملک اسپین اپنی بیٹی فلورنڈا کو آداب شاہی تہذیب اور تربیت حاصل کرنے کی غرض سے شاہ اسپین کے دربار مین بھیجدیا تھا شاہ اسپین (راڈرک) نے بجائے اسکے کہ فلورنڈا کی عصمت کو اپنی بیٹیون کی طرح محفوظ رکھتا

اگست ۱۹۰۷ء (۱)

اسکی پاکدامنی کو اپنے ہوا و ہوس، عیش پرستی اور شہوت رانی کے نذر کردیا - یہہ ایک بہت بڑا شرمناک واقعہ تھا - جولین کو اس خبر کے استماع سے بیحد برہمی پیدا ہوئی اول تو اسکا دل اس وجہ سے پہلے ہی سے صاف نہ تھا کہ راڈرک نے شاہ ڈنزا کو معزول کر کے خود خان حکومت اپنے قبضہ اقتدار مین لی تھی اور شاہ ڈنزا کی بیٹی جولین کی بیوی تھی دوسرے اس واقعہ شرمناک نے بارود خانہ مین چنگاری کا کام دے دیا - سامان سفر درست کر کے طلیطلہ پہنچا راڈرک سے ملاقات کی لیکن اپنے جوش انتقام اور غیض و غضب کو اس طرح چھپائے رہا کہ راڈرک کو اسکی بددلی کا حس تک نہوا - راڈرک سے رخصت ہوکر معہ اپنے بیٹی کے سبتہ واپس آیا - اور یہہ ٹھان لی کہ اب مین مسلمانون سے تیغ و سپر ہرگز نہونگا - چنانچہ واپس آتے ہی موسےٰ بن نصیر گورنر شمالی افریقیہ سے ملاقات کی - یہہ ولید بن عبدالملک تاجدار خلافت امویہ کیجانب سے اس صوبہ کا والی تھا - قیروان مین اسکا دارالامارت تھا - جولین نے موسےٰ بن نصیر سے اسپین کی سرسبزی، زرخیزی اور شادابی کی حکایتین بیان کر کے یہہ ظاہر کیا کہ تمہارے جانے کی دیر ہے - تمہارا لشکر پہنچا نہین کہ یہ ملک فتح ہوا نہین پہلے تو موسےٰ کو اس معاملہ مین پس و پیش ہوا مگر مگر اسکے لبریز خزانون اور شاداب زمینون کے حالات سننے سے منہ مین پانی بھر آیا - انگریزی مورخین لکھتے ہین کہ خلیفہ دمشق سے اجازت حاصل کر کے یا اوسکا استمزاج لے کے پانچ سو آدمیونکی جمعیت سے طارف کو ۷۱۰ء مین جولین کے چار جہازون

پر سوار کرکے سواحل اندلس پر لوٹ مار کرنے کو روانہ کیا مگر عربی مورخین کی
تحریر سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ موسےٰ بن نصیر نے بلا استصواب خلیفہ دمشق
اپنی فوج کو بسرداری طارق بلاد ہسپانیہ کی طرف روانہ کیا تھا۔ اگر
انگریزی مورخین کا بیان صحیح ہوتا تو خلیفہ ولید بن عبد الملک کو
ملک اندلس کی فتحیابی کا حال سننے سے بجاے خوشی کے قلق اور
مسلمانون پر افسوس نہوتا۔ اور موسےٰ کو ڈانٹ کا فرمان نہ بھیجتا اور نہ
اسکو گورنری شمالی افریقیہ سے معزول کرکے دمشق مین طلب کرتا
بہرکیف عربون کو یہ پہلا موقع بحر روم مین جہازرانی کا ملا طارق
نے البیراس کو تخت وتاراج کرکے اور گاتھہ کی سلطنت کے
حالات کو برائے العین مشاہدہ کرکے تھوڑے دنون بعد مراجعت
کی طارق پہلے جس مقام پر اوترا تھا وہ ابتک اسیکے نام سے طارقا
مشہور ہے۔ موسےٰ بن نصیر کے خیالات ظریف کے بیان سے
بہت زیادہ فتح اندلس کے بابت مستحکم ہوگئے اور جولین کے قول
کی اس سے تصدیق بھی ہوگئی ۹۳ھ مین موسےٰ نے دو فوجین
طیار کین ایک کو بسرداری طارق گاتھہ کی سلطنت کے سر کرنے
کو روانہ کیا اور دوسرے کو بسرکردگی طریف۔ ان دونون جرنیلون
نے ممالک ہسپانیہ مین قدم رکھتے ہی آتش جنگ مشتعل کردی
طارق کے رکاب مین تین سو عرب اور تقریباً دس ہزار بربری تھے
اور طریف بن مالک نخعی کے ساتھہ دو سو عرب اور تقریباً سات ہزار
باشندگان بربر۔ راڈرک انکے مقابلہ پر چالیس ہزار فوج لیکے
لڑنے کو آیا ہوا تھا۔ طارق اول لائنزراک قلعۃ الاسد پر اترا جو

اس وقت تک اس فاتح کے نام سے جبل الطارق (جبرالٹر) مشہور ہے
اس مقام سے قریطہ کو فتح کرکے ممالک ہسپانیہ کے اندرونی حصون
کی طرف قدم بڑہائے - زیادہ مسافت طے نہ کرنے پایا تھا کہ
راڈرک شاہ اسپین چالیس ہزار کی جمعیت سے آپہنچا دونون
فوجون کا ایک چھوٹے سے دریا کے کنارے مقام وادی
بیکا مین مقابلہ ہوا -

اس موقع پر مغربی اور مشرقی مورخین عجیب وغریب افسانے
تحریر کرتے ہین ازانجملہ طلسمی گنبد ہے جسکو بادشاہ ہرقل نے سمندر
کے کنارہ پر بنوایا تھا اور اسمین ایک طلسم رکھا تھا اور اس کے
قبل از وقت افشاء راز تکریبکی بیحد ممانعت کی تھی چنانچہ ہر بادشاہ جو
سریر آرائے مملکت ہسپانیہ ہوتا تھا اپنے نام کا علیحدہ قفل دروازے
پر لگا دیتا تھا پس جب راڈرک نے عنان حکومت اندلس اپنے ہاتھہ
مین لی تو دو بوڑہے دربار شاہی مین حاضر ہوئے اور بعد ادائے مراسم
شاہانہ دروازہ گنبد پر قفل لگانے کی استدعا کی راڈرک کو مخفیات
کے دریافت کرنے کا شوق پیدا ہوا ایک روز باوجود مشیروں اور
ندیمون کی ممانعت کے بہت سے سوار اور پیادون کو
ہمراہ لیکے گنبد کیجانب گیا - قفلون کو توڑکے اندر داخل ہوا
ایک وسیع کمرہ سے گذرتا ہوا دوسرے کمرہ مین گیا اس کمرہ
کے دروازے کے سامنے پیتل کی ایک مہیب تصویر مرد کی
کھڑی تھی - ہاتھہ مین ایک بھاری گرز تھا - دمبدم یہ تصویر گرز کو زمین پر
مارتی تھی - اس تصویر کے سینہ پر لکھا ہوا تھا مین اپنا منصبی فرض ادا

ادا کر رہا ہوں" اس حیرت انگیز تصویر کو دیکھکر راڈورک کا حوصلہ اور بڑھا کسی نہ کسی طرح کمرہ کے اندر داخل ہوا وسط کمرہ مین ایک میز بچھی تھی جس پر صندوقچہ رکھا ہوا تھا اور صندوقچہ پر یہہ عبارت لکھی ہوئی تھی گنبد کے کل راز اس بکس مین ہین بجز ایک بادشاہ کے اسکے کھولنے کی اور کسی کو جرات نہوگی لیکن اسکو ذرا باخبر رہنا چاہیے کیونکہ مرنے سے پہلے بہت سے عجیب و غریب واقعات دیکھائی دینگے" راڈورک نے صندوقچہ کو کھولا تو اسمین ایک چرمی وصلی پائی جو تانبے کی دو تختیونکے بیچ مین محفوظ تھی وصلی پر گھوڑے سوارون کی تصویرین بنی تھین۔ صفحہ کے پیشانی پر یہ عبارت لکھی تھی "دیکھہ اے بد اندیش اُن لوگون کو جو تجھے سریر سلطنت سے اوتار کر خاک مذلت پر بٹھا ینگے اور تیرے ملک پر قبضہ کرینگے" وصلی پر نظر پڑتے ہی اُن تصویرون مین یک بیک حرکت پیدا ہوئی اور میدان جنگ کا حقیقی فوٹو پیش نظر ہو گیا جسمین مسیحی اور اسلامی دلاور لڑتے ہوئے نظر آئے اسلامی عساکر نے مسیحیون کو پسپا کرکے اپنی کامیابی کا جھنڈا گاڑ دیا۔ ہزیمت خوردہ گروہ جو اِدہر اُدہر بھاگتا نظر آتا تھا اسمین ایک جوانمرد سپاہی نظر آیا جو سر پر تاج شاہی رکھے ہوئے سفید گھوڑے پر سوار تھا۔ عین دار و گیر کے وقت گھوڑے سے یہ شخص نیچے گرا اور پھر کہان اسکا پتہ نہ چلا یہ شخص اسلحہ اور لباس سے ہو بہو شاہ راڈورک معلوم ہوتا تھا راڈورک اور اس کے ہمراہی اس حیرت انگیز مین کو دیکھکر گھبرا گئے۔ سراسیمہ حواس باختہ کمرہ سے باہر آئے تو نہ وہ تصویر تھی اور نہ اسکے محافظ زندہ تھے علاوہ اسکے اور بہت سے بیشمار عجائبات نظر آئے جس سے سلطنت

اسپین کی تباہی کی خبر ملتی تھی۔ عربی کے بعض مورخین نے بھی اس عجیب وغریب واقعہ کو تحریر کیا ہے اسپین کے متوسط زمانہ کے مورخین کی تصنیفات مین اس قسم کے تعجب خیز حالات نہایت خوشی سے قلمبند کئے گئے ہین۔

فریقین جو وادی بیکا مین ایک دوسرے کے مقابلہ وجنگ پر تل رہے تھے نہایت مردانگی سے میدان مین آئے اور اپنے حریف مقابل سے ہم نبرد ہوئے۔ شاہ راڈرک کے رکاب مین ٹڈی دل فوج تھی جنکے مقابلہ مین اسلامی عساکر کو وہی نسبت تھی جو ایک کو دس سے ہوتی ہے تاہم اسلامی نبرد آزمایون نے آٹھ روز مسلسل لڑائی لڑکر اپنے جوش دل اور جانبازیون کو ثابت کر دیا اور شاہ راڈرک کی متواتر کوششون کو ہزیمت دے دی۔

اس تائید الٰہی اور غیبی کامیابی سے طارق کے حوصلے بڑھ گئے نہایت اولوالعزمی اور ثابت قدمی سے تمام ملک اسپین کے سر کرنے کو مستعد ہوگیا اور ضرورت کے مطابق سامان جنگ فراہم کرکے آگے بڑھا۔ موسےٰ بن نصیر گورنر افریقیہ کو جبکا طارق ماتحت تھا اس غیر متوقع کامیابی پر رشک پیدا ہوا باضابطہ فرمان بھیجکر طارق کو آگے بڑھنے کی سخت ممانعت کی مگر عالی حوصلہ طارق کو اسکی ممانعت کی ذرا بھی پروا نہوئی اپنے رکاب کے فوج کو تین حصون پر تقسیم کرکے تمام جزیرہ نما اسپین کو اس سرے سے اُس سرے تک چھان ڈالا اور یکے بعد دیگرے کل صوبون اور قلعہ جات کو مفتوح کرلیا۔

قرطبہ کے محاصرہ اور فتح کرنے کو مفیث (طارق کا سکریٹری)

سات سو آدمیون کی جمعیت سے گیا ہوا تھا۔ قریب قرطبہ پہنچکر شام تک
اِدہر اُدہر اپنی چھوٹی سی فوج لئے ہوئے چھپا رہا۔ جوں ہی رات ہوئی
شہر کیطرف بڑھا۔ اتفاق وقت سے اس وقت بارش اور اولون کا طوفان
شروع ہوگیا اس نے اسلامی دلاورون کے گھوڑون کے
سمون کی آواز دور تک نہ پہونچنے دیا جس سے اہل قرطبہ کو انکی آمد کی
اطلاع تک نہوئی۔ شہرپناہ کے قریب پہونچکے دہاوا کرنے کا موقع
تلاش کرنے لگے۔ فصیل کے ایک مقام مین شگاف نظر آیا مسلمانون
کا ارادہ ہوا کہ اسی مقام سے حملہ کرنا چاہیئے۔ فصیل سے ملا ہوا انجیر کا
درخت تھا ایک مسلمان سپاہی دوڑکر چڑھ گیا اور اس پر سے اچھلکر فصیل
کود گیا جھٹ پٹ اپنا عمامہ اتار کر نیچے لٹکا دیا۔ کئی مسلمان سپاہی اس
عجیب وغریب کمند کے ذریعہ سے اوپر چڑھ گئے بعد ازان ان لوگون
نے نہایت ہوشیاری سے دربانون کی مشکین باندہ لین اور شہرپناہ
کا دروازہ کھول دیا۔ پھر کیا تھا اسلامی رسالہ شہر مین گھس پڑا اور بات
کی بات مین شہر کو مفتوح کر لیا۔ گورنر اور کل باشندگان شہر نے ایک
گرجا مین جاکے پناہ لی۔ تین ماہ تک سواران اسلام انکا محاصرہ کئے
ہوئے لڑتے رہے بالآخران محصورون نے بھی گردن اطاعت
جھکا دی۔

فتح قرطبہ سے عیسائیونکی ہمت اور توڑدی طارق فتحمندی کا جھنڈا
لئے ہوئے جسطرف رخ کرتا تھا کامیابی اور نصرت دوڑکر رکاب چوم
لیتی تھی۔ آرکی دونا بلاجد وجہد مفتوح ہوگیا کل باشندے بھاگ کر
پہاڑون مین جا چھپے۔ الاگا اور الویرا کو حملہ کرکے عیسائیون سے چھین

لیا۔ اب صرف مرشیا کے پہاڑی درے باقی رہ گئے تھے جو تدمیر
کی واقف کاری اور ہوشیاری کے وجہ سے حملہ آور کے حملون سے
محفوظ تھے۔ آخر کا عساکر اسلامیہ اور تدمیر سے کھلے میدان ہم
نبرد ہونے کی نوبت آئی۔ کیت مسلمانون کے ہاتھہ رہا تدمیر معہ اپنے
ایک نوعمر غلام کے بھاگ کر شہر اوری ہیولا مین جا کے پناہ گزین ہوا
اسلامی لشکر بھی تعاقب کرتا ہوا اس شہر تک پہونچگیا اس وقت
مرشیا مین بجز عورتون اور بوڑھون یا بچون کے کوئی جوان باقی نہ رہا
تہا تدمیر کو اس موقع پر غضب کی سوجہی اس نے کل عورتون کو مردانہ
لباس پہنایا۔ سر پر خود رکہا۔ نیزہ کے بجائے ڈنڈون اور
دیگر ضروری نمایشی اسلحہ جنگ سے آراستہ کیا۔ سر کے بالون کو پیچ
دے کر دھان کے نیچے اس طرح لٹکایا کہ دور سے دیکھنے والون
کو ڈاڑہی معلوم ہوتی تہی۔ اس مصنوعی فوج کو تدمیر نے فصیل شہر کے
حفاظت پر مامور کیا۔ اسلامی لشکر کو اس کا شعور نہوا کہ یہ کس قسم
کی فوج ہے حملہ کی تدبیرین سوچنے لگا۔ تدمیر نے یہ احساس کر کے کہ
میری تدبیر کارگر ہوگئی فوراً اپنے نوعمر غلام کو ایلچیون کا لباس پہنایا
اور خود صلح کا جھنڈا لئے ہوے مصالحت کرنے کو شہر سے باہر آیا
رفتہ رفتہ لشکر اسلام تک پہونچا۔ عربی سپہ سالار نے اسکو ایلچی سمجھکر
نہایت تپاک اور احترام سے اسکا استقبال کیا ملاطفت اور نرمی
سے باہم گفتگو ہونے لگی۔ تدمیر بولا مین اپنے حکمران کی طرف سے
آپ سے شرائط صلح طے کرنے کو آیا ہون جنکا قبول و منظور کرنا
آپ کی عالی حوصلگی اور مردانگی سے بعید نہین ہے ہمارے رحم دل

صلح پسند حاکم کو خونریزی منظور نہین ہے اگر آپ وعدہ فرمائین کہ اہل شہر کو معہ ان کے مال و اسباب کے نکل جانے دین تو کل صبح شہر آپکے حوالہ کر دیا جائے ورنہ فصیل شہر کی حفاظت اور تا کہ بندیان کو آپ خود ملاحظہ فرما رہے ہین اس شہر پر آپ کا اُس وقت تک قبضہ نہو گا جبتک ہم مین کا ایک بھی زندہ رہے گا" مغیث کو یہ شرط بہت پسند آئی صلح پر راضی ہو گیا۔ عہد نامہ لکھے جانے کے بعد پہلے مغیث نے دستخط کیا بعد ازان تدمیر نے عہد نامہ پر دستخط کر کے مغیث کے حوالہ کر کے کہا لیجئے حضرت یہ عہد نامہ مین ہی اس شہر کا حاکم ہون"۔ بعد اسکے تدمیر معہ اپنے غلام کے شہر واپس گیا اگلے دن صبح ہوتے ہی شہر پناہ کا دروازہ کھلا۔ سب سے پہلے تدمیر مع اپنے چند غلامون کے نکلا انکے پیچھے بڈھون اور عورتون اور بچون کا جھنڈ برآمد ہوا۔ مغیث کو بیحد استعجاب ہوا متحیر ہو کر تدمیر سے دریافت کیا "آپ کے وہ سپاہی کہان ہین جو فصیل کی حفاظت پر تھے" تدمیر نے جواب دیا "میرے پاس سپاہی کہان باقی رہگئے تھے۔ البتہ جنکے ذریعہ سے مین نے شہر کی حفاظت کی تھی وہ یہی عورتین اور بوڑھے مرد ہین" مغیث کو تدمیر کی اس ہوشیاری اور دلیرانہ کارروائی سے بیحد تعجب ہوا اور اسقدر جسقدر اسکو مسرت ہوئی کہ اس نے اپنے مغلوب دشمن کو مرسیا کا گورنر مقرر کر دیا چنانچہ آج تک یہ صوبہ اسکے نام کی مناسبت سے "تہوڈیمیر لینڈ" کہا جاتا ہے۔

اس وقت طارق سرزمین اندلس کو تخت و تاراج کرتا ہوا سرداران گاتھ کی تعاقب و جستجو مین ٹولیڈو (طلیطلہ) تک پہونچ گیا تھا

ماہ اگست ۱۹۱۰ء (۳)

مگر ٹولیڈو مین صرف وہی لوگ باقی رہ گئے تھے جنکو مسلمانون سے تعلق اور ارتباط پیدا ہو گیا تھا مثلاً کومٹ جو مین (دبالیان) گورنر سبطہ اور شاہ وٹزا سابق حکمران ہسپانیہ کے رشتہ دار۔ طارق نے ان لوگون کو عہدہاے جلیلہ عنایت کئے سرداران گاتھ جنکی جستجو مین طارق خاک چھان رہا تھا وہ لوگ اسٹریا کے پہاڑون مین جاکے پناہ گزین ہو گئے تھے اس وجہ سے ہاتھ نہ آئے۔

طارق نے ممالک ہسپانیہ کے تقریباً کل بلاد کو سر کر لیا تھا اور جو ادھر اودھر دو چار صوبے باقی رہ گئے تھے وہ بھی فتح ہونے کے لئے طیار ہو رہے تھے کہ اس اثنا مین موسےٰ بن نصیر گورنر افریقیہ نے جسکو طارق کی یہ غیر متوقع کامیابی پسند نہ آئی تھین اس ناموری اور فتحیابی مین حصہ لینے کی غرض سے اٹھارہ ہزار عربی سپاہ کی جمعیت سے اسٹریٹ کو ۷۱۲ء کے موسم گرما مین عبور کیا اور کارموتا اسیوائل اور میریڈا کے میدانون کو بزور تیغ جنگ کر کے سر کر لیا جس سے اسپین کا سارا ملک اس سرے سے اس سرے تک مسلمانون کے قبضہ مین آگیا اور اس خلیفہ اسلام کی وسیع اور بسیط سلطنت کا یہ ایک صوبہ بن گیا جسکا مرکز حکومت دمشق مین تھا۔

موسےٰ بن نصیر گورنر افریقیہ کے دل مین فتح اسپین کے بعد فتح یورپ کی آرزو پیدا ہوئی مگر افسوس ہے کہ خلیفہ دمشق کی طلبی پر وہ اپنی اس آرزو کو پوری نکر سکا۔ تاہم اسکے چلے جانے پر عساکر اسلامیہ نے یورپ کیطرف قدم بڑہائے۔ چنانچہ ۷۱۹ء کے

اوایل مین گال کے جنوبی حصے پر جو سپٹی مونیا کے نام سے مشہور
تھا قبضہ کرکے کرکاون اور تیربون کو بھی اپنے دایرہ حکومت مین
داخل کرلیا بعدازان برگنڈی اور ایکوئی ٹینا پر حملہ کیا ایوڈیز ڈیوک آف
ایکوئی ٹینا مقابلہ پر آیا اتفاق سے اس معرکہ مین مسلمانون کو شکست ہوئی
مگر اس ہزیمت سے انکی جوانمردی مین ذرہ برابر فرق نہ آیا۔ سامان
جنگ درست اور سپاہ کو مرتب کرکے مسلمانون نے پھر ملک مغرب
پر چڑہائی کی ہیون کو لوٹ لیا قوم سن پر خراج قایم کیا ۷۳۷ء مین
ایوگنن پر قابض ہوئے ناربون کے جدید حکمران عبدالرحمن نے
فوجین فراہم کرکے پھر ایکوئی ٹینا پر چڑہائی کی دریاے گارون پر
اس سے اور ایوڈیز سے مقابلہ ہوا۔ عساکر اسلامیہ نے ایوڈیز
کو شکست فاش دے کے ٹوورز کی جانب قدم بڑہایا چارلس پکین
شاہ فرانس بادشاہ لوتہایر کی حمایت پر کمربستہ ہوکر میدان مین آیا
دونون فریق کا پواکٹرز اور ٹوورز کے درمیان مقابلہ ہوا۔ یہہ بہت
بڑی لڑائی تھی اس سے بڑے بڑے نتایج پیدا ہونے والے تھے
اگر عساکر اسلامیہ کو اس معرکہ مین کامیابی ہوگئی ہوتی تو تمام یورپ
مین بجاے آواز جرس کے آذان کی آواز گونجتی ہوتی۔ چارلس
اور اسکی فرانسیسی فوج نے مسلمانون کی ترقی کو اسی معرکہ سے
روکدیا چھ دن تک معمولی اور چھوٹی چھوٹی لڑائیان ہوتی رہین ساتوین
دن چارلس خود حملہ آور ہوا مسلمانون کے پاون میدان جنگ سے ڈگ
گے اور اسلامی فوج کا حصہ کثیر کام آگیا اس واقعہ سے پہلے
مسلمانون کو ممالک فرانس کی طرف قدم بڑہانے کا شوق

پیدا نہوا واللہ یفعل ما یشاء۔ انتہے کلام المترجم ملخصاً من الطبری وتاریخ ابوالفداء والکامل لابن الاثیر وکتاب نفح الطیب وغیرہا من کتب تواریخ الانگلشیہ

عبدالرحمن ملقب بہ داخل کا اندلس جانا اور حکومت کی بناڈالنا

جس وقت خاندان خلافت امویہ پر مشرق مین وہ مصائب جوان پر نازل ہونے والے تھے نازل ہوئے اور دعوے داران خلافت یعنی بنوعباس نے بہ حکمت عملی ان کو مغلوب کرکے کرسی خلافت سے اوتار دیا اور اس خاندان کے آخری خلیفہ مروان بن محمد بن مروان بن حکم کو ۱۳۲ھ مین قتل کرکے سریر حکومت پر خود جلوہ افروز ہوئے۔ ڈہونڈہ ڈہونڈکر اس خاندان کے ممبرون کو قتل کرنے لگے خاندان امیہ کے باقی ماندہ دو چار ممبر جو اس عام خونریزی سے بچگئے تھے وہ بخوف جان ادہر اُدہر اور دور و دراز ملکون کی طرف بہاگ کہڑے ہوئے منجملہ ان لوگون کے جو اس طوفان بے امتیازی سے جانبر ہوکر نکل بہاگے تھے عبدالرحمن بن معاویہ بن ہشام بن عبدالملک نامی ایک شخص اسے معزول شدہ خاندان امارت کا ایک ممبر تہا قبل اس واقعہ کے اسکی قوم ملک مغرب مین اسکی بادشاہت کی منتظر تہی اور امین حکومت کرنے کی ایسی علامات محسوس کرتی تہی جنکو مسلمہ بن عبدالملک نے بیان کیا تہا خود عبدالرحمن نے بہی بالمشافہ مسلمہ بن عبدالملک سے یہ سن رکہا تہا اس سے اسکے دل مین حکومت مغرب کا ولولہ و شوق پیدا ہورہا تہا یہی امور تھے جس سے کہ عبدالرحمن

بن معاویہ نے ملک شام سے بیدخل ہوکر ملک مغرب کا راستہ لیا اور اپنے
بانھون نفرہ برابرہ طرابلس کے یہان پہونچکے مقیم ہوا کسی ذریعہ سے عبدالرحمن
بن حبیب کو اسکی خبر ہوگئی - عبدالرحمن بن حبیب اس سے پیشتر ولید بن
عبدالملک کے دو لڑکون کو جبکہ وہ افریقیہ مین شام سے بھاگ کر پہونچے
تھے قتل کرچکا تھا - عبدالرحمن بن معاویہ بخوف جان نفرہ برابرہ سے نکلکر مغیلہ
مین جاکے پناہ گزین ہوا بعضون نے کہا ہے کہ مکناسہ مین اور بعضون نے لکھا
ہے کہ قوم زناتہ مین جاکر دم لیا تھا ان لوگون نے نہایت احترام سے اسکی
آو بھگت کی اور یہ ان مین چندے بہ اطمینان مقیم رہا بعد ازان ملیلہ مین جا
ٹھیرا اور اپنے غلام بدر کو اندلس مین ان لوگون کے پاس روانہ کیا
جو مروانیون کے خدام اور گروہ والے تھے - چنانچہ بدر نے اندلس
مین پہونچکے ان سبھون کو مجتمع کیا اور عبدالرحمن بن معاویہ کی بادشاہت
وحکومت کی دعوت دی - ان سب لوگون نے نہایت تپاک اور خوشی
سے اسکو قبول کیا اور باہم اس تذکرہ کو خوب پھیلایا - اتفاق سے اسی
زمانہ مین جیسا کہ ہم اوپر لکھہ آئے ہین مابین یمنیہ اور مضریہ کے چخ چل گئی
تھی اس وجہ سے یمنیہ نے عبدالرحمن بن معاویہ کی حکومت و بادشاہت پہ اتفاق
واجماع کرلیا - بدر نے اندلس سے واپس ہوکر اپنے آقا عبدالرحمن کو
اس سے مطلع کیا - عبدالرحمن نے ۱۳۸ھ عہد خلافت ابوجعفر المنصور عباسی
مین دریا کو عبور کیا اور ساحل سند پر جا اوترا - اہل اشبیلیہ کے ایک گروہ
نے حاضر ہوکر امارت وحکومت کی عبدالرحمن کے ہاتھہ پر بیعت کی بعد اسکے
عبدالرحمن نے کورہ رائحہ کا رخ کیا - اسکے عامل عیسے بن مسور نے بھی
بیعت کرلی تب عبدالرحمن شذونہ کیجانب واپس آیا - غناب بن علقمہ لخمی والی

شد و نہ نے گردن اطاعت جھکا دی اور امارت و حکومت کی اسکے ہاتھ پر بیعت کر لی۔ بعدہ مورور پہونچا اور ابن صباح اسکے والی سے بیعت لی پھر قرطبہ کیجانب روانہ ہوا۔ یمنیہ نے حاضر ہوکر اسکی امارت کو تسلیم کیا رفتہ رفتہ اسکی خبر والی اندلس یوسف بن عبدالرحمن فہری تک پہونچی یہہ اس وقت جلیقہ پر جہاد کر رہا تھا۔ اس خبر کے مشہور ہونے سے اسکے لشکر مین پھوٹ پڑ گئی مجبوراً اسکو قرطبہ کی طرف واپس ہونا پڑا اسکے وزیر صمیل بن حاتم نے رائے دی تھی کہ بنظر مصلحت وقت عبدالرحمن کے ساتھہ نرمی و ملاطفت کا برتاؤ کرنا اور مکر و حکمت عملی سے کام لینا لیکن اسکی مراد حاصل نہوئی۔ اس اثنا مین عبدالرحمن منکب سے مالقہ مین چلا آیا اور لشکر مالقہ سے سیاسی تدابیر سے بیعت لے لی بعد ازان برندہ پہونچا اور لشکر برندہ سے بھی اپنی امارت کی بیعت لی۔ پھر سریش پہونچا۔ لشکر سریش نے بھی بیعت کر لی بعد اسکے اشبیلیہ مین جاکے قیام کیا۔ ہر چہار طرف سے ہواخواہون اور امدادی فوجون کی آمد شروع ہو گئی آہستہ آہستہ مضریہ بھی اسکے پاس آکر مجتمع ہو گئے حتے کہ یوسف بن عبدالرحمن والی اندلس کے رکاب مین سوائے فہریہ اور قیسیہ کے کوئی عربی نژاد شخص باقی نرہ گیا۔ پس اسوقت عبدالرحمن نے یوسف پر فوجکشی کی۔ قرطبہ کے باہر ایک میدان مین ہنگامہ کارزار گرم ہوا۔ یوسف کو اس معرکہ مین ہزیمت ہوئی شکست کھاکے غرناطہ واپس آیا اور قلعہ نشین ہوگیا امیر عبدالرحمن نے اسکا تعاقب کیا اور غرناطہ مین پہونچکے محاصرہ ڈالدیا بالآخر یوسف صلح کرنے پر مائل ہوا عبدالرحمن نے اس شرط پر مصالحت کی کہ یوسف اسکے سامنہ غرناطہ سے نکلکے قرطبہ مین جاکے قیام کرے۔

بعد اس مصالحت کے یوسف نے بدعہدی کی ۱۴۱ھ مین بقصد خروج قرطبہ سے نکلکر طلیطلہ چلا گیا۔ تقریباً بیس ہزار بربر اسکے پاس مجتمع ہوگئے۔ امیر عبدالرحمن نے اسکے مقابلہ پر عبدالملک بن عمر مروانی کو مامور کیا۔

عبدالملک بن عمر عبدالرحمن کے پاس مشرق سے آیا تھا اسکا باپ عمر بن مروان بن حکم اپنے بھائی عبدالعزیز کی کفالت مین مصر مین رہتا تھا جب ۱۱۵ھ مین اسکا انتقال ہوگیا تو عبدالملک بدستور مصر ہی مین رہا تا آنکہ سیاہ پھریرے والے (عباسیہ) سرزمین مصر مین داخل ہوے تو عبدالملک نے مصر کو خیرآباد کہہ کے اپنے خاندان کے دس نامی نامی دلاورون اور جنگ آورون کے ساتھ اندلس کا راستہ لیا اور کوچ وقیام کرتا ہوا ۱۴۱ھ مین امیر عبدالرحمن کی خدمت مین حاضر ہوا عبدالرحمن نے اسکو استبلیہ کی سند حکومت عطا کی اور اسکے بیٹے عمر بن عبدالملک کو مورور کی۔

یوسف معزول والی اندلس نے ان دونون کی طرف بقصد جنگ کوچ کیا اور یہ دونون بھی فوجین آراستہ کرکے یوسف کی طرف بڑھے۔ دونون فریق کا ایک میدان مین مقابلہ ہوا۔ بہت بڑی اور گھمسان لڑائی ہوئی۔ ہزارہا آدمی کام آگئے آخرکار یوسف کی شکست ہوئی۔ کمال بے سروسامانی سے بھاگ کھڑا ہوا۔ اطراف طلیطلہ مین خود اسکے کسی ہمراہی نے اسکو مکر و فریب سے قتل کرڈالا اور سر اوتار کر امیر عبدالرحمن کی خدمت مین لاکے پیش کردیا۔

یوسف کے مارے جانے پر امیر عبدالرحمن کی حکومت کو استحکام اور استقلال حاصل ہوگیا۔ تمام ملک اندلس نے اسکی اطاعت قبول کرلی کوئی مخالف نام کو بھی باقی نہ رہا چنانچہ امیر عبدالرحمن نے قرطبہ کو اپنی حکومت کا

مرکز بنایا۔ محلسرا اور جامع مسجد بنوائی اور صرف اسکی تعمیر مین اسی ہزار دینار صرف کئے۔ منوز تعمیر پوری نہونے پائی تھی کہ مرگیا۔ علاوہ اسکے اور مسجدین بھی بنوائین۔ ایک گروہ اسکے خاندان کا مشرق سے اسکے پاس چلا آیا پہلے یہ خلیفہ ابوجعفر المنصور کے نام کا خطبہ پڑہتا تھا پھر جب اسکی حکومت کا سکہ مملکت ہسپانیہ مین چلنے لگا اور پورے طور سے زمام حکومت اندلس اسکے قبضہ اقتدار مین آگئی اور بنی مروان کی سلطنت کی بنا استحکام کے ساتھ پڑگئی اور جس قدر انکے معالم و مآثر خلافت کو مشرق مین نقصان پہونچا تھا اسکو از سر نو حاصل کرلیا اور اطراف ممالک اندلس کے باغیون اور سرکشون کو زیر و زبر کرچکا تب اس نے خلافت عباسیہ کے تاجدار کا نام خطبہ سے موقوف کیا اور یک قلم اس سے قطع تعلق کرلیا۔

اس نے ۱۹۲ھ مین وفات پائی یہہ عبدالرحمن داخل کے لقب سے معروف تھا کیونکہ ملوک مروانیہ مین سے سب کے پہلے یہی اندلس مین داخل ہوا تھا۔ چونکہ اس نے اندلس مین پہونچکے بغیر کسی معاون و مددگار کے بڑے بڑے نمایان کام کئے۔ مشرق سے کیسی بے سروسامانی سے بھاگا تو اسمین قوت تھی اور نہ کوئی شخص اسکا معین و مددگار تھا مگر سرزمین اندلس پہونچکے اندلس جیسے وسیع ملک پر بے خلوغش قبضہ کرلیا اور اسکے والی کو معزول کردیا۔ یہ اوسکی عزیمت اور مردانگی اور استقلال کی قوی دلیل ہے اس وجہ سے خلیفہ ابوجعفر المنصور عباسی اسکو صقر بنی امیہ کے نام سے موسوم کرتا تھا۔ بعد اسکے اسکی آئندہ نسلین بوراثت اسکے اس وسیع ملک کی حکمرانی کرتی رہین۔

عبدالرحمن اپنے کو امیر کے لقب سے ملقب کرتا تھا۔ اسی طریقہ پر اسکے

لڑکون نے بھی اپنا رویہ رکھا انمین سے کسی شخص نے اپنے کو "امیر المومنین" کے معزز خطاب سے مخاطب نہین رکھا کیونکہ بیعت خلافت مرکز اسلام اور مہبط ارعرب مین لی جاتی تھی تا آنکہ عبد الرحمن ناصر کا دور حکومت آیا یہ عبد الرحمن داخل کے خاندان کا آٹھوان ممبر تھا جیسا کہ ہم آئندہ تحریر کرینگے پس اس نے اپنے کو "امیر المومنین" کے لقب سے ملقب کیا بعد اسکے اسکی آیندہ نسلون نے یکے بعد دیگرے اس خطاب کو اختیار کیا۔

عبد الرحمن داخل کی اس خطہ اندلس مین بہت بڑی وسیع حکومت اور

لہ نوٹ۔ عبد الرحمن داخل کے جسوقت تمام اعزہ واقارب تقریبًا ایک سو برس تک حکومت کرکے کرسی حکومت سے اوتار دیئے گئے اور دعوے داران خلافت یعنی عباسیون کے ہاتھون تہ تیغ کئے گئے اس وقت عبد الرحمن بھی انہین چند جانبرون کے ساتھ اپنی جان بچاکے بھاگا اسکے ساتھ بدر نامی اسکا ایک غلام اور اسکا نوعمر بیٹا ہشام تھا دریائے فرات تک بہزار خرابی و دقت بسیار عباسیون کے ہاتھ سے صحیح وسالم بچکر پہونچگیا اور ایک گانون مین یہہ خیال کرکے کہ یہان پر میرے رہنے کا حریفون کو گمان تک نہ ہوگا بود وباش اختیار کی ایک روز یہہ اپنے خیمہ مین بیٹھا ہوا قدرت کی نیرنگیون پر غور کر رہا تھا اور اسکا بیٹا خیمہ کے باہر کھیل کود مین مصروف تھا کہ یکایک یہ نوعمر بچہ چیختا چلاتا حیران وپریشان خیمہ مین گھس آیا۔ عبد الرحمن نے اسکو تسلی دی اور خوف کا سبب دریافت کرنے کو باہر آیا۔ دیکھا کہ گانون پر سیاہ پہریرے والے یعنی عباسیہ محاصرہ کیا چاہتے ہین۔ پہلے تو سخت پریشان ہوا لیکن پھر اپنے خیالات کو مجتمع کیا اور کچھ سوچ سمجھکر اپنے بچہ کو گود مین لیکر دریا مین کود پڑا۔ بھاگتے وقت بدر کو ہدایت کر گیا کہ اس ہنگامہ کے فرو ہو جانے پر میرے بقیہ اہل وعیال کو میرے پاس لے آیا۔ عباسیون نے پہونچتے ہی خیمہ کی تلاشی لی۔ بنی امیہ کے خاندان کا ایک متنفس نظر نہ آیا۔ دریا کی طرف نظر اگئی تو دو شخص تیرتے

بیحد زرخیز مملکت تھی جو اسکے بعد کئی صدی تک قایم رہی جیسا کہ آئندہ ہم تحریر کرینگے - مسلمانان اندلس عبدالرحمن کی خوش سیرتی اور عاملانہ تدابیر کے گرویدہ ہو کر اسکی حکومت کے دایرہ کے وسیع کرنے مین مصروف و مشغول ہو گئے اس سے اسکو بہت بڑی مدد ملی - اسکی حکومت کو استحکام ہو گیا اسکا حکومت تمام مملکت ہسپانیہ مین چلنے لگا - عبدالرحمن ایسی وسیع مملکت کے حاصل ہو جانے پر اطمینان کے ساتھہ شاہی شان و شوکت بڑہانے کی طرف متوجہ ہوا -

بقیہ نوٹ صفحہ ۲۴۱ - نظر آئے - چلا چلا کر تشفی دینے لگے اور ارمان دینے کی قسمین کہانے لگے مگر انمین سے ایک شخص نے جسکے گھٹنے مین نوعمر بچہ تھا ایک نہ سنی - مگر اسکا دوسرا ساتھی جو اسکے پیچھے تیرتا جاتا تھا اور کسیقدر تھک گیا تھا امان دینے کی آواز سن کے لوٹ آیا کنارہ پر پہونچنا تھا کہ بچہ سے جدا کر دیا گیا پہلا شخص جو تیر کر دریا عبور کر گیا وہ عبدالرحمن تھا اور دوسرا شخص جس نے اپنے کمر میں خیمہ مین ڈالا اور مارا گیا عبدالرحمن کا بھائی اور انیس سفر تھا - دریاے فرات عبور کر کے شبانہ روز سفر کرتا اور طرح طرح کی مصیبتین جھیلتا ہوا افریقیہ پہونچا جہان اسکے پہونچنے کے چند روز بعد اسکے باقیماندہ اہل و عیال اور خاندان والے معہ بدر کے آملے -

عبدالرحمن کی عمر اس وقت بیس برس کی تھی - جری، دلاور، معاملہ فہم اور ذہین تھا قدرت نے صورت و سیرت کا حصہ کافی اسکو مرحمت کیا تھا - اس وقت شمالی افریقیہ مین عبدالرحمن بن حبیب نامی گورنری کر رہا تھا - اسکو خاندان امیہ سے دلی عداوت تھا اس نے ولید بن عبدالملک کے دو لڑکون کو اس سے پیشتر قتل کر ڈالا تھا عبدالرحمن نے یہ خیال کر کے کہ اسکا استیصال کارے دارد کا مضمون ہے علاوہ بریں ایسے مقام پر قیام کرنا خالی از خطرہ نہین ہے جہان پر کہ اپنے خاندان کا دشمن موجود ہو - انلئے

اسی اثنا رمین فرویلہ بن افونش نے سرحدی بلاد اسلامیہ پر فوجکشی کردی اور مسلمانون کو وہان سے نکالدیا چنانچہ انکے قبضہ سے بربیطال، سمورہ، لمنقہ، قشالہ، اور سقونیہ کو نکال لیا اور یہ ممالک جلالقہ کے قبضہ مین چلے گئے - اور ایک مدت تک انہین کے قبضہ مین رہے یہانتک کہ منصور بن ابی عامر سپہ سالار دولت امویہ نے ان شہرون کو پھر فتح کیا جیسا کہ اسکے حالات کے تذکرہ مین بیان کیا جاے گا - بعدازان پھر ان لوگون نے بلاد اندلس کو ان سے واپس لے لیا اور تمام مملکت پر قابض و متصرف ہوگئے -

عبدالرحمن نے اندلس پر قبضہ حاصل کرنے کے زمانہ مین خلیفہ سفاح کے نام کا خطبہ پڑہا تھا بعدازان اسکا نام خطبہ سے نکالکر خود سر حکمران بن بیٹھا جیسا کہ ہم اوپر بیان کرآئے ہین -

اسی بنا پر ۱۴۶ھ مین علاء بن مغیث یحصبی نے افریقیہ سے فوجین فراہم کرکے بلاد اندلس کا رخ کیا اور باجہ مین پہونچکے لڑائی کا نیزہ گاڑدیا - یہ شخص خلیفہ ابوجعفر المنصور عباسی کے ہواخواہون سے تھا ایک گروہ کثیر اسکے پاس

بقیہ نوٹ صفحہ ۲۴۲ - کا راستہ لیا - پانچ برس تک سواحل بربر پر بحال پریشان خستہ و خراب مارا مارا پھرا آخرکار اپنے غلام بدر کو ہواخواہان خاندان امیہ کے پاس اندلس روانہ کیا - تمام سرداران لشکر جنکو خاندان امیہ سے کچھ بھی تعلق تھا عبدالرحمن کی امداد پر کمربستہ ہوگئے اور یمنی قبائل کو بھی کسیقدر بحث و مباحثہ کے بعد ہر طرح کی امداد و رعایت پر راضی و متعد کرلیا الغرض بدر کل مراحل طے کرکے عبدالرحمن کے پاس واپس آیا عبدالرحمن اسوقت نماز پڑہ رہا تھا - سلام پھیرا تو اندلس کے سب سے پہلے ایلچی کو کامیابی کی خوشخبری لیے ہوے اپنے پاس موجود پایا فرط مسرت سے "ابوخالب" کا خطاب عنایت کیا اور معہ اپنے معدودے چند رفقا اور اہل خاندان کے بلا توقف جہاز پر سوار ہوکر اندلس کیطرف روانہ ہوگیا تاریخ کامل جلد ۵ صفحہ ۲۴۳ مطبوعہ مصر -

آکے مجتمع ہوگیا - امیر عبدالرحمٰن کو اسکی خبر لگی تو اس نے بھی سامان جنگ درست کرکے علاء کو ہوش مین لانے کی غرض سے کوچ کیا اطراف اشبیلیہ مین دونون حریف کا مقابلہ ہوا چند دنون تک لڑائیان ہوا کین آخر کار علاء کو ہزیمت ہوئی سات ہزار آدمی مارے گئے - خود علاء بھی اسی معرکہ مین کام آگیا امیر عبدالرحمٰن نے مقتولون کے سرون کو جمع کراکے کچھ قیدیون کے ہاتھ روانہ کئے اور کچھ مکہ معظمہ بھیجدیئے جو خفیہ طور سے انکے بازارون مین پھینکدیے گئے - ان سرون کے ساتھ سیاہ پھریرے بھی تھے اور وہ خطوط بھی تھے جو خلیفہ منصور نے علاء کے پاس اشتعار جنگ مین بھیجے تھے

ہشام بن عبدربہ فہری طلیطلہ مین ایک بااثر شخص تھا اور ان واقعات کے پہلے سے اسکے دل مین عبدالرحمٰن کی عداوت اور مخالفت پیدا ہوچکی تھی اور وہ اسی حالت سے باقی چلی آتی تھی تا آنکہ ۱۴۷ھ مین امیر عبدالرحمٰن اموی نے اپنے خادم قدیم بدر اور نمام بن علقمہ کو طلیطلہ کے سر کرنے کو روانہ کیا پس ان دونون نے طلیطلہ پر پہونچکے محاصرہ ڈالا اور ایک خونریز جنگ کے بعد اسکو فتح کرکے ہشام کو معہ حیوۃ بن ولید یحصبی اور عثمان بن حمزہ بن عبیداللہ بن عمر بن خطاب کے گرفتار کرلیا اور پابزنجیر قرطبہ لائے امیر عبدالرحمٰن نے انکو سزائے صلیب دی -

پھر اسی ۱۴۷ھ مین سعید یحصبی معروف بہ مطری نے ان لوگون کے خون کا بدلہ لینے کو خروج کیا جو قبائل یمن کے علاء کے ہمراہ مارے گئے تھے پہلے اس نے شہر لبلہ مین فوجین فراہم کین بعد ازان جب ایک عظیم گروہ مجتمع ہوگیا تو اشبیلیہ پر پہونچکے قبضہ کرلیا - امیر عبدالرحمٰن یہ خبر پاکے اٹھ کھڑا ہوا فوجین فراہم کین سامان جنگ درست کیا اور سعید سے جنگ کرنے کو کوچ کردیا سعید اسکی آمد سے مطلع ہوکے اشبیلیہ کے ایک قلعہ مین جاکے پناہ گزین ہوگیا

امیر عبدالرحمٰن نے پہونچتے ہی محاصرہ کرلیا۔ رسد وغلہ کی آمد ورفت بند کردی۔ عتاب بن ملقمہ لخمی اس وقت شہر شدونہ مین تھا مطری کے محصور ہونے کی خبر پاکے امدادی فوجین مجتمع کرکے مطری کیجانب روانہ کین۔ عبدالرحمٰن نے اپنے غلام بدر کو بسرافسری ایک دستہ فوج اس کمک کے روک تھام پر مامور کیا چنانچہ بدر نے نہایت دانائی سے اس امداد کو مطری تک یون نہ پہونچنے دیا کہ مابین مطری اور امدادی فوج کے خود حائل ہوگیا۔ ایک مدت تک محاصرہ وجنگ کا سلسلہ قایم وجاری رہا۔ آخرالامر سعید انہین لڑائیون مین مارا گیا۔ تب اہل قلعہ نے بجائے اسکے خلیفہ بن مروان کو اپنا امیر بنالیا اور امن کی درخواست کی امیر عبدالرحمٰن نے انکی درخواست منظور کرلی اہل قلعہ نے قلعہ کے دروازے کھولدئے عبدالرحمٰن نے قلعہ کو ویران کردیا اور خلیفہ[1] کو معہ ان لوگون کے جو اسکے ہمراہ تھے مارڈالا۔

اس مہم سے فارغ ہوکر عتاب کی سرکوبی کو روانہ ہوا اور شدونہ پہونچکر حصار کرلیا۔ اہل شدونہ نے مجبور ہوکر امن کی درخواست پیش کی عبدالرحمٰن نے ان کو امن دی اور کامیابی کے ساتھ قرطبہ واپس آیا۔

بعد واپسی عبداللہ بن خراشہ اسدی نے کورہ جیان مین علم مخالفت بلند کیا اور گروہ کثیر کو مجتمع کرکے قرطبہ پر حملہ کرنے کی طیاری کی عبدالرحمٰن نے ایک فوج اس مجمع کے منتشر کرنے کو روانہ کیا۔ عوام الناس نے یہ جنبہ

[1] خلیفہ کے مارڈالنے کی یہ وجہ تھی کہ اہل قلعہ نے خلیفہ کے حوالہ کردینے کی شرط پر امان طلب کی تھی پس جب عبدالرحمٰن نے انکی درخواست منظور کرلی اور اہل قلعہ نے قلعہ اور خلیفہ کو عبدالرحمٰن کے حوالہ کیا تو عبدالرحمٰن نے خلیفہ کو مارڈالا مصالحت اہل قلعہ سے ہوئی تھی نہ کہ خلیفہ سے دیکھو تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۵ مطبوعہ مصر صفحہ ۱۷۸۔

پاسے کہ عبدالرحمٰن کا لشکر آرہا ہے عبداللہ کا ساتھہ چھوڑدیا جمعیت منتشر ہوگئی عبداللہ نے عفو تقصیر کرائی اور امن طلب کی چنانچہ عبدالرحمٰن نے امن دیدی۔

۱۵۰ھ مین غیاث بن مسیر اسدی نے سر اوٹھایا اور عبدالرحمٰن کی مخالفت پر کمربستہ ہوکر خروج کیا گورنر باجہ نے جو عبدالرحمٰن کی طرف سے مامور تھا فوجین فراہم کین اور سینہ سپر ہوکر لڑا آخر کار غیاث کی شکست ہوئی اثنار دار و گیر مین مارا گیا بعد فتحیابی کے گورنر باجہ نے نامہ بشارت فتح کے ساتھہ غیاث باغی کا سر بھی عبدالرحمٰن کے پاس قرطبہ روانہ کیا۔

اسی سنہ مین عبدالرحمٰن نے قرطبہ کے شہر پناہ بنانے کی بنا ڈالی۔

ان واقعات کے بعد مشرقی اندلس مین ایک شخص نے بربر مکناسہ سے سر اوٹھایا۔ یہ شخص شقنا بن عبدالواحد کے نام سے موسوم تھا۔ معلمی کا پیشہ کرتا تھا۔ اس نے یہ دعوے کیا کہ مین حسین بن علی شہید کربلا کی اولاد سے ہون اور میرا نام عبداللہ بن محمد ہے بربریون کا انبوہ کثیر مجتمع ہوگیا۔ اس سے اسکی شان و شوکت بڑھ گئی۔ حوصلے بلند ہوگئے شنت بریہ مین جاکے مقیم ہوا عبدالرحمٰن اسکی سرکوبی پر طیار ہوگیا۔ شقنا عبدالرحمٰن کی آمد کی خبر پاکے بلا جدال و قتال پہاڑون پر بھاگ گیا اور وہین جاکے پناہ گزین ہوگیا عبدالرحمٰن نے بے نیل مرام مراجعت کی اور طلیطلہ پر حبیب بن عبدالملک کو مامور کیا حبیب نے اپنی طرف سے شنت بریہ پر سلیمان بن عثمان بن مروان بن عثمان بن ابان بن عثمان ابن عفان کو متعین کیا اور شقنا کی گرفتاری کی سخت تاکید کی۔ سلیمان نے سامان جنگ طیار و مہیا کرکے شقنا کا تعاقب کیا اتفاق یہ کہ شقنا نے سلیمان کو گرفتار کرکے قتل کرڈالا اور اطراف قوریہ پر قابض و متصرف ہوگیا پس عبدالرحمٰن نے ۱۵۲ھ مین بذات خود شقنا کی سرکوبی پر کمر باندھی شقنا یہ خبر پاکے پھر بھاگ گیا ہاتھہ نہ آیا۔ عبدالرحمٰن کو سخت پریشانی

دامنگیر ہوئی شقنا کے روزانہ خروج اور فرار سے عبدالرحمن تنگ آگیا جب یہ لشکر بھیجتا تھا تو اسکو بمکر و فریب ہزیمت دے دیتا تھا اور برابر ایک شہر سے دوسرے شہر میں جا پہونچتا اور وہاں کے لشکر کو ہزیمت دیتا رہتا تھا۔ مگر اسکا اصل قیام گاہ جبال بلنسیہ کے قلعہ شیطران میں تھا ۱۵۶ھ میں عبدالرحمن نے قرطبہ پر اپنے بیٹے سلیمان کو بطور اپنے نائب کے متعین کر کے شیطران کا قصد کیا جوں ہی شیطران کے قریب پہونچا اہل اشبیلیہ و یمنیہ قبیلہ کی بغاوت اور عبدالغفار وحیوہ بن فلاقش کی مخالفت کی خبر لگی۔ ناچار شقنا کو بحالہ چھوڑ کے اشبیلیہ کیجانب مراجعت کی۔ اور عبدالملک بن عمر کو اہل اشبیلیہ سے جنگ کرنے کی غرض سے بڑھنے کا حکم دیا۔ عبدالملک[۱] اپنے رکاب کی فوج لئے ہوئے اشبیلیہ کی جانب

۱۵۳ھ میں بدر خادم روانہ کیا گیا شقنا قلعہ شیطران خالی چھوڑ کر بھاگ گیا پھر ۱۵۴ھ میں خود عبدالرحمن شقنا کی جنگ پر گیا شقنا پھر بھاگ گیا۔ عبدالرحمن مجبوری واپس آیا۔ بعد ازاں ۱۵۵ھ میں ابوعثمان عبیداللہ بن عثمان کو بسرافسری عظیم فوج کے روانہ کیا شقنا نے حکمت عملی اسکی فوج کو بگاڑ دیا جس سے ابوعثمان کو ہزیمت ہوئی شقنا نے اسکے لشکر گاہ کو لوٹ لیا اور بنی امیہ کی ایک جماعت کو قتل کر ڈالا۔ بعد اسکے شقنا نے اسی سنہ میں قلعہ ہواریں معروف بہ لین پر چڑھائی کی یہاں پر عبدالرحمن کا گورنر رہتا تھا شقنا نے براہ فریب دم بھی دیکے بلایا جب وہ باہر آیا تو شقنا نے اسکو قتل کر کے اسکے گھوڑے، ہتیار اور کل اسباب کو لے لیا۔ مجبور ہو کر پھر عبدالرحمن بذات اس مہم پر روانہ ہوا یہ واقعہ ۱۵۶ھ کا ہے جیسا کہ تم ترجمہ تاریخ میں پڑھ ہوگے انتہے ملخصا من کامل لابن اثیر جلد ۵ صفحہ ۲۸۷ مطبوعہ مصر۔

[۱] عبدالملک نے اشبیلیہ کے قریب پہونچکے اپنے بیٹے امیہ کو اہل اشبیلیہ پر شبخون مارنے کو روانہ کیا امیہ نے اہل اشبیلیہ کو ہوشیار پا کے حملہ نہ کیا اور اپنے باپ کے پاس واپس آیا عبدالملک نے حملہ نہ کرنے کی وجہ دریافت کی امیہ نے جواب دیا اہل اشبیلیہ ہوشیار تھے حملہ کرنے کا موقع نہ تھا عبدالملک نے لاد رتو نے موت

بڑہا اور مرنے پر کمر بستہ ہو کر اہل اشبیلیہ سے لڑا اہل اشبیلیہ بہاگ کھڑے ہوئے عبدالملک نے نہایت سختی سے انکا تعاقب کیا اور جی کھول کر انکو پامال کر کے مظفر و منصور عبدالرحمن کی خدمت مین واپس آیا عبدالرحمن نے بیحد شکریہ ادا کیا معقول صلہ دیا اپنے بیٹے کا جو ولیعہد تہا) عقد عبدالملک کی لڑکی سے کر کے اپنا سمدہی بنالیا اور عہدہ وزارت سے سرفراز فرمایا۔

عبدالغفار اور حیوۃ بن فلاقش اس واقعہ سے جانبر ہو کر اشبیلیہ بہاگ گئے تہے ۱۵۷ھ مین عبدالرحمن نے ان پر حملہ کیا اور انکو معہ ایک گروہ کثیر کے جو ان کے ہوا خواہ تھے قتل کر ڈالا۔ یہی اسباب تھے جنکی وجہ سے عبدالرحمن کو عرب کی جانب سے مشکوک اور مشتبہ ہونا پڑا اور اسنے اسی تاریخ سے باستثنا عرب عجمی قبائل اور غلامون کو اپنی فوج مین بہرتی اور حکومتون پر مامور کرنا شروع کیا۔

بعد اسکے ۱۶۲ھ مین شقنا کے ہمراہیون مین سے دو شخصون نے شقنا کو دہوکہا دیکے

بقیہ نوٹ صفحہ ۲۴۷۔ سے ڈر کر حملہ نہین کیا تو دھوکہ کا بزدل ہے مین ایسے بزدل شخص کو دوست نہین رکھتا یہ کہکے عبدالملک نے امیہ کی گردن ماردی اور اپنے امرا لشکر کو جمع کر کے کہا بھائیو تم جانتے ہو کہ ہم لوگ مشرق سے اسقدر دور و دراز ملک کی طرف نکالے گئے اور اب یہ ٹکڑا اتفاق سے ہاتہہ آگیا ہے جو قوت لایموت کے حکم مین ہے تو اسکو بھی ہم بزدلی سے ضایع کیا چاہتے ہین بہتر یہ ہے کہ ایسی زندگی پہ ہم موت کو فوقیت دین۔ سبھون نے ایک زبان ہو کر مرنے یا فتح یاب ہو کر واپس ہونے کی قسمین کہائین اور مجموعی قوت سے حملہ آور ہوئے۔ یمانیہ اور اہل اشبیلیہ کو ایسی ہزیمت ہوئی کہ پھر اسکے بعد یمانیہ نہ ابھر سکے۔ عبدالملک کے کئی زخم اس جنگ مین آئے تھے ہاتہہ سے قبضہ شمشیر نہین چہوٹتا تہا۔ ایسی حالت سے یہ عبدالرحمن کی خدمت مین آیا کہ تلوار سے خون ٹپک رہا تہا اور زخمون سے خون کے فوارے جاری تھے تاریخ ابن اثیر جلد ۹ صفحہ ۴ مطبوعہ مصر۔

۱۶۰ھ مین عبدالرحمن نے پہر ایک لشکر شقنا کی جنگ پر پہونچا تہا ایک ماہ تک قلعہ شیطران مین محاصرہ کئے

مارڈالا اور سر اتار کر امیر عبدالرحمٰن کے پاس لائے۔

ان واقعات کے ختم ہونے پر دولت عباسیہ کے ارکین کو عبدالرحمٰن کے مطیع کرنے کا خیال پیدا ہوا چنانچہ ۱۶۱ھ مین عبدالرحمٰن بن حبیب فہری معروف بہ صقلبی افریقیہ سے فوجین آراستہ کرکے اندلس کی طرف خلافت عباسیہ کا سیاہ جھنڈا لئے ہوے اہل اندلس کے زیر اور مطیع کرنے کی غرض سے روانہ ہوا اور تدمیر کے میدان مین پہونچکے پڑاو کیا۔ بربریون کا ایک گروہ اسکے پاس آکے مجتمع ہوگیا عبدالرحمٰن بن حبیب نے سلیمان بن یقظان والی برشلونہ کو لکھہ بھیجا کہ تم خلافت عباسیہ کی اطاعت قبول کرلو ورنہ مجھے تم اپنے سر پہ پہونچا ہوا یقین کرو سلیمان نے اسکو منظور نہ کیا تب عبدالرحمٰن بن حبیب نے بربریون کی فوج آراستہ کرکے سلیمان پر چڑہائی کی سلیمان بھی سینہ سپر ہوکر میدان مین آگیا اور کمال مردانگی سے اسکو شکست دے دی عبدالرحمٰن بن حبیب ناکامی کے ساتھہ تدمیر واپس آیا۔ اس واقعہ کی عبدالرحمٰن کو خبر لگی تو اس نے قرطبہ سے تدمیر کا رخ کیا عبدالرحمٰن بن حبیب اسکی آمد کی خبر پاکے کوہ بلنسیہ مین جاکر پناہ گزین ہوگیا۔ عبدالرحمٰن نے اشتہار دے دیا کہ جو شخص عبدالرحمٰن بن حبیب کا سر اتار کر میرے سامنے لائیگا اسکو مین اس قدر مال وزر دونگا چنانچہ عبدالرحمٰن بن حبیب ہی کے بربری ہمراہیون مین سے ایک شخص نے دھوکا دیکر عبدالرحمٰن کو مارڈالا اور سر اتار کر عبدالرحمن کے پاس لے آیا۔ یہ واقعہ ۱۶۲ھ کا ہے۔ عبدالرحمٰن بن حبیب کے مارے جانے کے بعد عبدالرحمٰن اپنے دارالحکومت قرطبہ مین واپس آیا

بقیہ نوٹ صفحہ ۲۳۸۔ رہا آخر کار مجبور ہوکر بے نیل مرام واپس آیا بعد واپسی لشکر شقنا قلعہ سے نکلکر شنت بریہ کے ایک گاؤن مین آیا ابومعین اور ابوجریم نے جو اسکے ہمراہیون سے تھے اسکو قتل کرڈالا اور عبدالرحمٰن کے پاس چلے آئے۔ تاریخ کامل جلد ۶ صفحہ ۱۱ مطبوعہ مصر۔

(۱) ۱۹۰ء

اسی سنہ مین وجیہ عنانی نے قلعات بیرہ مین سے ایک قلعہ مین جاگزین ہوکر بغاوت کی عبدالرحمن نے شہید بن عیسے کو اسکی سرکوبی پر مامور کیا۔ شہید نے نہایت مردانگی سے لڑکر وجیہ کو شکست دی اور مار ڈالا۔ بعد اسکے بربریون نے سر اوٹھایا ابراہیم بن شجرہ انکا سردار تھا عبدالرحمن نے بدر کو اس ہنگامہ کے فرو کرنے کا اشارہ کیا۔ بدر نے بھی بربری باغیون کے سردار ابراہیم کو قتل کر ڈالا اور انکی جماعت کو تتر بتر کر دیا۔ انہین دنون سلمیٰ[1] نامی ایک سپہ سالار باغی ہوکر قرطبہ سے طلیطلہ بھاگ گیا اور مخالفت شروع کر دی عبدالرحمن نے حبیب بن عبدالملک کو سلمیٰ کے زیر کرنے پر متعین کیا۔ ایک مدت تک حبیب اسکا محاصرہ کئے رہا تا آنکہ زمانہ محاصرہ مین سلمیٰ کا انتقال ہوگیا باغیون کی جماعت منتشر ہوگئی۔

۱۶۴ھ مین عبدالرحمن کو سرقسطہ کی بغاوت فرو کرنے کی ضرورت پیش آئی ان دنون سرقسطہ مین سلیمان بن یقظان اور حسین بن عاصی حکمرانی کر رہے تھے ان دونون ناعاقبت اندیشون نے مل جل کر عبدالرحمن کے خلاف علم بغاوت بلند کر دیا عبدالرحمن نے پہلے اپنے سپہ سالارون مین سے تعلبہ بن عبید کو اسی مہم پر روانہ کیا تعلبہ نے پہونچتے ہی ان دونون کا سرقسطہ مین محاصرہ کر لیا ایک مدت تک سلسلہ جنگ اور محاصرہ قایم وجاری رہا ہنوز کوئی نتیجہ نہین ظاہر ہونے پایا تھا کہ ایک روز سلیمان نے براہ فریب ومکر تعلبہ کو گرفتار کر لیا۔ اور شاہ فرانس کو بلا بھیجا پس جسوقت شاہ فرانس سرقسطہ مین آیا اسوقت شاہی لشکر نے تعلبہ کی گرفتاری

---

[1] سلمی کی بغاوت کی یہ وجہ بیان کیجاتی ہے کہ سلمی نے ایک روز مشب کیوقت شراب پی اور حالت نشہ مین دروازہ قنطرہ کی طرف گیا اور کہولنے کا قصد کیا محافظین محلسرا نے ممانعت کی لوٹ آیا صبح کو حسب نشہ اوترا تو اس خوف سے کہ مبادا عبدالرحمن کسی قسم کا مجھ سے مواخذہ نہ کرے قرطبہ سے طلیطلہ چلا آیا۔ اسکے آتے ہی جن جن لوگونکے دلون مین عبدالرحمن کے جانب سے غبار تھا طلیطلہ چلا آیا اور بغاوت کر دی۔ تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۶ صفحہ ۲۴ مطبوعہ مصر

کیونجہ سے محاصرہ اوٹھالیا تھا۔ سلیمان نے تغلبہ کو شاہ فرانس کے حوالہ کر دیا شاہ فرانس اس امید مین کہ مین عبدالرحمن والی اندلس سے اسکے معاوضہ مین زرکثیر لونگا واپس گیا بعد اسکے حسین نے سلیمان کو قتل کر کے بالانفراد حکمرانی شروع کر دی عبدالرحمن نے ان واقعات سے مطلع ہو کر فوجین مرتب کین اور بذاتہ حسین کے جنگ کرنے کو سرقسطہ پر پہونچکے محاصرہ ڈالدیا تا آنکہ حسین نے طول محاصرہ سے تنگ آ کر مصالحت کر لی۔

اس مہم سے فارغ ہو کر امیر عبدالرحمن بلاد فرانس و بشکنس پر جہاد[1] کرنے مین مصروف ہوا انکے علاوہ اور ملوک پر بھی جو انکے قرب وجوار مین تھے حملہ کر کے اپنے وطن قرطبہ مین واپس آیا بعد اسکے ۱۶۵ھ مین حسین نے مقام سرقسطہ مین پھر سر مخالفت بلند کیا عبدالرحمن کا ایک گورنر غالب بن تمامہ بن علقمہ نامی اس بنکامہ کے فرو کرنے کو روانہ ہوا۔ متعدد اور چھوٹی چھوٹی لڑائیون کے بعد حسین کے ہمراہیون مین سے ایک گروہ کو گرفتار کر لیا اور حصار کیے ہوئے لڑتا رہا تا آنکہ ۱۶۶ھ مین عبدالرحمن بنفس نفیس فوجین آراستہ کر کے اس مہم کے سر کرنے کو روانہ ہوا اور بزور تیغ اسکو مفتوح کر کے حسین کو قتل کر ڈالا اور نیز اہل سرقسطہ مین سے بھی کچھ لوگون کو تہ تیغ

---

[1] اس جہاد مین عبدالرحمن لڑتے لڑتے قلہرہ تک پہونچگیا تھا۔ شہر قلہرہ کو فتح کیا اور ان قلعات کو جو اس اطراف مین تھے ان کو ویران و منہدم کر دیا بعد ازان بلاد بشکنش کی طرف روانہ ہوا قلعہ شمین الاقرع کو فتح کر کے بلادشون مین اطلال کیجانب بڑہا اور اسکے قلعہ کو بزور تیغ فتح کر کے منہدم کرا دیا۔ تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۶ صفحہ ۲۶ مطبوعہ مصر۔

[2] سرقسطہ کی مہم سر کرنے مین عبدالرحمن نے اس مرتبہ بہت بڑا اہتمام کیا۔ چھتیس منجنیقین نصب کرائین جو رات دن چلا کرتی تھین۔ دیکھو تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۶ صفحہ ۲۷ و ۲۸ مطبوعہ مصر

کیا۔ ۱۶۸ھ میں ابو الاسود محمد بن یوسف بن عبد الرحمٰن فہری نے بغاوت کی وادی احمر مقام قسطلونہ میں عبد الرحمٰن اس سے معرکہ آرا ہوا اور اسکو شکست دے کے اسکے ہمراہیوں اور فوج کو جی کھولکر پامال کیا بعد ازاں دربارہ ۱۶۹ھ بھی پھر ابو الاسود کے دماغ میں ہوائے بغاوت سمائی اور عبد الرحمٰن سے لڑنے کو نکلا عبد الرحمٰن نے اس واقعہ میں اسکو ہزیمت دے دی۔ اس واقعہ کے دو برس ۱۷۰ھ میں ابو الاسود صوبہ طلیطلہ میں مرگیا بجائے اسکے اسکا بھائی قاسم جانشین ہوا اور ایک بہت بڑی فوج مرتب کرلی عبد الرحمٰن نے یہ خبر پاکر قاسم پر چڑھائی کی

۱؎ ابو الاسود اس زمانہ سے جیل قرطبہ میں تھا جب سے کہ اسکا باپ یوسف بھاگ گیا تھا اور اسکا بھائی عبد الرحمٰن بن یوسف مارا گیا تھا۔ برس دو برس قید رہنے کے بعد اس نے اپنے کو نابینا ظاہر کرنا شروع کیا بھولکر بھی کسی طرف آنکھ میں نہیں اٹھاتا تھا ایک زمانہ دراز تک اسی حالت سے رہا۔ امیر عبد الرحمٰن کو بھی اسکے نابینا ہونے کا یقین ہوگیا۔ انتہائے جیل کے مکانات میں رہتا تھا جنکے دروازے نہر اعظم کی طرف تھے کل قیدی اسی جانب جوائج ضروری رفع کرنے کے لئے جاتے تھے محافظین جیل ابو الاسود کو نابینا تصور کرکے چھوڑ دیتے تھے اور مطلق نگرانی و محافظت نکرتے تھے جسوقت نہر سے اپنی ضرورت رفع کرکے ابو الاسود واپس ہوتا تھا تو آواز بلند سے کہتا تھا کون شخص اندر ہے کو اسکی جگہ پر لیجاویگا۔ تھوڑے دنوں بعد ابو الاسود کا ایک خادم کنارے نہر آنے لگا اور اس سے سرگوشیاں کرنے لگا۔ محافظین جیل ابو الاسود کے نابینا ہونے کی وجہ سے کچھ متعرض نہوتے تھے ایکدن ابو الاسود نے اپنے اسی خادم سے سواری منگوائی اور دریا پیر کر گھوڑے پر سوار ہو کر نکل بھاگا محافظین کو خبر تک نہوئی۔ طلیطلہ پہونچکے آہستہ آہستہ لوگوں کو فراہم کرنا شروع کیا جب بہت بڑی جماعت مجتمع ہوگئی تو ان کو فوج کی صورت میں مرتب کرکے عبد الرحمٰن اموی سے لڑنے کو نکل کھڑا ہوا۔ پہلا معرکہ وادی احمر مقام قسطلونہ میں ہوا اسمیں اسکے چار ہزار آدمی علاوہ ان لوگوں کے جو نہر میں بوقت دار و گیر ڈوب کر مر گئے کام آئے تھے

تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۶ صفحہ ۳۱ و ۳۲ مطبوعہ مصر۔

ایک مدت کے محاصرہ و جنگ کے بعد قاسم بغیر امان کے گرفتار ہوآیا عبدالرحمن نے اسکو موت کے سزا تجویز کی جو نہایت تیزی سے تعمیل کی گئی۔

انہین واقعات کے ختم ہونے پر ۱۷۱ھ اور بعد اسکے ۱۷۲ھ کا دور شروع ہوجاتا ہے اور امیر عبدالرحمن[1] ملک اندلس مین تینتیس[۳۳] سال حکومت کرکے سفر آخرت اختیار کرتا ہے۔

[1] امیر عبدالرحمن بن معاویہ بن ہشام بن عبدالملک والی اندلس نے ماہ ربیع الآخر ۱۷۲ھ عہد خلافت خلیفہ رشید مین وفات پائی تینتیس[۳۳] سال چار مہینے اندلس پر حکمرانی کی۔ سرزمین دمشق مقام دیرحنا ۱۱۳ھ مین پیدا ہوا تھا ام ولد راح نامی بربریہ کے بطن سے تھا اسکا باپ معاویہ اسکے دادا ہشام کے زمانہ مین مرگیا تھا۔ شروع عہد شباب مین اسپر اور اسکے خاندان پر بہت بڑی مصیبت طاری ہوئی ۱۳۲ھ مین شام سے جس کیفیت سے بھاگا ہے تم اوپر پڑھ آئے ہو اللہ تعالیٰ نے اسی کے دماغ اور اسی کے قوائے عقلیہ مین یہ قوت ودیعت رکھی تھی کہ اندلس جیسے ملک پر پہونچتے ہی قبضہ کرلیا اور بعد قبضہ حاصل کرنیکے آئے دن خانہ جنگیون سے برابر مقابلہ کرتا رہا۔ حکمرانان اسلام اور حکومت اسلامیہ کی بربادی کے قوی اسباب سے یہ ایک امر بھی ہے غور کرو کہ عبدالرحمن نے جسوقت اندلس کی سرزمین پر قدم رکھا تھا اس وقت اندلس دو بڑے قبایل یمنیہ اور مضریہ کی مخالفت کا دنگل بنا ہوا تھا علاوہ ان دونون قبایل کی باہمی مخالفت کے بہت سے چھوٹے چھوٹے امیر خود سر حکمران بنے ہوئے تھے ایسی حالت مین عبدالرحمن ہی جیسے شخص کی ضرورت تھی اس نے نم سے بیدخل ہوکر اندلس پر پہونچکے قبضہ جمایا۔ قابض ہونے کی کیفیت سے تم مطلع ہوچکے ہو کہ اس وقت اسکو چندان مخالفت اور بغاوت کا سامنا نہین کرنا پڑا مگر بعد قبضہ حاصل کرنے کے ایک دن بھی نچلا بیٹھنے نہ پایا۔ ایک نہ ایک کی سرکوبی پر کمر باندھنا پڑتی تھی۔ یہ خود سریان اور بغاوت کیون ہوئی تھین؟ اسکی بنا محض اسی پر تھی کہ کبھی تو ہواخواہان دولت عباسیہ کو اس کے مطیع کرنے کی خواہش پیدا ہوتی تھی جیسا کہ علماء کا واقعہ اسپر کافی طور سے روشنی ڈالتی

ہشام کی حکومت جس وقت عبدالرحمن نے سفر آخرت اختیار کیا اس وقت اسکا بڑا بیٹا سلیمان طلیطلہ مین حکمرانی کر رہا تھا اور اسکا دوسرا بیٹا ہشام ماردہ کی کرسی حکومت پر تھا اور عبدالرحمن نے اسی کو اپنا ولیعہد بنایا تھا۔ اسکا تیسرا بیٹا عبداللہ مسکین بوقت وفات قرطبہ مین موجود تھا اپنے مامور باپ کے مرنے پر اپنے بھائی ہشام کی حکومت کی بیعت لی اور اس حادثہ جانکاہ کی خبر پہونچائی۔ چنانچہ ہشام ماردہ سے قرطبہ مین آیا اور حکمرانی کی عبا پہنکے کرسی حکومت پر بیٹھکر حکمرانی کرنے لگا۔

بقیہ نوٹ صفحہ ۲۵۳۔ اور گاہے خواہشمندان حکومت اوٹھہ کہڑے ہوتے تھے۔ افسوس کہ انلوگون نے نقض عہد و بیعت اور فتنہ و فساد کو بہین ہاتھہ کا کھیل مقرر کر لیا تھا حالانکہ اسلام اسکی سخت مخالفت کرتا ہے مگر عبدالرحمن کی ہمت و مردانگی کو صد آفرین کہ وہ کبھی ہمت نہ ہارا جب اسکو یہہ خبر ملتی کہ فلان شخص فلان مقام پر باغی ہوگیا ہے فوراً اوٹھہ کہڑا ہوتا اور جب تک اسکا قلع و قمع نکر لیتا آرام نکرتا تھا اسکی سوانح مین کوئی ایسا واقعہ نہین ملتا کہ جس سے یہ تھک گیا ہو۔ بہت بڑا عالی حوصلہ سخی، شجاع، حلیم، عالم اور صاحب عزیمت تھا۔ کبھی کبھی کچھہ شعر بھی کہہ لیتا تھا نہایت درجہ کا فصیح اور بلیغ تھا ابن حیان لکھتا ہے کہ عبدالرحمن خود دربار عام مین بیٹھا تھا اور رعایا کی فریادین اور استغاثے سُنتا تھا۔ ضعیف سا ضعیف شخص بے روک ٹوک و بلا جد و جہد پہونچکر اپنا حال عرض کر سکتا تھا۔ اسکی عادات سے یہ تھا کہ اسکے دسترخوان پر علاوہ اسکے مصاحبون اور ہمراہیون کے جو شخص کھانے کے وقت موجود ہوتا تھا شریک کر لیا جاتا تھا۔ حاجتمند اپنے حاجات کو اس وقت بھی کہہ سکتے تھے۔ قرطبہ مین اس نے بہ تقلید اپنے دادا ہشام کے رصافہ تعمیر کرایا تھا بوقت وفات گیارہ لڑکے اور نو لڑکیان چھوڑ گیا تھا۔ سفید کپڑے اکثر پہنا کرتا تھا۔ ابن زیدون نے لکھا ہے کہ اسکے رخسارے ہلکے تھے۔ قد بڑا تھا اور نحیف الجسم تھا۔ چہرہ پر بڑا سا تل تھا مترجم ملخص از تاریخ کامل ابن اثیر جلد ششم صفحہ ۴۵ مطبوعہ مصر و کتاب نفح الطیب من غصن الاندلس الرطیب جلد ۱ صفحہ ۲۱۴ مطبوعہ لیدن۔

چونکہ سلیمان اس سے سن مین بڑا تھا اسوجہ سے اسکو کشیدگی پیدا ہوئی اور رفتہ رفتہ اس کشیدگی نے مخالفت کی صورت اختیار کرلی۔ طلیطلہ مین علم مخالفت بلند کردیا۔ اسکا بھائی عبداللہ بھی اس سے آملا۔ ہشام نے اسکے واپس لانے کی غرض سے چند لوگونکو روانہ کیا مگر یہ اسکو نہ پاسکے بعد اسکے ہشام نے فوجین آراستہ کرکے طلیطلہ کیجانب کوچ کیا اور پہونچتے ہی ان دونون کا طلیطلہ مین محاصرہ کرلیا سلیمان نے اپنے بھائی عبداللہ اور اپنے بیٹے کو محافظت شہر پر چھوڑ کر قرطبہ کا راستہ لیا مگر کچھ حاصل نہوا۔ ہشام نے اسکے تعاقب پر اپنے بیٹے عبدالملک کو متعین کیا اور خود طلیطلہ کے محاصرہ پر رہا سلیمان نے یہ خبر پاکے ماردہ کا رخ کیا والی ماردہ نے مقابلہ کیا دونون حریف جی توڑ کر لڑے آخرکار اللہ تعالیٰ نے سلیمان کو ہزیمت دی۔ ہشام اس وقت طلیطلہ ہی کے محاصرہ پر اڑا ہوا تھا دو ماہ سے زائد کچھ روز گزر چکے تھے کہ ایک روز اسکا بھائی عبداللہ بغیر امن حاصل کئے ہوئے ہشام کیخدمت مین آکر حاضر ہوگیا اور گردن اطاعت جھکا دی۔ ہشام نے اسکی تقصیر معاف کردی اور عزت افزائی سے صلے عنایت کئے۔

پھر ۱۷۴ھ مین ہشام نے اپنے بیٹے معاویہ کو سلیمان سے جنگ کرنے کو تدمیر روانہ کیا چنانچہ معاویہ نے اپنے پہ زور حملون سے اطراف تدمیر کو ویران اور پامال کردیا۔ سلیمان روزانہ جنگ سے تنگ آکے جبال بلنسیہ کی طرف بھاگ گیا اور وہین جاکے پناہ گزین ہوگیا۔ اور معاویہ اپنے باپ کے پاس قرطبہ واپس آیا۔ بعد اسکے سلیمان نے معہ اپنے اہل وعیال کے بلاد اندلس چھوڑ کر ملک بربر چلے جانے کی درخواست کی ہشام نے اسکو منظور کرلیا اور اپنے باپ کے متروکہ سے دست کش ہونے پر اسکو ساٹھ ہزار دینار مرحمت کئے سلیمان کے ساتھ اسکا بھائی عبداللہ بھی اندلس سے چلا آیا تھا اور ہشام سرزمین

اندلس مین ٹھیرا ہوا حکم انی کرتا رہا۔

انہین واقعات کے اثنار مین شرقی اندلس مقام طرسونہ مین سعید بن حسین بن یحیے انصاری نے ہشام کی مخالفت پر کمر باندہی سعید اس زمانہ سے طرسونہ مین ٹھیرا ہوا ریاست دوانی کر رہا تھا جس زمانہ مین اسکا باپ حسین مارا گیا تھا۔ پس جب اسکے پاس یمانیہ کا گروہ کثیر مجتمع ہوگیا تو اس نے طرسونہ پر قبضہ کرکے اسکے گورنر یوسف بن عیسیٰ کو نکال دیا۔ موسے ابن فرفوق کو یہ امر ناگوار گزرا مضربہ کو ایکجا کرکے سعید سے متعرض ہوا۔ اسی اثنار مین مطروح بن سلیمان بن یقظان نے شہر برشلونہ مین بغاوت کردی اور شہر سرقسطہ اشقہ پر قبضہ کرلیا۔ جون ہی ہشام سے اپنے بھائیون کے مہم سے فراغت حاصل کی فوراً ابو عثمان عبید اللہ بن عثمان کو بسرافسری فوج مطروح کی سرکوبی پر متعین کیا۔ ابو عثمان نے پہونچتے ہی مطروح کا سرقسطہ مین محاصرہ کرلیا ایک زمانہ تک حصار کئے ہوئے لڑتا رہا بعد ازان محاصرہ اٹھاکر طرسونہ کے قریب آکے پڑاؤ کیا اور اہل سرقسطہ پر آئے دن شبخون مارنے لگا انہین دنون مطروح کے بعض ہمراہیون نے دھوکہا دیکر مطروح کو مار ڈالا اور سر اوتار کر ابو عثمان کے پاس لائے ابو عثمان نے ہشام کی خدمت مین بھیجدیا اور سرقسطہ مین داخل ہوکے قابض و متصرف ہوگیا۔

ابو عثمان اس مہم کے سر کرنے کے بعد ملک فرانس پر جہاد کرنے کو روانہ ہو شہر البتہ اور اسکے گرد و نواح کے قلعات پر حملہ کیا فرانسیسی دلاورون نے بھی میدان جنگ کا راستہ لیا فریقین مین گھمسان لڑائی ہوئی آخر کار عساکر اسلامیہ کو فتح نصیب ہوئی فرانسیسیون کی فوج کی بہت بڑی جماعت کمیت رہی اور ابو عثمان نے اس مقامات کو مفتوح کرلیا۔ یہ واقعہ ۱۷۵ھ کا ہے۔

اسی سنہ مین ہشام نے اسلامی افواج کو بسرگردہی یوسف بن بخت جلیقہ کے سر کرنے کو بھیجا اسوقت اسکا بادشاہ برمند کبیر تھا۔ یہ بھی خم ٹھونک کر میدان مین آیا سخت اور خونریز لڑائی ہوئی۔ نقصان کثیر اُٹھاکے برمند کو پسپا ہونا پڑا اور یوسف نے کامیابی کے ساتھ اسکے لشکرگاہ پر قبضہ کرلیا۔ بہت سا مال غنیمت ہاتھ آیا۔

اسی سنہ مین بعد رد و کد براوران ہشام اہل طلیطلہ نے اپنے امیر ہشام کے علم حکومت کی اطاعت قبول کرنے کی درخواست پیش کی ہشام نے منظور کرکے کل اہل طلیطلہ کو امن دی اور اپنے بیٹے حکم کو طلیطلہ کا والی مقرر کرکے روانہ کیا۔ پس حکم نے وہان پہونچکے زمام حکومت طلیطلہ اپنے ہاتھ مین لی اور انتظام و انصرام مین مصروف ہوا۔

پھر ۱۷۶ھ مین ہشام نے اپنے وزیر السلطنت عبدالملک بن عبدالواحد بن مغیث کو دشمنان اسلام پر جہاد کرنے کو روانہ کیا۔ عبدالملک نے نہایت تیزی سے حدود بلاد اسلامیہ سے نکلکر غارتگری اور لڑائی شروع کردی چنانچہ لڑتا بھڑتا اور فرانسیسیون کے بلاد کو تخت و تاراج کرتا ہوا البتہ اور قلاع تک پہونچگیا اور اسکے گرد و نواح کو اپنی فوج کا جولانگاہ بنایا بعد ازان ایک عظیم الشان فوج کے ساتھ اربونہ اور جرندہ کیجانب بھیجا گیا۔ پہلے عبدالملک نے جرندہ پر حملہ کیا جرندہ مین فرانس کی نامی فوج سرحدی بلاد کی حفاظت کو رہتی تھی عبدالملک نے اسکو خاک و خون مین ملاکے جرندہ کے برجون اور شہر پناہ کی فصیلون کو منہدم کرادیا بعدہ سرزمین سرطانیہ کو پامال کرتا ہوا فرانس کے ملک مین گھس پڑا۔ شہر ناگانون اور قصبے ویران کرتا ہوا اربونہ پہونچا اربونہ کے ساتھ بھی یہی واقعات گزرے۔ اہل فرانس مسلمانون کے نام سے بید کی طرح تھرانے لگے۔ کوئی شخص مقابلہ پر نہ آتا تھا کئی قلعے ویران و مسمار کرڈالے اور کئی قلعون کو جلاکر خاک و سیاہ کردیا۔ اس جہاد مین اس قدر مال غنیمت ہاتھ آیا

(۱) ابن خلدون ۴۱۹

کہ جسکا شمار نہین ہوسکتا۔ عبدالملک کی مراجعت پر کافرون نے بشکنش اور اپنے ہمسایہ ملوک سے مسلمانون کے خلاف امداد طلب کی اور جب امدادی فوجین آگئین تو عبدالملک سے چھیڑ چھاڑ شروع کی عبدالملک نے اس معرکہ مین بھی ان اجل رسیدون کو شکست دی اور ان کے حصہ کثیر کو قتل کرکے خاک وخون مین ملادیا۔

بعدہ ۱۹۸ھ مین ہشام نے اسلامی فوجین بسرگردہی عبدالکریم بن عبدالواحد بن مغیث بلاد جلیقہ پر جہاد کرنے کو روانہ کین۔ عساکر اسلامیہ نے دشمنان دین کے ملک کو خوب خوب تخت وتاراج کیا اور بہت سا مال غنیمت لیکے واپس آیا

اسی سنہ مین تاکدتا (یا تاکرتا) مین بغاوت پھوٹ نکلی۔ یہ مقام بلاد زندہ ملک اندلس سے شمار کیا جاتا تھا یہان جس قدر بربری تھے انھون نے امیر ہشام کی اطاعت سے انحراف کرکے خودسری کا دعوے کیا تھا۔ ہشام نے ان کی سرکوبی کے لئے عبدالقادر بن ابان بن عبداللہ خادم امیر معاویہ بن ابوسفیان کو روانہ کیا عبدالقادر نے پہونچتے ہی ہنگامہ کارزار گرم کردیا۔ ہزارہا باغی مارے گئے جو باقی رہ گئے وہ جلاوطن ہوکر نکل بھاگے سات برس تک تاکدتا ویران پڑا رہا۔ ایک متنفس نظر نہ آتا تھا۔

۱۹۹ھ مین ہشام نے پھر جہاد کی طیاری کی اور عبدالملک بن عبدالواحد بن مغیث کو امیر لشکر مقرر کرکے جلیقہ پر حملہ کرنے کو روانہ کیا رفتہ رفتہ عبدالملک سترقہ تک پہونچا۔ شاہ جلالقہ (ادفونش) نے اپنی فوجین فراہم کین اور اپنے اطراف وجوانب کے بادشاہون سے امدادی فوجین منگوائین۔ بہت بڑی طیاری سے مقابلہ پر آیا لیکن عبدالملک کی ہیبت کچھ ایسی غالب ہوئی کہ بلا جدال وقتال لوٹ کھڑا ہوا عبدالملک نے تعاقب کیا ادفونش بے سروسامانی سے آگے آگے بھاگا جاتا تھا اور عبدالملک اسکے پیچھے پیچھے سراغ لگاتا جنکو

پوتا اونکو قتل کرتا اور شہرون، گانون، قصبات کو لوٹتا ہوا چلا جارہا تھا تا آنکہ اوفونش اپنے پایہ تخت کے قریب پہونچگیا اس وقت عبدالملک نے مراجعت کی۔

اسی زمانہ مین ہشام نے ایک دوسری فوج دوسرے سمت سے بلاد فرانس کی طرف روانہ کی تھی۔ یہ فوج بھی عبدالملک کی فوج سے جاملی تھی اور متفق ہوکر دشمنان اسلام کے بلاد کو جی کھولکر تخت وتاراج کیا تھا۔ واپسی کے وقت فرانس کی فوج نے چھیڑ چھاڑ کی اور کسیقدر کامیاب ہوئی مگر باین ہمہ عساکر اسلام مظفر ومنصور واپس آئا۔

حکم کی حکومت ۱۸۰ھ مین ہشام[1] بن عبدالرحمن نے اپنی حکومت و امارت

[1] ہشام بن عبدالرحمن بن معاویہ بن عبدالملک بن مروان والی اندلس کا انتقال ماہ صفر ۱۸۰ھ مین ہوا تقریباً چالیس مرحلے عمر کے طے کئے ام ولد کے بطن سے ماہ شوال ۱۳۹ھ مین پیدا ہوا تھا۔ علاوہ جامع مسجد قرطبہ کی تکمیل تعمیر کے اور بہت سی مسجدین بنوائین۔ اسکے عہد حکومت مین اسلامی شان وشوکت کو بیحد ترقی ہوئی کفر اور کفار ذلیل وخوار ہوئے اہل اندلس اسکو نہایت نیکی سے یاد کرتے ہین اور کہتے ہین کہ یہ سیرۃ خلیفہ عمر بن عبدالعزیز سے مشابہ تھا۔ اندرونی بغاوتین اور خانہ جنگیون سے اسکو نہایت کم سامنا کرنا پڑا صرف اوائل عہد حکومت مین اس کے دونون بھائیون عبداللہ وسلیمان نے مخالفت کا سر اوٹھایا تھا بعد ازان پھر کسی نے دم نہین مارا اس نے اپنا سارا زمانہ کفار کے ساتھ جہاد کرنے مین صرف کیا۔ کبھی جلالقہ سے ہمبرد نظر آتا تھا اور کبھی شاہ فرانس پر حملہ آور ہوتا تھا۔ اس سے عیسائیان کا دم ناک مین آگیا تھا۔ اربونہ اسکے زمانہ مین مفتوح ہوا تھا۔ جلالقہ سے اس نے خراج وصول کیا فرانس کو مارتے مارتے اسکی پایہ تخت تک پہونچایا۔ اسکے زمانہ امارت مین اسلام کو اسدرجہ عزت وغلبہ حاصل ہوا تھا کہ اسکے زمانہ مین ایک شخص نے بوقت وفات وصیت کی تھی کہ میرے متروکہ سے ایک مسلمان قیدی فدیہ دیکر رہا کرایا جائے۔ اس شخص کے مرنے

کے سات سال پورے کرکے وفات پائی بعضون نے لکھا ہے کہ اس نے آٹھ سال حکومت کی۔

ہشام نہایت نیک مزاج، صلاحیت پسند، سخی، دلیر، شجاع۔ صاحب صائب الرائے اور کثرت سے غزا وجہاد کرنے والا شخص تہا اسی نے جامع مسجد قرطبہ کی تعمیر تکمیل کو پہنچائی جسکی بنا اسکے باپ عبدالرحمن نے ڈالی تہی۔ اسنے صدقات اور زکوٰۃ کو مطابق کتاب وسنت کے وصول کیا تہا۔

اسکے انتقال کرنے پر اسکا بیٹا حکم حکمران ہوا۔ اسکے عہد حکومت مین خانہ جنگی کی کثرت ہوئی بہت سے گھوڑے اصطبل شاہی مین باندہے گئے اور اسکی حکومت کو معقول طور سے استحکام واستقلال حاصل ہوا۔ یہ بذاتہ ہر کام کی نگرانی کرتا اور لڑائیون پر جاتا تہا۔

حکم کے اوائل زمانہ حکومت مین عبداللہ بلنسی ابن عبدالرحمن داخل مغربی اندلس کے سرحد سے خروج کرکے بلنسیہ پر قبضہ حاصل کرلیا بعد اسکے طنجہ سے اسکے بھائی سلیمان نے بھی سر اوٹھایا۔ حکم کو ایک برس تک ان دونون کی لڑائی مین مصروف رہنا پڑا آخر الامر حکم کو فتح نصیب ہوئی اور ۱۸۴ھ مین سلیمان مارڈالا گیا باقی رہا عبداللہ وہ بلنسیہ مین مقیم رہا اور بخوف جان کسی قسم کی شورش اور فساد نہین اوٹھایا۔ حکم نے یحیےٰ بن یحیےٰ فقیہ کو پیام صلح لیکے روانہ کیا چنانچہ ۱۸۶ھ مین باہم بہتیجہ اور چچا مین مصالحت ہوگئی۔

بقیہ نوٹ صفحہ ۴۵۹ - پر تمام دار الکفار چہان ڈالا گیا۔ مسلمان قیدی ایک بہی نہ ملا اس سے زیادہ قوی دلیل دشمنان اسلام کی ضعیف اور اسلام کی قوت کی کیا ہوسکتی ہے قرطبہ کے پل کو جو خوبی ومضبوطی بیشی ہوزمانہ تہا از سر نو بنوایا۔ اس پل کو سمح خولانی گورنر اندلس نے بحکم خلیفہ عمر بن عبدالعزیز بنوایا تہا۔ ملخص از تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۶ مطبوعہ مصر صفحہ ۶۰ وکتاب نفح الطیب مطبوعہ لیدن جلد اول صفحہ ۲۱۹ لغایتہ ۲۲۱

انہین خانہ جنگیون کے اثنا مین فرانس نے موقع مناسب تصور کرکے فوجین فراہم کین اور حکم کو اپنے چچاؤن کے ساتھہ مصروف جدال وقتال دیکھہ کے برشلونہ کا قصد کیا۔ اسلامی فوجین برشلونہ کی حمایت کو نہ پہونچ سکین۔ فرانس نے بے تگ و دو برشلونہ پر قبضہ کرلیا۔ حکم نے اپنے چچاؤن کی مہم سے فراغت حاصل کرکے فرانس کی سرکوبی کیجانب توجہ کی۔ اپنے حاجب عبدالکریم بن عبدالواحد بن مغیث کو امیرلشکر مقرر کرکے برشلونہ اور بلاد جلالقہ کیجانب روانہ کیا عبدالکریم نے دشمنان اسلام سے سختی کے ساتھہ لڑائی چھیڑدی حریف نے ایک تنگ و دشوار راستہ کو اختیار کیا۔ عبدالکریم نے میدان جنگ سے مراجعت کرکے راستہ کی دوسرے سرے کی ناکہ بندی کرلی اور اس سرے پر بھی اپنی فوج کے چند دستہ کو مامور کردیا۔ حریف اس وقت نہ پائے رفتن نہ جائے ماندن مین گرفتار ہوگیا۔ سب کے سب کہیت رہے ایک بھی جانبر نہوا اور عبدالکریم نے فتحیابی کے ساتھہ بلاد اسلامیہ کیطرف مراجعت کی۔

سنہ ۱۸۱ھ مین اندرونی بغاوتون اور جھگڑون کا زور و شور ہوا اندلس کے سرحدی بلاد مین آتش فساد مشتعل ہورہی تھی۔ بہلول بن مرزوق معروف بہ ابوالحجاج نے علم مخالفت بلند کرکے سرقسطہ کو دبالیا۔ عبداللہ بلنسی عم امیر حکم نے بھی اسی سنہ مین سر اوٹھایا تھا جیسا کہ تم اوپر پڑھہ آئے ہو۔ اسی سنہ مین عبیدہ بن عمیرہ نے طلیطلہ مین مخالفت شروع کی حکم نے اپنے گورنر وسپہ سالار عمروس بن یوسف کو جو کہ طلبیرہ مین رہتا تھا اس ہنگامہ کے فرو کرنے کو لکھہ بھیجا۔ عمروس نے طلیطلہ پر پہونچکے محاصرہ ڈالدیا اور لڑائی شروع کردی ایک مدت تک محاصرہ کئے ہوئے لڑتا رہا اثنار جنگ مین عمروس نے اہل طلیطلہ مین سے بنی مخشی کو خط وکتابت کرکے ملالیا بنی مخشی نے موقع پاکے عبیدہ کو قتل کرکے سر اوتار لیا اور عمروس کے پاس بھیجدیا

عمروس نے عبیدہ کے سر کو حکم کی خدمت مین روانہ کیا اور طلیطلہ مین داخل ہوکے قبضہ کرلیا بنی مخشی کو اس خدمت کے صلہ مین انعامات دیئے جاگیرین دین اور اعلے اعلے درجہ کے مناصب عطا کئے بعد اسکے بربریون نے جو طلبیرہ مین تھے عبیدہ کے معاوضہ مین بنی مخشی کی خونریزی پر کمر باندھی عمروس نے ان شورہ پشتون کو بھی گرفتار کراکے قتل کیا اور انکے سرون کو بھی اور باغیون کے سرون کو ساتھ حکم کی خدمت مین بھیجدیا۔ سارا فتنہ وفساد فرو ہوگیا۔ امن وامان کی اس اطراف مین منادی پھر گئی۔ عمروس اس فتحیابی کے بعد اپنے بیٹے یوسف کو طلیطلہ پر مامور کراکے سر قسطہ کیجانب واپس آیا اور اسکو بھی سرکش باغیون کے پنجہ سے نکال کے قابض ومتصرف ہوگیا۔

سنہ ۱۸۹ھ مین مسلمانان اندلس کے سرون پر یہہ شامت سوار ہوئی کہ اسمین سے بعض سردارون اور لشکریون کے خاندان امیر حکم سے کشیدہ خاطر ہوکر بشاہ فرانس سے جا ملے اور اس کو طلیطلہ کے قبضہ پر ابھارنا شروع کیا عیسائیون کو بھی اپنے قدیم حریف سے بدلہ لینے اور ملک پر قبضہ کرنے کی طمع دامنگیر ہوئی فوجین آراستہ اور سامان جنگ فراہم کرکے طلیطلہ کی طرف فرانسیسی عیسائیون نے قدم بڑھائے یوسف والی طلیطلہ مقابلہ پر آیا مدتون لڑائی اور محاصرہ کا سلسلہ جاری وقایم رہا چونکہ اس مہم مین دشمنان اسلام کے ساتھ اسلام کے نام لیوا بھی شریک تھے اور وہ طلیطلہ کے حالات سے بخوبی واقف تھے اسوجہ سے اہل طلیطلہ کو ہزیمت ہوئی عیسائیون نے طلیطلہ پر قبضہ کرلیا اور یوسف والی طلیطلہ کو گرفتار کرکے صخرہ قیس مین لیجاکے قید کردیا۔ عمروس اسوقت سرقسطہ کی حفاظت مین مصروف تھا جب اس واقعہ کی اسکو خبر لگی تو اس نے عساکر اسلامیہ کو اپنے چچازاد بھائی کے ساتھ طلیطلہ سے فرانسیسیون کو نکال باہر کرنے کی غرض سے روانہ کیا چنانچہ طلیطلہ

کے باہر عساکر اسلامیہ نے اپنا مورچہ قایم کیا باہم فریقین لڑنے لگے بہت بڑی اور سخت لڑائی کے بعد فرانسیسیون کو ہزیمت ہوئی۔ نہایت بے سروسامانی سے طلیطلہ چھوڑ کر بھاگے۔ مسلمانون نے طلیطلہ پر پھر قبضہ کرلیا۔ عمروس نے اپنے ایک نائب کو صخرہ قیس کیطرف روانہ کیا اس نے پہونچتے ہی یوسف بن عمروس کو قید کی تکلیف سے نجات دے دی۔ اس واقعہ سے عمروس کے رعب وداب اور مردانگی کا سکہ فرانسیسی ولاورون کے دلونپر بیٹھ گیا۔

جنگ ربض حکم اپنے شروع عہد امارت مین لذات دنیاوی اور عیش وعشرت مین منہمک مستغرق ہورہا تھا۔ قرطبہ کے اہل علم ودرع کو حکم کا یہ فعل ناگوار گزرا یحیے بن یحیے اللیثی اور فقیہ طالوت جیسے فقہا اور علما نے ایک جلسہ مین مجتمع ہوکے حکم کے معزولی کا مشورہ کیا اہل قرطبہ ان علما کے اشارہ سے حکم پر ٹوٹ پڑے حکم کے دستہ فوج جان نثاران نے ان کو اس فعل سے روکا۔ پس اہلوگون نے حکم کی معزولی کا اعلان کرکے غربی قرطبہ کے شہر پناہ کے ایک محلہ مین جو قصر شاہی سے متصل تھا۔ محمد بن قاسم قرشی مروانی عم ہشام کی امارت کی بیعت کرلی اور ۱۹۸ھ مین ان لوگون نے خلیفہ حکم کا اسکے محلسرا مین محاصرہ کرلیا۔ حکم نے نہایت مردانگی سے ان لوگون کا مقابلہ کیا اور بزور تیغ ان کو مغلوب کرکے ان مین سے بہتون کو ہمیشہ کے لئے موت کی نیند سولادیا۔ باقی ماندگان ادہر اودہر منتشر ومتفرق ہوگئے ان لوگون کے مکانات اور مسجدین ویران اور منہدم ہوگئین۔ بقیۃ السیف[1]

[1] بقیۃ السیف جو جلاوطن ہوکر فاس چلے آئے تھے انکی تعداد آٹھ ہزار تھی اور اسکندریہ مین جو گروہ جلاوطنون کا آیا تھا وہ علاوہ بچون اور عورتون کے پندرہ ہزار تھے۔ عربی مورخون نے انکی کوئی تعداد نہین بیان کی یہ بیان انگریزی مورخون کا ہے واللہ اعلم۔ مترجم۔

نے بھاگ کر فاس سرزمین افریقیہ مین جاکے دم لیا اور کچھ لوگون نے اسکندریہ مین پناہ لی۔ یہان پر بھی ان خانہ بدوشون کو چین سے بیٹھنا نصیب نہوا جب ان لوگونکا ایک خاصہ جتھا اسکندریہ مین مجتمع ہوگیا تو ان لوگون نے بغاوت کردی عبداللہ بن طاہر والی مصر انکی سرکوبی کو آیا اور کمال مردانگی سے ان لوگون کو زیر کرکے اسکندریہ کو انکے غاصبانہ قبضہ سے نکال لیا اور ان لوگون کو جہازون پر سوار کراکے جزیرہ اقریطش (کریٹ) کی طرف روانہ کردیا جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا۔ انلوگون کا سردار ابوحفص عمر بلوطی نامی ایک شخص تھا یہی انکی سرداری کرتا رہا جب یہ مرگیا تو بوراثت اسکے اسکی اولاد ان پر حکمرانی کرتی رہی تا آنکہ عیسائیون نے جزیرہ مذکور کو انکے قبضہ سے نکال لیا۔

یوم الخندق اہل طلیطلہ مین فساد اور مخالفت کا مادہ کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا تھا ان کے قلوب اور دماغون مین اپنے ملک کی حفاظت آپ خود کرنے کی ہوا سمائی ہوئی تھی اور آئے دن امرار کی معزولی و تقرری سے یہ شیر ہو رہے تھے امیر حکم انکی روزانہ بغاوت اور خودسری سے تنگ آگیا تھا۔ مجبور ہوکر سرحدی بلاد سے اپنے نامور سپہ سالار عمروس بن یوسف کو اس آئے دن بغاوتون کے فرو کرنے کی غرض سے بلا بھیجا۔

عمروس بن یوسف عربی النسل نہ تھا بلکہ شہر وشقہ کا رہنے والا اور مولدین سے تھا۔ حکم کیجانب سے سرحدی بلاد کا گورنر تھا تمام قرب وجوار کے سرکش و متمرد امرار اسکے نام سے کانپتے تھے۔

حکم نے عمروس سے اہل طلیطلہ کے مطیع کرنے کے معاملہ مین اعانت طلب کی اور اسکو شریک مشورہ کرکے طلیطلہ کی سند حکومت عنایت فرمائی چونکہ عمروس اہل طلیطلہ کے جنس سے تھا اسوجہ سے اہل طلیطلہ اس سے مانوس

وہ مطمئن ہو گئے تھوڑے دنوں بعد عمروس براہ فریب اہل طلیطلہ کو اس مشورہ مین کہ بنی امیہ کو کرسی امارت سے اوتار دینا چاہیے شریک کرنا شروع کیا اور اس غرض کے لئے کہ وہ مع شاہی اراکین کے اسمین گوشہ نشین ہو جاے گا ایک جداگانہ مکان تعمیر کرنے کی رائے دی اہل طلیطلہ اس دم پٹی مین آ گئے۔ عمروس نے ان لوگون کی موافقت اور اعانت سے حسب مرضی ایک مکان تعمیر کرایا۔ بعد اسکے سرحدی افسر نے دارالحکومت سے امداد طلب کی امیر حکم نے ایک بہت بڑا لشکر سپہ افسری اپنے بیٹے عبدالرحمن کے روانہ کیا جسمین وزیرون کی بھی ایک جماعت تھی کوچ و قیام کرتا ہوا یہ لشکر طلیطلہ ہو کر گذرا مگر طلیطلہ مین نہ تو جانے کا ارادہ کیا اور نہ اہل طلیطلہ سے متعرض ہوا۔ اتفاق کچھ ایسا پیش آیا کہ دشمنان اسلام لوٹ گئے اور اللہ تعالے نے انکے شر سے بلاد اسلامیہ کو بچا لیا۔ عبدالرحمن نے قرطبہ کیجانب مراجعت کرنے کا قصد کیا عمروس نے اہل طلیطلہ کو عبدالرحمن کے پاس جانے اور اس سے ملنے کی رائے دی۔ چنانچہ سرداران طلیطلہ اس سے ملنے کو آئے عبدالرحمن نے ان لوگون کی تعظیم و تکریم کی عزت سے اپنے قریب بیٹھنے کا حکم دیا۔ حکم کے خادم نے اہل طلیطلہ کی آنکھین بچا کے عمروس کو حکم کا فرمان دیا جس مین لکھا تھا کہ جس طرح ممکن ہو بمکر و فریب مفسدہ پردازان طلیطلہ کو زیر کرنا چاہیے عمروس نے اہل طلیطلہ سے کہا "اسوقت اتفاق سے عبدالرحمن تمہارے شہر مین آ گیا ہے اسکو اپنے شہر مین لیچلو تاکہ تمہارے قوت و شوکت دیکھکر دل مین متاثر ہو اور آئندہ تمہاری مطیع کرنے کا خیال نکرے"۔ اہل طلیطلہ اس فقرہ مین آ گئے اور عبدالرحمن کو کہہ سنکے اپنے شہر مین لے گئے اور اسی قصر مین ٹھیرایا جو انہین لوگون کی اعانت سے وسط شہر مین حسب مرضی عمروس تعمیر کیا گیا تھا۔ ایک روز دعوت کے بہانہ سے عمروس نے کل سرداران مفسدہ پردازان کو قصر امارت مین بلوکیا اور یہ

ظاہر کیا کہ کثرت مجمع واژدحام کے خیال سے امیر نے حکم دیا ہے کہ لوگ ایک دروازہ سے مکان مین داخل ہون اور جاتے وقت دوسرے دروازہ سے جائین اہل طلیطلہ اس رائے وانتظام کے مطابق گروہ کے گروہ قصر امارت مین داخل ہونے لگے جون ہی یہہ لوگ قصر مین داخل ہوتے سرداران لشکر ان کو کشان کشان اس گڑہے پر لے جاتے جو پہلے سے ان لوگون کے قتل کے لئے کھدوایا گیا تھا اور سبھون کی گردنین مار دیتے۔ رفتہ رفتہ اسی تدبیر وحکمت عملی سے کل سرغناؤن کو قتل کر ڈالا۔ باقی ماندگان معمولی حیثیت والے اس امر کو تاڑ گئے اور بخوف جان بھاگ کھڑے ہوئے۔ اس خوفناک نمونہ قیامت واقعہ نے کل اہل طلیطلہ کے مزاج ٹھنڈے کر دیئے سمعاً وطاعتہً بطیب خاطر ایام فتنہ تک مطیع ومنقاد رہے جیسا کہ آئندہ ہم تحریر کرینگے۔

پھر ۱۹۱ھ مین اصبغ بن عبداللہ نے ماردہ مین علم بغاوت بلند کیا اور حکم کے گورنر کو مار کر نکالدیا۔ حکم کو اسکی اطلاع ہوئی تو اس نے فوجین مرتب کر کے ماردہ کو جا کے گھیر لیا اثنار محاصرہ مین یہہ خبر لگی کہ اہل قرطبہ مین بغاوت پھوٹ نکلی ہے محاصرہ اوٹھا کے قرطبہ کی جانب لوٹ آیا اور نہایت تیزی سے آتش فساد فرو کر کے کل مفسدین اور سرغناؤن کو مار ڈالا بعد اسکے اصبغ نے بھی علم حکومت کی اطاعت قبول کر لی حکم نے اسکو قرطبہ مین بلا کر ٹھیرالیا۔

۱؎ حکم کے لوٹ آنے پر اہل ماردہ کبھی مطیع ہو جاتے تھے اور کبھی پھر باغی ہو جاتے۔ حکم ان کی سرکوبی کو ہمیشہ لشکر بھیجتا تھا تا آنکہ اصبغ کی موت سبب ہو گئی۔ اسی عرصہ مین حکم نے اہل ماردہ کے سرداروں کو ملا لیا سبھون نے اسکی رفاقت ترک کر دی حتے اصبغ کا بھائی بھی شاہی لشکر مین چلا آیا مجبور ہو کر اصبغ نے امان طلب کی اور مصالحت کر لی۔ کامل ابن اثیر جلد ۶ مطبوعہ مصر صفحہ ۸۰۔

اُن آئے دن خانہ جنگیون اور اندرونی بغاوتون کا شاہ فرانس نے احساس کرکے فوجین فراہم کین اور سامان جنگ وحصار مہیا کرکے طرسوسہ کے محاصرہ کی غرض سے کوچ کردیا۔ حکم کو اسکی اطلاع ہوئی اس نے اپنے بیٹے عبدالرحمن کو فوج عظیم کے ساتھہ شاہ فرانس کی جلوگیری پر مامور کیا ہنوز شاہ فرانس اپنے حدود مملکت سے متجاوز ہونے نہ پایا تھا کہ عبدالرحمن نے پہونچکے لڑائی کا نیزہ گاڑدیا دونون حریف جی توڑکر لڑنے لگے۔ نہایت سخت اور خونریز جنگ کے بعد شاہ فرانس کو ہزیمت ہوئی کہیت عساکر اسلامیہ کے ہاتھہ رہا اور عبدالرحمن معہ اپنی فوج ظفرموج کے مظفر ومنصور مال غنیمت لئے ہوئے واپس ہوا

سنہ ۱۹۴ھ مین جب اہل ماردہ نے گزشتہ قتل وخونریزی کو بھولادیا تو پھر باغی ہوگئے حکم انکی سرکوبی پر مستعد وآمادہ ہوکر ماردہ پہونچا تین سال مسلسل ان کی لڑائیون مین مصروف رہا فرانسیسی عیسائیون کو موقع ملگیا سرحدی بلاد پہ لوٹ مار شروع کردی پس حکم نے سنہ ۱۹۶ھ مین ان کو ہوش مین لانے کی غرض سے مملکت فرانس کیجانب کوچ کیا متعدد قلعے مفتوح کئے اکثر شہرون کو ویران وخراب کرڈالا۔ قتل وخونریزی اور قیدیون کی کوئی انتہا نہ تھی۔ فرانسیسی مقابلہ سے جی چرانے لگے اُس وقت حکم نے قرطبہ کیجانب معاودت کی۔

گذشتہ پیشقدمیون کیوجہ سے سنہ ۲۰۰ھ مین حکم نے اپنی فوج کو مملکت فرانس

۱؎ یہ واقعہ ۱۹۱ھ کا ہے۔ اسی سنہ مین حزم بن وہب نے اطراف باجہ مین بغاوت کی تھی علاوہ اہل باجہ کے اور لوگون نے اسکا ساتھہ دیا۔ حزم نے اشبونہ کا رخ کیا اتنے مین حکم کو اسکی خبر لگ گئی اپنے بیٹے ہشام کو فوج کثیر کے ساتھہ حزم کے عزم کے توڑنے کو روانہ کیا ہشام نے پہونچتے ہی حزم کو ایسی بُری طور سے شکست دی کہ حزم خود کردہ پریشان ہوکر امان کا خواستگار ہوا اور مطیع ہوگیا۔ تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۶ مطبوعہ مصر۔

پر جہاد کی طیاری کا حکم دیا۔ سپاہیون نے کمال شوق و ذوق سے طیاریان کین حکم نے ان لوگون کو لبسر افسری اپنے حاجب عبدالکریم بن عبدالواحد بن مغیث کے شاہ فرانس کے ملک پر جہاد کرنے کو روانہ کیا۔ عبدالکریم نے حدود مملکت اسلامیہ سے نکلکے ملک فرانس پر حملے شروع کردئے۔ شہر کے شہر، گانون کے گانون قصبے کے قصبے ویران ہو گئے متعدد قلعات منہدم کرڈالے۔ شاہ جلالقہ عظیم فوج لے کے مقابلہ پر آیا۔ کنارہ نہر پر دونون حریف کا مقابلہ ہوا۔ مدتون چھوٹی چھوٹی لڑائیان ہوتی رہین۔ عساکر اسلامیہ کو فرانسیسی عیسائیون سے ان لڑائیون مین بہت بڑا فائدہ پہونچا بعد ازان مسلسل تیرہ شبانہ روز لڑائی ہوتی رہی۔ اتنے مین بکثرت مینھہ برسا۔ نہر مین طغیانی پیدا ہوئی۔ عساکر اسلامیہ نے منظفر و منصور مال غنیمت لئے ہوے معاودت کی۔

عبدالرحمن اوسط کی جانشینی

اخری ۲۰۶ھ مین امیر حکم بن ہشام[1] نے اپنی حکومت کے ستائیس سال پورے کرکے وفات پائی۔ یہہ پہلا شخص ہے

[1] حکم بن ہشام ایک جلیل القدر عظیم الشان اندلس کا فرمانروا تھا۔ اپنے خیالات اور ارادون پر استقلال کے ساتھہ عمل کرتا تھا۔ سخت سی سخت مصیبت مین گھبراتا نہ تھا۔ اسکے شروع زمانہ حکومت مین اسکے چچاؤن نے اسپر خروج کیا تھا۔ بمجبوری اسکو انکے سرکرنے مین مصروف ہونا پڑا۔ اس اثنا مین فرانسیسی عیسائی اس موقع کو مغتنمات سے شمار کرکے بلاد اسلامیہ پر دوڑ پڑے حکم نے جیون تیون اپنے چچاؤن کی بغاوت سے فراغت حاصل کرکے شاہ فرانس کو خوب خوب زیر کیا اگرچہ اپنے اوائل زمانہ حکومت مین کسیقدر لہو و لعب مین مصروف ہوگیا تھا اور یہی موقع علماء قرطبہ کو اس سے مخالفت کا حاصل ہوا تھا مگر میرا گمان ہے کہ بعد کو اس نے ان افعال و حرکات سے جو باعث ناراضی علماء و فقہاء قرطبہ ہوئے تھے توبہ کرلی تھی اسکی دینداری اور تقوی اور کی ادے نظیر یہ ہے کہ ایک روز اپنے کسی خادم پر حکم نے ناراض ہوکر اس کے

جس نے اندلس مین فوج نظام رکھی، انکی تنخواہین مقرر کین، طرح طرح کے آلات حرب کافی مقدار پر مہیا کئے، حشم اور حواشی بڑہائے، دروازہ پر سواران دستہ فوج جان نثاران کا پہرہ مقرر ہوا، اور مملوکون خادمون کو خدمات کے لئے رکھا۔

بقیہ نوٹ صفحہ ۱۶۸۔ قطع یہ کا حکم دیا اتفاق سے اس وقت فقیہ زیاد بن عبد الرحمن آپہونچا۔ امیر حکم کو مخاطب کرکے بولا اللہ تعالیٰ امیر کو توفیق خیر عطا فرمائے مالک ابن انس نے مرفوعاً روایت کی ہے کہ جو شخص اپنے غیظ و غضب کو ضبط کرے جسکے نفاذ پر قادر ہو تو اللہ تعالیٰ اسکے دل کو روز قیامت امن و ایمان سے پُر کردے گا" اس فقرہ کے ختم ہوتے ہی حکم کا غضب و غیظ فرو ہوگیا اور خادم کی تقصیر معاف کردے۔ اسکے خاتم پر "باللہ ثق الحکم" منقش تھا۔ بیس لڑکے اور اسیقدر لڑکیان چھوڑ کر مرا اسکی مان ام الولد متی زخرف نام تھا۔ ۱۵۳ھ مین پیدا ہوا تھا۔ اسکے حالات سے جس سے اسکی ہمدردی اور اسلام کا ثبوت ملتا ہے ایک یہ حال ہے کہ عباس شاعر سرحدی بلاد کی طرف جا رہا تھا اتفاق سے اسکا گذر وادی حجارہ مین ہوا سنا کہ ایک عورت چلا چلا کر کہ رہی تھی واغوثاہ بک یا حکم واغوثاہ بک یا حکم"، عباس نے قریب جاکے دریافت کیا عورت نے کہا امیر حکم ہمارے حال سے اس قدر بے خبر ہے کہ عیسائی کفار نے ہمکو بیوہ کردیا ہے اور ہمارے بچون کو یتیم بنا دیا ہم لوگ معہ اپنے چند رفقا کے اس بادیہ سے آرہے تھے کہ سواران دشمن اسلام نے آکر ہمکو گھیر کر پامال کر ڈالا"، عباس نے فی البدیہ ایک قصیدہ کہا جسکی اول کی یہ بیتین تھین۔ تملمت فی وادی الحجارۃ مسہراً + اراعی نجوماً لا یرون تغیراً + الیک ابا العاصی نضیت مطیتی + تسیر بہم سریاً ومہجراً + تدارک نساء العالمین بنصرۃ + فانک احری ان تغیث وتنصراً + جس وقت عباس نے حکم کے دربار مین حاضر ہوکر یہ قصیدہ پڑہا اور سرحدی بلاد کے خطرناک حالات کا فوٹو کھینچکر دکھلایا اور اس عورت کا نام و نشان بتلایا جسکے خاندان کو دشمنان اسلام نے پامال کیا تھا حکم نے اسیوقت جہاد کی طیاری اور لشکر کی آراستگی کا حکم دیا۔ چنانچہ اس واقعہ کے تیسرے دن معہ عباس شاعر کے وادی الحجارہ کی طرف کوچ کیا۔ وادی حجارہ مین پہونچکے دریافت کیا

اوران لوگون کی عجمیت کی وجہ سے "خرس" کے نام سے موسوم کیا۔ ان لوگون کی تعداد پانچہزار تک پہونچگئی تھی۔ یہ بذاتہ ہر کام کی نگرانی کرتا اور ہر جنگ پر اکثر بنفسہ جاتا تھا اسکے بہت سے مخبر اور جاسوس تھے جو روزانہ اسکو رعایا کے حالات اور تمام ملک کے واقعات سے مطلع کیا کرتے تھے۔ اسکی صحبت علماء، فقہاء اور صالحین سے گرم رہا کرتی تھی اسی نے ملک اندلس کے خار وخس کو صاف کیا اور اپنے آئندہ جانشینون کے لئے چھوڑ گیا اسکے مرنے پر اسکا بیٹا عبد الرحمن سریر حکومت پر متمکن ہوا۔

عبد الرحمن کے شروع زمانہ حکومت مین عبد اللہ بلنسی (حکم کا چچا) پھر باغی ہوگیا اور فوجین آراستہ کرکے بقصد قرطبہ تدمیر کیجانب روانہ ہوا عبد الرحمن نے اسکی شورش وبغاوت فرو کرنے کی غرض سے لشکر مرتب کرکے کوچ کیا۔ عبد اللہ پر کچھہ ایسا خوف غالب ہوا کہ بلا جدال وقتال لوٹ کھڑا ہوا اور بلنسیہ مین پہونچکے

بقیہ نوٹ صفحہ ۲۶۹ کہ کس جانب سے دشمنون نے حملہ کیا تھا تبلایا گیا کہ اس سمت سے (اشارہ کرکے) پس حکم نے اسی سمت پر دھاوا کیا۔ کئی قلعے فتح کئے۔ متعدد شہرون کو ویران وخراب کردیا۔ ہزارون عیسائیون کو مار ڈالا اور بیشمار قیدی اور مال غنیمت لیکے پھر وادی الحجارہ واپس آیا حکم دیا کہ اس مظلومہ عورت کو پیش کرو جب وہ عورت آئی تو اسکے روبرو جس قدر عیسائی قیدی اس جنگ مین گرفتار ہوآئے تھے سبھون کو قتل کرادیا بعد ازان عباس سے مخاطب ہوکر کہا "اس عورت سے دریافت کرو کہ ابتو حکم نے تمہاری فریاد رسی کی؟ عورت بولی "والحمد اب میرا دل ٹھنڈا ہوا دشمنان اسلام نے اپنے کئے کی سزا پائے، مظلوم کو داد ملی اللہ تعالی امیر کی فریاد رسی کرے اور نصرت وفتح عطا فرمائے۔ حکم کے چہرہ پاس فقرہ کے سننے سے خوشی کے آثار پیدا ہوے عباس کو مخاطب کرکے یہ دو شعر پڑہے ؎ الم تریا عباس انی ابنت لہا * علی البعد اقتاد الخمیس الظفرا * فاورکت اوطارا وبروت غلۃ * ونفست مکروبا واغنیت معسرا۔ عباس نے

تھوڑے ہی دنون بعد مرگیا عبدالرحمن اسکے اہل وعیال کو قرطبہ لے آیا۔

بعد اسکے عبدالرحمن نے بلاد جلیقہ پر جہاد کیا اور دور تک تخت وتاراج کرتا ہوا نکل گیا ایک مدت دراز تک قرطبہ سے غائب رہا۔ عیسائیون کے مختلف گروہون کو تہ تیغ اور پامال کرکے واپس آیا۔

اسی سنہ ۲۰۶ھ مین علی بن نافع معروف بہ زاب مغنی خلیفہ مہدی کا خادم ابراہیم موصلی کا شاگرد عراق سے اندلس مین آیا عبدالرحمن سوار ہوکر اسکے استقبال کو گیا بیحد عزت و احترام سے پیش آیا چنانچہ علی نے کمال عزت سے اسکے پاس قیام کیا اور اندلس مین علم موسیقی کو بطور اپنی وراثت کے چھوڑ گیا اسکے کئی لڑکے تھے عبدالرحمن سب سے بڑا تھا علم موسیقی مین یہی اسکا جانشین تصور کیا گیا۔

سنہ ۲۰۷ھ مین بلاد اسلامیہ کے سرحد سے عظیم الشان طوفان اٹھا عبدالرحمن کو اسکے فرو کرنے مین بذاتہ مشغول ہونا پڑا۔ مدت ہوئی کہ مرحوم امیر حکم نے گورنر سرحد کو اسکے ظلم وبیجا تعدی کیوجہ سے گرفتار کرکے زندہ صلیب پر چڑھا دیا تھا اتفاق سے اسکے بعد ہی خود حکم بھی راہگرائے ملک جاودانی ہوا اور امیر عبدالرحمن سریر حکومت پر جلوہ افروز ہوا۔ گورنر نے جن لوگون پر ظلم کیا تھا اور ان کے مال واسباب کو ضبط کرلیا تھا وہ سب کے سب مجتمع ہوکر قرطبہ مین آئے اور اپنے مال واسباب کی واپسی کے خواہان ہوئے۔ اس واقعہ مین لشکر بیرہ پیش پیش زیادہ تھا۔ ان غوغائیون نے قصر امارت کے دروازہ کو جاکے گھیر لیا اور شور وغل مچانے لگے۔ عبدالرحمن نے چند لوگون کو انکے شور غل فرو اور اس مجمع

بقیہ نوٹ صفحہ ۲۷۰۔ جزاک اللہ عن المسلمین خیرا کہہ کر بڑھکر امیر کے ہاتھہ کو بوسہ دیا۔ دیکھو تاریخ المقاری جلد اول از صفحہ ۲۱۶ تا صفحہ ۲۲۲ مطبوعہ لیڈن و تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۶ مطبوعہ مصر از صفحہ ۶۰ لغایت ۱۵۵۔

کو منتشر کرنے کو بھیجا - ان غوغائیون اور شوریدہ سرون نے کچھہ نہ سنی عبدالرحمن نے جھلاکر فوج کو حملہ کرنے کا حکم دیا - حکم کرنے کی دیر تھی قرطبہ کا سارا لشکر اونپر ٹوٹ پڑا معدودے چند جانبر ہوکر بیرہ کی طرف واپس ہوئے - عبدالرحمن نے تعاقب کا اشارہ کیا - شاہی فوج قتل و غارت کرتی ہوئی آگے بڑہی - باقی ماندگان مین سے بھی گروہ کثیر کام آگیا -

اسی سنہ مین مابین قبائل مضریہ اور یمانیہ شہر تدمیر مین جھگڑا ہوگیا - بہت بڑی خونریزی ہوئی - دونون فریق کے تقریباً تین ہزار آدمی کام آگئے عبدالرحمن نے عظیم فوج کے ساتھہ یحییٰ بن عبداللہ بن خالد کو آتش فساد کے فرو کرنے پر متعین کیا یحییٰ کے پہونچتے ہی ہر دو فریق ایک دوسرے سے علاحدہ ہوگیا جون ہی یحییٰ نے معاودت کی پھیر گتہ گئے اسی طرح سے پورے سات برس تک مضریہ اور یمانیہ مین لڑائی کا سلسلہ جاری رہا -

سنہ ۲۰۸ھ مین عبدالرحمن نے اپنے حاجب عبدالکریم بن عبدالواحد بن مغیث کو بسر افسری عساکر اسلامیہ البتہ اور قلاع کی جانب جہاد کرنے کو روانہ کیا - عبدالکریم نے دشمنان اسلام کے اکثر شہرون کو ویران اور تخت و تاراج کیا بعضے قلعات پر اپنی فتحیابی کا جھنڈا گاڑا اور بعضون سے جزیہ لیکر مصالحت کرلی - اور مسلمان قیدیون کو بھی اسی ضمن مین قید کی تکلیف سے نجات دلوائی - (یہہ واقعات ماہ جمادی الآخرہ سنہ ۲۰۸ھ کے ہین)

سنہ ۲۱۳ھ مین اہل مارودہ نے علم بغاوت بلند کیا اور سبھون نے متفق ہوکر گورنر کو نکالدیا عبدالرحمن نے اس ہنگامہ کے فرو کرنے کی غرض سے فوجین روانہ کین - اہل مارودہ مقابلہ پر آئے لڑائیان ہوئین آخر کار اہل مارودہ نے علم حکومت کے آگے گردن

[1] دیکھو تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۵ صفحہ ۱۰۸ مطبوعہ مصر -

جھکادی اور مطیع ہوگئے۔ سپہ سالار شاہی افواج نے ماردہ کی شہرپناہ منہدم کرادی اور ان لوگون کے چند آدمیون کو بطور ضمانت کے لے کر دارالحکومت قرطبہ کیجانب معاودت کی۔ بعد اسکے عبدالرحمن نے شہرپناہ کے پتھرون کو نہرمین پھینکنے کا حکم صادر فرمایا اس سے اہل ماردہ کو ناراضگی پیدا ہوئی اور پھر مخالف بن بیٹھے گورنر ماردہ کو گرفتار کرلیا اور ماردہ کی شہرپناہ ازسرنو درست کرلی۔ اتنے مین ۲۱۴ھ کا دور آگیا عبدالرحمن نے بنفس نفیس ان لوگون کی سرکوبی پر کمر باندہی۔ اہل شہر نے شہرپناہ کے دروازے بند کرلئے اور آمادہ بجنگ ہوکر لڑنے لگے۔ عبدالرحمن بہ چندہ وجوہ زیادہ دنون تک نہ ٹھیر سکا واپس آیا۔ پھر ۲۱۶ھ مین فوجین اہل ماردہ کے محاصرہ پر روانہ کین مگر کامیابی نہوئی بعد ازان ۲۲۰ھ مین ماردہ کا پھر محاصرہ کیا گیا۔ اس مرتبہ شاہی فوج کو کامیابی ہوئی ماردہ پر شاہی پھریرا اوڑنے لگا۔ کچھ لوگ محمود بن عبدالجبار کے ساتھ بھاگ کر منت شلوطبہ پہونچے اور ۲۲۱ھ مین وہان پہونچکر پناہ گزین ہوگئے عبدالرحمن نے ان پناہ گزینون کے سرکرنے کو شاہی لشکر روانہ کیا محمود یہ خبر پاکر دشمنان اسلام کے ملک مین بھاگ گیا اور وہان پہونچکر انکے قلعات مین سے ایک قلعہ کو دبا بیٹھا۔ پانچ برس تک اس قلعہ پر قابض رہا تا آنکہ ادفونش بادشاہ جلالقہ (گالی) نے اس قلعہ کا محاصرہ کیا اور لڑکر بزور تیغ مفتوح کرلیا محمود معہ اپنے کل ہمراہیون کے مارا گیا۔ یہہ واقعہ ۲۲۵ھ کا ہے۔

۲۱۵ھ مین اہل طلیطلہ مین بغاوت پھوٹ نکلی۔ ہاشم ضراب نامی ایک شخص اس بغاوت کا محرک تہا یہ شخص جنگ ربض مین موجود تہا اس نے آہستہ آہستہ اپنی شان و شوکت بڑہائی۔ انبوہ کثیر خلائق کا اسکے پاس آکے مجتمع ہوگیا۔ ہاشم ان سب کو فوجی اور جنگی لباس پہناکے اہل سنت بریہ پر آپڑا عبدالرحمن نے شاہی فوجین ہاشم سے جنگ کرنیکو روانہ کین مطلق کامیابی نہوئی۔ دوبارہ دوسرا لشکر روانہ

کیا اطراف دورقہ مین شاہی لشکر اور ہاشم نے صف آرائی کی شاہی لشکر نے اس معرکہ
مین باغیون کو ہزیمت دے دی اتنا ردا رگیہ مین ہاشم کو معہ اسکے بہت
سے ہمراہیون کے مار ڈالا مگر اہل طلیطلہ مخالفت و بغاوت پر برابر اڑے رہے
تب عبدالرحمن نے اپنے بیٹے امیہ کو اہل طلیطلہ کے محاصرہ اور جنگ پر مامور کیا
امیہ ایک زمانہ دراز تک اہل طلیطلہ کا محاصرہ کئے رہا۔ بعدازان محاصرہ اٹھا کے
قلعہ ریاح مین آ اترا اور ایک دستہ فوج کو اہل طلیطلہ پر شبخون مارنے کی
غرض سے روانہ کیا اس سے پہلے جبوقت امیہ محاصرہ اٹھا کے قلعہ ریاح کو
واپس آرہا تھا تعاقب کے خیال سے اہل طلیطلہ بھی نکل پڑے تھے شاہی
فوج اس امر کا احساس کر کے کمینگاہ مین چھپ رہی۔ جون ہی اہل طلیطلہ کمینگاہ سے
آگے بڑھے شاہی فوج نے حملہ کر دیا طلیطلہ کے بہت سے آدمی کام آگئے معدودے
چند جان بچا کے طلیطلہ واپس آئے امیہ کو اس خونریزی کا بیحد صدمہ ہوا تھوڑے
دنون بعد اسی صدمہ و رنج سے مرگیا۔ عبدالرحمن نے پھر اہل طلیطلہ کے محاصرہ
پر شاہی لشکر روانہ کیا لیکن کچھ کامیابی نہوئی۔ البتہ قلعہ ریاح کا لشکر برابر اہل طلیطلہ
پر حملہ کرنے کو جاتا تھا اور چندے محاصرہ کر کے واپس آجاتا تھا۔ تا آنکہ ۲۲۲ھ مین
عبدالرحمن نے اپنے بھائی ولید کو اہل طلیطلہ کے سرکرنے کو مامور کیا۔ ولید نے
نہایت حزم و احتیاط سے طلیطلہ کا محاصرہ کیا ہر چہار طرف سے آمد و رفت بند کر دی
اہل طلیطلہ قریب بمرگ پہونچگئے محاصرین کی مدافعت بھی نہ کر سکے ولید نے بزور
تیغ طلیطلہ کو فتح کر لیا اہل طلیطلہ کا سارا جوش فرو ہوگیا۔ ولید اس کامیابی کے بعد
۲۲۳ھ تک ٹھیرا رہا۔ بعدازان قرطبہ واپس آیا۔

اندرونی بغاوتون کے فرو کرنے سے فارغ ہوکر ۲۲۴ھ مین عبدالرحمن
نے اپنے ایک عزیز عبیداللہ بن عیسیٰ کو بسرافسری عساکر اسلامیہ بلاد البتہ اوی

قلاع کیجانب روانہ کیا دشمنان اسلام مجتمع ہوکر مقابلہ پر آئے بہت بڑی لڑائی ہوئی عبید اللہ نے نہایت مردانگی سے دشمنان اسلام کو ہزیمت دی حریف کے ہزارہا آدمی قتل اور قید کئے گئے - بعدازاں اسی سنہ مین لرزیق شاہ فرانس نے بلاد اسلامیہ کی طرف خروج کیا اور سرحدی شہر سالم پر حملہ آور ہوا فرنون بن موسےٰ نے اس سے مطلع ہوکر سالم کے بچانے کو کوچ کیا - ایک دوسرے سے گتھ گیا - نہایت سخت اور خونریز جنگ کے بعد شاہ فرانس کو ہزیمت ہوئی - بہت سے عیسائی قتل کئے گئے اور ہزارہا قید کرلئے گئے -

فرنون اس مہم سے فارغ ہوکر اس قلعہ کی طرف متوجہ ہوا جسکو دشمنان اسلام اہل البتہ نے بمقابلہ اسلامی سرحد کے اہل اسلام کو پریشان اور زیر کرنے کی غرض سے تعمیر کیا تھا - اہل قلعہ نے فرنون کے حملہ سے قلعہ کو ہرچند بچایا مگر کامیاب نہوے فرنون نے اس قلعہ کو فتح کرکے منہدم کرادیا -

سنہ ۲۲۵ھ مین عبدالرحمن نے فوجین مرتب کرکے بنفس نفیس بلاد جلیقیہ پر چڑھائی کی متعدد قلعات مفتوح کئے - ایک مدت تک ٹھیرا ہوا سرزمین فرانس کو پامال کرتا رہا بعدازان بہت سا مال غنیمت اور قیدی لے کے واپس آیا - پھر سنہ ۲۲۶ھ مین افواج اسلامیہ مملکت فرانس کو تخت وتاراج کرتی ہوئین سرزمین سرطانیہ تک پہونچین - عساکر اسلامیہ کے مقدمۃ الجیش پر موسےٰ بن موسےٰ گورنر تطیلہ تھا - دشمنان اسلام سے مڈبھیڑ ہوئی - مسلمانون نے نہایت استقلال سے کفار کا مقابلہ کیا تا آنکہ عیسائی پسپا ہوکے بھاگے - موسےٰ نے اس معرکہ مین دلیری مردانگی اور نیکنامی کا بہت بڑا حصہ لیا

بعدہ اتفاق سے اس سے اور عبدالرحمن کے ایک سپہ سالار سے باتون بات چل گئی سپہ سالار نے سخت کلامی کی - موسےٰ کو سپہ سالار کی یہہ حرکت ناگوار

گزری۔ چونکہ عبدالرحمن نے اس معاملہ مین دخل نہین دیا تھا۔ موسے یہہ سمجھکے کہ
اس سپہ سالار نے امیر عبدالرحمن ہی کے اشارہ سے مجھسے سخت کلامی کی ہے
باغی ہوگیا۔ عبدالرحمن نے چند دستہ فوج بسرافسری حرث بن نہزیع کو موسے کی
گوشمالی پر متعین کیا۔ موسے بھی مقابلہ پر آیا لڑائی ہوئی آخرکار موسے شکست کھاکے
بھاگا اسکا چچازاد بھائی مارا گیا حرث کامیابی کے ساتھ میدان جنگ سے سرقسطہ
واپس آیا بعد ازان تطیلہ پر چڑھائی کی اسوقت موسے وہین تھا اور اسکا محاصرہ
کرلیا۔ مدتون محاصرہ اور جنگ کا سلسلہ جاری وقایم رہا تاآنکہ موسے نے تنگ
آکے یہ مصالحت تطیلہ چھوڑکر اربط چلا گیا اور حرث تطیلہ مین ٹھیرا ہوا انتظام کرتا
رہا۔ موسے کے دماغ مین پھر بغاوت وسرکشی کی ہوا سمائی۔ حرث نے موسے
کے حصار کی غرض اربط کیجانب کوچ کیا موسے نے گھبراکر غرسیہ بادشاہ
کفار سے امداد طلب کی پس غرسیہ اپنی فوجین لیکے موسے کی کمک پر آیا
حرث نے استقلال کو ہاتھ سے ندیا فوجون کو آراستہ کرکے حریف کے لشکر
پر حملہ کیا نہر بلبہ پر دونون حریف کا مقابلہ ہوا۔ حریف نے پہلے سے چند دستہ
فوج کو کمینگاہ مین بیٹھا دیا تھا۔ جسوقت حرث کا لشکر نہر بلبہ سے متجاوز ہوا۔ حریف
کے فوج نے کمینگاہ سے نکلکر حملہ کردیا بیچارہ حرث اس غیر متوقع حملہ کا جواب نہ دے
سکا دشمنون کے ہاتھ گرفتار ہوگیا۔ آنکھین اسی معرکہ کے نذر ہوگئین۔ عبدالرحمن
کو اس ناگہانی واقعہ سے سخت صدمہ ہوا ۲۲۹ھ مین اس نے اپنے بیٹے منذر کو
بسرافسری عساکر اسلامیہ موسے کے محاصرہ کو تطیلہ روانہ کیا موسے نے ڈرکر
مصالحت کرلی۔ تب منذر نے بنبلونہ کی طرف قدم بڑہایا اور دشمنان اسلام سے جی توڑ
توڑکر حملے شروع کردیے۔ یہان پر مشرکین سے متعدد لڑائیان ہوئین غرسیہ
والی بنبلونہ مارا گیا جو حرث کے مقابلہ پر موسے کی کمک پر آیا تھا۔ بعد اسکے موسے

نے پھر سرکشی و مخالفت پر کمر باندھی۔ شاہی لشکر نے اسکو ہوس مین لانے کی غرض سے حملہ کیا موسیٰ نے دوبارہ پھر مصالحت کر لی اور اپنے بیٹے کو بطور ضامن کے عبدالرحمن والی اندلس کی خدمت مین بھیجدیا۔ عبدالرحمن نے اسکی درخواست کو قبول فرماکے تطیلہ کی سند حکومت عطا کی چنانچہ موسےٰ نے تطیلہ مین داخل ہوکے اطراف وجوانب تطیلہ کے انتظام وسیاست پر اپنے عمال مقرر کئے اور آرام کے ساتھہ تطیلہ مین حکومت کرنے لگا۔

اسی سنہ ۲۲۶ھ مین مجوسیون نے اطراف بلاد اندلس پر خروج کیا اور ساحل اشبونہ مین اپنی کشتیون اور جہازون سے خشکی پر اوتر پڑے اہل اشبونہ سے اور ان دشمنون سے تیرہ دن تک مسلسل لڑائی ہوتی رہی بعد ازان قاوس کیطرف بڑھے پھر قاوس سے اشدونہ جا پہونچے اشدونہ مین انسے اور مسلمانون سے لڑائی ہوئی تب ان لوگون نے اشبیلیہ کا قصد کیا اور قریب اشبیلیہ پہونچکے اوتر پڑے اہل

ف ان مجوسیون کی سرکوبی اور گوشمالی کو امیر عبدالرحمن نے قرطبہ سے بسرافسری اپنے ایک نامور سپہ سالار کے عساکر اسلامیہ کو روانہ کیا تھا مجوسیون سے اور اس لشکر سے خشکی پر اوترنے کے بعد بہت بڑی لڑائی ہوئی مسلمانون نے سخت اور بیحد مصائب اوٹھاکے مجوسیون کو ہزیمت دی بعد اسکے قرطبہ سے ایک تازہ دم فوج دوسری اس اسلامی لشکر کی کمک پر آگئی مجوسیون اور مسلمانون سے پھر لڑائی چھڑ گئی اس معرکہ مین بھی مسلمانون نے مجوسیون کو شکست دی اور انکی دو ایک کشتیان چھین لین مال واسباب جو کچھہ اسمین تھا لیکے جلادیا تب مجوسی قاوس ہوتے ہوئے شدونہ پہونچے۔ اہل اشدونہ سے دو دن تک لڑائی ہوتی رہی۔ یہان کی لڑائی مین کسیقدر مجوسیون کو کامیابی ہوئی کچھہ مال واسباب بھی ہاتھہ لگ گیا اتنے مین عبدالرحمن کا جنگی کشتیون کا بیڑہ ساحل اشبیلیہ پر آلگا۔ افواج اسلامی نے خشکی پر اوتر کر مجوسیون کو لیلہ کی طرف بھگا دیا مجوسی لوٹ مار کرتے ہوئے باجہ کی طرف بڑھے اور جب باجہ مین بھی دم نہ لینے پائے تو اشبونہ کیجانب لوٹے۔ اشبونہ سے نکلنے کے بعد پھر انکا حال معلوم

اشبیلیہ نصف محرم ۲۲۸ھ مین ان دشمنان اسلام سے لڑنے کو نکلے - بہت بڑی لڑائی ہوئی نتیجہ یہ ہوا کہ بہت مسلمانون کے ہاتھ رہا بہت سا مال واسباب لوٹ لیا مجوسیون نے میدان جنگ سے بھاگ کر باجہ کا راستہ لیا پھر باجہ سے اشبونہ کی جانب لوٹے مسلمانون نے ان کو اس مقام پر بھی دم نہ لینے دیا اکھاڑ پچھاڑ کر نکالدیا - اس واقعہ کے بعد ان کے حالات کا سلسلہ منقطع ہوگیا اور ممالک محروسہ اسلامیہ کے ان اطراف مین امن وامان کی منادی پھر گئی یہ واقعات ۲۳۰ھ کے مین مجوسیون کے چلے جانے کے بعد عبدالرحمن اوسط نے ان شہرونکی اصلاح اور آبادی کیجانب عنان توجہ منعطف کی جنکو مجوسی خراب اور ویران کر گئے تھے اور افواج اسلامیہ کی کافی تعداد کو انکی حفاظت ونگرانی پر مامور کیا -

بعض مورخین نے مجوسیون کی لڑائیون کو ۲۴۶ھ مین تحریر کیا ہے شاید وہ دوسری لڑائی ہوگی واللہ اعلم -

۲۳۱ھ مین عبدالرحمن نے عساکر اسلامیہ کو ممالک جلیقہ کی طرف روانہ کیا - افواج اسلامی دریا کی موجون کی طرح بڑھتے بڑھتے عیسائیون کے مشہور شہر لیون تک پہونچگئین - قلعہ شکن منجنیقین نصب کر کے لڑائی شروع کردی اہل لیون تاب مقاومت نہ لاسکے لیون کو اپنے حریف کے حوالہ کر کے بھاگ کھڑے ہوئے مسلمانون نے شہر لیون مین گھسکے جو کچھ پایا لوٹ لیا - مکانات کو جلا کر خاک وسیاہ کردیا - شہر پناہ کے منہدم کرنے کی کوشش کی مگر کامیاب نہوئے اس وجہ سے کہ دیوار شہر پناہ کی چوڑائی پچیس ہاتھ کی تھی - ناچار ہو کو دیوار شہر پناہ مین بہت بڑا سوراخ کرے مراجعت کردی - بعد اسکے پھر عبدالرحمن نے اپنی حاجب

بقیہ نوٹ صفحہ ۲۷۷ - نہوا - یہ ہے تفصیل اس واقعہ کی جسکو مورخ ابن خلدون نے بیان کیا ہے ملخص از کتاب نفح الطیب مطبوعہ لیدن جلد ۱ صفحہ ۲۲۲ و ۲۲۳ -

عبدالکریم بن عبدالواحد بن مغیث کو بسرافسری افواج اسلامیہ بلاد برشلونہ کی جانب جہاد کرنے کو روانہ کیا۔ عبدالکریم لشکر برشلونہ کو تخت وتاراج کرتا ہوا فرانس کی اس سرحد تک پہنچگیا جو سرب (یا برت) کے نام سے موسوم تھا۔ عیسائیون اور عساکر اسلامیہ سے اس مقام پر سخت اور خونریز جنگ ہوئی۔ مسلمانون نے عیسائیون کو ہزیمت دے کے انکے گروہ کثیر کو قید اور قتل کیا عیسائیون نے بھاگ کر جرندہ مین دم لیا۔ جرندہ ملک فرانس کا بہت بڑا اور نامی شہر تھا۔ عساکر اسلامیہ نے منہزم گروہ کا تعاقب کیا۔ چونکہ عیسائیون نے جرندہ مین پہلے سے پہونچکے پورے طور سے قلعہ بندی کرلی تھی اسوجہ سے مسلمانون کو کامل کامیابی نہوئی تاہم انلوگون نے اسکے گردونواح کو ویران اور اپنے قتل وغارتگری سے پامال کرکے مراجعت کی۔

انہین دنون بادشاہ قسطنطنیہ توفلس بن توفیل نے ۲۲۵ھ کے دورین امیر عبدالرحمن کیخدمت مین ہدایا اور تحایف بھیجے مراسم اتحاد اور دوستی کے قایم کرنے کی درخواست کی۔ امیر عبدالرحمن نے بھی اسکے معاوضہ مین یحیےٰ غزال کی معرفت بہت سے تحفے اور ہدیے روانہ کئے۔ یحیےٰ غزال امیر عبدالرحمن کی دولت وحکومت کا دامان باز وتھا۔ شاعری اور فن حکمت مین یگانہ روزگار تھا۔ یحیےٰ نے شاہ قسطنطنیہ کے دربار مین پہونچکے دونون سلاطین کے مابین رشتہ اتحاد ومواصلت کو مستحکم کیا اور لوٹ آیا۔ رفتہ رفتہ اسکی خبر اس دولت کے رقیب خلفاء بنی عباسیہ کے بغداد تک پہونچی۔

۲۳۶ھ مین نصر نے وفات پائی جسکا عبدالرحمن کے عہد حکومت مین بڑا دور دورہ تھا اپنے آقا کو جس کام مین چاہتا دبالیتا تھا عبدالرحمن نے اپنے بیٹے محمد کو اپنا ولیعہد بنایا مگر نصر بسبب تحریک مادر عبداللہ عبداللہ کی ولیعہدی کی تحریک

کر رہا تھا۔ جب نصر کو اس ارادے میں کامیابی کی صورت نظر نہ آئی تو طبیب شاہی پر محمد ولیعہد کو زہر دینے کا دباؤ ڈالا طبیب نے بذریعہ قہرمانہ محلسرائے عبدالرحمن کو اس واقعہ سے مطلع کر دیا اور یہ بھی گذارش کر دی کہ نصر نے مجھے زہر دینے پر مجبور کیا ہے۔ کل صبح کو جو پیالہ دوا کا آئیگا اسمیں زہر ہوگا۔ اگلے دن صبح کو نصر جب قصر شاہی میں حاضر ہوا تو محمد ولیعہد کو امیر عبدالرحمن کے روبرو بیٹھا ہوا پایا دوا کا پیالہ سامنے رکھا ہوا تھا امیر عبدالرحمن نے نصر کو مخاطب کر کے ارشاد کیا "نصر مجھے یہ دوا بدمزہ اور کسیلی معلوم ہوتی ہے تم اسکو پی لو" نصر تو جانتا ہی تھا کہ اسمیں زہر ملا ہوا ہے جواب کیا مجال ندیسکا بہو بچک ہوگیا امیر عبدالرحمن نے قسمیں دلائی اور دوا کے پلینے پر مجبور کیا نصر انکار نکر سکا پیالہ اٹھا کے غٹ غٹ پی گیا اور بہ کمال عجلت اجازت حاصل کر کے گھوڑے پر سوار ہوا گھر پہونچتے ہی مرگیا۔ غرض امیر عبدالرحمن نے اس آسان طریقہ سے اپنے بیٹے عبداللہ کے مرض کا علاج کر دیا اور اسکے بعد ہی خود بھی مرگیا

محمد کی تخت نشینی واقعہ متذکرہ بالا کے بعد امیر عبدالرحمن اوسط[1] بن حکم بن ہشام بن عبدالرحمن معروف بہ داخل نے بھی ماہ ربیع الآخر ۲۳۸ھ میں وفات پائی اکیس سال حکومت کی۔

[1] امیر عبدالرحمن اوسط کے لقب سے ممتاز کیا جاتا تھا کیونکہ عبدالرحمن اول داخل کے خطاب سے معروف تھا اور ثالث عبدالرحمن الناصر کے لقب سے مشہور تھا۔ اس عبدالرحمن اوسط کی پیدائش شعبان ۱۷۶ھ مقام طلیطلہ میں ہوئی۔ علوم شریعہ اور فلسفہ سے ماہر تھا۔ اسکا زمانہ بھی بغاوت و سرکشی سے خالی نہیں رہا جو ترقی دولت کے موانع و عوائق کے بڑی اسباب سے ہے تاہم وقتاً فوقتاً اپنے مسیحی دشمنوں پر بھی حملے کرتا اور کامیابی حاصل کرتا رہتا تھا۔ اسکے زمانہ حکومت میں مال و دولت کی بیحد افزایش ہوئی۔ بیحد محلسرائیں اور حمامات تعمیر کرائے۔

امیر عبدالرحمن اوسطا علوم شریعہ اور فلسفہ کا عالم تھا اسکا زمانہ حکومت نہایت امن اور آسایش کا تھا دولت کی بیحد زیادتی ہوئی متعدد محلہ ائین اور حمامات تعمیر کرائے پہاڑ سے بذریعہ نل کے پانی لے آیا جس سے سارا شہر سیراب ہوا۔ جامع مسجد قرطبہ مین دو سائبان بڑھوائے مگر انکے تمام و کمال تعمیر ہونے سے پیشتر ہی ملک عدم ہو گیا۔ جسکو اسکے بیٹے محمد نے تکمیل کو پہنچایا۔ اندلس مین اور بہت سی مسجدین اور جامع مساجد تعمیر کرائی۔ اداب شاہی اور دفاتر مقرر کئے۔ عوام الناس سے میل جول اور ارتباط ترک کیا۔ پس جب اسنے وفات پائی تو اسکا بیٹا محمد بجاے اسکے سریر حکومت پر متمکن ہوا۔

امیر محمد نے سریر حکومت پر متمکن ہوتے ہی قلعہ رباح کی فصیلون کی درستی کی غرض سے عساکر اسلامیہ کو بسرافسری اپنے بھائی حکم کے روانہ کیا۔ اس قلعہ کی فصیلون کو اہل طلیطلہ نے خراب اور زمین دوش کر دیا تھا چنانچہ حکم نے پہلے قلعہ رباح کو درست کرایا بعد ازان طلیطلہ کیطرف گیا اور اسکے قرب وجوار کے دیہاتون اور گاؤن پر لوٹ مار شروع کردی۔

بعد اسکے افواج شاہی کو پھر گروہی موسیٰ بن موسیٰ والی تطیلہ اطراف البتہ و قلاع کیجانب جہاد کرنے کو روانہ کیا۔ موسیٰ نے اسکے بعض قلعات کو بزور تیغ مفتوح کیا اور بہت سا مال غنیمت لیکے واپس آیا۔ پھر دوبارہ اسلامی فوجین اطراف شنتمریہ کیطرف

ادیب اور شاعر تھا۔ طروب نامی ایک کنیز پر فریفتہ تھا۔ ایک مرتبہ امیر عبدالرحمن اوسط نے اسکو ایک زیور عنایت کیا جسکی قیمت ایک لاکھ دینار تھی وزرا نے گذارش کی "شاہی خزانہ سے ایسی قیمتی چیزونکو علیحدہ کرنا نازیبا ہے" امیر عبدالرحمن نے جواب دیا "اسکا پہننے والا تو اس زیور کے پہننے کے لایق ہے اور اس سے کہین زیادہ قدر و منزلت ہے" اسکا رنگ گندمی، آنکھین گہرین، دراز ریش، لحیم و شحیم شخص تھا ڈاڑھی مین حنا کا خضاب کیا تھا پینتالیس لڑکے وقت وفات اسکے موجود تھے۔ تاریخ کامل جلد ۵ صفحہ ۱۰ مطبوعہ مصر و نفح الطیب جلد اول صفحہ ۳۴۲ لغایۃ ۳۵۰ مطبوعہ بولاق

روانہ کین عساکر اسلامیہ نے اس اطراف مین بھی لوٹ مار شروع کردی اور قلعات برشلونہ کو سر کرکے واپس آئین۔

پھر ۲۴۰ھ مین امیر محمد نے عساکر اسلام کو مرتب کیا اور آلات حرب سے اسکو آراستہ کرکے والی طلیطلہ کی سرکوبی کو روانہ ہوا اہل طلیطلہ نے بادشاہ جلیقہ (گالز) اور شاہ نبلونہ سے امداد کی درخواست کی چنانچہ شاہان جلیقہ ونبلونہ اہل طلیطلہ کی کمک پر آئے اور انکے ساتھ ہوکر امیر محمد سے میدان مین لڑنے کو نکلے۔ مقام وادی سلیط مین دونون حریف کا مقابلہ ہوا۔ امیر محمد نے معرکہ کارزار گرم ہونے سے پیشتر چند دستہ فوج کو کمینگاہ مین بٹھادیا جس سے حریف کے پاون اُکھڑ گئے۔ کامیابی کا سہرا امیر محمد کے سر رہا اہل طلیطلہ اور مشرکین کے بیس ہزار آدمی کھیت رہے۔ بعدہ ۲۴۳ھ مین امیر محمد نے اہل طلیطلہ پر دوبارہ فوج کشی کی نہایت سختی سے انکو پامال کیا۔ اور انکے مال واسباب کو نقصان پہنچایا اہل طلیطلہ نے دیکر مصالحت کرلی مگر امیر محمد کے واپس ہوتے ہی پھر باغی اور شاہی حکومت سے منحرف ہوگئے۔

۲۴۵ھ مین مجوسیون کا بڑہ جہازات بلاد اندلس مین داخل ہوا مجوسی جہازون پر سے اشبیلیہ اور جزیرہ مین اُتر پڑے اور اسکی مسجد کو جلاکے تدمیر کیجانب لوٹ پڑے پھر تدمیر سے قفرار یونہ چلے گئے اور قفرار یونہ سے سواحل فرانس کیطرف روانہ ہوئے اور ان ساحلی مقامات کو تخت وتاراج کرتے ہوے واپس ہوے اتنے مین امیر محمد کی جنگی کشتیون سے مقابلہ ہوگیا۔ فریقین مین بحری لڑائی ہوئی انجام یہ ہوا کہ مسلمانون نے مجوسیون کی دو کشتیان پکڑلین مجوسی باقی کشتیون کو لیکے بنبلونہ کیطرف چلتے پھرتے نظر آئے۔ مسلمانون کی ایک جماعت اس معرکہ مین شہید ہوگئی مجوسیون نے بنبلونہ مین پہنچکے دُندمچائی اور اسکے گورنر غرسیہ فرنگی کو گرفتار کرلیا غرسیہ نے ستر ہزار دینار زر فدیہ دیکے اپنے کو انکے پنجہ غضب سے رہا کرایا۔

۲۴۶ھ مین امیر محمد نے باغیان طلیطلہ کی سرکوبی کیجانب پھر توجہ کی شاہی فوجون کو آراستہ کرکے طلیطلہ کیطرف روانہ کیا ایک ماہ کامل محاصرہ رہا۔

پھر ۲۵۱ھ[1] مین امیر محمد نے اپنے بیٹے منذر کو بسرکردگی افواج اسلامی اطراف البتہ و قلاع پر جہاد کرنے کو روانہ کیا۔ عساکر اسلامی نے بلاد مشرکین مین داخل ہوکر لوٹ مار شروع کردی شاہ لزریق فوجین آراستہ کرکے مقابلہ پر آیا گھمسان لڑائی ہوئی کھیت مسلمانون کے ہاتھ رہا لزریق شکست کھاکے بھاگا عساکر اسلامی نے تعاقب کیا تلوارین نیام سے کھنچ گئین ہزارہا مشرک قتل و قید کئے گئے۔ اس معرکہ مین مسلمانون کو بہت بڑی فتح حاصل ہوئی جسکی کوئی نظیر نہین۔

اسی سنہ مین امیر محمد نے بذات بلاد جلالقہ پر جہاد کیا۔ نہایت سختی سے اسکے شہرون کو پامال کیا۔ بہت سے گانون اور قصبات ویران کرڈالے۔

اسی اثنار مین عبدالرحمن بن مروان جلیقی مع اُن نومسلمون کے جو اسکے ہمراہ تھے باغی ہوگیا اور علم حکومت سے منحرف ہوکر اقصائے بلاد مین چلا گیا اور شاہ افرنش سے مراسم اتحاد پیدا کرلئے۔ وزیر السلطنت ہاشم بن عبدالرحمن بسرافسری افواج اندلس عبدالرحمن کی بغاوت فرو کرنے کو ۲۶۳ھ مین روانہ ہوا۔ عبدالرحمن نے پہلے ہی حملہ مین ہاشم کو ہزیمت دیکے گرفتار کرلیا۔ بعد چندے مابین امیر محمد اور عبدالرحمن مصالحت کی خط و کتابت ہونے لگی شرط مصالحت یہہ قرار پائی کہ عبدالرحمن مقام بطلیوس مین جاکے قیام کرے اور وزیر السلطنت ہاشم کو رہا کردے ۲۶۵ھ مین صلحنامہ کی تکمیل ہوئی۔ عبدالرحمن نے بموجب شرائط صلح بطلیوس مین جاکے قیام کیا اور اسکی درستی و تعمیر کیجانب خاص توجہ کی اسوقت تک یہ ویران پڑا ہوا تھا۔ وزیر السلطنت

[1] بارھوین رجب ۲۵۱ھ کو یہ لڑائی مقام فنج مرکوین مین ہوئی تھی حریف کے مقتولون کی تعداد دو ہزار چارسو بانوے تھی۔ زخمیون کا کوئی شمار نہین۔ تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۶ صفحہ ۱۳ مطبوعہ مصر

ہاشم بھی رہا کیا گیا۔ یہ رہائی عبدالرحمٰن کی خودسری کے ڈھائی برس بعد ہوئی۔

بعد مصالحت اذفونش نے عبدالرحمٰن سے بدعہدی کی عبدالرحمٰن اسکی ترک رفاقت کرکے دارالحرب سے چلا آیا روانگی کے وقت دونون مین لڑائیان بھی ہوئین عبدالرحمٰن نے اطراف ماردہ شہر انطانیہ مین پہنچکے قیام اختیار کیا۔ ان دنون یہ شہر ویران اور کس مپرسی کیحالت مین پڑا ہوا تھا عبدالرحمٰن نے اسکی شہر پناہ کی فصیلین درست کرائین۔ قلعہ بنوایا بعدازان اسکے گردونواح مین جسقدر بلاد جلالقہ کے تھے اُنپر قبضہ کرکے اپنے مقبوضات مین شامل کرلیا غرض رفتہ رفتہ انطانیہ سے بطلیوس تک اسکے مقبوضات کا دائرہ وسیع ہوگیا۔

موسیٰ بن ذی النون ہواری گورنر شنت بریہ نے اسی زمانہ مین علم بغاوت بلند کیا اور نقض عہد کرکے اہل طلیطلہ پر حملہ کردیا۔ اہل طلیطلہ بیس ہزار فوج کی جمعیت سے مقابلہ پر آئے سخت اور خونریز لڑائی ہوئی اخر کار اہل طلیطلہ شکست کھاکے بھاگے ان لوگون کے ساتھ مطرف بن عبدالرحمٰن بھی تھا یہ بھی ہزیمت اُٹھاکے بھاگا باوجودیکہ شجاعت مین فردنسب مین اعلیٰ درجہ کا شخص تھا۔

اس واقعہ سے موسیٰ کے حوصلے بڑھگئے فوجین آراستہ کرکے شنجہ والی منبلونہ پر چڑھائی کردی شنجہ نے موسیٰ کو ہزیمت دیکے گرفتار کرلیا۔ ایک مدت کے بعد بحکمت عملی جیل سے نکل کے شنت بریہ بھاگ آیا اور اس زمانہ سے برابر علم حکومت کا مطیع رہا تا آنکہ آخری عہد حکومت امیر محمد مین مرگیا۔

۲۶۱ھ مین اسد بن حرث بن بدیع نے تاکرتا (رندہ) مین بغاوت کا جھنڈا بلند کیا امیر محمد نے اسکی سرکوبی کو فوجین روانہ کین۔ محاصرہ وجنگ کے بعد اسد نے علم حکومت کے آگے گردن اطاعت جھکادی۔ ۲۶۳ھ مین امیر محمد نے اپنے بیٹے منذر کو جہاد کی غرض سے دارالحرب کی جانب روانہ کیا منذر نے ماردہ کا راستہ اختیار کیا

اطراف ماردہ مین اسوقت عبدالرحمن بن مروان جلیقی موجود تھا۔ شاہی لشکر کا ایک گروہ اسی سمت سے ہوکر گذرا عبدالرحمن مع اُن کفار کے جسکو اسنے اپنی کمک پر بلا رکھا تھا شاہی لشکر کے اس گروہ پر آپڑا اور ان سبھون کو مار ڈالا۔ پھر ۲۶۴ھ مین جہاد کی غرض سے تیلیونہ کیجانب روانہ کیا گیا۔ اس مرتبہ منذر نے براہ سرقسطہ کوچ کیا اہل سرقسطہ نے مزاحمت کی باہم لڑائی ہوئی تب اسنے سرقسطہ سے اعراض کرکے تطیلہ کیجانب قدم بڑھائے اور اسکے کل اطراف کو تخت و تاراج کرکے بلاد مقبوضہ موسیٰ بن ذی النون کا رخ کیا اور اس سرزمین کو بھی اپنے گھوڑون سے روندتا ہوا تیلیونہ پر جا پہنچا۔ اکثر قلعات کو اسکے ویران اور خراب کرکے بہت سا مال غنیمت لیکے قرطبہ کیطرف مراجعت کی۔

۲۶۶ھ مین امیر محمد نے دریاے قرطبہ مین جنگی کشتیون کی طیاری کا حکم دیا غرض یہہ تھی کہ افواج اسلامی براہ بحر محیط جلیقہ کے ملک مین دوسری جانب سے اوتار دیجائین۔ پس جب جنگی کشتیون کا بیڑہ تیار ہوا اور دریاے قرطبہ سے بحر محیط مین داخل ہوا اتفاق سے ہواے مخالف ایسی تیز اور تند چلی کہ کل کشتیان باہم ٹکرا ٹکرا کر ٹوٹ گئین ان مین سے دو ہی چار سالم بچین ورنہ سب کی سب طوفان کے نذر ہوگئین۔

۲۶۷ھ مین عمر[1] بن حفصون نے قلعہ بشتر جبال مالقہ مین بغاوت کا مادہ پھیلایا اس نے قلعہ مذکور کو اپنا مرکز حکومت بناکر اردگرد کے قصبات اور شہرون پر قبضہ کرلیا۔ افواج اسلامیہ نے جو اس صوبہ مین تعین بدفعات اسپر یلغار کی عمر بن حفصون نے ان کو ہر بار شکست دی جس سے اسکے قواے حکمرانی مین مضبوطی پیدا ہوگئی اسنے مین خاص دارالحکومت قرطبہ سے

نوٹ [1] عمر بن حفصون عیسائی امیر تھا۔ تاریخ اسپین صفحہ ۸۱۔

شاہی لشکر عمر بن حفصون کی سرکوبی کو آیا عمر بن حفصون نے براہ چالاکی اس سے مصالحت کرلی امن وامان قایم ہوگیا۔

۲۶۸ھ مین امیر محمد نے طوایف الملوکی اور باغیان دولت امویہ کے استیصال پر اپنے بیٹے منذر کو مامور کیا۔ منذر نے سب کے پہلے سرقسطہ کا پہنچکے محاصرہ کرلیا اور اسکے اطراف وجوانب اور گرد وپیش کے مقامات پر لوٹ مار شروع کردی۔ تھوڑے دنون بعد قلعہ رلیطہ کو مفتوح کیا بعد ازان دیر بروجہ کیجانب بڑھا محمد بن لب بن موسیٰ یہین موجود تھا اس سے بھی دو دہاتہ چل گئی بعد اسکے منذر نے شہر لاردہ و قرطاجنہ کا رخ کیا اور اس کے مہم سے فارغ ہوکر بلاد کفار مین گھس کے توچ گھسوٹ شروع کردی اطراف البتہ وقلاع کو غارتگری اور قتل سے تہ وبالا کردیا چند قلعات کو کامیابی کے ساتھہ مفتوح کرکے مراجعت کی۔

۲۷۰ھ مین ہاشم بن عبدالعزیز شاہی لشکر کو لیکے عمر بن حفصون کے محاصرہ اور جنگ پر قلعہ بشتر کیطرف روانہ ہوا چنانچہ ابن حفصون باغی و سرکش کو سمجھا بوجھا کے قرطبہ لے آیا اس نے یہین قیام اختیار کیا۔

اسی سند مین اسماعیل بن موسیٰ نے شہر لاردہ کی تعمیر شروع کی والی برشلونہ مزاحم ہوا اور فوجین آراستہ کرکے اسماعیل کے زیر کرنے کو آپہنچا اسماعیل نے کمال مردانگی سے ہزیمت دی اور اس کے بہت سے پیادون کو مار ڈالا۔

۲۷۱ھ مین ہاشم بن عبدالعزیز سپہ سالار افواج شاہی سرقسطہ کے محاصرہ اور مفتوح کرنے کو دوبارہ گیا ایک مدت کے محاصرہ و جنگ کے بعد سرقسطہ مفتوح ہوا اہل سرقسطہ نے ہاشم کے فیصلہ وحکم سے شہر پناہ کے دروازے کھولدئے

اس مہم مین عمر بن حفصون بھی گیا ہوا تھا اور شریک جنگ ہوا تھا۔ لیکن بوقت معاودت چھپکر اسلامی لشکر گاہ سے بھاگ کر بشتر مین جاکے دم لیا اور قلعہ نشین ہوگیا۔ بعد اسکے ہاشم نے عبدالرحمن بن مروان جلیقی کا قلعہ منت مولن مین محاصرہ کیا مگر کچھ سوچ سمجھ کے بغیر کامیابی کے واپس آیا۔ عبدالرحمن نے اسکی مراجعت کے بعد اشبیلیہ اور لقبت پر چھاپا مارا بعدہ منت شلوط مین جاکے قیام پذیر ہوکر قلعہ بندی کرلی امیر محمد نے مصلحتاً اسی قلعہ پر اس سے مصالحت کرلی عبدالرحمن بھی علم حکومت کا مطیع ہوگیا اور برابر مطیع رہا تا آنکہ امیر محمد نے وفات پائی۔ اندلون روما اور فرانس کا بادشاہ فرلیب بن لوزنیق تھا۔

منذر کی امارت

ان واقعات کے تمام ہوتے ہوتے امیر[1] محمد بن عبدالرحمن اوسط بن حکم بن ہشام بن عبدالرحمن معروف بہ داخل ماہ صفر ۲۷۳ھ مین پینتیس سال حکومت کرکے گوشہ قبر مین جا چھپا بعد اسکے اسکے بیٹے منذر نے سریر حکومت پر قدم رکھا۔

منذر نے اپنے شروع زمانہ حکومت مین ہاشم بن عبدالعزیز وزیر السلطنت کو

---

[1] امیر محمد کی ولادت ۲۰۲ھ مین ہوئی تقریباً چھاچھٹہ سال کی عمر پائی سفید رنگ مائل بسرخی ڈاڑھی کو حنا وکسم سے رنگتا تھا۔ ذکی، ہوشیار، اور سخی تھا۔ اسکا زمانہ حکومت بھی طوائف الملوکی مین تمام ہوا اندرونی بغاوتین اور بیرونی سازشون سے کبھی اسکو فرصت نہین ملی۔ سارے ملک پر بدعملی کا سیاہ بادل چھایا ہوا تھا۔ عیسائیون کی ریشہ دوانیان نومسلمون کی شورشین اسپر طرہ یہہ کہ عربی سردارون کی خود سریون نے ایکدن بھی اسکو چین سے بیٹھنے نہ دیا تا آنکہ اسی حالت سے دولت امویہ کو چھوڑکر دنیا سے رخصت ہوگیا۔ مترجم ملخص از تاریخ کامل جلد ۷ صفحہ ۱۰۷ مطبوعہ مصر و کتاب نفح الطیب جلد اول صفحہ ۲۲۵ و ۲۲۶ مطبوعہ لیدن۔

سزاے قتل دی اور فوجین آراستہ کرکے عمر بن حفصون باغی وسرکش کی سرکوبی کو روانہ ہوا۔

۲۷۴ھ مین اسکا قلعہ بشتر مین محاصرہ کیا گیارخونریز اور سخت جنگ کے بعد عمر بن حفصون کے کل قلعات اور شہرون کو فتح کرلیا ازانجملہ قلعہ ریہ یعنی مالقہ تھا منذر نے اسکے والی عیسون کو گرفتار کرکے قتل کڈالا بعدہ عمر بن حفصون نے شدت محاصرہ سے تنگ آکے مصالحت کی درخواست کی منذر نے عمر بن حفصون کی درخواست پر مصالحت کرلی اور محاصرہ اٹھاکے مراجعت کی عمر بن حفصون نے منذر کے مراجعت کرتے ہی خلاف مصالحت عہد توڑ ڈالا منذر نے یہ خبر پاکر لوٹ کے محاصرہ کرلیا عمر بن حفصون نے پھر صلح کرلی مگر جون ہی منذر واپس ہوا عمر بن حفصون نے پھر عہد شکنی کی غرض عمر بن حفصون عہد شکنی پر عہد شکنی برابر کرتا جاتا تھا منذر نے جھلاکے اس مرتبہ نہایت سختی سے محاصرہ کیا اس محاصرہ کے تھوڑے ہی دنون بعد منذر نے جان بحق تسلیم کردی اور عمر بن حفصون کو ہمیشہ کیلئے اسکے محاصرہ سے نجات مل گئی۔

امیر عبداللہ کی امارت

۲۷۵ھ مین بحالت محاصرہ عمر ابن حفصون قلعہ بشتر مین منذر[۵۱] کا پیام موت آپہنچا دو برس اسنے حکمرانی کی بجاے اسکے اسکا بھائی امیر عبداللہ بن امیر محمد سریر حکومت پر متمکن ہوا اور زمام حکومت

[۵۱] امیر منذر بوقت وفات چھیالیس برس کا تھا۔ چہرہ پر چیچک کے داغ تھے ڈاڑھی گھنی اور بڑی تھی شعر و شاعری کا شایق اور شاعرون کا قدردان تھا۔ اسکا زمانہ حکمرانی نہایت کوتاہ ہوا تاہم اسکو بھی بغاوتون اور خودسریون نے ایک دم کو مہلت ندیا۔ ترجمہ از تاریخ کامل جلد ۷ صفحہ ۱۴۱ مطبوعہ مصر۔

اپنے قبضہ اقتدار مین لی - تمام بلاد اندلس مین آتش بغاوت و فساد مشتعل ہورہی تھی محاصرہ اُٹھاکے قرطبہ چلا آیا آئے دن کی بغاوتون اور امرار مملکت کی مخالفتون کیوجہ سے اندلس کی مالیہ مین بیحد کمی آگئی - اس سے پیشتر اس ملک کا خراج تین لاکھ دینار تھا اسمین سے ایک لاکھ دینار ترتیب لشکر اور مصارف فوج مین صرف کئے جاتے تھے اور ایک لاکھ دینار مختلف ضرورتون مین خرچ ہوتے تھے باقی ایک لاکھ خزانہ شاہی مین بطور توفیر داخل کئے جاتے تھے ان سنین مین توفیر جسقدر تھی وہ صرف ہوگئی طرہ اسپر یہ ہوا کہ خراج مین بھی کمی آگئی -

عام بغاوتین ابن مروان کی بطلیوس مین بغاوت

ہم اوپر بیان کرائے ہین کہ عبدالرحمن بن مروان نے امیر محمد بن عبدالرحمن والی اندلس کے مقابلہ مین بوقت جہاد جلالقہ (گالز) ۲۵۵ھ مین علم مخالفت بلند کیا تھا - چنانچہ تو مسلمون اور مولدون کا جم غفیر اسکے پاس مجتمع ہوگیا اور اسنے اقصائے بلاد کی جانب قدم بڑھائے رفتہ رفتہ ادفونش بادشاہ جلالقہ تک اسکی رسائی ہوگئی - اسی مناسبت سے یہ طلیطلی کے نام سے موسوم و معروف ہوا - اوپر ہم یہ بھی بیان کرآئے ہین کہ ہاشم بن عبدالرحمن ذریۂ سلطنت ۲۶۳ھ مین بسرافسری افواج اندلس ابن مروان کی سرکوبی کو گیا تھا اور ابن مروان نے اسکو ہزیمت دیکے گرفتار کرلیا تھا - بعدازان ۲۶۵ھ مین ہاشم کی رہائی اور ابن مروان کے بطلیوس سے چلے جانے پر باہم مصالحت ہوگئی اس مصالحت کی بنا پر ابن مروان بطلیوس چلا آیا اور اسکو از سر نو آباد کرکے اپنی حکومت اور دولت کی بنا قایم کی - بعد چندے ادفونش بدعہدی اور مخالفت کرنے لگا نوبت جدال و قتال کی پہنچگئی ابن مروان دارالحرب چھوڑکر شہر انطاکیہ (متعلقات مارده) چلا آیا اور اسکی قلعہ بندی کرکے وہین قیام پذیر ہوگیا - یہہ شہر اسوقت ویران پڑا ہوا تھا - ابن مروان نے قیام انطاکیہ کے بعد بلاد الیون کے شہرون پر آہستہ آہستہ قبضہ کرلیا اور اپنے

مقبوضات کو بطلیوس تک بڑھاکر اسکو بھی شامل کرلیا بلاد الیون جلالقہ کے مقبوضات سے تھے۔

ابن مروان کے ساتھ دار الحرب مین سعدون سرساقی نامی مشہور نبرد آزما بھی تھا فنون جنگ سے اسکو کماحقہ آگاہی تھی یہ بھی ابن مروان کے ساتھ امیر عبد اللہ سے باغی ہوگیا تھا پس جب ابن مروان نے بطلیوس مین اقامت اختیار کی تو سعدون نے اس سے علحدگی اختیار کرکے مابین قلنیرہ اور باجہ کے ایک قلعہ مین قیام کیا بعد چندے قلنیرہ پر قابض و متصرف ہوکر دونون دولتون یعنی دولت اسلامیہ و دولت مسیحیہ کے درمیان مین حایل ہوگیا تا آنکہ کسی لڑائی مین اذفونش کے ہاتھ مارا گیا۔

ابن تاکیت کی بغاوت

محمد بن تاکیت مصمودہ سے تھا اسنے زمانہ حکومت امیر محمد مین سرحدی بلاد مین علم بغاوت بلند کیا تھا اور سب کے پہلے مارده پر فوجکشی کی تھی اسوقت مارده مین عرب اور کتامہ کی فوجین مقیم تھین محمد بن تاکیت نے بحکمت عملی شاہی افواج کو مارده سے نکالکے مارده مین مع اپنی قوم مصمودہ کے قیام کردیا۔

بقیہ حوال ابن مروان

جسوقت محمد بن تاکیت نے مارده پر قبضہ کرلیا شاہی فوجین قرطبہ سے اسکو ہوش مین لانے کو مارده کیطرف بڑھین عبد الرحمن بن مروان یہ خبر پاکے بطلیوس سے اسکی کمک کو آیا مدتون محاصرہ اور جنگ کا سلسلہ جاری رہا بالآخر محاصرہ مین کامیابی نہوئی مزید براں یہ ہوا کہ محمد بن تاکیت نے بحکمت عملی دم بھی دیکے ان لوگون کو مارده سے نکالدیا جو اسوقت مارده مین عرب مصمودہ اور کتامہ کے لوگ رہتے اور موجود تھے۔ ان لوگون کے نکالدینے کے بعد محمد بن تاکیت مع اپنی قوم کے نہایت اطمینان کے ساتھ مارده مین رہنے لگا۔ بعد اسکے مابین محمد اور ابن مروان کے نزاع اور مخالفت پیدا ہوگئی ایک دوسرے

سے گنہ گیا ابن مروان نے بکرات و مرات محمد کو شکست دی۔ منجملہ ان ہزیمتون کے ایک ہزیمت مقام لقنت مین دیگئی تھی اس واقعہ مین محمد کے لشکر کے ایک بازو مین مصمودہ کی فوج تھی۔ جو عین مقابلہ کے وقت بھاگ کھڑی ہوئی جس سے محمد کو ناکامی کے ساتھ میدان جنگ سے پسپا ہونا پڑا۔ شکست کھانے کے بعد محمد نے سعدون سرساقی والی قلینرہ کی فوج طلب کرکے معرکہ آرائی کی مگر اس تدبیر نے بھی بھی اسکے زخم دل پر کسی قسم کا مرہم تسکین نرکھا اور ابن مروان کی قوت و شوکت بڑھتی ہی گئی اور اسکی حکومت کو استحکام ہوتا ہی گیا۔ اسی اثنار مین ابن حفصون سے اور اس سے ان بن ہوگئی چونکہ ابن مروان کا دماغ ان کامیابیون سے بڑھا چڑھا ہوا تھا ابن حفصون کو آگے بڑھنے سے روک دیا مگر اسکے بعد ہی عہد حکومت امیر عبداللہ مین مرگیا بجاے اسکے اسکا بیٹا عبدالرحمن بن عبدالرحمن بن مروان حکمرانی کرنے لگا بربریون کو جو اسکے قرب و جوار مین تھے بیحد تنگ اور مجبور کیا۔ دو ہی مہینے حکومت کرنے پایا تھا کہ پیام موت آگیا۔ پس امیر عبداللہ نے بطلیوس پر اپنی جانب سے عرب کے دو سردارون کو مامور کیا۔

عبدالرحمن کے پس ماندگان خاندان جیمن عبدالرحمن کے دو لڑکے مروان اور عبداللہ اوران دونون کا چچا مروان تھا قلعہ شونہ چلے گئے بعد چندے عبدالرحمن کے دونون لڑکے شونہ سے نکلکر اپنے دادا عبدالرحمن کے ہمراہیون اور مصاحبون کے پاس جاکے مقیم ہوئے۔

پھر ان دو سرداران عرب مین جو امیر عبداللہ کی جانب سے بطلیوس کی امارت پر مامور ہوئے تھے منازعت پیدا ہوگئی۔ ایک نے دوسرے کو قتل کرکے بطلیوس پر بالانفراد قبضہ کرلیا امیر عبداللہ کو اسکی خبر لگی تو اسنے ۲۹۶ھ میں امیر بطلیوس کو گرفتار کرکے قتل کرڈالا اور بطلیوس پر قبضہ کرلیا۔ قبضہ بطلیوس کے بعد امیر عبداللہ نے برابرہ کے قلعات کی طرف

قدم بڑھایا تا آنکہ ان لوگون نے گردن اطاعت جھکا دی۔ اسی سلسلہ مین محمد بن تاکیت والی مارِدہ سے معرکہ آرا ہوا۔ محمد بن تاکیت نے تنگ آکے مصالحت کرلی مگر بعد چندے پھر باغی ہوگیا۔ امیر عبداللہ سے اور اس سے دوبارہ لڑائی شروع ہوگئی جو امیر عبداللہ کے آخری عہد حکومت تک جاری اور قایم رہی۔

لب بن محمد کی بغاوت

۲۵۸ھ عہد حکومت امیر محمد مین لب بن محمد بن لب بن موسیٰ نے سرقسطہ مین بغاوت کی۔ امیر محمد نے متواتر حملے کئے نتیجہ یہ ہوا کہ لب بن محمد نے گردن اطاعت جھکا دی۔ آتش بغاوت فرو ہوگئی۔ امیر محمد نے اپنی جانب سے لب بن محمد کو سرقسطہ، تطیلہ اور طرسونہ کی سند حکومت عطا کی۔ لب بن محمد نے نہایت دانائی اور دیانت داری سے ان مقامات کی حفاظت وحمایت کی تھوڑے ہی دنون مین اسکی حکومت وامارت کو استحکام حاصل ہوگیا۔ انہین دنون ادفونش بادشاہ جلالقہ نے طرسونہ پر فوجکشی کی لب بن محمد نے نہایت مردانگی سے اسکو ہزیمت دیکے اُلٹے پاؤن لوٹا دیا تقریباً تین ہزار جلالقہ اس معرکہ مین کھیت رہے بعد اسکے لب بن محمد نے امیر عبداللہ کے خلاف پھر علم مخالفت بلند کیا چنانچہ امیر عبداللہ نے تطیلہ مین اسکا محاصرہ کیا۔

مطرف بن موسیٰ کی بغاوت

مطرف بن موسیٰ شجاعت، عالی نسبی اور عصبیت قومی مین مشہور روزگار ہورہا تھا۔ اسنے مقام شنت بریہ مین علم مخالفت وبغاوت بلند کیا۔ اس سے اور والی بنبلونہ بادشاہ نبکلس سے جو کہ جلالقہ کے گروہ سے تھا لڑائیان ہوئین جسمین فریق مخالف نے مطرف کو اتفاق سے گرفتار کرلیا مطرف موقع پاکے بھاگ آیا اور شنت بریہ مین پھر واپس آیا اور تا آخری زمانہ حکومت امیر محمد کے علم حکومت کا مطیع ومنقاد رہا۔

ابن حفصون کی بغاوت

ابن حفصون کا نام عمر بن حفصون بن عمر بن جعفر بن دمیانہ

قرغلوش بن ادفونش القس تھا۔ ابن حیان نے اسکا نسب یون ہی بیان کیا ہے سب کے پہلے اندلس مین اسی نے بغاوت شروع کی اسی نے مخالفت اور نزاع کے دروازے کھولے اور ۲۷۰ھ عہد حکومت محمد بن عبدالرحمن والی اندلس مین تفرقہ اندازی کی اور عساکر مسلمین سے علیحدہ ہوکر کوہ بشتر اطراف ریہ و مالقہ مین خروج کیا۔ عساکر اسلامیہ اندلس کے بہت سے لوگ جنکے قلوب نافرمانی اور بغاوت کے مرض مین گرفتار و مبتلا تھے ابن حفصون سے آملے۔ ابن حفصون نے اس مقام پر اپنا مشہور قلعہ تعمیر کیا اور غربی اندلس پر رندہ تک سواحل پر تجہ سے بیرہ تک قابض و متصرف ہوگیا۔ ہاشم بن عبدالعزیز وزیر السلطنت نے اسکی سرکوبی پر کمر ہمت باندھی اور اسکے سر پر پہنچکے اسکا محاصرہ کرلیا بالآخر ۲۷۲ھ مین اسکو سمجھا بوجھا کے قرطبہ لے آیا بعد چندے ابن حفصون قرطبہ سے بھاگ کر قلعہ بشتر جا پہنچا اتنے مین امیر محمد اس دارفانی سے رحلت کر گیا ابن حفصون کو اپنے مقبوضات کے وسیع کرنیکا موقع ملگیا قلعہ حامہ ریہ، رندہ، اور تجہ پر قبضہ کرلیا امیر منذر نے ۲۷۴ھ مین ابن حفصون پر فوجکشی کی اور اسکے کل قلعات کو بزور تیغ مفتوح کرلیا اور اسکے گورنر ریہ کو قتل کر ڈالا ابن حفصون نے مجبور ہوکر مصالحت کی درخواست پیش کی امیر منذر نے مصالحت کرلی مگر تھوڑے ہی دنون بعد ابن حفصون نے پھر عہد شکنی کی اور علم مخالفت و بغاوت بلند کردیا۔ منذر نے اسکا دوبارہ محاصرہ کیا اتفاق یہ کہ اسی محاصرہ کے اثنا مین امیر منذر راہی ملک بقا ہوگیا اور امیر عبداللہ محاصرہ اٹھاکے قرطبہ چلا آیا اس سے ابن حفصون اور نیز کل یاغیون کے کامون مین استقلال و استحکام کی کیفیت پیدا ہوگئی شاہی فوجین اور اراکین دولت متواتر اسپر حملہ آور ہوتے رہے اور برابر اسکا محاصرہ کئے رہے۔ انہین لڑائیون کے اثنا مین اسنے ابن اغلب گورنر افریقیہ سے خط و کتابت شروع کی اور اس سے میل جول و مراسم اتحاد پیدا کرکے

دعوت عباسیہ کا اندلس مین جہانپر کہ وہ قابض و متصرف تھا اعلان و اظہار کیا مگر ابن غلب افریقیہ کے نظام حکومت درہم و برہم اور مضطرب ہونیکی وجہ سے اس کام کو دشوار خیال کرکے رک رہا ابن حفصون نے قرطبہ سے آمدورفت پیدا کرکے اسکے قریب ایک قلعہ بلایہ نامی تعمیر کرایا۔ امیر عبداللہ نے فوجکشی کی چنانچہ بلایہ اور رشحہ کو فتح کرکے ابن حفصون کے خاص قلعہ کا قصد کیا اور ایک مدت تک محاصرہ کئے رہا جون ہی مراجعت کی ابن حفصون نے تعاقب کیا امیر عبداللہ نے پلٹ کر اس شدت کا حملہ کیا کہ ابن حفصون تاب مقاومت نہ لاسکا کمال بے سروسامانی سے بھاگ کھڑا ہوا امیر عبداللہ نے نہایت بیرحمی سے اسکے لشکر کو پامال کیا۔ اسی مہم کے ضمن مین اسکے صوبجات مین سے بیرہ کو مفتوح کرلیا۔ اور ہر سال اسکے حصار اور اس سے جنگ کرنے کو فوجین بھیجتا رہا پس جبکہ[1] ..... اور آسی ..... عمر بن حفصون اور بادشاہ جلالقہ سے باہم عہد و پیمان ہوا اسکے امرا کو یہہ امر ناگوار گزرا عہد نامہ کو بادشاہ جلالقہ کے پاس بھجوادیا۔ وزیر السلطنت احمد بن ابی عبیدہ فوجین مرتب و آراستہ کرکے عمر بن حفصون کے محاصرہ کرنے کو بڑھا عمر بن حفصون نے ابراہیم بن حجاج باغی اشبیلیہ سے فوجی امداد طلب کی چنانچہ ابراہیم فوجین طیار کرکے عمر بن حفصون کی کمک پر آگیا وزیر السلطنت سے اور ان دونون باغیون سے مڈبھیڑ ہوئی وزیر السلطنت نے ان دونون سرکشون کو فاش ہزیمت دی ابراہیم بن حجاج نے اس واقعہ کے بعد گردن اطاعت جھکادی اور امیر عبداللہ نے اسکو اشبیلیہ کی سند حکومت مرحمت فرمائی باقی رہا ابن حفصون۔ اسنے اظہار اطاعت کی غرض سے دولت شیعہ سے خط و کتابت شروع کی یہ وہ زمانہ تھا کہ بانیان دولت شیعہ نے قیروان کو اغالبہ کے قبضہ سے نکال لیا تھا پس عمر بن حفصون نے اندلس مین عبیداللہ شیعی کی دعوت کا اظہار و اعلان

[1] [2] اصل کتاب مین اسی صورت سے جگہہ خالی ہے مترجم۔

کیا مگر بعد چندے جسوقت کے اللہ جسل شانہ نے خلیفہ الناصر الدین اللہ اموی کی حکومت وسلطنت کو استحکام و استقلال عنایت فرمایا اور باغیون کا خاطر خواہ استیصال ہوگیا۔ اسوقت عمر بن حفصون بھی علم حکومت کا پھر مطیع و منقاد ہوگیا تا آنکہ اسی حالت میں ۳۰۶ھ میں اپنی بغاوت و سرکشی کے سینتیسویں سال مرگیا بجاے اسکے اسکا بیٹا جعفر متمکن ہوا اور خلیفہ ناصر نے اس جانشینی کو بحال و قایم رکھا۔ جعفر دو یا تین برس حکومت کرنے پایا تھا کہ اسکے بھائی سلیمان بن عمر کی سازش سے خود اسکے ایک سپاہی نے اسکو مار ڈالا۔ سلیمان اسوقت ناصر کی خدمت میں تھا یہ خبر پاکر قلعہ بشتر کیطرف گیا اور بجاے اپنے بھائی کے اہل بشتر پر حکومت کرنے لگا۔ یہ واقعہ ۳۰۷ھ کا ہے سلیمان نے بشتر پر قبضہ کرنے کے بعد خلیفہ ناصر کو اس واقعہ سے مطلع کیا خلیفہ ناصر نے اسکو بھی بشتر کی سند حکومت عطا کی جیسا کہ اسکے بھائی جعفر کو مرحمت فرمایا تھا۔ چند دنون بعد سلیمان نے مخالفت و بغاوت کا اظہار کیا ناصر نے گوشمالی کی غرض سے فوجین بھیجین مطیع ہوگیا پھر بدعہدی کی دوبارہ فوجین گئین پھر عفو تقصیر کرا کے مطیع ہوگیا۔ مگر ناصر کو اس اظہار اطاعت پر قلبی جمعیت حاصل نہوئی اپنے وزیر السلطنت عبد الحمید بن بسیل کو سرحدی افواج شاہی سلیمان کے سر کرنے کو بھیجا وزیر السلطنت نے سلیمان کو شکست دیکے اسکو قتل کر ڈالا اور سر اوتار کے قرطبہ لے آیا مولدون اور نومسلمون نے بجاے سلیمان کے اسکے دوسرے بھائی حفص بن عمر کو اپنا امیر بنایا اسنے بھی بغاوت کی اور اپنی بدعہدی و مخالفت پر اڑا رہا۔ ناصر نے اسکی سرکوبی کے لئے فوجین روانہ کین۔ مدتون محاصرہ اور جنگ کا سلسلہ جاری و قایم رہا تا آنکہ حفص نے امن کی درخواست کی ناصر نے اسکو امن دی چنانچہ حفص نے اپنی حکومت کے ایک سال بعد قرطبہ مین آکے قیام کیا اور ناصر موکب ہمایون کے ساتھ بشتر کیطرف گیا۔ سرزمین بشتر کو ایک طرف سے پیمان ڈالا۔ عمر بن حفصون اور اسکے بیٹون جعفر و سلیمان کے نعشون کو نکلوا کے قرطبہ

مین لاکے صلیب پر چڑھایا۔ اور کل کنائس[1] کو اور قلعات کو جو اطراف ریہ مین تھے منہدم و مسمار کرادیا۔ صوبہ مالقہ مین تیس یا کچھ زیادہ قلعات تھے یہ سب بھی زمین دوش کرادئے گئے۔ اسی واقعہ سے بنی حفصون کی حکومت منقرض ہوجاتی ہے اور صفحۂ ہستی سے انکی حکمرانی کا نام و نشان مٹ جاتا ہے یہ واقعہ ۳۱۵ھ کا ہے واللہ اعلم۔

باغیان اشبیلیہ صوبہ اشبیلیہ کے باغیون کے سرغنا ابن عبیدہ، ابن خلدون، ابن حجاج اور ابن مسلمہ تھے سب کے پہلے اشبیلیہ مین امیہ بن عبدالغافر بن ابی عبیدہ نے علم بغاوت بلند کیا تھا۔ امیہ کا دادا ابو عبیدہ عبدالرحمن داخل کیطرف سے اشبیلیہ کا گورنر تھا ابن سعید بروایت مورخین اندلس حجازی و محمد بن اشعث و ابن حیان تحریر کرتا ہے کہ جسوقت اندلس مین بوجہ فتنہ و بغاوت نظام حکومت و امور سیاست مین عہد حکومت امیر عبداللہ مین اضطراب و اختلال پیدا ہوا اور امراء و روسا بلاد خود سری و خود مختاری کیجانب مائل ہوے اسوقت اشبیلیہ کے نامی سردارون سے امیہ بن عبدالغافر، کریب ابن خلدون حضرمی اور اسکا بھائی خالد، اور عبداللہ بن حجاج تھا امیر عبداللہ نے اپنے بیٹے محمد کو جو کہ ناصر کا باپ تھا اشبیلیہ کا امیر مقرر کرکے روانہ کیا چونکہ اشخاص مذکورون صدر دولت و حکومت کے نام و نشان مٹانے کے درپے تھے اسوجہ سے ان لوگون نے محمد بن امیر عبداللہ پر حملہ کردیا اور قصر امارت مین اسکا مع اسکے مان کے محاصرہ کرلیا محمد بن امیر عبداللہ بہزار دقت و خرابی بسیار اپنی جان بچاکے اپنے باپ امیر عبداللہ کے پاس بھاگ آیا اور امیہ بن عبدالغافر بموافقت اشخاص مذکورین اشبیلیہ پر حکمرانی کرنے لگا۔ تھوڑے دنون بعد امیہ نے سازش کرکے عبداللہ بن حجاج کو قتل کرادیا۔ ابراہیم بن حجاج (برادر عبداللہ) اپنے مقتول بھائی کی جگہ پر اُٹھ کھڑا ہوا اور امیہ کا قصر امارت مین محاصرہ کرلیا امیہ اس امر کا

[1] کنائس جمع کنیسہ کی ہے۔ کنیسہ معرب کلیسہ ہے یعنی عبادت گاہ یہود یا نصاریٰ یا کفار۔ مترجم۔

احساس کرکے کہ ابراہیم نے مجھے ہر چار طرف سے گھیر لیا ہے مرنے پر کمربستہ ہوکر اسطور پر نکلا کہ اولاً اسنے اپنے اہل وعیال کو قتل کیا بعد ازان جو کچھ اسباب موجود تھا اسکو تلف کیا اور شمشیر بکف ہوکر میدان مین آگیا آخر کار ابراہیم لڑتے لڑتے مارا گیا عوام الناس نے سر اوتار کر پھینک دیا۔ یہ واقعات ۳۸۰ھ کے ہین

ابن خلدون اور اسکے رفقا نے ان واقعات سے امیر عبداللہ کو مطلع کیا اور یہہ بھی لکھہ بھیجا کہ "امیہ کرسی حکومت سے اوتار دیا اور مار ڈالا گیا ہے اپنی جانب سے کسیکو امیر مقرر کرکے روانہ کیجئے" امیر عبداللہ نے مصلحت وقت کے لحاظ سے ابن خلدون کی اس گذارش کو قبولیت کا درجہ عنایت کیا اور اپنی جانب سے اشبیلیہ کی امارت پر اپنے چچا ہشام بن عبدالرحمن کو بھیجا۔ ہشام کے پہنچتے ہی انلوگون نے پھر سرکشی کی اور اسکو نکال دیا اس مخالفت کا بانی مبانی کریب بن خلدون تھا چنانچہ یہی اہل اشبیلیہ پر حکمران ہوا۔

ابن حیان نے لکھا ہے کہ ابن خلدون کا خاندان حضرموت کا ہے اور یہ لوگ اشبیلیہ مین نہایت شرف و عزت سے ریاست سلطانیہ اور علمیہ کے باز و اور قسیم شمار کئے جاتے ہین۔ ابن حزم لکھتا ہے کہ ابن خلدون وائل ابن حجر کی اولاد سے ہے اور انکا نسب کتاب الجمہرہ مین لکھا ہوا ہے۔ ایسا ہی ابن حیان نے بنی حجاج کی بابت لکھا ہے۔

حجازی تحریر کرتا ہے کہ جسوقت عبداللہ بن حجاج مارا گیا اسکا بھائی ابراہیم بجائے اسکے متمکن ہوا اور بنی خلدون نے امیہ کے قتل کی تحریک شروع کی چنانچہ امیہ پر گذرا جو کچھہ گذرنیوالا تھا اور کریب ابن خلدون حکومت پر بحکمت عملی مستولی ہوا اہل اشبیلیہ پر جبر و تعدی کرنے لگا اس سے اہل اشبیلیہ کو نفرت پیدا ہوئی نتیجہ یہہ ہوا کہ ابراہیم کو اپنی غرض حاصل کرنیکا موقع ہاتھہ آگیا جسوقت کریب اہل اشبیلیہ سے بہ جبر و تعدی

پیش آتا ابراہیم نرمی و ملاطفت اور دلجوئی کرتا اور سفارشی بنکر اپنی نیک سیرتی کا انیرا فرڈالتا۔ بعد اسکے ابراہیم نے کریب ابن خلدون پر سختی کرنے کی غرض سے امیر عبداللہ سے سند حکومت طلب کی۔ امیر عبداللہ نے ابراہیم کے نام کی سند حکومت لکھ کے بھیجدی جسوقت ابراہیم نے سند حکومت پاکے عوام الناس پر اس امر کو ظاہر کردیا عوام تو کریب کے ظلم ناہرداشتنی تعدی سے اکتائے ہوئے تھے ہی سب کے سب کریب پر ٹوٹ پڑے اور اسکو قتل کرڈالا۔ کریب کے مارے جانے سے ابراہیم بن حجاج کی حکومت کرنے کے راستے کھل گئے اسکی حکومت و امارت کا سکہ لوگون کے دلون پر بیٹھ گیا۔ امیر عبداللہ کی ماتحتی مین حکمرانی کرنے لگا شہر قرمونہ کی قلعہ بندی کی اور اسمین گھوڑون کے اصطبل بنوائے۔ قرمونہ اور اشبیلیہ کے مابین اسکی آمدورشد لگی رہتی تھی۔ بعدہ ابراہیم ابن حجاج نے وفات پائی بجاے اسکے حجاج ابن مسلمہ متمکن ہوا مگر بعد چندے اشبیلیہ کی حکومت حجاج ابن مسلمہ کے قبضہ اقتدار مین رہگئی اور قرمونہ پر محمد بن ابراہیم بن حجاج حکمرانی کرنے لگا ناصر نے اپنی جانب سے اسکو سند حکومت عطا فرمائی پہر اسنے بدعہدی کی ناصر نے اسکی سرکوبی کو فوجین روانہ کین ابن حفصون حجاج بن مسلمہ کی کمک پر آیا شاہی فوج نے ان باغیونکو ہزیمت دی حجاج بن مسلمہ نے اپنے بیٹے کو اپنا شفیع کرکے شاہی دربار مین بھیجا۔ سفارش مقبول نہوئی۔ تب ابن مسلمہ نے خفیہ طور پر اپنے ایک رفیق کو روانہ کیا اس رفیق نے دارالامارت مین پہنچکے ناصر سے سازش لی اور اپنے نام کی سند حکومت حاصل کرکے شاہی فوج لئے ہوئے اشبیلیہ آیا۔ ابن مسلمہ اپنے رفیق سے باتین کرنے اور اسکو لینے کو شہر سے باہر آیا۔ لشکریون نے اسکے ساتھہ بدعہدی کی اور اسکو اشبیلیہ سے بیدخل کرکے قرطبہ لے آئے شاہی گورنر نے بلا مزاحمت اشبیلیہ مین جاکے قیام کیا۔

ان بغاوتون کا محرک امیر عبداللہ کا ایک قریبی رشتہ دار تھا اس تحریک فتنہ پردازی کا نتیجہ یہ ہوا کہ اسکے رفقا نے براہ فریب اسکو مار ڈالا۔

قتل امیر محمد و مطرف

مطرف نے اپنے بھائی محمد کی شکایات سے اپنے باپ امیر عبداللہ کے کان بھرنا شروع کیا کہتے کہتے امیر عبداللہ کے دل مین اپنے بیٹے محمد کیجانب سے غبار پیدا ہوگیا۔ غضب آلودہ نگاہون سے دیکھنے لگا۔ محمد کو جب اس امر کا احساس ہوا تو وہ بخوف جان ابن حفصون کے ملک بھاگ گیا بعد چندے قیام کے امن حاصل کرکے پھر واپس آیا۔ مطرف نے پھر چغلی اور شکایتین شروع کردین تا آنکہ امیر عبداللہ نے محمد کو گوشہ محلسرا مین قید کردیا اتفاق سے انہین دنون امیر عبداللہ کو کسی لڑائی مین جانا پڑا چنانچہ مطرف کو بجائے اپنے مامور کرکے چلا گیا مطرف کو اپنی دلی کاوش پوری کرنیکا موقع مل گیا بیچارے محمد کو جہان پر کہ وہ قید تھا سخت سخت ایذائین دے کے مار ڈالا امیر عبداللہ کو اپنے بیٹے محمد کے مارے جانیکا دلی ملال ہوا۔ اسکے بیٹے عبدالرحمن کو شاہی محل مین داخل کرلیا اور خاص اہتمام سے پرورش کرنے لگا اسوقت اس کی عمر صرف بیس دن کی تھی۔

بعد اسکے امیر عبداللہ نے اپنے بیٹے مطرف کو لشکر صائفہ کے ساتھ ۲۸۳ھ مین جہاد کرنے کو روانہ کیا عبدالملک بن امیہ وزیر السلطنت بھی اس مہم مین مطرف کے ہمراہ تھا۔ پس مطرف نے ایک روز موقع پاکے بحالت غفلت وزیر السلطنت کو بوجہ عداوت سابقہ مار ڈالا۔ امیر عبداللہ کو اس سے بیحد برہمی پیدا ہوئی اسیوقت مطرف کو گرفتار کراکے محمد اور وزیر السلطنت کے خون کے معاوضہ مین بہت بری طور سے قتل کرادیا۔ اور بجائے وزیر السلطنت عبدالملک کے اسکے بیٹے امیہ بن عبدالملک کو قلمدان وزارت سپرد کیا۔ امیہ نے عہدۂ وزارت سے سرفراز ہوکر متکبرانہ روش اختیار کی۔ اپنے ہمچشمون اور وزیرون سے دون کی لینے لگا ان لوگون نے امیر عبداللہ سے اسکی چغلی کردی کہ اس نے درپردہ ایک گروہ سے آپ کے بھائی

ہشام بن محمد کی امارت کی بیعت لی ہے۔ اس بیان کے تائید مین چند شہادتین ہی پیش کین جنپر قاضی نے اعتماد کرلیا . . . . . چغلی کرنے والون نے وزیر السلطنت کے بعض دشمنون کو پیش کر کے ان سے یہہ کہلا دیا کہ ہمارے روبرو ہشام کی بیعت وزیر السلطنت نے لی ہے اس سے رہی سہی کسر جاتی رہی امیر عبداللہ نے اسیوقت وزیر کو گرفتار کرا کے قتل کرڈالا یہ واقعہ ۲۹۴ھ کا ہے۔

عبدالرحمن ناصر کی تخت نشینی

آخری تیسری صدی ماہ ربیع الاول مین امیر عبداللہ نے اس دار فانی سے اپنی حکومت کے چھبیسوین سال رحلت کی۔ بیٹے اسکے اسطرح پوتا عبدالرحمن بن محمد سریر حکومت پر متمکن ہوا یہہ محمد وہی ہے جس کو عبدالرحمن نے اپنے باپ امیر عبداللہ کے زمانہ غیبوبت موجودگی مین قتل کرڈالا تھا

عبدالرحمن ناصر کی تخت نشینی بھی عجائبات روزگار سے ہے یہہ ایک نوعمر اور نوجوان شخص تھا اسکے اور نیز اسکے باپ کے متعدد چچا موجود تھے باین ہمہ اس نے امارت حاصل کرنے کی کوشش کی اور کسیکے گمان پر مخالفت کی جون تک نہ رنگی۔ بلکہ سبھون نے اسکے جلوس کو اپنے لئے مبارک و محمود تصور کیا اسوقت اندلس مین آئے دن کی بغاوتون کیوجہ سے تہلکہ پڑا ہوا تھا۔ عبدالرحمن ناصر نے سریر حکومت پر

لہ امیر عبداللہ بن محمد بن عبدالرحمن بن حکم بن ہشام بن عبدالرحمن داخل کی عمر بوقت وفات بیالیس برس کی تھی۔ گیارہ لڑکے چھوڑ کر مرا۔ اسکے زمانہ حکومت مین بیحد بغاوتین ہوئین امرا بلاد نے خود مختاری و سرکشی شروع کردی۔ تمام سرزمین اندلس مین فتنہ و فساد کی آگ مشتعل ہورہی تھی خزانہ کی کمی خرچ کی زیادتی سے خزانہ خالی ہوگیا تھا۔ یہی امور تھے جس سے اسلام اور اسلامیون کو اس درجہ نقصان پہنچا کہ ڈوبنے کے بعد پھر نہ ابھر سکے۔ مترجم ملخص از تاریخ ابن اثیر جلد ۸ صفحہ ۲۰۰ و نفح الطیب جلد اول صفحہ ۲۲۶

متمکن ہوتے ہی کل نزاعات کا خاتمہ اور سارے مخالفین کو ٹھنڈا کر دیا تا آنکہ ان باغیون اور مخالفون کو اپنی ناکامی کا یقین ہو گیا اور انلوگون نے مجبوراً اطاعت قبول کر لی۔ بنی حفصون کا نام و نشان صفحہ ہستی سے اسی نے محو اور نیست و نابود کیا جو باغیوں کا سردار اور سرغنا تھا۔ اہل طلیطلہ کو اسی نے اپنے علم حکومت کا مطیع بنایا حالانکہ اس سے پیشتر وہ لوگ بدعہدی اور مخالفت پر مدت دراز سے آمادہ ہوئے تھے۔ اندلس اور اسکے کل صوبجات کا نظام حکومت اسی کے زمانہ حکومت کے پہلے بیس برس مین درست ہوا تقریباً پچاس سال اس نے حکمرانی کی۔ اسلیے زمانہ مین بنی امیہ کی حکومت کو اس اطراف مین استحکام و استقلال حاصل ہوا۔ یہہ پہلا شخص ہے جس نے اپنے کو "امیر المومنین" کے لقب سے ملقب کیا یہہ وہ زمانہ تھا کہ مشرق مین قوائے خلافت مضمحل اور کمزور ہو چکے تھے اور ترکی غلام خلفاء عباسیہ پر غالب و مستولی ہو گئے تھے۔ اسی زمانہ مین یہہ خبر بھی گوش گذار ہوئی تھی کہ رومنس مظفر نے اپنے آقائے نامدار خلیفہ مقتدر کو ۳۲۰ھ مین قتل کر ڈالا ہے پس ان اسباب اور وجوہات سے عبد الرحمن ثالث نے خلیفہ کا لقب اختیار کیا۔ بہ نفس نفیس لڑائیون مین دشمنون کے مقابلہ پر جاتا تھا۔ جہاد اور کفار کے ملک پر چڑھائی کرنے کا بیحد شایق تھا تا آنکہ ۳۲۳ھ عام الخندق مین اسکو کفار کے مقابلہ مین ہزیمت ہوئی۔ اس واقعہ سے اسکی کمر ہمت ٹوٹ گئی بنفسہ لڑائیون پر نہ جاتا تھا بلکہ ہر سال صوائف کو جہاد کی غرض سے روانہ کرتا تھا چنانچہ عساکر اسلامیہ نے ملک فرانس کو اس قدر پامال کیا تھا کہ اس سے پیشتر اسطرح کبھی اسکو تخت و تاراج نہین کیا تھا۔ سرحدی مسیحی امراء اور حکمرانون کو اپنے زوال حکومت کا یقین ہو گیا تھا۔ اظہار محبت اور مراسم اتحاد قائم کرنے کے لئے انکے وفود (ڈیپوٹیشن) تحائف و ہدایا لیکے اسکے دربار مین حاضر ہوتے تھے۔ اسکے خوش کرنے کو رومہ اور

قسطنطنیہ کے سلاطین بڑے بڑے تحائف بھیجتے تھے۔ ملوک جلالقہ کے شاہزادے دور دور دراز مسافت طے کرکے اس کی دست بوسی کو آتے تھے اور اس مین اپنی وہ عزت افزائی سمجھتے تھے۔ سرحدی بلاد کے شہر و نیمین سے سبتہ کو اس نے ۳۱۷ھ مین اہل سبتہ سے چھین لیا امرار بلاد بالای بنو ادریس اور ملوک زناتہ بربر نے اسکی مطاعیہ اطاعت اپنی گردن پر رکھی اور ان مین سے بہت سے اسکے دربار خلافت مین چلے آئے جیسا کہ ہم ان کے حالات مین بیان کرینگے۔

عبدالرحمن ناصر کے رعب و داب کا سکہ شروع شروع یون بیٹھا تھا کہ اسنے رعایا کے بہت سے ٹکسون مین کمی کردی تھی۔ موسیٰ بن محمد بن یحییٰ کو حجابت کا عہدہ عنایت کیا تھا قلمدان وزارت عبدالملک بن جہور بن عبدالملک بن جوہر اور احمد بن عبدالملک بن سعد کو مرحمت فرمایا تھا اسنے ایک قیمتی خزانہ دربار شاہی مین پیش کیا تھا جسمین متعدد اقسام کی چیزین تھین ابن حیان وغیرہ نے اس خزانہ کو ذکر کیا ہے اس خزانہ سے دولت امویہ کی دولتمندی اور اتساع احوال کا کافی ثبوت ملتا ہے۔ وہو ہذا۔

سونا خالص عمدہ پانچ لاکھ مثقال[1] (اٹھاون من ۴۸ سیر) چاندی خالص چار سو رطل[2] (چار من ۵ سیر) چاندی کے سکہ رائج کے دو سو توڑے[3] (دو لاکھ چالیس ہزار) عود ہندی جو مجالس و محافل مین شمع کی طرح جلایا جاتا تھا بارہ رطل (ساڑھے چودہ سیر)

---

[1] مثقال ساڑھے چار ماشہ رائج الوقت کے برابر ہوتا ہے۔ مترجم

[2] رطل تقریباً ۳۳ تولہ کا ہوتا ہے۔ مترجم۔

[3] ایک توڑا بارہ سو کا ہوتا ہے۔ مترجم

عود غرقی[1] کے ٹکڑے ایک سو اسی رطل (تقریباً دو من) برادہ عود ایک سو رطل (تقریباً ایک من ۶ سیر) مشک[2] خالص اپنے جنس مین نہایت اعلیٰ درجہ کا پکسو اوقیہ (تقریباً چھ سیر) عنبر اشہب اصلی بلا امیزش جیسا کہ پیدا ہوتا ہے پانچ سو اوقیہ (تقریباً تیس سیر) منجملہ اسکے عنبر کا ایک ٹکڑا عجیب الشکل تہا جسکا وزن سو اوقیہ (چھ سیر) تہا کافور عمدہ تیز بو کا تین سو اوقیہ (۱۸ سیر) از قسم لباس تیس تہان ریشمی مختلف رنگ و بناوٹ کے جنپر سونیکا کام بنا ہوا تہا خلفاء کے لباس کے لائق دس پوستین فنک[3] خراسانیہ کی قیمتی و نفیس کہالون کی، چھ پردے عراقی، اڑتالیس بغدادی جہولین ریشمی طلائی بنظر ارایش و زینت گہوڑون پر ڈالنے کیلئے تیس بڑی جہولین اونٹون کے لئے، دس قناطیر سمور[4] جسمین سو کہالین تہین ریشم بٹا ہوا چار ہزار رطل (سوا اکتالیس من) ریشم صاف کے پچھے جسکو بٹ سکتے تہے ایک ہزار رطل (دس من سوا چھ سیر) فرش ریشمی تیس عدد، مختلف اقسام کے قیمتی و نفیس فروش ایک ہزار، جانماز مختلف اقسام کی ایک سو قطعہ،

---

[1] ابن فرضی نے بحوالہ اس خط کے جسکو وزیر السلطنت نے اس تحفہ کے ساتہہ روانہ کیا تہا تحریر کیا ہے کہ عود غرقی جو نہایت قیمتی تہا چار سو رطل بہیجا تہا جسمین سے ایک ٹکڑا اکیسو اسی رطل کا تہا دیکہو المقاری جلد اول صفحہ ۲۲۹ مطبوعہ لیدن۔

[2] ابن فرضی بسند اس خط کے جو اس تحفہ کے ساتہہ بہیجا گیا تہا تحریر کرتا ہے کہ مشک خالص نفیس دو سو بارہ اوقیہ تہا دیکہو المقاری جلد اول صفحہ ۲۲۹ مطبوعہ لیدن۔

[3] فنک بہ تحریک دفتح نون ایک جانور کا نام ہے جسکے کمال کی پوستین بنائی جاتی ہے اور یہ جانور خراسان مین زیادہ و بکثرت ہوتا ہے۔ اقرب الموارد (جلد ۲ صفحہ ۹۴۶ مطبوعہ بیروت

[4] سمور ایک جانور بری کا نام ہے جو بلی سے مشابہت رکہتا ہے اسکی کمال کی پوستین بنائی جاتی ہے اقرب جلد ۱ صفحہ ۵۲۹

جانمازین ریشم کی پندرہ قطعہ از قسم آرایش و جلو جو چیزین بوقت سواری استعمال کیجاتی ہین سلطانیہ ڈھالین ایک ہزار عمدہ و نفیس تیرون کے پہل ایک لاکھ شاہی[1] سواری کے لئے عربی اصیل گھوڑے پندرہ راس، خچر سواری کے باساز و یراق بیس راس علاوہ اسکے بہت سے خچر جنکی زینین جعفری ریشم کی تہین اور ایک سو راس گھوڑے وہ تہے جنسے لڑائیون اور معرکون مین کام لیا جاسکتا تہا۔ خدام کے قسم سے چالیس سلیقہ شعار خادم مہ خادمہ معہ لباس و زیورات۔ دوسری اقسام کی اشیا، جو تعمیرات مین کار آمد تہے عمدہ و نفیس پتھر کے ستون جنکی طیاری مین ایک سال مین اسی ہزار دینار[2] (سات لاکھ بیس ہزار روپیہ) خرچ ہوئے تہے بیس ہزار کمان بنانیکی لکڑیان جو نہایت سخت اور پورانی تہین جنکی قیمت پچاس ہزار دینار چار لاکھ پچاس ہزار روپیہ تہی۔

اس ہدیہ کے بھیجنے مین پینتالیس ہزار دینار (چار لاکھ پانچ ہزار روپیہ) صرف ہوئے تہے ماہ جمادی الاولی ۳۲۷ھ کی آٹھوین تاریخ کو یہ ہدیہ خلیفہ ناصر کی خدمت مین پیش کیا گیا تہا خلیفہ ناصر نے وزیر السلطنت کا شکریہ ادا کیا اور اسکی قدر افزائی فرمائی۔

---

[1] ابن الفرضی لکھتا ہے کہ ایک سو راس گھوڑے بھیجے گئے جسمین سے پندرہ راس گھوڑے خاص ناصر کے سواری کے لئے عربی النسل اصیل تہے اور پانچ راس باساز و یراق، شاہی جلوس کے لئے جسکی زین اور اسکی مینڈک عراقی ریشمی کپڑے کی تہی باقی رہے اسی راس گھوڑے وہ اظہار تزک و احتشام کے لئے تہے۔ نفح الطیب جلد اول صفحہ ۲۳۱ مطبوعہ لیدن۔

[2] دینار سونیکا سکہ ہے ۴۰ ر ماشہ کا ہوتا تہا جسکی قیمت تقریبًا نو روپیہ ہوگی مترجم

قاضی اور محمد کا مارا جانا

محمد بن عبد الجبار بن امیر محمد اور خود عبد الجبار نے جو کہ خلیفہ ناصر کے باپ کا چچا تھا اپنے بھائی قاضی بن محمد کی دربار خلافت مین یہہ شکایت کی کہ قاضی بن محمد خلافت مآب کی مخالفت پہ کمربستہ و آمادہ ہے اور اپنی خلافت و امارت کی بیعت لینے کا قصد رکھتا ہے قاضی نے بھی محمد بن عبد الجبار کی اسی قسم کی شکایت خلافت مآب کی خدمت مین جڑ دی۔ خلیفہ ناصر نے دونون کی شکایتون کی خفیہ تفتیش شروع کردی رفتہ رفتہ اصل واقعہ کا پتہ چل گیا اور اوسکے نزدیک دونون کی مخالفت اور بغاوت کی قلعی کھل گئی پس اسنے ان دونونکو ۳۰۰ھ مین قتل کر ڈالا۔

بنی اسحاق مروانین کی سرگذشت

اسحاق بن محمد بن اسحاق بن ابراہیم بن ولید بن ابی ابجم بن عبد الملک بن مروان کا دادا شروع زمانہ حکومت بنی امیہ مین اس ملک مین آیا تہا اور اس زمانہ سے برابر عزت و احترام کے ساتھہ رہا تا آنکہ حکومت و ریاست اسحاق کے خاندان مین ٹھہر گئی۔ جن دنون سرزمین اندلس مین آتش فساد و فتنہ مشتعل ہو رہی تہی اس نے ابن حجاج کے پاس اشبیلیہ مین جاکے قیام کیا تہا پہر جب ابن حجاج مرگیا اور ابن مسلمہ بجائے اسکے حکمران ہوا تو ابن مسلمہ نے اسکو متہم اور ملزم قرار دے کے گرفتار کر لیا اس گرفتاری و مصیبت مین اسکا بیٹا اور اسکا داماد یحیی بن حکم بن ہشام بن خالد بن ابان بن خالد بن عبد اللہ بن عبد الملک بن حرث بن مروان بہی شریک تہا۔ ابن مسلمہ نے ان دونون کو تو مار ڈالا باقی رہا اسحاق اور اسکا ایک دوسرا بیٹا احمد ثانی۔ یہہ دونون باپ اور بیٹے ابن حفصون کے سفیر کی سفارش کیوجہہ سے بچ گئے بعد اسکے خلیفہ ناصر نے اشبیلیہ کو ابن مسلمہ کے قبضہ سے نکال لیا اسوقت اسحاق دار الخلافت قرطبہ مین آرہا خلیفہ ناصر نے اسکو عہدہ وزارت سے سرفراز فرمایا اور اسکے بیٹے احمد اور اسکے بیٹون محمد و عبد اللہ کو بہی اس

(۱) ۳۰۰ھ

جلیل القدر عہدہ سے محروم نرکھا پس انلوگون نے بڑے بڑے نمایان کام کئے۔ ذمہ داری اور مہتم بالشان امور کو انجام دیا۔ فتوحات کے دائرہ کو وسیع کیا۔ جس سے حکومت و سلطنت کے دامین بازو شمار کئے جانے لگے یہان تک کہ انلوگون کا باپ اسحاق راہی ملک عدم ہوا۔ چنانچہ یہ لوگ بجاے اسکے اسی رتبہ و منزلت پر متمکن ہوئے بعدہٗ اس خاندان کے بڑے و بزرگ شخص عبید اللہ کا انتقال ہوا۔ خلیفہ ناصر کی خدمت مین یہی اپنی خاندان مین سے پیش پیش تھا خلیفہ ناصر نے اسکے پس ماندگان خاندان کو رتبہ وزارت سے ممتاز کیا چند دنون بعد بغاوت کا الزام ناصر نے انکے سر تھوپا۔ لوگون کی بن آئی چغلی اور شکایتین کرنے لگے۔ اس سے ناصر کے دل مین بھی غبار آگیا پس انلوگون کو ناصر نے قرطبہ سے نکالکر ادہر اُدہر جلاوطن کر دیا۔ چنانچہ ان مین سے امیہ نے تستر مین جاکے قیام کیا اور ۳۲۵ھ مین خلیفہ ناصر کی اطاعت سے منحرف ہوکر باغی ہوگیا خلیفہ ناصر کو اسکی خبر لگی تو اس نے فوجین آراستہ کرکے امیہ پر چڑھائی کردی امیہ اسکی آمد سے مطلع ہوکر دار الحرب مین چلا گیا اور رذمیر بادشاہ جلالقہ کے پاس جاکے پناہ گزین ہوگیا۔ تھوڑے دنون بعد رذمیر نے اس سے کج ادائی شروع کی اسکو یہ امر ناگوار گزرا بلا کسی عہد و پیمان کے خلیفہ ناصر کے پاس چلا آیا خلیفہ ناصر نے اسکی تقصیر معاف کردی اور اپنی خدمت مین رکھ لیا یہانتک اس نے وفات پائی۔

احمد پر یہ گذری کہ جس زمانہ مین اسکے خاندان پر ادبار آیا اسی زمانہ مین اسکو سرقسطہ کی حکومت سے معزول کر دیا۔ نوبت بحال ہونے کی نہ آئی روز بروز شاہی عتاب اسپر بڑھتا گیا لگانے بجھانے والے لگاتے بجھاتے رہے بالآخر شاہی حکم سے مار ڈالا گیا باقی رہا محمد یہ خلیفہ ناصر ہی کی خدمت مین یہانتک کہ جب خلیفہ ناصر کے موکب ہمایون نے سرقسطہ کی جانب کوچ کیا لوگون نے اسکی بھی شکایت جڑ دی۔ محمد بخوف جان

بھاگ کھڑا ہوا۔ اسی زمانہ فراری مین اہل سرقسطہ کے چند لوگون سے ملاقات ہوگئی انلوگون نے اسکو مار ڈالا۔

بغاۃ اور ناصر خلیفہ ناصر کے عہد خلافت مین سب کے پہلے جو قلعہ مفتوح ہوا وہ قلعہ ابیج تھا اسکے سر کرنے پر بدر (خلیفہ ناصر کا خادم) اور خلیفہ ناصر کا حاجب مامور کیا گیا تھا پس ان دونون نے جان پر کھیل کے اس قلعہ کو ابن حفصون سے ۳۰۰ھ مین نکال لیا اسکے بعد ہی خلیفہ ناصر نے بنفس نفیس جہاد کی غرض سے کوچ کیا۔ تیس قلعات سے زیادہ ابن حفصون سے بزور تیغ فتح کئے منجملہ اسکے قلعہ ہیرہ تھا۔ ابن حفصون کے بلاد مقبوضہ ناصر کے رکب ہمایون کا جولانگاہ بنا ہوا تھا آئے دن کی لڑائی اور محاصرہ سے ابن حفصون کا ناک مین دم آگیا تھا تا آنکہ سعید بن منذر نے اسکو قلعہ منتلون و قلعہ تنتان سے بھی بجبر و جا کے بیدخل کر دیا پھر ۳۰۱ھ مین ناصر نے اشبیلیہ کو احمد بن مسلمہ کے قبضہ سے نکال لیا جیسا کہ اوپر ہم تحریر کر آئے ہین۔ پھر ۳۰۴ھ مین فوجین آراستہ کر کے ابن حفصون کے قلعات کیطرف بڑھا سر کرتا ہوا جزیرہ خضرا تک پہنچا۔ ساحلی مقامات پر قبضہ کر لیا جنگی کشتیون کے بیڑون پر متصرف ہوا اور ان مین جس چیز کی کمی تھی اسکو پورا کیا۔ ابن حفصون نے براے نام عزاجمت کی۔ ناصر نے ڈانٹ بتلائی۔ ابن حفصون نے یحیے بن اسحاق مروانی کے زبانی مصالحت کا پیام دیا۔ ناصر نے قلعہ کر کے صلحنامہ پر دستخط کر دیا۔

ان واقعات کے بعد اسحاق بن محمد قرشی یا عیان مرسیہ اور لبلہ پر فوجکشی کی نہایت سختی سے انکے اطراف و جوانب کو تخت و تاراج کر کے آخر کو فتح کر لیا۔ اسی زمانہ مین بدر (ناصر کے آزاد غلام) نے شہر لبلہ پر چڑھائی کی اور عثمان بن نصر باغی کو گرفتار کر کے قرطبہ کیطرف بھیجدیا۔ بعد ازان ۳۰۲ھ مین اسحاق نے شہر

قرمونہ پر جنگ کرنے کو اوترا اور حبیب بن سوارہ کے قبضہ سے نکال لیا حبیب بن سوارہ نے بھی بغاوت کی تھی اور اس شہر کو اپنا ملجا و ماوا بنا رکھا تھا بعد اسکے قلعہ سمبرنہ کو ۳۰۶ھ مین اور ۳۰۹ھ مین قلعہ طرسوس کو سر کیا اسی زمانہ مین احمد بن اصبغ ہمدانی باغی قلعہ جامہ نے علم حکومت کی اطاعت قبول کرلی اور آیندہ اطاعت کی ضمانت وطمانیت کی غرض سے اپنے بیٹے کو شاہی عمال کے حوالہ کر دیا،

۳۱۴ھ مین ابن حفصون پر علم بغاوت بلند کیا شاہی افواج معتیم محمد نے اس کی سرکوبی پر کمر باندھی اور نہایت مستعدی سے اسکا محاصرہ کر لیا ابن حفصون نے خود کردہ پر پشیمان ہوکر حفص کو امن حاصل کرنے کو ناصر کے دربار مین بھیجا چنانچہ ناصر نے اس کو امن دی پس ابن حفصون قلعہ کو حوالہ کرکے قرطبہ چلا آیا اور ناصر نے بشتر پر قبضہ حاصل کر لیا جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا۔

بعد اس واقعہ کے ۳۲۵ھ مین امیہ بن اسحاق نے بشتر مین بغاوت کی اسکی بغاوت کی ابتدا کرنے کی کیفیت اوپر بیان ہوچکی ہے اور محمد بن ہشام تجیبی نے سرقسطہ اور مطرف بن مندف تجیبی نے قلعہ ایوب مین بغاوت کا مادہ پھیلایا۔ خلیفہ ناصر نے اس سے مطلع ہوکر بذاتہ انلوگون کی گوشمالی کو کوچ کیا سب کے پہلے قلعہ ایوب پر چڑھائی کی اور پہلے ہی حملہ مین مطرف کو قید حیات سے سبکدوش کر دیا اسکے ساتھہ یونس بن عبد العزیز بھی مارا گیا اسکا بھائی ایک قصبہ مین جاکے پناہ گزین ہوا جب نجات کی صورت نظر نہ آئی تو خلیفہ ناصر سے امن کی درخواست کی معافی کا خواستگار ہوا خلیفہ ناصر نے اسکی تقصیر معاف کر دی۔ اس واقعہ مین مطرف کے ہمراہ جسقدر عیسائیان البنہ تھے وہ بھی تہ تیغ کئے گئے۔ اسی سلسلہ مین صوبہ البنہ کے

تیس قلعات جو انہین عیسائیون کے مقبوضات سے تھے مفتوح کر لئے گئے۔ اس اثنار مین طوطہ (ٹہوڑا) ملکہ بشکنش کی بدعہدی کی خبر لگی خلیفہ ناصر نے اس سے جنگ کرنیکو نیبلونہ پر فوج کشی کی اور اوسکے سرزمین کو تخت و تاراج اور اپنے غارتگری اور قتل سے وہان کے رہنے والون کو پامال کرکے واپس آیا۔ بعدازان ۳۲۷ھ مین علیقہ پر جہاد کرنے کی غرض سے جنگ خندق مین شریک ہوا اس جنگ مین خلیفہ ناصر کو ہزیمت ہوئی مسلمانون کو نقصان اوٹھانا پڑا محمد بن ہاشم تجیبی کفار کے ہاتھ مین گرفتار ہوگیا۔ خلیفہ ناصر نے اسکی رہائی مین بڑی جد و جہد کی چنانچہ دو برس تین ماہ بعد قید فرنگ سے اس نے نجات پائی۔ اس غیر متوقع حادثہ سے ناصر بذاتہ جہاد مین شریک نہ ہونے لگا لیکن فوجین اور صوائف بھیجتا رہا۔ ۳۳۳ھ مین ایک باغی نے اطراف ماردہ مین علم بغاوت بلند کیا شاہی لشکر اسکی گوشمالی پر مایل ہوا اور اس باغی کو معہ اسکے ہمراہیون کے گرفتار کرلایا قرطبہ پہنچتے ہی کل باغیان ماردہ کو مثلہ کرکے قتل کرڈالے گئے۔

طلیطلہ کے حالات اور اطاعت

ابن حیان تحریر کرتا ہے کہ ویرمقیوش جبار نے جو کہ رومہ کا سپہ سالار تھا طلیطلہ کو آباد کیا تھا اور اوسکو رومہ کا مقر حکومت بنانا چاہتا تھا بعد چندے نجدانیہ سے برباط نے یہان پر بغاوت کی اور اسپر قابض و متصرف ہوگیا سپہ سالاران رومہ اسکے محاصرہ اور جنگ کو برابر آیا کئے مگر کسیکو کامیابی نہوئی اس اثنار مین برباط کے ہمراہیون مین سے ایک شخص نے برباط پر حملہ کردیا اور پہلے ہی حملہ مین قتل کرکے اس مقام پر قبضہ کرلیا زیادہ زمانہ گزرنے نہ پایا تھا کہ یہ بھی مارڈالا گیا۔ اسکے مارے جانے سے اسکی زمام حکومت پھر رومہ کے سپہ سالار کے قبضہ اقتدار مین چلی گئی بعدازان یہان کے رہنے والون نے بغاوت کی اور اپنے مین سے ایک شخص

انیش نامی کو اپنا امیر بنا لیا پھر یہہ بھی مار ڈالا گیا اور اسکی حکومت پر پھر رومہ کے سپہ سالار قابض و متصرف ہوگئے سب کے پہلے جس نے اس کی زمام حکومت اپنے مین لی وہ شنتیلہ تھا رفتہ رفتہ اہل اندلس بھی اسکے مطیع ہوگئے اسوقت اسنے ملوک رومہ سے قطع تعلق کرلیا، انپر فوج کشی کی، رومہ کا محاصرہ کیا اور رومہ کے بہت سے بلاد کو مفتوح کرکے طلیطلہ کیجانب مراجعت کی۔ بشکنس نے اس سے بغاوت کی پس اس نے اپنے زور تیغ سے بشکنس کو دبا لیا اور نہایت بیرحمی سے انکو تہ تیغ کیا وہ لوگ بھاگ کر پہاڑون مین جا چھپے بعدازان شنتیلہ اپنی حکومت کے نو سال بعد مرگیا بجاے اسکے قوط (گاتھ) بریسیلہ چھہ سال تک حکمرانی کرتا رہا اس نے کوئی نمایان کام نہین کیا اسکے بعد انہین مین سے خندس نامی ایک شخص حکمران ہوا اسنے افریقیہ پر فوج کشی کی تھی خندس کے بعد قنطان سریر حکومت پر متمکن ہوا اس نے متعدد کنائس تعمیر کرائے۔ اسکو نبی صلعم کے مبعوث ہونے کی خبر پہنچی تھی بلیان نے جو کہ قوم قوط کا ایک معزز و محترم فرد تھا اس سے کہا تھا کہ مین نے مطربوس عالم کی کتاب مین بروایت دانیال نبی یہہ لکھا ہوا دیکھا ہے کہ پیروان نبی (جسکے مبعوث ہونے کی خبر پہنچی) اندلس پر ایک روز قابض ہو جائینگے۔ تھوڑے دنون حکومت کرکے یہہ بھی دنیا سے کوچ کرگیا تب بجاے اسکے اسکا بیٹا . . . . . سولہ سال تک حکمران رہا یہہ نہایت بدخلق اور ظالم تھا اسکے بعد لزریق تخت نشین ہوا۔ غرض اس زمانہ سے طلیطلہ برابر فتنہ و فساد اور جنبہ داری کا مخزن بنا رہا۔ عبدالرحمن داخل بھی اسکے پیچھے سات سال تک حیران و پریشان رہا۔ ہشام، حکم، اور عبدالرحمن اوسط کے عہد حکومت مین بھی یہان بغاوت ہوئی تا آنکہ خلیفہ ناصر کا دور حکومت آیا پس اسنے اسکو بجبر و اکراہ اپنے عظیم حکومت کا

نوٹ ۔ اصل کتاب مین اس مقام پر جگہ خالی ہے۔

مطیع بنالیا۔ فتح ماردہ و بطلیوس و شنترین کے بعد ناصر نے اسپر فوج کشی کی اور اسکا محاصرہ کیا باغیان دولت ہر چہار طرف سے اسکی حمایت کو آئے خلیفہ ناصر نے انلوگون کی مقبول طور سے مدافعت کی اور انپر غالب آیا۔ لاچار ہوکر اسکا امیر تعلبہ بن محمد بن عبد الوارث مصالحت کی گفتگو اور امن کی درخواست دینے کو دربار ناصر مین حاضر ہوا خلیفہ ناصر نے اسکو امن دی اور تقصیرات کو عفو فرماکے مظفر و منصور صوبہ طلیطلہ مین داخل ہوا اور ایک سرے سے اسکو چال ڈالا کوئی چپہ زمین ایسا باقی نرہا کہ جس جگہہ کو اسنے اپنے گھوڑے کے سمون سے نہ روندا ہو۔ اُس وقت سے علم حکومت کے مطیع ہوئے اور بعد کو بھی مطیع ہوے۔

ناصر اور سرحدی امرا اندلس کی اندرونی بغاوتون اور اسکے امرا کے خودسریون کے دور کرنیکے بعد ناصر کو سرحد بربر بلاد مغرب کے سر کرنے کا خیال پیدا ہوا پس اسنے امرہ کو جو کہ ملک سبتہ مین بھی عصام کے زیر حکومت تہا مفتوح کیا۔ بربر کے سرحدی امرا اسکو قبضہ کی غرض سے طلبی کے خطوط لکھے۔ اتفاق کہ ابراہیم بن محمد امیر بنی ادریس کو اسکی اطلاع ہوگئی۔ چنانچہ ابراہیم نے خلیفہ ناصر کے آنیسے پیشتر سے بڑہکر سبتہ پر محاصرہ ڈالدیا بعدازان اس سے اور ناصر سے قبضہ سبتہ کے معاملہ مین خط و کتابت شروع ہوئی انجام یہہ ہوا کہ ابراہیم نے سبتہ مین ناصر کی حکومت تسلیم کی اور ناصر نے اپنی طرف سے اسکو سبتہ کی سند حکومت عطا کی۔ اسکے دیکھا دیکھی ادارسہ سے ادریس بن ابراہیم والی ارشکوک نے بھی ہدایا و تحایف بھیجکے خلیفہ ناصر سے سند حکومت حاصل کرلی محمد بن خزر امیر مغراوہ اور موسیٰ بن ابی العافیہ امیر مکناسہ نے اس معاملہ مین ادریس بن ابراہیم کی پیروی کی۔ انیدنون مغرب کی زمام حکومت امیر مکناسہ کے قبضہ مین تھی المغرب الاوسط کے بلاد تنس، وہران، شرشال اور بطحا بھی اسکے زیر حکومت تھے انلوگون نے بھی ہدایا اور تحائف خلیفہ ناصر کے دربار مین بھیجے خلیفہ ناصر نے اسکو قبول کیا

اور انلوگونکو جایزے اور معقول صلے مرحمت کئے اور انکی حکومتون کی بنیاد کو مستحکم اور مضبوط کردیا۔ اسی طرح ملوک اور اسہ کی ایک جماعت نے بہی خلیفہ ناصر کے دربار مین اسی قسم کا رسوخ پیدا کیا از انجملہ قاسم بن ابراہیم اور حسن بن عیسیٰ وغیرہما تھے والی فارس نے بہی بہت بڑا تحفہ ایوان خلافت ناصر مین بہیجا تہا۔ ناصر نے اسکو بہی اپنی جانب سے سند حکومت عطا کی۔ الغرض جسوقت المغرب الاقصیٰ مین خلیفہ ناصر کی حکومت کا یون زور شور ہوا تو عبید اللہ المہدی نے عظیم فوج کے ساتھہ اپنے نامور سپہ سالار ابن بصل گورنر تاہرت کو ۳۲۱ھ مین ملک مغرب کے سر کرنیکو بہیجا موسیٰ بن ابی العافیہ نے ناصر کو اس واقعہ سے مطلع کرکے امداد کی درخواست کی۔ ناصر نے قاسم بن طملس کو بسرافسری افواج شاہی اندلس موسیٰ کی کمک پر متعین کیا اور جنکی کشتیون کا بیڑہ بہی اسکے ہمراہ روانہ فرمایا۔ قاسم کوچ و قیام کرتا ہوا ستبہ پہنچا یہان پر یہہ خبر مسموع ہوئی کہ موسیٰ بن ابی العافیہ نے غنیم کی فوج کو شکست دیدی پس قاسم آگے نہ بڑہا قرطبہ کیجانب لوٹ کہڑا ہوا جیسا کہ ان کے حالات مین مذکور ہے۔

خلیفہ ناصر اور فرانس و گالنز

اوائل چوتہی صدی ہجری مین قوم جلالقہ پر اردون بن ردمیر بن برمند بن قرلوہ بن وفنش بن بیطر حکمران ہوا اس نے ۳۰۰ھ مین بلاد لوسہ کے ثغر جونی کیطرف ابتدا ارزمانہ حکومت خلیفہ ناصر مین پیشقدمی کی۔ اطراف بارده مین قتل و غارتگری کا بازار گرم کردیا قلعہ حنش پر قابض و متصرف ہوگیا خلیفہ ناصر نے اپنے وزیر السلطنت احمد بن عبدہ کو بسرافسری افواج اسلامیہ اردون کے بلاد مقبوضہ کیطرف معاوضہ لینے کی غرض سے روانہ کیا۔ احمد نے نہایت دلیری و مردانگی سے اردون کے مقبوضات پر تخت و تاراج پر ہاتہہ بڑہایا بعد اسکے دوبارہ ۳۰۵ھ مین اردون کے ملک پہ پہر چڑہائی کی اس معرکہ مین

چونکہ اسکا جام حیات پہلے سے لبریز ہو گیا تھا شہید ہو گیا تب خلیفہ ناصر نے اپنے سوتیلے بدرنامی کو اردون کے مقبوضات پر جہاد کرنے کو مامور کیا بدر نے ہوشیاری اور مردانگی سے اس مہم کو انجام دے کے مراجعت کی۔ بعد اسکے خلیفہ ناصر فی سنہ ۳۰۸ھ مین جلیقہ کے ملک پر جہاد کرنے کی غرض سے چڑھ گیا اردون نے شانجہ بن غرسیہ پادشاہ بشکنش و والی بنبلونہ سے امداد طلب کی چنانچہ یہہ سب مجموعی قوت سے مقابلہ پر آئے مگر ناصر کی مردانگی اور جرات کے آگے ایک کی بھی نہ پیش گئی سب کے سب بہت بُری طور سے ہزیمت اوٹھا کے بھاگے خلیفہ ناصر نے جی کھولکر انکے شہرون اور مقبوضات کو تاخت و تاراج اور پامال کیا اور انکے بہت سے قلعات کو مفتوح کر لیا اور کئی ایک کو منہدم کرا دیا۔ بعد اسکے مقبوضات غرسیہ پر متواتر اور مسلسل جہاد کرتا رہا تا آنکہ ادفونش نے وفات پائی اور اسکا بیٹا فرویلہ سریر آرائے حکومت ہوا۔

ابن حیان تحریر کرتا ہے کہ جسوقت فرویلہ بن اردون بن رذمیر بادشاہ جلالقہ سنہ ۳۱۳ھ مین حکمران ہوا اسکا بھائی اوفونش بھی دعوی دار سلطنت ہوا اور اسکے بھائی شانجہ نے اس بابت اس سے منازعت کی۔ غرسیہ کو موقع ملگیا اسنے انکے دارالحکومت پر قبضہ کر لیا اور ادفونش نے اپنے برادرزادہ کو مار کر نکال دیا

اور شانجہ کا داماد تھا انلوگونمین باہم اتفاق پیدا ہو جانے سے مجموعی قوت مسلوب ہو گئی بعد چندے پھر متفق الکلمہ ہوے اور شانجہ کو حکومت و سلطنت کے بارے سے سبکدوش کر کے شہر لیون سے نکال دیا۔ شانجہ نے اندرونی جلیقہ مین جا کے پناہ لی اسکا بھائی رذمیر بن اردون اسکے مقبوضات پر جو کہ غربی جلیقہ مین تلنسریہ تک تھے حکمران ہوا اس واقعہ کے بعد ہی شانجہ مر گیا اسنے کوئی اولاد نہ چھوڑی۔

اب ادفونش مستقل طور پر حکمران ہو گیا تھا اسکے حکومت کا سکہ رعایا پر بیٹھ گیا تھا فوجین آراستہ کر کے اپنے بھائی رذمیر پر چڑھائی کر دی اور

اور شہر سینٹ باذکش پر قابض و متصرف ہوگیا بعد ازان ادفونش پرلوگ بوجہ ترک رہبانیت (اور ویشی) نفرین کرنے لگے ادفونش نے مجبور ہوکر رہبانیت اختیار کرلی۔ بعد اسکے دوبارہ خروج کیا اور شہر لیون پر قابض ہوگیا اندنون اسکا بھائی رذمیر بسمورہ کیطرف جنگ کرنے کو گیا ہوا تھا یہہ خبر پاکے واپس آیا اور ادفونش کا لیون مین محاصرہ کرلیا تا آنکہ بزور تیغ ۳۲۰ھ مین اس شہر کو فتح کرکے ادفونش کو جیل مین ڈالدیا بعدہ اسکو اپنے باپ کی اولاد کیطرف سے مخالفت اور دعویداری حکومت کا خطرہ پیدا ہوا ایک جماعت کو گرفتار کراکے ان کی آنکھون مین نیل کی سلائیان پھروادین۔

غرسیہ بن شانجہ بادشاہ لشکنس کے مرنے پر زمام حکومت اسکی بہن طوطہ کے سپرد کی گئی یہہ اپنے بیٹے کی پرورش و پرداخت کرنے لگی بعد ازان ۳۲۵ھ مین ملکہ طوطہ نے بدعہدی کی خلیفہ ناصر نے یہہ خبر پاکر اسپر فوج کشی کردی۔ اطراف بنبلونہ کو خوب خوب پامال کیا۔ بدفات اسپر حملہ اور ہوا انہین غزوات کے اثنار مین محمد بن ہشام نے سرقسطہ مین علم بغاوت بلند کیا مگر محاصرہ و جنگ سے گھبراکر گردن اطاعت جھکادی جیساکہ اوپر بیان کیا گیا ایسا ہی امیہ بن اسحاق نے مقام تطیلہ مین سر اوٹھایا تھا۔

محمد بن ہشام کی بغاوت و سرکشی کا یہہ واقعہ پیش آیا کہ ۳۲۲ھ مین خلیفہ ناصر نے دشمہ پر چڑھائی کی اور محمد بن ہشام کو سرقسطہ سے اس مہم مین شریک ہونیکو بلا بھیجا۔ محمد بن ہشام نے اس حکم کی تعمیل نہ کی اسپر خلیفہ ناصر کو طیش آگیا لوٹکر سرقسطہ کیطرف آیا اور محمد بن ہشام کے مقبوضہ قلعات کو بزور تیغ مفتوح کرلیا اور اسکے بھائی یحییٰ کو قلعہ روطہ سے گرفتار کرلیا بعد ازان بنبلونہ کیجانب کوچ کیا ملکہ طوطہ بنت انشیر نے نذرانہ اطاعت پیش کرکے اسکو اپنا حاکم بالادست تسلیم کرلیا۔ اور اپنے بیٹے غرسیہ بن شانجہ کو حکومت بنبلونہ پر مامور کیا خلیفہ ناصر نے ملکہ طوطہ کے مقبوضات سے اعراض کرکے البتہ اور اسکے

مصافات کیطرف قدم بڑہایا چنانچہ اس سرزمین کو بھی جی کھولکر پامال کیا اور متعدد قلعات کو مسمار و منہدم کرادیا بعدہ جلیقیہ نے پھر پیشقدمی شروع کی اسوقت رذمیر بن اردون اسپر حکمرانی کر رہا تھا۔ رذمیر نے اس پیشقدمی مین اپنے ساتھہ وشمہ کو شریک کرلیا تھا خلیفہ ناصر کو اس کی خبر لگ گئی قلعہ برجمث پر پہنچ کے ان دونون کا محاصرہ کرلیا آخرکار رذمیر کو ہزیمت ہوئی بہزار خرابی اپنی جان بچاکے بھاگا خلیفہ ناصر نے اس قلعہ کو اور نیز اور بہت سے قلعات کو ویران و خراب کرڈالا۔ رذمیر اور خلیفہ ناصر سے متعدد لڑائیان ہوئین ان لڑائیون مین کامیابی کا سہرا خلیفہ ناصر ہی کے سر رہا ان پیہم کامیابیون کے بعد خلیفہ ناصر بنفسہ جنگ خندق مین شریک ہوا۔ اور اس لڑائی کے بعد پھر اور کسی جنگ پر بذات نہین گیا۔ صوائف ہمیشہ بھیجتا تھا۔ اسکے رعب و داب کا سکہ عیسائی امراء کے دلون پر بیٹھا ہوا تھا۔

۳۳۶ھ بن قسطنطین بن الیون بن مشل بادشاہ قسطنطنیہ نے اظہار محبت و خلاصمندی کی غرض سے سفیر بھیجے اور اُن کی معرفت ہدایا و تحائف روانہ کئے۔ خلیفہ ناصر نے اس سفارت کے پیش کئے جانیکو ایک خاص دن مقرر کیا اور کل افسران فوجی اور ملکی کے نام فرمائین جاری کردیئے کہ اس مقررہ وقت پر مناسب ساز و سامان اور آلات حرب سے مسلح ہوکر آئین۔ قصر خلافت شاہانہ شان و شوکت سے آراستہ کیا گیا۔ دروازون پر اور محرابون پر عمدہ عمدہ پردے لٹکائے گئے۔ وسط مین سریر خلافت بچھایا گیا جسپر بہت سے آبدار میرے اور جواہرات جڑے ہوئے تھے تخت شاہی کے اردگرد شاہزادے خلافت مآب کے بھائی، اعمام (چچا)، اقربا، وزراء اور خدام حسب قدر مراتب و درجات استادہ ہوئے بادشاہ قسطنطنیہ کے سفیر دربار مین داخل ہوئے تو دربار کی شان اور خلافت مآب کی جبروت اور سطوت سے حیرت زدہ ہوگئے مگر پھر ذرا سنبھلے اور شاہی تخت کے قریب جاکر

اپنے بادشاہ قسطنطین کا پیام پہنچایا اور خط پیش کیا۔ خلیفہ ناصر نے حاضرین جلسہ کو اشارہ کیا کہ اس جلسہ مین حسب موقع مناسب خطبہ (اسپیچ) دیا جائے جس مین اسلام و خلافت اسلامیہ کی عظمت بیان کیجائے اور ظہور اعزاز ملت اسلامیہ اور ذلت و خواری اعداء دین پر اللہ تعالے کا شکریہ ادا کیا جائے چنانچہ حاضرین جلسہ جسمین بڑے بڑے نامی خطیب (اسپیکر) تھے تعمیل حکم پر طیار ہوئے لیکن جلسہ کے رعب (یا سلطان کی سطوت) سے اپنے پورے مافی الضمیر کو ادا نہ کرسکے۔ دو چار فقرے یا چند کلمے کہنے پائے تھے کہ زبان مین لکنت اور پانون مین لغزش پیدا ہوگئی لڑکھڑاکر زمین پر گر پڑے۔ انہین لوگون مین ابو علی القالی وافد عراق تھا جو کہ حکم ولیعہد کے حاشیہ نشینون اور مصاحبون سے تھا اس خدمت کے انجام دینے کو فخریہ کھڑا ہوا۔ جب کل خطیبون کو جو کہ مشہور اسپیکر اور پہلے سے اس خدمت کے انجام دینے کو آمادہ ہو رہے تھے اس حکم کے تعمیل مین ناکامی ہوئی تو منذر بن سعید بلوطی نامی ایک شخص جو پہلے سے اس خدمت کے لئے طیار بھی نہوا تھا اور نہ اس نے اس سے پہلے ایسی شان و شوکت کی محفل دیکھی تھی اٹھا اور نہایت متانت و سنجیدگی سے حسب حال و موقع تقریر کی اور اس خدمت کو پوری طور سے انجام دیا۔ ختم تقریر پر فی البدیہہ چند اشعار بھی پڑھے جس سے حاضرین جلسہ اس کی ظاہری حالت سے بیحد متعجب ہوئے اور اسکو اس خدمت کی بجاآوری کا فخر و مباہات حاصل ہوا۔ خلیفہ ناصر نے اسکی برجستہ تقریر اور فصاحت و بلاغت پر متحیر اور خوش ہوکر قاضی القضاۃ کا معزز عہدہ عطا فرمایا۔ اس واقعہ سے منذر عزت اور سربرآوردگی مین مشہور ہوا۔ اسکے حالات مشہور ہین اور اسکا خطبہ بھی جو اس جلسہ مین اس نے دیا تھا ابن حیان کی تصانیف مین مذکور ہے۔

ان سفیرون کی واپسی پر خلیفہ ناصر نے بھی ہشام بن کلیب جاثلیق کو مراسم

اتحاد مضبوط و رشتہ محبت مستحکم کرنے کی غرض سے کچھ ہدایا اور تحائف لے کے
قسطنطنیہ بھیجا۔ دو برس بعد بہتام قسطنطنیہ سے اندلس واپس آیا بادشاہ قسطنطنیہ نے پھر
اسکے ساتھہ اپنے سفیر بھیجے۔ بعد اسکے ہوتو بادشاہ صقالبہ، بادشاہ جرمن،
افود بادشاہ فرانس جو کہ سبرت کے اسطرف تھا اور کلدہ بادشاہ فرانس اقصائے
مشرق کے ایلچی آئے خلیفہ ناصر نے ان لوگون سے بھی ملاقات کی اور
بادشاہ صقالبہ کے سفیرون کے ساتھہ ربیع اسقف کو روانہ کیا دو برس بعد
واپس آیا۔

۳۴۳ھ مین اردون بن ذمیر کا سفیر آیا یہہ ذمیر وہی ہے جسنے اپنے بھائی اذفونش
کی آنکھون مین نیل کی سلائیان پھروادی تھین جیساکہ اوپر بیان کیا گیا اردون کا سفیر
مصالحت اور مراسم اتحاد قائم کرنے کا پیام لایا تھا خلیفہ ناصر نے مصالحت
کرلی اور دوستانہ مراسم قائم اور جاری رکھنے کا عہد نامہ لکھدیا۔ پھر ۳۴۵ھ مین
اردون نے اس صلحنامہ مین فرولند بن عبد شلب سردار قشتیلیہ کو داخل کرنیکی
درخواست پیش کی خلیفہ ناصر نے اس درخواست کو قبولیت کا درجہ عنایت فرماکے
فرولند کو بھی عہد نامہ مین شامل کرنے کی اردون کو اجازت دیدی غرسیہ بن
شانجہ نے اپنے باپ شانجہ بن فرذلیہ کے بعد جلیقہ پر استیلا و تصرف حاصل کرلیا تھا
بعد چندے اہل جلیقہ اس سے باغی و منحرف ہوگئے فرولند سردار قشتیلیہ مذکور
کو موقع ملگیا اس نے جلیقہ کی عنان حکومت اپنے ہاتھہ مین لے لی اور اردون
بن ذمیر کیجانب مائل ہوگیا۔ غرسیہ بن شانجہ ملکہ طوطہ بنت انثیر والیہ بشکنش کا
پوتا تھا اسکو اپنے پوتے غرسیہ کی تباہی و بربادی سے رنج و ملال ہوا اسلئے
سفر درست کرکے بطور وفد کے ۳۴۷ھ مین خلیفہ ناصر کیخدمت مین حاضر ہوئی
اپنی اور اپنے بیٹے شانجہ بن ذمیر کی مصالحت اور اپنے پوتے غرسیہ کی اعانت کی

درخواست پیش کی۔ ملکہ طوطہ کے ساتھہ شانجہ اور غرسیہ بھی آیا ہوا تھا۔ خلیفہ ناصر ان لوگون سے بعزت و احترام پیش آیا اور ان کی درخواست کے مطابق ملکہ طوطہ اور شانجہ کے ساتھہ مصالحت کرلی صلحنامہ کی تکمیل کرادی اور غرسیہ بادشاہ جلیقہ کے ہمراہ فوجین روانہ کین پس عساکر اسلامیہ نے غرسیہ کو جلیقہ کا دوبارہ بادشاہ بنایا چنانچہ جلیقہ نے اردون کی اطاعت سے منحرف ہوجانیکا اعلان کردیا۔ غرسیہ نے خلیفہ ناصر کی خدمت مین شکریہ کا خط روانہ کیا اور نیز قرب و جوار کے لوگونکو خلیفہ ناصر کی امداد و اعانت اور فرزلند سردار قشتیلیہ کی بدعہدی اور چیرہ دستی سے مطلع کیا اس سے لوگونکو فرزلند کیطرف سے نفرت پیدا ہوگئی۔ اس زمانہ سے خلیفہ ناصر تا زیست غرسیہ کی ہمدردی اور اعانت مین مصروف رہا۔

جن دنون کلدہ بادشاہ فرانس مشرقی کا سفیر آیا تھا اُسی زمانہ مین بادشاہ برشلونہ اور طرکونہ کے سفیر بھی مصالحت و اتحاد قائم کرنے کی غرض سے آئے ہوئے تھے خلیفہ ناصر نے ان کی درخواست کے مطابق انلوگون سے بھی مصالحت کرلی بعد ازان رومہ کا سفیر اظہار مودت و رسم دوستی جاری و قایم رکھنے کے لئے حاضر ہوا خلیفہ ناصر نے اس سے بھی مراسم و اتحاد جاری و قائم رکھنے کا عہد کرلیا۔

خلیفہ ناصر کا اپنے بیٹے عبداللہ سے انتقام لینا

خلیفہ ناصر نے اپنے بیٹے حکم کو اپنا ولیعہد بنایا تھا اور اپنے کل لڑکون پر اسکو فضیلت دے رکھی تھی کاروبار سلطنت مین بھی اسکو دخیل کرلیا تھا۔ اکثر امور سیاست کا انصرام و انتظام اسکے سپرد تھا۔ حکم کا بھائی عبداللہ عقل و فراست مین حکم کے برابر تھا اس سے عبداللہ کو ناراضگی اور ملال پیدا ہوا رفتہ رفتہ اس ناراضگی اور ملال نے باپ کے ساتھہ مخالفت کرنے پر اوبھار دیا۔ پس اسنے اُن ارکین دولت کو بھی اس مخالفت مین شریک کرنا چاہا

جنکے قلوب پہلے سے اس مرض مین مبتلا ہو چکے تہے ان لوگون نے نہایت خوشی سے عبداللہ کی اس درخواست کو منظور و قبول کیا انہین لوگون مین سے یاسر فتی وغیرہ تہے۔ شدہ شدہ اسکی خبر خلیفہ ناصر تک پہنچی خلیفہ ناصر نے تفتیش شروع کی تہوڑی ہی کوشش سے اصلی واقعہ کا انکشاف ہوگیا فوراً اپنے بیٹے عبداللہ اور یاسر فتی کو معہ اُن کل ارا کین دولت کے جو اس سازش و فتنہ پردازی مین شریک تہے گرفتار کر لیا اور ۳۹۵ھ مین ان سب اجل رسیدون کے قتل کا حکم صادر فرمایا۔

تعمیرات خلیفہ ناصر

جسوقت خلیفہ ناصر کی حکومت و سلطنت اندرونی اور بیرونی خدشات و خطرات سے محفوظ ہوگئی اور معقول طور سے اسکی امارت و حکمرانی کو استقلال و استحکام حاصل ہوگیا اسوقت خلیفہ ناصر نے تعمیرات عمارات کی طرف توجہ فرمائی۔

خلیفہ ناصر کا دادا امیر محمد اور اسکے باپ عبدالرحمن اوسط اور اسکے دادا حکم نے یکے بعد دیگرے اپنے اپنے محلسرا اور قصر کثیر سے نہایت اعلیٰ درجہ کے بنوائے تہے ازانجملہ قصر الزاہر، بہو الکامل اور قصر منیف تہا پس جب عبدالرحمن ناصر کا دور حکومت آیا تو اسنے بہی قصر الزاہر کے پہلو مین محلسرا تعمیر کرایا اور اسکا نام "دارالروضہ" رکہا۔ پہاڑ سے اس شاہی محل مین بذریعہ نل کے پانی لایا۔ مختلف ملکون اور سرزمینون سے بڑے بڑے مہندسین اور انجنیرون کو طلب کیا چنانچہ وہ لوگ دور و دراز ملکون سے قرطبہ مین آئے۔ حتیٰ کہ بغداد اور قسطنطنیہ کے مشہور مشہور کاریگرون نے زحمت سفر گوارا کر کے قرطبہ مین آکے دم لیا۔ محلسراؤن کے تعمیر کے بعد حمامات کی تعمیر کیجانب متوجہ ہوا۔ محلسراؤن کے باہر مینا ناعورہ حمام تعمیر کرایا اور پہاڑ کی بلند چوٹی سے باوجود بُعد مسافت کے پانی لایا۔ بعد اسکے مدینۃ الزہراء کا بنیاد

پتھر رکھا اور اسکے تکمیل تعمیر کے بعد اسکو اپنا دار الحکومت اور مقر سلطنت قرار دیا۔ اس شہر مین بھی بڑی بڑی عمارتین، عمدہ عمدہ محلسرائین، باغات جو اس سے قبل کی تعمیرات سے اعلیٰ درجہ کی تھین تعمیر کرائے ان باغات مین وحوش اور طیور کے رہنے کے لئے جالدار مکانات اور سائبان اسقدر وسیع بنوائے کہ وحوش اسکے فضامین کود و پھاند کر سکتے اور اپنی طبعی طور سے رہ سکتے تھے۔ اسی شہر مین "دار الصناعۃ" الات حرب اور زیورات کے بنانیکا بھی ایک بڑا کارخانہ بنایا۔ صحن جامع قرطبہ مین بہت بڑا شامیانہ لوگونکو تمازت آفتاب سے بچنے کیلئے بنوا کر نصب کرایا۔

المستنصر کی حکومت

خلیفہ ناصر جس کی ذات سے اسلام کی شان، دین کی شوکت از سر نو قدیم ہوئی تھی ایسی شاندار سلطنت چھوڑ کر ۳۵۰ھ مین سفر آخرت اختیار کیا۔

خلیفہ ناصر کے چار قاضی تھے مسلم بن عبد العزیز، احمد بن تقی بن مخلد . . . . محمد بن عبد السلام بن الو عسی اور منذر بن سعید بلوطی۔

خلیفہ عبد الرحمن ملقب بہ الناصر لدین اللہ امری ان تاجداروں مین تھا جسکے رعب و داب کا سکہ تمام عالم مین چل رہا تھا۔ تخت نشینی کے وقت اسکی عمر اکیس سال کی تھی۔ زمانہ ایسا نازک تھا کہ تمام ممالک ہسپانیہ مین فتنہ و فساد کی گرم و بازاری اور طوائف الملوکی پھیلی ہوئی تھی افق سیاست آئے دن کی بغاوتون اور سرحدی عیسائی امراء کے حملون سے گرد آلود ہو رہا تھا۔ عبد الرحمن ناصر نے عنان حکومت اپنے ہاتھ مین لینے کے بعد پہلے باغی صوبون پر یلغار کیا اور انکو بزور تیغ اپنا مطیع کیا بعد ازان سرحدی عیسائی ممالک پر جہاد کرنے مین مصروف ہوا۔

نوجوان بادشاہ اندلس اکثر لڑائیون مین سپہ سالار میدان جنگ کی حیثیت سے اپنے لشکر کے ہمراہ جاتا تھا اس سے لشکریونکے جوش دل کی عجیب کیفیت ہو جاتی تھی۔

خلیفہ ناصر کی وفات پر حکم ملقب بہ المستنصر باللہ سریر حکومت پر متمکن ہوا۔ عہدہ حجابت (لارڈ چیمبرلین) جعفر مصحفی کو مرحمت فرمایا۔ اس نے مستنصر کو جس دن اسنے تخت

اور ہر سپاہی ایسے امیر لشکر کے جلو میں سرفروشی اور جانبازی کو اپنی سعادت سمجھتا تھا۔

پورے ۳۷ ستائیس سال کی جان توڑ کوششوں اور جانکاہ محنتوں سے عبدالرحمن ناصر نے اندلس کو اندرونی رقیبوں اور بیرونی حریفوں کی نظروں سے بچا کر ایک شاندار اور محفوظ گورنمنٹ بنایا اور اسی زمانہ میں جبکہ اسکو صحیح طور پر یہہ خبر پہنچی کہ مختلف مقامی گورنروں کی خودمختاری اور اراکین سلطنت کی خودسریوں سے خلیفہ بغداد کا اقتدار ایوان خلافت کی چار دیواری کے اندر محدود ہو گیا ہے اور افریقیہ میں بربریوں کے نونہاد خاندان حکومت کے علوی حکمران نے اپنے کو امیرالمومنین کہلانا شروع کر دیا ہے اور نیز مونس مظفر نے اپنے آقائے نامدار خلیفہ مقتدر کو قتل کر ڈالا ہے تب عبدالرحمن نے اپنے موروثی لقب کو بلا تکلف اختیار کر لیا اور "خلیفہ عبدالرحمن ثالث الناصر لدین اللہ" کے مبارک لقب سے مخاطب ہوا اور حق یہہ ہے کہ عبدالرحمن نے جیسا لقب اختیار کیا تھا ویسا ہی اسکو خوب نباہا۔

قرطبہ اسکے زمانہ میں دولہن کی طرح آراستہ تھا۔ مدبرانہ نظم و نسق اور شائستہ قوانین جاری تھے۔ دنیا کے علوم اور فنون کا یہہ مرکز بنا ہوا تھا۔ طلبا علوم دور و دراز ملکوں سے تحصیل علم کو یہاں آتے تھے۔ عروض، الہیات، قانون، فلسفہ، طب، تجارت، اور طبیعات غرض ہر شاخ علم کی تعلیم یہاں ہوتی تھی۔ ہر فن کے یگانہ روزگار یہاں موجود تھے۔ کالمین جنگ و واقفین فنون جدال کا بھی یہی دنگل تھا۔ ارباب قلم اور اصحاب شمشیر یہاں کے قیام کو باعث ناموری و فخر تصور کرتے تھے خلاصہ کلام یہہ ہے کہ اندلس کو اسوقت اور بلاد یورپ سے وہی نسبت تھی جو کہ دولہن کو معمولی مستورات سے ہوتی ہے اور قرطبہ کو اندلس سے وہی مناسبت تھی جو سر کو جسم سے یا قلب کو

(۱) ۱۹۰۷ء

حکومت پر قدم رکھا تہا ایک تحفہ پیش کیا جس مین طرح طرح کی قیمتی قیمتی اشیا تہین جسکو ابن حیان نے مقتبس مین تحریر کیا ہے۔ وہو ہذا۔

اعضار آلیہ سے شہر قرطبہ کی لنبائی مین مختلف البیان ہین مگر اکثر کا اتفاق اسپر ہے کہ دس میل سے کسی طرح کم نہ تہی (جو اس زمانہ مین لندن کی لنبائی ہے) خلیفہ ناصر کے رعب و داب کی یہ کیفیت تہی کہ مسیحی سلاطین اپنے جگڑون اور نزاعون کے فیصلہ کرانے کو خلیفہ ناصر کے دربار مین آتے تہے۔ قسطنطنیہ، فرانس، جرمنی، اور اطالیہ کے بادشاہ مراسم اتحاد قائم کرنے اور باہم مصالحت رکھنے کی درخواست پیش کرنے کی غرض سے سفیر بہیجتے تہے۔ اس زمانہ مین کسی ملک کا ایسا کوئی خطہ نہ تہا جہان پر خلیفہ ناصر کی سطوت و جبروت اپنی مہیب و خوفناک شکل نہ دکہلاتی رہی ہو۔ خلیفہ ناصر کی عقل و دانش اور دولت و عظمت کا شہرہ تمام براعظم یورپ اور افریقہ مین عام ہو رہا تہا ابن حیان تحریر کرتا ہے کہ جسوقت سفیران قسطنطنیہ تحائف و ہدایا لئے ہوئے سرزمین اندلس مین وارد ہوئے تو خلیفہ ناصر نے سرحد پر اور نیز سفر مین مہمانداری کرنے کی غرض سے یحیی بن محمد بن لیث کو روانہ کیا پھر جب سفراء مذکور قریب محلات قرطبہ کے پہنچے تو سپہ سالاران لشکر نے یکے بعد دیگرے سفیرون سے ملاقات کی بعد ازان خواجہ سراؤن کے سردار یاسر اور تمام جو محلات شاہی کے داروغہ اور خلیفہ ناصر کے جلیس خلوت تہے ملے اور نہایت احترام سے ولیعہد حکم کے ایوان خاص مین جو کہ شہر پناہ قرطبہ کے قریب تہا ٹھہرایا۔ خواص و عوام کے آمد و رفت کی ممانعت کر دی گئی اور ان سفیرون کی حجابت پر چنے اور منتخب ۱۶ آزاد غلام مقرر کئے خلیفہ ناصر نے ان سفیرون کے ملنے اور کاغذات سفارت پیش کئے جانے کے لئے گیارہوین ربیع الاول ۳۳۸ھ اور بقول مورخ علامہ ابن خلدون ۳۳۶ھ (مطابق ۹۴۹ء) یوم شنبہ مقرر کیا۔ قصر قرطبہ مجلس زاہر شاہی شان و شوکت سے آراستہ کیا گیا وسط مین ایک جڑاؤ تخت بچہایا گیا تخت کے دائین بائین جانب پہلے خلیفہ ناصر کے بیٹون کی کرسیان رکہی گئین سب کے پہلے ولیعہد سلطنت حکم کی بعد ہ عبداللہ کی پہر عبدالعزیز ابوالاصبغ پھر مروان کی کرسیان رکہی گئین بائین جانب منذر، عبدالجبار اور سلیمان

"ایک سو فرانسیسی غلام عمدہ نسل کے گھوڑونپر سوار تلوارون، نیزون، زرہین، ڈھالون"
"ہندی خودون سے آراستہ پیراستہ، تین سو بیس مختلف اقسام کی زرہ، تین سو

کی کرسیان حسب ترتیب بچھائی گئین عبد الملک بن خلیفہ ناصر علالت کیوجہ سے شریک دربار نہین ہوا
ان شاہزادون کے بعد وزرا حسب مراتب دائین بائین حاضر ہوے پھر حجاب (لارڈ چمبرلین)
بعدہ وزرا کے لڑکے خدام اور وکلا صف بصف استادہ ہوئے تمام محل مین اندر سے
صحن تک قیمتی قیمتی قالینون اور اعلے درجہ کے فروش کا فرش تھا دروازون اور محرابون پر
ریشمی زردوزی کے پردے لٹکائے گئے۔ سفراے قسطنطنیہ جسوقت اس ایشیائی
شاہانہ دربار مین حاضر ہوئے دربار کی آراستگی دیکھکر دنگ ہوگئے اور سب سے زیادہ
حیرت تو انپر خلیفہ ناصر کی سطوت و جبروت سے چھائی جیون تیون قریب تخت شاہی کے پہنچکر
اپنے بادشاہ قسطنطین بن لیو والی قسطنطنیہ کا خریطہ پیش کیا غلاف آسمانی رنگ کا تھا
جسپر سنہرے حرفون سے بخط اغریقی (یونانی) لکھا ہوا تھا غلاف کے اندر ایک
صندوقچہ تھا اور یہہ بھی رنگین تھا نقرئی حروف سے بخط اغریقی تحریر تھا صندوقچہ پر سونیکی
مہر لگی ہوئی تھی جسکا وزن چار مثقال تھا مہر کے ایک رخ مین مسیح کی صورت تھی دوسری
جانب خود بادشاہ قسطنطنیہ کی ہوا سکے بیٹے کے منقوش تھی اس صندوقچہ کے اندر دوسرا
چھوٹا صندوقچہ تھا یہہ صندوقچہ آبگینہ کا تھا طلائی و نقرئی مینا کار کام اسپر بنا تھا اس صندوقچہ
کے اندر ایک ریشمی لفافہ تھا جسکے اندر خط رکھا ہوا تھا۔ عنوان خط کے ایک سطر مین قسطنطین
ورومانس مومنین مسیح بادشاہ عظیم سلطنت روم لکھا ہوا تھا اور دوسری سطر مین بزرگ
قابل تعظیم مفخر شریف النسب عبد الرحمن خلیفہ و حاکم عرب در ملک اندلس اللہ تعالی ان کی بقا
کو دراز کرے مکتوب تھا۔ خلیفہ عبد الرحمن نے خط سنکر اشارہ کیا کہ خطبا (اسپیکر یا لکچرار)
اور شعرا حسب موقع مناسب اسپیچ دین اور قصائد پڑہین ولیعہد حکم نے فقیہ محمد بن عبد البر
الجیانی کو اس خدمت کے انجام دینے کو حکم دیا اگرچہ اسکو بہت کچھ دعوی اپنی قادر الکلامی کا تھا

"خود ایک سو بیضہ ہندیہ، پچاس خود خشبیہ (لکڑی والے) یہہ لکڑی فرانس کی مشہور اور اعلی درجہ کی طاشانیہ سے کمین نفیس اور قیمتی تھی، تین سو فرانسیسی حربہ، ایک سو سلطانی ڈھالین دس جوشنین طلائی، پچیس طلائی سینگھین جو بھینس کی سینگ کی"

اور فی البدیہہ خطبہ دینے پر بہ نسبت اوروں کے بیحد مشاق تھا مگر دربار کی شان و شوکت اور خلیفہ ناصر کی سطوت و جبروت سے کٹرے ہوتے ہی بیہوش ہوکر گر پڑا تب ابو علی بغدادی اسماعیل بن قاسم قالی مولف امالی و نوادر کھڑا ہوا یہہ خلیفہ کے یہان وفد ہوکر عراق سے آیا ہوا تھا اور ولی عہد سلطنت کا منظور و مقبول تھا۔ حمد و نعت کے بعد یہہ بھی خاموش ہو رہا صورت سے معلوم ہوتا تھا کہ کسی فکر و اندیشہ مین مستغرق ہے ابن حیان وغیرہ نے ایسا ہی ذکر کیا ہے مورخ علامہ کی تحریر سے معلوم ہوتا ہے کہ خطبہ دینے کے لئے ابو علی القالی پہلے سے اس خدمت پر مامور کیا گیا تھا مطمح مین لکھا ہوا ہے کہ جسوقت ابو علی سکوت کے عالم مین حمد و نعت پڑھکر کھڑا ہو گیا منذر بن سعید بلوطی جو فقہا مین حاضر دربار تھا خود بخود اوٹھ کھڑا ہوا اور ایسی تقریر شروع کی کہ جو ابو علی کے کلام سے چسپان ہو گئی سامعین کو یہہ بھی معلوم نہوا کہ حمد و نعت کسی اور کی ہے اور تقریر کسی اور کی۔ خطبہ اور اشعار جو منذر نے اس موقع پر پڑھے تھے کتاب نفح الطیب جزء اول صفحہ ۲۳۸ و ۲۳۹ و ۲۴۱ مین موجود ہے فمن شاء الاطلاع علیہا فلیرجع الیہ۔

مورخین نے لکھا ہے کہ خلیفہ ناصر کے عہد حکومت مین دو کرور چون لاکھ اسی ہزار دینار (ایک دینار نو روپیہ کا تقریبًا ہوتا ہے) اندلس کے صوبجات و قصبات اور دیہات کا خراج تھا۔ بازار اور گذرون کی آمدنی سات لاکھ پینسٹھ ہزار دینار تھی۔ باقی رہے اخماس غنائم (مال غنیمت کا پانچوان حصہ) یہہ خارج از شمار تھے اسکا احصا کسی دفتر سے نہین ہو سکتا

"بنائی گئین تھین"

خلیفہ ناصر کی وفات کے بعد جلالقہ کو ملک گیری کی طمع دامنگیر ہوئی فوجین آراستہ کر کے سرحد پر آپڑے خلیفہ حکم نے اس سے مطلع ہوکر بذاتہ اس مہم کے سر کرنے کو کوچ کیا اور اس شدت سے جلالقہ پر حملہ کیا کہ انکے دانت کھٹے ہوگئے۔ بوریا بندھنا

خلیفہ ناصر اس خراج کو تین حصون پر تقسیم کرتا تھا ایک ثلث آراستگی فوج اور درستی سامان جنگ پر صرف کرتا تھا اور ایک ثلث کو تعمیرات مین لگاتا تھا باقی رہا تیسرا ثلث وہ بیت المال مین جمع کیا جاتا تھا

بیان کیا جاتا ہے کہ بعد وفات خلیفہ ناصر کاغذات مین سے ایک قلمی یادداشت بخط خاص خلیفہ ناصر نکلی جسمین مرحوم خلیفہ نے وہ دن کمال احتیاط سے لکھے تھے جو اس کے پچاس سالہ حکومت مین انکار سے خالی تھے شمار کرنے سے معلوم ہوا کہ اس طویل اور دراز زمانہ مین اسکو ایسے دن صرف چودہ (۱۴) نصیب ہوے۔

وقت وفات اسکی عمر تہتر برس کی تھی۔ چہرہ کا رنگ سفید چمکدار، حسین، اور عظیم الجثہ تھا۔ پنڈلیان پتلی اور چھوٹی پیٹھ لمبی تھی۔ اہل اندلس کا بیان ہے کہ یہ پہلا خلیفہ ہے جو بعد اپنے دادا کے سریر حکومت پر جلوہ افروز ہوا۔ ام ولد مرجانہ کے بطن سے تھا جن لوگون نے امیر المومنین کا خطاب اختیار کیا انمین سے کسی نے اسکے زمانہ خلافت کے برابر باستثنا مستنصر علوی والی مصر کے خلافت نہین کی گیارہ لڑکے وقت وفات اسکے موجود تھے، ماہ رمضان المبارک ۳۵۰ھ مین وفات پائی افسوس ہے کہ ان کے جانشین پھر ایسی قابلیت کے نہ ہوے۔ ستر حم ملخص از کتاب نفح الطیب جلد اول صفحہ ۲۲۷ لغایتہ ۲۴۲ و کامل ابن اثیر جلد ۸ صفحہ ۲۱۱ و تاریخ اسپین انگریزی ۔

سنبھال کے سرحد بلاد اسلامیہ سے کوچ کر گئے۔ مصالحت کا پیام دیا اور اپنے اس خیال خام سے باز آئے جسکو اونہون نے خلیفہ ناصر کی وفات کر جانے سے اپنے دماغون مین پکانا شروع کیا تھا بعد ازان اسکے آزاد غلام غالب[1] نے بلاد جلیقہ پر جہاد کی طیاری کی اور فوجین آراستہ کر کے دارالحرب مین داخل ہونے کی غرض سے شہر سالم کیطرف روانہ ہوا جلیقیہ نے بھی اس خبر سے مطلع ہوکے فوجین فراہم کین دونون فوجون کا ایک وادی مین مقابلہ ہوا۔ سخت اور خونریز جنگ کے بعد عساکر اسلامیہ نے عیسائیون کو ہزیمت دی اور ان کے لشکرگاہ کو لوٹ کے فرولند قومس کے شہر پر چڑھ گئے اور اسکو بھی تاخت و تاراج کر کے مظفر و منصور مال غنیمت لئے ہوے مراجعت کی۔

اسی زمانہ مین شانجہ بن ردمیر بادشاہ بشکنس کو بدعہدی کا خیال پیدا ہوا اور خلاف عہد نامہ کے ممالک اسلامیہ کی جانب پیشقدمی شروع کی خلیفہ حکم نے یحییٰ بن محمد تجیبی والی سرقسطہ کو بسرکردگی افواج اسلامیہ اس مہم کے سر کرنے کو روانہ کیا بادشاہ جلالیقہ شانجہ کی کمک پر آیا گھمسان لڑائی ہوئی کمیت یحییٰ کے ہاتھ رہا عیسائیونکو بہت بُری طور سے شکست ہوئی بھاگ کر تودیہ مین انلوگون نے اپنی جان بچائی عساکر اسلامیہ نے جی کھولکر شانجہ کے مقبوضات کو تاخت و تاراج کیا اور بہت سا مال غنیمت لے کے مراجعت کی۔ انہین دنون بدیل بن ہاشم اور غالب (مولائے حکم) باجازت خلیفہ حکم سرحدی مسیحی مقبوضات پر جہاد کرنے کو گئے اور کامیابی کے ساتھ واپس آئے ان واقعات سے حکم کے فتوحات کی تمام سرحدی ملکون مین دھوم مچگئی سرحدی اسلامی سپہ سالارون کے حوصلے بڑھگئے ہر طرف سے فتحیابی اور کامیابی کی بشارتین آنے لگین۔ ان فتوحات مین سب سے بڑی اور نمایان فتح قلعہ مقبوضات

---

[1] بلاد اسلامیہ کے سرحد کا سپہ سالار تھا۔

بشکنس کی فتح تھی جو غالب کے ہاتھہ پر ہوئی خلیفہ حکم نے اسکو از سر نو تعمیر کرائی اور اپنی خاص توجہ اس کی جانب صرف کی بعد اسکے فتح قطوبیہ کی ہے قطوبیہ کے سر کرنیکا شہرہ سپہ سالار وشقہ کے سر پر باندہا گیا۔ اسکے فتح ہونے سے بہت سا مال و اسباب اور آلات حرب و محاصرہ اور غلہ کا بہت بڑا ذخیرہ ہاتھہ لگا اسکے مصافات سے گائے بکریان، گھوڑیان، کہانے پینے کی چیزین اور قیدی جو عدود احصار سے باہر تھے عساکر اسلامیہ کے ہاتھہ آئے ۳۴۵ھ مین غالب سپہ سالار افواج اسلامی نے بلاد البشت پر چڑہائی کی اس مہم مین یحیٰی بن محمد تجیبی اور قاسم بن مطرف بن ذی النون وغیرہما نامی نامی کارآزمودہ سپہ سالار بھی شریک تھے عساکر اسلامیہ نے پہلے قلعہ غرماج پر قبضہ حاصل کیا بعد ازان حریف کے بلاد مین تاخت و تاراج کرتے ہوئے گھس پڑے اور کامیابی کے ساتھہ واپس آئے۔ اسی سنہ مین مجوسیون کی کشتیون کا بیڑا بحر کبیر کے ساحل سے آنکلا اور انلوگون نے خشکی پر اوتر کر اشبونہ کے مصافات مین غارتگری اور لوٹ شروع کردی۔ اہل اشبونہ مسلح ہوکر مقابلہ پر آئے اور مجوسیون سے لڑنے لگے گھبراکر مجوسیون نے اپنی کشتیون کے جانب مراجعت کی۔ خلیفہ حکم کو اسکی خبر لگی تو اس بیدار مقتدر بادشاہ نے سپہ سالارون کو سواحل کی محافظت کی ہدایت اور تاکید کی اور عبدالرحمن بن رماحس امیر البحر کو حکم دیا کہ جسقدر جلد ممکن ہو جنگی کشتیون کا ایک بیڑا مجوسیون سے جنگ کرنے کو بھیجدو۔ اس حکم کے صادر ہوتے ہی یہ اطلاع پہنچی کہ سواحل کے ہر طرف سے عساکر اسلامیہ نے یلغار کرکے مجوسیون کو انکی پیشقدمی کا مزا چکہانے کے خائب و خاسر واپس کردیا۔

بعد ان واقعات کے اردون بن ادفونش معزول شہزادہ جلالقہ دربار حکم مین حاضر ہوا اور بکمال عجز و الحاح یہہ درخواست کی کہ مجھکو تخت حکومت پر بحال و قائم ہونے مین مدد دیجیے اردون کا چچازاد بھائی شانجہ بن رذمیر باعانت خلیفہ ناصر تخت

حکومت پر متمکن ہو گیا تھا اور عیسائیون نے اس کی اطاعت قبول کر لی تھی اسوقت اردون اپنے داماد فرولند حکمران قشتیلیہ کے پاس چلا گیا تھا بعد وفات خلیفہ ناصر اردون کو یہ خیال پیدا ہوا کہ مبادا خلیفہ حکم بھی شانجہ کا معاون نہو جاے جیسا کہ اسکا باپ خلیفہ ناصر اسکا معین ہوا تھا اس خیال کا پیدا ہونا تھا کہ سامان سفر درست کر کے بطور وفد خلیفہ حکم کی خدمت مین حاضر ہو کر پناہ گزین ہو گیا خلیفہ حکم نے اس سے ملاقات کرنے کا ایک دن خاص مقرر کیا اور جیسا کہ اسکے پہلے سفرا سلاطین کے آنے پر دربار سجایا گیا تھا اردون کے آنے پر بھی ایوان خلافت آراستہ کیا گیا ابن حیان نے اس آراستگی و اہتمام کو اسیطرح بیان کیا ہے جس طرح کہ پہلے دربار کا حال تحریر کیا ہے۔ الغرض خلیفہ حکم کی خدمتمین اردون باریاب ہوا خلیفہ حکم نے اسکو بیٹھنے کی اجازت دی اسکے دشمن کے مقابلہ مین اسکی امداد کا وعدہ کیا اور چونکہ اردون خود دربار شاہی مین حاضر ہوا تھا اسوجہ سے خلعت عنایت کی بعدہ اسلام کے موالات اور فرولند قومس سے قطع تعلق کر لینے کے شرط پر عہد نامہ لکھا گیا خلیفہ حکم نے توثین عہد و قرار کی غرض سے اردون کے ہاتھ پر ہاتھ مارا اور اردون نے اپنے بیٹے غرسیہ کو مزید اطمینان کے لئے دربار خلافت مین محبوس کر دیا چنانچہ تکمیل عہد نامہ کے بعد صلے اور جایزے اردون کو اور اسکے ہمراہیون کو مرحمت ہوئے بوقت مراجعت ان لوگون کے ہمراہ قسطلیہ کے چند ذمی مسیحی امراء اور ولید بن مغیث قاضی، اصبغ بن عبداللہ بن جاتلیق اور عبداللہ بن قاسم مطران وغیرہم بھیجے گئے کہ اردون کے ملک مین پہنچکے اسکے تخت نشینی کے رسم مین شریک ہون اور اسکے رہین کو قرطبہ لے آئین یہہ واقعہ ۳۵۱ھ کا ہے۔

انہین دنون اردون کے ابن عم شانجہ بن رذمیر نے پھر اہل جلیقہ و سمورہ بہکے

سردارون اور مسیحی علماء کو بطور وفد دربار شاہی مین اظہار اطاعت اور شاہنشاہی اقتدار تسلیم کرنے کی غرض سے روانہ کیا اور یہہ امید ظاہر کی کہ جس طرح آپ کے بزرگ باپ خلیفہ ناصر نے مجھے تخت حکومت پر متمکن فرمایا تھا اسیطرح آپ بھی مجھے بحال و قائم رکھے خلیفہ حکم نے انلوگون کے عہد و اقرار کو چند شرایط قبول و منظور فرمایا از انجملہ اون قلعات اور برجون کا منہدم کرنا تھا جو ممالک اسلامیہ کے سرحد پر بنا لئے گئے تھے۔ بعد اسکے پریزیڈنٹ فرانس کیطرف سے مراسم اتحاد قائم رکھنے کی سفارت آئی۔ اسی وقت ملوک برشلونہ اور طلیطلہ کونہ بھی سفارتین اظہار خلوص کی غرض سے بھیجین اور یہہ درخواست کی کہ دونون سلطنتون مین جیسا کہ اس سے پیشتر عہد و اقرار تھا وہی قائم و بحال رکھا جاے سفارت کے ساتھہ ان دونون بادشاہون نے کچھہ تحفہ بھی بھیجا تھا وہ ہذا "حلقالیہ کے خواجہ سرا کے لڑکے بیس نفر۔ بیس قنطار سمور کا اُدن"، "پانچ قنطار قصدیر"، دس صقلبی زرہین اور دو سو فرانسیسی تلوارین"

خلیفہ حکم نے ان لوگون کے تحائف کو قبول فرمایا اور ان شرایط سے مصالحت کرلی کہ یہہ دونون ان قلعات کو منہدم و مسمار کرادین جو حدود ممالک اسلامیہ کے قریب واقع ہین اور یہہ دونون آیندہ اپنے کسی ہم مذہب کی مدد خلافت مآب کے خلاف نکرین اور آیندہ عیسائیون کو مسلمان تاجروں کی مزاحمت اور ایذا رسانی سے روک دین۔

بعد ازان غرسیہ بن شانجہ بادشاہ نبکنش کے سفرا اور سردار و علمائے نطارے کے ایک گروہ کے ساتھہ دربار حکم مین حاضر ہوئے اور مصالحت کی درخواست پیش کی اگرچہ اسنے سفارت کے بھیجنے اور مصالحت کی درخواست کرنے مین توقف کیا تھا مگر

ماہ نومبر ۹۷۰ء

ملہ ایک قنطار سو رطل کا ہوتا ہے اور ایک رطل برابر ہوتا ہے ۳۳ تولہ کے۔ قصدیر یا قزدیر ایک معدنی جسم ہے

خلیفہ حکم نے اپنی فیاضی اور عام اخلاق سے اسکو محروم نرکہا اسکی بھی درخواست منظور فرمائی۔ چنانچہ سفرار بادشاہ بشکنس نے کامیابی کے ساتھہ مراجعت کی۔

سنہ ... مین مادر لزریق بن بلاکش سردار مغربی جلیقہ جو سبھون مین سرآور اور ممتاز تہا دارالخلافت قرطبہ مین خلیفہ حکم کی خدمت مین آئی خلیفہ حکم نے اسکی بڑی خاطر و مدارات کی ارکین دولت کو اسکے استقبال کا حکم دیا اور اس سے ملنے کا ایک خاص دن مقرر کیا جسمین تمام شاہی محل اور دربار آراستہ کیا گیا چنانچہ مادر لزریق نے حاضر ہوکر مصالحت و مراسم اتحاد قائم رکہنے کی درخواست پیش کی خلیفہ حکم نے اسکی خواہش اور استدعا کے مطابق اسکے بیٹے کیلئے عہدنامہ صلح لکھدیا اور اسکو بہت سا مال زر عطا کیا جو اسکے ہمراہی وفود مین تقسیم کردیا گیا علاوہ اسکے ایک خچر سواری کے لئے مرحمت ہوا جسکی زین اور لگام مطلا تہی اور جھول دیبا کی تہی بعد اسکے حکم کے ارکین دولت نے اس سے بازدید کی ملاقات کی مشایعت کی غرض سے قرطبہ کے باہر تک آئے اور کافی طور سے سامان سفر جایزے، خلعتین، اور صلے خلیفہ حکم کی طرف سے دئے گئے۔

ان واقعات کے بعد خلیفہ حکم کی فوجین حدود المغرب الاقصیٰ اور المغرب الاوسط کیجانب بڑہین اور ملوک زناتہ مغراوہ اور مکناسہ کو خلیفہ حکم کے سر شاہنشاہی اقتدار کے تسلیم کرنے کا پیام دیا ان لوگون نے بطیب خاطر اپنے کو خلیفہ حکم کے ظل حمایت مین داخل کرکے اسکے اقتدار شاہی کو تسلیم کرلیا اور اسکے نام کا خطبہ اپنے یہان کے جامع مساجد مین پڑہنے لگے۔ اسی وجہ سے دعوت حکومت شیعہ کو ان لوگون مین مزاحمت کی نوبت آئی۔

انکے ملوک مین سے بنی آل خزر اور بنی ابی العافیہ بطور وفد کے دربار حکم مین حاضر ہوے تہے چنانچہ خلیفہ حکم نے ان لوگون کو معقول صلے عنایت کئے۔ توقیر کے

ٹھہرایا اور نہایت عزت سے واپس کیا اور ان کے ملوک مین سے بنی ادریس کو سرحد پر سرسبز و شاداب مقام پر ٹھہرایا پھر براہ دریا ان کو قرطبہ لے آیا اور جلاء وطن کرکے اسکندریہ کیجانب روانہ کردیا جیساکہ آیندہ ہم اسکو تحریر کرینگے۔

خلیفہ حکم علوم اور فنون کا شیدائی، اہل علم وفضل کا قدردان اور عزت کرنے والا ہر قسم کی کتابون کا اس درجہ شایق اور جامع تھا کہ اس سے پیشتر کے ملوک اندلس نے اسقدر کتابین نہین جمع کی تھین۔

ابن حزم کہتا ہے کہ مجھے خواجہ سرا تلمید نے جو کتب خانہ واقعہ مکان بنی مروان کا داروغہ تھا اطلاع دی ہے کہ حکم کے شاہی کتب خانہ مین صرف دواوین کی چوالیس جلدین فہرست کی تھین ہر فہرست مین بیس بیس اوراق تھے جسمین سوائے اسماء دواوین کے اور کتابون کے اسما نہ تھے۔ حکم نے علم اور فضل کا دارالحکومت قرطبہ مین بازار لگا دیا تھا دور دراز ملکون سے اہل علم وفضل اسکی کشش مقناطیسی سے کھینچے آتے تھے۔ ابو علی القالی مولف کتاب الامالی بغداد جیسے اسلامی دارالسلطنت سے قرطبہ چلا آیا۔ خلیفہ حکم نے اس کی بیحد عزت اور قدر افزائی کی اہل اندلس نے اسکی علم سے فائدہ اوٹھایا براہ قدر افزائی خلیفہ حکم نے اسکو اپنے مخصوص مشیرون مین داخل کرلیا اور اسکے علم سے مستفاد ہوا۔ نادر و نایاب اور نئی کتابون کے بہم پہونچانے کے لئے تمام عالم مین معتبر معتبر آدمیون اور تجار کو روانہ کیا کہ جسقدر نادر کتابین دستیاب ہون زر کثیر ان کی خریداری مین صرف کرکے انکو حاصل کرلین اور قرطبہ بھیجدین۔ جہان کہین سن پاتا کہ فلان شخص نے فلان کتاب تصنیف کی ہے فوراً اس سے قبل اشاعت اس کتاب کو خرید کرکے اپنے کتب خانہ مین داخل کرلیتا تھا چنانچہ ابوالفرج اصفہانی مصنف کتاب الاغانی کے ساتھ یہی معاملہ پیش آیا ابوالفرج خاندان بنی امیہ سے تھا

حکم نے ایکہزار دینار سرخ اسکے پاس بھیجدیئے اور ایک نسخہ کتاب مذکور کا عراق
مین شایع ہونے سے پیشتر منگوا کر اپنے کتب خانہ مین رکھ لیا - ایسا ہی واقعہ
قاضی ابوبکر ابہری مالکی کے ساتھ پیش آیا تہا جبکہ اسنے مختصر ابن عبد الحکیم کی شرح
لکہی تہی - بڑے بڑے خوشنویسون اور خطاط اور عمدہ عمدہ جلد سازونکا دارالخلافت
قرطبہ مین جمگہٹا رہتا تہا - اور جو کتاب بقیمت نہ مل سکتی تہی تو اوسکی نقل کرلیجاتی تہی
غرض اندلس مین اسقدر ذخیرہ کتابون کا فراہم ہوگیا تہا کہ خلیفہ حکم سے پہلے اور نہ
اسکے بعد نہین جمع ہوا البتہ خلیفہ ناصر عباسی ابن مستضی تاجدار سلطنت بغداد نے
ایسا ہی ذخیرہ کتابون کا جمع کیا تہا - اس زمانہ سے یہ کتابین برابر مجلسرای شاہی
قرطبہ مین رہین تا آنکہ زنانہ محاصرہ بربرین بہ اجازت وحکم واضح حاجب اکثر
کتابین فروخت کرڈالی گئین واضح حاجب منصور بن ابی عامر کے خدام سے تہا -
باقی کتابین جسوقت بربر نے قرطبہ مین قدم رکہا اور بزور تیغ اسپر قابض ہوئے
لٹ گئین جیسا کہ آیندہ ہم تحریر کرینگے -

خلیفہ حکم کے عہد حکومت مین اس کی فوجین بلاد سرحدی المغرب الاقصے
اور المغرب الاوسط کو برابر پائمال اور تاخت وتاراج کرتی رہین - ملک زناتہ، مغراوہ،
اور مکناسہ نے نہایت خوشی سے اسکی حکومت اور شاہی اقتدار کو تسلیم کیا
اور اسکے نام کا خطبہ اپنے ہان کے ممبرون اور مسجدون مین پڑہا اور اسی ذریعہ
سے ان لوگون نے دعوت حکومت شیعہ سے جو کہ ان دنون ان کے
گرد ونواح مین پہیلی ہوئی تہی تزاحم کیا - ان کے ملوک وسلاطین آل خزر
اور بنی ابی العافیہ بطور وفد خلیفہ حکم کے دربار مین حاضر آئے خلیفہ حکم
نے ان لوگون کی وفد کی بے حد عزت کی اور معقول جایزے
عنایت کئے -

ہشام مؤید کی حکومت

بعد اسکے خلیفہ حکم المستنصر باللہ اموی تاجدار اندلس مرض سرطان مین مبتلا ہوا رفتہ رفتہ مرض نے اسقدر ترقی کی کہ صاحب فراش ہوگیا اور سولہ برس حکومت کرکے گوشہ قبر مین جا چھپا بعد اسکے ہشام اسکے بیٹے نے

---

۱ خلیفہ حکم کی سوانح پر نظر ڈالنے سے یہہ معلوم ہوتا ہے کہ مستنصر اگرچہ اس شان و شوکت اور رعب داب کا حکمران نہ تھا جیسا کہ اس باپ کا خلیفہ ناصر تھا مگر پھر بھی مستنصر کے جلال سے یورپ کے سلاطین مرعوب ہو رہے تھے۔ اور اس سے مراسم اتحاد قائم رکھنے کو باعث فخر و عزت سمجھتے تھے۔

خلیفہ مستنصر نے اپنے باپ کے انتقال کے دوسرے دن یوم پنجشنبہ کو سریر حکومت پر قدم رکھا اور تمام ملک مین اپنی بادشاہی و تخت نشینی کے فرامین اور خطوط روانہ کئے۔ عنان حکومت اپنے ہاتھ مین لیتے ہی نظام حکومت کے درست کرنے شیرازہ سلطنت کو مستحکم و مضبوط بنانے، تعمیرات عامہ اور ترتیب افواج کیجانب توجہ کی۔

ناصر کی وفات اور مستنصر کی تخت نشینی سے سرحدی عیسائی سلاطین اور امرا نے ممالک اسلامیہ کیطرف پیشقدمی شروع کی اور یہہ خیال کرکے کہ خلیفہ ناصر کا تو انتقال ہو ہی چکا ہے اور اسکا جانشین محض کتابی کیڑا ہے عہد شکنی پر آمادہ ہو گئے۔ خلیفہ مستنصر نے انکے مقابلہ پر فوجین بھیجین ان فوجون کی سپہ سالاری کبھی تو وہ خود کرتا تھا اور کاہے کاہے اپنے نامور سورما اور جنگ آزما امرا و وزرا کو امیر لشکر مقرر کرکے روانہ کرتا تھا اور اس فوج کشی مین کامیابی حاصل کرتا تھا۔ انگریزی مورخین کا یہہ خیال ہے کہ خلیفہ مستنصر کتابی کیڑا تھا اور اسکو مخالفین کے مقابلہ پر خلیفہ اعظم عبدالرحمن ثالث الناصر الدین اللہ کا بیٹا ہونا فضیلت کرتا تھا کیونکہ مخالفین کے دلون پر اسکے باپ کے رعب و داب کا سکہ بیٹھا ہوا تھا۔ اگر انکا یہہ خیال صحیح تسلیم کر لیا جاے تو کسی طرح یہہ نہین سمجھ مین آتا کہ سرحدی عیسائیونکو عہد شکنی پر تحریک کون کرتا تھا اصل حقیقت یہہ ہے کہ ان احسان فراموشونکو خلیفہ ناصر کی کفش برداری اور قتل و غارتگری

سریر خلافت پر قدم رکھا یہ اسوقت کم سن تھا قریب بلوغ پہنچ گیا تھا۔ خلیفہ حکم نے اسکے وزارت پر محمد بن ابی عامر کو متعین کیا تھا۔ محمد بن ابی عامر پہلے دفتر قضا مین ملازم تھا بقیہ زیر بھول گئی تھی اور اس اتفاقی تبدیلی حکومت سے انہون نے فائدہ حاصل کرنے کی کوشش کی مگر ناکامیاب رہے اور اس کا ضروری نتیجہ یہہ ہوا کہ سبھون نے حاضر ہوکر پھر مصالحت کی درخواست کی اور اس کے شاہی اقتدار کو تسلیم کیا۔ جیساکہ تم اصل ترجمہ تاریخ مین ابھی پڑھ چکے ہو۔

آخری ماہ صفر ۱۵۵ھ مین اردون اور ڈونو بن انونش معہ اپنے بیس مصاحبون کے بطور وفد ملک اندلس مین داخل ہوا۔ غالب ناصری اسکو اپنے ہمراہ لئے ہوے قرطبہ کیجانب روانہ ہوا اثنار راہ مین محمد و زیاد پسران اخلع ناصری عظیم فوج لئے ہوے ملے اگلے دن یہہ دونون معہ اردون کے قرطبہ کیطرف روانہ ہوئے خلیفہ مستنصر نے اس سے مطلع ہوکر ہشام مصحفی کو بہت بڑی فوج باضابطہ کے ساتھہ اردون کے استقبال کا حکم دیا چنانچہ غالب، محمد، زیاد اور ہشام مصحفی اردون کو معہ اسکے بیس ہمراہیون کے قرطبہ کے شہر پناہ کے اندر داخل ہوئے اردون نے مابین باب سدہ و باب جنان پہنچکے دریافت کیا "مرحوم خلیفہ ناصر کس جگہہ مدفون ہوئے ہین" اشارہ سے بتلایا گیا کہ قصر خلافت کے اس حصہ مین مدفون ہین۔ اردون نے سنتے ہی سر سے ٹوپی اوتار لی مکان قبر کے طرف ذرا جھکا اور دعا کی بعد ازان سر پر پھر ٹوپی رکھہ لی خلیفہ مستنصر نے دار الاعزہ مین ٹھہرانے کا حکم دیا۔ اس مکان کو پہلے ہی سے فرش فروش اور فرنیچر سے آراستہ کر رکھا تھا۔ چنانچہ کمال عزت و احترام سے اردون اس مکان مین ٹھہرایا گیا۔ پنجشنبہ اور جمعہ دو دن بغرض آسایش مقیم رہا تیسرے روز یوم شنبہ کو خلیفہ مستنصر نے اردون کو دربار مین حاضر ہونیکی اجازت دی جس طرح خلیفہ ناصر نے سفراء سلاطین کے حاضر ہوتے پر دربار کو آراستہ کیا [illegible] خلیفہ مستنصر نے دربار کے آرایش مین اپنی توجہہ صرف کی۔ قصر الزہرا [illegible] مین تخت رکھا گیا اخوان الریاست اور انکے بیٹے بعدہ وزراء اور انکے بیٹے پھر

خلیفہ حکم نے اسکی ملازمت کو محکمۂ وزارت مین تبدیل کر لیا رفتہ رفتہ کل امور کا انصرام و اسکے سپرد کر دیا گیا آدمی ہوشیار کفایت شعار تھا مستقل طور سے وزارت کا کام کرنے لگا اور خلیفہ حکم کی آنکھون مین بھی عزیز اور موقر ہو گیا - پس جب خلیفہ حکم نے

(بقیہ نوٹ) قاضی منذر بن سعید، حکام، فقہا، ترتیب وار علے قدر مراتب اپنے اپنے جگھون پر بیٹھے باڈی گارڈ کا رسالہ اور فوج نظام دورویہ صف بستہ کھڑی ہوئی - محمد بن قاسم بن طملس بادشاہ اردون کو لئے ہوئے قصر الزہرا مین داخل ہوا - اندلس کے ذمی عیسائی روسا کا ایک گروہ بھی انکے ہمراہ تھا - انھین لوگون مین ولید بن خیزران قاضی نصارائے قرطبہ اور عبید اللہ بن قاسم مطران طلیطلہ وغیرہما بھی تھے - اردون دونون صفون کے درمیان موکر گزرا - صفون کی ترتیب، زرق برق وردیان، ہتھیارون کے چمک دمک اور کثرت فوج سے ایسا متحیر ہو گیا کہ آنکھین اوپر نہین اوٹھ سکتی تھین رفتہ رفتہ باب الاقبار تک پہنچا جو قصر الزہرا کا پہلا دروازہ تھا - جو امرا و ارا کین اردون کو لانے گئے تھے سواریون سے اوتر پڑے بادشاہ اردون اور اسکے خاص خاص سردار سواری ہی پر رہے تا آنکہ باب السدہ پر پہنچے اسوقت اردون کے سرداروں کو پیادہ پا چلنے کا شاہی ملازمین نے اشارہ کیا پس وہ سب کے سب پیادہ پا ہو گئے صرف اردون اپنے گھوڑے پر سوار رہا محمد بن قاسم بن طملس کے ہمراہ چلا جا رہا تھا - باڈی گارڈ کے مکان مین پہنچکے تبلیہ دالانون مین سے بیچ کے ہال مین اوتارا گیا وسط ہال مین ایک سنگی چبوترہ تھا جسپر کرسی نقرئی رکھی تھی اردون اوس کرسی پر بیٹھ گیا - اسکے ہمراہی بھی اسکے گرد و پیش بیٹھ گئے - یہہ وہی مکان تھا جہان پر اس سے پہلے اسکا رقیب سلطنت شانجہ بن رذمیر جبکہ وہ بطور وفد خلیفہ ناصر کے دربار مین حاضر ہوا تھا بٹھلایا گیا تھا تھوڑی دیر کے بعد خلافت مآب کے پیش گاہ سے اردون کی حاضری کی اجازت ہوئی اردون بہ ادب تمام خاص دروازے کے کمرہ کی طرف چلا اسکے پیچھے پیچھے اسکے

اپنا سفر دنیا تمام کیا اور ہشام کی حکومت کی بیعت لی گئی اور "المؤید" کا مبارک خطاب قبول کیا
اسوقت محمد بن ابی عامر نے خلیفہ حکم کے بھائی کو جو کہ عہدہ دار خلافت و امارت تھا بڑی بڑی
چالون سے قتل کیا العیدہ جعفر بن عثمان مصحفی (خلیفہ حکم کے حاجب) غالب والی مدینہ سالم (صقلبی)

کل ہمراہی آہستہ آہستہ چلے جون ہی اس صحن مین پہنچا جو کہ مجلس شرقی کے مقابل تھا
جہانکہ شاہی تخت رکھا ہوا تھا اور خلیفہ مستنصر رونق افروز تھا اردون کھڑا ہو گیا اور سر سے
ٹوپی اوتار لی اور گھٹنون کے بل دونون صفون کے درمیان جو کہ دو رویہ صحن مین تھین چلنے لگا
یہانتک کہ صحن کو طے کر کے اس ہال کمرہ کے دروازہ پر پہنچا جسمین شاہی تخت رکھا ہوا تھا
بے تامل سجدہ مین گر پڑا پھر سر اوٹھایا اور چند قدم چلکے پھر سجدہ کیا مکرر سہ کرر سجدے کرتا ہوا
قریب سریر خلافت پہنچا خلیفہ مستنصر نے ہاتھ بڑہایا اردون دست بوسی کر کے اولٹے پاؤن
لوٹ کر اس گدے پر آیا جو سریر خلافت سے دس گز کے فاصلہ پر بچھا ہوا تھا یہ گدا دیبا کا تھا
سنہرے کام سے بالکل لپا ہوا تھا اردون خلافت مآب کے اشارہ پر اس گدی پر بیٹھ گیا
بعد ازان اسکے اور ہمراہیون نے اسیطرح خلافت مآب کی دست بوسی کی اور اولٹے پاؤن
لوٹ کر اردون کے پیچھے آکر دست بستہ کھڑے ہو گئے ولید بن خیزران قاضی نصارائے قرطبہ
کو ترجمان کی خدمت کے انجام دینے کا اشارہ ہوا تھوڑی دیر کے بعد جب اردون کے چہرہ سے
شاہی اجلال سے مرعوب ہونے کا اثر کم ہوا تو خلیفہ مستنصر نے ارشاد کیا "ہمکو تمہارے
آنے سے بہت بڑی مسرت ہوئی تمہارے اقبالمندی کی قوی دلیل یہ ہے کہ تمہارے نسبت
ہمارے خیالات نہایت اچھے ہین اور ہم تمہاری امید سے زیادہ تمہارے مقصد برآری مین مدد کرینگے"
اردون کا چہرہ ان فقرون کے سننے سے فرط مسرت سے چمکنے لگا جوش مین آکے فرش کو
چوم لیا جو شاہی تخت کے نیچے بچھا ہوا تھا اور کمال عجز و الحاح سے عرض پرداز ہوا "مین
امیر المومنین کا غلام ہون اور امیر المومنین کے فضل و احسانات سے امید رکھتا ہون کہ جہان پر

خواجہ سرایان محلسرائے شاہی اور انکے سردارون فائق اور جوذر سے سازش
کی اور اس معاملہ مین ان لوگون کو شریک کر کے مغیرہ کو قتل کیا اور
کامیابی کے ساتھ ہشام کی خلافت وامارت کی بیعت لی

بقیہ نوٹ ۔ اور جس خدمت پر امیر المومنین اپنے احسانات و افضال سے اس بندہ درگاہ
کو مامور کرین گے نہایت سچائی اور ارادتمندی سے اس خدمت کو انجام دیگا ۔
خلیفہ مستنصر نے جواب دیا "تم ہمارے خیال کے نزدیک اس مرتبہ و عزت کے
لائق ہو جس پر ہماری عنایات مبذول ہو سکتی ہے عنقریب ہمارے احسانات اور
افضال تم پر اس قدر ہونگے کہ تمہارے اہل ملت اور اہل خاندان تم پر رشک
کرینگے اور تم دیکھ لوگے کہ ہمارے ظل عاطفت مین آجانے سے کس قدر
آرام اور آسایش پاؤگے" اردون یہ سنکر فرط مسرت سے سجدہ مین گر پڑا
تھوڑی دیر کے بعد سر اوٹھا کے گذارش کی شائد میرا چچازاد بھائی خلیفہ سابق
کی خدمت فریادی بنکر حاضر ہوا تھا اسکی بڑی عزت افزائی ہوئی تھی و حقیقت مین مضطر بانہ
حاضر ہوا تھا اسکو اسکی رعیت نے بوجہ ظلم و بداخلاقی معزول کر دیا تھا اور بجائے
اسکے مجھے سرداری کے لئے منتخب کیا تھا حالانکہ مین نے اسکی کوئی کوشش نہین
کی تھی چنانچہ مین نے اوسکو سریر حکومت سے اوتار دیا اور وہ مضطربانہ بحال پریشان مرحوم خلیفہ کی خدمت حاضر ہوا
مرحوم خلیفہ نے اسکی عزت و توقیر کی اور اسکی خواہش کے مطابق اسکی مدد کی مگر
اس نے اپنے منصبی فرائض نہ ادا کئے اور نہ احسانات شاہی کا شکریہ ادا کیا
اور نہ اون حقوق کی نگہداشت کی جو اسپر مرحوم خلیفہ اور بعدہ امیر المومنین کے
تھے ۔ یہہ ارادتمند بلا کسی ضرورت اور حاجت کے درد دولت کی آستانہ بوسی
کو حاضر ہوا ہے محض شاہی عنایت کا امیدوار اور خلافت پناہی کے لطف و کرم
کا خواستگار ہے ۔ اس وقت تک میری جانب سے میری رعایا کے خیالات

۱۰ نومبر ۱۹۰۷ء (۳)

حالات منصور بن ابی عامر

محمد بن ابی عامر کے اختیارات جو کہ ہشام کی کم سنی کیوجہ سے امور سیاسی مین پیش پیش ہو رہا تھا اور سلطنت و دولت کے سیاہ و سفید کرنے کا مختار ہو گیا تھا بعد وفات خلیفہ حکم بیحد بڑھ گئے۔ اہل دولت اراکین سلطنت کے ساتھہ چالین چلنے لگا ایک کو دوسرے سے لڑا دیا۔ بعض کو بعض کے ذریعہ سے قتل کرایا۔

(بقیہ نوٹ) نیک ہین اور وہ بدل وجان میری حکومت کے خواہان ہین،، خلیفہ مستنصر نے ارشاد کیا "ہمنے تمہارے کلام کو سمجھا عنقریب تم ہمارے احسانات اور عنایات کا دوچند اس سے ثمرہ حاصل کروگے جس قدر کہ ہمارے نامور باپ نے تمہارے ہمچشم پر کئے تھے اگرچہ اسکو فضیلت سبقت کی حاصل ہے مگر یہ فضیلت ایسی نہین ہے کہ تمہارے کسی قسم کے حقوق نظرانداز کئے جائین انشا اللہ تعالے تم ہمارے حضور سے محسود اور مغبوط اپنے ملک واپس جاوگے ہم تمہارے ملک تمہاری حکومت کی بنیاد مستحکم کر دینگے جو لوگ تمہاری مخالفت کرینگے ہم انکو اس مخالفت کا مزہ چکا دینگے ہم اپنے احسان اور فضل عام سے تمکو اسی رتبہ پر پہنچا دینگے جسپر کہ تم پہلے تھے اور جو بلاد تم سے چھین لئے گئے ہین ہم اسکو پھر تمکو واپس دلا ینگے۔ بوقت مراجعت اسی مضمون کا فرمان لکھکر ہم تم کو عطا کرینگے تا کہ وہ تمہارے اور تمہارے چچا زاد بھائی کے حقوق کی نگہداشت اور تمہارے تقرری پر دلالت کرے۔ انشاء اللہ تعالے ہم تمکو تمہاری امید سے زیادہ اپنی عنایتون سے محظوظ اور مسرور کرین گے واللہ علے ما نقول وکیل،، اردون نے یہ سنکر شکرانہ کا دوبارہ سجدہ کیا اور اجازت حاصل کرکے اولٹے پاؤن دربار سے لوٹا تا کہ خلافت مآب کی طرف واپسی مین پہنچا نہو۔ دوخواجہ سرا اردون کے دونون بازو پکڑکے مجلس غربی کے صحن مین لائے اب اس وقت اردون کے ہوش وحواس درست ہو گئے تھے آنکھین اٹھاکے پھر مجلس شرقی

منصور بن ابی عامر قبیلہ یمنیہ خاندان معافر سے تھا اسکا نام محمد تھا عبداللہ بن ابی عامر بن محمد بن عبداللہ بن عامر محمد بن ولید بن یزید بن عبدالملک معافری کا بیٹا تھا عبدالملک معافری (منصور کا جداعلیٰ) طارق فاتح اندلس کے ہمراہ

(بقیہ نوٹ) کی طرف دیکھا تو تخت شاہی کو خالی پایا۔ شاہی تخت کی طرف سجدہ کیا بعدازان وہی دونون خواجہ سرا اردون کو اس ہان کمرہ مین لائے جو مجلس غربی سے ملا ہوا تھا اور اسکو ایک مخملی گدے پر جسپر طلائی کام بنا ہوا تھا بٹھایا اتنے مین جعفر حاجب (لارڈ چمبرلین) آپہونچا اردون دیکھ کر اوٹھہ کھڑا ہوا براہ عجز و الحاج دست بوسی کو بڑہا جعفر نے دست بوسی سے روک کر معانقہ کیا اور اسکے پاس بیٹھکر باتین کرنے لگا اور اسکو خلافت مآب کے ایفاء وعدہ کا اچھی طرح سے یقین دلایا اس سے اردون کی مسرت اور خوشی دوچند ہوگئی۔ بعد ازان حاجب نے اردون اور اس کے کل ہمراہیون کو علے قدر مراتب خلعتین دین۔ چنانچہ اردون کامیابی کے ساتھہ اپنے ملک واپس گیا۔

اس موقع پر بھی اہل علم نے خطبہ دیئے شعرا نے قصائد پڑہے۔ تمام دارالخلافت قرطبہ مین مسرت کا اظہار کیا گیا۔ (دیکھو المقاری مطبوعہ لندن جلد اول صفحات ۲۵۰ لغایت ۲۵۶)

مورخین لکھتے ہین کہ خلیفہ مستنصر کثیر الاخلاق نفیس مزاج، عالم، علم علوم و فنون کا شایق علماء اور اہل ہنر کا قدردان جو لوگ اس سے ملنے آتے تھے۔ ان کے کمال عزت کرتا تھا۔ کتابون کے جمع کرنے کا بیحد شوق تھا۔ اس کے کتب خانہ مین چار لاکھہ جلدین مختلف علوم و فنون کی تھین۔ ابن فرضی اور ابن بشکوال تحریر کرتے ہین کہ خلیفہ مستنصر کے کتب خانہ مین کم ایسی کتابین تھین جسپر اس نے حاشیہ یا نوٹ نہ لکھا ہو۔ کم از کم اس نے ہر کتاب پر اس قدر تو ضرور لکھہ دیا تھا کہ یہ کتاب فلان فن کی ہے فلان شخص اسکا مولف ہے مولف کا جاے ولادت اگر مرچکا ہے تو تاریخ وفات بھی لکھدیتا تھا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ خلیفہ مستنصر محض کتابون کے جمع کرنیکا شایق اور کتابی کیڑا نہ تھا

اندلس آیا تھا۔ فتح اندلس مین اس نے بہت بڑا حصہ لیا تھا اور بڑے بڑے نمایان کام کئے تھے منصور ابن ابی عامر بھی بہت بڑا با اقبال شخص تھا ایک چھوٹے عہدہ سے وزارت کے مرتبہ تک پہونچا خلیفہ حکم جیسے شخص نے اپنے بیٹے ہشام کو قلمدان وزارت اسکے سپرد کیا جیسا کہ ہم اوپر بیان کر آئے ہین۔

خلیفہ حکم کے انتقال کر جانے پر خلیفہ ہشام نے محمد ابن ابی عامر کو حجابت کا عہدہ عنایت کیا۔ محمد نے اپنی مدبرانہ چالون اور حکمت عملیون سے خلیفہ ہشام کو ایسا کچھ دبا لیا کہ وزیرون کو بھی باریاب ہونا دشوار ہو گیا۔ شاذ و نادر ایسے ایام ان لوگون کو اتفاق سے نصیب ہوتے تھے کہ جن مین یہہ لوگ دربار شاہی مین حاضر ہو کر سلام کرتے اور پھر اولٹے پاؤن واپس آتے تھے شاہی فوجونکی تنخواہون مین معقول اضافہ کیا۔ علماء کے مراتب بڑھائے اہل علم کی قدر افزائی کی۔ اہل بدعات کا قلع و قمع کیا۔ نہایت دانشمند، صائب الرائے۔ شجاع، فنون جنگ سے واقف اور مذہب کا بیحد

بقیہ نوٹ۔ بلکہ اسکا وقت کتب بینی مین ہی صرف ہوتا تھا افسوس ہے کہ مستنصر کی اس قدر دانی علوم و فنون سے خیر قرطبہ مین بہ حسد و رشک عیب کی نگاہ سے دیکھتی ہین سچ ہے ؎ عیب نماید ہنرش در نظر

یہ تھے سلاطین اندلس جنکے آگے بادشاہان یورپ زانوے ادب تہ کرتے تھے اور اپنی نزاعون اور قضایا اور خصومتون کو فیصل کرنے کی غرض سے ان کے حضور مین بہ کمال ادب پیش کرتے تھے اور اسکو باعث فخر سمجھتے تھے مگر افسوس ہے کہ ان مین خلاف شریعت کا رواج چل نکلا تھا جسکا احساس ان کو نہین ہوا اور آخر یہی باعث زوال سلطنت ہوا والبقاء للہ وحدہ۔ مرحوم نے قصر قرطبہ مین دوسری صفر ۳۹۲ھ کو سولہ سال حکومت کر کے بعارضہ فالج انتقال کیا

پابند تھا اراکین دولت اور روسا سلطنت مین سے جن لوگون نے اسکی
مخالفت اور اسکے کامون مین مزاحمت کی ان لوگون مین سے کسیکو بحکمت
عملی معزول کیا کسیکا درجہ توڑدیا اور کسیکو کسی کے ذریعہ قتل کرادیا یہہ
کل امور خلیفہ ہشام کے حکم اور شاہی فرمان کے ذریعہ سے سرانجام پاتے
تھے۔ رفتہ رفتہ محمد بن ابی عامر نے اپنے کل مخالفون کا استیصال
کردیا انکی جماعت کو منتشر کردیا۔ سب کے پہلے قصر خلافت کے صقالبہ خدام
خواجہ سرایان کے نکالنے کی فکر کی چنانچہ حاجب مصحفی کو ان کے نکالنے
اور بارگاہ خلافت سے مردود کرنے پر ابھار دیا حاجب مصحفی نے ان لوگون
کو ذلیل کرکے قصر خلافت سے نکالدیا یہہ لوگ تعداد مین آٹھ سو یا اس سے
زاید تھے۔ بعد اس کے محمد بن ابی عامر نے غالب (حکم کے مولی اور سپہ سالار
افواج سرحدی) کی بیٹی سے عقد کرلیا اور حد درجہ کی اسکی اطاعت
اور فرمانبرداری کرتا رہا اسکے ذریعہ سے اس نے مصحفی کے اقتدار
کو گھٹایا اور اس کے اثر کو امور سلطنت سے محو و نیست و نابود کرکے
معزول کرادیا۔ بعد ازان غالب سپہ سالار افواج سرحدی کی اولاد
بچھاڑ جعفر بن علی بن حمدون والی مسیلہ کے ذریعہ سے کی۔ یہہ جعفر
وہی ہے جو شروع عہد حکومت حکم مین زناتہ اور بربریون کو لیکے حکم
سے لڑا تھا۔ غالب کی برخاستگی کے بعد اس نے جعفر پر بھی اپنا
ہاتھہ صاف کیا عبدالودود ابن جوہر اور ابن ذی النون وغیرہما
جیسے سرداران عرب سے سازش کرکے جعفر کی زندگانی
کا بھی خاتمہ کردیا۔ الغرض محمد بن ابی عامر نے اراکین سلطنت اور سرداران
دولت کی اوکھاڑ پچھاڑ سے فارغ ہوکر لشکر کی آراستگی کی جانب توجہ کی

سرحدی باشندون زناتہ اور بربر سے شاہی لشکر مرتب کیا۔ صنہاجہ، مغراوہ، بنی یفرن، بنی برزال اور مکناسہ وغیرہم کو حکومت وسلطنت کے اہم اور ذمہ داری کے کام سپرد کئے اور انہین لوگون کو افواج شاہی کی سرداری عطا کی۔ محمد بن ابی عامر نے انہین چالون اور حکمت عملیون سے نوعمر خلیفہ ہشام کو شاہ شطرنج بنا کے قصر خلافت کے بساط پر بٹھا دیا اور خود حکمرانی کی عبا پہنکے حکومت کرنے لگا۔ خلیفہ ہشام اپنی شان خلافت لئے ہوے محلسرائے خلافت کی چاردیواری کے اندر بیٹھا رہا اور محمد بن ابی عامر نے بلاد ہسپانیہ مین اپنی حکومت اور رعب وداب کا سکہ چلا دیا کل امور سلطنت کا نظم ونسق خود کرتا تھا سرحدی عیسائی شہزادون پر ہمیشہ فوج کشی اور جہاد کرتا تھا اہل بربر اور زناتہ کو لشکر کی سرداری اور بڑے بڑے مراتب دیتا تھا اور عربی نژادون کے اثر کو آہستہ آہستہ گھٹاتا جاتا تھا تا آنکہ کمال استقلال اور استحکام کے ساتھہ حکومت و دولت پر مستولی ہوگیا جو جو اراکین دولت اسکے سد راہ تھے ان کے نام و نشان کو مٹا دیا۔ خاص اپنی سکونت کے لئے ایک شہر موسوم بہ زاہرہ آباد کرایا۔ شاہی خزائن، میگزین اور ہر قسم کے اسباب وہین اوٹھالے گیا۔ اور وہین تخت حکومت پر بیٹھہ کر حکمرانی کرنے لگا محمد بن ابی عامر نے اس پر فقط اکتفا نہین کیا تھا بلکہ یہ حکم بھی صادر کیا تھا کہ بادشاہون کی طرح میری تعظیم وتکریم کی جائے اور انہین کی طرح مجھے آداب والقاب لکھے جائین" باین ہمہ الحاجب المنصور کے لقب سے اپنے کو ملقب کرتا تھا۔ خطوط، فرامین اور سکے

انہی کے نام سے جاری کئے جاتے تھے - ممبرون پر اسکے نام کا خطبہ
پڑہا جاتا - سکہ بہی اپنے نام کا مسکوک کرایا اور پھریرون اور جھنڈون پر
اپنے نام کو لکھوایا - علاوہ براین اپنا خاص دفتر علیحدہ قایم کیا بربریون
اور آزاد غلامون سے فوجین مرتب کین - نومسلمون اور غلامون کو بڑے
بڑے عہدے عطا کئے اور ان چالون اور حکمت عملیون سے جسکو چاہا دبا
لیا جو چاہا کر گذرا جو امر داد و گیر تھا جہاد اور جنگ کفار پر اکثر بذات جاتا تھا - اپنے زمانہ حکومت مین
باون جہاد کئے ایک جہاد مین بہی اس کا جھنڈا سرنگون نہین ہوا اور
نہ اس کی فوج برداشتہ خاطر اور بددل ہوئی نہ تو اس کی فوج کو کوئی صدمہ
پہونچا اور نہ اس کے کسی سریہ کو ہلاکت کا سامنا ہوا اسکی فوج ظفرموج
سرحدی بلاد سے متجاوز ہو کر سواحل بربر تک پہونچگئی تھی - مدبرانہ چالونسے
ملوک بربر کو باہم لڑا کر ان کی قوت کو سلب کر لیا تہا - یہی اسباب تھے
جن سے اسکی حکومت کا سکہ تمام ملک مغرب مین کامیابی کے ساتھہ
چلا - ملوک زناتہ نے اپنی بداقبالی کا یقین کر کے اسکی اطاعت قبول
کر لی تھی اور اس کے شاہی اقتدار کو بخوشی خاطر تسلیم و قبول کر لیا
تھا اس کا بیٹا عبدالملک ملوک مغراوہ آل خزر کی سرکوبی کو فاس پر
چڑھ گیا تھا - بات یہہ ہوئی تھی کہ زیری بن عطیہ بادشاہ مغراوہ
نے خلیفہ ہشام کو ناتجربہ کار حکمران تصور کر کے اپنے حدود
مملکت کو کسی قدر بڑہا لیا تھا پس عبدالملک نے ۳۵۶ھ مین زیری
پر فوج کشی کی اور پہونچتے ہی فاس پر کامیابی کے ساتھہ قبضہ کر لیا
بعد کامیابی اپنے طرف سے ملوک زناتہ کو ملک مغرب اور اس کے
جنوبی حصہ سجلماسہ وغیرہا پر مامور کیا جیسا کہ آئندہ ہم تحریر کرین گے

زیری بن عطیہ نے تاہرت مین جاکے پناہ لی چنانچہ اسی زمانہ فراری مین مرگیا - بعد ازان عبد الملک نے واضح کو ملک مغرب کی حکومت پر مامور کرکے قرطبہ کیجانب مراجعت کی -

محمد[1] بن ابی عامر ملقب بہ منصور اعظم جو درحقیقت اسم بامسمے تھا ایسے غلبہ اور رعب و داب کی ستائیس سال حکومت کرکے جہاد سے واپس آتے ہوئے مدینہ سالم مین پہونچکے ۳۹۲ھ مین رہگرائے ملک آخرت ہوا -

[1] مولف کتاب نفح الطیب تحریر کرتا ہے کہ منصور اعظم کے حالات مین ابن سعید نے لکھا ہے کہ محمد بن ابی عامر ملقب بہ منصور اعظم قریہ ترکش کا رہنے والا تھا اسکا مورث اعلے عبد الملک طارق کے ساتھ اندلس مین آیا تھا -

ابن حیان نے اپنی کتاب مخصوص دولت عامریہ مین فتح نے مطمح مین، حجازی نے مسہب مین شقندی نے طرف مین بالاتفاق تحریر کیا ہے کہ منصور اعظم قریہ ترکش کا اصلی باشندہ تھا - لڑکپن ہی سے قرطبہ چلا آیا تھا اور یہین تعلیم اور تربیت حاصل کی بعد ازان محلسرائے خلافت کے قریب ایک دوکان لے کر خطوط نویسی کرنے لگا خدام قصر خلافت کے خطوط اور اہل غرض و حاجتمندون کی عرضیان لکھکر اپنی اوقات بسر کرتا تھا - اتفاق سے سیدہ صبح مادر موید (ہشام) نے حساب کے لکھوانے کے لیے منصور اعظم کو بلوا بھیجا - منصور اعظم نے دیانت داری اور مستعدی سے اس خدمت کو انجام دیا - بعض خواجہ سرایون نے بھی سلطانہ بیگم سے منصور اعظم کی تقریب اور توصیف کی سلطانہ بیگم اسکی خدمت سے اس درجہ خوش ہوئین کہ اُسکو بعض مواضعات کا قاضی مقرر کردیا - آدمی ہوشیار اور زمانہ کی رفتار سے آگاہ تھا نہایت دانائی سے اس خدمت کو انجام دیا تھوڑے دنون مین قبیلے

مظفر بن منصور مظفر کے انتقال کے بعد اسکا بھائی عبدالرحمن اسکا جانشین ہوا اور الناصر لدین اللہ کا بزرگ لقب اختیار کیا۔ اس نے امن و امان قایم رکھنے ملک و حکومت پر متغلب و متصرف رہنے اور خلیفہ ہشام

(بقیہ نوٹ) کی زکوٰۃ اور وراثت کی خدمت بھی اسکے سپرد ہوگئی۔ اس نے اپنی خداداد قابلیت اور نیز تحائف و ہدایا سے سلطانہ بیگم کو اپنے اوپر اس قدر مہربان بنا لیا اور اس قدر رسوخ بڑھا لیا کہ کسی غیر کو خواب مین بھی اس زمانہ مین یہہ مرتبہ نہین حاصل ہوا تھا یہ اس ہمہ اس نے مصحفی کی اطاعت اور فرمانبرداری مین بھی ذرہ بھر بھی کوتاہی نہین کی تا آنکہ ہشام تخت حکومت پر جلوہ افروز ہوا ہشام کی عمر اس وقت بارہ برس کی تھی سلطانہ بیگم کو امور سلطنت مین پوری پوری مداخلت تھی اور محمد بن ابی عامر اپنے شریفانہ طرز عمل اور عاملانہ تدابیر سے اسکا بیش دست تھا۔ اتفاق سے اسی زمانہ مین عیسائیون نے ممالک اسلامیہ پر فوج کشی کی مصحفی نے ان کی مدافعت پر محمد بن ابی عامر کو مامور کیا محمد بن ابی عامر نے بعنایت اللہ جل شانہ عیسائیون کو ہزیمت دے دی اس سے اسکی مقبولیت اور بڑھ گئی خواص و عوام اسکو محبت کی نظرون سے دیکھنے لگے۔ داد و دہش کا مادہ بھی اس مین موجود تھا کچھ لوگون کو گرویدگی اس سے ہوئی خوش کسیکو اپنی مردانگی اور دلاوری سے، کسیکو اپنی داد و دہش سے، کسیکو پابندی شریعت اور قانون سے، کسیکو اپنی عاملانہ تدابیر سے اپنا ہمدرد اور بہی خواہ بنا لیا اور جن لوگون نے اسکی ذرا بھی مخالفت کی یا اسکو انکی جانب سے خطرہ ہوا یہ حکمت عملی حرف غلط کی طرح سے نکال کر پھینکدیا۔ مصحفی کے ذریعہ سے مقالبہ (مخلسرائے خلافت کی متعلقہ فوج خواجہ سرایان مقالبہ یعنی سلیم) کو بلوایا بعد ازان مصحفی کو جوڑ توڑ لگا کر غالب کے ذریعہ سے معزول کیا۔

کو بزور حکمت عملی و تدابیر مناسب دبائے رکھنے مین وہی رویہ اختیار کیا
جو اسکے باپ اور بھائی کا تھا - بعد چندے اسکے دماغ مین رتبہ خلافت
حاصل کرنے کی ہوس سمائی چنانچہ خلیفہ ہشام سے جو کہ برائے نام حکومت

(بقیہ نوٹ) پھر غالب کو جعفر کے آڑے اپنے تئیں مقصود کا نشانہ بنایا بعد
چندے جعفر کو عبد الرحمن بن محمد بن ہاشم تجیبی کے ہاتھون ذلیل اور خوار کیا
حقیقت یہہ ہے کہ منصور اعظم اپنے ارادون مین حد درجہ کا مستقل اور اسکے
پورے کرنے مین نہایت مضبوط تھا - ان اشخاص مذکورین کی معزولی و
برطرفی اسوجہ سے نہین ہوئی کہ یہہ لوگ منصور اعظم کی ترقی کے سدراہ تھے بلکہ
ملکی و سیاسی مصلحتون نے منصور کو ان لوگون کی معزولی اور برطرفی پر قائل اور
آمادہ کیا تھا - ان لوگون نے اپنی غرضون کا ملک و دولت ہسپانیہ کو نشانہ بنا رکھا
تھا اور منصور اعظم کو یہہ باتین پسند نہ آتی تھین - اسکے زمانہ کو مورخین مغرب
نے اندلس کے لئے نمونہ رحمت الہی شمار کیا تھا - اس نے اندلس کے
خونخوار قبائل عرب کو بربریون اور اجنبیون کے ذریعہ سے زیر و زبر کرکے
اندلس کو ایسا امن اور مہذب حکومت بنایا تھا - اسکے کارنامے ایسے ہین جو
آب زر سے لکھے جانیکے قابل ہین اس نے اپنے زمانہ حکومت مین ۵۶ جہاد
سرحدی کفار پر کئے اور کسی مین بھی ناکامی نہوئی - بنفس نفیس لڑائیون مین جاتا تھا
اکثر سرحدی امراء کو ایک دوسرے سے لڑا کر کمزور کر دیا تھا - اسکے نسبت
مطمح مین فتح تحریر کرتا ہے کانت ایامہ احمد ایام وسہام باسہ اسد سہام غزالروم
شانیا وصائفہ مضی فینا یردم زاجراً وعایقاً - یاین ہمہ عروج وسطوت اس نے اپنے
نام سے "حاجب" کے لقب کو متروک نہین کیا تھا - نسباً باپ کیجانب سے معافری
تھا اور مان کی طرف سے تمیمی - لہذا دونون جانب سے اسکو شرافت نسبی حاصل

وسلطنت کا مالک تھا یہہ درخواست پیش کی کہ مجھے آپ اپنا ولی عہد مقرر فرمائے خلیفہ ہشام نے اس درخواست کو قبولیت کا درجہ عنایت کیا اور ارباب حل وعقد واصحاب سورے کو مجتمع کرکے ابو حفص بن برد کو عہدنامہ لکھنے کا حکم دیا۔ یہہ دن بیحد چہل پہل کا تھا تمام شہر چراغان کیا گیا تھا۔ غرض ابو حفص نے حسب حکم ہشام ناصر کی ولیعہدی کا فرمان باین مضمون تحریر کیا

(بقیہ نوٹ) ہوئی تھی

منصور نے اپنے زمانہ حکمرانی مین رفاہ عام کے بھی بہت سے کام کئے تھے جس سے اسکی نیکنیتی ور نفع رسانی خلائق کا ثبوت ملتا ہے ان مین قرطبہ کے نہر اعظم کا پل ہے ابتدائے ۳۷۶ھ مین اس پل کا بنیادی پتھر رکھا گیا ۳۷۹ھ کے نصف مین بنکر طیار ہوا۔ ایک لاکھ چالیس ہزار دینار (ایک دینار تقریباً نو روپیہ کا ہوتا تھا) صرف ہوئے تھے اسی قسم کا ایک دوسرا پل نہر استجہ پر بغرض رفاہ خلائق تعمیر کرایا تھا جامع مسجد قرطبہ کی عمارت مین بھی معقول اضافہ کیا تھا تمام ملک اندلس مین سڑکین بنوائین دشوار گزار پہاڑیون کو کاٹ کر راستے بنوائے جس پر ہر کہ ومہ بآسانی سفر کرسکتا تھا۔

منصور اعظم کی واقف کاری اور سیاست وبیدار مغزی غیر معمولی تھی اسکو ذرہ ذرہ حالات ملک کے معلوم ہوتے رہتے تھے ابن حیان تحریر کرتا ہے کہ ایک روز شب کے وقت منصور اعظم اپنے محلسرا مین بیٹھا ہوا تھا شدت کی بارش ہو رہی تھی تند اور تیز ہوا ٹھنڈی ٹھنڈی چل رہی تاریکی ایسی تھی کہ اپنا ہاتھ نظر نہ آتا تھا منصور نے دستہ فوج سواران مین سے ایک سوار کو طلب کرکے حکم دیا کہ اسیوقت طلیارش کے واسطہ پہاڑ پر جاکر کھڑے رہو جو شخص سب سے پہلے تمہاری طرف سے ہو کر

یہہ وہ عہد ہے جسکو ہشام موید باللہ امیر المومنین نے بالعموم
کل آدمیون سے اور بالخصوص بذات خاص بڑے غور و فکر
اور مدتون استخارہ کرنیکے بعد کیا ہے کہ کسکو میرے بعد
منصب امامت و خلافت دیا جاے اور کون شخص اس جلیل القدر

(بقیہ نوٹ) گزرے اُسکو میرے پاس لے آو چنانچہ یہہ سوار گھوڑے
پر سوار ہو کر طلبارش کے راستہ پر جا کر اسی ابر و بارش و برف و
طوفان مین کھڑا ہوا تھا قریب فجر ایک ضعیف اور معمر شخص گدہے پر سوار
آتا ہوا نظر آیا اس بوڑہے کے پاس لکڑی کاٹنے کے چند اوزار
بھی تھے سوار نے دریافت کیا اُے بوڑھے! تو ایسے وقت مین
کہان جاتا ہے! "بوڑھے نے جواب دیا "لکڑیون کیلئے جاتا ہون" سوار
نے اپنے دل مین یہہ خیال کر کے کہ یہہ بوڑہا غریب لکڑیون کے
کاٹنے کو پہاڑ کی طرف جا رہا ہے اس سے منصور کی کیا غرض ہوگی کچھہ
تعرض نہ کیا بوڑہا آگے بڑہ گیا پھر یہہ سوار دل ہی دل مین سوچ
کر منصور کی سطوت اور جبروت سے ڈر گیا اور لپک کر اس بوڑھے
کو جھٹ پٹ گرفتار کر لیا بوڑھے نے منت و سماجت کی کہ مجھے چھوڑ دو
منصور کی مجھ سے کوئی غرض نہ نکلے گی مین اپنے پیٹ کے دھندے
مین جا رہا ہون سوار نے ایک بھی نہ سنی کشان کشان منصور کی خدمت
مین لایا منصور اس وقت تک بیٹھا ہوا اس سوار کے آنے کا انتظار کر
رہا تھا ایک ساعت کو آنکھین نہین جھپکا ئی تھین منصور نے بوڑھے کو
دیکھتے ہی خدام کو خانہ تلاشی کا اشارہ کیا۔ خدام نے تلاشی لی مگر کچھہ
برآمد نہوا منصور نے کہا اچھا اسکے گدہے کے پالان کی تلاشی لو" خدام نے

عظیم الشان رتبہ کے لائق ہے۔ امیر المومنین پر اللہ تعالے
کا خوف بیحد غالب ہوا ہے اور وہ اون قضا و قدر سے نہایت
خائف و پریشان ہین جو یک بہ یک نازل ہو جاتی ہین اور پھر
وہ کسی نوع ٹالے نہین ٹلتین ہنوز اس گروہ سے علما رکا وجود مفقود

(بقیہ نوٹ) پالان کی تلاشی لی تو اس مین سے ایک خط برآمد ہوا یہہ خط عیسی جلار وطنون
نے ان عیسائیون کو تحریر کیا تہا جو منصور کے یہان فوجی خدمات پر مامور
تہے۔ مضمون یہہ تہا کہ موقع پا کے منصور کا کام تمام کر دو۔ منصور نے
اس سے مطلع ہو کر کل عیسائیون کے قتل کا حکم دے دیا انہین عیسائیون کے ساتھہ
اس بوڑھے شخص کی بہی گردن ماردی گئی۔

منصور اعظم مین فروگذاشت، فیاضی اور رحمدلی کا مادہ بہی موجود تہا
کتاب الازہار المنثورہ فی الاخبار الماثورہ کے زہرہ چوالیسوین مین لکہا ہوا ہے
کہ ایک مرتبہ منصور اعظم نے خزانہ شاہی کی جانچ کی تو اتفاق سے افسر
خزانہ کے ذمہ تین ہزار دینار کا تغلب و تصرف نکلا منصور نے افسر
خزانہ کو اپنے روبرو طلب کر کے بیان لیا افسر خزانہ نے بہن کا اقرار
کیا منصور بولا کیون فاسق بجتہ ایسے شخص کی کیا سزا ہے جس نے
شاہی مال کو غصب کیا ہو،، افسر خزانہ نے گذارش کی "یہہ ایک ہونہار
تقدیر ہی امر تہا جو عقل پر غالب آگیا اور تہیدستی تہی جس نے امانت اور دیانت
کو فاسد کر دیا" منصور نے قسم کہا کر کہا مین تجہکو بیحد سزا دونگا تاکہ
دوسرون کو عبرت ہو" منصور نے کمکر بوارا وردار و غہ جیل کو طلب کر کے حکم دیا
اس خاین کے پاؤن مین بہاری بیڑیان ڈالدو اور جیل مین پہونچا دو۔
چنانچہ اسکی تعمیل کر دی گئی اور سرہنگ کشان کشان لے چلے۔ افسر

نہین ہوا کہ جنکے ناپید ہو جانے سے جہل و تاریکی کی گھنگور گھٹا
چھا جائیگی اور اللہ تعالے کے روبرو جاتے ہوئے ایسی حالت
مین کہ ادائے فرائض منصبی سے قاصر رہے ہین شرم آئیگی مینے

(بقیہ نوٹ) خزانہ نے چلتے وقت دو شعر پڑھے جسکا ترجمہ یہہ ہے افسوس صد افسوس مین نے اکثر دیکھا ہے * کہ جو ہونہار امر ہوتا ہے اس مین عقل جاتی رہتی ہے * اصل یہہ ہے کہ کسی شخص مین کچھہ قوت ہے اور نہ طاقت طاقت ہے * جو قوت ہے یا طاقت ہے وہ اللہ کی ہے * منصور نے یہہ سنکر ارشاد کیا لوٹا لاؤ جب وہ لوٹا لایا گیا تو اُس سے دریافت کیا تُو نے تمثیلاً یہہ کہا ہے یا کہ اعتقاداً اور قولاً" افسر خزانہ نے عرض کیا مین نے اعتقاداً کہا ہے تمثیلاً نہین کہا" منصور نے سرہنگون کو حکم دیا کہ اسکی بیڑیان کٹواؤ فوراً بیڑیان کاٹ ڈالی گئین افسر خزانہ سے خوش ہوکر دو شعر اور پڑھے جسکا مضمون یہہ تھا کیا تم نے ابن ابی عامر کی فروگذاشت نہین دیکھی * بالضرور اسکا احسان سب کی گردن پر ہے * ایسا ہی اللہ تعالے جب کسی بندہ سے درگذر کرتا ہے * تو اُسکو جنت مین داخل کرتا ہے۔ منصور نے خوش ہوکر حکم دیا اسکو رہا کردو اور جس قدر اس نے روپیہ غبن کیا ہے اسکو میرے مال سے پورا کرکے داخل خزانہ کردو۔

منصور اعظم کے مزاج مین جہان اس قدر فروگذاشت تھی وہان وہ قوانین اور احکام شرعیہ کا بیحد پابند بھی تھا ایک مرتبہ کا ذکر ہے کہ کسی جرم مین اسکا بیٹا ناخود ہوکر قاضی کے روبرو پیش کیا گیا قاضی نے حد شرع کے جاری کئے جانے کا حکم دیا۔ منصور کا بیٹا یہ سمجھکر کہ میرا باپ حکومت و سلطنت کے سیاہ و سفید کرنے کا مختار ہے مجلس قضا سے اپنے مکان مین بھاگ آیا منصور کو اسکی

قبایل قریش وغیرہ کی خوب خوب جانچ و پرتال کی کہ ان مین سے کون شخص
ایسے امر عظیم الشان کے لائق ہے اور ایسے بارگران کے اٹھانے کا
کون شخص متحمل ہوگا جس کی دیانت و امانت پر بھروسہ کرکے اللہ
کے بندے اس کے سپرد کئے جائین اور وہ اپنی ہوائے
نفسانی اور خواہشات بیجا سے کنارہ کرکے اللہ تعالیٰ کی مرضی کا
جویان اور خواہان رہے مین نے نزدیک و دور نظر دوڑائی مگر

(بقیہ نوٹ) خبر لگی تو اس نے بیحد ناراضی ظاہر کی اور اسیوقت گرفتار کرکے
قاضی کے خدمت مین بھیجدیا قاضی نے شرعی حد کا نفاذ کیا چنانچہ اسی حد مین
وہ مر بھی گیا۔ اور منصور نے اُف تک نہ کیا۔ منصور اعظم جس وقت فوج کے
جایزہ لیتا اور قواعد پریڈ کے میدان مین ہوتا اس وقت یہ معلوم ہوتا
تھا کہ یہ ایک غیر معمولی جنرل ہے جس سوار کی تلوار یا وردی خلاف
قاعدہ ہوتی ایسی تلوار سے اسکا سر اوتار لیا جاتا ذرا بھی فروگذاشت
نہ کرتا۔ غرض منصور اعظم عفو و کرم اور پابندی قوانین کا ایک مجسم پتلا
تھا۔ جسمین دو تورخ نظر آتے تھے۔

منصور اعظم اپنے ارادے مین مستقل اور مضبوط بھی تھا جس کام کو
شروع کرتا اسکو بغیر تمام کئے ہوئے نچھوڑتا تھا اس سے اسکی بلندی
اولوالعزمی پر کافی طور سے روشنی پڑتی ہے۔ ایک مرتبہ کا ذکر ہے کہ وہ مجلس
مشیران مین کسی مہم سلطنت پر بحث کر رہا تھا۔ اثنار بحث مین دفعتہً گوشت
کے جلنے کی بو آئی رفتہ رفتہ اس قدر بڑھی کہ تمام ایوان مین
پھیلکر حاضرین کو پریشان کر دیا ختم بحث کے بعد دریافت سے معلوم ہوا
کہ منصور کے پاؤنمین کوئی بیماری تھی اور اسپر داغ دیا جاتا تھا۔ اللہ رے

میرے نظر مین ایسا کوئی شخص نظر نہ آیا جسکے سپرد میرے بعد
خلافت و امارت مسلمین کیجائے باستثنا ایک شخص کے جو کہ باعتبار
نسب کے بہترین اشخاص سے ہے بلحاظ رتبہ کے عالی بنظر منصب کے
سب سے برتر ہے۔ تقوے اللہ کا مادہ بھی اس مین ہے۔ فرو
گذاشت بھی اسکے مزاج مین ہے مردم شناسی اسکا خاص جوہر
ہے اپنے ارادون وہ مضبوط ہے اخلاق حسنہ سے آراستہ ہے

(بقیہ نوٹ) منصور کا استقلال اور قایم مزاجی کہ اس نے اُف تک نہ کیا
اور اُف کرنا تو درکنار پوری دلجمعی سے مسئلہ درپیش مین بحث کی اور کامل
طور سے اس پر ردوقدح کرنے مین مصروف رہا ایسے مستقل مزاج
شخص کے آگے کسی مزاحم کی مزاحمت کہان تک چل سکتی ہے اسکا تم خود
اندازہ کر سکتے ہو۔

منصور اعظم درحقیقت منصور اعظم اسی مبارک لقب سے ملقب کئے جانے کا مستحق تھا
جب تک اسکی فوج ظفر موج شستما ہی بلغار پر رہتی تھی اس وقت تک
تمام سرحد اندلس کے مسیحی علاقہ جات مین تہلکہ پڑا رہتا تھا اور عیسائی امرا کے
گے مجسم تصویر مرگ کھڑی رہتی تھی ۔ لیون کو معہ اردگرد کی ریاستون کے
تخت قرطبہ کا باجگذار صوبہ بنا لیا تھا۔ کسٹامل، بارسلونا۔ نادار کو
متواتر دو ہیم ہزیمتون سے جان ملیب کر رکھا تھا۔ بلکہ پامپلونا اور بارسلونا
کے شہرون پر قبضہ بھی کر لیا تھا صاحب مطمح لکھتا ہے کہ ایک مرتبہ
اسکا ایک سفیر غرسیہ والی نبکنس کے پاس کسی ضرورت سے گیا ہوا تھا
غرسیہ نے اسکی بیحد خاطر اور مدارات کی بڑے دھوم دھام سے دعوت
کی۔ اپنے تمام مقبوضہ علاقہ کی سیر کرائی۔ مدتون اس کے ملک مین یہ سفیر

ذمایم عادات سے کوسون بلکہ منزلون دور ہے وہ کون شخص ہے وہ
میرا دوست میرا ناصح مہربان ابو المظفر عبد الرحمن بن منصور بن ابی
عامر اللہ تعالے اسکو توفیق خیر عطا فرمائے امیر المومنین
نے اسکو مختلف مواقع پر جانچا ہے اور متعدد حالات مین اس کا
امتحان لیا ہے اسکی حالت پر غایر نظر کی ہے اسکی اخلاق اور عادات
پر بھی غور و فکر کی ہے پس اسکو امیر المومنین نے نیک کامون مین جلدی

(بقیہ نوٹ) سفر کرتا رہا - کوئی مقام ایسا نہ تھا جہان پہونچ نہ گیا ہو - اتفاق سے
ایک روز اسکا گزر ایک کلیسہ کی طرف ہوا - گوشہ کلیسہ مین ایک عورت مقید
نظر آئی دریافت سے معلوم ہوا کہ یہ مسلمان عورت ہے اور ایک مدت دراز
سے عیسائی راہبون نے قید کر رکھا ہے - سفیر نے بعد واپسی اس واقعہ کو منصور
سے بیان کیا منصور نے اسی وقت فوج کو طیاری کا حکم دیا اور نہایت تیزی
سے توجین مرتب کر کے غرسیہ کے ملک پر جا پڑا غرسیہ گھبرا کر منصور کی خدمت
مین حاضر ہوا - دست بستہ ادب کے ساتھ نوجانی اور ناراضی کا سبب دریافت
کیا منصور نے کہا تو نے عہد سے روگردانی کی ہے وعدہ و اقرار کیا تھا کہ مین اپنے ملک
مین کسی مسلمان کو قید نہ کرونگا مگر دریافت سے معلوم ہوا کہ تو نے خلاف عہد
فلان کلیسہ مین ایک عورت کو قید کر رکھا ہے - واللہ مین اس وقت تک تیرے
ملک سے نہ جاونگا جب تک اس کلیسہ کو منہدم کر کے اس عورت کو رہا نہ کرلون گا
غرسیہ نے قسم کھا کر منت وسماجت سے اپنی ناواقفی ظاہر کی اور اسی وقت
منصور کی مرضی کے مطابق کلیسہ کو منہدم کرا کے اس عورت کو منصور کے لشکر
گاہ مین پہونچا دیا -

منصور اعظم کے نمایان فتوحات اور اسکی زندگانی کے عمدہ کارنامون

۱۹۰۷ء (۱)

کرنے والا ہے، اللہ تعالےٰ کی خوشنودی حاصل کرنے کا بیحد
شائق ہے، اپنے مقاصد اور ارادون کے پورے کرنے پر چہرہ
دست ہے اور کل خوبیون اور محاسن کا جامع ہے وہ ایسا شخص
ہے کہ منصور جیسا اس کا باپ ہے اور مظفر جیسا اسکا بھائی ہے۔ ایسی
صورت مین کوئی ہرج نہین ہے اگر وہ کل ترقی کے زینون کو دفعتہً
طے کرجاے اور خیر و برکت کے مدارج ایکبارگی حاصل کرلے امیرالمومنین نے

(بقیہ نوٹ) سے اندلس کے شمالی مسیحیون کا سر کرنا ہے پہلے اس نے لیون
کو زیر و زبر کیا اور اسکی لوہا لاٹ فصیلون اور سنگین برجون کو مسمار اور
منہدم کرکے بارسلونا کی طرف بڑہا اور اسپر بھی قابض ہو کر گالیشیا
پر جا پہونچا اور اسکو بھی بزور تیغ مفتوح کرکے بنیٹ یعقوب (یاگو) کے
مشہور اور عظیم الشان گرجا کو جا کر زمین دوش کر دیا یہ گرجا بلاد اندلس
مین بہت بڑا اور عظیم الشان تہا دور دور ملکون سے عیسائی راہب اسکی
زیارت کو آتے تہے ہزارون تارک الدنیا اور خدا پرست مسیحیون کا
یہ ملجا و ماوا اور تمام یورپ کا قبلہ بنا ہوا تہا۔ عیسائیون کا یہ خیال تہا
کہ اس کلیسہ مین یعقوب حواری مسیح کی قبر ہے مسیح علیہ وعلےٰ نبینا الصلواۃ
والسلام کی نظر توجہ اسپر خاص طور سے تہی یہ بیت المقدس کا اسقف
(مجاور) تہا۔ تلقین دین عیسایت کی غرض سے اس مقام تک پہونچکر پھر سرزمین
شام کو واپس گیا تہا اور غالباً ۱۲۰ھ شمسی مین وہین مرگیا تہا اس کے
ہمراہیون نے اس کلیسہ مین لاکے دفن کیا جو اس کے سفر کا منتہا تہا۔
اس وقت تک ملوک اسلامیہ مین سے کسی نے صعوبت راہ، مشکلات سفر
اور بیخبری کی وجہ سے اس کلیسہ کا قصد تک نہین کیا تہا۔ یہ شرف

(اللہ تعالےٰ اسکی تائید کرے) اسوجہ سے کہ اس مین علم کے
بڑے بڑے اسرار مخفیہ اور غیب کے بہت سے راز سربستہ
کا ظہور ہوتا ہے یہہ قصد فرمالیا ہے کہ انکا ولیعہد ایک قحطانی
نسل کا شخص ہو جسکی نسبت عبداللہ بن عمرو بن العاص اور
ابوہریرہ نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے

(بقیہ نوٹ) وعزت منصور کے لئے ازل سے مخزون تھے چنانچہ یوم شنبہ
ماہ جمادی الآخرہ ۳۸۵ھ کی چوبیسوین تاریخ کو لشکر صائفہ کے ساتھہ قرطبہ سے
منصور نے کوچ کیا منصور کا اڑتالیسوان جہاد تھا کوچ وقیام کرتا ہوا شہر
قوریہ مین داخل ہوا اور اسکو مفتوح کرکے غلیسیہ (گالیشیا) کی طرف
بڑھا یہان پر ایک گروہ عظیم مسیحی سردارون کا بغرض اظہار اطاعت علم حکومت
حاضر ہوا اور عساکر اسلامیہ کے ہمراہ شمالی مسیحیون کے سرکرنے کو روانہ ہوا
منصور نے پہلے ہی سے دریائی سفر اور فوج کا انتظام کرلیا تھا کئی بیڑے جنگی جہازون
کے مقام قصر ابی دانس ساحل غربی اندلس مین لنگرزن تھے جسمین بڑے
بڑے ماہر بحری جنگ کے موجود تھے - آلات حرب بھی کافی تھے کمسریٹ کا انتظام
بھی معقول تھا - فوج کی تعداد بھی کثیر اور معتدبہ تھی یہان سے روانہ
ہوکر مقام برتقال کی طرف بڑھا اور نہر دویرہ کو عبور کرکے ایک بڑی نہر کو بذریعہ
پل کے عبور کیا جو منصور کے حکم سے بیڑہ جنگی جہازات نے پیشتر سے
تعمیر کر رکھا تھا - یہہ پل اس قلعہ کے مقابلہ پر بنایا گیا تھا جو اس
مقام پر عیسائیون کا تھا منصور نے قلعہ سے جس قدر سامان جنگ اور
رسد وغلہ کا ذخیرہ ملا لے کر دشمنان اسلام کے ملک مین قدم
رکھا اور نہایت تیزی سے کئی دشوار گزار راستون اور متعدد دریاون اور پہاڑی

آپ نے فرمایا ہے لاتقوم الساعۃ حتے یخرج رجل من قحطان یسوق الناس بعصاہ ،، پس جبکہ انتخاب خلیفہ کی بابت اختیار حاصل ہوگیا اور آثار سے اسکا ثبوت ملگیا اور کوئی دوسرا شخص اس کے سوا اس اہلیت کا نظر نہین آتا ہے تو امیر المومنین اپنے حالت حیات مین امور

(بقیہ نوٹ) درون کو طے کرکے ایک بہت بڑے کشادہ میدان مین پہونچا جو بلاد قرطاش مین واقع تھا پھر اس میدان سے ایک دشوار گذار پہاڑ کے قریب پہونچا جسکا صرف ایک ہی راستہ از حد چھوٹا اور تنگ تھا منصور نے سپہ سالار پلٹن کو راستہ ہموار کشادہ کرنے کا حکم دیا چنانچہ شاہی پلٹن نے نہایت تیزی سے سڑک درست کردی منصور نے اس مصیبت سے بہ آسانی تمام نجات پائی اور نیزہ داوی میہ کو بھی عبور کرکے سکیلے ہوئے اور وسیع میدان مین پہونچا اس میدان سے طے کرنیکے بعد دیر قسطان اور بلبیوس کے میدان مین وارد ہوا یہ مقام بحر محیط کے کنارہ پر واقع تھا ۔ عیسائیون سے مقابلہ ہوا کامیابی کا سہرہ منصور کے سر رہا شنت (نیٹ) بلانیہ کو فتح کرکے بحر محیط کے اس جزیرہ کیجانب بڑھا جہان پر کہ ان گردونواح کے ہزیمت یافتہ عیسائی بھاگ کر پناہ گزین ہوئے تھے عیسائیون نے جاتے وقت کشتیون کو ہٹوادیا تھا منصور کو اس دریا کے عبور کرنے مین بیحد پس وپیش ہوا مگر کچھ سوچ سمجھکر گھوڑے کو دریا مین ڈالدیا اس کے ہمراہیون نے بھی اپنے شیر دل افسر کو تیرتے ہوئے دیکھکر اپنے اپنے گھوڑون کو دریا مین ڈالدیا رکاب سے رکاب ملائے ہوئے بات کی بات مین دریا عبور کرکے جزیرہ مین جا پہونچے ۔ جس قدر عیسائیون نے یہان آکر پناہ لی تھی ان سب کو قید کرلیا مال واسباب لوٹ لیا ۔ بعد ازان اسلامی لشکر بڑھتے بڑھتے

سلطنت کو اسکے سپرد کرتے ہین اور بعد وفات یہ حکم دیتے ہین
کہ یہی میرا جانشین تخت خلافت ہو امیر المومنین کا یہہ فعل بطیب خاطر
بلا جبر و اکراہ اور اجتہاد اً ہے امیر المومنین نے اس ولیعہدی
کو بلا کسی شرط اور اختیار کے جایز اور نافذ فرمایا ہے اور اس

(بقیہ نوٹ) کوہ مراسیہ تک پہونچا جسکو بحر محیط کئی طرف سے گھیرے ہوئے تھا مسلمانون
نے اسکو بھی ایک سرے سے چھان ڈالا جس قدر عیسائی یہان تھے ان
سبکو گرفتار کرکے اپنا حلقہ بگوش بنا لیا اور جس قدر مال و اسباب پایا
سب پر قبضہ کر لیا بعد اسکے بذریعہ دو رہبرون کے اسلامی لشکر نے دو پایاب
مقام سے خلیج کو عبور کرکے نہر ایلہ کو بھی عبور کیا اور بہت بڑے مسطح قطعہ زمین مین
پہونچے جہان پر عمدہ عمدہ عمارتین بکثرت تھین - قدرتی چشمے، خود رو سبزہ زار اور
باغات تھے اس مقام سے یعقوب حواری کی قبر دکھائی دیتی تھی جس کی
زیارت کو عیسائی دور دراز ملکون سے سفر کرکے آتے تھے بلا دقیط،
نوبہ، رومہ اور تمام یوروپ کے مسیحی راہب اور تارک الدنیا یہان پر آکے
مجتمع ہوتے تھے اور یہان کے قیام کو باعث نزول برکت و رحمت خداوند
تصور کرتے تھے منصور نے اس مقام سے کوچ کرکے شہر سنیٹ یعقوب
پر پہونچکر پڑاؤ کیا یہہ دن چہارشنبہ کا تہا ماہ شعبان ۳۸۷ھ کی صرف دو راتین
گذر چکی تھین - عیسائیون نے اس مقام کو پہلے ہی سے خالی کر دیا تھا عساکر
اسلامیہ نے سوائے عمارتون اور کلیسون کے اور کسیکو نہ پایا عمارتون
اور گرجاون کو تو منہدم و مسمار کر دیا اور مال و اسباب جس قدر پایا لے لیا
بڑے گرجا کے قریب جسوقت منصور پہونچا ایک بوڑہا راہب یعقوب حواری
کی قبر کے پاس بیٹھا ہوا نظر آیا منصور نے دریافت کیا تم یہان کیون ٹھہرے ہو

عہدنامہ کے ایفار پر خفیہ، علانیہ، قولاً اور فعلاً اللہ اور اسکے نبی صلے اللہ
علیہ وسلم اور خلفار راشدین کو جو کہ امیر المومنین کے ابار
واجداد سے ہین اور نیز اپنے آپ کو ذمہ دار کیا ہے
کہ آیندہ نہ تو اس مین کچھ تبدیلی کیجائیگی اور نہ کچھ تغیر پیدا کیا

(بقیہ نوٹ) ؟ اور کیا کرتے ہو؟ بوڑھے راہب نے نہایت بے پروائی سے
جواب دیا یعقوب حواری کی تنہائی کے خیال سے یہان ٹھہرا ہوا اپنے خداوند
کو یاد کرتا ہون، منصور کے دل مین اس استغنائی کا بہت بڑا اثر پڑا صرف
اوسکی جان بخشی نہین کی بلکہ ایک گارد زاہد اور مزار کی حفاظت پر مقرر کردیا تاکہ سپاہ
جو شہر کو تاخت و تاراج کر رہی ہے اس مقام کے لوٹنے کی جرات نکر سکے
اور فتحمند گروہ کی غارتگری سے یہ محفوظ رہے۔ اس مقام کے قبضہ حاصل کرنیکے
بعد منصور نے اپنی فوج ظفر موج کو تمام جزیرہ مین پھیلا دیا بڑھتے بڑھتے اسکی
فوج جزیرہ سیٹ مانکس تک پہونچگئی جو اس سرزمین کا منتہا تھا جس سے بحر محیط
کی لہرین ٹکراتی ہین اور جسکے آگے نہ تو سوار جا سکتے تھے اور نہ اس سے کوئی پیادہ
باسانی عبور کرسکتا تھا۔ یہہ وہ مقام ہے جہان پر منصور کے پہلے کسی مسلم کا گذر
نہین ہوا۔

چونکہ منصور نے جاتے وقت بیحد دقت اٹھائی تھی اس وجہ سے مراجعت
کرتے ہوئے برمندبن اردون کے ملک کا راستہ اختیار کیا اور اپنے ہمراہیون
کو اس کے ملک کے تاخت و تاراج کرنے کی ممانعت کردی رفتہ رفتہ
قلعہ بلیقیہ کے قریب پہونچا یہان سے منصور نے ان عیسائی امرار کو ان کے بلاد
کیجانب واپس جانیکا حکم دیا جو اس جہاد مین اسکے ہمرکاب تھے اور نامہ بشارت
فتح دارالحکومت قرطبہ روانہ کیا واپسی کے وقت مسیحی امرار کو انعامات

جاے گا اور نہ یہہ عہدنامہ زائل کیا جاے گا اور نہ کسی امر پر محول کیا جاے گا۔ اس امر پر اللہ تعالےٰ اور ملائکہ کی گواہی کیجاتی ہے اور اللہ تعالےٰ شہادت کے لئے کافی ہے اور نیز اس پر اس کی گواہی بھی کیجاتی ہے جسکا نام اس عہد نامہ مین آگیا ہے اور وہ آج سے صاحب الامر قولاً و فعلاً مختار اور یہ ولیعہد موسوم بہ مامون ابوالمظفر عبدالرحمن بن منصور ہے۔ اللہ تعالےٰ اس کو توفیق خیر عطا فرمائے اور جس امر کا بار اسکے گردن پر رکھا گیا ہے اسکے پورے کرنے کی اسکو قوت عطا کرے اور اسکو اسکے فرائض منصبی کے ادا کرنے پر قدرت عنایت کرے۔ تحریر ماہ ربیع الثانی ۳۹۸ھ

تحریر عہدنامہ کے بعد وزرا، قضاۃ اور کل ارکین دولت نے بدست خاص اپنا اپنا دستخط کیا اور اس روز سے یہہ ولیعہد کہلایا جانے لگا۔ اس سے اہل دولت امویہ کو جوش پیدا ہوا اور وہ سب کے سب اس سے مخالفانہ پیش آنے لگے اسی سبب سے اسکی اور اسکی قوم کی دولت منقرض ہوگئی والله وارث الارض ومن علیہا۔

(بقیہ نوٹ) جایئے اور صلہ مرحمت فرمائے جس سے منصور کی عالی حوصلگی بلند ہمتی کا ثبوت ملتا ہے۔

اسی معرکہ یا اسکے کسی اور معرکہ کے بعد محمد بن ابی عامر نے "المنصور" کا خطاب اختیار کیا اور درحقیقت وہ اسی خطاب کا سزاوار تھا۔

افسوس ہے کہ ایسا اولوالعزم عالی حوصلہ شخص جو انسانی حملوں سے ہمیشہ بچتا اور کامیاب ہوتا رہا موت کے پنجہ سے نہ بچ سکا۔ کٹائل پر آخری جہاد کرکے بوقت واپسی دفعتہً بیمار ہو کر ۳۹۲ھ/۱۰۰۲ء مین مرگیا اور بمقام مدینہ سالم (میڈنیا سلی) مدفون ہوا۔ نفح الطیب جلد اول مطبوعہ لیدن صفحہ ۲۵۷ لغایۃ ۲۷۶

بنو عامر کا زوال مہدی کی بیعت

ہرگاہ عبدالرحمٰن ملقب بہ ناصر لدین اللہ بن منصور اعظم کی ولیعہدی کی تقریب تکمیل کو پہونچگئی۔ امیون اور قرشیون کو اس سے بیحد ناراضگی اور برافروختگی پیدا ہوئی عبدالرحمان ناصر کے گرانے کی فکرین کرنے لگے اور سب کے سب اس امر پر متفق ہوئے کہ عنان حکومت مضریہ کے قبضہ اقتدار سے نکال کے یمنیہ کے ہاتھہ مین دیجائے چنانچہ ہر طبقہ کے لوگون مین باہم سرگوشیان ہونے لگین اتفاق سے اسی زمانہ مین عبدالرحمٰن ناصر لشکر صوائف کے ساتھہ جلالقہ کے جہاد پر چلا گیا۔ مخالفین کو موقع ملگیا ایک روز سب کے سب مجتمع ہوکر افسران علیٰ پولیس پر قرطبہ مین قصر خلافت کے دروازہ پر جہانکہ اسکا مقر تھا ۳۹۹ھ مین ٹوٹ پڑے اور ہشام موید کو منصب خلافت سے معزول کرکے محمد بن ہشام بن عبدالجبار بن امیرالمومنین الناصر لدین اللہ کو سریر خلافت پر جلوہ افروز کیا اور اسکی خلافت و امارت کی بیعت کرلی۔ محمد بن ہشام اسی شاہی خاندان کا ایک ممبر اور خلفاء گذشتہ کا یادگار تھا۔ ارکین دولت نے محمد کو سریر خلافت پر متمکن کرنے کے بعد "المہدی باللہ" کا لقب دیا اس واقعہ کی خبر شہزادہ عبدالرحمٰن صاحب کو سرحد پر جہانکہ وہ تھا پہونچگئی۔ ہمراہیون مین پھوٹ پڑگئی۔ عبدالرحمٰن نے اس زعم سے کہ امور سلطنت کے سیاہ وسفید کرنے کا مالک تو مین ہون اور میری موجودگی مین کیسکی کچھہ پیش نہ جائیگی قرطبہ کیجانب مراجعت کی جون ہی دارالخلافت کے قریب پہونچا فوج کا حصہ کثیر اور سرداران بربر عبدالرحمٰن کی لشکرگاہ سے علحدہ اور جدا ہوکر قرطبہ چلے آئے اور مہدی کے ہاتھہ پر بیعت کرلی جو اس وقت قرطبہ مین حکمرانی کررہا تھا۔ ان لوگون نے مہدی سے لگا بجھا کے عبدالرحمٰن ناصر کی مخالفت پر ابھار دیا چنانچہ مہدی کے اشارہ سے چند لوگ عبدالرحمٰن ناصر پر حملہ آور

ہنوئے اور اسکا سر اوتار کر مہدی اور مخالفین عبدالرحمن کے پاس لے آئے عبدالرحمن کے مارے جانے سے عامریون کی حکومت و دولت کا خاتمہ ہوگیا گویا کہ یہ نہ تھی۔

بربر کی بغاوت اور مستعین کی بیعت

اس سے پیشتر بربریون اور زناتہ کی فوجون نے منصور کا حکمرانی اور سیاست مین ہاتھہ بٹایا تھا بعدہ اس کے بیٹے کی بھی ہواخواہ رہے۔ ان دنون ان لوگون کے رؤسا اور امرا زاوی بن مناد صنہاجی، ہنو ماکیر ابن زیری، محمد بن عبد اللہ بن عبد اللہ برزالی، فضیل بن حمید مکناسی (اسکا باپ عبیدیون سے عہد خلافت ناصر مین لڑا تھا) زیری بن عزانہ مغیلی، ابو یزید بن دوناس یفرنی، عبدالرحمن بن عطاف یفرنی، ابو نور بن ابی قرہ یفرنی، ابو الفتوح بن ناصر، حزرون بن محمد مغراوی، مکناس بن سید الناس اور محمد بن یحیی مغراوی وغیرہم معہ اپنے قبائل اور خاندان کے تھے۔ یہہ لوگ عبدالرحمن ناصر کی کج ادائی، بدخلقی اور بے انتظامی سے ناراض ہوکر محمد بن ہشام سے جاملے تھے باقی رہے [illegible] ان کے جانب مائل و ملتفت تھے کیونکہ انہین لوگون نے عامریون کی اعانت اور مدد کی تھی۔ منصور اور اوسکے بیٹون کے تصرفات اور حکومت و دولت پر متقلب و متصرف ہونے کی نسبت انہین کیطرف کی جاتی تھی اہل شہر کے قلوب ان کی ان حرکات و سکنات سے بیزار تھے عام طور سے آنکھون مین کانٹا سا کھٹکتے تھے تھوڑے دنون مین اس حد تک نہیہ قضیہ بڑہا کہ عوام الناس ان لوگون کی زیادتیون سے پریشان ہوکر اراکین دولت سے فریاد کرنے لگے ہر کہ مہ کے زبان پر انہین لوگون کا چرچا رہنے لگا۔ محمد بن ہشام نے ان سب واقعات سے مطلع ہوکر

(۱) ابن خلدون ص ۱۹ ج ۴

حکم دے دیا کہ ان لوگونمین سے نہ کوئی سوار ہو کر نکلے اور نہ آلات حرب سے مسلح ہو۔ اسی زمانہ مین ان کے بعض روسا ر دروازہ محلسرائے شاہی بلا حضوری واپس کر دیئے گئے تھے اور بازاریون نے انکے مکانات کو لوٹ لیا تھا۔ زاوی اور اسکا چچازاد بھائی حساسہ اور ابوالفتوح ناصر نے دربار خلافت مین حاضر ہو کر محمد بن ہشام مہدی سے اسکی شکایت کی کہ بازاریون نے ہم لوگون کے مکانات کو لوٹ لیا ہے مہدی نے معذرت کی اور عوام الناس مین سے جن لوگون نے ان کو تکلیفین پہونچائی تھین ان کے قتل کا حکم صادر کیا حالانکہ مہدی کا سینہ ان لوگون کی عداوت سے بھرا ہوا اور ان کی ذمائم عادات سے اسکا دل بیزار تھا۔ بعد اس کے سچ یا جھوٹ کسی ذریعہ سے ان لوگون تک یہ خبر پہونچگئی کہ مہدی ان لوگون کے ساتھ بد عہدی کیا چاہتا ہے۔ پس یہ لوگ باہم ملنے جلنے لگے۔ در پردہ مشورہ ہونے لگا کہ مہدی کو معزول کر کے ہشام بن سلیمان ابن امیر المومنین ناصر لدین اللہ کو عباے خلافت پہنانا چاہیئے۔ اس واقعہ سے خاص خاص اراکین دولت کے کان آشنا ہو گئے۔ بکمال استعجال اس کے روک تھام کی طرف متوجہ ہوے پہلے تو ان لوگون کو بحکمت عملی شہر قرطبہ سے نکال باہر کیا بعد ازان ہشام بن سلیمان اور اس کے بھائی ابوبکر کو مہدی کے پاس گرفتار کر لائے۔ چنانچہ مہدی کے حکم سے ان دونون ناکردہ گناہون کی گردن ماری گئی۔ اور سلیمان بن حکم بخوف جان بھاگ کر برابر اور زناتہ کے لشکر مین پہنچا اس وقت یہ سب کے سب قرطبہ کے باہر جمع ہو رہے تھے اور شاہی خاندان مین کسی ایک شاہزادے کو تخت نشین کرنے کی فکر مین کر رہے تھے۔ سلیمان کو دیکھتے ہی اسکے ہاتھ پر خلافت کی بیعت کر لی۔

المستعین باللہ کے مبارک خطاب سے مخاطب کیا اور اس کے ہمرکاب طلیطلہ کے سرحد کی طرف گئے پس ابن ادفونش کی پشت گرمی سے فوجین آراستہ کر کے قرطبہ کے محاصرہ کو کوچ کیا اس فوج مین یا تو بربری تھے یا عیسائی۔ مہدی بھی یہ خبر پاکے بقصد جنگ قرطبہ کے باہر آیا اہل شہر، ارکین دولت اور فوج نظام سینہ سپر ہو کر اپنے جدید خلیفہ کے ساتھ لڑنے کو نکلی گمسان لڑائی ہوئی بالآخر قرطبہ کی فوج میدان جنگ سے گھونگٹ کھا گئی۔ کہیت مستعین کے ہاتھ رہا۔ تقریباً بیس ہزار اہل قرطبہ اس معرکہ مین کام آئے۔ ائمہ مساجد دربان، موذن، اور علماء رشائخین قتل کئے گئے۔ آخری چوتھی صدی مین مستعین قتمندی کا جھنڈا لئے ہوئے قرطبہ مین داخل ہوا اور محمد بن ہشام بن عبدالجبار ملقب بہ مہدی باللہ بھاگ کر طلیطلہ پہونچا۔

مہدی پھر قرطبہ مین جسوقت مستعین نے بزور تیغ قرطبہ پر قبضہ حاصل کر لیا محمد بن ہشام مہدی ہزیمت اُٹھا کر طلیطلہ چلا گیا۔ ابن ادفونش نے اسکو بھی فوجی مدد دی پس یہہ بھی اسکی اعانت اور بھروسہ پر فوجین آراستہ کر کے قرطبہ کی جانب بڑہا۔ مستعین سے اور اس سے معرکہ آرائی ہوئی چنانچہ قرطبہ کے باہر مقام عقبۃ البقر آخری دروازہ سبتہ مین مستعین کو ہزیمت ہوئی اور مہدی مظفر و منصور قرطبہ مین داخل ہوا اور کامیابی کے ساتھ قابض و متصرف ہو گیا۔

ہزیمت مہدی و بیعت ہشام جون ہی مہدی مظفر و منصور قرطبہ مین داخل ہوا مستعین نے معہ فوج بربر قرطبہ سے نکلکر تمام ملک مین غارتگری کا بازار گرم کر کے مار دھاڑ شروع کر دی۔ نیک و بد کا امتیاز چھوڑ دیا۔ ایک مدت تک یہی کیفیت رہی بعد ازان جزیرہ خضرا کیجانب چلا گیا پس مہدی اور

ابن ادفونش ان کے تعاقب مین روانہ ہوا۔ مستعین اور بربری فوج لوٹ پڑی مہدی اور ابن ادفونش پسپا ہوکر قرطبہ کیجانب بھاگے اور مستعین نے تعاقب کیا تا آنکہ مہدی اور ابن ادفونش معہ اپنے رکاب کی فوج کے قرطبہ مین داخل ہوکر شہر پناہ کا دروازہ بند کرلیا اور مستعین نے محاصرہ ڈالدیا اہل قرطبہ کو بربریون کے طول و شدت محاصرہ سے اضطراب پیدا ہوا خادمان قصر خلافت اور ہشام کے حاشیہ نشینون سے ملے اور یہہ کہا کہ یہہ سب مصیبتین محمد بن ہشام کی بدولت ہم لوگون کے سرون پر نازل ہوئی ہین اگر تم لوگ بھی ہمارے اس خیال سے متفق ہو تو آؤ محمد بن ہشام کا کام تمام کرکے ہشام کی خلافت کی دوبارہ بیعت کرلین اور بربریون کے ظلم و ستم سے اپنے کو نجات دین۔ خدام خلافت اور ہواخواہان ہشام نے اس رائے سے اتفاق ظاہر کیا چنانچہ ان لوگون نے محمد بن ہشام کو قتل کرکے بالاتفاق ہشام موید کی خلافت کی دوبارہ بیعت کی۔ اس کام کا بانی مبانی واضح عامری نامی ایک شخص تھا جو ہشام موید کی بحالی کے بعد اس کا حاجب بنایا گیا تھا۔ یہہ شخص منصور بن ابی عامر کا آزاد غلام تھا۔

حصار قرطبہ و قتل ہشام

اہل قرطبہ کو اس کارروائی سے کچھ بھی فائدہ نہ پہونچا بربری تمار فوجین محاصرہ پر اڑی رہین اور مستعین دعوے دار خلافت انہین لوگون مین گل چہرے اوڑاتا رہا رفتہ رفتہ سارے قصبات اور دیہات خراب اور ویران ہوگئے کبھی تو ہشام قرطبہ سے نکلکر بربریون اور مستعین کا تعاقب کرتا تھا اور گاہے بربری اور مستعین ہشام اور اہل قرطبہ کو مارتے مارتے قرطبہ مین داخل کردیتے اس روزانہ جنگ اور آئے دن کی ہزیمت سے اہل قرطبہ تنگ آگئے اور رسد و غلہ کا

ذخیرہ بھی ختم ہو چلا۔ مستعین اور بربری اس وجہ سے کہ مضافات قرطبہ پہلے ہی سے ویران اور وہان کی کھتیان خراب ہوگئی تھین کمی رسد و غلہ سے پریشان ہو رہے تے نہ تو محاصرہ اوٹھاکے واپس آتے بنتا تھا اور نہ قرطبہ فتح ہوتا تھا۔ کچھہ سوچ سمجھکے مستعین اور بربریون نے ابن ادفونش کو اپنی کمک کی غرض سے طلب کیا ہشام مویدا اور اسکے حاجب واضح کو اسکی خبر لگ گئی تو انھون نے ابن ادفونش کو صوبہ قشتالہ دے کر مستعین کی مدد کرنے سے روکدیا اس صوبہ کو منصور نے عیسائیون سے فتح کیا تھا۔ بالآخر بربریون اور مستعین نے بزور تیغ ۳۹۳ھ مین قرطبہ کو مفتوح کرلیا ہشام مویدا مارا گیا اور مستعین معہ اپنی بربری فوج کے قرطبہ مین داخل ہوا سب اپنی عورتون، لڑکون، اور بچون سے ملے۔ ایک مدت کے بچھڑے ہوئے اپنے اپنے مکانات مین آکر آباد ہوئے۔

اس واقعہ سے مستعین کے دماغ مین اپنی حکومت کے مستقل و مضبوط ہو جانے کا خیال جم گیا بربریون اور غلامون کو بڑے بڑے شہرون کی حکومت پر مامور کیا وسیع اور زرخیز صوبون کی حکمرانی ان کو دی مثلاً بادیس بن حبوس کو غرناطہ کی، محمد بن عبداللہ برزالی کو قرمونہ کی، اور ابو تور بن ابی سہل کو شریش کی حکومت عطا ہوئی۔ اراکین دولت کا شیرازہ منتشر ہوگیا تمام بلاد اندلس مین پریشان ہو کر نکل گئے اور آخر کار اسی زمانہ سے طوائف الملوکی بھی شروع ہوگئی۔ ابن عباد نے اشبیلیہ مین، ابن افطس نے بطلیوس مین، ابن ذی النون نے طلیطلہ مین، ابن ابی عامر نے بلنسیہ و مرسیہ مین، ابن ہود نے سرقسطہ مین اور مجاہد عامری نے دانیہ اور جزائر مین خود مختاری کے ساتھہ حکومت شروع کردی جیسا کہ ہم ان کے حالات کے

ضمن مین بیان کرینگے۔

ابن حمود کا قرطبہ پر قبضہ

جسوقت اکین دولت قرطبہ منتشر اور متفرق ہوگئے اور بربریون نے حکومت وسلطنت پر قبضہ کرلیا علی بن حمود اور اسکا بھائی قاسم جو کہ اوریس کے پس ماندگان خاندان سے تھے اور بربریون کے ساتھہ سرحد سے آئے ہوئے تھے دعوے دار حکومت ہوگیا اور اکثر بربریون کی حمایت اور اعانت سے ۴۰۷ھ مین قرطبہ پر قبضہ حاصل کرلیا مستعین کو قتل کرکے بنو امیہ کے بادشاہت کے آثار معدوم اور نیست ونابود کردیئے۔ سات برس تک اسی صورت سے قرطبہ کی حکومت کا سلسلہ جاری رہا بعدازان پھر بنی بنو امیہ (اولاد ناصر) حکومت وامارت کی عبا پہنکر سریر خلافت پر متمکن ہوئے پھر تھوڑے دنون بعد عنان حکومت ان کے قبضہ سے نکلگئی اور اراکین دولت عرب، غلامون اور بربریون نے اسپر قبضہ کرلیا۔ ملک اندلس چھوٹی چھوٹی ریاستون پر منقسم ہوگیا۔ ان لوگون نے علیحدہ علیحدہ اپنی اپنی خودسر حکومتین قایم کرکے وہی القاب اور خطابات اختیار کیے جو خلفا رکے تھے جیساکہ ہم اسکو کامل طور سے انکے اخبار مین بیان کرینگے۔

بنو امیہ کی دوبارہ حکومت

ہرگاہ اہل قرطبہ نے بعد سات سال کے حمودیون کو کرسی امارت سے اوتار دیا اور قاسم بن حمود نے بربری فوج لے کر قرطبہ پر فوج کشی کی اور اہل قرطبہ نے متفقہ قوت سے قاسم کو ہزیمت دے دی اس وقت اہل قرطبہ پھر یہہ خیال پیدا ہوا کہ عنان حکومت اندلس پھر بنو امیہ کے قبضہ اقتدار مین دیجائے۔ چنانچہ عبدالرحمن بن ہشام بن عبدالجبار (برادر مہدی)

کو شاہی کے لئے منتخب کیا اور ماہ رمضان ۴۱۴ھ مین خلافت و امارت کی اس کے ہاتھہ پر بیعت کی۔ "المستظہر" کا خطاب دیا۔ ابھی اسکی حکومت و خلافت کو دو ماہ بھی نہین گذرے تھے کہ محمد بن عبدالرحمن بن عبیداللہ بن خلیفہ ناصر بدعوے داری خلافت مستظہر کے خلاف اٹھہ کھڑا ہوا اس کے باپ کو منصور نے بوجہ مخالفت قتل کروایا تھا۔ اس وقت سے یہہ دبا دبایا موقع اور وقت کا منتظر رہا اب جبکہ مدبرون سے دولت و حکومت خالی ہوگئی تو اس نے علم مخالفت بلند کردیا عوام الناس اور بازاریون کا جم غفیر ساتھہ ہولیا۔ مستظہر کو اس کے روک تھام مین ناکامی ہوئی۔ محمد بن عبدالرحمن نے قرطبہ پر قبضہ حاصل کرکے "مستکفی" کا خطاب اختیار کیا اور بالاستقلال سریر حکومت پر بیٹھکر قرطبہ مین حکمرانی کرنے لگا۔

بنی حمود کی دوبارہ حکومت

مستکفی کی بیعت خلافت کے چھہ مہینے بعد قرطبہ کی عنان حکومت (۴۱۶ھ مین) یحییٰ بن علی بن حمود یعنے معتلی کے قبضہ مین چلی گئی جیساکہ ان کے حالات مین بیان کیا جاے گا اور مستکفی بحال پریشان سرحدی بلاد کی طرف بھاگ گیا اور اسی زمانہ فراری مین سفر آخرت اختیار کیا۔

معتمد اموی کی حکومت

بعد چند دنون کے اہل قرطبہ نے معتلی بن حمود کو ۴۱۸ھ مین سریر خلافت سے اوتار دیا وزیرالسلطنت ابو محمد جہور ابن محمد بن جہور اور سرداران قرطبہ نے ہشام بن محمد برادر مرتضے کی خلافت کی بیعت کرلی۔ ہشام بن محمد ان دنون سرحد پر مقام لاردہ مین ابن ہود کے پاس مقیم تھا جب اسکو یہہ خبر لگی کہ میری خلافت کی بیعت لی گئی ہے تو ۴۱۸ھ مین لاردہ سے برنٹ چلا آیا اور "المعتمد باللہ" کا خطاب

اختیار کیا یہ وہ زمانہ تھا کہ محمد بن عبداللہ بن قاسم برنٹ پر متصرف ہوگیا تھا پس ہشام نے یہین قیام اختیار کیا تین برس تک سرحدہی پر مارا مارا پھرا رؤسا رطوائف مین باہم اختلاف پڑا ہوا تھا۔ فتنہ وفساد کی گرم بازاری تھی بالآخر اس امر پر متفق ہوے کہ ہشام کو قرطبہ مین لاکے ٹھیرانا چاہیئے چنانچہ وزیر السلطنت ابو محمد جہور معہ ایک گروہ اراکین دولت کے ہشام کے پاس گیا اور ۴۲۰ھ مین قرطبہ لے آیا تھوڑا ہی زمانہ منقضی ہونے پایا تھا کہ ۴۲۲ھ مین لشکریون نے اسکو معزول کردیا غریب معتمد نے لاردہ کا راستہ لیا اور وہین ۴۲۸ھ مین مرگیا۔ اس کے مرنے سے خلافت امویہ کا دور ختم ہوگیا اور اسکی حکومت وسلطنت کا ٹمٹماتا ہوا چراغ گل ہوگیا واللہ غالب علے امرہ[1]

[1] ملک اندلس جسکو طارق وطریف سپہ سالاران لشکر اسلام نے بزمانہ گورنری موسے بن نصیر گورنر افریقیہ عہد خلافت ولید اموی ۹۲ھ مین مفتوح کیا تھا تقریباً پچاس برس تک بطور ایک صوبہ کے خلافت دمشق کا ماتحت رہا اس زمانہ مین اکثر دربار خلافت سے اس صوبہ کا گورنر مقرر ہوکر آیا تھا اور گاہے گورنر افریقیہ اپنی جانب سے کسی شخص کو اس صوبہ پر مامور کردیتا تھا۔ اس پچاس سال کے آخر مین طوایف الملوکی اور خودسری بھی شروع ہوگئی تھی۔ قبائل عرب آپس مین لڑنے بھڑنے لگے تھے ایک دوسرے کو پھاڑے کھاتا تھا۔ یہہ وہ زمانہ تھا کہ خلافت دمشق کا شیرازہ درہم برہم ہوگیا تھا سریر خلافت پر عباسیہ کا قبضہ ہوگیا تھا۔ عبدالرحمن نامی ایک شخص شاہزادگان بنوامیہ سے کسی نہ کسی طرح اپنی جان اس عام خونریزی سے بچاکر اندلس پہونچا اور اپنی مدبرانہ کارروائیون اور پولیٹکل چالون سے اندلس پر قابض ہوگیا ان سب واقعات کو تم اوپر پڑھ آئے ہو۔ اس وجہ سے ہم اعادہ نہین کیا چاہتے

اخبار دولت بنی حمود جنھون نے بنو امیہ سے عنان حکومت لی اور سرزمین اندلس پر حکمرانی کی

بربریون اور مغاربہ کے ساتھہ جو کہ مستعین کے ہوا خواہ تھے دو بھائی عمر بن ادریس کی اولاد سے تھے ان مین سے ایک کا نام قاسم تھا دوسرے

(بقیہ نوٹ) عبدالرحمن داخل بنو امیہ مین سے سب کے پہلے ۱۳۸ھ ۷۵۵ء مین اندلس آیا تھا اور بنو امیہ کی مردہ شان و شوکت کو از سر نو زندہ کیا تھا بہت بڑے حوصلہ اور دماغ کا آدمی تھا - اندلس کی متعدد اور خود سر حکومتون اور بغاوتون کو سر کرکے اسی نے ایک مہذب اور شایستہ گورنمنٹ بنایا تھا اسی نے کل خود مختار اور جنگجو امرا کو زیر و زبر کرکے اندلس کو پر امن اور انصاف پسند حکومت کا خطاب دیا تھا اس کے بعد اسکے خاندان سے ۴۲۸ھ تک تیرہ اشخاص اور جانشین ہوئے جن کے زمانہ حکومت کے حالات علیحدہ علیحدہ تحریر کئے گئے - ان تیرہ اشخاص مین سے گنتی کے چند اشخاص ایسے گذرے ہین جنکو جہانداری اور حکومت کا سلیقہ تھا ورنہ سب کے سب نہین تو ان مین سے اکثر ایسے تھے جو کہ امرا دولت اور افسران فوج کے ہاتھہ کی کٹھ پتلی یا موم کی ناک تھے - مگر وہ چند اشخاص ایسے تھے کہ جس کی ذات سے اندلس کا نام روشن ہو گیا تھا تمام یوروپ نے انکا لوہا مان لیا تھا - علم و ہنر اور فنون کی قدردانی مین شہرہ آفاق تھے تقریباً دو سو نوے برس بنو امیہ نے اس ملک پر حکمرانی کی اور اس قلیل مدت مین ان تاجدارون نے اندلس کو دولہن کی طرح آراستہ کر دیا - قرطبہ کیا تھا تمام جہان کے علوم و فنون کا مرکز بنا ہوا تھا - دور دراز ملکون سے طلبا علوم یہان کی یونیورسٹی مین تعلیم حاصل کرنے کو آتے تھے - یورپ نے اسیکی شاگردی مین زانوے

کا نام علی۔ یہہ دونون بیٹے تھے حمود بن میمون بن احمد بن علی بن عبید اللہ بن عمر بن ادریس کے۔ یہہ لوگ بربریون کے گروہ کے ساتھہ بلاد غمارہ مین تھے۔ اور انہین کے ذریعہ سے انہون نے ریاست و امارت حاصل کی تھی

(بقیہ نوٹ) ادب نہ کیا تھا۔ ان بادیہ نشینان عرب نے ملک اندلس مین جو نمایان کام کئے تھے وہ آج بڑے سے بڑے سائنس اور طبیعات دان اور فرزانہ روزگار فلاسفر سے نہین بن پڑتا۔ بزم اور رزم دونون کے وہ مالک تھے ان کے ایک ہاتھہ مین قلم ہوتا تھا تو دوسرے ہاتھہ مین تلوار۔ تعمیرات کی طرف آنکھین اٹھتی ہین تو اس وقت تک وہ زبان حال سے اپنے بانیون کی عظمت و جلال کا افسانہ کہہ رہی ہین ؎ از نقش و نگارے در و دیوار شکستہ ٭ آثار پدید است صنادید عجم (نہین عرب را)

وجہ تسمیہ اندلس بنو امیہ کا دور حکومت تمام ہوتا ہے اور اس کے بعد سے طوائف الملوکی کا سلسلہ اور خود مختار ریاستون کا آغاز ہوتا ہے لہذا اس موقع پر ہم سرزمین اندلس کے کچھہ اوصاف بیان کیا چاہتے ہین اور نیز مدینۃ الخلفاء قرطبہ کی بعض تعمیرات پر ایک سرسری نظر ڈالا چاہتے ہین ؎ از در دوست چہ گویم بہ چہ عنوان رفتم ٭ ہمہ شوق آمدہ بودم ہمہ حرمان رفتم۔ مولف کتاب نفح الطیب تحریر کرتا ہے سرزمین اندلس کے اوصاف کسی عبارت مین کامل طور سے بیان نہین کئے جا سکتے اور نہ اسکی خوبی و لطافت پر کسی قسم کا غبار پڑ سکتا ہے۔ ابن سعید کہتا ہے کہ یہ ملک اندلس بن طوبال بن یافث بن نوح علیہ السلام کے نام سے موسوم ہوا کیونکہ اندلس نے اپنی سکونت کے لئے اس سرزمین کو منتخب کیا تھا جیسا کہ طوبال کے بھائی سبت بن یافث کے نام سے اندلس کے سامنے کا سرحدا بوجہ سکونت سبتہ کہلایا گیا۔ ابن غالب کا بیان ہے کہ اندلس یافث بن نوح علیہ السلام کا بیٹا تھا جسنے ابتداً اس سرزمین مین سکونت اختیار کی تھی۔

جو محمد اور عمر اولاد ادریس کے پس ماندگان خاندان مین ایک زمانہ تک قایم رہی - اسیوجہ سے بربریون کی ان لوگون کے ساتھ اختلاط اور آمیزش تھی اور یہی امر ان لوگون کے فخر ومباہات کا باعث ہوا پس یہہ لوگ بربریون

(بقیہ نوٹ) اوصاف اندلس ابو عامر سلمی نے اپنی کتاب بدور القلائد وعرائر الفوائد مین تحریر کیا ہے ملک اندلس بہترین ملکون سے ہے اسکی ہوا اور سرزمین نہایت معتدل، اس کا پانی بیحد شیرین، ہوا پاکیزہ، اور حیوانات ونباتات نفیس ہین یہہ ملک اوسط الاقالیم سے ہے اور خیر الامور اوسطہا ایک مشہور مثل ہے - ابو عبید بکری تحریر کرتا ہے کہ ملک اندلس پاکیزگی مین شام ہے بلحاظ ہوا کے یمانی ہے مسطح اور معتدل ہونیکے خیال سے ہندی ہے - عمدگی اور لطافت مین اہواز ہے - زرخیزی مین چین ہے اسکے سواحل اور اسکے معادن مین طرح طرح کے قیمتی جواہر مخزون ہین - آثار قدیمہ بھی بکثرت ہین - مسعودی نے مروج الذہب مین تحریر کیا ہے کہ بحر اندلس کے ساحل شنترین اور شدونہ من عنبر بکثرت پیدا ہوتا ہے - علاوہ برین سونے چاندی اور پارہ کی متعدد کانین ہین - زعفران بھی پیدا ہوتا ہے بعض مصرین کا بیان ہے کہ اندلس مین کل کانات کے معادن ہین جو سبعہ سیارہ کے تاثیرات سے پیدا ہوتے ہین سانگہ کو زحل سے تعلق ہے اسکی بھی اندلس مین کان ہے، قزویر سفید (ایک قیمتی پتھر ہے) منسوب بہ مشتری ہے اس کی کان بھی اندلس مین ہے - لوہا مریخ کی طرف منسوب ہے یہ بھی اندلس کی کان سے برآمد ہوتا ہے سونا شمس کیجانب منسوب ہے تانبا زہرہ کی جانب، پارہ عطارد کیجانب، اور چاندی قمر کی طرف اور ان سب چیزون کی کانین اندلس مین موجود ہین - غرضکہ اندلس کیا ہے ایک زخیز زرریز ملک ہے جسکی ہوا بھی معتدل اور سرزمین بھی شاداب ہے -

جزیرہ نمائے اندلس مثلث الشکل ہے اور تین حصون موسطی، شرقی اور غربی پر مشتمل ہے

کے ساتھہ بلاد غمارہ سے سرزمین اندلس چلے آئے اور مستعین کے حاشیہ نشینون امرار سرحدی بربر مین داخل ہو گئے۔ چنانچہ مستعین نے منجملہ اُن مغاربہ کے جنکو سند حکومت دی تھی ان لوگون کو بھی سرداری وحکومت عطا کی۔ ان مین سے علی کو طنجہ کی حکومت مرحمت فرمائی اور قاسم کو جزیرہ خضرار پر مامور کیا۔ قاسم علی سے بڑا تھا چونکہ مغاربہ اور بربریون کے قلوب مین

(بقیہ نوٹ) موسطی مین قرطبہ، طلیطلہ، جیان، غرناطہ، مریہ اور مالقہ وغیرہا تھے بظاہر یہ چھہ شہر ہین لیکن حقیقت مین ہر ایک مستقل مملکت کے حکم مین تھے۔

قرطبہ کے متعلقات سے استجہ، بلکونہ، قبرہ، رُندہ، غافق، مدور، اسطبہ، بیانہ، بجانہ اور قصیر وغیرہ تھے۔

طلیطلہ کے مضافات سے وادی الحجارہ، قلعہ رَباح اور طلمنکہ وغیرہ تھے

مضافات جیان سے ایذہ، بیاسہ اور قسطلہ وغیرہ تھے۔

متعلقات غرناطہ سے وادی آش، منکب اوزلوشہ وغیرہ تھے۔ اعمال مریہ سے اندرش اور مضافات مالقہ سے بلش اور الحامہ وغیرہما تھے بلش مین بکثرت میوہ جات پیدا ہوتے تھے۔ الحامہ مین گرم پانی کا چشمہ وادی کی صورت مین تھا۔

شرقی اندلس مین صوبجات مُرسیہ، بلنسیہ، دانیہ، سہلہ اور ثغر اعلے تھے مرسیہ کے متعلقات سے اربولہ، اُلقنت لورقہ وغیرہ شمار کیے جاتے تھے بلنسیہ مین شاطبہ اور جزیرہ شقر تھا۔ دانیہ کے متعلق بھی چند شہر تھے جنکو گردش زمانہ نے ویران وخراب کر ڈالا۔

سہلہ مین بھی کئی شہر آباد تھے یہ صوبہ بلنسیہ اور سرقسطہ کے درمیان مین واقع تھا اسی وجہ سے اسکو بعضون نے ثغر اعلے کے مضافات سے

اولاد ادریس کی ہوا خواہی اس وجہ سے کہ اسکی حکومت اس طرف تھی پہلے سے متمکن تھی جیسا کہ ہم اوپر بیان کر آئے ہین نظر براین علی بن حمود کی حکومت مین کسی قسم کا زوال و تزلزل پیدا نہوا اور اس کے رعب و داب کا سکہ چلنے لگا - دو برس تک اس نے حکمرانی کی - تا آنکہ خود اسکے باڈی گارڈ نے

(بقیہ نوٹ) شمار کیا ہتا اس صوبہ مین متعدد قلعات اور کئی شہر آباد تھے -

ثغر اعلے کے مضافات سے سرقسطہ، کورہ لاردہ، قلعہ بیفار، کورہ تطیلہ (اسکا شہر طرسونہ تھا) کورہ وشقہ (اسکا شہر تمریط تھا) کورہ مدینہ سالم (میڈناسلی) کورہ قلعہ ایوب (اسکا شہر ملیانہ تھا) کورہ بربطانیہ اور کورہ باروشہ تھا -

غربی اندلس مین اشبیلیہ، ماردہ، اشبونہ اور شلب شمار کئے جاتے تھے

مضافات اشبیلیہ سے سریش، خضرار اور لبلہ تھا -

ماردہ کے مضافات سے بطلیوس، یابرہ وغیرہ تھے -

اعمال اشبونہ مین شنتیرین سب سے بہتر اور عمدہ مقام تھا -

صوبجات شلب سے سیٹ مریہ وغیرہ تھے -

علاوہ ان کے جزیرہ نمائے اندلس مین بہت سے چھوٹے چھوٹے جزایر ہین جنکے ذکر سے ہم طول کلام نہین کیا چاہتے - اور نہ مقامات و بلاد مذکورہ بالا کے تفصیلی حالات لکھا چاہتے ہین - بعض مورخین نے لکھا ہے کہ طول اندلس کا تینتیس یوم کی مسافت کا تھا اور عرض نو ایام کے سفر کا تھا - جسکو چالیس بڑی نہرین چند حصون پر منقسم کرتی تھین - علاوہ نہرون کے بہت سے قدرتی چشمے تھے معادن کی کوئی حد نہ تھی اشی شہر دار الحکومت کے تھے دیہاتون اور قصباتون کا شمار حد سے باہر تھا صرف نہر اشبیلیہ کے کنارہ بارہ سو گانون آباد تھے اندلس کے آبادی کا اندازہ اس سے ہوتا ہے کہ قدم قدم پر مسافرون کو بازار سرائین اور مسافر خانے ملتے تھے - مسافر دو کوس

اسکو حمام مین ۴۰۸ھ مین قتل کرڈالا - تب بجائے اسکے اسکا بھائی قاسم بن حمود حکمران ہوا اس نے "المامون" کا خطاب اختیار کیا اس کی حکمرانی کے چار برس بعد یحیے ابن علے نے سبتہ مین اس سے حکومت و ریاست لی

(بقیہ نوٹ) بھی - جنگل، پہاڑ اور ویرانہ مین نہین چلنے پاتا تھا کہ اسکو مکانات آسایش کے مل جاتے تھے اور صاحب جغرافیہ نے تحریر کیا ہے کہ ملک اندلس کا طول چالیس یوم کی مسافت کا تھا اور عرض اٹھارہ یوم کی مسافت -

قرطبہ کی بعض عمارت اور جامع مسجد

یون تو قرطبہ اور بلاد اندلس کی کل عمارتین قابل الذکر ہین خاص کر اس وجہ سے کہ ان سے عرب کی صناعی ثبوت ملتا ہے اور ان سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ عربون نے ایک ہی صدی کے اندر کس قدر اور کس بلا کی ترقی کی تھی مگر اس موقع پر ہم صرف جامع قرطبہ اور اسکی بعض عمارات کا تذکرہ کرکے اپنے اس نوٹ کو ختم کرتے ہین -

جامع مسجد قرطبہ کا بنیادی پتھر عبد الرحمن داخل مجدد دولت امویہ اندلوسیہ نے ۱۷۰ھ مین رکھا تھا اسی ہزار دینار خرچ کرچکا تھا مگر تعمیر تکمیل کو نہین پہونچی تھی بعد اسکے بیٹے ہشام نے ۱۹۶ھ مین اسکی تکمیل کی - اسکے بعد ہر نے حکمران نے کسی نے نام آوری کی غرض سے کسی نے نمازیون کی آسایش کے خیال سے کچھ نہ کچھ جدید عمارتین اضافہ کین رفتہ رفتہ یہ مسجد مسلمانان عرب کے ابتدائی کمالات کا ایک عمدہ نمونہ بن گئی - اس مسجد مین گنبدین سقف باڈاٹون دار چھتون کے درجون کی تعداد شرقاً و غرباً ۱۹ اور شمالاً و جنوباً ۳۳ تھی - اکیس دروازہ پیتل کے منقش و منبجر لباس پہنے ہوئے نمازیون کا انتظار کرتے تھے - بارہ سو ترانوے مطلا ستون مسجد کی مقدس سقف کو اوٹھائے ہوئے تھے خاص درجہ مین نقری فرش تھا جا بجا پچی کاری کا نفیس اور عمدہ کام بنا ہوا تھا ستونو پر سونے اور قیمتی قیمتی

بابت منازعت کی یحییٰ ابن علی غربی اندلس مین امیر اور اپنے باپ کا ولیعہد تہا - قاسم نے اسکی سرکوبی کے لئے ۴۱۱ھ مین اپنی بربری فوج کو عساکر اندلس کے ساتھ روانہ کیا یحییٰ نے مالقہ کی پشت گرمی سے اسکا مقابلہ کیا

(بقیہ نوٹ) پتھرون سے خوشنما نقش ونگار بنائے گئے تہے ممبر ہاتھی دانت اور ایک خاص قسم کی لکڑی کے ۳۶ ہزار ٹکڑون سے بنایا گیا تہا جو بوقت ضرورت علیحدہ ہوسکتا تہا یہ ٹکڑے سونے کی کیلون اور پترون سے باہم وصل کئے گئے صحن مسجد مین چار وسیع اور خوبصورت حوض پانی سے لبریز رہا کرتے تہے ان حوضون مین کلون اور نلون کے ذریعہ سے پانی قریب کی ایک پہاڑی سے لایا گیا تہا - مسجد کی بازو پر بے تعداد کمرے اور حجرے بنے ہوئے تہے جنمین طلبا اور مسافرین کی مہمانداری نہایت فراخ حوصلگی سے کیجاتی تہی - ایک سو پیتل کی لالٹینین لگی ہوئی تہین جنکے ذریعہ سے مسجد کی رات روز روشن ہوجاتی تہی - رمضان المبارک مین موم کی ایک بڑی بتی وزنی ۲۵ ٹار تمام رات جلا کرتی تہی - تین سو آدمی صرف اس غرض کے لئے ملازم تہے کہ اگر اور عود وعنبر کے بخورات سے لالٹینون مین جلانے کے لئے خوشبودار تیل بناتے رہین - الغرض مسلمانون کا عروج اور مسجد جامع کی شان وشوکت - جسکو ان لوگون نے خود اپنے ہاتھون خاک مین ملادیا اور اللہ تعالی کے اس وعید کو ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتے یغیروا ما بانفسہم کو بھولا کر دنیا اور جاہ پرستی مین مصروف ہوگئے تہے -

قرطبہ کی مشہور عمارات مین قصر الازہار، قصر العاشقین، قصر السرور، اور قصر التاج، وغیرہا تہین - ایک محلسرا شاہی کا نام دمشق تہا اسکی چھتین سنگ مرمر کے ستونون پر کہڑی تہین اور فرشون پر نہایت کاریگری سے پچی کاری کی گئی تہی - دیوارون پر سرسبز باغات کے نقشے کہینچے گئے تہے دیکہنے والون کو یہ تمیز نہین ہوسکتی تہی کہ یہ اصلی

اور اپنے بھائی ادریس کو جو اپنے باپ کے زمانہ سے یہین تھا سبتہ کی جانب بھیجدیا اس اثنا مین یحیے کی کمک پر زاوی بن زیری غرناطہ سے آگیا جو کہ ان دنون بربریون کا دوسرا سردار تھا پس یحیے نے اسکی اعانت اور پشت گری سے قرطبہ پر یلغار کیا اور ۴۱۲ھ مین اس پر قابض و متصرف ہوگیا

(بقیہ نوٹ) باغات ہین یا ان کے نقشے ہین مصنوعی جھیل تالاب اور حوض متعدد اور بکثرت سنگ مرمر کے تراش تراش کر بنائے گئے تھے جو گریشیا کے پہاڑون سے بنوا کر قرطبہ مین منگوائے گئے تھے اور ان مین پانی آکر جمع ہوتا تھا جس سے سلطانی باغات اور تمام شہر کی آبپاشی کیجاتی تھی۔ اس مرحوم شہر مین ۷۷۰ مسجدین اور ۹۱۱ حمام تھے جسمین ہر خاص و عوام غسل کر سکتے تھے۔ اسکو آخر کا میسیحیون نے جبکہ انکی دوبارہ سلطنت قایم ہوئی تو اسکو مسلمانون کی زندہ یادگار سمجھ کے مسمار کرادیا۔

مدینۃ الزہرا وہ خوشنما شہر ہے جسکو خلیفہ عبدالرحمن ثالث نے بطور سواد شہر قرطبہ کے پہلو مین اپنے محبوب بی بی زہرہ کے نام سے آباد کیا تھا۔ یہہ شہر جبل العروس کے دامن مین جو شہر قرطبہ کے محاذی مین چند میل کے فاصلہ پر ہے بنا شروع ہوا۔ اسی شہر مین اسکا مشہور قصر قصر الزہرا رہتا تھا دس ہزار معمار و بنکار اس کی تعمیر مین یومیہ کام کرتے تھے اور اینٹون کے بجاے چھ ہزار سنگی سلین روزانہ تیار ہوا کرتی تھی۔ تین ہزار جانوران باربرداری عمارت کے ضروری مصالحات وغیرہ لے جانے کے لئے مقرر تھے۔ چار ہزار ستون اس مین وہ کھڑے کئے گئے تھے جنکو سلاطین قسطنطنیہ، روما، اور کارتج نے بطور تحفہ کے بھیجے تھے پندرہ ہزار دروازے تھے جن پر لوہے و چکدار پیتل کے غلاف چڑھے ہوئے تھے۔ سلطانی کمرے کی چھت اور دیوارین بالکل مطلا تھین اور اسمین ایک نہایت عمدہ فوارہ نصب تھا۔ یہہ فوارہ پورے ایک ٹکڑے پتھر سے تراش کر کے

المعتلی کا مبارک خطاب اختیار کیا ابو بکر بن ذکوان کو عہدہ وزارت عطا
فرمایا۔ مامون نے جان بچانے کی غرض سے اشبیلیہ کا راستہ لیا
اشبیلیہ مین پہونچکر پھر اپنی حکومت و ریاست کی بنا ڈالی قاضی محمد بن اسمٰعیل
بن عباد نے بیعت کرلی بعض بربری فوجون کو بھی اپنی داد و دہش سے
دوبارہ ملالیا اور ان کو فوج کی صورت مین آراستہ کرکے اپنے برادر زادہ پر
چڑھائی کردی چنانچہ ۴۱۳ھ مین قرطبہ پر دوبارہ قابض ہوگیا معتلی بھاگ
کر مالقہ پہونچا۔

زمانہ حکومت مستعین سے مامون کے عمال جزیرہ خضرا پر قابض ہوگئے
اور اسکا بھائی دریا کے اس پار طنجہ پر متصرف ہوگیا۔ مامون نے اسکو
اپنے اور اپنے بیٹون کے لئے ملجا و ماوا بنا رکھا تھا اپنے مال و اسباب
کو یہین محفوظ رکھتا تھا رفتہ رفتہ یہہ خبر قرطبہ تک پہونچی کہ اس نے اسکی دارالحکومت
اور نیز اس کے قلعات پر قبضہ کرلیا ہے اور بنو امیہ کے ساتھ تشدد

(بقیہ نوٹ) بنایا گیا تھا اس فوارہ کو شاہ یونان نے ایک عدیم النظیر و یتیم کے
ساتھ ہدیتہً بھیجا تھا کمرے کے عین وسط مین ایک چھوٹا سا حوض پارہ سے لبریز بنایا گیا
اور ہر طرف آٹھ آٹھ دروازے تھے جنپر دندان فیل اور آبنوس کی نہایت صنعت
سے گلکاری کی گئی تھی اور طرح طرح کے قیمتی پتھرون سے ان پر گل بوٹے بنائے
گئے تھے جب آفتاب کی کرنین ان دروازون سے اندر داخل ہوکر اپنی حرارت
سے پارہ کو متحرک کرتی تھین تو یہہ معلوم ہوتا تھا کہ گویا بجلی کوند رہی ہے۔ حقیقت یہ
ہے کہ اس شہر کے عجائبات اور اسکی عمارتون کی خوبیان تحریر کرنے
کے لئے ایک دفتر کی ضرورت ہے ملتقط از نفح الطیب جلد اول
صفحہ ۸۱ لغایتہ ۱۴۰ - و ۲۹۷ لغایتہ ۳۰۴۔

اور سختی کا برتاؤ کرتا ہے اس سے مامون کے نظام حکومت مین اختلال پیدا ہوا
اہل قرطبہ نے متفق ہو کر اس پر حملہ کر دیا اور اسکی اطاعت و فرمان برداری
کے طوق کو اپنی گردن سے نکال کے بنو امیہ مین سے مستظہر کے بعد ازان
مستکفی کی خلافت کی بیعت کر لی جیسا کہ ہم اوپر بیان کر آے ہین مامون اور
بربری فوج نے شہر سے نکلکر جدال و قتال کی بازار گرم کر دی پچاس دن تک
شہر کا محاصرہ کئے رہے اہل قرطبہ متفق اور مجتمع ہو کر ان کی مدافعت
کو شہر سے باہر آئے اور نہایت مردانگی سے بزور تیغ ان کے محاصرہ کو ۴۱۲ھ
مین اوٹھا دیا۔ مامون بھاگ کر اشبیلیہ پہونچا۔ اس وقت اشبیلیہ مین اسکا
بیٹا محمد اور سرداران بربر سے محمد بن زیری موجود تھا۔ قاضی محمد بن اسماعیل
بن عباد نے سوجھا دیا کہ موقع اچھا ہے شہر پر قبضہ کر لو اور مامون کو شہر
مین داخل نہونے دو چنانچہ اہل اشبیلیہ نے محمد بن زیری کے اشارہ
سے محمد بن قاسم مامون کو شہر سے نکالدیا اور مامون کو شہر کے اندر داخل
نہونے دیا اور اپنے شہر کا اپ بہ نگرانی محمد بن زیری انتظام کرنے لگے
بعد چندے قاضی محمد بن اسماعیل نے محمد بن زیری کو بھی نکال باہر کیا۔

اس واقعہ کے بعد مامون سریش کیطرف چلا گیا اور بربری فوجین اسکی
ہمراہی سے علیحدہ ہو گئین (زمامون کے بہتیجہ) کے پاس چلی آئین اور
۴۱۵ھ مین اسکی اطاعت و بیعت کی اسکے ہاتھ پر بیعت کر لی پس معتلی
نے سامان جنگ درست کر کے اپنے چچا قاسم ملقب بہ مامون پر سریش
مین چڑھائی کر دی اور کمال مردانگی سے سریش پر قبضہ کر کے مامون کو گرفتار
کر لیا اس زمانہ سے مامون اسکے پاس اور بعد اسکے اس کے بھائی
ادریس کے پاس مالقہ مین برابر قید ہی مین رہا تا آنکہ اس نے بحالت قید

سنہ ۴۱۶ھ مین قید حیات سے ہمیشہ کے لیئے سبکدوشی حاصل کرلی - اور یکبارگی استقلال و استحکام کے ساتھ حکمرانی کرنے لگا - محمد اور حسن پسران قاسم ملقب بہ مامون اپنے عم زاد بھائیون کو نظربند کرکے جزیرہ روانہ کردیا اور مغاربہ مین سے ابوالحجاج کو ان کی نگرانی کا حکم دیا ایک مدت تک دونون اسی حالت سے رہے بعدازان اہل قرطبہ نے مستکفی کو بار خلافت سے سبکدوش کرکے معتلی کے علم حکومت کے آگے گردن اطاعت جھکادی - معتلی نے اپنی طرف سے ان لوگون پر سرداران بربر سے عبدالرحمن بن عطاف لیفرنی کو متعین کیا - غریب مستکفی بحال پریشان سرحدی بلاد کی طرف بھاگ کھڑا ہوا - چنانچہ اسی حالت فراری مین بمقام مدینہ سالم (میڈنا سلی) مین پہونچکے جان بحق تسلیم کردی - پھر سنہ ۴۱۷ھ مین اہل قرطبہ نے معتلی کا خاشیہ اطاعت اپنی دوش سے اوتار کر رکھہ دیا - اسکے گورنر عبدالرحمن بن عطاف کو شہر سے نکال دیا اور معتمد برادر مرتضے کی امارت و خلافت کی بیعت کرلی اور بعد چندے معزول بھی کردیا جیسا کہ ہم اسکے حالات کے ضمن مین بیان کرآئے ہین - اس طوائف الملوکی اور آئے دن تبدیلی حکومت سے وزیر السلطنت ابو محمد بن جہور بن محمد بن جہور کی بن آئی قرطبہ کی حکومت و سلطنت پر بلاتردد قبضہ کرلیا جیسا کہ اخبار ملوک الطوائف مین ہم اسکو بیان کرنے والے ہین -

معتلی اسی زمانہ سے جبکہ اہل قرطبہ نے اسکے گورنر کو نکالدیا تھا اہل قرطبہ کو اپنی غارتگری اور لڑائی کی دھمکی برابر دیتا چلا آتا اور متواتر فوجین ان کے محاصرہ کو بھیج رہا تھا آخرکار قرب وجوار کے کل حکام شہر اور قلعہ نے مذعنام حکومت کو معتلی کے سپرد کردیا اس سے معتلی کا رعب و داب بڑھ گیا

اور حکومت و امارت کو ایک گونہ استقلال حاصل ہو گیا۔ محمد بن عبداللہ
برزالی کو اسکا عروج نامطبوع ہوا فوجیں آراستہ کر کے اسکی مخالفت پر
اُٹھ کھڑا ہوا اور قرمونہ میں پہونچکے پڑاؤ کر دیا۔ اسی زمانہ میں معتلی اشبیلیہ
میں وفات محمد بن اسمٰعیل بن عباد کا محاصرہ کئے ہوئے تھا اتفاق سے ابن عباد کا
۴۳۶ھ میں انتقال ہو گیا۔ معتلی اپنے رکاب کی فوج لئے ہوئے برزالی کی
مدافعت کو قرمونہ کیطرف روانہ ہوا برزالی نے متعدد گڑھے اثنار راہ میں
کمدوار کئے تھے اور ان کو گھاس پھوس سے پاٹ رکھا تھا جون ہی معتلی کا گھوڑا
اس موقع پر پہونچا منہ کے بل خندق میں گر پڑا۔ معتلی کی فوج اس غیر متوقع
واقعہ سے گھبرا کر بھاگ کھڑی ہوئی۔ اور بنی حمود کی دولت و حکومت شہر قرطبہ
سے منقرض اور منقطع ہو گئی۔

احمد بن موسے بن یقیہ اور خادم نجی صقلی شروع سے دولت بنو حمود
کے ہوا خواہ تھے بعد اس سانحہ کے یہ لوگ مالقہ چلے گئے جو کہ بنی حمود
کا مستقر حکومت تھا اور معتلی کے بھائی ادریس بن علی بن حمود کو سبتہ اور
طنجہ سے طلب کر کے سریر حکومت پر متمکن کیا اس شرط سے اسکے ہاتھ پر بیعت کی کہ سبتہ کی حکومت پر
حسن بن یحیے مامور کیا جاے۔ ادریس نے مالقہ میں کرسی حکومت پر اطلاس کیا اور المتاید اللہ کے لقب
سے ملقب ہوا۔ [illegible] اور جزیرہ والے بخوشی خاطر [illegible] و
منقاد ہو گئے۔ ادریس حسب قرارداد شرط بیعت حسن بن یحیے کو سبتہ
کی حکومت عطا کی۔ خادم نجی اسکے ہمرکاب سبتہ گیا۔ اسکا اثر ملوک الطوائف
پر بہت بڑا تھا۔ اسکے باپ قاسم بن عباد کے رعب و داب سے اس زمانہ
کے امرا و حکمران تھراتے تھے بلوائیون کے قبضہ سے اس نے بہت سے
بلاد چھین لئے تھے اشبونہ اور استجہ کو محمد بن عبداللہ برزالی کے قبضہ سے اسی نے

نکالا تھا اور چند فوجین لیکر افسری اسپہ اسمٰعیل کے مقابلہ کے واسطے بیرہ پر
روانہ کی تھین۔ محمد بن عبداللہ برزالی نے سپہ سالار قرمونہ اور زاوی
سے امداد طلب کی۔ زاوی تو اپنی فوجین آراستہ کرکے برزالی کی کمک
پر آیا اور سپہ سالار قرمونہ نے اپنا لشکر ابن بقیہ کی ماتحتی مین برزالی کے مدد
پر روانہ کیا۔ دونون حریف نے قرمونہ کے باہر صف آرائی کی متعدد لڑائیان
ہوئین بالآخر سخت اور خونریز جنگ کے بعد اسماعیل بن قاسم بن
عباد کو ہزیمت ہوئی اثنار دار دگیسہ مین مارا گیا سر اوتار کے ادریس
متاید باللہ کے پاس بھیجدیا گیا۔ اس واقعہ کے دو دن بعد ۴۳۱ھ مین
ادریس متاید مرگیا۔ ابن بقیہ وغیرہ سردارون نے اسکے بیٹے یحیے ملقب
بہ جبون کو حکمرانی کی کرسی پر متمکن کرنے کا قصد کیا۔ نجی خادم نے اس سے
مخالفت کی اور سبتہ سے حسن بن یحیے معتلی کو لئے ہوئے مالقہ مین
آیا پس بربریون نے اسکی امارت کی بیعت کرلی "مستنصر" کا لقب دیا
اور ابن بقیہ کو بوجہ مخالفت بارجیات سے سبکدوش کر دیا۔
یحیے بن ادریس بھاگ کر قمارش پہونچا اور وہین ۴۳۴ھ مین
مرگیا۔ بعضے کہتے ہین کہ نجی نے اسکو قتل کرڈالا تھا بعدازان
نجی سبتہ کیجانب محافظت حدود کی [illegible] واپس آیا اس کے
ہمراہ حسن بن یحیے بھی تھا۔ نجی نے سطیفی کو بوجہ [illegible] کے ثقہ ہونے کے
حسن کی وزارت پر مامور کیا اہل غرناطہ اور بلاد اندلس کے ایک حصہ نے
اس کی بیعت کی بعدازان ۴۳۸ھ مین اس کے چچا ادریس کی
لڑکی نے حسن پر یلغار کیا ادہر اس نے حسن کو زہر دے کر مارڈالا
ادہر سطیفی نے اسکے بھائی ادریس بن یحیے کو گرفتار

کرلیا اور یحییٰ کو لکھ بھیجا کہ ۔۔۔ سن مستنصر کی گرفتاری سے
پاس سبتہ مین ہے بیعت لے لو۔ یحییٰ نے اس غریب کو براہ مکر و فریب
مار کر مالقہ کی جانب کوچ کیا اور وہان پہونچکے خود دعوے دار حکومت
ہوگیا۔ بربریون اور نیز فوج نے یحییٰ کا اس ارادہ مین ساتھہ
دیا۔ بعدہ یحییٰ بغرض استیصال و بیخ کنی حسن و محمد پسران قاسم بن حمود
جزیرہ گیا مگر وہان سے خائب و خاسر ہوکر بے نیل مرام واپس
ہوا اثنار راہ مین قاسم کے کسی غلام نے یحییٰ کو دہوکہ دے کے
مار ڈالا۔ اس واقعہ کی خبر مالقہ مین پہونچی تو عوام الناس سطیفی
پر ٹوٹ پڑی اور اسکو مار ڈالا اور ادریس بن یحییٰ معتلی کو قید خانہ
سے نکال کے تخت حکومت پر بٹھایا یہ واقعہ ۴۴۳ھ کا ہے
اہل غرناطہ اور قرمونہ اور کل اون شہر والون نے جو ان کے درمیان
مین آباد تھے ادریس کے مطیع اور منقاد ہوگئے اور ادریس نے
عنان حکومت اپنے ہاتھہ مین لے کر "عالی" کا لقب اختیار کیا۔
سبتہ کی حکومت سکوت اور رزق اللہ (اپنے باپ کے
غلامون) کو دی بعد ازان اپنے چچا ادریس کے لڑکون محمد اور حسن
بخیال آئندہ خطرات ان کو ڈالا اس سے سودنیون مین شورش
پیدا ہوئی اور ان لوگو نے متفق ہوکر ان دونون مقتولون کے بھائی
محمد ثانی کی حکومت کا اعلان کر دیا اگرچہ پہلے عوام الناس ادریس کا ساتھہ
دے ہوئے تھے مگر پھر ان لوگون نے اسکو محمد کے حوالہ
کر دیا۔ محمد نے مالقہ مین ۴۴۵ھ مین بیعت لی تھی اور "مہدی" کا لقب
اختیار کیا تھا اور اپنے بھائی کو اپنا ولیعہد مقرر کیا تھا اس نے "ثانی" کے

خطاب سے اپنے ... خاطب کیا ... بعد مہدی کو بعض وجوہات
سے ثانی سے کشیدگی پیدا ہوئی چنانچہ اسکو سرحد کیطرف جلاوطن کردیا
ثانی نے غارہ میں جاکے قیام کیا۔ اور عالی قمارش چلا گیا اہل قمارش
نے شہر میں داخل ہونے سے روکدیا عالی نے جبلا کے مالقہ پر محاصرہ ڈالدیا
اتنے میں بادیس نے غرناطہ سے مہدی پر بوجہ اسکے کہ مہدی نے اپنے
بھائی کے ساتھ بے عنوانی کی تھی چڑھائی کردی مگر مہدی کے حسن تدبیر
سے بادیس نے مہدی کی بیعت کرکے غرناطہ کی جانب مراجعت کردی
اور مہدی اپنے مقبوضہ مالقہ میں ٹھیرا رہا آہستہ آہستہ غرناطہ حیان
اور اسکے مضافات والے مہدی کے مطیع اور فرمان بردار ہوگئے
تا آنکہ مہدی نے ۴۴۹ھ میں وفات پائی ادریس مخلوع بن یحیے امعتلی
کی قمارش اور مالقہ میں بیعت لی گئی اس نے اپنے غلاموں کو اس درجہ
آزاد اور مطلق العنان کردیا کہ ایک گروہ کثیر اہل قمارش اور مالقہ کا ان
غلاموں سے تنگ آکر بھاگ گیا۔ ۴۵۵ھ میں ادریس نے بھی سفر آخرت
اختیار کیا تب محمد اصغر بن ادریس سابق تخت نشین ہوا اس نے بھی
سب دستور حکمرانان قدیم اپنے کو ارکیطرح خطاب سے مخاطب کیا
مالقہ، مریہ اور رندہ میں اس کے نام کا خطبہ ... پھر بادیس دوبارہ مالقہ
کیطرف آیا اور ۴۵۸ھ میں اسپر قبضہ حاصل کرلیا ... حکومت و
ریاست سے بیدخل ہوکر مریہ چلا گیا۔ اہل ملیلہ نے اس ... سے مطلع ہوکر بلا بھیجا
چنانچہ محمد اصغر بحال پریشان ان لوگوں کے پاس گیا ... لوگوں نے اسکی
امارت وحکومت کی ۴۵۹ھ میں بیعت کرلی۔ بنو وزقدی ... مخلوع جارہ اور اسکے
قریب وجوار والوں نے اسکی حکومت کے اقتدار کو تسلیم کرلیا سنہ ... مرگیا۔

باقی رہا محمد بن قاسم جو مالقہ [illegible] تھا یہ ۴۱۴ھ مین جین سے بھاگ کر جزیرہ کا خضرار پہونچا اور قبضہ حاصل کرکے "معتصم" کا خطاب اختیار کیا تا آنکہ ۴۴۰ھ مین اس نے وفات پائی بعدہ اسکا بیٹا قاسم ملقب [illegible] واثق حکمران ہوا سنہ ۴۴۵ھ مین یہہ بھی رہگرائے ملک آخرت ہوا اس [illegible] سے جزیرہ خضرار کی حکومت معتضد بن عباد کے قبضہ مین چلی گئی سکوت برغواطی قاسم واثق کا حاجب بعضے کہتے ہین یحیے المعلی کا خادم انہین لوگون کے طرف سے سبتہ کا گورنر تھا پس جب معتضد بن عباد جزیرہ پر مستولی ہوا تو ادہر معتضد نے سکوت کو اطاعت و فرمانبرداری کا پیام دیا اُدہر سکوت جزیرہ خضرار کی حکومت اور قبضہ کا دعوے دار ہوا دونون مین کشیدگی بڑھی مدتون لڑائی اور فساد کا سلسلہ باہم قایم رہا یہانتک کہ مرابطین کا دور حکومت آگیا اور ان لوگون نے سبتہ اور نیز اندلس پر قبضہ حاصل کرلیا جیسا کہ آئندہ تم پڑھوگے والبقاء للہ وحدہ سبحانہ تعالے

تم الجزء العاشر من ترجمۃ تاریخ الامام ابن خلدون
ویلیہ الجزء الحادی عشر انشاء اللہ تعالی اولہ انبا ملوک الطوائف

بعونہ تعالیٰ

ترجمہ تاریخ علامہ ابن خلدون رحمۃ اللہ علیہ

کتاب ثانی جلد یازدہم

حسین
OSMANIA UNIVERSITY
COLLEGE LIBRARY.

اندلس مرحوم کا آخری دور اور اُن حکمرانان عرب کی معاشرت و تمدن
کی تصویرین کھینچکر دکھائی گئی ہین جنہون نے بلاد مختلفہ اسلامیہ مین مدت تک اقتدار

علم خلافت عباسیہ قرون وسطی مین حکمرانی کی تھی

ترجمہ

جناب مولوی حکیم احمد حسین صاحب الہ آبادی مولف سوانح عمری سلطان
صلاح الدین یوسف فاتح بیت المقدس وحیات سلطان نورالدین محمود زنگی

سنہ ۱۳۲۷ھ
۱۹۰۹ء

باہتمام منشی محمد اسمٰعیل صاحب

مطبع انوار احمدی الہ آباد مین چھپا

باجازت منشی حامد حسین صاحب دفتر الاسلام سے شایع ہوا

الاسلام

اپنے رنگ کا ایک نرالا اچھوتا رسالہ ہے اسکو کل رسائل اور میگزینوں سے جو اسوقت ہندوستان کے مختلف شہرون اور مقامات سے شایع ہو رہے ہین یہ خاص امتیاز حاصل ہے کہ امین عربی کی مشہور و معتمد و معتبر تاریخ معروف بہ **ابن خلدون** کا ترجمہ کتابی صورت مین ماہ جنوری ۱۸۹۷ء سے شایع ہو رہا ہے چنانچہ بعنایت الہی ترجمہ کی گیارہ جلدین چھپکر شایع ہو گئی ہین اور اب بارہوین جلد زیر اشاعت ہے جو آیندہ ماہ ہمبر مین انشاء اللہ تعالی تمام و شایع ہو گی

علامہ **ابن خلدون** آٹھوین صدی ہجری مین گذرا ہے اسکی تاریخ نہایت بسیط تحقیقات سے مالا مال ہے حضرت نوح علیہ السلام سے زمانہ مبارک حضرت رسول اللہ صلعم تک کے انبیاء کرام و سلاطین عظام اور عرب کے کل قبائل کے انساب و تذکرے اور عہد نبوی (صلعم) سے آٹھوین صدی ہجری تک کے خلفاء و سلاطین کے حالات محققانہ مورخانہ تحریر کئے گئے ہین اس تاریخ کے معتبر و مقبول ہونیکی نسبت صرف اسقدر لکھدینا کافی ہوگا کہ اس تاریخ کا ترجمہ مختلف زبانون فرنچ، جرمن، ترکی، اور غالباً انگریزی مین بھی ہو گیا ہے۔ فارسی مین امیر کابل نے ترجمہ کرانا شروع کیا تھا مگر اردو زبان جو اسوقت کئی کروڑ مسلمانونکی مادری زبان ہو رہی ہے اس قابل قدر تاریخ سے محروم تھی خوش قسمتی سے جناب مولوی حکیم **احمد حسین** صاحب دامت برکاتہم اس ضرورت کا احساس فرماکے اردو زبان مین تاریخ مذکور کا ترجمہ فرما رہے ہین اللھم تمہ بالخیر

الاسلام ہر انگریزی مہینے کی پچیسوین تاریخ کو شایع ہوتا ہے اسکے ۳۲ صفحات مین ترجمہ تاریخ ہوتا ہے اور چار صفحات مین مختلف مضامین اور چار صفحات مین اسلامی خبرین درج کیجاتی ہین قیمت سالانہ معہ محصول ڈاک عام شایقین سے عہ پیشگی مقرر ہے۔

المشتہر **حامد حسین** مالک رسالہ الاسلام الہ آباد

فہرست ترجمہ تاریخ علامہ ابن خلدون جلد یازدہم

مضامین	صفحہ
اخبار ملوک الطوائف اندلس	۱
حالات بنو عباد ملوک اشبیلیہ	۲
وزیر السلطنت ابن جہور کے حالات	۱۱
اخبار ابن افطس والی بطلیوس غربی اندلس	۱۳
اخبار بادیس حکمران غرناطہ	۱۴
اخبار ذی النون ملوک طلیطلہ	۱۶
اخبار ابن ابی عامر والی شرقی اندلس	۱۷
اخبار بنو ہود ملوک سرقسطہ	۲۰
اخبار بنو مجاہد عامری حکمران دانیہ و جزائر شرقیہ	۲۳
اخبار باغیان اندلس	۲۸
اخبار دولت بنو ہود	۳۶
حالات حکومت بنو احمر	۴۲
اندلس کا آخری دور	۶۹
اخبار ملوک بنو ادفونش	۱۱۰
اخبار حکمرانان عرب	۱۲۶
معاویہ بن خدیج	〃
عقبہ بن نافع	
ابو المہاجر	۱۲۷
عقبہ بن نافع کی دوبارہ گورنری	
زہیر بن قیس بلوی	
حسان بن نعمان غسانی	۱۲۹
موسیٰ بن نصیر	۱۳۰
محمد بن یزید	
اسمٰعیل	۱۳۲

مضامین	صفحہ
یزید بن ابی مسلم	۱۳۲
بشیر بن صفوان	
عبیدہ بن عبد الرحمٰن	۱۳۳
عبید اللہ بن حجاب	〃
کلثوم بن عیاض	۱۳۵
حبیب بن عبد الرحمٰن	۱۳۸
عبد الملک بن ابی الجعد	۱۳۹
عبد الاعلےٰ	
محمد بن ایوب	۱۴۰
عمر بن حفصون	۱۴۲
یزید بن حاتم	۱۴۴
روح بن حاتم	
فضیل بن روح	۱۴۶
ہرثمہ بن اعین	۱۴۸
محمد بن مقاتل کعبی	۱۵۰
ابراہیم بن اغلب	۱۵۱
ابو العباس عبد اللہ	۱۵۵
زیادۃ اللہ	۱۵۵
ابو عقال اغلب	
ابو العباس محمد بن اغلب	۱۶۴
ابو ابراہیم احمد	۱۶۵
زیادۃ اللہ اصغر	۱۶۶
ابو الغرانیق	
بقیہ اخبار صقلیہ	۱۶۶

مضامین	صفحہ	مضامین	صفحہ
ابراہیم بن احمد	۱۷۲	ابن حمدان و ابن بویہ	۲۵۳
کتامہ مین شیعی کا ظہور	۱۷۶	سیف الدولہ کا دمشق پر قبضہ	۲۵۴
ابو العباس عبداللہ	〃	ناصر الدولہ اور تکین	〃
ابو مضر زیادۃ اللہ	۱۷۸	رجمان کی بغاوت	۲۵۵
روانگی زیادۃ اللہ بجانب مشرق	۱۸۰	ناصر الدولہ اور معز الدولہ	۲۵۶
بقیہ حالات صقلیہ	۱۸۱	غزوات سیف الدولہ	۲۵۷
حالات جزیرہ اقریطش	۱۹۴	ناصر الدولہ معز الدولہ کی ناصافی	۲۶۰
اخبار یمین و دول اسلامیہ	۱۹۵	رومیون کا عین زربہ و حلب پر قبضہ	۲۶۱
حکومت ابن زیاد	۱۹۷	اہل حران کی بغاوت	۲۶۴
اخبار حکمرانان صلیحی	۲۰۱	بغاوت ہبتہ اللہ	
اخبار دولت بنی نجاح	۲۰۶	نجا کی بغاوت	۲۶۵
حکمرانان زبید و اخبار دولت بنی زریع	۲۱۱	جنگ معز الدولہ و ناصر الدولہ	۲۶۶
اخبار ابن مہدی خارجی حکمرانان یمن	۲۱۴	رومیون کا مصیصہ اور طرسوس پر قبضہ	۲۶۷
بلاد حضرموت	۲۲۸	اہل انطاکیہ اور حمص کی بغاوت	۲۶۹
اخبار دولت بنو حمدان حکمرانان موصل و جزیرہ و شام	۲۳۳	وفات سیف الدولہ	۲۷۰
		ابو المعالی کی حلب مین حکومت	۲۷۱
ابتدا دولت حکومت ابو الہیجا	۲۳۷	اخبار ابو لعلب	۲۷۲
ابو الہیجا اور حسن کی بغاوت	۲۳۸	رومیون کا شام و جزیرہ کیجانب خروج	۲۷۵
ابو الہیجا کی دوبارہ گورنری	۲۳۹	قرعویہ کی خودسری	۲۷۶
سعید و نصر پسران حمدان	۲۴۰	انطاکیہ حلب اور بلاد کردیہ پر صباشیو کا قبضہ	۲۷۷
روانگی راضی جانب موصل	۲۴۱	قتل یعفور بادشاہ روم	۲۷۹
ناصر الدولہ کی گورنری	۲۴۲	ابو تغلب کا حران پر قبضہ	۲۸۰
بغداد مین بنی حمدان کے حالات	۲۴۴	مصالحت قرعویہ اور ابو المعالی	
عدل تحکمی کے حالات	۲۴۶	رومیونکا بلاد جزیرہ پر حملہ کرنا	۲۸۱
روانگی متقی جانب موصل	۲۴۸	رومیون کی ہزیمت	۲۸۲
سیف الدولہ کا حلب و حمص پر قبضہ	۲۵۱	سبکتار کا موصل پر قبضہ	〃

ابو المعالی دوبارہ حلب مین ۲۸۴
عضد الدولہ بن بویہ کا موصل پر قبضہ ۲۸۵
قتل ابو تغلب بن حمدان ۲۸۹
بادشاہ روم کے مخالف کا دیار بکر انا ۲۹۱
دمشق پر بکجور کی حکومت ۲۹۳
اخبار باد کردی ۲۹۶
قتل باد کردی ۲۹۹
قتل ابو طاہر ۳۱۰
سعد الدولہ بن حمدان کے حالات ۳۰۲
حلب مین بنو حمدان کا انقراض ۳۰۴
موصل مین بنو عقیل کی حکومت ۳۰۵
ابو الدرداء کی وفات ۳۰۶
مقلد اور بہاء الدولہ علی بن مسیب کی گرفتاری ۳۰۸
استیلاء مقلد پر دوقوقا ۳۱۰
قتل مقلد ۳۱۱
قراوش اور بن بویہ ۳۱۲
قراوش کا اپنے وزیر و نکا گرفتار کرنا ۳۱۳
جنگ قراوش و عرب ۳۱۵
غز کا موصل پر قبضہ ۳۱۸
بدران بن مقلد کا نصیبین پر قبضہ ۳۲۳
جنگ قراوش و عرب ۳۲۴
فتنہ قراوش و جلال الدولہ ۳۲۴
اخبار ملوک قسطنطنیہ ۳۲۵
قراوش اور اکراد ۳۲۸
قراوش اور ابو کامل ۳۲۹
امارت قریش بن بدران ۳۳۲
وفات قراوش ۳۳۴
قریش کا انبار پر قابض و بیدخل ہونا ۳۳۴
جنگ قریش و بسا سیری ۳۳۷
طغرلبک کا موصل پر قبضہ ۳۳۷
نیال کی موصل سے مفارقت ۳۳۶
وفات قریش و ولایت مسلم ۳۳۹
مسلم بن قریش کا حلب پر قبضہ ۳۴۱
مسلم بن قریش کا دمشق کا محاصرہ کرنا ۳۴۱
جنگ ابن جہیر و مسلم بن قریش ۳۴۱
مسلم بن قریش کی وفات ۳۴۴
ابراہیم کا ادبار ۳۴۶
قتل ابراہیم ۳۴۷
انقراض حکومت بنو مسیب ۳۴۸
اخبار دولت بنو صالح ۳۴۹
صالح حلب مین ۳۵۰
قتل صالح
عیسائیون کا پہلا حملہ ۳۵۲
قتل نصر ۳۵۳
موت وزیری
شمال کی حکومت حلب سے دست کشی ۳۵۵
اہل حلب کی بغاوت ۳۵۵
شمال کی دوبارہ حکومت ۳۵۶
وفات محمال
محمود کا حلب پر حملہ کرنا ۳۵۷
وفات نصر ۳۵۸
انقراض دولت بنو صالح ۳۵۹

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

دیباچہ

ناظرین والاتمکین! عربی کی مستند و معتبر تاریخ کتاب العبر و دیوان المبتدا والخبر فی ایام العرب والعجم والبربر و من عاصرہم من ذوی السلطان الاکبر تالیف علامہ امام عبدالرحمٰن ابن خلدون مغربی (رحمۃ اللہ علیہ) کے ترجمہ کی یہ گیارہویں جلد ہے۔ اس جلد مین مملکت ہسپانیہ عظمیٰ کی ملوک الطوائفی اور اسکے آخری دور کی پوری کیفیت تحریر کیگئی ہے بعدہ اسی سلسلہ مین بنوزیاد، بنوصلیحی، بنونجاح، بنوزریع، بنوحمدان، بنوتغلب، بنوعقیل، بنومقلد، بنوکلاب، اور بنوصالح وغیرہم حکمران عرب کی علیحدہ علیحدہ معاشرت اور تمدن کی ہو بہو تصویرین کھینچکر دکھائی گئین ہین یہ سب بجائے خود مختلف بلاد اسلامیہ کے چھوٹے چھوٹے خودسر حکمران تھے اور برائے نام علم خلافت عباسیہ یا دولت علویہ کے شاہی اقتدار کو تسلیم کرتے اور ان کے نام کا خطبہ اپنے جوامع مین پڑھتے تھے۔ حقیقت یہ ہے کہ انہین لوگون کے باہمی اختلافات اور نفاق نے اسلام کی مضبوط اور مستحکم بنا کو متزلزل کرکے زمین دوز کردیا اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ

الہ آباد - ۹ رجب ۱۳۲۷ھ

مطابق

۲۷ جولائی ۱۹۰۹ء

احمد حسین غفراللہ ذنوبہ وستر عیوبہ

الہ آباد

ترجمۂ تاریخ علامہ ابن خلدون رحمہ اللہ علیہ

کتاب ثانی - جلد یازدہم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اخبار ملوک الطوائف اندلس

ہرگاہ شیرازہ خلافت عربیہ اندلس مین منتشر ہوگیا اور جماعت مسلمین تمام بلاد اندلس مین متفرق ہوگئی اسوقت اس ملک کی عنان حکومت غلامون وزیرون، اراکین دولت، سرداران عرب اور بربر کے قبضہ اقتدار مین چلی گئی - ان لوگون نے اس ملک کو ٹکڑہ ٹکڑہ کرڈالا ہر شخص نے اپنی ڈیڑھ اینٹ کی مسجد جداگانہ بنائی - ایک دوسرے کو کھائے ڈالتا تھا اس نے ایک صوبہ پر قبضہ کرلیا تو دوسرے نے بڑھکر دو صوبون کو اپنا ورثہ سمجھ لیا - غرض چھوٹی چھوٹی خودسر حکومتون کی کوئی حد نہ رہ گئی تھی - نتیجہ ان بے اعتدالیون کا یہ ہوا کہ ان لوگون نے سرحدی عیسائی ملوک کو خراج دیکے اپنا معین و مددگار بنانا شروع کیا - مسیحی سلاطین تو ایسے ہی مواقع کے منتظر رہتے ہین کھل کھیلے کسی کو کسی کے مقابلہ پر مدد دی کسی کا ملک چھین لیا

اہل اندلس اسی حالت بد مین مبتلا تھے کہ یوسف بن تاشقین امیر مرابطین کا دور دورہ شروع ہوگیا اور ان سبھون کو اس نے دبا لیا۔ پس ہمکو اب مناسب یہہ معلوم ہوتا ہے کہ ان ملوک الطوائف کے جداگانہ حالات یکے بعد دیگرے احاطہ تحریر مین لائین۔

حالات بنو عباد ملوک اشبیلیہ وعربی اندلس و دیگر امرار طوائف جو ان حدود مین تھے

بنو عباد ملوک اشبیلیہ کا پہلا حکمران قاضی ابوالقاسم محمد بن ذی الوزارتین ابوالولید اسماعیل بن محمد بن اسماعیل بن قریش بن عباد بن عمر اسلم بن عمر بن عطاف بن لغیم لخمی تھا عطاف بن لغیم لخمی وہ شخص ہے جو لخمی طلیعہ کے ساتھ بلاد اندلس مین اولاً داخل ہوا تھا۔ اصل مین یہہ لوگ لشکر حمص مین تھے عطاف اندلس مین داخل ہوکر قریہ طشانہ (اشبیلیہ کے پورب) قیام پذیر ہوا اور یہین پر اسکی نسل نے ترقی کی۔ محمد بن اسماعیل بن قریش قریہ طشانہ کا (صاحب الصلوۃ) امام تھا بعد ازان اسکا بیٹا اسماعیل ۴۱۳ھ مین وزارت اشبیلیہ پر مامور کیا گیا اور ۴۱۴ھ مین اسکا بیٹا ابوالقاسم محمد عہدہ وزارت اور قضا اشبیلیہ پر مقرر ہوا تا آنکہ ۴۳۳ھ مین اس نے وفات پائی۔

ابوالقاسم محمد کی ریاست کی بنیاد پڑنے کا یہہ سبب ہوا کہ یہہ قاسم بن حمود ملقب بہ امون کے مخصوص اصحاب سے تھا اسی نے اسکو عہدہ قضا اشبیلیہ پر مامور و متعین کیا تھا۔ اندلس سرداران بربر سے محمد بن زیری اس صوبہ کا والی تھا پس جسوقت قاسم قرطبہ سے بھاگ کر اشبیلیہ کی جانب آیا اور اشبیلیہ مین داخل ہونے کا قصد کیا اسوقت قاضی ابوالقاسم محمد نے محمد بن زیری کو اشبیلیہ کی حکومت پر قابض ہوجانے کی رائے دی اور یہہ اشارہ کر دیا کہ قاسم کو شہر اشبیلیہ مین داخل ہونے دو۔ چنانچہ محمد بن زیری نے بطیع حکومت اشبیلیہ ایسا ہی کیا

بعد ازان اہل اشبیلیہ نے باشارہ قاضی ابوالقاسم محمد محمد بن زبیری کو اشبیلیہ سے نکال باہر کیا۔ محمد بن زبیری کے نکالے جانے کے بعد قاضی ابوالقاسم محمد نے اشبیلیہ مین مجلس شوریٰ قائم کی اور اسکے ذریعہ سے اشبیلیہ پر حکمرانی کرنے لگا۔ اس مجلس شوریٰ کا ایک تو خود آپ ممبر تہا دوسرا ممبر ابوبکر زبیری معلم ہشام مؤلف مختصر العین (لغت) اور تیسرا ممبر محمد بن برغ الہانی تہا۔ بعد چندے قاضی ابوالقاسم محمد نے اپنی مدبرانہ چالون و حکمت عملیون سے ابوبکر اور محمد ممبران مجلس شوریٰ کو دبا لیا۔ فوجین مرتب کین اور برابر عہدہ قضا رکا انچارج رہا۔ قاسم مامون جب اشبیلیہ مین نہ جانے پایا تو قرمونہ کی جانب روانہ ہوا اور قرمونہ پہنچکر محمد بن عبداللہ برزالی کے پاس قیام اختیار کیا۔

محمد بن عبداللہ برزالی عہد حکومت ہشام بعدہ زمانہ حکمرانی مہدی سے قرمونہ کا والی تہا ۴۰۰ھ زمانہ طوائف الملوکی مین خود مختاری حکومت کا دعویٰ کیا۔ اس دعوی کا محرک بہی وہی قاضی ابوالقاسم محمد بن عباد تہا اور اسی نے محمد بن عبداللہ برزالی کو قاسم مامون کی معزولی اور خود مختاری حکومت کی رائے دی تہی۔ چنانچہ قاسم مامون قرمونہ سے بہی بیدخل ہوکر سرپش چلا آیا اور محمد بن عبداللہ برزالی قرمونہ مین حکومت کرنے لگا۔

ابوالقاسم محمد کے بعد اسکا بیٹا عباد حکمران ہوا اس نے المعتضد کا لقب اختیار کیا اس سے اور محمد بن عبداللہ برزالی سے ان بن ہوگئی۔ دونون مین متعدد لڑائیان ہوئین محمد بن عبداللہ برزالی والی قرمونہ نے عباد سے اور قاسم بن حمود سے یہی بگاڑ کرادیا چنانچہ قاسم بن حمود نے سرپش سے بقصد جنگ خروج کیا پہلے عبداللہ بن افطس والی بطلیوس سے معرکہ آرائی ہوئی۔ قاسم نے اپنے بیٹے اسماعیل کو بسرافسری عظیم فوج عبداللہ بن افطس کے جنگ پر بہیجا اس مہم مین اسماعیل کے ساتھ محمد

محمد بن عبداللہ برزالی بھی تھا۔ مظفر بن افطس مقابلہ پر آیا۔ مظفر نے اسماعیل اور محمد دونون کو شکست دیکے محمد بن عبداللہ برزالی کو گرفتار کرلیا۔ اور بعد ایک مدت کے رہا کر دیا۔ بعد اسکے قاسم بن حمود اور محمد بن عبداللہ برزالی سے چل گئی مدتون دونون مین نزاع قائم رہی فتنہ و فساد کا سلسلہ جاری رہا تا آنکہ محمد بن عبداللہ برزالی کو اسماعیل نے مار ڈالا۔

اسماعیل ایک مرتبہ بقصد شبخون مارنے کے قرمونہ پر اپنی فوج لے کے چڑھ گیا اور موقع موقع سے چیدہ چیدہ جوانون کو کمینگاہ مین بٹھا دیا۔ محمد بن عبداللہ برزالی اسکی آمد سے مطلع ہوکر معہ اپنے فوج کے سوار ہوکر مقابلہ پر آیا۔ اسماعیل لڑتا ہوا آہستہ آہستہ پیچھے ہٹا۔ محمد بن عبداللہ برزالی جوش کامیابی مین بڑھتا چلا آیا تا آنکہ کمینگاہ سے متجاوز ہوا آیا۔ اسماعیل کے سپاہیون نے کمینگاہ سے نکلکر حملہ کردیا۔ اور محمد بن عبداللہ برزالی کو مار ڈالا۔ یہہ واقعہ سنہ ۴۳۴ھ کا ہے۔

محمد بن عبداللہ برزالی کے مارے جانے کے بعد اسماعیل نے قرمونہ پر قبضہ کرلیا۔ غلامون اور بربریون نے حکومت و سلطنت کی اسکو طمع دی پس اس سے جس قدر مال و اسباب اور غلہ اٹھ سکا لیکر جزیرہ کی جانب بقصد حملہ چلا گیا اسوقت اسکا باپ قلع فرج مین تھا یہہ خبر پاکے چند سوارون کو اسکی جستجو مین روانہ کیا۔ کسی ذریعہ سے اسماعیل کو اسکی خبر لگ گئی قلعہ وردہ کی طرف جھک پڑا۔ والی قلعہ نے موقع پاکے اسماعیل کو گرفتار کرلیا اور پا بزنجیر اسکے باپ کے پاس بھیجدیا پس اس کے باپ نے اسکو اور نیز اسکے نائب اور کل ہمراہیون کو قتل کر ڈالا۔ بعد اسکے اون بربریون کی سرکوبی کی جانب مائل ہوا جنھون نے سرحد پر ہنگامہ برپا کر رکھا تھا۔

ان لوگون مین سب سے پہلے ہم والی قرمونہ کا حال تحریر کیا چاہتے ہین قرمونہ مین مستظہر عزیز بن محمد بن عبداللہ برزالی بعد اپنے باپ کے حکمران ہوا تھا۔ علاوہ قرمونہ

سکے اسجہ اور مرو ربھی اسی کے تحت حکومت مین تھے۔ نمور وار کش کی عنان حکومت وزیر فوج رموی کے قبضہ اقتدار مین تھی جو کہ سرحدی بربری اور منصور کے ہواخواہون سے تھا ۳۰۲ھ مین وزیر فوج نے نمور اور وارکش کی حکومت کا دعوی کیا تھا اور ۳۳۳ھ مین بار حکومت سے سبکدوش ہوکر گوشۂ قبر مین جا چھپا تھا۔ تب بجاے اسکے اسکا بیٹا عزالدولہ حاجب ابو لیساد محمد بن نوح حکمران ہوا۔ اوسنے سنہ ۳۰۰ مین وفات پائی۔ اور ابو ثور یزید بن ابی قرہ یفرنی نے زمانہ طوائف الملوکی ۴۵۰ھ مین رندہ کو عامر بن فتوح کے قبضہ سے نکال لیا۔ عامر بن فتوح علومین کا ساختہ پرداختہ تھا۔ معتضد ہمیشہ اسپر دباؤ ڈالتا چلا آرہا تھا۔ ایک مرتبہ کا ذکر ہے کہ کسی حیلہ سے اسکو بلا کر قید کردیا اور براہ مکر و فریب اسکے بیٹے سے کہلا بھیجا کہ برندہ خادمہ کے ساتھ تمہارے باپ نے فعل شنیع کیا ہے۔ تھوڑے دنون بعد عامر کو رہا کردیا۔ چونکہ اسکے بیٹے پر معتضد کا جادو چل گیا تھا اس وجہ سے اسکے بیٹے نے اسکو مار ڈالا بعد قتل کے معتضد کی چالاکی اور فریب دہی کی قلعی کھلی سخت صدمہ ہوا چنانچہ اسی صدمہ سے ۴۵۱ھ مین مرگیا۔ اسکا بیٹا ابو نصر حجاے اسکے متمکن ہوا تا آنکہ کسی قلعہ مین خود اس کے لشکریون نے اس سے بیوفائی کی گھبراکر شہر پناہ کی فصیل پر چڑھ گیا اور جب وہان جانبری کی کوئی شکل نظر نہ آئی تو شہر پناہ کی فصیل سے بحالت اضطراب گر پڑا اور مرگیا۔ یہ واقعہ ۴۵۶ھ کا ہے۔

سریش کو حرزون بن عبدون نے ۴۰۲ھ مین دبالیا تھا۔ ابن عباد (معتضد) نے اسکو بھی گرفتار کرلیا سریش کے خراج کا مطالبہ کیا اور کل قلعات کی جانچ پرتال کی بعد ازان ان لوگون سے مصالحت کرکے ان لوگون کو انھین بلاد کی سند حکومت عطا کی جو انکے قبضہ مین تھے پس ابن نوح کو ارکش پر ابن حرزون کو سریش پر اور ابن ابی قرہ کو رندہ پر مامور کیا۔ اس تقرری سے یہ لوگ ابن عباد

کے ہوا خواہ ہوگئے اور اسپر اعتماد کرنے لگے۔ چند دنون بعد ابن عباد نے ان لوگون کو دعوت کے بہانہ سے بلایا اور حمام مین بجاکے دروازہ حمام بند کرلیا سب کے سب مرگئے انمین سے صرف ابن نوح اس تہلکہ عظیم سے بچ گیا وجہ یہ تھی کہ اس نے ابن عباد سے پہلے ہی سے ساز کرلیا تھا۔ ان لوگون کے مرنے کے بعد ابن عباد نے اپنے آدمیون کو بھیجکے انکے قلعات پر قبضہ کرلیا اور انکے مقبوضات کو اپنے صوبہ سے ملالیا۔ اس واقعہ کی خبر بادیس تک پہنچی تو اس نے ان لوگون کے خون کا بدلہ لینے کے قصد سے ابن عباد پر فوج کشی کی۔ مقتولون کے قبائل اس سے مطلع ہوکے بادیس کے پاس آکے مجتمع ہوئے اور اس کے ساتھ ابن عباد پر یلغار کرکے چڑھ آئے مدتون اسکا محاصرہ کئے رہے آخر کار بے نیل واپس ہوئے اور سرحد کو عبور کرکے سبتہ کی جانب پڑے۔ سکوت نے انلوگون کو سبتہ مین گھسنے نہ دیا اگر شدت گرمی سے مرگئے باقی ماندگان نے مغرب کا راستہ لیا اور اسی زمانہ سے یہہ لوگ مغرب مین جاکر آباد ہوئے۔ اور ابن عباد استقلال کے ساتھ حکومت کرنے لگا۔

اوینہ اور شلطیش پر عبد العزیز بکری قابض و متصرف ہورہا تھا۔ ابن عباد کی فوجین اسپر محاصرہ ڈالے ہوئے تہین۔ وزیر السلطنت ابن جہور نے عبد العزیز کی سفارش کی معتضد (ابن عباد) نے اسکی سفارش سے مصالحت کرلی۔ زیادہ زمانہ نہ گذرنے پایا تھا کہ ابن جہور کا انتقال ہوگیا ابن عباد نے عبد العزیز بکری سے پھر منازعت شروع کی بالآخر ۴۴۳ھ مین اوینہ اور شلطیش کو عبد العزیز سے خالی کرالیا اور اپنے بیٹے معتمد کو اسکی حکومت پر متعین کیا۔

اس مہم سے فارغ ہو کر معتضد (ابن عباد) نے شلب کا قصد کیا شلب کی عنان حکومت ۴۱۹ھ سے مظفر ابوالاصبغ عیسیٰ ابن قاضی ابوبکر محمد بن سعید بن مرین کے قبضہ اقتدار مین تھی ۴۴۲ھ مین اس نے وفات پائی۔ اسی زمانہ مین معتضد نے اسپر چڑھائی کی اور مظفر کے بیٹے کے قبضہ سے اسکو نکال لیا۔ بعدہ اپنے بیٹے معتمد کو طلب کر کے اس شہر کی حکومت بھی اسی کے متعلق کی چنانچہ معتمد نے یہین قیام اختیار کیا اور اسکو اپنا مستقر حکومت قرار دیا۔

پھر معتضد نے شنت (سینٹ) بریہ کی جانب قدم بڑھایا سینٹ بریہ مین منصف محمد بن سعید بن ہارون کا پرچم اقبال کامیابی کی ہوا مین لہرا رہا تھا۔ جون ہی معتضد اسکے قریب پہنچا۔ غریب معتصم نے شہر خالی کر دیا یہ واقعہ ۴۴۹ھ کا ہے معتضد نے اس کو بھی اپنے بیٹے معتمد کے مقبوضات مین شامل کر دیا۔

لبلہ مین تاج الدین ابوالعباس احمد بن یحییٰ التجیبی کی حکومت کا دور دورہ تھا ۴۴۳ھ مین تاج الدین نے لبلہ مین اپنی حکومت کا اعلان کیا تھا اونبہ اور شلطیش مین اسکے نام کا خطبہ پڑھا گیا تھا ۴۴۳ھ مین اسکی وفات ہوئی۔ بوقت وفات اپنے بھائی محمد کو حکومت و ریاست کی وصیت کر گیا تھا معتضد نے لبلہ پر پہنچکر اسکا محاصرہ کر لیا اور روزانہ لڑائیون سے اسکو تنگ کرنے لگا۔ محمد موقع پاکر قرطبہ بھاگ گیا۔ قرطبہ مین اسکے بھائی خلف بن یحییٰ کا بیٹا فتح قابض و متصرف ہو رہا تھا معتضد نے ۴۴۵ھ مین اسکو بھی خالی کرا لیا۔

غرض ان سب بلاد پر رفتہ رفتہ بنی عباد کا قبضہ ہو گیا اور اسکے دائرہ حکومت مین داخل ہو گئے۔ معتضد نے مرسیہ کو بھی اپنے علم حکومت کے تحت مین لے لیا تھا۔ اس صوبہ پر ابن رشیق نے زمانہ فتنہ مین قبضہ کر لیا تھا اور خاصتہ الدولہ کے نام سے موسوم کیا تھا۔ آٹھ سال حکومت کی بعدہ معتضد نے

۴۴۵ھ مین ابن رشیق سے اسکو چھین لیا۔

معتضد ہی نے مرتلہ کو ابن طیفور کے قبضہ سے ۴۳۶ھ مین نکالا تھا اور ابن طیفور نے اسپر عیسٰی بن نسب سے قبضہ حاصل کیا تھا۔ عیسٰی بن نسب لشکر شاہی کا ایک سپہ سالار تھا اول اول یہی اسپر متصرف اور متغلب ہوا تھا مگر خوبی قسمت نے اسکو اور اسکے بعد اسکے جانشین کو بھی اسکی حکومت پر متصرف نرہنے دیا۔ تھوڑے دنون مین یہ سب ممالک جنکا تذکرہ اوپر ہو چکا ہے ابن عباد کے مقبوضات مین داخل ہو گئے۔

ابن عباد (معتضد) اور بادیس بن حبوس والی غرناطہ مین ناچاقی تھی دونون مین متعدد لڑائیان ہوئی تھین۔ ہنوز کوئی نتیجہ نہین پیدا ہوا تھا کہ ۴۶۱ھ مین معتضد کو سفر آخرت درپیش آیا چنانچہ یہ اپنے کامون کو یون ہی ناتمام چھوڑ کر دنیا سے کوچ کر گیا بعدہ اسکا بیٹا معتمد بن معتضد بن اسماعیل ابوالقاسم بن عباد کرسی حکومت پر متمکن ہوا۔

معتمد نے عنان حکومت اپنے قبضہ اقتدار مین لینے کے بعد جہانداری مین اپنے باپ کا رویہ اختیار کیا۔ مزید بران دارالخلافت قرطبہ کو بھی وزیرالسلطنت ابن جہور کے قبضہ سے نکال لیا۔ اس نے اپنے لڑکون کو ملک کے مستقر حکومتون پر مامور کیا اور وہین قیام کرنے کا انکو حکم دیا۔ عربی اندلس مین انکی حکومت کو کافی طور سے استحکام اور مضبوطی حاصل ہوئی اس اطراف کے ملوک الطوائف پر سکا رعب و داب چھا گیا۔ ابن بادیس بن حبوس غرناطہ مین، ابن افطس بطلیوس مین اور ابن صمادح مریہ مین اسی طرح اور ملوک الطوائف اپنے اپنے مقبوضات مین معتمد (ابن عباد) کے علم حکومت کے شاہی اقتدار کو تسلیم کر رہے تھے اس سے صلح و آشتی کے خواہان تھے۔ اسکی مرضی کے مطابق عمل کرتے تھے مگر یہ اور وہ سب

کے سب سلاطین کفار کی خاطر و مدارات پر مائل تھے اور انکو خراج دے دے کے
قوت پہنچا رہے تھے یہانتک کہ سرحد بربر سے مرابطین کی حکومت کا ظہور ہوا
یوسف بن تاشقین نے عنان حکومت اپنے ہاتھ مین لی۔ مسلمانان اندلس کی امید
اسکی اعانت و امداد سے برآئیں۔ اسی زمانہ مین عیسائیون نے خراج کی بابت
ملوک الطوائف کو تنگ کرنا شروع کیا۔ ابن عباد (معتمد) نے اس سفیر یہودی کو
اسکے گستاخانہ کلام کیوجہ سے قتل کر ڈالا جو خراج لینے کیلئے معتمد کے پاس آتا جاتا تھا
بعدہ دریا عبور کرکے یوسف بن تاشقین کی خدمتمین فریادی بنکر حاضر ہوا۔ معتمد کے جانے
اور یوسف بن تاشقین کی مدد کرنے کے حالات آیندہ یوسف بن تاشقین کے حالات کے ضمن
مین تحریر کئے جائینگے۔ بعد اسکے فقہاء اندلس نے یوسف بن تاشقین کی خدمتمین یہ درخواست
پیش کی کہ طرح طرح کا ٹکس اور محصول اہل اندلس پر لگا ہوا معاف کر دیا اور حکام و
وامراء کے نابرداشتنی مظالم سے نجات دلائی جاے۔ چنانچہ یوسف نے
اہل اندلس کو ان تمام ٹکسون سے سبکدوش کر دیا جو درمیان مین لگا لئے گئے تھے
اور انکو آئے دن کی طوائف الملوک کی خونریزی سے نجات بھی دیدی مگر جون ہی یوسف
بن تاشقین نے اندلس سے مراجعت کی اندلس کے طوائف الملوک اپنے قدیم
رویہ پر آ گئے۔ زمانہ قیام اندلس مین یوسف بن تاشقین نے اپنی فوج ظفر موج کو
جہاد پر بھی بدفعات روانہ کیا تھا اور اندلس کے اندرونی حصون کو خود سر حکومتون
کے خار و خس سے صاف و پاک کرکے طالبان حکومت کو خلعتین دی تھین اور انکو
بنظر انتظام ملک دامن سرحد بربر کیطرف منتقل کر دیا تھا غرض اس نے ایسے نازک
وقت مین جبکہ اندلس امراء و حکام کے خودغرضیون کا جولانگاہ بنا ہوا تھا بزور تیغ
اندلس پر قبضہ حاصل کیا جیسا کہ آیندہ بیان کیا جاے گا۔ ابن عباد بھی بعد چند
لڑائیون کے جسکو تم آگے پڑھو گے یوسف بن تاشقین کا مطیع ہو گیا۔

یوسف بن تاشفین نے اسکو ۴۸۴ھ مین اغمات قریہ مراکش (مراکو) مین قید کر دیا تا آنکہ ۴۸۸ھ مین مرگیا۔

اندلس مین علاوہ اسکے اور صوبے بھی تھے جنپر ابن عباد متصرف اور مستولی نہین ہوا تھا از انجملہ سہلہ تھا اس صوبے پر اوایل پانچوین صدی مین ہذیل بن خلف ابن رزین ہشام کی دعوت کے بہانہ سے قابض ہوگیا تھا اور "مؤید الدولہ" کے خطاب سے اپنے کو مخاطب کرتا تھا ۴۸۵ھ مین عیسائیون کے ہاتھ کسی لڑائی مین شہید ہوگیا تب بجاے اسکے حسام الدولہ عبد الملک بن خلف (مؤید الدولہ کا بھائی) متمکن ہوا اور یہی اس صوبے پر حکمرانی کرتا رہا تا آنکہ مرابطیون نے جسوقت کہ اندلس پر قابض ہوئے تھے اس صوبہ کو بھی اسکے قبضہ سے نکال لیا۔

برنث اور رنج بھی مقبوضات ابن عباد سے خارج تھے اس پر عبد اللہ بن قاسم فہری زمانہ طوائف الملوکی سے قابض ہوکر نظام الدولہ کے لقب سے اپنے کو ملقب کرتا تھا یہ وہی شخص ہے جسکے پاس معتمد مقیم تھا جس زمانہ مین اراکین دولت نے قرطبہ مین معتمد کی امارت کی بیعت کی تھی۔ اور اسکے پاس سے قرطبہ آیا تھا۔ ۴۲۱ھ مین نظام الدولہ نے انتقال کیا بجاے اس کے یمین الدولہ محمد اسکا بیٹا جانشین ہوا اس سے اور مجاہد سے متعدد لڑائیان ہوئین تہین یمین الدولہ کے بعد اسکا بیٹا عقد الدولہ احمد حکومت و امارت کی کرسی پر جلوہ افروز ہوا اور ۴۴۰ھ مین وفات پائی تب اسکا بھائی جناح الدولہ عبد اللہ حکمران ہوا ۴۸۵ھ مین مرابطیون نے اس سے عنان حکومت چھین لی۔

ان تذکرات مین ہم کہانسے کہان پہنچگئے لہذا اس سے اعراض کرکے اب پھر ملوک الطوائف کے اکابر کے تذکرہ کیجانب اپنی توجہ ہم مبذول کرتے ہین واللہ سبحانہ وتعالے اعلم بالصواب

وزیر السلطنت ابن جہور کے حالات

جن دنون قرطبہ مین فتنہ و فساد کی گرم بازاری تھی اسوقت ارکین دولت اور امرار سلطنت کا سردار ابو بحزم جہور بن محمد بن جہور بن عبداللہ بن محمد بن معمر بن یحییٰ بن ابی العاص بن ابی عبیدہ کلبی تہا۔ ابن بشکوال نے اسکا نسب یون ہی تحریر کیا ہے۔ ابن جہور کا مورث اعلیٰ ابو عبیدہ کلبی اندلس مین آیا تہا اسکی پہلی نسلون کو قرطبہ مین دولت عامریہ کی وزارت کا شرف حاصل ہوا تہا۔ جسوقت لشکریون نے معتمد آخری خلیفہ اموی کو ۴۲۲ھ مین معزول کیا اسوقت جہور نے قرطبہ پر قبضہ کرلیا کسی فساد و فتنہ مین مداخلت نہ کی۔ حکومت پر قابض ہوکر نظام سلطنت کو بگڑنے ندیا اور نہ اپنے مکان سے قصر خلافت مین آیا۔ اسکا رویہ نہایت عمدہ تہا اہل علم و فضل کی روش پر چلتا تہا۔ مریضون کی عیادت کرتا تہا جمازون مین شریک ہوتا، اپنے محلہ مشرقی کی مسجد مین اذان دیتا تہا، تراویح پڑہتا تہا اور کل مسلمانون سے ملتا جلتا رہتا تہا دربان وغیرہ اسکے دروازہ پر نہین مقرر تہے۔ مسلمانان قرطبہ نے بطیب خاطر اپنی عنان حکومت تازمانہ تقرری خلیفہ اسکے سپرد کردی تا آنکہ محمد بن اسماعیل بن عباد نے یہہ ظاہر کیا کہ ہشام موید میرے پاس اشبیلیہ مین ہے اور اس بابت بکثرت حفاظ و کتابت کی پس قرطبہ مین ہشام موید کا خطبہ پڑہا گیا اسی گھمنڈ پر محمد بن اسماعیل ہشام کو لئے ہوئے قرطبہ آیا مگر اہل قرطبہ نے نہ معلوم کیون اسکو قرطبہ مین داخل ہونے سے روکدیا اور خطبہ مین اسکے ذکر سے اعراض کیا۔ اسوقت سے ابن جہور اہل قرطبہ پر تنہا بلا مزاحمت غیر سے حکومت کرنے لگا۔ بعدہ محرم ۴۳۵ھ مین بار حکومت سے سبکدوش ہوکر اپنے ہی مکان مین مدفون ہوا بجائے اسکے اسکا بیٹا ابو الولید محمد بن جہور باتفاق سربرآوردگان قرطبہ حکومت

کی کرسی پر بیٹھا - اسنے اپنے باپ کی روش اختیار کی - یہہ بھی اہل علم وفضل کا قدردان تہا مکی بن ابی طالب مکی وغیرہ اہل علم کیخدمتمین تحصیل علم کی تہی اسنے اپنا قلمدان وزارت ابراہیم بن جحیی کے سپرد کیا تہا اسنے نہایت خوبی سے اس خدمت کو انجام دیا غرض ابوالولید محمد کا زمانہ حکومت طوائف الملوکی کے بہترین زمانہ سے تہا - اہل قرطبہ راضی اور خوش تہے کسی کو کسی قسم کی شکایت کا موقع نہین ملا کہ یہہ بھی رہگرائے ملک آخرت ہوگیا اور عنان حکومت اسکے بیٹے عبدالملک کے حوالہ کی گئی - اسنے کج ادائی بداطواری شروع کردی لوگون کو اس سے نفرت اور کشیدگی پیدا ہوگئی - ابن ذی النون نے اسکا قرطبہ مین محاصرہ کیا اسنے محمد بن عباد سے ذی النون کے محاصرہ کی شکایت کی اور امداد کا خواستگار ہوا محمد بن عباد نے اپنی فوجین اسکی کمک پر بھیجین مگر درپردہ یہہ ہدایت کردی تہی کہ قرطبہ مین داخل ہوکر اسکو معزول کردینا چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ ابن ذی النون کے محاصرہ کو محمد بن عباد کے لشکر نے اٹہایا اور جب یہہ قرطبہ مین داخل ہوگیا تو اہل قرطبہ نے سازش کرکے ۴۶۱ھ مین اسکو معزول کردیا اور قرطبہ سے جلاوطن کرکے شنطلیش مین لیجاکے قید کردیا - تا آنکہ بحالت قید ۴۷۲ھ مین مرگیا -

محمد ابن عباد نے عبدالملک کی گرفتاری کے بعد اپنے بیٹے سراج الدولہ کو بلنسیہ سے طلب کرکے قرطبہ کی حکومت پر مامور کیا - سراج الدولہ کو قرطبہ مین جانے کے بعد کسی نے زہر دیدیا جس سے سراج الدولہ کی موت واقع مین آئی - نعش طلیطلہ مین اٹہالائی گئی اور وہین دفن کردی گئی -

سراج الدولہ کے مرنے کے بعد محمد بن عباد نے قرطبہ پر فوج کشی کی چنانچہ ۴۶۹ھ مین قرطبہ پر قابض و متصرف ہوا اور ابن عکاشہ کو قتل کرکے اپنے بیٹے فتح بن محمد ملقب بہ مامون کو قرطبہ کی حکومت دی۔ یونہی رفتہ رفتہ کل غربی اندلس کے صوبجات اسکے قبضہ مین آگئے تا آنکہ مرابطیون نے اندلس مین داخل ہوکر ۴۸۴ھ مین اس صوبہ پر بھی قبضہ حاصل کرلیا۔ اسی ہنگامہ مین فتح مارا گیا اور اسکا باپ محمد بن عباد اعمات کیطرف جلاوطن کرکے بھیجدیا گیا جیساکہ ہم اوپر تحریر کرآئے ہین اور آیندہ بھی لکھنے والے ہین واللہ وارث الارض ومن علیہا وہو خیر الوارثین

اخبار ابن افطس والی بطلیوس غربی اندلس

زمانہ فتنہ اور عہد طوائف الملوکی مین ابو محمد عبداللہ بن مسلمہ تجیبی معروف بہ ابن افطس نے غربی اندلس صوبہ بطلیوس پر قبضہ کرلیا تہا اور اپنی خودسری و حکومت کا اعلان کردیا تہا اسکے مرنے کے بعد اسکا بیٹا مظفر ابو بکر بجاے اسکے متمکن ہوا اسکی حکومت نہایت استقلال اور استحکام کے ساتہہ قائم اور جاری ہوئی۔ اکابر ملوک الطوائف مین اسکا شمار تہا مظفر سے اور ابن ذی النون سے متعدد لڑائیان ہوئی تہین ابن عباد سے بھی بدفعات معرکہ آرائی کی نوبت آئی تہی۔ سبب منازعت کا یہ ہوا تہا کہ ابن عباد نے ابن تجیبی والی ملیلہ کی اعانت بمقابلہ مظفر کی تہی اس سے مظفر کو اشتعال پیدا ہوا والی ملیلہ کے متعدد قلعات اور شہرون پر قبضہ کرلیا آخرکار مظفر و سیم ہر دو متین اوٹہا کے بطلیوس مین قلعہ بند ہوگیا ان دو چھلی لڑائیون مین ایک گروہ کثیر کام آیا۔ یہ واقعہ ۴۴۳ھ کا ہے بعد ازان ابن جہور نے ان دونون مین مصالحت کرادی۔ ۴۶۰ھ مین مظفر نے وفات پائی اسکا بیٹا متوکل ابو حفص عمر بن محمد معروف بہ ساجہ جلوہ آراے سریر حکومت ہوا۔

اسی کے زمانہ حکمرانی مین اور اسیکے ہاتھہ سے یوسف بن تاشقین امیر مرابطین نے ۴۸۳ھ مین بطلیوس پر قبضہ حاصل کرکے اسکو معہ اسکے اولاد کے قید حیات سے سبکدوش کیا تھا۔ ابن عباد نے پہلے متوکل کو یوسف بن تاشقین کیطرف سے بدظن کرکے کفار سے خط وکتابت کرنے کی راے دی اور جب متوکل اس راے پر عامل وکاربند ہوا تو یوسف بن تاشقین کو لکھہ بھیجا کہ جسقدر جلد ممکن ہو بطلیوس پر پہونچکر قبضہ حاصل کرلیا جاے ورنہ متوکل پھر ہاتھہ نہ آئے گا اور نہ اس صوبہ پر کسیطرح قبضہ ہوگا کیونکہ متوکل عیسائیون سے خط وکتابت کررہا ہے چنانچہ یوسف بن تاشقین نہایت تیزی سے قطع مسافت وطے منازل کرکے بطلیوس پر پہنچ گیا اور ۴۸۴ھ مین متوکل کو معہ اسکے لڑکون کے گرفتار کرکے عیدالاضحی کے دن قتل کرڈالا جیسا کہ ہم آیندہ تحریر کرنے والے ہین۔ ابن عبدون نے اسکے مرثیہ مین ایک قصیدہ کہا تھا جو نہایت مشہور اور کتب تواریخ مین مذکور ہے اسکا مطلع یہہ تھا۔

الدھر یفجع بعد العین بالاثر فما البکاء علی الاشباح والصور

اس قصیدہ مین ابن عبدون نے ان مصائب کا تذکرہ کیا تھا جو اس زمانہ ادبار مین نازل ہوئے تھے جس سے جمادات تک رو پڑے تھے ہم اسکو متونہ کے حالات اور انکی فتح اندلس کے ضمن مین بیان کرینگے۔ واللہ یفعل ما یشاء ویحکم ما یرید۔

اخبار بادیس حکمران غرناطہ وبیرہ

فتنہ بربریہ مین سردار صنہاجہ زاوی بن زیری بن مناد تھا زمانہ حکومت منصور مین زاوی اندلس مین آیا تھا بس جب بربریون نے فتنہ وفساد کا بازار گرم کردیا اور شیرازہ خلافت بکھر گیا تو زاوی اس گروہ کا سردار اور ان بلوائیون کا معتمد علیہ بنکر بیرہ کیجانب

گیا اور غرناطہ مین پہنچکر قبضہ کر لیا اور اسکو اپنا مستقر حکومت بنا لیا - اور
جب عامری خلامون نے مرتضیٰ مروانی کی خلافت کی بیعت کی (اس امر
اہم کا متولی اور منصرم مجاہد عامری اور منذر بن یحیےٰ بن ہاشم تجیبی ہوا تھا)
اور بعد بیعت انلوگون نے غرناطہ پر چڑہائی کی تو زاوی بن زیری فوج صنہاجہ
کو مرتب کر کے مقابلہ پر آیا اور ۴۰۱ھ مین ان لوگون کو ہزیمت دے کے
مرتضیٰ کو قتل کر ڈالا - مال و اسباب اور آلات حرب پر قبضہ کر لیا جو بیحد اور
بیشمار تھے بعد ازان زاوی کے دل مین یہہ خیال پیدا ہوا کہ مبادا اندلس
مین بوجہ فتنہ و فساد کے بربر پر کسی قسم کا ادبار نہ آجائے اور میری عدم موجودگی
سونامین سوہاگہ کا کام ندیدے - اس خیال کا آنا تھا کہ اپنے بیٹے کو غرناطہ
پر مقرر کر کے اپنے قومی بادشاہ قیروان کیطرف کوچ کر دیا جون ہی زاوی
نے غرناطہ سے قدم باہر نکالا اسکے بیٹے نے ابن رضین اور چند مشائخین غرناطہ
کو گرفتار کر کے جیل مین ڈالدیا - اہل غرناطہ کو یہہ امر ناگوار گذرا ماکس بن
زیری کو غرناطہ پر قبضہ کر لینے کا پیام دیا پس ماکس اس پیام کے بناء پر غرناطہ
مین آپہنچا - قبضہ کر لیا اور زیری کے لڑکے کی حکومت کو معدوم اور نیست و نابود
کر دیا - تا آنکہ ۴۲۹ھ مین اس نے وفات پائی - بادیس اسکا بیٹا حکومت و ریاست
کی کرسی پر متمکن ہوا اس سے اور ابن ذی النون و ابن عباد سے متعدد
لڑائیان ہوئین - اسکے زمانہ حکمرانی مین اسکا اور اسکے باپ کا کاتب اسکریٹری
اسماعیل بن نغرلہ ذمی سیاہ و سفید کرنے کا مختار تھا - پھر بادیس نے اسکو
۴۵۹ھ مین معزول اور منکوب کر کے قتل کرادیا اسکے ساتھہ اور بہت سے
یہودی بھی مار ڈالے گئے تھے بادیس نے ۴۶۵ھ مین سفر آخرت اختیار کیا
اسکا پوتا منظر ابو محمد عبد اللہ بن بلکین بن بادیس حکمران ہوا - اسنے اپنے

بھائی تمیم کو مالقہ کی حکومت پر حسب تقرری اپنے دادا کے مامور کیا۔
۴۸۳ھ مین مرابطیون نے ان دونون کو معزول کرکے جلاوطن کرکے اغمات
اور دریہ کیطرف بھیجدیا چنانچہ ان دونون نے وہین قیام کیا جیسا کہ آیندہ یوسف
بن تاشفین کے تذکرہ مین ان کے حالات کو تم پڑھوگے۔ والہ وارث الارض
ومن علیہا وہو خیر الوارثین۔

اخبار ذی النون ملوک طلیطلہ ثغر جوفی

ملوک طلیطلہ کا جد اعلےٰ اسماعیل بن ظافر بن عبدالرحمن بن
سلیمان بن ذی النون تہا۔ یہہ قبایل ہوارہ کا ایک نامور
ممبر تہا۔ دولت مروانیہ مین یہہ اراکین سلطنت سے شمار کیا جاتا تہا۔
شنتریہ مین اسکی ریاست وامارت تہی پہر اسنے زمانہ فتنہ ۴۱۹ھ مین قلعہ فلنتین
پر قبضہ کرلیا۔ شروع زمانہ فتنہ سے طلیطلہ یعیش بن محمد بن یعیش کے قبضہ تصرف
مین تہا جو اسکا والی تہا پس جب یہہ ۴۷۵ھ مین مرگیا تو بعض سرداران افواج
طلیطلہ نے اسماعیل کو قلعہ فلنتین سے طلیطلہ پر قبضہ کرنیکو بلا بہیجا چنانچہ
اسماعیل قلعہ مذکور سے طلیطلہ مین آیا اور بلا مزاحمت قابض ومتصرف ہوگیا
اسماعیل نے طلیطلہ پر قبضہ کرنے کے بعد اپنے دایرہ حکومت کو جنجالہ
(مضافات مرسیہ) تک بڑہا لیا اور نہایت کامیابی کے ساتہہ اسپر امارت کرتا رہا
تا آنکہ ۴۲۹ھ مین راہی ملک عدم ہوا تب اسکے بیٹے مامون ابوالحسن یحییٰ نے
عنان حکومت اپنے ہاتہہ مین لی۔ اسنے بڑے زور شور سے حکومت کی
اسکی شوکت وعظمت کل ملوک الطوائف سے بڑہی چڑہی تہی۔ اس سے اور سرحدی
عیسائی امراء سے مشہور لڑائی ہوئی ۴۳۵ھ مین بلنسیہ پر فوج کشی کی اور مظفر
ذی السابقین (منصور بن ابی عامر کے اولاد سے) بلنسیہ کو چہین لیا بعد ازان
قرطبہ کیجانب بڑہا اور اسکو بہی ابن عباد کے ہاتہہ سے نکال لیا اسی ہنگامہ مین

قرطبہ پر قبضہ کرنے کے بعد اسکے بیٹے ابو عمر کو قتل کر ڈالا۔ پھر اسکو بھی ۶۷۶ھ
مین کسی نے زہر دیکر مار ڈالا اسکے بعد طلیطلہ کی عثمان حکومت اسکے پوتے قادر یحیے
بن اسماعیل بن مامون یحیے بن ذی النون نے اپنے ہاتھ مین لی۔ اسوقت
عیسائی سلاطین مین سے ابن ادفونش کا دور حکومت تھا چونکہ حکومت و دولت
اسلامیہ مدبرون سے خالی ہوگئی تھی اور خلافت کا دور تمام ہوچکا تھا عرب کی
حکومت کا شیرازہ بکھر گیا تھا اسوجہ سے ابن ادفونش کا تمام ملک مین دور دورہ تھا
چنانچہ ابن ادفونش نے فوجین آراستہ کرکے طلیطلہ کیجانب ۷۷۳ھ مین پیشقدمی
شروع کی قادر یحیے نے ابن ادفونش کے خوف سے طلیطلہ کو خالی کردیا
اور اس سے یہہ شرط کرلی کہ بلنسیہ کے لینے مین تم میری
مدد کرنا۔ بلنسیہ مین اندنون عثمان قاضی بن ابوبکر بن عبد العزیز (یہہ بھی ابن
ابی عامر کا ایک وزیر تھا) حکمرانی کررہا تھا اہل بلنسیہ کو اس کی خبر لگ گئی پس
انلوگون نے اس خوف سے کہ مبادا ادفونش وغیرہ مسیحی ملوک اسپر قبضہ نہ کرلینا
عثمان قاضی کو معزول کردیا۔ قادر یحیے نے جھٹ پٹ قبضہ کرلیا۔ دونون تک یہان
مقیم رہا۔ بالآخر ۷۸۱ھ مین سفر آخرت اختیار کیا۔

اخبار ابن ابی عامر والی شرقی اندلس و موالی عامر بن وابن صمادح سپہ سالار مریہ

منصور عبد العزیز بن عبد الرحمن ناصر بن ابی عامر کی اولاد سے
کی مقام شاطبہ مین عامری خدام نے ۴۱۱ھ مین
زمانہ فتنہ بربریہ مین بیعت کی چنانچہ منصور نے عثمان
حکومت اپنے ہاتھ مین لی بعد چندے اہل شاطبہ نے منصور کے خلاف علم بغاوت بلند کیا منصور شاطبہ کو خیرباد
کہہ کے بلنسیہ چلا گیا اور اسپر قبضہ حاصل کرکے اپنا دار الحکومت بنا لیا۔ اس کے
وزیرون مین ابن عبد العزیز نامی ایک شخص نہایت مدبر اور ہوشیار تھا۔ اسنے خیران
عامری (جو کہ بنو عامر کا آزاد غلام تھا) کے ذریعہ سے قبل اس واقعہ کے اربولہ پر ۴۰۰ھ

مین قبضہ حاصل کر لیا تھا بعد ازان ۴۰۰ھ مین مرسیہ پر بعدہ حیان پر پھر مریہ پر ۴۰۹ھ مین قابض و متصرف ہو گیا تھا - اور منصور عبد العزیز کی امارت و حکومت کی ان مقامات کے رہنے والون سے بیعت لے لی تھی تھوڑے دنون بعد خیران نے منصور سے بد عہدی کی اور مریہ سے مرسیہ مین جاکر منصور کے برادر عم زاد محمد بن مظفر بن منصور بن ابی عامر کو حکومت کی کرسی پر بٹھا دیا -

محمد بن مظفر قرطبہ مین قاسم بن حمود کے سایہ عاطفت مین رہتا تھا جسوقت اسنے خیران سے خط و کتابت کر کے مع اپنے مال و اسباب کے مرسیہ جانیکا قصد کیا اسوقت قرطبہ کے رہنے والون نے مجتمع ہو کر اسکا مال و اسباب چھین لیا اور قرطبہ سے بکبارگی دور کر دیا -

خیران نے محمد کو کرسی حکومت پر متمکن کر کے پہلے مؤتمن کے خطاب سے مخاطب کیا پھر معتصم کا لقب دیا بعد چندے ناراض ہو کر مرسیہ سے نکال دیا - بیچارہ محمد بحال پریشان مریہ پہنچا - خیران نے ازاد غلامون کو اشارہ کر دیا انہون نے اسکا مال و اسباب چھین کر مریہ سے نکال باہر کیا - محمد نے غربی اندلس کا راستہ لیا اور وہان پہنچکر سفر آخرت اختیار کیا -

اسکے بعد خیران نے بھی مریہ مین ۴۱۹ھ مین وفات پائی امیر عمید الدولہ ابو القاسم زہیر عامری نے عنان حکومت اپنے قبضہ اقتدار مین لی - اور فوجین آراستہ کر کے غرناطہ پر چڑھائی کر دی - بادیس بن حبوس مقابلہ پر آیا اور امیر عمید الدولہ کو ہزیمت دیکر ۴۲۹ھ مین اقتدار و گیر مین قتل کر ڈالا اور مریہ پر قبضہ کر لیا - بعدہ منصور عبد العزیز والی بلنسیہ نے اس صوبہ کو بادیس کے قبضہ سے ۴۳۵ھ مین نکال لیا - پھر جب مامون بن ذی النون نے وفات پائی اور اسکا پوتا قادر حکمران ہوا تو بلنسیہ پر وزراء ابن ابی عامر سے ابو بکر بن عبد العزیز حکومت کرنے لگا - ابن ہود نے اس کو

قادر سے مخالفت اور بد عہدی کرنے کی راے دی پس ابوبکر اس راے کے مطابق قادر سے مخالفت کا اعلان کر کے ۴۶۸ھ مین خود سر ہو گیا یہ وہ زمانہ تہا کہ مقتدر نے دانیہ پر قبضہ کر لیا تہا۔ ابوبکر دس سال حکومت کر کے ۴۷۸ھ مین گوشہ قبر مین جا چہپا بجاے اسکے قاضی عثمان ارکا بیٹا حکمرانی کی عبا پہنکر ایوان حکومت مین جلوہ افروز ہوا پھر جب قادر بن ذالنون نے طلیطلہ کو عیسائیون کے حوالہ کر دیا تو بلنسیہ کیطرف قبضہ کرنے کے قصد سے قدم بڑہایا اس مہم مین اسکے ہمراہ الفنش عیسائی بہی تہا جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا۔ اہل بلنسیہ نے اس خبر سے مطلع ہو کر عثمان قاضی بن ابوبکر کو معزول کر دیا اور عیسائیون کے خوف سے قادر کو بخوشی خاطر اپنے شہر پر قبضہ دیدیا یہ واقعہ ۴۷۸ھ کا ہے۔ بعد اسکے ۴۸۳ھ مین قاضی جعفر بن عبداللہ بن محجاب نے قادر پر فوج کشی کی اور اثنار جنگ مین قادر کو قتل کر کے بلنسیہ پر قبضہ کر لیا۔ پہر عیسائیون نے ۴۸۵ھ مین بلنسیہ پر یلغار کیا اور قاضی جعفر کو قتل کر کے قابض ہو گئے۔ بعدہ مرابطین نے اندلس مین داخل ہو کر اس صوبہ کو عیسائیون کے قبضہ سے نکال لیا۔ پہر ۵۰۳ھ مین ابن ذی النون نے اپنے ایک سپہ سالار کو بلنسیہ پر قبضہ کرنیکا حکم دیا چنانچہ اس سپہ سالار نے اس صوبہ کو ان لوگونکے قبضہ سے نکال لیا۔

معن بن صمادح سپہ سالار وزیر ابن ابی عامر نے جس زمانہ (۳۸۰ھ) سے منصور نے اسکو سند حکومت دی تہی مریہ مین اقامت اختیار کی تہی اور ذوالوزارتین کے لقب سے اپنے کو ملقب کیا تہا بعد چندے اسنے اپنے آپکو معزول کر کے اپنے بیٹے معتصم ابو یحییٰ محمد بن معن بن صمادح کو حکمران بنایا۔ چنانچہ معتصم نے اس صوبہ مین چوالیس برس تک حکومت کی۔ ابن شبیب والی لورقہ فوجین آراستہ کر کے مریہ پر چڑھ آیا۔ یہ زمانہ وہ تہا

کہ معتصم کے باپ نے حکومت سے کنارہ کشی کرلی تھی معتصم نے یہ خبر پاکر کہ ابن شبیب والی لورقہ مریہ پر چڑھ آیا ہے مقابلہ کرنے کی غرض سے عظیم فوج روانہ کیا۔ ابن شبیب نے اس مہم مین منصور بن ابی عامر والی بلنسیہ و مرسیہ سے بمقابلہ اپنے حریف کے امداد کی درخواست کی اور معتصم نے بالیس سے مدد کا پیام دیا۔ دونون حریف مین گھمسان لڑائی ہوئی اسکا چچا صمادح بن بادیس بن صمادح دوسرے جانب سے لورقہ کے بعض قلعات پر چڑھ گیا بزور تیغ اہل قلعہ کو زیر کرکے قبضہ کرلیا اور بعد قبضہ حاصل کرنے کے واپس آیا۔ اس زمانہ سے معتصم ۴۸۴ھ تک مریہ پر کامیابی کے ساتھ حکومت کرتا رہا تا آنکہ اسی سنہ مین وفات پائی۔ اسکا بیٹا بجاے اسکے متمکن ہوا اسکو یوسف بن تاشفین امیر مرابطین نے ۴۸۴ھ مین معزول کیا اور مریہ سے معہ اسکے اہل و عیال کے سرحد کیجانب جلاوطن کرلائے۔ اسنے سرحد پر پہنچکر قلعہ مین آل حماد کے پاس قیام کیا۔ یہین اسنے اور اس کے لڑکون نے وفات پائی۔ واللہ وارث الارض ومن علیہا۔

اخبار بنو ہود ملوک سرقسطہ۔

منذر بن منصور بن یحیے بن عبدالرحمن بن محمد بن ہاشم تجیبی ثغر اعلے کا گورنر تھا۔ اس سے اور منصور عبدالرحمن سے امارت اور ریاست کی بابت ان بن چلی آتی تھی۔ اسکے دارالامارت اور مستقر حکومت ہونے کا اعزاز سرقسطہ کو حاصل تھا جسوقت مہدی بن عبدالجبار کی حکومت کی بیعت لیگئی اور بنو عامر کا دور دورہ ختم و منقضی ہوگیا اور بربریون کا زور شور اور فتنہ و فساد شروع ہوگیا اسوقت منذر مستعین کے علم حکومت کے ساتھ تھا تا آنکہ اسی طوائف الملوکی مین ہشام مارا گیا منذر نے ان امور کے انجام پر نظر کرکے مستعین کی رفاقت ترک کردی۔ بعد اسکے مروانیون نے مرتضی کی

بشمول مجاہد اور اُن لوگون کے جو غلامون اور عامیون مین سے انکے پاس آکر مجتمع ہو گئے تھے بیعت کر لی اور غرناطہ پر حملہ آور ہوے زاوی بن زیری فوجین آراستہ کر کے مقابلہ پر آیا اور اُن سبھون کو ہزیمت دی پھر مروانیون اور اراکین دولت کو مرتضیٰ کیجانب سے شک پیدا ہوا۔ چند آدمیون کو اسکے قتل پر مامور کر دیا چنانچہ مریہ مین ان لوگون نے اسکو مار ڈالا۔ منذر کو اسوقت کھل کھیلنے کا موقع ملگیا چنانچہ سرقسطہ اور ثغر اعلےٰ کو دبا بیٹھا اور "المنصور" کا خطاب اختیار کیا۔ مسیحی سلاطین جلیقہ اور برشلونہ سے مصالحت کا عہد و پیمان کیا۔ بالآخر ۳۰۸ھ مین وفات پائی اسکا بیٹا سریر حکومت پر متمکن ہوا اور "المظفر" کے لقب سے اپنے کو ملقب کیا۔

اسی زمانہ مین ابو ایوب سلیمان بن محمد بن ہود جذامی انہین لوگون مین سے شہر تطیلہ پر قابض و متصرف ہو رہا تھا۔ اسکو شروع زمانہ فتنہ سے اس صوبہ کی حکمرانی دی گئی تھی۔

اسکا مورث اعلیٰ ہود وہ ہے جو اندلس مین آیا تھا ازونے اسکے سلسلہ نسب کو سالم مولےٰ (آزاد غلام) ابو حذیفہ تک پہونچایا ہے۔ یہہ ہود بیٹا ہے عبداللہ کا اور عبداللہ بیٹا ہے موسیٰ کا اور موسیٰ بیٹا ہے سالم کا۔ اور بعضون نے ہود کو روح بن اتباع کی اولاد سے شمار کیا ہے۔

سلیمان نے تھوڑے دنون مین اپنی قوت بڑہا کے مظفر یحییٰ بن منذر کو مغلوب کر دیا ۳۱۳ھ مین اسکی زندگانی کا بھی خاتمہ کر کے دینا کے کل مخمصات سے ہمیشہ کے لئے نجات دیدی۔ سرقسطہ اور ثغر اعلےٰ پر قابض ہو گیا اور اسکا بیٹا یوسف بن مظفر ۳۲۱ھ پر حکمرانی کرنے لگا بعد چندے ان دونون مین منازعت اور مخاصمت پیدا ہو گئی۔ اس اثنا مین سلیمان مرگیا اور احمد مقتدر باللہ نے عنان حکومت اپنے

ہاتھہ مین لی مقتدر نے یوسف کے مقابلہ مین فرانس اور بشکنس سے امداد طلب کی چنانچہ فرانس اور بشکنس حسب وعدہ مقتدر کے کمک پر آئے مسلمانون سے اور عیسائیون سے لڑائی جھگڑا شروع ہوگیا یوسف نے اس خبر سے مطلع ہوکر عیسائیون اور نیز مقتدر کا سرقسطہ مین محاصرہ کرلیا۔ یہ واقعہ ۳۴۳ھ کا ہے۔ یوسف کو اس محاصرہ مین ناکامی ہوئی عیسائی سلاطین اپنے اپنے بلاد کیطرف لوٹ گئے بعد ازان مقتدر باللہ ۳۴۷ھ مین اپنی حکومت کے سینتیس سال پورے کرکے سفر آخرت اختیار کیا۔ بجاے اسکے یوسف مؤتمن اسکا بیٹا سریر امارت پر جلوہ افروز ہوا۔

یوسف مؤتمن کو علوم ریاضیہ مین بہ طولی حاصل تہا اس فن مین اسنے بہت سی کتابین تالیف کی تہین از انجملہ الاستکمال اور المناظر ہین۔ ۳۷۵ھ مین اس نے وفات پائی یہ وہی سنہ ہے جسمین عیسائیون نے طلیطلہ کو قادر بن ذی النون سے قبضہ سے نکال لیا تہا۔

یوسف مؤتمن کے بعد سرقسطہ مین مستعین حکمران ہوا اسکے زمانہ حکومت مین واقعہ دشقہ پیش آیا تہا دشقہ کو عیسائی فاتحون کے پنجہ سے بچانے کی غرض سے مستعین نے ۵۰۰ھ مین کئی ہزار مسلمانون کی جمعیت سے جو کہ شمار سے باہر تہے دشقہ پر چڑہائی کی تقریباً دس ہزار مسلمان اس معرکہ مین کام آئے تہے (مستعین کو ناکامی کے ساتھہ پسپا ہونا پڑا) اس زمانہ سے مستعین سرقسطہ مین برابر حکمرانی کرتا رہا تا آنکہ ۵۰۳ھ مین جن دنون عیسیون نے سرقسطہ پر فوج کشی کی تہی سرقسطہ کے باہر جام شہادت نوش کرکے راہی عدم ہوا بجاے اسکے اسکا بیٹا عبدالملک سریر آراے حکومت ہوا عماد الدولہ کا خطاب اختیار کیا۔ عیسیٰ یا عیسون نے اسکو ۵۱۲ھ مین سرقسطہ سے نکال کر قبضہ کرلیا۔ اس نے سرقسطہ کے قلعہ مین سے قلعہ روطہ مین جاکر پناہ لی اور وین قیام پذیر رہا یہان تک کہ

لہ دیکھو الحلل السندسیہ جلد اول صفحہ ۲۰۰

۵۱۳ھ مین اسنے وفات پائی - اسکا بیٹا احمد ملقب بہ سیف الدولہ آریکہ حکومت پر رونق افروز ہوا اسکے عہد حکومت مین عیسائیون کی شورش حد سے متجاوز ہو گئی - مسلمانون کو بیحد ستانے لگے آخر کار اسنے عیسائیون سے ساز کر لیا اور قلعہ روطہ کو انکے حوالہ کر کے انلوگون کے ساتھہ معہ اپنے حشم و خدم کے طلیطلہ چلا آیا اور وہین ۵۳۶ھ مین مرگیا - انہین بنو ہود کے ممالک مقبوضہ سے شہر طرطوشہ تھا جسکو بقایا عامری نے ۴۳۳ھ مین دبا لیا تھا پھر ۴۴۵ھ مین یہ مرگیا تب یعلی عامری اسپر قابض ہوا اسکا دور حکومت دراز اور طویل نہین ہوا اسکے بعد شنبیل حکمران ہوا عماد الدولہ بن احمد مستعین نے ۴۵۳ھ مین شنبیل سے طرطوشہ کو چھین لیا - اسوقت سے طرطوشہ پر عماد الدولہ کا اور اسکے بعد اسکے بیٹون کا قبضہ و تصرف رہا تا آنکہ دشمنان اسلام نے اس شہر پر بھی اور بلاد شرقی اندلس کے ساتھہ قبضہ کر لیا - والله وارث الارض ومن علیہا وہو خیر الوارثین

اخبار بنو مجاہد عامری حکمران دانیہ و جزائر شرقیہ

جزیرہ میورقہ ۴۰۹ھ مین عصام خولانی کے ہاتھہ سے مفتوح ہوا تھا - مورخین تحریر کرتے ہین کہ عصام خولانی بقصد حج اپنی ایک ذاتی کشتی پر سوار ہو کر اندلس سے روانہ ہوا اتفاق یہ کہ کشتی ہوا کے مخالف کیوجہ سے جزیرہ میورقہ کے ساحل پر جا لگی ایکمدت تک عصام معہ اپنے ہمراہیونکے اس ساحل پر بوجہ ہوائے مخالف مقیم رہے - زمانہ قیام مین انلوگون کو اہل جزیرے کے حالات سے مطلع ہونے کا موقع ملا اور اسکے مفتوح کرنے کی ہوس انکے دلمین سمائی - چنانچہ عصام نے حج سے واپس ہو کر امیر عبد اللہ والی اندلس سے جزیرہ میورقہ کی سرسبزی و شادابی کا ذکر کیا اور اسکے مفتوح کرنے کی رغبت دی پس امیر عبد اللہ نے ایک بیڑہ جنگی کشتیون کا عصام کے ساتھہ روانہ کیا - علاوہ شاہی لشکر کے مجاہدین کا گروہ عظیم اس مہم مین جہاد کے قصد سے شریک ہوا - عصام نے پہنچتے ہی جزیرہ میورقہ پر محاصرہ ڈالدیا اور ایک مدت کے محاصرہ و جنگ کے بعد یکے بعد دیگرے

اسکے کل قلعات کو مفتوح کرلیا تکمیل فتح کے بعد عصام نے امیر عبداللہ کیخدمت مین نامہ بشارت فتح روانہ کیا۔ امیر عبداللہ نے اس حسن خدمت کے صلہ مین عصام کو جزیرہ میورقہ کی گورنری عنایت فرمائی۔ دس برس تک عصام نے اس جزیرہ پر حکمرانی کی مسجدین بنوائین، حمامات تعمیر کرائے، سرائین، پل اور سڑکین درست کرائین۔

عصام کی وفات کے بعد اہل جزیرہ نے اسکے بیٹے عبداللہ کو اپنا حکمران بنایا امیر عبداللہ والی اندلس نے بھی اس امارت کو منظور اور تسلیم کیا بعد ازان عبداللہ درویشی اور زہد کیطرف مائل ہوگیا ۳۰۵ھ مین تمام امارت کرکے بقصد حج کشتی پر سوار ہوکر مشرق کیجانب چلا گیا پھر اسکی خبر نہ معلوم ہوئی خلیفہ ناصر مروانی نے اپنے خدام مین سے موفق کو اس جزیرہ کی سرداری وحکومت پر متعین و مامور کیا موفق نے جزیرہ مذکور مین پہنچکے جنگی کشتیون کے متعدد بیڑے طیار کرائے فرانس کے مقبوضات پر بکرات ومرات جہاد کئے ۳۵۰ھ عہد حکومت مستنصر مین اسنے وفات پائی اسکے خادمون مین سے کوثر نامی ایک شخص اسکا جانشین ہوا۔ اسنے دشمنان اسلام پر جہاد کرنے مین وہی طریقہ اختیار کیا جو اسکے پیشرو موفق کا تھا۔ اسنے ۳۵۹ھ عہد امارت منصور مین انتقال کیا منصور نے اپنے مولی (آزاد غلامون) مین سے مقاتل کو اس جزیرہ کی حکومت دی۔ یہ بھی جہاد کا حد سے زیادہ شائق تھا مقبوضات فرانس پر ہمیشہ جہاد کرتا رہتا تھا۔ منصور اور اسکا بیٹا مؤید جہاد مین اسکی مدد کیا کرتے تھے ۴۰۳ھ زمانہ فتنہ مین رگبراے ملک آخرت ہوا۔

مجاہد بن یوسف بن علی عامری موالیون مین ایک سرآوردہ اور دلیر شخص تھا۔ منصور نے اسکی پرورش کی تھی۔ قران، حدیث اور عربیت کی تعلیم دی تھی ان علوم مین مجاہد کو اعلےٰ درجہ کا کمال حاصل تھا جس دن مہدی ۴۰۰ھ مین مارا گیا اس روز مجاہد قرطبہ سے چلا آیا۔ اس سے اور زیراور عامری موالیون اور اکثر لشکریان

انبس نے مرتضیٰ کی امارت کی بیعت کرلی جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا۔ انلوگون سے اور زاوی سے غرناطہ کے باہر مڈبھیڑ ہوئی زاوی نے انلوگون کو ہزیمت دی اور انکی جماعت کو منتشر کرکے مرتضیٰ کو بار حیات سے سبکدوش کردیا جیسا کہ تم اوپر پڑھ آئے ہو اس واقعہ کے بعد مجاہد طرطوشی چلا گیا اور اسپر قابض ہوگیا پھر اسکو چھوڑکر دانیہ مین جاکے مقیم ہوا اور وہین اپنی حکومت کی بنا ڈالی۔ میورقہ، منورقہ اور یابسہ کو اپنے دائرہ حکومت مین داخل کرلیا۔ اور ۴۱۳ھ مین معیطی کو میورقہ کی حکومت پر مامور کیا مگر معیطی نے میورقہ مین پہنچتے ہی خودسر حکومت کا اعلان کردیا اہل میورقہ نے معیطی کو اس فعل سے بہت کچھ روکا۔ لیکن معیطی نے ذرا بھی توجہ نہ کی مجاہد کو اسکی خبر لگی تو اس نے اپنے برادرزادہ عبداللہ کو میورقہ کی حکومت پر مامور اور روانہ کیا۔ معیطی یہہ خبر پاکر بھاگ گیا۔ عبداللہ نے میورقہ مین پندرہ سال حکومت کی اس نے اپنے زمانہ حکومت مین سردانیہ پر براہ دریا بقصد جہاد فوج کشی کی تھی اور بزور تیغ کمال مردانگی سے اسکو فتح کرکے عیسائیون کو وہانسے جلاوطن کردیا تھا اور والی سردانیہ کے لڑکے کو قید کرلیا تھا جو بعد ایک مدت کے زرفدیہ ادا کرکے رہا کرایا گیا۔ مجاہد نے اسکے مرنے پر اپنے مولےٰ اغلب کو ۴۳۶ھ مین میورقہ کی حکومت عنایت کی۔

مجاہد والی دانیہ اور خیران والی مرسیہ اور ابن ابی عامر والی بلنسیہ مین باہم متعدد لڑائیان ہوئین یہان تک کہ ۴۳۶ھ مین مجاہد ان لڑائیون کو یون ہی ناتمام چھوڑکر راہی ملک بقا ہوگیا۔ بجاے اسکے اسکا بیٹا علی ایوان حکومت مین رونق افروز ہوا۔ "اقبال الدولہ" کا خطاب اختیار کیا اور مقتدر بن ہود سے سسرالی قرابت پیدا کی۔ ۴۶۸ھ مین مقتدر نے اقبال الدولہ کو دانیہ سے سرقسطہ مین بلا لیا اسکا بیٹا مبراج الدولہ فرانس چلا گیا عیسائیان فرانس نے بچند شرایط جنکی پابندی کا اقرار

خود سراج الدولہ نے کیا تھا سراج الدولہ کی امداد کی چنانچہ دانیہ کے بعض قلعات اسکو قبضہ ملگیا بعد چندے جیساکہ خیال کیا جاتا ہے مقتدر کی سازش سے ۴۶۹ھ مین اسکو زہر دیا گیا جس سے اسکی موت وقوع مین آئی۔ بعدہ علی اقبال الدولہ نے بھی مقتدر کے انتقال کے بعد ہی ۴۷۳ھ مین وفات پائی بعضے کہتے ہین کہ مقتدر کے حالت حیات مین بجایہ چلا گیا تھا اور یحییٰ بن حماد والی بجایہ کے یہان مقیم ہوا تھا اور اسی زمانہ فراری مین سفر آخرت اختیار کیا تھا۔

اغلب (مجاہد والی میورقہ کا مولی) براہ دریا سرحدی عیسائیون پر بکثرت جہاد کیا کرتا تھا اور آئے دن عیسائیون کو اپنے پرزور حملون سے تنگ کیا کرتا تھا۔ مجاہد کے مرنے کے بعد اسکے بیٹے علی اقبال الدولہ سے اغلب نے حج و زیارت کی اجازت حاصل کرکے مشرق کا رخ کیا پس اقبال الدولہ نے آل اغلب کو حکومت جزیرہ سے برطرف کرکے اپنے داماد ابن سلیمان بن مشکیان کو بطور نائب اغلب جزیرہ پر مامور کیا۔ پانچ سال تک ابن سلیمان جزیرہ پر حکمرانی کرکے بار حیات سے سبکدوش ہوا بجاے اس کے بشر ملقب بہ ناصر الدولہ کو زمام حکومت عطا ہوئی۔

ناصر الدولہ شرقی اندلس کا رہنے والا تھا۔ عالم طفلی مین قید ہوآیا تھا اور مجاہد کی خدمت مین تعلیم و تربیت پائی تھی۔ سن شعور کے پہنچنے کے بعد ایک چھوٹی سی فوج کی اسکو سرداری دی گئی۔ جوانمرد اور دلیر تھا اپنی مردانگی کی وجہ سے لوگونکی آنکھونمین بہت جلد محبوب ہوگیا اسپری اور سردانیہ پر اکثر جہاد کیا کرتا تھا۔ ابن سلیمان کے مرنیکے بعد انہین وجوہ سے جزیرہ میورقہ کی حکومت اسکو مرحمت کی گئی پانچ سال تک حکومت کرتا رہا۔ اسی اثنا مین اقبال الدولہ کی حکومت کا

دور تمام ہوگیا اور مقتدر بن ہود نے اسکے مقبوضات پر قبضہ و تصرف حاصل کرلیا
پس مبشر نے بھی میورقہ کو اپنا موروثی ملک سمجھ لیا اور خود سر حکومت کا اعلان
کردیا۔ زمانہ طوایف الملوکی کا تھا اندلس مین ہر چہار طرف فتنہ و فساد کی گھنگور گھٹا
چھائی ہوئی تھی۔

ناصر الدولہ نے مستقل حکمران ہونے کے بعد چند لوگونکو اپنے آقائے نامدار کے
اہل و عیال کے لینے کو دانیہ روانہ کیا اہل دانیہ نے اقبال الدولہ علی کے اہل و
عیال کو مبشر کے پاس بھیجدیا مبشر نے انلوگون کی بیحد عزت کی اور یہہ حسن سلوک
انلوگون سے پیش آیا۔ اسوقت سے مبشر برابر سرحدی عیسائیون پر جہاد کرتا رہا
تا آنکہ عیسائی امرا پر شکوہ مجتمع ہوکر اسپر حملہ آور ہوے۔ دس ماہ کامل میورقہ
کا محاصرہ کئے رہے بالآخر مبشر کو محاصرہ کے اٹھانے مین ناکامی ہوئی دشمنان
اسلام نے اسکو بزور تیغ مفتوح کرکے مبشر کی حکومت کے ... سال جی
کھولکر تاخت و تاراج کیا۔

مبشر نے زمانہ محاصرہ مین علی بن یوسف والی مغرب ملثونہ سے عیسائیونکی
زیادتیون کی شکایت کی تھی اور امداد مانگی تھی۔ اگرچہ اتفاق سے علی بن یوسف
کی جنگی کشتیون کا بیڑہ جو مبشر کی کمک پر آیا تھا میورقہ پر عیسائیون کے قابض ہوجانیکے
بعد پہنچا مگر پھر بھی ہز بران اسلام نے خشکی پر قدم رکھتے ہی عیسائیون کو اس جزیرہ سے
نکال باہر کیا علی بن یوسف نے اپنی جانب سے الغزر بن ابی بکر لمتونی کو اسکی حکومت عنایت کی
الغزر نے اپنے زمانہ حکمرانی مین اہل میورقہ کو بیحد ستایا دریا سے فاصلہ پر
ایک جدید شہر آباد کرنیکا قصد کیا اہل میورقہ کو کشیدگی تو پہلے ہی سے تھی اسکے سب
مخالفین جمع ہوکر اسپر ٹوٹ پڑے گرفتار کرلیا اور علی بن یوسف کے پاس امیر مقرر کرنے کا پیام بھیجا

عہ اصل کتاب مین اس مقام پر کچھ نہین لکھا ہے

علی بن یوسف نے انلوگونکو محمد بن علی بن اسحاق بن غانیہ لمتونی والی غربی اندلس کے پاس بھیجدیا۔ محمد نے اپنی جانب سے اپنے بھائی احمد بن علی کو مقرر کیا محمد قرطبہ کی حکومت پر تھا پس جب یہہ میورقہ پہنچا تو اس نے انور کو پانچ بزنجیر چند محافظین کے ساتھہ مراکش بھیجدیا اور خود میورقہ مین ٹھہرا ہوا دس برس تک حکومت کرتا رہا یہانتک کہ اسکا بھائی یحییٰ مرگیا اور انکا بادشاہ علی بن یوسف تھا۔ اسی زمانہ سے میورقہ مین بنی غانیہ لمتونی کا پرچم اقبال کامیابی کی ہوا اوڑنے لگا۔ علی بن یوسف کے زمانہ بادشاہت مین بنو غانیہ کی میورقہ مین بہت بڑی دولت اور حکومت تھی علی اور یحییٰ یہین سے نکلکر بجایہ کیطرف بڑھہ آئے تھے اور اسکو موحدین کے قبضہ سے نکال لیا تھا۔ موحدین سے اور انلوگون سے افریقیہ مین متعدد دفعہ بکثرت لڑائیان ہوئی تھین جسکو ہم بعد اخبار لمتونہ انکے حالات کے ضمن مین بیان کرینگے

میورقہ پر عیسائیون نے موحدین کے ہاتھہ سے انکے آخری دور حکومت مین قبضہ لیا تھا بقا اللہ تعالے کے لئے ہے اور ملک جسکو چاہتا ہے اسکو عطا کرتا ہے اور وہی غالب اور دانا ہے۔

اخبار باغیان اندلس جنھون نے آخری دور حکومت لمتونہ مین سر اٹھایا تھا

جسوقت لمتونہ و شمنان اسلام اور موحدین کی لڑائیون مصروف ہو گئے اسوقت اندلس سے انکو ایک گونہ دوری اور بے توجہی ہوگئی پس بعض اہالیان اندلس اپنے عادت قدیمہ پر آ گئے۔

۵۳۲ھ مین قاضی مروان بن عبد اللہ بن مروان ابن خصاب نے بلنسیہ مین علم بغاوت بلند کیا اور خود سر حکمران بنکر حکومت کرنے لگا۔ مگر تین ہی مہینے بعد اہل بلنسیہ نے اسکو حکومت و ریاست سے معزول کر دیا۔ مریہ چلا آیا۔

پھر مریہ سے ابن خانیہ کے پاس میورقہ بھیجدیا گیا ابن خانیہ نے اسکو جیل مین ڈالدیا۔

مرسیہ مین ابو جعفر احمد بن عبدالرحمن بن ظاہر نے سر اٹھایا۔ بعد چندے اہل مرسیہ نے معزول کردیا بلکہ اسکے حکومت کے چوتھے مہینے اسکو بار حکومت اور حیات سے ہمیشہ کے لئے سبکدوش کرکے گوشہ قبر مین لیجاکے آرام سے سولادیا۔ مستعین بن ہود کا پوتا دو ماہ تک حکمرانی کرتا رہا پھر ابن عیاض نے عنان حکومت اپنے ہاتھہ مین لی۔

اہل بلنسیہ نے بعد قاضی مروان کے امیر ابو محمد عبداللہ بن سعید بن مردنیش جذامی کے ہاتھہ پر امارت وریاست کی بیعت کی۔ اس نے اپنے زمانہ حکومت کو اعداء دین پر جہاد کرنے مین صرف کیا ہمیشہ معرکہ کارزار مین کفار کے ساتھہ تیغ و سپر رہتا تھا تا آنکہ ۵۴۰ھ مین کسی لڑائی مین عیسائیون کے ہاتھہ شہید ہوگیا۔ پس اہل بلنسیہ نے عبداللہ بن عیاض کی امارت کو تسلیم کرلیا جو اندلس مرسیہ پر قابض ومتصرف ہورہا تھا جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا۔ عبداللہ نے ۵۴۲ھ مین وفات پائی پس اہل بلنسیہ نے اسکے چچازاد بھائی محمد بن احمد بن سعید بن مردنیش کی امارت کی بیعت کی اس نے بیعت امارت لینے کے بعد شاطبہ، مدینہ شقر اور مرسیہ پر بھی قبضہ کرلیا۔ ابراہیم بن ہمشک اسکے نامور سپہ سالارون سے تھا اس نے اطراف اندلس مین غارتگری شروع کردی۔ قرطبہ پر شبخون مارکر قابض ہوگیا مگر تھوڑے ہی دنون بعد قرطبہ اسکے قبضہ سے نکلگیا تب اس نے غرناطہ پر ہاتھہ مارا اور موحدین کے قبضہ سے نکال لیا پھر اس نے اور نیز ابن مردنیش (محمد بن احمد) نے غرناطہ کے ایک قصبہ مین موحدین کا محاصرہ کرلیا۔ متعدد لڑائیون کے بعد جو کہ دونون حریف مین غرناطہ کے باہر ہوئی تھین عبدالمومن نے غرناطہ کو اسنے

واپس لے لیا۔ انہین معرکون مین ابراہیم اور ابن مردنیش نے عیسائی امرا اور اور سلاطین سے موحدین کی مدافعت کی غرض سے امداد طلب کی تھی چنانچہ مسیحی جوق جوق ابراہیم اور ابن مردنیش کی کمک پر آئے مگر عبدالمومن کی واقفکاری اور نبرد آزمائی کے آگے سبھون نے منہ کی کھائی اور نہایت بری طور سے شکست اوٹھا کے بھاگے اور عبدالمومن نے انکو بیحد زبون طریقہ سے قتل کیا انہین دنون مین یوسف نے بعد محاصرہ طویل اور جنگ شدید کے بلنسیہ کو مفتوح کر کے خلیفہ مستنجد عباسی کے نام کا خطبہ پڑہا اور ایک عرضداشت دربار خلافت بغداد روانہ کی خلافت پناہی نے اس صوبہ کی سند حکومت یوسف کو لکھ کر بھیجدی بعد اسکے ۵۶۶ھ مین موحدین کی حکومت کی بیعت ہوئی۔

مظفر عیسیٰ بن منصور بن عبدالعزیز بن ناصر بن ابی عامر شاطبہ اور مرسیہ کیجانب مراجعت کرنے کیوقت بلنسیہ پر قابض ہوگیا تہا ایک مدت تک اسکا قبضہ رہا ۵۵۵ھ مین اس نے وفات پائی اس کے مرنیسے بلنسیہ کی عنان حکومت ابن مردنیش کے قبضہ مین چلی گئی۔

احمد بن عیسیٰ قلعہ مرانیہ قابض ہورہا تہا اور اپنے متبعین کے ذریعہ سے مرابطین کی مخالفت کررہا تہا۔ اتفاق زمانہ سے منذر ابن وزیر نے اسکو دبالیا بس یہ ۵۴۰ھ مین عبدالمومن کے پاس چلا گیا اور ملک اندلس پر قبضہ کر لینے کی ترغیب دی عبدالمومن نے اسکے ہمراہ چند فوجین روانہ کین جنھون نے بنو غانیہ امرا مرابطین کو اندلس مین اپنے پیروز حملونسے مغلوب کر دیا۔

میورقہ پر زمانہ اضطراب حکومت لمتونہ سے محمد بن علی بن غانیہ مستولی ہورہا تہا سنہ ۵۲۰ھ سے اس نے اس صوبہ پر قبضہ حاصل کیا تہا ۵۳۷ھ مین اپنے بھائی یحییٰ سے ملنے کو بلنسیہ آیا تہا اور یہان سے اپنے میورقہ عبداللہ بن یتما کو مامور

کر آیا تھا اسکے زمانہ غیر حاضری مین بلوائیون اور باغیون نے سر اوٹھایا۔
اس شورش کے رفع کرنے کیغرض سے محمد بن غانیہ بلنسیہ سے میورقہ
پھر واپس آیا اور بدنظمی کو رفع دفع کرکے امن کو قائم کیا تا آنکہ ۵۶۷ھ مین
پُرامن و عافیت چھوڑکر انتقال کر گیا۔ اسکا بیٹا ابراہیم ابو اسحاق متمکن ہوا
اس نے ۵۸۰ھ مین وفات پائی تب اسکا بھائی طلحہ کرسی حکومت پر رونق
افروز ہوا اور ۵۸۱ھ مین موحدین کی بیعت کی۔ اہل میورقہ کے چند امرار
بطور وفد موحدین کے یہان آئے موحدین نے ان اوفود کے ہمراہ علی بن برتر
کو روانہ کیا جون ہی یہہ میورقہ مین وارد ہوا طلحہ کے برادر زادگان حلی دیکھے
پسران اسحاق نے طلحہ کے خلاف بغاوت کردی اور تخت حکومت سے
اسکو اوتار دیا۔ اس کے بعد ان لوگون کو یوسف بن عبدالمومن کے مرنیکا
حال معلوم ہوا سبھون نے میورقہ کو چھوڑکر افریقیہ کا راستہ لیا اسکو تم انکے
حکومت کے حالات مین پڑھوگے۔ غرض اس طور سے مرابطیونکی دولت
وحکومت ملک مغرب اور اندلس سے منقطع اور معدوم ہوگئی اور اللہ تعالے نے
عنان حکومت ان کے قبضہ سے نکال کے موحدین کو عنایت فرمائی۔
ان لوگون نے انکو جہان پایا قتل کیا رفتہ رفتہ ان کی حکومت کو استقلال
اور استحکام ہوگیا اور یہہ اس سرزمین کے حکمران بن گئے۔ انلوگون نے
اس ملک کے انتظام اور انصرام پر بنی عبدالمومن کے اعزہ کو مامور کیا
یہہ لوگ اپنے کو سادہ کے لقب سے ملقب کرتے تھے۔ اس
ملک کی حکومت درپاست انہین لوگون مین تقسیم ہوگئی۔ انہین لوگون
لوگون مین سے یعقوب منصور نے سرحدی بلاد کے سرکرنے کے
بعد بنظر جہاد ابن اونفوش بادشاہ جلالقہ پر عرب کو مجتمع کرکے چڑھائی کی۔

اطراف بطلیوس مقام ارکہ[1] ۵۹۱ھ مین صف آرائی کی نوبت آئی اسکے بعد اس کا لڑکا ناصر ۶۰۹ھ مین دریا کو مغرب کی جانب سے عبور کرکے فوج عظیم کے ساتھہ اندلس پہنچا مسلمانان اندلس سے اور اس سے مقام عقاب مین مڈبھیڑ ہوئی۔ چند لوگ انمین سے اس معرکہ مین کام آگئے باقی کو اللہ تعالے نے اس نقصان عظیم سے بچایا۔

بعد چندے یعقوب منصور کے بعد موحدین کی حکومت متزلزل اور مضطرب ہوچلی اور تمام بلاد اندلس مین بوجہ کمزوری انلوگون کے جو سادہ کے لقب سے موسوم تھے امور سیاست مین ضعف پیدا ہوگیا۔ ساتھہ ہی اسکے مراکش (مراکو) مین بھی ان کی حکومت معرض خطر مین پڑگئی پس انلوگون نے مسیحی سلاطین اور عیسائی امرا سے امداد طلب کرنا شروع کیا اور بروقت ضرورت مسلمانون کے مقبوضہ قلعات دے دیکے ان کی فوجون سے اپنی سیاست وحکومت قائم رکھنے لگے اس سے رؤسا ملت اسلامیہ اور پس ماندگان عرب ودولت امویہ کو ناراضگی پیدا ہوئی چنانچہ سب کے سب مجتمع ہوکر موحدین کی مخالفت پر کمر بستہ ہوئے اور اندلس کے ملک سے بات کی بات مین انکو نکال باہر کیا۔

---

[1] جنگ ارکہ بلحاظ ابتدائے عنوان کے نہایت خطرناک تھا مگر اللہ تعالے کے فضل وکرم سے اس معرکہ مین مسلمانون کو توقع سے زیادہ کامیابی ہوئی۔ تقریبًا ایک لاکھہ چھیالیس ہزار عیسائی مارے گئے تیس ہزار گرفتار کرلئے گئے۔ ڈیڑ لاکھہ خیمے، اسی ہزار گھوڑے ایک لاکھہ خچر اور چار لاکھہ گدھے باربرداری کے ہاتھہ آئے جواہرات اور قیمتی قیمتی اسباب بے تعداد ملے۔ مال غنیمت کی ایسی کثرت ہوئی کہ ایک ایک درہم (بحساب سکہ رائج الوقت تقریبًا ۰۳/) پر غلام بک گئے تلوارین نصف درہم پر اور گھوڑے پانچ پانچ درہم پر اور گدھے ایک ایک درہم پر فروخت ہوے۔ یعقوب منصور نے حسب شرع شریف مال غنیمت کو مجاہدین مین تقسیم کیا۔ الفنش مسیحی بادشاہ بحال پریشان طلیطلہ کیطرف بھاگا ڈاڑھی سرمنڈوا کے

اس عظیم اور مہتم بالشان امر کے انجام دہی پر محمد بن یوسف بن ہود جذامی اندلس مین کمربستہ ہوا تہا اور بلنسیہ مین زیان بن ابو الحلات مدافع بن یوسف بن سعد پسر ماندہ خاندان حکومت بنی مردنیش نے مستعدی کی تہی علاوہ انکے اور بہت سے سرداروں نے بغاوت اور مخالفت کا علم بلند کیا تہا۔

ان واقعات کے بعد ابن ہود پر اسکے عہد حکومت مین پسر اندگان دولت عرب اور انہین کے نسب والون مین سے محمد بن یوسف بن نصر معروف بہ احمر نے خروج کیا یہہ محمد اپنے کو شیخ کے لقب سے ملقب کرتا تہا اہل جبل سے اور اس سے لڑائیان ہوئین۔ انمین سے ہر ایک صاحب حکومت و دولت ہوا جس کی ارث انکی آیندہ نسلین ہوئین۔

زید بن مردنیش معہ دس ممبران خاندان جو مردنیش کے بلنسیہ مین حکمرانی کرتا تہا اسنے اسکی امارت حاصل کرنے مین موحدین سے اعانت و امداد لی تہی جس زمانہ مین اسکی عنان حکومت سید ابو زید بن محمد بن ابو حفص بن عبد المومن نے بعد انتقال مستنصر اپنے قبضہ اقتدار مین لی جیسا کہ آیندہ انکے حالات مین بیان کیا جائیگا اور یہ واقعہ ۶۳۰ھ کا ہے اُن دنون یہی زیان اسکا معتمد علیہ اور ہر کام کا متصرم و پیشوا تہا ۶۲۶ھ مین جسوقت کہ ابن ہود کی امارت کی مرسیہ مین بیعت کی گئی تو زیان نے سید

بقیہ نوٹ۔ صلیب توڑ ڈالی فرش پر سونے عورت سے مفارقت کرنے گھوڑے پر سوار ہونیکی قسم کہائی کہ جب تک کہ مین اسکا بدلہ مسلمانون سے نہ لونگا اسوقت تک مین آرام نہ کرونگا۔ چنانچہ تمام جزائر اور بلاد مسیحیہ سے فوجین فراہم کرنے لگا یعقوب منصور نے اس سے مطلع ہوکر طلیطلہ پر چڑہائی کر دی اور محاصرہ کرکے روزانہ حملون سے تنگ کرنے لگا قریب تہا کہ شہر طلیطلہ مفتوح ہوجاتا اور قوس کی مانند لڑکمان اور بیویان برہنہ سر فریادی صورتین بنائے ہوئے شاہی دربار مین حاضر ہوئین اور یہ درخواست پیش کی

ابوزید کی مخالفت کا علم بلند کر دیا اور بلنسیہ سے نکلکر رندہ چلا آیا سید ابوزید کو اس سے خطرہ پیدا ہوا نرمی اور ملاطفت سے واپس آنیکا پیام بھیجا زیان نے انکاری جواب دیا اسپر سید ابوزید بخوف زیان بھاگ کر مسیحی بادشاہ برشلونہ کے پاس چلا گیا اور مسیحی مذہب اختیار کر لیا۔ (اعاذنا اللہ من ذلک)

سید ابوزید کے چلے جانے کے بعد زیان نے بلنسیہ پر قبضہ کر لیا اس سے اور ابن ہود سے مدتوں لڑائی اور جھگڑے کا سلسلہ قائم و جاری رہا۔ دوران منازعت مین زیان کے پسران عم عزیز بن یوسف بن سعد نے جزیرہ شقر پر قبضہ کر لیا اور ابن ہود کے علم حکومت کے تحت مین داخل ہو گئے زیان نے اس سے مطلع ہو کر عزیز سے جنگ کرنے کی غرض سے سرزش پر فوج کشی کی اتفاق وقت سے زیان کو ہزیمت ہوئی ابن ہود اسکا تعاقب کرتا ہوا بلنسیہ تک چلا آیا اور مدتوں اسکا محاصرہ کیے رہا زیان نے شہر پناہ کے دروازے بند کر لئے اور شہر پناہ کی فصیلون سے انکی مدافعت کرتا رہا تا آنکہ ابن ہود محاصرہ اٹھا کے واپس آیا۔

عیسائی سلاطین نے مسلمانون کو باہم تیغ و سپر دیکھ کے بلاد اسلامیہ کیطرف پیشقدمی شروع کی چنانچہ بادشاہ برشلونہ نے انیشہ پر پہنچکر قبضہ کر لیا زیان کو اسکی خبر لگی

بقیہ نوٹ۔ کہ یہ ملک ہمارے ہی لوگونکے قبضہ مین رکھا و بارے ہملوگ علم حکومت کے مطیع اور فرمانبردار ہین یعقوب منصور کو انلوگون کی حالت پر رحم آگیا انکی درخواست منظور کر لی اور بہت سا مال و زر بطور انعام و صلہ کر کے رخصت کیا اور شہر طلیطلہ پر غالب و متصرف ہو جانے کے بعد انکے حوالہ کر کے قرطبہ کی جانب مراجعت کی ایک مہینہ تک مال غنیمت لشکریون پر تقسیم کرتا رہا اسی اثنا مین الفنش کا سفیر پیام مصالحت لیکے حاضر ہوا یعقوب منصور نے اسکی درخواست کو قبولیت کا درجہ عنایت کیا۔ اسوجہ سے ایک مدت تک اندلس مین امن قائم رہا المقری جلد اول صفحہ ۲۸۹ و ۲۹۰ مطبوعہ لیڈن۔

تو اسنے اُن کل مسلمانون کو جو اسکے ساتھ تھے مرتب و مسلح کرکے انیث پر
عیسائیون کو بیدخل کر دینے کی غرض سے ۶۳۴ھ مین چڑھائی کی۔ اس جہاد مین
اہل شاطبہ اور جزیرہ شقر والے بھی شریک ہوئے تھے۔ اس واقعہ مین مسلمانون
کو ہزیمت ہوئی۔ ابوالربیع سلیمان اسی واقعہ مین شہید ہوا۔ مسلمانون نے ہزیمت
اٹھانے کے بعد بلنسیہ مین آکے دم لیا۔ مسیحی فوجین برابر تعاقب کرتی چلی آئین
اور بلنسیہ پر پہنچکے محاصرہ ڈالدیا اہل بلنسیہ نکل بھاگنے کی فکرین کرنے لگے
چند لوگ بطور وفد یحییٰ بن ابوبکر یا والی افریقیہ کیخدمت مین بھیجے عیسائیون کی زیادتیون
اور محاصرہ کی شکایت کی یحییٰ بن ابوبکر یا نے بہت سا مال و اسباب جنگ و آلات
حرب اور رسد و غلہ اپنے عزیز یحییٰ نامی کے ہمراہ اہل بلنسیہ کے پاس روانہ کیا
یہہ وہ زمانہ تھا کہ اندلس مین بنو عبدالمومن کا دور حکومت ختم ہونیکے قریب پہنچ گیا تھا
یحییٰ محاصرون کی کثرت کیوجہ سے بلنسیہ مین نہجا سکا بمجبوری دانیہ کیجانب لوٹ آیا
اور عیسائیون نے ۶۳۶ھ مین بزور تیغ بلنسیہ پر قبضہ حاصل کرلیا زیان بجایہ پر
بلنسیہ سے نکلکر جزیرہ شقر چلا آیا اور امیر یحییٰ بن ابوبکر یا کی ماتحتی مین حکومت
کرنے لگا۔ اظہار اطاعت کی غرض سے بیعت کرنے کو اپنے کاتب (سکریٹری)
حافظ ابوعبداللہ محمد انباری کو امیر یحییٰ کیخدمت مین روانہ کیا اسنے تونس مین پہنچکے
حق سفارت ادا کیا اور فی البدیہہ ایک قصیدہ جو کہ مشہور و معروف ہے اور اسمین اسنے
جودت طبع دکھلائی تھی تلیف سین پڑھا اسکا تذکرہ عنقریب موحدین مین سے دولت
بنو حفص افریقیہ کے ضمن مین تحریر کیا جاے گا۔

ابن ہود کے مرنے کے بعد اہل مرسیہ نے ابوبکر واثق (یہ بنی ہود کا آخری
فرمانروا تھا) سے بغاوت کی واثق کیطرف سے مرسیہ کا والی ابوبکر بن خطاب تھا اہل
مرسیہ نے زیان کو مرسیہ پر قبضہ کرنے کو بلا بھیجا چنانچہ زیان نے مرسیہ مین داخل ہوکر

قصر امارت مرسیہ کو لوٹ لیا اور انلوگونکو امیر یحییٰ بن ابوزکریا کی بیعت کرنے پر بشرط قبضہ شرقی اندلس آمادہ و مستعد کیا۔ یہ واقعات ۶۳۳ھ کے ہین۔

بعدازان ابن عصام نے اربولہ مین زیان سے بدعہدی کی اور اسکی مخالفت پر اُٹھ کھڑا اور زیان کے ایک قریبی رشتہ دار نے شہر تلمسان مین جاکے اپنی حکومت کا سکہ چلا دیا اس زمانہ سے یہ وہین ٹھہرا رہا تا آنکہ مسیحی بادشاہ برشلونہ نے ۶۴۴ھ مین اسکے قبضہ سے ان ممالک کو نکال لیا۔ اور یہ مرتا کھپتا ٹونس چلا گیا اور وہین ۶۶۸ھ مین مرگیا۔

باقی رہا ابن ہود اسکے حالات آیندہ لکھے جائینگے۔ پھر ابن احمر کے خاندان اور آیندہ نسل مین حکومت و سلطنت کا سلسلہ قائم ہوا اور اسوقت تک موجود ہے جسکو عنقریب ہم تحریر کرنے والے ہین کیونکہ یہی لوگ دولت و حکومت عرب کے یادگار اور بقیۃ السلف ہین واللہ خیر الوارثین۔

اخبار دولت و حکومت بنی ہود جنہون نے اندلس مین موحدین کی مخالفت کی

جسوقت موحدین کی دولت و حکومت مین اضطراب اور تزلزل پیدا ہو چلا اور ان سادہ مین اختلاف شروع ہوگیا جو بلنسیہ کے حکمران تھے اسوقت محمد بن یوسف بن محمد بن عبد العظیم بن احمد بن سلیمان مستعین بن محمد بن ہود نے مقام سخیرات صوبہ مرسیہ متصل قرطبہ مین علم مخالفت و بغاوت ۶۲۵ھ مین بلند کیا۔ یہ وہ زمانہ تھا کہ مستنصر انتقال کر چکا تھا اور موحدون نے مراکش مین اسکے چچا مخلوع عبد الواحد بن امیر المومنین یوسف کی امارت کی بیعت کر لی تھی۔ اور عادل (اسکے بھائی منصور کا بیٹا) مرسیہ مین قابض و متصرف ہو کر ابو محمد عبد اللہ بن ابی حفص بن عبد المومن والی حیان کے علم حکومت کے آگے گردن اطاعت جھکا دی تھی۔ اس معاملہ مین سید ابو زید بن محمد بن ابو حفص نے ان دونون کی مخالفت کی

فتنہ و فساد کا بازار گرم ہوگیا ہر ایک نے دوسرے کے بیخ کنی کی غرض سے مسیحی سلاطین سے امداد کی درخواست کی اور اکثر بلاد اسلامیہ کو امداد و اعانت کے عمل مین انکے حوالہ کردیا۔ ان واقعات سے اہل اندلس کے قلوب رنج و اندوہ سے بھر گئے اور وہ انلوگون کے زوال کے باہر کرنے کی فکرین کرنے لگے چنانچہ ابن ہود مذکور نے اسکام کا بیڑہ اٹھایا۔

یہ شخص بنی ہود ملوک الطوائف کے اعقاب سے تھا۔ حکومت و سرداری کے حاصل کرنے کی ایک مدت سے خواہان اور امیدوار تھا۔ چونکہ موحدون کو اسکی طرف سے خطرہ تھا اسوجہ سے انلوگون نے اس معاملہ مین کئی بار آزمایش کی اور اس نے نہایت خوبصورتی سے اپنے جذبات کو چھپایا۔ بالآخر ۶۲۵ھ مین معدودے چند لشکریون کے ساتھہ خروج کردیا سید ابو العباس بن ابی عمران موسیٰ بن امیر المومنین یوسف بن عبد المومن والی مرسیہ نے ایک فوج اسکی سرکوبی پر روانہ کیا اسنے ہزیمت دے کر مرسیہ کیجانب کوچ کیا اور پہنچتے ہی مرسیہ پر قبضہ کرکے سید ابو العباس کو گرفتار کرلیا خلیفہ مستعصم عباسی کے نام کا خطبہ پڑہا جو افنون خلفاء عباسیہ مین سے دار الخلافت بغداد مین سریر آرائے حکومت تھا بعد ازان سید ابو زید بن محمد بن ابو حفص بن عبد المومن والی شاطبہ نے شاطبہ سے ابن ہود پر فوج کشی کی ابن ہود نے پہلے ہی میدان مین سید ابو زید کو ہزیمت دیدی سید ابو زید شاطبہ لوٹ آیا اور مامون کی پشت گرمی سے پھر فوجین مرتب کین۔ مامون اشبیلیہ کا حکمران تھا بعد اپنے بہالی عادل کے سریر حکومت پر جلوہ آرا ہوتھا چنانچہ ابن ہود اور سید ابو زید سے معرکہ ارائی ہوئی اتفاق یہ کہ اس معرکہ مین ابن ہود کو پیچھا دیکھنا پڑا سید ابو زید ابن ہود کا تعاقب کرتا ہوا مرسیہ تک چلا آیا اور مدتون مرسیہ کا محاصرہ کئے رہا مگر کامیاب نہوا آخرکار محاصرہ اٹھاکے اشبیلیہ کیجانب واپس آیا

اسکے بعد سید ابوزید سے زیان بن ابو العلات مدافع بن حجاج بن سعد بن مردنیش نے بلنسیہ مین مخالفت اور بدعہدی کی اور بلنسیہ سے نکلکر رندہ کیطرف چلا آیا یہ واقعہ ۶۲۶ھ کا ہے۔

چونکہ بنو مردنیش بڑے جتھہ اور رعب و داب والے تھے اسوجہ سے ابوزید زیان کی مخالفت اور بلنسیہ سے رندہ چلے جانے پر خطرہ اور نظام حکومت کے درہم برہم ہونیکا خیال پیدا ہوا بمنت وسماجت واپسی کی تحریک کی زیان نے انکاری جواب دیا پس ابوزید بلنسیہ سے نکلکر عیسائی بادشاہ برشلونہ کے پاس چلا گیا اور عیسائی مذہب اختیار کر لیا۔ (نعوذ باللہ)

ابوزید کے چلے جانیکے بعد اہل شاطبہ نے ابن ہود کی امارت بیعت کر لی بعد ازان اہل جزیرہ شقر نے اہل شاطبہ کی تقلید کی۔ اہل جزیرہ شقر کو انکے حکام بنو عزیز بن یوسف عم زیان بن مردنیش نے اس امر پر ابھارا تھا۔ انلوگون کے بیعت کرنیکے بعد اہل جیان اور اہل قرطبہ نے بھی ابن ہود کی امارت کو تسلیم کر لیا اور اسکے علم حکومت کے مطیع ہو گئے اور امیر المومنین کے لقب سے یاد کرنے لگے۔ اس اثنار مین مامون اشبیلیہ سے مراکش چلا گیا اور اسکا بھائی اہل اشبیلیہ پر حکمرانی کرنے لگا۔ زیان بن مردنیش نے اس سے چھیڑ چھاڑ شروع کی حالانکہ دونون مین مراسم و اتحاد پیشتر سے تھے آخر کار ۶۲۹ھ مین زیان کو ناکامی کے ساتھہ پسپا ہونا پڑا۔ ابن ہود نے اسکا بلنسیہ مین محاصرہ کر لیا پھر محاصرہ اٹھا کے عیسائیون پر حملہ کرنے کی غرض سے مارودہ پر چڑھ گیا فریقین مین گھمسان لڑائی ہوئی۔ ابن ہود کے قدم میدان جنگ سے ڈگ گئے اللہ تعالے نے اپنے فضل و کرم سے مسلمان کو بال بال بچا لیا بعد اسکے دوبارہ مقام کوس مین اسکو ناکامی ہوئی مگر اسکے چہرہ پر ذرا بھی شکن نہ آیا دشمنان اسلام سے ان کے مقبوضات مین جا کر جھگڑتا اور انپر جہاد کرتا۔ ہر سال سنے مدینہ ہوتا

اور نہایت استقلال اور مردانگی سے ان کی مقاومت مین مصروف و مشغول رہتا تھا۔ باین ہمہ عیسائی سلاطین بلاد اسلامیہ کے سرحدون اور دارالحکومتونکو یونیفوارم کرتے جاتے تھے

پھر ابن ہود نے جزیرہ خضرا اور جبل الفتح پر جو کہ سبتہ کے پھاٹک تھے سید ابو عمران موسیٰ سے قبضہ لیا اور انپر قبضہ حاصل کرنے کے بعد سبتہ کیطرف قدم بڑہایا پس ابو عمران نے ابن ہود کی امارت و حکومت کو تسلیم کرکے اسکے ہاتھہ پر بیعت کرلی۔

ان واقعات کے بعد ۶۲۵ھ مین سلطان محمد بن یوسف بن نصر کی حکومت کا مقام ارجونہ مین اعلان کیا گیا اراکین دولت نے بیعت کی اہل قرطبہ بعد ازان اہل قرمونہ نے علم حکومت کے آگے گردن جھکائی بعد چندے اہل اشبیلیہ نے بغاوت کردی اور سالم بن ہود کو اپنے شہر کے دارالحکومت سے نکالکر ابن مروان احمد بن محمد باجی کو اپنا امیر بنالیا ابن ہود نے اور لوکہہ نہ بن آبی ایک فوج مرتب کرکے ابن الحمر سے جنگ کرنیکو روانہ کیا۔ ابن احمر نے پہلے ہی حملہ مین اس فوج کو ہزیمت دیدی اور اسکے سپہ سالار کو گرفتار کرلیا۔ بعد اسکے ادہر باجی اور ابن احمر نے ابن ہود کی مخالفت پر باہم عہد و پیمان کیا ادہر ابن ہود نے الفنش سے انلوگون کی حرکات سے تنگ آکے زیر کرنیکی غرض سے ایکہزار دینار روزانہ دینے کے اقرار پر مصالحت کرلی۔ اس تبدیلی اور تغیرات سے اہل قرطبہ متاثر ہوکر ابن ہود کے علم حکومت کے مطیع ہوگئے ابن ہود نے فوجین درست اور سامان جنگ فراہم کرکے باجی اور ابن احمر پر فوج کشی کردی مگر اتفاق سے خود ابن ہود کو ہزیمت ہوئی ابن احمر نے بڑہکر اشبیلیہ کے باہر پڑاؤ کردیا اور موقع پاکر باجی کو مار ڈالا۔ اسکام کا بیٹہ اسکے صہر شقیلورنے اوٹہایا تہا سالم ابن ہود نے یہ خبر پاکر اشبیلیہ پر فوج کشی کردی اور پہنچتے ہی اسکا محاصرہ کرلیا۔ اہل اشبیلیہ نے قلعہ بندی کرلی اور اسکو شہر مین داخل ہونے دیا۔

۶۳۱ھ مین دربار خلافت بغداد سے منجانب خلیفہ مستنصر عباسی ابن ہود کو خطاب عطا ہوا ابو علی حسن بن حسین کردی ملقب بہ کمال۔ خلعت۔ شاہی پھریرہ اور فرمان لے کے آیا چنانچہ ابن ہود نے غرناطہ مین ابو علی سے ملاقات کی کی یہ دن نہایت چہل پہل کا تھا اظہار مسرت کے لحاظ سے تمام شہر جشن خان کیا گیا ابو علی نے دربار عام مین ابن ہود کو خلعت، پھریرہ اور شاہی فرمان دیا و "المتوکل" کے لقب سے ملقب کیا۔ اسکے دیکھا دیکھی ابن احمر نے بھی تاجدار بغداد کے شاہی اقتدار کو تسلیم کرکے ابو علی کے ہاتھہ پر خلافت مآب کی بیعت کرلی۔

جسوقت ابن احمر نے باجی کے ساتھہ بزدلی سے فریب اور دھوکہ کی کارروائی کی تھی اسوقت شعیب بن محمد شہر اشبیلیہ سے نکلکر مضافات اشبیلیہ مین چلا گیا تھا اور وہان جاکر قلعہ نشین ہوکر خود سر حکومت کا اعلان کردیا تھا۔ اور "المستنصر" کے خطاب سے اپنے کو مخاطب کرتا تھا۔ ابن ہود نے اسکا بھی محاصرہ کیا اور مضافات اشبیلیہ کو اسکے قبضہ سے نکال لیا۔

ان خانہ جنگیون اور باہمی فسادات کا نتیجہ لازمی یہ ہوا کہ دشمنان اسلام ہر چہار طرف سے نکل پڑے اور بلاد اسلامیہ کے سرحدون کا محاصرہ کرلیا رفتہ رفتہ سرحدون سے متجاوز ہوکر اندرونی حصص بلاد اسلامیہ مین گھس پڑے۔ بہر قرطبہ پر بھی حملہ آور ہوئے چنانچہ ۶۳۳ھ مین اسپر قابض اور متصرف ہوگئے۔

پھر ۶۳۵ھ مین اہل اشبیلیہ نے خاندان عبد المومن مین سے رشید کے ہاتھہ پر حکومت و امارت کی بیعت کرلی۔ بعدہ ابن احمر نے غرناطہ پر چڑھائی کی اور رشید کے قبضہ سے اسکو نکال لیا۔

عہد السید ابو محمد بن عبد اللہ بن محمد بن عبد الملک اموی مرسی وزیر السلطنت ملقب بہ ذوالوزارتین کو ابن ہود نے اپنے ممالک محفوظہ مین سے صوبہ مرسیہ کی حکومت عطا کی تھی

چنانچہ عبداللہ مریہ ہی مین برابر مقیم رہا۔ ۶۳۵ھ مین متوکل دار و مریہ ہوا۔ اسی زمانہ مین عبداللہ نے حمام مین وفات پائی۔ مریہ مین مدفون ہوا بیان کیا جاتا ہے کہ متوکل نے اسکو قتل کرایا تھا بہرکیف اسکے مرنے پر موئید حکمران ہوا ۶۴۳ھ مین ابن احمر نے اس صوبہ کو موئید کے قبضہ سے نکال لیا۔

پھر جب متوکل نے انتقال کیا تو اسکا بیٹا ابوبکر محمد بوبعدی اپنے باپ کے سریر حکومت پر متمکن ہوا۔ "الواثق" کا خطاب اختیار کیا۔ اسکی حکومت کے چند مہینے بعد عزیز بن عبدالملک بن خطاب نے ۶۳۶ھ مرسیہ پر چڑھائی کی اور بزور تیغ امیر قبضہ حاصل کرکے ابوبکر محمد کو جیل مین ڈالدیا۔ عزیز اپنے کو "ضیاء الدولہ" کے خطاب سے مخاطب کرتا تھا۔ بعد اسکے زیان بن مردنیش نے مرسیہ پر قبضہ حاصل کیا ضیاء الدولہ عزیز بن خطاب کو چندے ماہ حکومت کرنیکے بعد بارحیات سے سبکدوش کردیا اور واثق کو قید کی مصیبت اور تکلیف سے نجات دی۔

مرسیہ مین زیان کو زیادہ دنون حکومت کرنا نصیب نہین ہوا ۶۳۸ھ مین محمد بن ہود (متوکل کا چچا) مرسیہ پر اپنی فوجین مرتب کرکے چڑھ آیا اور زیان بن مردنیش کو بزور تیغ مرسیہ سے نکال باہر کیا یہ اپنے کو بہاء الدولہ کے لقب سے ملقب کرتا تھا۔

بہاء الدولہ نے ۶۵۷ھ مین سفر آخرت اختیار کیا اسکا بیٹا امیر ابوجعفر جلوہ آرائے سریر حکومت ہوا۔ ۶۶۲ھ مین ابوبکر واثق نے جسکو عزیز بن خطاب نے معزول کیا اور تخت حکومت سے اتار دیا تھا فوجین فراہم کرکے یلغار کیا اور ابوجعفر کے قبضہ سے مرسیہ کو نکال لیا اسوقت سے مرسیہ مین یہی حکمرانی کرتا رہا تا آنکہ الفنش اور برشلونی مسیحی سلاطین اسکو تنگ اور زچ کرنے لگے ابوبکر نے ابن احمر سے خط و کتابت کی ابن احمر نے اپنی طرف سے

عبداللہ بن علی بن اشقیلولہ کو مرسیہ روانہ کیا۔ ابوبکر نے مرسیہ کی عنان حکومت عبداللہ کے حوالہ کر دیا چنانچہ عبداللہ نے مرسیہ مین ابن احمر کے نام کا خطبہ پڑہا اور بعد چندے مرسیہ سے ابن احمر کیطرف مراجعت کی اثنار راہ مین عیسائی لوٹیرون نے عبداللہ پر شبخون مارا عبداللہ مارا گیا اور ابوبکر واثق پہر مرسیہ مین سہ بارہ واپس آیا اور حکومت کرتا رہا یہانتک کہ دشمنان اسلام نے ۶۶۸ھ مین مرسیہ کو ابوبکر کے قبضہ سے نکال لیا اور بجائے اسکے ابوبکر کو اپنے مقبوضات کے قلعون مین سے ایک قلعہ موسوم بہ بیس دیا۔ اسی قلعہ مین ابوبکر نے وفات پائی۔ واللہ خیر الوارثین۔

حالات حکومت بنو احمر جو اس زمانہ مین اندلس کے حکمران ہین

بنو احمر قلعات قرطبہ مین سے ارجونہ کے رہنے والے تہے اس قلعہ مین انکے اسلاف فوجی حیثیت سے آباد ہوے تہے یہ لوگ بنو نصر کے لقب سے پکارے جاتے تہے اور نسبا سعد بن عبادہ سردار خزرج کیطرف منسوب تہے۔ آخری دور حکومت موحدین مین انلوگون کا بزرگ اور سربرآوردہ خاندان محمد بن یوسف بن نصر نامی ایک شخص معروف بہ شیخ ملقب بہ ابی عبوس اور اسکا بھائی اسماعیل تہا۔ اطراف ارجونہ مین یہ لوگ باوجاہت اور صاحب اثر اشخاص مین شمار کئے جاتے تہے۔ جسوقت موحدین کی ہوا بگڑی اور انکے قواے حکمرانی مضمحل اور کمزور ہو گئے اور اندلس مین بغاوت اور سرکشی کی گرم بازاری ہوئی اور رؤسا گون (موحدون) نے اپنی کمزوری کیوجہ سے اندلس کے قلعات کو عیسائی امرار اور سلاطین کے حوالہ کر دیا اسوقت جماعت مسلمین اور کافہ مومنین اندلس کے اندر سیاست کے انجام دہی پر محمد بن یوسف بن ہود آمادہ ہو گیا جسنے کہ مرسیہ مین موحدون کے خلاف علم حکومت بلند کیا تہا۔

اس نے تاجدار دولت عباسیہ کی حکومت کی بنا ڈالی تھی اور کل صوبجات شرقی آندلس پر قابض و متصرف ہو گیا تھا۔ سنہ ۶۳۹ھ مین محمد بن یوسف معروف بہ شیخ نے یہہ رنگ دیکھکر ابن ہود (محمد بن یوسف بن ہود) کی مخالفت اور اپنی امارت کی بیعت لی اور امیر ابوزکریا والی افریقیہ کے نام کا خطبہ پڑہا سنہ ۶۴۳ھ مین جیان اور مرسیہ نے اس کی اطاعت قبول کی اس نے اپنی حکومت جمانے مین اپنے اعزہ و اقارب بنو نصر اور اپنے سسرال والون بنو اشقیلولہ عبداللہ اور علی سے اعانت و امداد حاصل کی تھی۔ پھر سنہ ۶۴۳ھ مین اس نے علم خلافت بغداد کی اطاعت کی بیعت کی یہہ وہ زمانہ تھا کہ ابن ہود کو دارالخلافت بغداد سے خلافت مآب کیجانب سے خطاب عطا ہوا تھا۔ بعد ازان ابو مروان باجی نے اشبیلیہ مین جو فتنہ ابن ہود اشبیلیہ سے نکلکر مرسیہ کیجانب واپس جا رہا تھا علم مخالفت بلند کیا اس معاملہ مین محمد بن یوسف معروف بہ شیخ بھی باجی کا شریک تھا چنانچہ سنہ ۶۴۳ھ مین باجی کے ساتھہ محمد بن یوسف بھی داخل اشبیلیہ ہوا اور اشبیلیہ مین پہنچنے کے بعد باجی کے ساتھہ بدعہدی کی اور ہاتھہ دھوکہ اسکو مار ڈالا اس بدعہدی اور بزدلانہ حملہ کا بانی مبانی علی بن اشقیلولہ تھا۔ اس واقعہ کے ایک ہی مہینہ بعد اہل اشبیلیہ نے ابن ہود کی علم حکومت کی اطاعت قبول کر لی اور ابن احمر محمد بن یوسف معروف بہ شیخ کو اشبیلیہ سے نکال باہر کیا۔

اسکے بعد ابن احمر نے سنہ ۶۴۵ھ مین غرناطہ پر اہل غرناطہ قبضہ حاصل کر لیا۔ ابتدا اس کی طرف سے ابن ابی خالد غرناطہ مین قبضہ کی غرض سے آیا تھا جب ابن احمر کو جیان مین یہہ خبر پہنچی کہ ابن ابی خالد نے اہل غرناطہ کو میری بیعت پر راضی کر لیا ہے تو اسنے ابوالحسن علی بن اشقیلولہ کو

غرناطہ کیجانب روانہ کیا اور اسکے بعد ہی خود بھی کوچ کرکے غرناطہ پہنچ گیا اور وہین قیام اختیار کرکے اپنی سکونت کے لئے قلعہ حمرا تعمیر کرایا۔

اہل مرسیہ نے بعد وفات ابن ہود ۶۳۹ھ مین رشید کی بیعت کی پھر اس سے قبضہ منتقل ہوکر محمد بن رمیمی کے ہاتھہ مین آیا اس سے موید نے قبضہ حاصل کیا۔ بعدہ ۶۶۳ھ مین اہل شہر نے اسکو معزول کرکے ابن احمر کے علم حکومت کی اطاعت اختیار کی۔

اس کے بعد ابو عمرو بن جد (یحیے بن عبد الملک بن محمد حافظ ابو بکر) نے اپنی حکومت و سرداری کا جھنڈا کھڑا کیا اور اشبیلیہ پر قابض و متصرف ہوکر امیر ابو زکریا بن حفص والی افریقیہ کی ۶۴۳ھ مین بیعت کرلی امیر ابو زکریا نے اسکو اپنی جانب سے سنداارت دی۔ اہل اشبیلیہ کے امور سیاسی کا منصرم اور نگران سپہ سالار شفاف تہا۔

امراء اسلام تو اس نوبت پر پہنچگئے تہے کہ نہون نے جوش حکمرانی مین اپنی خود غرضیون کا ملک اندلس کو نشانہ بنا رکہا تہا اور دشمنان اسلام ان خانہ جنگیون اور باہمی منازعت سے فائدہ پر فائدہ اٹھاتے جاتے تہے۔ ۶۲۰ھ یا اس سے پہلے سے عیسائیون نے بلاد اسلامیہ کو تکے بنا بنا کے ہڑپ کرنا شروع کردیا۔ والی شلونہ ایک بطریق کی اولاد سے تہا جسکو شاہ فرانس نے ابتدا بلاد اندلس کو مسلمانان عرب کے قبضہ سے نکالنے کی غرض سے برشلونہ پر مامور کیا تہا پس اس نے برشلونہ پر قبضہ کرلیا مگر ساتہ ہی اسکے فرانس سے دور بہی ہوگیا اس وجہ سے اسکی حکومت متزلزل اور ضعیف ہوگئی۔ بعد ایک مدت جب اہل اندلس مین نفاق پڑگیا اور عیسائی امراء اس موقع کو غنیمت سے شمار کرکے آہستہ آہستہ اندرونی حصص اندلس مین گہس آئے

اندنون ان کا بادشاہ حاکمہ تہا اس نے اکثر سرحدی بلاد اسلامیہ پر قبضہ کرنیکے قصد سے قدم بڑہایا۔ چنانچہ ۶۲۶ھ مین ماردہ کو دبالیا پھر ۶۳۰ھ مین میورقہ کو لے لیا ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ سرقسطہ اور شاطبہ پر بھی اس سے ڈیڑہ سو برس پیشتر سے قبضہ کئے ہوے تہے بعد ازان ۶۳۶ھ مین بعد محاصرہ طویل اور شدید کے بلنسیہ کو بھی لے لیا غرض رفتہ رفتہ جسقدر قلعات اور شہران مقامات کے درمیان مین تہے ان سب پر عیسائیون کا قبضہ ہوگیا یہان تک کہ مریہ اور اسکے قلعات بہی انکے مطیع ہوگئے۔ ابن اوفونش بادشاہ جلالقہ اور قبل اسکے اسکے آبا و اجداد بہی منتظر ایسے ہی موقع کے تہے انہون نے بہی بلاد اسلامیہ پر دانت دگایا اکثر قلعات اور شہرونکو ایک ایک کرکے دبالیا تا آنکہ مسلمانون کے قبضہ سے بہت سے قلعے اور صوبے نکل گئے۔

ابن احمر نے اپنے شروع زمانہ حکمرانی مین اسوجہ سے کہ اس سے اور چہوٹے چہوٹے خودسر حکمرانان اندلس سے جھگڑا ہورہا تہا ان امور کیجانب توجہ نہ کی بلکہ اپنی شوکت اور قوت بڑہانے کی غرض سے عیسائی سلاطین سے امداد لی چنانچہ ان لوگون کی اعانت سے اسکی قوت [illegible] بڑھ گئی اور ایک طور سے اسکو (ابن احمر کو) استقلال اور [illegible] حاصل ہوگیا۔ پھر ابن ہود نے قرطبہ پر قبضہ کرادینے اور ابن احمر کی طرف سے محفوظ رکھنے کی شرط پر اسکو تیس قلعے دئے پس اُنہون نے قرطبہ کو ابن ہود کے سپرد کردیا بعد چندے ۶۳۳ھ مین پھر قرطبہ [illegible] اللہ تعالیٰ کی مشیت نے کلمۃ الکفر کو پھر اسکی جانب لوٹا دیا) اسکے بعد ۶۳۶ھ مین اس نے اشبیلیہ پر فوج کشی کی اس واقعہ مین ابن الاحمر بوجہ عداوت ابن ہود اسکے ہمرکاب تہا دو برس تک محاصرہ کئے رہے بالاخر بمصالحت صوبہ اشبیلیہ مفتوح ہوگیا۔

[1] اصل کتاب مین جگہ خالی ہے

اور اسکے قلعات اور سرحدی شہرون کا معقول انتظام کیا گیا- اس سے فارغ ہوکر عیسائیون نے طلیطلہ کو ابن کماشہ کے قبضہ سے نکال لیا- اور ابن محفوظ نے شلیب اور طلیبرہ پر ۶۵۶ھ مین قبضہ کر لیا بعدہ ۶۶۵ھ مین مرسیہ بھی مسلمانون کے قبضہ سے نکل گیا- یون ہی رفتہ رفتہ عیسائیون نے مملکت اندلس کے حصہ بخرے کر لئے اور کل بلاد اور اسلامی عدد دیہ یکے بعد دیگرے قابض ہوتے گئے یہان تک کہ مسلمانون کے قبضہ مین نہایت کم بلاد باقی رہگئے ساحل بحر پر صرف مابین رندہ (مغرب کیجانب سے) اور بیرہ (مشرق کیطرف سے) ان کی حکومت کا سکہ چل رہا تھا جسکی مسافت طولاً مغرب سے مشرق تک دس منزل کی تھی اور عرضاً ساحل بحر سے اندرونی حصہ ملک تک ایک منزل یا اس سے کچھ زیادہ کی مسافت تھی-

محمد بن یوسف معروف بہ شیخ ملقب بہ ابن احمر کو کل جزیرہ پر قبضہ کر لینے کا شوق دامنگیر ہوا اہل جزیرہ نے اس سے مخالفت کی مگر اسی اثنا مین مجاہدین اور غازیان فی سبیل اللہ کا ایک جم غفیر آپہنچا جسمین قبیلہ زناتہ بنی عبدالواد توجین، مغراوہ اور بنی مرین کے نامی نامی جنگ آور اور سورما شریک شامل تھے ان سبھون کا سردار کعب نامی ایک شخص تھا- بنی مرین کے آدمی اس گروہ مین زیادہ تھے- سب کے پہلے ادریس بن عبدالحق، احمد بن عبداللہ بن عبدالحق- ممبران خاندان حکومت کی اولاد باحادت اپنے چچا یعقوب بن عبدالحق سلطان مغرب تین ہزار کی جمعیت سے سرزمین اندلس مین اوتر آئے ابن احمر نے ان لوگون کے آنے کو رحمت الہی کا ایک کرشمہ تصور کر کے بخوشی تمام اندلس مین آنے کی ان کو اجازت دی اور ان لوگون کے ذریعہ سے دشمنان اسلام کا ناک مین دم کر دیا بعد ازان

مجاہدین کا یہہ گروہ واپس گیا۔ بعد چندے بنو مرین کے خاندان سے ایک گروہ عظیم پھر اندلس مین آیا ان لوگون کا سردار عبد الحق اسی خاندان کا ایک دلیر اور مردانہ شخص تہا ان لوگون نے اندلس کا قصد اسوجہہ سے کیا تہا کہ ان کا قومی سلطان انتظام وسیاست کے نظر سے ان پر سختی کرتا تہا اور مصالح ملکی کے لحاظ سے بعضون کو معتوب اور معزول کرتا تہا پس یہہ لوگ بخط مستقیم اندلس چلے آتے تہے اور مسلمانان اندلس انلوگون کی شوکت اور قوت سے خاصہ فائدہ اٹھاتے تہے حکومت و دولت کو ایک طرح کی قوت حاصل ہوگئی تہی دشمنان اسلام کی مدافعت خاطر خواہ کرسکتی تہی۔ المختصر حکومت غرناطہ اسی شان وشکوہ سے جاری اور قایم رہی تا آنکہ محمد بن یوسف (معروف بہ شیخ) ابن احمر (بانی دولت بنو نصر) نے ۷۱۳ھ مین وفات پائی اسکا بیٹا محمد معروف بہ فقیہہ سریر آرائے حکومت ہوا۔

سلطان محمد کو فقیہہ کہنے کی یہہ وجہہ ہے کہ یہہ ذی علم وکتب بینی کا بیحد شایق اور اہل علم کا قدردان تہا اسکے باپ ابن احمر نے وصیت کی تہی کہ بوقت ضرورت ملوک زناتہ بنی مرین حکمرانان مغرب سے جنہون نے [illegible] وحکومت موحدین سے حاصل کی ہے عیسائیون کے مقابلہ پر امداد کی [illegible] انکے ساتہہ مراسم اتحاد اور دوستی استحکام کے ساتہہ قائم [illegible] مین ان کی مداخلت سے فائدہ اٹہاتے رہنا اور انکو راضی رکہنا چنانچہ محمد فقیہہ ابن شیخ سلطان یعقوب بن عبد الحق بادشاہ مرین کیخدمت مین ایسے وقت مین بطور وفد حاضر ہوا جبکہ اسکو کل بلاد مغرب پر قبضہ ملگیا تہا اور مراکش بہی اسکے تحت حکومت مین آگیا تہا اور بجاے موحدین کے سریر حکومت پر جلوہ افروز ہوگیا تہا۔ سلطان یعقوب نے محمد فقیہہ کی درخواست اعانت کو قبولیت کا درجہ عنایت کیا اور بہ کمال خندہ پیشانی

بنی مرین کے عساکر اسلامیہ اور مجاہدین کو بسرافسری اپنے بیٹے مندیل کے
ملک اندلس کو روانہ کیا اور انکے روانگی کے بعد ہی خود بھی فوجین آراستہ
کرکے اندلس مین آاترا اور جزیرہ خضرا کو ابن ہشام نئے دعویدار حکومت
سے چھین کر محمد فقیہہ کے حوالہ کیا اور وہین ایک مدت تک مقیم رہا اس مقام کو
اس نے غازیان اسلام اور مجاہدین دین کے لشکر کا کیمپ مقرر کیا تھا۔
پس جب ۶۷۲ھ مین جیسا کہ تم اوپر پڑہ آئے ہو سلطان یعقوب ملک اندلس
مین بقصد جہاد داخل ہوا عیسائیون کے بڑے بڑے سورما اور جنگجو سلاطین
بہاگ کہڑے ہوئے۔ انکی جماعت منتشر ہوگئی۔ ہر ایک کو اپنے اپنے مقبوضات
کے بچانیکی فکر ہوگئی۔

اسکے بعد محمد فقیہہ نے اس خوف سے کہ مبادا سلطان یعقوب ملک اندلس
سے مجہکو بیدخل نکردے عیسائی سلاطین سے مصالحت کرلی باوجودیکہ محمد فقیہہ
اُن بنی مرین کے سردارون اور لشکریون کے قبضہ مین تہا جنہون نے باشارہ
سلطان مغرب اسکو اس درجہ پر پہنچایا تہا اور وہ اسوقت تک اس ملک مین
موجود تہے۔ یہی سبب تہا جس سے کہ اسکو اپنی غلطی کا بہت جلد احساس
ہوگیا اور عیسائی سلاطین کے مکر و فریب سے خائف ہوکر خود کردہ پر پشیمان ہی
نہین ہوا بلکہ سلطان ... کے ظل عاطفت مین جاکے پناہ لی مگر اسکے بعد ہی
محمد فقیہہ ایک دوسرے مرض مین مبتلا ہوگیا اور وہ یہہ تہا کہ اس نے اپنے عزہ
بنو اشقیلولہ کی اطاعت کا طوق اپنی گردن مین ڈال لیا۔ انمین سے عبداللہ بالقہ
مین تہا علی داوی آش مین اور ابراہیم قیارش مین۔ پھر انلوگون نے محمد فقیہہ
سے مخالفت و منازعت شروع کی اور یعقوب بن عبدالحق سلطان بنی مرین سے
سازش کرکے اسکی مخالفت اور اسکے مقابلہ امداد و اعانت کرنے پر اسکو آمادہ و طیار کرلیا

ان لوگون نے فقط اسی امر پر کتفا نہین کیا بلکہ یعقوب بن عبد الحق کے سیاسی اقتدار کو اپنے مقبوضہ ممالک مالقہ اور وادی آش مین خاصے طور سے بڑھا لیا۔ نتیجہ اسکا یہہ ہوا کہ سلطان یعقوب نے آخر کار ان ممالک کو فقیہہ محمد سے لیلیا جیسا کہ آیندہ اخبار بنی مرین و بنی احمر مین ہم تحریر کرنیوالے ہین۔ اس کے بعد بنو اشقیلولہ اور انکے اعزہ بنو زرقار ملک اندلس کو خیر آباد کہکر ملک مغرب چلے گئے یعقوب بن عبد الحق سلطان بنی مرین کی خدمت مین حاضر ہوئے یعقوب نے انلوگونکی بیحد قدر و منزلت کی۔ جاگیرین عنایت کین اپنے ملک مین انلوگونکو بڑے بڑے عہدونپر مامور کیا۔ اسکو تم آیندہ پڑہوگے۔

الغرض سلطان محمد فقیہہ ابن احمر اسی حصہ ملک اندلس پر استقلال کے ساتھہ حکمرانی کرتا رہا جسقدر اغیار اور اجانب کے دستبرد سے بچ گیا تہا۔ اور اسی بلاد کی حکومت اسکے آیندہ نسلون مین بطور وراثت چلی آئی نہ تو کثرت سے انکے جنبہ دار تہے نہ ہوا خواہون اور مددگارون کا ہجوم تہا۔ البتہ وہ معدودے چند انکے خیر اندیش تہے جو سرداران زناتہ اور ارکین ملک و دولت اپنے اپنے ملک سے جلاوطن ہوکر یہان چلے آئے تہے انہین لوگون کے ذریعہ سے انکا رعب و داب تہا اور وہی اسکے تغلب اور تصرف کے باعث تہے۔ کتاب اول مین ہم یہہ بیان کر آئے ہین کہ سرزمین اندلس مین قبائل کے مفقود اور جنبہ داری کے زائل ہوجانے سے دولت و حکومت اسلامیہ کو نقصان صریح اٹہانا پڑا اور یہی امر اسکی تنزلی کا سبب و باعث ہوا۔

سلطان ابن احمر کے ہوا خواہ اور جنبہ دار شروع زمانہ حکومت مین اسکے خاص اعزہ و اقارب بنو نصر اور اسکے سسرالی رشتہ دار بنو اشقیلولہ اور بنو مولیٰ اور وہ خدام اور موالی تہے جو اسیکے گہرانے کے ساختہ و پرداختہ تہے اور یہہ لوگ باوجود مخالفت

سلاطین مسیحی اور ابن ہود و دیگر دعویداران سلطنت اندلس ہر طرح سے کافی و وافی تھے بسا اوقات ان کے عوام و خواص کا مجتمع ہو جانا ہی دشمنان اسلام کی مدافعت کر دیتا تھا اور ان دشمنوں کے قلوب اس امر کے تصور سے کہ ابن احمر کے جنبہ دار اور ہوا خواہان بکثرت ہیں تھرا اٹھتے تھے یہی امر عصبیت اور جنبہ داری کا کام دیتا تھا۔

سلطان یعقوب بن عبد الحق چار نار اندلس آیا تھا اس کے بعد اسکا بیٹا یوسف بھی اسی رویہ کا پابند رہا بعد چندے بنو نصیر اس کی مخالفت اور بغاوت نے اپنی جانب اسکو مصروف کر لیا اور سلطان محمد فقیہہ ۷۱۰ھ میں اس دار فانی سے کوچ کر گیا۔

یہ وہی شخص ہے جس نے دشمنان اسلام کی طریف کے قبضہ میں مدد دی تھی اور اسکے لشکر کو زمانہ حصار طریف میں رسد و غلہ پہنچاتا تھا یہانتک کہ ۷۱۰ھ میں انہوں نے مفتوح کر لیا یہ مقام بوجہ قرب مسافت زقاق والی مغرب کے کیمپ ہونیکا عزت رکھتا تھا پس جب دشمنان اسلام نے اسپر قبضہ کر لیا تو ان لوگوں کی جاسوسی اور محافظت کرنے لگا جو بقصد جہاد اس جانب سے اندلس میں آتے تھے اس سے دشمنان اسلام کو بھید مدد ملی۔

محمد فقیہہ کے انتقال کر جانے پر اسکا بیٹا محمد مخلوع عنان حکومت کا مالک ہوا وزیر السلطنت محمد بن محمد بن حکم لخمی جو کہ رندہ کا رہنے والا اور یہاں کے خاندان وزارت سے تھا محمد مخلوع پر چیرہ دست ہو گیا نام کی بادشاہت محمد مخلوع کی رہی اور سیاہ و سفید کرنے کا اختیار وزیر السلطنت کے قبضہ میں رہا بالآخر ایک مدت کے بعد محمد مخلوع کا بھائی ابو الجیوش نصر بن محمد باغی ہو گیا فوجیں مرتب کر کے محمد مخلوع پر چڑھائی کر دی وزیر السلطنت کو قتل کر ڈالا اور اپنے بھائی محمد مخلوع کو ۷۱۸ھ میں جیل کی

[1] اصل کتاب میں کوئی سنہ نہیں ہے۔

سیر کو بھیجدیا۔

ان دونون کے باپ سلطان محمد فقیہہ نے رئیس ابو سعید بن (عمہ) اسمٰعیل بن نصر کو مالقہ کی حکومت پر مامور کیا تہا۔ مدت دراز سے یہہ یہان پر امارت کر رہا تہا۔ یہہ وہی شخص ہے جس نے سبتہ پر قبضہ کر لیا تہا اور عہد حکومت محمد مخلوع مین اسکے اشارہ سے بنو غرقی کے ساتہہ اسی سنہ مین بد عہدی کی تہی جیسا کہ اخبار سبتہ اور دولت بنی مرین مین تحریر کیا جائیگا۔ اسنے اپنی بیٹی کا عقد اس سے (رئیس ابو سعید) کر دیا تہا چنانچہ اسکے بطن سے اسکا ایک لڑکا ابو الولید اسمٰعیل نامی پیدا ہوا تہا۔ پس جب ابو الجیوش نصر نے غرناطہ پر قبضہ کر لیا اور اسکی حکومت و ریاست پر جو وہان تہی قابض و متصرف ہو گیا اسوقت اس نے برے طور اور طریقے اختیار کئے اسکے وزیر ابن حجاج نے بھی کج ادائی بد خلقی شروع کر دی۔ رعایا پر ظلم و ستم ہونے لگا ان اسباب سے مردان بنی مرین کے دلون مین کینہ کی تخم ریزی ہو گئی اور رعایا نے بہی انکے ظلم و ستم سے واویلا اور وا مصیبتاہ کا شور مچانا شروع کیا۔ اس زمانہ مین بنو وریس بن عبد اللہ بن عبد الحق مالقہ مین مجاہدین اور غازیان اسلام کی سرداری رکہتے عثمان بن ابو العلی نامی ایک شخص انہین لوگون مین سے انکا امیر تہا ابو الولید نے اس کو سلطان ابو الجیوش نصر کے مخالفت پر ابہار دیا اور چونکہ عثمان بوجہ کمی اعزہ و اقارب ضعیف و کمزور ہو رہا تہا اسوجہ سے زمام اختیار اسکے ہاتہہ سے اپنے قبضہ مین لے لی ادہر ابو الولید نے ان لوگو کو مرتب اور مسلح کر کے سلطان ابو الجیوش پر چڑہائی کر دی اُدہر ۷۱۸ھ مین رئیس ابو سعید مالقہ سے علم حکومت لئے ہوئے اٹہہ کہڑا ہوا اور فوجین لے کے غرناطہ پر چڑہ آیا اس معرکہ مین ابو الجیوش کی فوج میدان جنگ سے گمونگمٹ کہا گئی بہت بڑی خونریزی ہوئی مدتون غرناطہ کا محاصرہ رہا ہزارہا اہل غرناطہ مارے گئے آخر الامر اس امر پر مصالحت ہوئی کہ ابو الجیوش معہ اہل عیال کے وادی آش چلا جائے۔ چنانچہ ابو الجیوش

غرناطہ کو حسرت و یاس سے اپنے حریف کے قبضہ مین چھوڑکر وادی آمش چلا گیا اور وہان پہنچکر اپنی جدید حکومت کی بنا ڈالی تا آنکہ ۲۲۰ھ مین مرگیا۔

فتحیابی کے بعد ابوالولید نے غرناطہ مین قیام کیا اور اپنی اور نیز اپنے لڑکون کے لئے حکومت و سلطنت کی بنا، قائم کی۔ ۲۲۳ھ مین الفنش (الفنسو) عیسائی بادشاہ نے غرناطہ پر یلغار کیا۔ ابوالعلاء نے اس معرکہ مین بہت بڑا حصہ لیا اور بڑی بڑی آزمایشون مین

---

۱ علامہ ابوالعباس احمد بن محمد مقری نے کتاب نفح الطیب مین تحریر کیا ہے کہ جسوقت یادگار خاندان ملوک بنو احمر کا قدم سریر حکومت پر جم گیا اور ان کل ممالک اندلوسیہ پر جو مسلمانون کے قبضہ مین تھے قابض و متصرف ہو گئے مثلاً جزیرہ، طریف اور رندہ۔ ملوک نصاری نے مجموعی قوت سے ۷۱۳ھ مین غرناطہ پر حملہ کیا۔ یہ بڑی دل فوج بطرہ کیجانب سے آئی تھی۔ اسکی تعداد کا صحیح اندازہ اس سے ہوسکتا ہے کہ پچیس سلاطین مسیحی اس جنگ پر آئے ہوئے تھے۔ بات یہ تھی کہ عیسائیون کو مسلمانون کے دوبارہ عروج سے کینہ پیدا ہوا اور انکو اس امر کا اندیشہ ہوا کہ مبادا بڑھتے بڑھتے یہ پھر ہم پر منہ نہ ماریں۔ اس خیال سے وہ لوگ متاثر ہوکر پوپ کے خدمتگین گئے اور سجدہ کرکے اس سے استدعا کی کہ آپ دعا کرین کہ ہمارے لوگ بقیہ مسلمانون کی بیخ و بن اندلس سے کھود کر پھینکدین چنانچہ پوپ نے انکے سر و پر دست شفقت پھیر کر دعائین دی اور یہ لوگ بیشمار و بے تعداد فوج لیکر غرناطہ پر چڑھ آئے مسلمانان غرناطہ کو بیحد خوف پیدا ہوا۔ جسپر چند لوگون کو بغرض استمداد بطور وفد (ڈیپوٹیس) سلطان ابوسعید والی فارس کی خدمتمین روانہ کیا مگر اس دوا سے انکے دردِ دل کا علاج نہوسکا اور عیسائیون کا لشکر آپہنچا۔ اہل غرناطہ کی رہی سہی توانائی جاتی رہی۔ اللہ تعالی پر بھروسہ کرکے ملک و ملت کی حمایت پر شمشیر بکف نکل پڑے۔ پس اس نے جسکے سوا کوئی دوسرا معین و ناصر نہین ہے مسلمانون کی مدد کی اور عیسائیونکو ہزیمت دی نامی نامی مسیحی سردار مارے گئے۔ بہت بڑی فتحیابی عساکر اسلامیہ کو نصیب ہوئی۔

(بقیہ صفحہ آیندہ مین دیکھو)

مبتلا ہوئے بعد ازان غرناطہ کے باہر اللہ تعالے کے فضل وکرم سے یہ دشمن دین معہ اپنے رفیق کے مارا گیا عیسائی فوجین کمال ابتری کے ساتھہ پسپا ہوئین یہہ اللہ تعالے کے معجزات سے ایک معجزہ تہا ورنہ اہل غرناطہ کی پامالی مین کوئی دقیقہ باقی نہین رکہا گیا

(بقیہ نوٹ صفحہ گذشتہ) یہہ دن جیسا کہ مسلمانون کے لئے مسرت اور خوشی کا تہا ویسا ہی عیسائیون کے حق مین رنج دہ اور مصیبت کا تہا۔

اس ہزیمت سے عیسائی سردارون کے چہرون پر بل نہ آیا کمال استقلال کے ساتھہ خضر ارکیجانب بڑہے سلطان ابن احمر نے انکی مدافعت کیجانب توجہ فرمائی کئی جنگی کشتیان جنپر کارآزمودہ فوجین اور سامان حرب بکثرت تما جزیرہ کیطرف روانہ کیا۔ عیسائیون کو اس کی خبر لگ گئی جزیرہ سے اعراض کرکے طلیطلہ کیطرف آئے بلاد اسلامیہ پر قبضہ کرنے ور مسلمانون کے استقبال کی قسمین کہائین اور باہم دوبارہ عہد وپیمان کرکے بہت بڑے سامان جنگ کے ساتھہ پھر غرناطہ پر آئے جسطرف آنکہین اُٹھتی تھین عیسائی ہی عیسائی ہی نظر آتے تہے سلطان غرناطہ نے شیخ الغزاۃ شیخ العالم ابوسعید عثمان بن ابوالعلا مرینی کو عیسائیون سے جنگ کرنے کا حکم دیا۔ چنانچہ ۲۰ ربیع الاول ۷۱۹ھ کو فوجین آراستہ کرکے مقابلہ پر آیا۔ شب یکشنبہ کو دشمنان اسلام نے ایک دستہ فوج کو اسلامی لشکر گاہ پر شبخون مارنیکو بہیجا عساکر اسلامیہ سے چند سوار اور تیرانداز انکی روک تہام پر نکلے اور اسقدر تیر برسائے کہ دشمنان اسلام کو لوٹنا پڑا۔ مسلمانون نے انکا تعاقب کیا صبح تک وہ بہاگتے جاتے تہے اور یہہ انپر تیر برساتے تہے اور تعاقب مین تہے۔ یہہ پہلی فتح تہی جو اللہ تعالی کے فضل وکرم سے اہل غرناطہ کو حاصل ہوئی۔ روز یکشنبہ کو شیخ ابوسعید پانچہزار جنگ آورونکو مرتب کرکے دشمنان اسلام کے لشکر کیطرف بڑہا۔ عیسائیونکو اس جماعت قلیلہ کی مردانگی اور دلاوری سے سخت حیرت ہوئی نہایت تیزی سے مسلح ہوکر مقابلہ پر آئے تین شبانہ روز تک سخت

(دیکھو صفحہ ۵۴)

اس واقعہ کے بعد ابو الولید نے بنفس نفیس عیسائی مقبوضات پر بکرات ومرات جہاد کیا اسکی فوج زناتہ اور اندلس کے مسلمانون سے طیار کی گئی تہی - چونکہ زناتہ کا زمانہ بدویت اور تہیدستی سے بہت قریب تہا اسوجہ سے انلوگون نے بڑی دلیری اور بیجد مردانگی سے کام لیا - انہین لوگونکی اعانت وامداد سے ابو الولید کا جاہ وجلال اس درجہ تک پہنچگیا تہا کہ اس زمانہ مین دوسرے ملوک کو خواب مین بہی نصیب نہین ہوا تہا - بعدازان اسی کے قرابت مندان بنو نصر سے کسی شخص نے ۷۲۳ھ مین موقع پاکے دہوکے سے جسوقت کہ دربار شاہی سے اُٹہکر محلسرا مین جارہا تہا دروازہ محلسرا پر ایک نیزہ رسید کیا زخمی ہوکر گر پڑا لوگ اسکو اسکے خوابگاہ مین اٹہالائے - ملزم نے عثمان ابی العلی کے مکان مین جاکے پناہ لی عثمان نے گرفتار کراکے اسیوقت اسکو قتل کر ڈالا اور محمد بن رئیس ابو سعید کو حبیل سلوباشہ سے نکالکر غرناطہ مین لاکر تاج حکومت اسکے سر پر رکہا - اسنے عنان حکومت اپنے ہاتہہ مین لیتے ہی اپنے وزیر السلطنت ابن محرق کو ۷۲۳ھ مین محلسرائے شاہی مین طلب کرکے قتل کرادیا قتل کرنیکا سبب یہ تہا کہ وزیر السلطنت کی فرمانیتین حد سے بڑہ گئین تہین اور اسکا ذاتی اقتدار شاہ غرناطہ سے بدرجہا بڑہا ہوا تہا - سریر حکومت پر متمکن ہونے کے بعد ایک روز امور سلطنت مین مشورہ لینے کے حیلہ سے شاہی محل مین طلب کیا جون ہی محلسرائے شاہی مین داخل ہوا ایک خادم کو اشارہ کردیا اس نے

اور خونریز لڑائی ہوتی رہی بالآخر چوتہے روز دشمنان اسلام شکست کہاکر کمال ابتری سے بہاگے بہت سا مال غنیمت ہاتہہ آیا - سات ہزار عیسائی گرفتار کئے گئے - پچاس ہزار مارے گئے - تعجب کی بات تو یہ ہے کہ عساکر اسلامیہ سے سوائے تیرہ سوارون کے اور کسی نے جام شہادت نہین نوش کیا - اس واقعہ سے عیسائیون کی کمر ہمت ٹوٹ گئی مصالحت کی درخواست کی سلطان غرناطہ نے اسکو قبول کیا اور مصالحت کرلی - دیکہو تاریخ المقری جلد اول صفحہ ۲۹۳ و ۲۹۴ -

اسقدر خنجر رسید کئے کہ وزیر السلطنت بیدم ہوکر زمین پر گر پڑا۔ اور مرگیا۔ سلطان محمد کو اسکے مارے جانے سے اطمینان ہوا استقلال کے ساتھ حکمرانی کرنے لگا۔

بعد اسکے عثمان بن ابی العلی سرداری و امارت غزاۃ و زناتہ سے دست کش ہوکر خانہ نشین ہوگیا اور اسی حالت غربت گزینی مین راہی ملک آخرت ہوا۔ اسکا بیٹا ابو ثابت بجائے اسکے امیر مجاہدین اسلام مقرر کیا گیا۔ اس تبدیلی سے عیسائیون نے پھر چھیڑ چھاڑ شروع کی اور مسلمانون کو ایذائین پہچانے لگے۔ سلطان محمد سامان سفر درست کرکے سلطان ابو الحسن کی خدمت مین مغرب پہنچا اور دشمنان اسلام کی زیادتیون کی شکایت کی امداد کا خواستگار ہوا۔ باوجودیکہ سلطان ابو الحسن اندنون اپنے بھائی محمد کے فتنہ و فساد کے فرو کرنے مین مصروف تھا مگر پھر بھی بنظر حمیت اسلام سلطان محمد کے ہمراہ فوجین روانہ کین اور اسکو اپنی جانب سے اس لشکر کی امارت ۷۳۳ھ مین عنایت فرمائی۔ بنو عثمان بن ابی العلی کو سلطان محمد کا سلطان ابو الحسن سے ملنا اور سلطان ابو الحسن کا اس معاملہ مین دخلت کرنا ناگوار گذرا اور اس سے انکو طرح طرح کے خیالات پیدا ہوئے۔ سبھون نے مجتمع ہوکر اپنی بابت اس معاملہ مین مشورہ کیا اور یہ موقع پاکر جس روز سلطان محمد جبل سے غرناطہ کو آرہا تھا ہر چہار طرف سے گھیر کر تیرے تان کر ٹوٹ پڑے اور مار ڈالا۔ بعد ازان اسکے بھائی ابو الحجاج یوسف کے سر پر تاج شاہی رکھا اسنے عنان حکومت اپنے قبضہ اقتدار مین لی اور اپنے بھائی سلطان محمد کے خون کے بدلہ لینے پر مستعد ہوا۔ بنو عثمان بن ابی العلی کے سر و پیر اور بار کی گٹھا چھا گئی غرناطہ سے جلا وطن کرکے ٹونس بھیجدیئے گئے۔ غزاۃ اور مجاہدین کی سرداری پر بجائے ابو ثابت بن عثمان بن ابی العلی کے بنو رحو بن عبد الصمد بن عبد الحق مین سے یحییٰ بن عمر بن رحو کو مرحمت ہوئی اسکی ریاست و امارت زمانہ دراز تک قائم رہی۔

پھر سلطان ابوالحجاج نے سلطان ابوالحسن والی مغرب کو عیسائیون کی سرکوبی اور انکو ہوش مین لانے کی غرض سے اندلس مین بلا بھیجا چنانچہ سلطان ابوالحسن نے جسوقت کہ تلمسان مفتوح ہوگیا تھا اپنے بیٹے کو عساکر اسلامیہ زناتہ اور مصطوعہ (والنٹیرز) کا افسر اعلےٰ مقرر کرکے اندلس کیجانب روانہ کیا۔ پس اسنے عیسائیون پر متعدد حملے کئے اور ایک مدت کے بعد بہت سا مال غنیمت لے کے ملک مغرب کیطرف مراجعت کی واپسی کیوقت عساکر اسلامیہ پر عیسائیون نے اپنے ملک کے سرحد پر شبخون مارا۔ بہت سے مجاہد اور غازی شہید ہوگئے اس دلیری اور بزدلانہ حملہ کے بدلہ لینے کی غرض سے سلطان ابوالحسن نے ۷۴۱ھ مین بنفس نفیس چڑہائی کی۔ زناتہ، مغراوہ، فوج نظام اور مصطوعہ کی فوجین رکاب مین تہین۔ کوچ وقیام کرتا ہوا طریف تک پہنچا اور لڑائی کا نیزہ گاڑ دیا عیسائیون نے یہ خبر پاکر مسیحی بلاد سے فوجین فراہم کین اور مجتمع ہوکر قوت مجموعی سے حملہ آور ہوئے۔ طریف کے باہر ایک میدان مین دونون حریف نے صف آرائی کی اتفاق یہ کہ اس معرکہ مین مسلمانون کو ہزیمت ہوئی۔ ایک گروہ کثیر شہید ہوگیا بیگمات اور حریم سلطانی ہلاک ہوگئے شاہی خیمہ لٹ گیا۔ مسلمانون کے لئے یہ دن نہایت مصیبت اور آزمایش کا تہا۔

اس واقعہ کے بعد ہی دشمنان اسلام نے قلعہ ثغر غرناطہ پر قبضہ کرلیا اور جزیرہ خضرا کیجانب بڑہے چنانچہ ۷۴۳ھ مین بصلح وآشتی اسکو بہی لے لیا۔ سلطان ابوالحجاج اسی حالت سے دبا دبایا حکومت کرتا رہا تا آنکہ ۷۵۵ھ مین عید کے دن جسوقت کہ صلوٰۃ العبد ادا کررہا تہا سجدہ کیحالت مین کسی نے نیزہ مارا جس سے اسکی موت وقوع مین آئی۔ اسکا بیٹا سریر آرائے حکومت ہوا۔ اسپر اسکے مولیٰ (خادم) رضوان نے جو اس کے باپ اور چچا کا حاجب تہا اسکو شاہ شطرنج بنا دیا۔

اور خود امور سلطنت پر متصرف و متغلب ہوکر سیاہ و سفید کرنے کا مختار بن بیٹھا۔
اسکا بھائی اسماعیل قلعہ شاہی حمرا کے کسی محلسرا مین مقید تھا۔ اس سے اور محمد بن
عبداللہ بن اسماعیل بن محمد بن رئیس ابوسعید سے رشتہ مصاہرت کا تھا اسوجہ سے
کہ اسکے باپ (عبداللہ) نے اسماعیل کی بہن سے عقد کر لیا تھا اسکا دادا محمد
بن رئیس ابوسعید وہی ہے جسکو عثمان بن ابی العلی نے جیل سے نکالکر سریر
حکومت پر متمکن کیا تھا۔ پس اس محمد (بن عبداللہ بن اسماعیل بن محمد بن رئیس ابوسعید)
نے محلسرائے قلعہ حمرا کے بعض خدام کو ملاکے حاجب رضوان کو خود اس کے
مکان مین قتل کرادیا اور اپنے سسرالی رشتہ دار اسماعیل کو قید کی مصیبت سے
نجات دیکر ستائیسوین رمضان سنہ ۶۰ھ کی رات مین سریر حکومت پر بٹھا دیا۔
سلطان محمد مخلوع اسوقت حمرا کے باہر ایک باغ مین مقیم تھا۔ یہہ خبر پاکر وادی
آش چلا گیا اور اس سے سرحد کیجانب عبور کرکے بادشاہ مغرب سلطان
ابوسالم بن سلطان ابوالحسن مرینی کیخدمت مین جا پہونچا۔ سلطان ابوسالم نے
اسکی بڑی اوبھگت کی اور اسکے قیام کو استحسان کی آنکھون سے دیکھا بعد اس کے
شیخ الغزاۃ یحییٰ بن عمر کو دولت بنو احمر کیطرف سے خطرہ پیدا ہوا غرناطہ سے
نکلکر دار الحرب ہوتا ہوا مغرب پہنچا اور سلطان ابوسالم کیخدمت مین قیام اختیار کیا
سلطان ابوسالم نے اسکی بہی قدر افزائی کی اور بجائے اسکے غرناطہ مین فوج
مجاہدین پر اپنی جانب سے ادریس بن عثمان بن ابوالعلی کو مامور کیا۔ انہون غرناطہ
مین رئیس ابویحییٰ اپنے بھائی اسماعیل کی حکومت و ریاست کا انتظام کر رہا تھا
اور یہی امور سیاست کا نگران و منتظم تہا بعد چندے لگانے بجہانے والون نے
لگانا بجھانا شروع کر دیا رئیس کو عواقب امور کا خطرہ پیدا ہوا چنانچہ سلہ ۶۷ھ
مین دہوکے سے اسماعیل اور اس کے کل ساتہیون کو قتل کرکے سریر

حکومت پر متمکن ہو گیا۔

رئیس نے عنان حکومت اپنے قبضہ اقتدار مین لیکے مسیحی سلاطین کے عہد و پیمان کو توڑ ڈالا اور جو اسکے متقدمین سلاطین غرناطہ بطور خراج عیسائیون کو دیتے تھے اسکا بھیجنا بھی بند کر دیا اسوجہ سے عیسائیون نے فوجکشی پر کمر باندھی اور لشکر آراستہ کر کے چڑھ آئے۔ مسلمانون نے بھی فوج و سامان جنگ درست اور آلات حرب مہیا کر کے عیسائیون کے روک تھام کرنیکو کوچ کیا۔ مقام وادی آش مین صف آرائی کی نوبت آئی۔ عساکر اسلامیہ کی سرداری پر سلطان غرناطہ کے بعض اعزہ مامور تھے۔ بہت بڑی خونریزی ہوئی۔

بعد اسکے بادشاہ مغرب نے مسیحی سلاطین سے محمد مخلوع کی سریر حکومت پر متمکن کرنے کی سفارش کی اور کشتی پر سوار کر کے عیسائی بادشاہ کے پاس بھیجدیا۔ پس محمد مخلوع نے عیسائی بادشاہ سے ملاقات کی۔ عیسائی بادشاہ نے امداد کا وعدہ کیا باہم یہ شرط قرار پائی کہ جتنے قلعات ممالک اسلامیہ کے مفتوح کئے جائین وہ سب محمد مخلوع کے مقبوضات مین شمار کئے جائین پھر عیسائی بادشاہ نے چند قلعات مفتوح کرنے کے بعد بدعہدی کی۔ سلطان محمد مخلوع اس سے علیحدہ ہو کر ثغر مغربی کیطرف چلا گیا اور مملکت بنی مرین مین قیام اختیار کیا۔ بعد ازان ثغور مذکورہ سے فوجین فراہم اور مرتب کر کے ۷۶۵ھ مین مالقہ پر فوج کشی کی اور بزور تیغ مفتوح کر لیا رئیس محمد بن اسماعیل یہ خبر پاکر غرناطہ سے عیسائی بادشاہ کے پاس بھاگ گیا اور رئیس بن عثمان شیخ الغزاۃ بھی بحالت قید اسکے ہمراہ تھا جو بعد چند دنون کے قید سے بھاگ نکلا جیسا کہ آیندہ اسکے حالات کے ضمن مین بیان کیا جاے گا۔ پھر سلطان محمد نے معہ اہلو عیال کے جو اسکے رکاب مین تھے غرناطہ کیجانب قدم بڑھایا۔ رئیس کا حاجب گرفتار ہو کر پیش کیا گیا سلطان محمد نے اسکو اور نیز اہلو عیال کو جنھون نے

اسکے ساتھہ ہوکر بازار کارزار گرم کیا تھا قتل کرڈالا۔ اور فتحیابی کا جھنڈا لئے ہوئے غرناطہ مین داخل ہوکر حکومت کرنیلگا۔ لشکر مجاہدین پر شیخ یحیے بن عمر کو متعین کیا اور اسکے بیٹے عثمان کو اپنے مصاحبون کے زمرہ مین داخل کرلیا بعدایک برس کے ان دونون کے سر و نپر ادبار کی گھٹا چھاگئی۔ سلطان محمد نے ان دونو نکو گرفتار کرکے مریہ کے جیل مین ڈالدیا پھر چند سالون کے بعد جلاء وطن کردیا اور ان دونون کے ایک قریبی رشتہ دار علی بن بدرالدین بن محمد بن رحو کو غزاۃ و مجاہدین پر مامور کیا تھوڑے دنون بعد اسنے وفات پائی تب بجائے اسکے عبدالرحمن بن ابو بفلیوسن اس خدمت پر مامور کیا گیا سلطان ابو علی بن محمد بادشاہ مغرب کے دربار مین اسکی بڑی قدر و منزلت تھی سلطان محمد مخلوع کی ذات سے بھی تخت حکومت حمرا جگمگا اٹھا اسکے رعب و داب کا سکہ عیسائی ملوک جلالقہ اور ملوک مغرب سرحدی کے دلونپر بیٹھا ہوا تھا کیونکہ اسوقت انلوگونکی حکومت مین ایک گونہ کمزوری پیدا ہوچلی تھی جو اکثر سلطنتونکو لاحق ہوا کرتی ہے۔

جلالقہ نے ۶۶۰ھ مین اپنے بادشاہ بطرہ بن ادفونش سے بغاوت کی پھر بادشاہ بطرہ اور بادشاہ برشلونہ سے لڑائی جگڑا شروع ہوگیا۔ اسوجہ سے جلالقہ نے بطرہ سے سرکشی کی اور اسکے بھائی الفنش کو بلاکے اپنا حکمران بنالیا۔ بطرہ نے بلاد اسلامیہ مین جاکے پناہ لی اور سلطان محمد والی غرناطہ سے بمقابلہ اپنے دشمن کے امداد کی درخواست کی چنانچہ سلطان محمد نے بلاد مقبوضہ الفنش پر یلغار کیا متعدد قلعات کو مفتوح کیا اور بعضون کو ویران و خراب کرڈالا مثلاً جیان، ابدہ اور اترو وغیرہ زبان حال سے حملہ آور فریق کی شکایت اور اپنی بربادی و خرابی کی حکایت بیان کررہے ہین علاوہ انکے اندرونی ملک کو تخت و تاراج کیا۔ قرطبہ کو بھی جاکر گھیرلیا اور اسکے گردونواح کو ویران و برباد کرکے مظفر و منصور مال غنیمت لئے ہوئے مراجعت کی۔

بعد اسکے بطرہ بادشاہ فرانس کے پاس چلا گیا جو کہ شمالی جزیرہ اندلس مین جزیرہ ارکسلیطرہ موسوم بہ نسر غالس پر حکمرانی کر رہا تہا اور الفنش کی زیادتیون کی شکایت کی اور اپنی بیٹی کا عقد اس سے کر دیا اسنے اپنے بیٹے کو فرانسیسی بہادرون کے گروہ عظیم کے ساتہہ بطرہ کی کمک پر مامور کیا۔ الفنش کو اسکے مقابلہ مین ہزیمت ہوئی اور بطرہ نے اپنے پر زور حملون سے تہ و بالا کر دیا۔ پہر جب فرانسیسی لشکر نے اپنے ملک کیجانب مراجعت کی تو الفنش نے بطرہ پر پہر فوج کشی کی اس سے دوبارہ ملک کے امن عامہ مین خلل واقع ہوا تمام ملک مین خونریزی کی ہوا چلنے لگی بالاخر الفنش نے اپنے بھائی بطرہ کا جلیقہ کے کسی قلعہ مین محاصرہ کر لیا اور اسکو گرفتار کر کے مار ڈالا۔ اسکے مارے جانے سے الفنش جلالقہ کے ملک پر مستولی ہو گیا اور استقلال کے ساتہہ حکمرانی کرنے لگا۔

سلطان محمد والی غرناطہ الفنش اور بطرہ کی مخالفت کو غنیمت شمار کر کے اپنی قوت و فوج کے بڑہانے مین مصروف ہوا اور اسنے اس خراج کو بہیجنا موقوف کر دیا جو عیسائی سلاطین مسلمانون سے اُس زمانہ سے لے رہے تہے جب سے کہ اسکے اسلاف نے عیسائی سلاطین سے معاہدہ صلح کیا تہا ۶۶۲ھ سے والی غرناطہ نے خراج کے نام سے عیسائیونکو ایک حبہ نہ دیا اور اسی حالت پر قائم رہا۔

بادشاہ فرانس جس نے بطرہ کی کمک پر فوجین بہیجی تہین اور جسنے اس سے اپنی بیٹی کا نکاح کر دیا تہا بطرہ کے قتل سے متاثر ہو کر الفنش سے بدلہ لینے کو اٹہہ کہڑا ہوا۔ اتفاق سے اس کے بطن سے ایک لڑکا بہی پیدا ہوا تہا اسکے باپ نے یہہ خیال قائم کیا کہ یہہ لڑکا حکومت و سلطنت کا الفنش سے زیادہ مستحق ہے اسوجہہ سے الفنش اور شاہ فرانس سے لڑائی اور خونریزی کا سلسلہ قائم ہو گیا اور جلالقہ کو اس سبب سے کسی طرف متوجہہ ہونیکا موقع نہ ملا۔ نتیجہ یہہ ہوا کہ انکے بہت سے مقبوضہ بلاد انکے قبضہ و تصرف سے نکل گئے

اور ملوک ابن احمر نے بھی خراج کا دینا بند کردیا جیساکہ ابھی اوپر ہم بیان کرآئے ہین یہی حالت اِس زمانہ تک موجود و قائم ہے۔

ملوک مغرب کا یہہ حال ہے کہ جسوقت سلطان عبد العزیز بن سلطان ابو الحسن نے استحکام و استقلال کے ساتھہ حکومت و سلطنت کے زرینہ پر اپنا قدم جمادیا اور اسکے جاہ و جلال کا سکہ لوگون کے دلون پر بیٹھہ گیا۔ (اندنون غازیان اندلس کی سرداری پر عبد الرحمن بن ابی یفلوسن مامور تہا جیساکہ ہم اوپر لکھہ آئے ہین اور یہہ شخص سلطان کے نسب مین شریک اور ملک و حکومت مین مرادف تہا) اسوقت اتفاق سے کچہہ کاغذات سلطان کے ہاتھہ لگ گئے جنکو عبد الرحمن اور اراکین دولت نے ایک دوسرے کے پاس بہیجا تہا اس سے سلطان کو خطرہ پیدا ہوا سلطان ابن احمر کے پاس عبد الرحمن کے قید کر لینے کو لکھہ بہیجا پس سلطان ابن احمر نے عبد الرحمن اور نیز امیر مسعود بن ماسی کو اسوجہہ سے کہ یہہ بہی فتنہ و فساد مین معقول حصہ لیتا تہا اور اس سے اور اہل دولت سے بہی خط و کتابت ہوا کرتی تہی گرفتار کرلیا۔ پھر جب سلطان عبد العزیز نے ۷۷۴ھ مین وفات پائی اور اسکا بیٹا محمد سعید نافع سریر حکومت پر متمکن ہوا اور اسکے باپ کا وزیر ابو بکر بن غازی امور سلطنت کو انجام دینے لگا اسوقت ابن احمر نے عبد الرحمن بن یفلوسن کو قید سے رہا کردیا وزیر السلطنت ابو بکر بن غازی کو یہہ امر ناگوار گذرا۔ چندروسار قرابت مندان ابن احمر کو مالی اور فوجی مدد دے کے ابن احمر سے لڑنے جھگڑنے کو اندلس روانہ کیا۔ کسی ذریعہ سے ابن احمر تک یہہ خبر پہنچ گئی جھٹ پٹ فوجین فراہم اور مسلح کرکے جبل الفتح پر جا اوترا اسکے رکاب مین عبد الرحمن بن ابی یفلوسن اور امیر مسعود بن ماسی بہی تہا ابن احمر نے ان دونون کو کشتیون پر سوار کرا کے براہ دریا یلغار کرنیکا اشارہ کیا پس انہون نے بلاد سبتہ پر پہونچکر لڑائی کا نیزہ گاڑ دیا۔ ملک مغرب مین ایک تلاطم پیدا ہوگیا۔ اہل جبل الفتح نے شدت حصار اور روزانہ جنگ سے گہبراکر امن کی

درخواست کی اور ابن احمر کے علم حکومت کے مطیع ہو گئے۔

سبتہ مین محمد بن عثمان بن کاس ابوبکر بن غازی وزیر السلطنت کا داماد مقیم تہا ابوبکر نے اسکو امیر مسعود کے مقابلہ پر روانہ کیا تہا جسوقت کہ ابن احمر جبل الفتح کا محاصرہ کئے ہوئے تہا اور طنجہ مین سلطان ابوالحسن کی اولاد زمانہ حکومت سلطان عبد العزیز سے بخوف دعوائے سلطنت مقید اور محبوس تہی۔ سلطان ابن احمر نے محمد بن عثمان سے خط و کتابت شروع کی اور اسکو ہر خط مین ایک کم سن چھوکرے کی بیعت پر نفرین کرنیکا جو ہنوز سن بلوغ کے حد تک نہین پہونچا تہا اور سلطان ابوالحسن کی اولاد مین سے کسی ایک کی بیعت امارت کرنے کی ترغیب دیتا تہا جو کہ طنجہ مین محبوس اور مقید تہے تہوڑے دنون بعد جب ان تحریرات سے محمد بن عثمان کے قلب پر ایک خاص اثر پڑا تو سلطان ابن احمر نے مالی اور فوجی مدد دینے کا اقرار اور وعدہ کیا۔ چنانچہ محمد بن عثمان نے سلطان ابوالحسن کی اولاد سے ابوالعباس احمد کو حکومت و سلطنت کے لئے منتخب کیا اور جیل سے نکالکر اسکے ہاتہہ پر بیعت امارت کی۔ ان نوجوانون نے زمانہ محبوسی مین باہم یہ عہد و پیمان کیا تہا کہ ہم مین سے جب جو شخص حکومت و ریاست کے زینہ تک پہنچ جائے تو اسپر لازم ہوگا کہ وہ بقیہ لوگونکو قید کی مصیبت سے رہا کردے۔ اس عہد و پیمان کے مطابق سلطان ابوالعباس احمد نے اپنی امارت کی بیعت لینے کے بعد پہلا جو کام کیا وہ یہہ تہا کہ اسنے اپنے کل ہمراہیون کو قید کی مصیبت سے نجات دیکے اندلس کیجانب بہیجدیا۔ انلوگون نے رہائی پاکے سلطان ابن احمر کے پاس جاکے قیام کیا سلطان ابن احمر نے انلوگونکی بیحد عزت و توقیر کی اور انلوگون کے وظائف اور تنخواہین مقرر کین اور بہت سا مال و اسباب اور نیز لشکر سلطان ابوالعباس اور اسکے وزیر محمد بن عثمان کے لئے روانہ کیا اور عبد الرحمن بن ابی یفلوسن کو ان دونون کی موافقت اور انکے ہر کام مین انکی ہمدردی کرنیکو لکہہ بہیجا پس ان سبہون نے متفق ہوکر دار الحکومت فاس کو

جاکے گھیر لیا تا آنکہ ابو بکر غازی وزیر السلطنت نے سلطان ابو العباس سے امن کی درخواست کی شہر پناہ کے دروازے کھولدئے قلعہ کی کنجیاں حوالہ کردین پس سلطان ابو العباس محرم ۷۶۸ھ مین منظفر و منصور دار الحکومت مین داخل ہوا عبد الرحمن بن ابی یغلاسن اسکے ساتھہ مشایعت کی غرض سے مراکش اور اسکے مضافات تک گیا اور جیسا کہ اس کے پیشتر سے باہم عہد و پیمان تہا اسکی حکومت و سلطنت کا انتظام درست کر دیا۔ بعد اسکے سلطان ابو العباس نے سعید بن عبد العزیز کو بدایا اور تحائف لیکے سلطان ابن احمر کیپاس مین روانہ کیا دونون مین بہت زمانہ دراز تک مراسم اتحاد اور دوستی قائم رہی۔ اسی اثنار مین اس سے اور عبد الرحمن والی مراکش سے ان بن موگئی بدفعات اسکے محاصرہ اور جنگ کو گیا سلطان ابن احمر کبھی تو اسکو مدد دیتا تہا اور لڑائی مین اسکا ہاتھہ بٹاتا تہا اور کبھی کبھی دونون مین صلح کرا دینے کی کوشش کرتا تہا تا آنکہ سلطان ابو العباس نے ۷۷۴ھ مین مراکش پھر چڑہائی کی۔ کئی مہینے محاصرہ کیے رہا بالآخر زور تیغ قلعہ مراکش کو مفتوح کر لیا اور سلطان مراکش کو بارحیات سے سبکدوش کر کے فاس کیجانب واپس آیا۔ بعد ازان تلمسان کیطرف رخ کیا ابو احمد سلطان بنی عبد الواد والی تلمسان اسکی آمد کی خبر پاکے بہاگ گیا سلطان ابو العباس بلا جنگ و جدال باطمینان تمام تلمسان مین داخل ہوا۔

انہین واقعات کے اثنار مین چند لوگون نے جسکو فتنہ پردازی اور فساد انگیزی مین دخل تام تہا سلطان ابو العباس اور سلطان ابن احمر سے ناچاقی اور چشمک پیدا کرانے کی کوشش کی اور ایک حد تک کیا کامل طور سے کامیاب ہوگئے سلطان ابن احمر کو سلطان ابو العباس کیطرف سے اسقدر برہم اور گرانگیختہ کیا کہ انہین لوگون کے تحریک و اشارہ سے سلطان ابن احمر سلطان ابو العباس سے نظام سلطنت کے درہم و برہم کر دینے پر آمادہ و مستعد ہوگیا چنانچہ انہین چیدہ و منتخب اشخاص مین سے جو طنجہ سے اسکے پاس چلے آئے

سے موسیٰ بن سلطان ابوعنان کو امارت فاس کیلئے منتخب کیا اور مسعود بن ماسی کو
اسکی وزارت کا عہدہ عطا فرما کے فوج عظیم کے ساتھہ براہ دریا سبتہ کیطرف روانہ کیا
اہل سبتہ نے اخلاصمندی کے ساتھہ گردن اطاعت جھکا دی اور سلطان موسیٰ کے
علم حکومت کے مطیع ہو گئے۔ سلطان موسیٰ نے سبتہ سے فاس کیجانب کوچ کیا
اور سلطان ابن احمر نے سبتہ پر قبضہ کر کے اپنے علم حکومت کے ساتھہ مین لیلیا۔
سلطان موسیٰ نے دار الحکومت فاس پر پہنچکر محاصرہ ڈالدیا چند دنون کے حصار
کے بعد اہل فاس نے امن کی درخواست پیش کی سلطان موسیٰ نے انلوگونکو
امن دی اور بمصالحت ۷۵۶ھ مین فاس مین داخل ہو کر سریر حکومت پر متمکن ہو گیا
اس واقعہ کی خبر سلطان ابو العباس کو اسوقت پہنچی جبکہ وہ بقصد ابی حمو اور بنی عبد الواد
جہان پر کہ وہ تھے تلمسان سے روانہ ہو چکا تھا مگر اس خبر کے سنتے ہی فوراً لوٹ کھڑا ہوا
اور نہایت تیزی سے طے مسافت کرنے لگا۔ جسوقت تازی سے متجاوز ہو کر
مابین تازی اور فاس کے پہنچا۔ بنو مرین اور اسکی کل فوجین علیحدہ ہو کر معہ اپنے
جھنڈون کے سلطان موسیٰ سے جاملین اور اسکے لشکر گاہ کو لوٹ لیا۔ سلطان
ابو العباس بحال پریشان تازی کیجانب واپس ہوا۔ عامل تازی نے اسکو دم پھٹے
مین ٹھہرا لیا یہانتک کہ سلطان موسیٰ کا ایلچی فاس سے تازی مین آیا اور اسنے اُس کو
(ابو العباس کو) گرفتار کر کے فاس کیجانب کوچ کیا۔ سلطان موسیٰ نے اسکو اسی
حالت سے اندلس روانہ کر دیا۔ سلطان ابن احمر والی اندلس نے اسکو جیسا کہ اس سے
پہلے نظر بند تھا نظر بند رکھا۔

سلطان ابو العباس کی گرفتاری کے بعد سلطان موسیٰ کو کامل قبضہ ملک مغرب
پر حاصل ہو گیا مگر اسکے وزیر مسعود نے اسکا اقتدار شاہ شطرنج سے زیادہ بڑھنے نہ دیا
امور سلطنت و سیاست کے سیاہ و سفید کرنے کا اختیار اپنے قبضہ مین رکھا بعد چند

سلطان ابن احمر سے قبضہ سبتہ کا مطالبہ کیا گیا سلطان ابن احمر نے قبضہ سبتہ
سے دست کش ہونے سے انکار کیا اسوجہ سے دونون مین فتنہ وفساد کی بنیاد
پڑگئی وزیر مسعود ابن ماسی نے سازش کرکے سلطان ابن احمر کے ہواخواہون اور اسکے
خاندان والونکو بغاوت پر ابھار دیا پس انلوگون نے سبتہ کے ایک قصبہ پر قبضہ کرکے
اسکو اپنا ملجا وماوا بنالیا اتنے مین سلطان ابن احمر کا بیڑہ جنگی کشتیون کا ساحل
سبتہ سے آلگا سبھون کا جوش بغاوت فرو ہوگیا۔ امن وامان قائم ہوگئی۔ پھر سلطان
ابن احمر کے خدمت مین ایک گروہ اراکین دولت سلطان موسی بطور وفد حاضر ہوا
اور یہہ درخواست کی کہ اُن لوگون مین سے جو اندلس مین خاندان حکومت فاس کے
موجود ہین کسیکو امیر فاس مقرر فرمائے چنانچہ سلطان ابن احمر نے واثق محمد بن امیر
ابو الفضل بن سلطان ابو الحسن کو والی فاس مقرر کرکے انلوگونکے ہمراہ روانہ کیا
اور خود بھی مشایعت کے غرض سے سبتہ جنگی کشتیون کے بیڑہ کے سبتہ تک آیا۔ واثق
نے سلطان ابن احمر سے رخصت ہوکر غمارہ کا قصد کیا شدہ شدہ اسکی خبر مسعود بن ماسی تک
پہنچی پس اسنے بھی فوجین مرتب اور مسلح کرکے واثق کے روک تھام کی غرض سے خروج
کیا اور جبال غمارہ مین اسکا محاصرہ کرلیا اس اثنا مین سلطان موسی بن سلطان ابو عنان
کی فاس مین انتقال کرنے کی خبر مسموع ہوئی مسعود نے محاصرہ اُٹھاکے بہ کمال عجلت
فاس کیجانب مراجعت کی۔ اور دار الحکومت مین پہنچکر کرسی حکومت پر سلطان ابو العباس
کے ایک لڑکے کو جسکو کہ سلطان مذکور فاس مین چھوڑ گیا تھا متمکن کردیا بعد اسکے سلطان
ابو عنان بن امیر ابو الفضل نے پہنچکر فاس کے سامنے کوہ زرہون پر پڑاؤ کیا مسعود
ابن ماسی بھی فوجین لے کے سلطان ابو عنان کے روبرو آ اُترا۔ سلطان ابو عنان
کے امور سلطنت کا منصرم ومہتمم احمد بن یعقوب صبیحی تھا کسیوجہ سے اسکے ہمراہیون کو
ابن سے کشیدگی اور ملال پیدا ہوا ایک روز سبھون نے موقع پاکر گرفتار کرلیا اور شاہی

خیمہ کے روبرو لاکے قتل کر ڈالا اس واقعہ سے سلطان کو سخت دشواری پیش آئی بعد اسکے سلطان ابوعنان اور مسعود بن ماسی سے خطوکتابت شروع ہوئی بالاخر مسعود ابن ماسی نے اس شرط سے کہ عنان حکومت میرے قبضہ مین رہے سلطان ابوعنان کی امارت کی بیعت کرلی چنانچہ سلطان ابوعنان اپنے لشکرگاہ سے نکلکر مسعود ابن ماسی کے پاس گیا اور اسکے ساتھہ ساتھہ دارالحکومت مین داخل ہوا مسعود ابن ماسی نے پہلے خود بیعت کی بعد ازان اراکین دولت وحکومت سے سلطان مذکور کی حکومت وسلطنت کی بیعت لی۔

سلطان ابوعنان کے رکاب مین سلطان ابن احمر کے لشکر کا بھی ایک حصہ تھا جسمین سلطان ابن احمر کے خادمون مین سے ایک نامور خادم تھا مسعود نے ان سبھون کو گرفتار کرکے جیل مین ڈالدیا۔ سلطان ابن احمر کو اسکی خبر لگی بیحد بیزار ہوا مگر پھر اپنے دل کو تسکین دیکر ابوالعباس کو سپہ سالار فوج کے فاس کیجانب براہ دربار روانہ کیا اور سبتہ تک خود بھی پہونچانے کی غرض سے آیا ابوالعباس نے جون ہی سبتہ مین قدم رکھا مسعود ابن ماسی کی کل فوج نے جو اسوقت سبتہ مین تھی بطیب خاطر سلطان ابوالعباس کی بیعت کرلی۔ سلطان ابن احمر کو اس سے بیحد مسرت ہوئی دو چار روز قیام کرکے غرناطہ کیطرف مراجعت کی اور سلطان ابوالعباس نے فاس کیجانب قدم بڑہایا۔ مسعود بن ماسی کی فوج نے دامن کوہ غمارہ مین تلوار اور نیزون سے استقبال کیا لشکریون نے سلطان ابوالعباس سے ملجانے کی بات سرگوشیان شروع کین مسعود بن ماسی کو اسکا احساس ہوگیا گھبراکر بھاگ کھڑا ہوا سلطان ابوالعباس نے تعاقب کیا اور ایک مقام پر پہنچکر گھیر لیا تا آنکہ سلطان ابوالعباس نے اسکو گرفتار کرکے اسکو اونیز اس کے سلطان کو قتل کر ڈالا۔ اور بقیہ خاندان ماسی کو بھی طرح طرح کی مصیبتون مین مبتلا کرڈالا

کسیکو قتل اور کسیکو قید کیا۔ بنو ماسی کی تباہی کے بعد سارا ملک مغرب سلطان مذکور کا مطیع و منقاد ہو گیا اور سلطان ابو العباس جاہ و جلال کے ساتھ حکمرانی کرنے لگا۔ سلطان ابن احمر نے سبتہ سے اپنے لشکر کو واپس بلا لیا اور اسکی عنان حکومت سلطان ابو العباس کو دوبارہ عنایت کی۔ اسکے بعد سے دونون مین مراسم اتحاد برابر قائم و جاری رہے۔

ان واقعات کے بعد سلطان ابن احمر بعزت اور توقیر حکومت و سلطنت کرتا رہا اپنے تمام زمانہ حکومت مین پھر کبھی کسی مصیبت اور دشواری مین مبتلا نہین ہوا مگر بہ استثنار اُس واقعہ کے جو کہ ہمارے کانون تک پہنچا ہے یہہ ہے کہ اس سے شکایت کی گئی تہی کہ اسکا بیٹا ابو الحجاج یوسف بطمع حکومت حملہ کرنے کی طیاری کر رہا ہے اسوقت سلطان ابن احمر اطراف اندلس مین کسی ضرورت سے سفر کر رہا تہا اس خبر کو سنتے ہی اسیوقت ابو الحجاج کو گرفتار کر لیا اور غرناطہ کیجانب واپس آیا بعدہ جب اسکو پورا پورا اور صحیح صحیح حال معلوم ہو گیا اور اسکی بیجا مرمی ثابت ہو گئی تو فوراً رہا کر دیا اور پہلے سے زیادہ عزت و توقیر کرنے لگا۔ اور ہمکو یہی معلوم ہوا ہے کہ جسوقت سلطان ابن احمر غرناطہ سے جبل الفتح کیطرف بغرض دریافت احوال سلطان ابو العباس گیا ہوا تہا اور یہ ان دنون جبال عمارہ کے دامن مین مسعود ابن ماسی سے تیغ و سپر ہو رہا تہا یہ خبر پہنچائی گئی کہ اس کے بعض حاشیہ نشینون نے جو کہ اولاد وزرار سے ہین یعنی ۔ ۔ ۔ ابن مسعود ملقب ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ابن وزیر ابو القاسم بن حکیم وغیرہم نے دہوکا اور دغا دینے کا قصد کر لیا ہے اور مسعود ابن ماسی نے ان لوگونکو اس امر پر ابہارا ہے اور باہم چند علامتین جنکو وہ لوگ جانتے ہین مقرر کر لی ہین

نوٹ ۔ اصل کتاب مین اسطرح جگہ خالی ہے۔

پس سلطان ابن احمر نے ان سبھون کو اسیوقت گرفتار کر لیا اور دم بھر کی مہلت انکو
ندی انکو اور نیز ان سبھونکو جنھون نے اس معاملہ مین سازش کی تھی سزائے
موت دی اور غرناطہ لوٹ آیا - بعد ازان اسی جاہ و جلال سے حکمرانی کرتا رہا تا آنکہ
۷۹۳ھ مین سفر آخرت اختیار کیا اسکا بیٹا ابو الحجاج سریر حکومت پر جلوہ افروز ہوا
ارکین دولت اور عوام الناس نے امارت و حکومت کی بیعت کی - امور سیاست
اسکے باپ کا موالے (آزاد غلام) خالد انجام دینے لگا - اسکے بھائیون سعد محمد
اور نصر کو گرفتار کر کے جیل مین ڈالا - بحالت قید ان سبھون نے وفات پائی - کسیکا
کچھہ حال نہین معلوم ہوا بعد ازان ابو الحجاج سے خالد کی یہ شکایت کی گئی کہ اسنے
بسازش یحیے بن صانع یہودی طبیب شاہی امارت پناہ کو زہر دینے کا ارادہ کر لیا تھا ابو الحجاج
نے اپنی حکومت کے پہلے یا دوسرے سال خالد کو گرفتار کر کے اپنے روبرو قتل کرا دیا
طبیب یحیے کو بھی گرفتار کر کے جیل مین ڈالدیا اور اسی حالت مین ذبح کر ڈالنے کا حکم دیا
۷۹۵ھ مین یہہ بھی رہگرائے عالم آخرت ہوا - اسکا بیٹا محمد سریر آرائے حکومت و امارت ہوا
اسکی حکومت و سلطنت کے کاروبار کا انصرام محمد خصاصی سپہ سالار کرنے لگا جو اسکے
باپ کا ساختہ و پرداختہ تھا اسوقت حکومت اندلوسیہ اسی طریقہ پر جاری و قائم ہے
واللہ غالب علی امرہ -

دولت امویہ کے حالات جو کہ دولت عباسیہ کی معاصر اور ہمچشم تھی اور نیز اُن ملوک
اندلس کے واقعات جو کہ دولت امویہ کے بعد سریر آرائے حکومت ہوئے تھے ہم تحریر کر چکے
اب ہمکو مناسب معلوم ہوتا ہے کہ کسیقدر اُن عیسائی سلاطین کے اخبار بھی
معرض تحریر مین لائین جو جزیرہ اندلس مین مسلمانون کے ہر طرف سے جوار
مین تھے لہذا ہم انکے انساب اور دولت کے حالات کو مشتے نمونہ از خروارے
مجتمع کر کے پیش کرتے ہین -

(مترجم) اندلس کا اخری دور
عیسائیون کا تسلط
مسلمانونکی جلاوطنی

علامہ عبدالرحمن ابن خلدون مغربی مولف کتاب العبر و دیوان المبتدا والخبر کے زمانہ تک سرزمین اندلس مین عربون کی حکومت کا نام و نشان کسیقدر باقی رہگیا تہا اسوجہ سے اسکو اندلس کی حکومت اسلامیہ کی تباہی عیسائیون کی چیرہ دستی اور مسلمانون کے جلاوطنی کے حالات کے تحریر کرنے کی نوبت نہین آئی۔ پس اگر مترجم بہی اصل کتاب کی تقلید کرتا تو بلحاظ اس امر کے کہ مترجم اس زمانہ مین سیر دنیا کو آیا ہے جبکہ اندلس مین اسلام کا ایک بہی نام لیوا نہین باقی رہ گیا تہا اور اندلس مین حکومت اسلامیہ پر عیسائیون کے ہاتھون تباہی اور بربادی آچکی تہی ایک بہت بڑا نقص ترجمہ تاریخ مین باقی رہجاتا اور ناظرین کو اس حسرتناک منظر کے دیکہنے کی تمنا ہی رہجاتی لہذا مترجم اس کمی اور نقصان کو اور کتب تواریخ سے انتخاب و التقاط کرکے پورا کرتا ہے تاکہ تمہاری آنکہین اسلام اور اسلامیون کے اس مد و جزر کو بہی دیکہہ لین جو سرزمین اندلس مین بحالت غربت انمین پیدا ہوا تہا۔

ملوک بنو احمر سلاطین غرناطہ کا عہد حکومت اندلس مین مسلمانان عرب کی حکمرانی کی آخری بزم تہی۔ انکے قبضہ مین ملک کا بہت کم حصہ باقی رہگیا تہا اور یہہ بہی کب اور کیونکر انکے ہاتھون سے چہن گیا اسکو تم آیندہ پڑھوگے بالفعل تم ایک سرسری نظر سے پہلے اس منظر کو دیکہہ لو جسمین کہ بلاد اندلس یکے بعد دیگرے مسلمانون کے قبضہ سے نکل نکل کے صلیبی علم کے تحت مین چلے جاتے ہین بعد اسکے عبرت کی نگاہون سے غرناطہ کی حکومت اسلامیہ کی بربادی اور تباہی کو ملاحظہ کرنا۔

عیسیٰ ابن احمد رازی تحریر کرتا ہے کہ عہد گورنری عنبسہ بن سحیم کلبی مین جسوقت کہ مسلمانون نے سرزمین اندلس پر قبضہ حاصل کرلیا تہا اور عیسائیون مین انکی مدافعت کی قوت باقی نہین رہ گئی تہی اور اسلامیون کی فتحیابی کا سیلاب اربونہ سرزمین فرانس تک پہنچگیا تہا بلکہ اونہون نے جایقہ سے بلبونہ کو بہی بزور تیغ تسخیر کرلیا تہا اور سوائے پہاڑی تنگ و تاریک دون کے کوئی شہر ان حدود مین قبضہ اسلام سے باقی نہ رہا تہا اسوقت ایک بیدین شخص بلاے نامی قوم مفتوح کا تہہ کا تین سو آدمیون کی جمعیت سے اسی قدرتی قلعہ مین جاکر پناہ گزین ہوا لشکر اسلام اس سے برابر تیغ و سپر ہوتا رہا تا آنکہ اسکے بہت سے ہمراہی شدت گرسنگی سے مرگئے صرف تیس مرد اور دس عورتین کی جمعیت اوسکے پاس باقی رہگئی عساکر اسلامیہ نے اس قلیل جماعت کو حقیر اور بے اصل تصور کرکے انکی استیصال سے ہاتھ کہینچ لیا اور یہہ لوگ اوس تنگ و تاریک غار اور قدرتی سنگین قلعہ مین شہد چاٹ چاٹ کر پلتے اور بڑہتے رہے یہان تک کہ مسلمانون کو انکی شورش اور سرکشی نے مجبور اور درماندہ کردیا۔ اور انکی ایسی قوت بڑہی اور ایسی کثرت ہوئی کہ روز روشن کی طرح اسکو لوگون نے عیان دیکہہ لیا۔ سنہ ۷۱۸ء مین بلاے مذکور انیس سال اس قسم کی زندگی بسر کرکے مرگیا دو برس اسکے بیٹے نے بہی یون ہی حکومت کی بعد اسکے ادفونش بن بطیر ان سبی ادفونش کا دادا حکمران ہوا جس کی حکومت کا سلسلہ اسوقت تک چلا آتا ہے پس انہین مسیحیون نے رفتہ رفتہ دشوار گذار کمینگاہون سے نکل نکل کے جس قدر مقبوضات اسلامی انکے بلاد مین تہے انکو پہر واپس لے لیا۔

مسعودی بعد ذکر غزوہ سمور عہد خلافت ناصر کے تحریر کرتا ہے کہ ۳۵۳ھ
مین عیسائیون نے مسلمانون کے قبضہ سے اُن کل بلاد کو معہ اور دیگر شہرون
اور قلعات کے نکال لیا جو کہ ملک فرانس اور شہر اربونہ سے متصل اور
ملے ہوئے تھے۔ ۳۵۶ھ مین مسلمانون کے قبضہ مین۔ ملک اندلس کا
غربی حصہ طرطوشہ سے ساحل بحر روم تک اور پھر طرطوشہ سے شمالاً نہر
عظیم نہر لاردہ تک باقی رہ گیا تھا۔

سب کے پہلے عیسائیان فرانس نے اندلس کے بڑے شہرون
مین سے جس شہر کو مسلمانون کے قبضہ سے نکالا ہے وہ طلیطلہ ہے۔ ادفونش
نے اسکو سات برس کے مسلسل محاصرہ کے بعد نصف محرم ۴۷۸ھ تا
۴۷۵ھ مین قادر باللہ ابن مامون یحییٰ بن ذی النون حکمران طلیطلہ
سے فتح کیا تھا۔ ادفونش نے طلیطلہ پر قبضہ حاصل کرنے کے بعد اہل
شہر کے ساتھ عدل و انصاف کا برتاؤ شروع کیا علے الخصوص انلوگونکے
ساتھ فیاضی کرنے لگا جو بطمع مال و زر عیسائی مذہب قبول کرتے جاتے تھے
بعض بعض کو بجبر و تعدی عیسائی بنالیا۔ اس سے مسلمانون کے قلوب کبیدہ
ہو گئے۔ ماہ ربیع الاول ۴۹۶ھ مین جامع طلیطلہ کی ہیئت تبدیل کرکے کلیسہ
بنائے جانے کا حکم دیا اسکے شاندار میناروں پر صلیب لگائی گئی۔ توحید
کی جگہ تثلیث قائم کی گئی اور اذان کے بجائے ناقوس کی آواز
بلند ہوئی۔

واقعہ طلیطلہ سے پیشتر عیسائیون نے ۴۵۶ھ مین بطرنہ پر یلغار کیا تھا
اور اسی سنہ مین بلنسیہ بھی مسلمانون کے قبضہ سے نکلگیا تھا۔ جس وقت
عیسائیون نے بلنسیہ کا محاصرہ کیا اور اہل بلنسیہ اپنے ملک و دین کی

حمایت پر کمربستہ ہوکر میدان جنگ مین آگئے عیسائیون نے باظہار اس امر کے
کہ ہمکو بلنسیہ کے محاصرہ مین سخت غلطی واقع ہوئی اور ہم مین اہل بلنسیہ
کی لڑائی کا یارا نہین ہے اہل بلنسیہ کو براہ مکر و فریب اپنے لشکرگاہ مین
ملنے جلنے کو بلایا اور جب اہل بلنسیہ معہ اپنے امیر عبدالعزیز بن ابی عامر عیسائی
لشکرگاہ کے قریب پہنچے تو عیسائیون نے کمینگاہ سے نکلکر کسیکو قید کسیکو قتل کرنا
شروع کیا معدودے چند جن کی موت کا وقت نہین آیا تھا بچ رہے امیر عبدالعزیز
نے بہزار خرابی اپنی جان بچائی مگر بلنسیہ قبضہ اسلام سے نکلکر صلیبی گروہ کے
پنجہ مین جا پھنسا - بعد اس کے مسلمانون نے پھر واپس لے لیا تا آنکہ عیسائیون
نے بمقتضائے رد و بدل کے بعد یوم سہ شنبہ بستم ربیع سنہ ۴۸۹ھ مین بلنسیہ
پر پھر قبضہ کر لیا - اسکے بعد پھر مسلمانون کو بلنسیہ مین قدم رکھنا نصیب نہین ہوا -

ابن حیان لکھتا ہے کہ اردملیش مسیحی نے سنہ ۴۸۸ھ مین بلنسیہ قصبہ شہر برطاہ
جو کہ سرقسطہ کے قریب تھا فوج عظیم سے چڑھائی کی - یوسف بن سلیمان بن ہود
کسیوجہ سے اس کی حمایت کیطرف مصروف و متوجہ نہو سکا - اہل شہر نے
اپنی آپ حمایت کرنے پر آمادگی ظاہر کی چالیس یوم تک عیسائی محاصرہ کئے
رہے اس اثنا مین بیرونی امداد نہ پہنچنے اور غلہ و رسد کی کمی سے اہل شہر
مین نفاق پھیل چلا کسی ذریعہ سے عیسائیون کو اس کی خبر لگ گئی حصار
اور جنگ مین سختی سے کام لینے لگے بالآخر عیسائیون نے اہل شہر
کے باہمی نفاق و نزاع سے فائدہ اٹھا لیا اور پانچ ہزار زرہ پوش جنگی سوارون
سے بیرون بلدہ تک پہنچ گئے اہل شہر پر بے حد خوف طاری و
غالب ہوا اندرون شہر مین قلعہ بند ہو گئے دونون فریق مین
گھمسان لڑائی ہوئی پانچ سو عیسائی مارے گئے - اتفاق سے

قناۃ[1] ہین جسکے ذریعہ سے شہر مین نہر سے زمین کے اندر اندر پانی آتا تھا ایک بڑا ٹکڑا پتھر کا گر گیا جس کی وجہ سے پانی کا آنا شہر مین بند ہو گیا اہل شہر نے شدت تشنگی سے تنگ آکر صرف اپنی جانون کی امان طلب کی چنانچہ عیسائیون نے امان دی پس جب اہل شہر اپنا کل اثاثہ اور مال و زر چھوڑ کر شہر سے باہر آئے تو عیسائیون نے بدعہدی سے سبھون کو کمال بے رحمی سے تہ تیغ کیا۔ قائد بن طویل اور قاضی بن عیسیٰ معہ معدودے چند سوار کے اس خوفناک واقعہ سے جانبر ہوئے بیشمار مال و اسباب عیسائیون کے ہاتھ لگا۔ اس واقعہ مین تقریبا ایک لاکھ مسلمان قتل اور قید کئے گئے عیسائیون نے کوئی دقیقہ ظلم و ستم کا فروگذاشت نہین کیا طرح طرح کے وحشیانہ حرکات کئے جس سے تاریخی صفحات آجتک خالی ہین پھر ۱۲۱۲ھ کے ماہ رمضان مین چہار شنبہ کے دن مرقسطہ بھی مسلمانون کے قبضہ سے نکل گیا۔

ابن الیسع لکھتا ہے کہ دشمنان اسلام نے شنتمریہ اور نیز طرسونہ پر ۶۱۲ھ مین مسلمانون سے قبضہ حاصل کیا تا پھر ۶۲۶ھ مین عیسائیون نے مارودہ کو محمد بن ہود کے قبضہ سے نکالا۔ اسکے عہد مین مصانع اور نوائب کے دروازے کھلے۔ بعدہ ۶۳۳ھ مین جزیرہ میورقہ پر عیسائیون نے

---

[1] القناۃ کلمۃ تحفر فی الارض یجری فیہا الماء (کلمہ ایسکو کہتے ہین جو کہ زمین مین پانی کے اجراء کے لئے بنایا جاے) کنیف اور کظامہ اُس کنوین کو کہتے ہین جو دوسرے کنوین کے مقابلہ مین کھودا جاتا ہے اور ان دونون مین اُسکے اندر اندر پانی کے آنے جانے کا راستہ رہتا ہے۔ (قرب الموارد صفحہ ۱۰۸۸ و ۱۰۸۷ جلد ۲۔

قبضہ کرلیا ابن ابار تحریر کرتا ہے کہ یہ سانحہ افسوسناک یوم دوشنبہ چودھوین صفر سنہ مذکور مین واقع ہوا تھا۔ یوم یکشنبہ ماہ شوال ۶۳۳ھ مین دشمنان اسلام نے دارالاسلام قرطبہ کو تاخت و تاراج کیا اور یوم شنبہ دسوین شوال ۶۳۳ھ مین مرسیہ پر قابض ہوے ۶۳۵ھ مین واقعہ قتندہ پیش آیا بیس ہزار مسلمان کہیت رہے اور عیسائیون نے قتندہ پر قبضہ کرلیا۔ میورقہ پر قبضہ کرکے عیسائیون نے جزیرہ میورقہ کیطرف پیشقدمی شروع کی اور تھوڑے دنون کے جدوجہد سے ۶۳۶ھ مین قابض ہوگئے بعد ازان جزیرہ شقر کو بصلح وامان ۶۳۹ھ مین لے لیا۔ الغرض یون ہی رفتہ رفتہ عیسائیون نے ماہ رمضان ۶۴۵ھ تک کل بلاد شرقی اندلس پر مسلمانون سے قبضہ حاصل کرلیا کسی پر بمکر و فریب قبضہ پایا اور کسی پر بزور تیغ۔ اور کسی پر بہ امان و صلح امرا اسلام اسوقت خود غرضیون مین مبتلا تھے ایک کو دوسرے کے ساتھ کوئی ہمدردی باقی نہ رہ گئی تھی تعلیم قرآن اور ارشادات نبی صلعم کو نسیاً منسیاً کردیا تھا یہی وجہ تھی اور یہی سبب تھا کہ یہ انمین کے ہاتھون ذلیل و خوار ہورہے تھے جس کو انہون نے قبل اسکے سر کیا تھا۔ اسی ۶۴۵ھ یوم دوشنبہ پانچوین شعبان مین عیسائیون نے اشبیلیہ پر فوج کشی کی اور ایک برس پانچ ماہ کامل محاصرہ کے بعد بصلح مفتوح کرلیا۔ صلح کیا تھی حقیقت مین دھوکا تھا فریب تھا جسکو صلح کا لباس پہنایا گیا تھا۔

الحاصل جسوقت ملک اندلس کے بڑے بڑے شہرون جو بجاے خود ایک ایک صوبہ تھے مثلاً قرطبہ، اشبیلیہ، طلیطلہ اور مرسیہ پر عیسائیون نے قبضہ کرلیا تو اہل اسلام ہر چہار طرف سے سمٹ کر غرناطہ، مریہ اور مالقہ مین چلے آئے۔ مملکت اسلامیہ وسیع ہوجانے کے بعد نہر چھوٹے پیمانے پر ہوگئی اور

دشمنان اسلام وقتاً فوقتاً یکے بعد دیگرے اسلامی شہرون اور قلعون کو
اپنے حرص و آز کا لقمہ بناتے جاتے تھے۔ اس چھوٹے سے قطعہ ملک پر
جو عیسائیون کے دست برد سے بچ رہا تھا ملوک بنی احمر قابض و متصرف تھے
اور وہی اسوقت دشمنان اسلام سے تیغ و سپر ہو رہے تھے۔ ہر وقت ہر لحظہ
دشمنان اسلام کا خطرہ پیش نظر رہتا تھا۔ کبھی شیر دغا ہو کر عیسائیون سے
لڑنیکو میدان جنگ مین آجاتے تھے اور جب کبھی کمزور پڑتے تھے تو ملوک
فاس بنی مرین سے امداد کے خواستگار ہوتے تھے۔ آٹھوین صدی ہجری
مین عیسائیون نے اسپر بھی دانت لگایا اور فوجین فراہم کر کے چڑھ آئے
سلطان غرناطہ نے شیخ ابو اسحاق بن ابو العاص شیخ ابو عبد اللہ طنجانی اور
شیخ ابن الزیات بلشی کو سلطان مغرب بنو مرین کے پاس امداد کی
غرض سے روانہ کیا۔ انلوگون کے روانگی کے بعد عیسائیون کا ٹڈی دل لشکر
غرناطہ پر آپہونچا۔ تیس ہزار سوار اور ایک لاکھ پیادے تھے۔ اتفاق سے
سلطان مغرب نے سلطان غرناطہ کی استمداد کو قبولیت کا درجہ عنایت نکیا
مگر اللہ تعالے نے محض اپنے فضل و کرم سے عیسائیونکو ہزیمت دی
اس واقعہ کے بعد عیسائیون نے چند دنون کے لئے اپنے ہاتھ پانون سمیٹ
لئے اور اوسوقت کا انتظار کرنے لگے جو کہ عام طور سے ہر حکومت و سلطنت کو
زمانہ مدید کے بعد عارض ہوا کرتا ہے۔

سلطان ابو الحسن علی بن سعد نصری غالبی احمری[1] کے عہد حکومت مین

[1] سلطان ابو الحسن آخری فرمانروائے غرناطہ سلطان ابو عبد اللہ کا باپ تھا اور سلطان سعد بن امیر علی بن
سلطان یوسف بن سلطان محمد الغنی باللہ نصری بن سلطان ابو الحجاج کا بیٹا تھا سلطان محمد بن سلطان ابو الحجاج
تک کے حالات تم ترجمہ تاریخ مین پڑھ آئے ہو سلطان محمد الغنی باللہ المخلوع سے سلطان ابو الحسن تک کے سلاطین غرناطہ کچھ ایسی ممتاز
حیثیت نہیں رکھتے کہ انکا عدم و وجود دونون برابر تھا اسوجہ سے انلوگونکے ذکر سے اعراض کیا گیا۔ منہ

مسلمانان اندلس پر متفق الکلمہ ہوگئے اگرچہ قبل اسکے کچھ دنون کے لئے اسکے
بھائی ابو عبد اللہ محمد بن سعد معروف بہ "زغل" کی امارت وحکومت کی مالقہ مین بیعت
لی گئی تھی اور عیسائی سردارون نے ان دونون بھائیون کو بہکا کر اپنا الو
سیدھا کرنا چاہا مگر زغل ان چالون کو سمجھ گیا۔ مالقہ سے اپنے بھائی ابوالحسن
کے پاس چلا گیا۔ اور اہل مالقہ نے سلطان ابوالحسن کی حکومت کو تسلیم کرلیا۔
آتش فتنہ وفساد جسکو عیسائی امرا مشتعل کر رہے تھے فرو ہوگئی۔ سلطان
ابوالحسن نے نہایت استقلال کے ساتھ بلاد اندلس کے اسقدر حصہ ملک
پر جو مسلمانون کے قبضہ مین باقی رہگیا تھا حکمرانی شروع کی۔ فوجین بڑھائین
دائرہ حکومت وسیع کیا وقتاً فوقتاً دشمنان اسلام پر بقصد جہاد فوجکشی کی۔
چنانچہ قرب وجوار کے مسیحی سلاطین نے بخوف جنگ مصالحت کا پیام دیا۔
اور اسکے رعب وداب سے مرعوب اور خائف ہوگئے۔ تھوڑے دنون کے
بعد اوبر عیسائیون مین نفاق پیدا ہوگیا بعض نے خودسری کے جوش مین
حکومت قرطبہ پر قبضہ کرلیا اور بعض نے اشبیلیہ کو دبالیا اور بعض نے سرئش کو
اپنا دارالحکومت بنالیا اور سلطان ابوالحسن بھی لذات دنیا اور تعیش مین منہمک
ہوگیا۔ جہاد سے دست کش ہوگیا۔ فوج کیطرف توجہ کم کردی ملک کا نظم ونسق
وزیرون کے حوالہ کردیا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ بدنظمیان بڑھین۔ مظالم بڑھے، خواص
اور عوام کو ناراضی پیدا ہوگئی۔ علاوہ برین اکثر بڑے بڑے جنگ اور سور ما سپہ سالار کو
اس زعم خام کے بنا پر کہ اب عیسائی سلاطین بوجہ معاہدہ مصالحت حملہ آور
نہونگے اور آیندہ کسی قسم کی لڑائی نہوگی قتل کرڈالا اتفاق سے اسی زمانہ مین
والی قشتالہ بعد متعدد لڑائیون کے کل بلاد قشتالہ کو سر کرلیا اور اس نااتفاقی
اور نفاق کو اسنے دور کرکے پھر سبھون کو متحد اور متفق الکلمہ بنادیا اس سے

عیسائیون کی قوت بڑہ گئی اور وہ پھر فتنہ انگیزی اور بلاد اسلامیہ پر قابض ہونیکی
کوشش کرنے لگے۔ سلطان ابوالحسن کی دو بیویان تہین ایک تو اسکے چچا
ابوعبداللہ الیسر کی لڑکی تہی جس کے بطن سے محمد اور یوسف دو بیٹے تہے
اور دوسری بیوی عیسائی رومیہ عورت تہی اسکے بطن سے بہی لڑکے تہے
ابوالحسن کا طبعی میلان اسی دوسری بیوی کے جانب تہا اور اسکو وہ اپنی
پہلی بیوی سے جو کہ اسکی بنت العم (چچا کی لڑکی) تہی زیادہ عزیز اور محبوب رکہتا تہا
اندیشہ یہہ ہوا کہ مبادا سلطان ابوالحسن رومیہ عیسائیہ عورت کی اولاد کو بمجرومی
اولاد زوجہ اولیٰ جو کہ مسلمہ اور حرہ ہے سریر و تاج کا مالک نہ بنادے اس سے
امرار دربار مین اسوجہہ سے کہ بعض کا میلان دوسری بیوی کی اولاد کیطرف تہا
اور بعض کا رجحان پہلی بیوی کی اولاد کیجانب تہا منافرت اور فتنہ و فساد برپا ہوگیا
اراگون کا ایک بربری قبیلہ زوجہ اولیٰ کا طرفدار ہوا اور قرطبہ کا ایک قدیم
خاندان بنی سراج رومیہ بیوی کا حامی ہوا۔ دونون فریق مین لڑائی کی چہیڑ
چہاڑ شروع ہوئی آخرالامر موخرالذکر فرقہ کو اپنے ارادون مین ناکامی ہوئی
اور اسکے سردار رومیہ غنہ نہایت بیرحمی سے الحمرا کے ایک ایوان مین قتل
کئے گئے جو اسوقت تک مقتولین کے نام سے معروف و مشہور چلا آتا ہے۔
عیسائی سلاطین کو ان واقعات کی خبر لگی تو انہون نے اس نااتفاقی اور دولت
اسلامیہ کی کمزوری سے فائدہ اٹہانیکی کوشش کی چنانچہ انہون نے قوتین
فراہم کرکے پہلے حملہ کیجانب قدم بڑہایا اور ہمراہ مکر و فریب زمانہ مصاحبت مین
والی قادش کے ہاتہ سے ۸۰۳ھ مین اسکو لیا بعدازان اسکے قلعہ
کیطرف بڑہے اور اسپر بہی قبضہ کرکے شہر کا قصد کیا اہل شہر کو اس ذہنی دل
فوج کے آنے کی کوئی خبر نہی اور وہ لوگ خواب غفلت مین پڑے ہوئے

سورہے تھے۔عیسائیون نے انپر دفعۃً حملہ کرکے قتل و غارت کا بازار گرم کردیا
پس جس کی عمر کا لبریز جام ہوگیا تھا اس نے شربت شہادت نوش کیا اور باقی
ماندگان اپنے مال و اسباب کو چھوڑکر شہر سے بھاگ کھڑے ہوئے عیسائیون
نے شہر اور نیز اوسپر جو کہ شہر مین تھا بلاتردد قبضہ کرلیا۔اہل غرناطہ کو اس سانحہ
افسوسناک کی اطلاع ہوئی تو سب کے سب کمربستہ ہوکر عیسائیون کی مدافعت
کی غرض سے نکل پڑے۔ان عیسائیون کی تعداد جسکا تذکرہ تم اوپر پڑھ آئے ہو
دس ہزار تھی جسمین کچھ سوار تھے اور کچھ پیادہ۔عیسائی مال و اسباب لیکر شہر سے
نکل رہے تھے کہ اتنے مین اہل غرناطہ پہنچگئے عیسائی لوٹ کر شہر مین داخل ہوگئے
اور مسلمانون نے محاصرہ کرلیا۔بعد اسکے مسلمانان اندلس یلغار کرکے حامہ
(حمہ) پر چڑھ آئے۔رسد و غلہ اور پانی کی آمد و رفت بند کردی۔پھر
جاسوسون نے خبر دی کہ عیسائیون کا جم غفیر اُن عیسائیون کی کمک پر آرہا
ہے جو کہ حامہ مین محصور ہین۔مسلمانون نے یہہ خبر پاکر محاصرہ اٹھالیا اور اس
فوج کیجانب بڑھے جو اہل حامہ کی حمایت پر آرہے تھے عیسائیون نے یہہ
خبر پاکر جوان و قتال اولے پاؤن مراجعت کی۔عیسائیون کے اس گروہ کا
سردار والی قرطبہ تھا۔اسکے بعد والی اشبیلیہ نے عیسائی مجاہدون کا ایک بہت
بڑا گروہ مجتمع کیا جسکی تعداد کئی ہزار تھی اور انکو مرتب کرکے عیسائیان مقیمین
حامہ کی مدد کو آپہونچا۔اسوقت مسلمانون کا لشکر اسباب جنگ لینے اور رسد
و غلہ کے انتظام کی غرض سے غرناطہ مین واپس آگیا تھا۔نوواردو عیسائیونکو
شہر مین داخل ہونے کا موقع ملگیا چنانچہ انلوگون نے شہر مین داخل ہوکر شہر کو خالی
کردیئے اور مقام کرنے کی بابت باہم مشورہ کیا اور جب قیام کرنے کی رائے
ہوگئی تو کل اُن چیزون کو کافی طور سے فراہم کرلیا جسکی وقتاً فوقتاً اونکو ضرورت

ہوا کرتی تھی بعدہ والی اشبیلیہ نے اپنے لشکر کو حمامہ مین چھوڑکر مراجعت کی اور انکو بہت سا مال و اسباب دیگیا۔ اسکے بعد ہی مسلمانان غرناطہ پھر اسکے حصار کو آئے اور نہایت سختی کے ساتھہ محاصرہ ڈالا۔ اور اس سمت سے داخل ہونے کا قصد کیا جسطرف سے حصور عیسائی غافل و بے پرواتھے مگر جون ہی مسلمانون کا ایک گروہ اس جانب سے داخل ہوا فتحمندی نے انلوگون سے منہ موڑلیا عیسائیون کو انلوگون کی آنے کی خبر ہوگئی مجبوراً مسلمانون کو لوٹنا پڑا۔ عیسائیون نے بعضونکو پہاڑ سے نیچے گرا دیا اور اکثرکو قتل کرڈالا انلوگون مین زیادہ بسطہ اور وادی آش کے رہنے والے تھے۔ اس واقعہ سے مسلمانون کی کمر ہمت ٹوٹ گئی اور انکی امید حمامہ کی واپسی کی منقطع ہوگئی۔ ماہ جمادی الاولی ۸۹۸ھ ۱۴۹۳ء مین یہہ خبر سنی ہوئین کہ والی قشتالہ بہت بڑی فوج سے بلاد اسلامیہ پر چڑھ آیا ہے چنانچہ اسلامی فوجین غرناطہ مین آآکر فراہم ہونے لگین آپسمین عیسائیون کے مقابلہ کی بابت صلاح و مشورے ہونے لگا۔ اس اثنا مین یہہ اطلاع پہنچی کہ عیسائیون نے لوشہ پہنچکر محاصرہ ڈالدیا ہے اور اسکو مفتوح کرکے حمامہ مین ملحق کیا چاہتے ہین عساکر اسلامیہ کے ایک گروہ نے عیسائیون پر حملہ کیا۔ لیکن بہت جلد ناکامی کے ساتھہ پسپا ہونا پڑا۔ عیسائیون نے انمین سے اکثر کو گرفتار کرلیا۔ بعد ازان اہل غرناطہ کی ایک دوسری جماعت نے عیسائیون پر حملہ کیا اور انسے ایسی چھیڑ چھاڑ کی کہ مجبوراً عیسائیونکو اپنے لشکرگاہ سے باہر آنا پڑا مسلمانون نے کمینگاہ سے نکلکر ایسا شدید اور ناہموار حملہ کیا کہ عیسائی فوج میدان جنگ سے گھونگھٹ کھا گئی۔ بہت سا پکا پکایا کھانا اور غلہ اور آلات حرب چھوڑکر بھاگ نکلی جسپر مسلمانون نے قبضہ کرلیا۔ یہہ واقعہ

ماہ جمادی الاولی سنہ مذکور کا ہے۔ انہین دنون امیر ابو عبد اللہ محمد اور ابو الحجاج یوسف نے اپنے باپ سلطان ابو الحسن کے خون سے بھاگ کر وادی آش مین جا کے دم لیا۔ اہل وادی آش نے دونون شاہزادون کی امارت کی بیعت کر لی بعد ازان اہل مریہ، بسطہ اور غرناطہ نے بھی انکے ملک حکومت کے آگے گردن اطاعت جھکا دی اور انکے بوڑھے باپ سلطان ابو الحسن نے مالقہ مین جا کر پناہ لی۔ اس نفاق اور نزاع باہمی کا نتیجہ یہ پیدا ہوا کہ ماہ صفر سنہ ۷۴۳ھ مین بنی سلاطین نے اسی ہزار کی جمعیت سے مالقہ اور بلش کا قصد کیا سلاطین اشبیلیہ سریش، استجہ اور انتقرہ معہ اپنی اپنی فوجون کے اس جنگ مین شریک ہونیکو آئے ہوئے تھے مسلمانان بلش اور مالقہ مجتمع ہو کر دشمنان اسلام کی مدافعت کو نکلے اور کمال مردانگی سے ہر مورچہ پر عیسائیون کو شکست فاش دی سلطان ابو الحسن اسوقت منکب کیطرف چلا گیا تھا اسکا بھائی ابو عبد اللہ محمد معروف بہ زغل مالقہ مین موجود تھا۔ اسیکی سپہ سالاری سے نامی نامی سورما میدان جنگ سے بھاگ کھڑے ہوئے تقریبا تین ہزار عیسائی قتل اور دو ہزار قید کئے گئے جنمین ۱۱ والی اشبیلیہ والی سریش اور حکمران انتقیرہ وغیرہم معہ اور تیس سردارون کے گرفتار ہوا آئے تھے۔ بیحد مال و اسباب عساکر اسلامیہ کے ہاتھ لگا۔ اس واقعہ کے بعد ہی اہل مالقہ نے بلاد نصاریٰ پر بقصد جہاد فوجکشی کی اس مہم کا ناکامی پر خاتمہ ہوا اکثر سپہ سالاران عرب اندلس شہید ہوے۔

اسی زمانہ سے غرناطہ کی حکومت دو حصون پر منقسم ہو گئی۔ نصف پر سلطان ابو عبد اللہ بن سلطان ابو الحسن قابض ہوا اسکے قبضہ مین غرناطہ،

مرہ بابسطہ اور اسکے مضافات رہے اور سلطان ابو الحسن مالک اور بلاد
غربیہ پر حکمران ہوا۔ اگر یہ دونون باپ اور بیٹے اس قدر باہم متفق ہو
ہوکر اپنے کو دشمنان اسلام کے پنجہ غضب سے بچاتے تو عجب نہ تھا
کہ اندلس سے مسلمانون کی جلاوطنی کی نوبت نہ آتی مگر تقدیر الہی اسکے
خلاف تھی سلطان ابو الحسن نے منکب اور اسکے اطراف کیجانب قدم بڑہایا
اور اسکا بیٹا سلطان ابو عبد اللہ غرناطہ اور جملہ بلاد شرقیہ کی فوجین لے کے
اپنے باپ سے جنگ کرنے کو چڑہ آیا مقام وادی بین دونون فریق نے
صف آرائی کی اس معرکہ مین سلطان ابو عبد اللہ کو ہزیمت ہوئی بعد اسکے
سلطان ابو عبد اللہ نے یہ خبر پاکر کہ میرے چچا زغل نے عیسائیون سے
ایک بہت بڑا میدان جیتا ہے اور بیحد مال غنیمت اسکے ہاتھ لگا ہے
قصد جہاد فوجین آراستہ کین غرناطہ اور بلاد شرقیہ کے مسلمانون کو مسلح
اور مرتب کرکے ماہ ربیع الاول سنہ مذکور مین بلاد عیسائیہ پر چڑہائی کردی چنانچہ
قتل و غارت کرتا ہوا اطراف لشانہ تک پہنچگیا یہان سے عیسائیونکو قتل
اور بہتونکو قید کرلیا۔ ان واقعات کی اطلاع عیسائی سلاطین کو ہوئی تو وہ
سب کے سب مجتمع ہوکر لیسرا فسری اپنے نامور بادشاہ قبرہ سلطان ابو عبد اللہ
اور بلاد اسلامیہ کے درمیان مین حائل ہوگئے مسلمانونکو سخت مشکل کا سامنا
ہوگیا نہ تو اپنے ملک مین ان عیسائیون کے درمیان مین حائل ہوجانیکے
سبب سے واپس آسکتے تھے اور نہ آگے بڑہ سکتے تھے عیسائیون نے
ہر چہار طرف سے گھیر کر قتل و قید کرنا شروع کردیا۔ بدنصیبی سے سلطان
ابو عبد اللہ بھی قید ہوگیا مگر کسیکو اسکا شعور نہوا ہنگامہ جنگ فرو ہونے پر والی
لشانہ نے سلطان ابو عبد اللہ کو پہچان لیا بادشاہ قبرہ نے والی لشانہ سے

سلطان ابو عبد اللہ کے لینے کی خواہش کی والی لشانہ معہ سلطان ابو عبد اللہ بادشاہ کسٹائل (قشتالہ) کے پاس بھاگ گیا بادشاہ قشتالہ نے والی لشانہ کی بیحد عزت کی اور اوسکو اپنے کل سپہ سالاروں کی افسری عنایت کی۔ جب کبھی لشکر کشی کرتا تو والی لشانہ کو بطور حسن تفاول کے اس فوج کا سردار مقرر کرکے بھیجتا تھا۔

سلطان ابو عبد اللہ کی گرفتاری کے بعد سرداران غرناطہ اور امرایان اندلس مجتمع ہوکر مالقہ مین سلطان ابو الحسن کی خدمت مین حاضر ہوے اور اوسکو مالقہ سے غرناطہ مین لائے حکومت و سلطنت کی اسکے ہاتھ پر بیعت کی حالانکہ سلطان ابو الحسن مین اسوقت حکمرانی کی قابلیت باقی نہین رہگئی تھی صرع (مرگی) یا ع کی طرح کوئی عارضہ اوسکو لاحق ہوگیا تھا۔ بصارت بھی جاتی رہی تھی مگر پھر بھی اس آخری دور مین اسنے قلعہ الحمرا کے شاندار برجون پر اپنی حکومت و امارت کا جھنڈا نصب کیا مگر جب اس سے کام نہ چل سکا تو اپنی معزولی کا اعلان کرکے اپنے بھائی ابو عبد اللہ معروف بہ زغل کو تاج و تخت حکومت حوالہ کردیا اور خود متکب مین جاکے فروکش ہوگیا تا آنکہ بار حیات سے سبکدوش ہوکر راہی ملک آخرت ہوا اور سلطان ابو عبد اللہ معروف بہ زغل حکمرانی کرنے لگا اسوقت تک سلطان ابو عبد اللہ بن سلطان ابو الحسن بدستور دشمنان اسلام کے یہان قید مین تھا۔

پھر ماہ ربیع الآخر ۸۰۹ھ ۱۴۰۵ء مین عیسائیون نے بہت بڑی جمعیت سے اطراف مالقہ پر چڑھائی کی اور ماہ جمادی الاولی سنہ مذکور مین رندہ کا قصد کیا۔ انیسوین شعبان سنہ مذکور مین والی غرناطہ نے بعض قلعات کی درستی کی غرض سے لوج کیا بائیسوین شعبان کو عیسائیون سے مڈبھیر ہوگئی سخت اور خونریز جنگ کے بعد

عیسائیون کو ہزیمت ہوئی بہت سا مال غنیمت مسلمانون کے ہاتھ لگا الات حرب اور رسد وغلہ کی کوئی انتہا نہ تھی مسلمانون نے کل مال غنیمت کو قلعہ مین لیجاکر رکھدیا اور اطمینان کے ساتھہ بیٹھہ رہے۔ ماہ رمضان تک کسی قسم کی چھیڑ چھاڑ نہین ہوئی بعدازان عیسائیون نے قلعہ قبیل پر پہنچکر محاصرہ ڈالدیا محصورون نے اس امر کا احساس کرکے کہ اب اس قلعہ کو عیسائیون سے بچانا دشوار ہے امان طلب کی اور معہ اہل وعیال اور مال واسباب کے قلعہ کو دشمنان اسلام کے حوالہ کرکے نکل کھڑے ہوئے۔ اہل قلعہ کے نکلتے ہی اس قرب وجوار کے کل باشندون مین ہل چل سی پڑگئی اور وہ سب بھی اپنا بھرا پُرا گھر بار چھوڑکر بخوف جان وعزت بھاگ نکلے۔ دشمنان اسلام نے متعدد قلعات مثلاً قلعہ مشاقہ اور قلعہ لوز وغیرہ پر قبضہ کرلیا۔ اور بلاد اسلامیہ پر برآئے دن طرح طرح کی مصیبتین ڈالنے لگے۔ اسوقت ایسا کوئی شہر نہ تھا کہ یہ اسطرف گئے ہون اور اُس کا استیصال نہ کیا ہو یا جس جانب کا قصد کیا ہو اور اس جانب والون نے ان کی اطاعت نہ کی ہو۔ اقبال انکے آگے تھا اور فتحمندی انکے رکاب مین تھی۔ باوجود اس قوت وشوکت کے عیسائیون نے ایک چلتا ہوا فقرہ یہ تصنیف کیا کہ سلطان ابوعبداللہ کو جو انکے قید مین تھا اور کٹھہ پتلی کیطرح انکے اشارون پر ناچا کرتے لگا تھا مال واسباب اور خلعت وفوج دیکر شرقی بسطہ کیجانب رخصت کیا اور یہ اعلان کرادیا کہ مسلمانون مین سے جو شخص سلطان ابوعبداللہ کے علم حکومت کے تحت مین آجائیگا اور اہل بلاد اسلامیہ سے جو جو اوسکے مطیع ہوجائینگے وہ سب کے سب اُس مصالحت اور عہد مین داخل ہونگے جو مابین سلطان ابوعبداللہ اور مسیحی سلاطین کے ہوا ہے۔ سلطان ابوعبداللہ مسیحی سلاطین سے رخصت ہوکر پہلے بلش کیطرف آیا اہل بلش اس ظاہری فریب سے محظوظ ہوکر سلطان ابوعبداللہ

کے حکومت کے مطیع ہو گئے تمام کوچہ اور بازارون مین امان کی منادی کرائی
گئی - لوگ جوق جوق سلطان ابوعبداللہ کے ہاتھہ پر بیعت کو آنے لگے رفتہ رفتہ
اسکا اثر سرزمین بیازین (غرناطہ کے مضافات) تک پہونچا - باشندگان غرناطہ دو
فرقہ پر منقسم ہو گئے کچھہ لوگون نے بوجہ پسندی اور حکومت اسلامیہ کے ضعیف
ہو جانے کے سلطان ابوعبداللہ کے عہد حکومت کی اطاعت قبول کرلی اور بعض
نے اس سے اختلاف کیا - باہم اسقدر نفاق بڑہا کہ ایک دوسری کی بربادی
کی فکر کرنے لگا - اہل قلعہ نے اہل بیازین پر پتھر برسائے اور اہل بیازین نے
بھی اسکا جواب ترکی بترکی دیا - غرض ان عاقبت اندیشون نے باہم کشت
وخون کرکے مجموعی قوت کو رفتہ رفتہ سلب کرلیا اور عیسائیون کو اپنے ملک پر
قبضہ کر لینے کا خاصہ موقع دیدیا - اس بربادکن واقعہ کی تیسری جمادی الاول ۸۹۱ھ
سے ابتدا ہوئی اور مسلسل نصف جمادی الاول سنہ مذکور تک یہ فتنہ وفساد جاری
رہا - اس اثنا مین یہ خبر مسموع ہوئی کہ سلطان ابوعبداللہ جسکے علم حکومت
کی اطاعت اہل بیازین نے قبول کی تھی لوشہ کیجانب آیا ہے اور لوشہ مین
اس عہد سے داخل ہوا ہے کہ اس سے اور اسکے چچا زغل والی قلعہ غرناطہ
سے باین شرط مصالحت ہو جائیگی کہ زمام حکومت اسکے چچا زغل کے قبضہ
اقتدار مین رہے اور اسکا نتیجہ ابوعبداللہ اسکے تحت حکومت اور سایہ عاطفت
مین جس مقام پر چاہے یا کہ لوشہ ہی مین حکمرانی کرے اور بمقابلہ دشمنان
اسلام وہ فون مجموعی قوت سے میدان جنگ مین آئین - اہل غرناطہ
اسی خوش کن خیال مین مستغرق تھے کہ والی قشتالہ (کسٹائل) عظیم فوج لیکے
لوشہ پہنچکر کے آپہنچا جمائد سلطان ابوعبداللہ آیا ہوا تھا اور نہایت حزم و
احتیاط سے محاصرہ کرلیا اہل غرناطہ وغیرہ اس خیال سے کہ مبادا اسمین کوئی

چال نہوا اہل لوشہ کی اعانت پر نہ آئے صرف چند لوگ بیازین کے جو کہ پہلے سے بقصد جہاد آئے ہوئے تھے
لوشہ کے بچانے کو لوشہ مین موجود تھے۔ اہل لوشہ مین اسقدر قوت کہان تھی کہ وہ اپنے آپ
حفاظت کر سکتے مجبور ہو کر والی قشتالہ سے اپنے جان و مال اور اہل عیال کی امان حاصل کر کے
لوشہ کو فریق مخالف کے حوالہ کر دیا چنانچہ والی قشتالہ نے چھبیسوین جمادی الاول ۸۹۱ھ مین
لوشہ پر قبضہ کر لیا اور اہل لوشہ ہجرت کر کے غرناطہ چلے گئے۔ سلطان ابو عبد اللہ لوشہ ہی مین
مقیم رہا اس سے اہل غرناطہ کو کامل یقین ہو گیا کہ لوشہ پر عیسائیون کا قبضہ سلطان
ابو عبد اللہ کی سازش سے ہوا ہے اور یہ لوشہ مین عیسائیون کو قبضہ دلانے
کی غرض سے آیا تھا۔ اہل بیازین اور غرناطہ والون سے اس بابت بحث
ومباحثہ ہوا جس سے وہ راز جو دلون مین پوشیدہ تھا ظاہر ہو گیا۔ لوشہ پر
قبضہ حاصل کر کے والی قشتالہ سمیت سلطان ابو عبد اللہ کے اپنے دار الحکومت
واپس گیا۔ پندرہوین جمادی الثانیہ سنہ مذکور مین والی قشتالہ نے بیرہ
کیجانب قدم بڑہایا۔ اور اسکے شہر پناہ کی فصیل کو ایک جانب سے توڑ ڈالا
اہل بیرہ نے گھبرا کر بخوف جان امان طلب کی اور شہر کو والی قشتالہ کے
حوالہ کر کے غرناطہ چلے آئے۔ بعد اسکے قلعہ شلین کے ساتھ بھی یہی واقعہ
پیش آیا اہل قلعہ نے پہلے بہت کچھ ہاتھ پانون مارے لیکن قضا و قدر کو
ان کی فتحیابی منظور نہ تھی اپنے ہر ارادون مین ناکام رہے اور آخر کار قلعہ کی
کنجیان عیسائیون کے حوالہ کر کے غرناطہ چلے آئے۔ اہل قلنبیرہ نے بلا
جد و جہد بغیر کسی لڑائی کے گردن اطاعت جھکا دی اور حملہ آور فریق کو قلنبیرہ
سپرد کر کے غرناطہ کیجانب نکل کھڑے ہوئے۔ ان مقامات کے فتح کر لینے
پر دشمنان اسلام منت فرید پر چڑہ آئے۔ ہر چہار طرف سے گھیر کر
آتشباری شروع کر دی۔ لشکریون کے رہنے کے مکانات جلا دئے۔ اہل شہر نے

امان حاصل کی اور غرناطہ مین ہجرت کر آئے بعد ازان عیسائیون نے صخرہ
کیطرف کوچ کیا اور اسپر بھی قبضہ کر لیا۔ بعدہ والی قشتالہ نے ان قلعات
اور مقامات کو آلات حرب رسد غلہ اور فوج سے مضبوط اور مستحکم کیا اور محاصرہ
غرناطہ کی غرض سے ایک عظیم فوج سواران کی بھرتی کرنے کا حکم دیکر اپنے
دار الحکومت مین واپس آیا۔ سلطان ابو عبد اللہ بھی اسکے ہمراہ تھا۔
قشتالہ مین واپس آکر والی قشتالہ نے سلطان ابو عبد اللہ سے جو اسکے قید
مین تھا یہہ معاہدہ کیا کہ جو شخص ابو عبد اللہ کا مطیع ہوگا اور اسکے علم حکومت کی
ہوا خواہی کریگا اوسکو پورے طور سے امان دیا جائیگا۔ ساتھہ ہی اسکے
یہہ بھی اعلان کرایا کہ قبل اسکے بلاد اسلامیہ کیجانب جو پیشقدمی کی گئی وہ اسوجہ
سے کہ بادشاہ فرانس سے ناچاقی ہوگئی تھی۔ چنانچہ سلطان ابو عبد اللہ
بلش کیطرف آیا اور اس امر کو ظاہر کرنے لگا کہ جو شخص میرے علم حکومت کا
مطیع ہوجائیگا وہ آیندہ عیسائیون کے ہاتھون سے محفوظ رہے گا میرے پاس
مسیحی سلاطین کے عہد نامے ہین۔ مسلمانون نے عام طور سے اسکو دم بٹی
تصور کیا اور کسی نے ذرا سی اس طرف توجہ نہ کی مگر معدودے چند مثلاً
اہل بیازین وغیرہ اس فقرہ مین آگئے اور انہون نے ابو عبد اللہ کو اپنا بادشاہ
تسلیم کر لیا۔ اہل بیازین اور اہل غرناطہ سے گفت وشنود شروع ہوئی بظاہر
مراسم واتحاد قائم کرنے کی گفتگو ہوتی تھی لیکن دلون مین کینہ وفساد بھرا ہوا تھا
سولھوین شوال ۸۹۷ھ کو بحالت غفلت سلطان ابو عبد اللہ بیازین مین
چلا آیا اور تمام بازار وان مین صلح کی منادی کرادی اہل غرناطہ نے پھر بھی اسکو
تسلیم نہ کیا اور جواب دیا کہ یہہ معاہدہ صلح بھی لوشہ کے صلحنامہ کی طرح ہوگا۔
اسوقت سلطان ابو عبد اللہ کا چچا زغل حمرا مین تھا۔ ہر فریق اپنے بنائے ہوئے

بادشاہ کی طرفداری مین بہ کمال جد وجہد مصروف ہوگیا رفتہ رفتہ بحث ومباحثہ نے لڑائی کی صورت اختیار کرلی۔ والی قشتالہ کو موقع ملگیا۔ اہل بیازین کی امداد کو فوجین بھیجین آلات حرب بھیجے رسد وغلہ روانہ کیا۔ بہت بڑی خونریزی کا دروازہ کھلگیا۔ قتل وغارت کی کوئی حد نہ تھی ستائیسوین محرم ۸۹۲ھ تک یہ سلسلہ قائم وجاری رہا۔ آخر الامر اہل غرناطہ نے بزور تیغ جبرًا بیازین پر قبضہ کرلینے کا قصد کیا چنانچہ والی غرناطہ نے بسطہ، وادی آش مریہ، منکب، باش اور مالقہ سے مسلمانون کو جمع کیا اور سبھون سے اتفاق اور اتحاد کی قسمین لین کہ آیندہ دشمنان اسلام کے مقابلہ مین متحد الکلمہ ہوکر رہینگے اور ہم مین سے جس کی طرف دشمنان اسلام ذرا بھی قدم بڑھائینگے سب کے سب متفق ہوکر لڑینگے۔ والی بیازین (سلطان ابو عبد اللہ) کو اس سے خطرہ پیدا ہوا والی قشتالہ کے پاس یہہ واقعات لکھہ بھیجے اور والی قشتالہ تو ایسے ہی وقتون کا منتظر تھا فوجین آراستہ کرکے بلاد اسلامیہ کے پامال کرنے کی غرض سے اطراف بلش کیجانب کوچ کردیا ادہر والی بیازین نے اپنے وزیر کو مالقہ وقلعہ منشاۃ کیطرف مسیحی سلاطین کے عہدنامون کو لیکر روانہ کیا۔ چنانچہ اہل مالقہ وقلعہ منشاۃ بخوف والی قشتالہ سلطان ابو عبد اللہ کے مطیع ہوگئے بعد ازان سرداران مالقہ اور اہل بلش نے ایک جلسہ مین مجتمع ہوکر سلطان ابو عبد اللہ کی اطاعت قبول کرنے پر بحث ومباحثہ کیا لیکن کوئی نتیجہ نہ پیدا ہوا نہ وہ اپنے عہد واقرار سے پھرے اور نہ بہ اسکے مطیع ہوئے۔ ماہ ربیع الثانی ۸۹۳ھ مین بادشاہ قشتالہ نے بلش اور مالقہ پر قبضہ کرنے کی غرض سے فوج کشی کی والی غرناطہ یہہ خبر پاکر معہ فوج نظام اور مجاہدین وادی آش کے چوبیسوین ماہ مذکور کو بلش کی حمایت کو آپہنچا مگر دشمنان اسلام عساکر اسلامی کے پہنچنے سے پیشتر بلش پر محاصرہ ڈالہ دیا تھا

اور خشکی کے راستے روک لئے تھے غازیان اسلام نے ایک پہاڑ پر
جو کہ سمی لشکر کے سامنے تھا اپنا مورچہ قائم کیا اور بے ترتیبی کے ساتھ جبکہ
عیسائیوں نے بلنش پر حملہ کیا عیسائیوں پر حملہ آور ہوئے اسی بیچ میں یہ خبر مسموع
ہوئی کہ اہل غرناطہ سے والی بیازین (سلطان ابو عبد اللہ) کی حکومت و
امارت کو تسلیم کر لیا ہے اس خبر کا مشہور ہونا تھا کہ فوج (سلطان غرناطہ) کی فوج
کے پاؤں اکھڑ گئے اور گھبراہٹ سے بھاگ کھڑی ہوئی (سوائے اس کے
عیسائیوں کو آگ جانے سے سخت تشویش پیدا ہو گئی تھی چونکہ روز ازل سے
اس معرکہ میں ہزیمت کھانا مسلمانوں کی قسمت میں لکھا گیا تھا ہزیمت اٹھا کر
غرناطہ کی طرف آئے تو اہل غرناطہ نے سلطان غرناطہ کی مخالفت کا اعلان کر دیا
مجبوراً وادی آش کی جانب چلے عیسائیوں نے اس امر کا احساس کر کے
موقعہ اس فوج کے جنگ اہل غرناطہ اور بیازین وادی آش کے مقابلہ کے
لئے عزیمت کیا تمام بلنش پر حملہ کر دیا اور قتل و غارت کرتے ہوئے گھس پڑے
بہت سی مزاحمت ہوئی اور ناکامی کے ساتھ مسلمانوں کو اسلامیہ کی ہزیمت
نصیب ہوئی اہل بلنش نے کمال جد و جہد سے امان حاصل کی اور
بتاریخ دسویں جمادی الاول سنہ مذکور بلنش سے دست کش ہو کر نکل
کھڑے ہوئے بلنش کے مفتوح ہونے سے کل بلاد شرقی مالقہ اور قلعہ
نارش عیسائیوں کے تحت حکومت میں داخل ہو گئے۔ بعد ازاں دشمنان اسلام
نے محاصرہ مالقہ کا قصد کیا اہل مالقہ نے قبل اسکے والی بیازین (سلطان
ابو عبد اللہ) کی اطاعت قبول کر لی تھی اور اس اعتبار سے گویا صلح میں داخل
ہو گئے تھے جس وقت عیسائیوں نے بلنش پر قبضہ حاصل کر لیا تھا اہل مالقہ نے
بالکل اراخلاص مندی اپنے سپہ سالار کو بھیجا اور وزیر والی بیازین ہدایا و تحائف

لے کے والی قشتالہ کے پاس روانہ کیا تہا والی قشتالہ نے ذرا بہی اسطرف توجہ نہ کی وجہ یہ تہی کہ کوہ فارہ جو کہ مالقہ کا قلعہ تہا اسوقت تک والی وادی آش کے علم حکومت کا مطیع تہا۔ والی قشتالہ نے مالقہ پر پہنچکر محاصرہ کر لیا بری اور بحری راستے مسدود و دادر بند کر دئے۔ مدتوں محاصرہ اور جنگ کا سلسلہ قائم رہا مگر محاصرین کی ایک بہی پیش نہ گئی۔ نہ انکے سرنگون اور بروج و باروت نے کام دیا اور نہ انکے توپخانہ کی گولہ باری نے قلعہ کو سر کیا تمام سرزمین اندلس کے نامی نامی سچی جنگ آور اور صف شکن دلاور مالقہ کے شہر پناہ پر مجتمع تہے لیکن یہ قلعہ کسیطرح سر نہوتا تہا۔ آخر کار طول حصار کیوجہ سے غلہ کا وجود مفقود ہو گیا شدت گرسنگی سے محصورون نے مویشیان، گہوڑے اور خچرون کو کہانا شروع کیا مگر حرف اطاعت زبان پر نہ لائے سرحدی اسلامی سلاطین کو اپنی کمک پر بلایا اپنی زبون حالت لکہی کسی نے کچہہ سماعت نہ کی نہ کسی میں ہمدردی کا اثر پیدا ہوا۔ چندے اہل شہر نے ان مصیبتون پر بہی صبر کیا اور استقلال کے ساتہہ اپنے حریف کے مقابلہ پر اڑے رہے۔ پہر جب ضعیف و ناتوانی اور فاقہ کشی سے تنگ آگئے بیرونی مدد کی توقع جاتی رہی تو صلح کا پیام دیا۔ والی قشتالہ نے کہلا بہیجا "تمنے اسوقت امان طلب کی ہے جبکہ تم اپنا زور ختم کر چکے ہو اور فاقہ کشی سے تنگ آگئے ہو اور بیرونی امداد سے نامید ہو گئے اور اپنی شکست کا یقین کر لیا ہے لہذا تمہاری سزا یہہ ہے کہ تمامرد بلا کسی شرط کے قلعہ کی کنجیان ہمارے حوالہ کر دو اور شہر پناہ کے دروازے کہولدو ہم تمہارے اور تمہارے سلطان کے ساتہہ معاملہ اچہا کرینگے" اہل شہر نے گہبرا کر شہر پناہ کے دروازے کہولدیئے قلعہ دار نے کنجیان قلعہ کی حوالہ کر دین عیسائیون نے شہر مین داخل ہوتے ہی براہ دغا جیساکہ اکثر وبیشتر بہادرون کو گرفتار کر لیا یہ واقعہ اواخر ماہ شعبان ۸۹۲ھ ۱۴۸۶ء کا ہے فتحمند گروہ نے اگلے دن باشندگان شہر کی بابت یہ حکم صادر کیا کہ جو کچہہ مال و متاع

انکے پاس اسوقت موجود ہے ابھی دیدین اور اسقدر آٹھہ ماہ کے عرصہ مین ادا کرین ورنہ ہمیشہ کے لئے غلامیت قبول کرین چنانچہ باشندگان شہر کی ایک فہرست طیار کی گئی اور جانچ و پرتال کرنے کے بعد سب کے سب شہر سے نکال باہر کئے گئے - مسلمانان مالقہ کے لئے یہ دن قیامت کے دن کا نمونہ تھا - ضعیف العمر، فاقہ کش مردون، بیکس و بے پناہ عورتون کی بہت بڑی جماعت لٹے ہوئے قافلہ کی طرح حسرت و یاس سے مالقہ کے در و دیوار کو دیکھتے ہوئے سیوا ئیل کیجانب نکل کھڑے ہوئے اور بعد ختم میعاد جب بقیہ زر فدیہ ادا نکر سکے تو بموجب عہدنامہ پندرہ ہزار آدمی ہمیشہ کے لئے نسلا بعد نسلٍ غلام قرار دیے گئے - ۸۹۷ھ ۱۴۹۲ء مین والی قشتالہ بلش وغیرہ کیجانب بڑھا - اہل بلش نے صلح کی تجویز پیش کی والی قشتالہ نے صلح کی تجویز نہ مانی اور اسپر بھی قبضہ کر لیا - اسقدر فتوحات بزور تیغ یا براہ مکر و فریب حاصل کرنے کے بعد والی قشتالہ اپنے دار الحکومت کو لوٹ گیا - پھر اگلے سال ماہ رجب ۸۹۸ھ ۱۴۹۳ء مین بعض قلعات بسطہ (البزا) کے سر کرنیکو آیا اور بعد چند لڑائیون کے فتح کر کے قابض ہوگیا بعد ازان بسطہ پر حملہ آور ہوا والی وادی آش (رغال) سے والی قشتالہ کے مورچہ قائم کرنے کے بعد وادی آش، مرسیہ، منکب اور لبنرات کی فوجون کو بسرافسری اپنے ایک نامور سپہ سالار کے بسطہ کی حمایت کو روانہ کیا مسلمانون اور عیسائیون مین سخت اور خونریز جنگ ہوئی نتیجہ یہ ہوا کہ عیسائیون کو بسطہ کے قریب جانا نصیب نہوا اور نہ اسکا محاصرہ کر سکے رجب، شعبان اور رمضان اسی عنوان سے گذر گیا - شوال کے مہینے سے دشمنان اسلام نے محاصرہ مین شدت اور جنگ مین سختی شروع کی - ذی قعدہ اور ذی الحجہ مین بڑے بڑے حملے ہوئے اندرون شہر کے اہل شہر محاصرین کی مدافعت کر رہے تھے اور باہر سے والی وادی آش کی فوجین محاصرین کے حصار پر زور کر رہی تھین اور محاصرین چونکہ تعداد زیادہ تھے اسوجہ سے دونون کا مقابلہ کر رہے تھے آخری

ذی الحجہ مین محاصرہ کی تکلیف کے ساتھہ کمی غلہ و رسد کی بھی شکایت بڑھی بیرونی آمد و رفت عیسائیون نے مسدود کردی۔ محصورون کا یہہ خیال تہا کہ موسم سرما کے آنے پر محاصرین محاصرہ اٹھا کے خود بخود چلے جائینگے مگر یہہ خیال انکا غلط نکلا والی قشتالہ نے قیام کا حکم دیا، اور گرد و نواح کے علاقون کو تاخت و تاراج کرنے لگا انجام کار اہل شہر نے تنگ آکے مصالحت کی گفتگو شروع کی چند مسیحی سردار شہر کی حالت دیکھنے کو گفتگو سے مصالحت کے بہانہ سے شہر مین آئے۔ اہل شہر نے انکو غلہ وغیرہ کی کمی محسوس نہونے دیا عیسائیون نے یہہ خیال کرکے کہ ابھی اہل شہر مین ہر قسم کی قوت مقابلہ کی ہے صرف اہل بسطہ کو آمان دی اور اہل وادی آش منکب مریہ اور بشرات کو جنہون نے انکی امداد و اعانت کی تہی اس شرط سے کہ وہ بلاسی تحریک کے شہر حوالہ کردین امان دی اور اگر ایسا نکرینگے تو انکو آمان نہ دیجائیگی۔ اہل شہر نے پہلے تو ان شرایط کو منظور نہ کیا۔ خط و کتابت کا سلسلہ طول کھینچا پھر اہل شہر نے یہہ خیال کرکے کہ مبادا اصلی راز نہ ظاہر ہوجاے شرائط مذکورہ پر مصالحت کرلی اہل بسطہ، وادی آش، مریہ، منکب اور بشرات اس معاہدہ صلح کے مطابق دشمنان اسلام کے مطیع و منقاد ہوگئے۔ دسوین محرم ۸۹۵ھ ۱۴۸۹ء یوم جمعہ کو عیسائیون نے قلعہ بسطہ مین قدم رکہا اور قابض ہوگئے اور منادی کرادی کہ جو شخص اپنے جگہہ پر رہ جائیگا اسکو امن ہے اور جو شخص بلا ہتہیار صرف اپنا مال و متاع لیکے نکلے گا اسکو بھی امن ہے۔ غرض قلعہ بسطہ پر قبضہ کرنے کے بعد عیسائیون نے مسلمانون کو قلعہ بسطہ سے نکالکر مضافات بسطہ مین آباد کیا۔ اسکے بعد والی قشتالہ نے مریہ کا قصد کیا اہل مریہ نے بھی گردن اطاعت جھکادی رفتہ رفتہ اسی طرح کل بلاد اسلامیہ پر عیسائیون کا تسلط ہوگیا۔ والی وادی آش (زغل) جب اس روز افزون ترقی کو روک نہ سکا تو اسنے بھی والی قشتالہ سے مصالحت کرلی اور اوائل صفر سنہ

مذکور مین اپنے کل قلعات کو دشمنان اسلام کے حوالہ کردیا - پس چشم زدن مین اُن کل بلاد پر جو والی وادی آش کے تحت حکومت مین تھے صلیبی پھریرا اوڑنے لگا -

اسوقت مسلمانون کے قبضہ مین صرف غرناطہ باقی رہگیا تھا جسپر سلطان ابوعبداللہ جو عیسائیونکے اشارہ سے کٹہ پتلی کی طرح حرکات کرتا تھا حکومت کر رہا تھا - اور اپنے حریف چچا زغل کی معزولی اور عیسائیون سے اسکی شکست کہانیکی خبرین سُن سُن کر مارے خوشی کے پھولے نہ سماتا تھا کیونکہ اسی نے عیسائیونکو زغل کے علاقہ کے تاخت و تاراج کرنے پر اکسایا تھا اور اسی نے اُسکو دست و پا بریدہ بنانیکی کوشش کی تھی مگر یہہ مسرت اور خوشی چند روزہ تھی - اسی سنہ مین بلاد مذکورہ کے مفتوح کر لینے پر والی قشتالہ (فرڈی ننڈ) نے سلطان ابوعبداللہ سے کہلا بھیجا کہ آپ بھی قلعہ حمرا کو خالی کر دیجئے جسطرح آپ کے چچا نے اپنے مقبوضات میرے حوالہ کر دئے ہین (بعوض) اسکے مجھ سے بہت سا مال وزر لیجئے اور اندلس کے جس شہر مین چاہئے بیٹھکر آرام سے میرے زیر قسطاط حکومت کیجئے - مورخین لکھتے ہین کہ سلطان ابوعبداللہ نے عہدنامہ مین یہہ بھی شرط لکھدی تھی کہ اگر مسیحی سلاطین تمام علاقہ مقبوضہ زغل پر قبضہ کر لینگے تو مین بھی بلا کسی حیلہ کے خود بخود غرناطہ سپرد کر دونگا - چنانچہ اسی شرط کے بنا پر والی قشتالہ نے مقبوضات والی وادی آش کے سر کرنے کے بعد بطور یاد دہانی کے یہہ تحریک پیش کی اور فوجین آراستہ کر کے بقصد قبضہ حمرا روانہ ہوا - اصل یہہ ہے کہ سلطان ابوعبداللہ اور بادشاہ قشتالہ مین باہم یہہ معاملہ پہلے سے طے ہو چکا تھا اسی وجہ سے علی العموم لوگ اسکو کفار کا خیر خواہ قوم و ملک کا دشمن سمجھتے تھے - بہرکیف اصلیت جو کچھہ ہو سلطان ابوعبداللہ نے غرناطہ کے رؤسا امرا اراکین دولت سرداران لشکر اور علما کو ایک جلسہ خاص مین جمع کر کے

والی قشتالہ کا پیام ظاہر کیا اور یہہ بھی کہا کہ اس تحریک کا بانی سبابی میرا چچا زغل ہے کیونکہ اس نے عیسائی بادشاہ کی اطاعت قبول کرکے غرناطہ کے قبضہ پر انکو ابھارا ہے حالت موجودہ مین دو صورتین ہین والی قشتالہ کی اطاعت قبول کرنا یا برسر جنگ آنا۔ حاضرین نے بالاتفاق جنگ کی رائے دی اور طیاری جنگ مین مصروف ہوے۔ اتنے مین والی قشتالہ یسی فوجون کو لئے ہوے میدان غرناطہ مین آ اوترا اور اہل غرناطہ سے کہلا بھیجا بہتر یہہ ہے کہ تملوگ میری اطاعت قبول کرلو ورنہ تمھاری کھیتیان اور ہرے بھرے باغات تاخت وتاراج کردونگا اہل غرناطہ نے جواباً مخالفت کا اعلان کیا اسپر والی قشتالہ نے اپنی فوج کو تمام میدان غرناطہ مین پھیلادیا جنھون نے موروملخ کی طرح پھیل کر کل کھیتیان اور میوہ جات کے باغات کو نوٹ گھسوٹ کر چٹیل میدان بنا دیا یہہ واقعہ ماہ رجب ۸۹۵ھ ۱۴۹۰ء کا ہے اسکے بعد مسلمانون اور عیسائیون مین بکثرت لڑائیان ہوئین بعض قلعے ان لڑائیون کے نذر ہوگئے برج ہمدان اور ملاحہ پر عیسائیون نے قبضہ کرکے کمانیقی اسکو فوج وآلات حرب سے مضبوط ومستحکم کرکے اپنے اپنے بلاد کیجانب مراجعت کی۔

اہل شہر کی مردانہ ہمت سے سلطان ابوعبداللہ کی بھی کمر ہمت بندھی آمادہ بجنگ ہوکر معہ انلوگون کے جو اسوقت اسکے رکاب مین تھے شمشیر بکف دشمنان اسلام کے علاقہ کیطرف بڑہا اور بعض قلعات کو جو کہ عیسائیون کے قبضہ مین تھے بزور تیغ فتح کرکے عیسائیون کو تلوار کے گھاٹ اتارا۔ مسلمانون کو اسمین آباد کیا۔ اور لوٹ کر غرناطہ آیا پھر تیاری کرکے بشرات کیجانب کوچ کیا اسکے بعض بعض دیہاتون اور قصبات کو اپنے قبضہ مین لیلیا

مسیحی اور مرتدین مکانات چھوڑ چھوڑ کر بھاگ نکلے۔ بعدہ قلعہ اندرش پر جا پہنچا
مسیحی پہریرہ اکھاڑ کر پھینکدیا اور اسلامی جھنڈا گاڑ دیا۔ اہل بشرات
نے یہہ رنگ دیکھکر گردن اطاعت جھکا دی اسلام اور اسلامیونکا دور دورہ
پھر شروع ہوگیا۔ مسیحیون کی غلامی یا اطاعت سے مسلمانون کو آزادی
حاصل ہوئی۔ انہین مقامات مین سے کسی گانون مین سلطان ابوعبداللہ کا
چچا ابوعبداللہ محمد بن سعد معروف بہ زغل معہ اپنے چند آدمیونکے مقیم تہا۔
ماہ شعبان سنہ مذکور مین اہل غرناطہ نے اس بنا پر اسکا بہی قصد کیا کہ اسنے
بطمع مال روز رکفار سے مصالحت کرکے اپنے مقبوضات کو انکے حوالہ کر دیا تہا۔
زغل نے یہہ خبر پاکر مریہ مین جاکے پناہ لی۔ کل مقبوضات بشرات تا حدود
برجہ سلطان ابوعبداللہ کے زیر تسلط آگئے۔ اسوقت مسلمانان غرناطہ کا
خوش و خروش اور اتفاق باآواز بلند کہہ رہا تہا کہ اگر چندے یہہ حالت باقی
رہی تو کم از کم غرناطہ کا ایک مرتبہ عالم شباب پہر آنیوالا ہے۔ مگر افسوس
ہے کہ یہہ ایک سنبھلا تہا جسطرح مدتون کا بیمار جسکے تمام قوائے نفسانی
اور اعضائے جسمانی پر بیماری کا تسلط ہوجاتا ہے اور طبیعت جو کہ مدبر
وسلطان بدن ہے مقاومت مرض سے عاری ہوکر تمام بدن سے
سمٹ کر قلب مین آجاتی ہے اور تصرف ترک کردیتی ہے قریب موت
ذرا سنبھل جاتا ہے چہرہ کی زردی پر سرخی کے خطوط عیان ہوجاتے
ہین ہنستا ہے بولاتا ہے اسکے اعزہ اقارب بظاہر صحیح و تندرست سمجھتے ہین
مگر چند ہی ساعت کے بعد دفعتہً قلب کی حرکت رک جاتی ہے اور وہ دم
توڑ دیتا ہے اسیطرح یہہ مسلمانون کا یہہ آخری سنبھالا تہا۔ نا اتفاقی اور
حسد نے دلون مین گھر کرلیا تہا بربادی اور تباہی کی گھنگور گھٹا سر پر چہائی

ہوئی تھی اس مرتبہ سلطان ابو عبد اللہ کے چچا زغل نے عیسائیون کو
ابھارا اور انکے دلونپر یہہ مرتسم کردیا کہ اہل غرناطہ کا یہہ جوش و ولولہ کا
اوبال ہے اوٹھا اور فرو ہوگیا - چنانچہ ماہ رمضان سنہ مذکور مین عیسائیون
نے قلعہ اندرش کو مسلمانون کے قبضہ سے پھر نکال لیا اس مہم مین
عیسائیون کے ساتھہ زغل بھی تھا - قبل اس واقعہ کے سلطان غرناطہ نے
ہمدان کیطرف قدم بڑھایا - ہمدان مین اسوقت کسی چیز کی کمی نہ تھی فوج
بھی حسب ضرورت موجود تھی غلہ اور آلات حرب بھی بکثرت تھے اہل غرناطہ
نے پہنچتے ہی محاصرہ کرلیا قلعہ شکن توپین لگادین برج اول یا دوم اور
سیوم کو توڑ کر قلعہ پر دھاوا کیا قلعہ کی فصیلین اگرچہ لوہا لاٹ تھین مگر مسلمانون
نے اسقدر اسپر گولہ باری کی کہ بہت جلد اسمین ایک بڑا سا روزن ہوگیا -
عساکر اسلامیہ نے گھس کر اہل قلعہ کو جس کی تعداد تقریبًا دو سو تھی گرفتار کرلیا
مال و اسباب اور آلات حرب جسقدر تھا سب پر قابض ہوگئے پھر آخری ماہ رمضان
سنہ مذکور مین بادشاہ غرناطہ نے بقصد منکب خروج کیا - شہر شلوبانیہ پر پہنچتے ہی
بعد خفیف محاصرہ کے قبضہ کرلیا باقی رہا قلعہ وہ برابر لڑتا رہا تا آنکہ براہ دریا بالقہ
سے امدادی فوج آگئی اس اثنار مین یہہ خبر لگی کہ بادشاہ قشتالہ معہ اپنی فوج کے
میدان غرناطہ مین آگیا ہے - سلطان غرناطہ یہہ سنتے ہی قلعہ شلوبانیہ سے
محاصرہ اٹھا کر کوچ و قیام کرتا ہوا تیسری شوال کو سیجون کے نڈی دل لشکر
پہنچنے کے بعد غرناطہ پہنچا عیسائیون نے برج ملاحہ اور ایک اور برج کو منہدم و
مسمار کرکے آٹھوین روز وادی آش کا راستہ لیا اور وادی آش پہنچکر
مسلمانون کو جلاوطن کردیا ایک شخص بھی اسلام کا نام لیوا کسی گوشہ شہر
مین نہ رہا - اسکے ساتھہ قلعہ اندرش کو بھی زمین دوش کرکے اپنے ملک کیجانب

معاودت کی۔

سلطان زغل یعنی ابو عبد اللہ محمد بن سعد نے ان واقعات کو آنکھون سے دیکھکر سرحدی خشکی کا راستہ لیا پہلے لوہران پہنچا چندے یہان قیام کرکے تلمسان چلا گیا اور وہین طرح اقامت ڈالدی اسکے اہل و عیال بھی وہین مقیم رہے۔ یہہ لوگ بنو سلطان اندلس کے نام سے معروف و مشہور تھے۔ انگریزی مورخ لکھتے ہین کہ سلطان فیض (فاس) نے اس کی آنکھین نکلوالی تھین مگر سبب و باعث کچھہ تحریر نہین کرتے اور اسلامی مورخ اسکا ذکر تک نہین کرتے اس بابت مین موخرالذکر کو سچا باور کرتا ہون کیونکہ اہل البیت ادری مافی البیت۔ اسیوجہ سے مین نے سلطان زغل کے بقیہ حالات زندگی کو قلمبند نہین کیا۔ وہی مورخ یہہ بھی لکھتے ہین کہ اسنے اپنی زندگی دریوزہ گری سے بسر کی اور اسکی عبا پر عربی زبان مین لکھا ہوا تھا "مین ہون اندلس کا بدنصیب بادشاہ مجھہ سے عبرت لو"، مین نے ان واقعات کو بھی کسی عربی زبان کی تاریخ مین نہین دیکھا معلوم نہین کہانتک یہ روایت صحیح ہے۔

بعدہ سلطان غرناطہ نے برشانہ کیجانب قدم بڑہایا اور محاصرہ کرکے قبضہ کرلیا وہان پر مسیحی موجود تھے سبھونکو گرفتار کرلیا مگر یہہ قبضہ اور کامیابی [illegible] اسکے تھوڑے ہی دنون بعد مسیحی سلاطین جہز مٹ باندہ کے برشانہ کے چھڑانے کو آپہنچے چنانچہ ماہ ذی قعدہ سنہ مذکور مین سلطان غرناطہ کو ان مقامات سے دست کش ہونا پڑا اور یہہ مقامات مسلمانون سے ایسی خالی ہوگئی کہ گویا کبھی یہان نہ تھے بارہوین جمادی الآخر سنہ ۸۹۰ھ مین سلطان اسلام محاصرہ غرناطہ کے قصد سے لشکر آرائی کرکے میدان غرناطہ مین آپہنچے کھیتیان پامال کردین باغات اوجاڑ ڈالے دیہاتون اور

قصباتون کو ویران کر دیا۔ شہر بیاہ کی فصیلون کے مقابلہ پر دمدمے اور دہس بند ہوائے خندقین کھدوائین سات مہینے کامل محاصرہ اور جنگ کا سلسلہ قائم و جاری رہا چونکہ مابین بشرات اور غرناطہ کے کوہ شلیر کیطرف والا راستہ کھلا تھا اسوجہ سے مسلمانان غرناطہ کو اس طویل حصار سے سوائے روزانہ جنگ کے اور کوئی خاص تکلیف نہ پہنچی تا آنکہ موسم سرما آگیا سردی اور برف نے راستہ روک لیا رسد و غلہ کی کمی اسپر روزانہ جنگ اور شدت محاصرہ سے اہل غرناطہ تنگ آگئے۔ عیسائیون نے اکثر شہر کے بیرونی حصون پر قبضہ کر لیا اور مسلمانون کو آمد و رفت اور زراعت وغیرہ سے روک دیا اس سے اہل غرناطہ کا حال اور زیادہ زبون ہو گیا یہہ واقعات اوائل ۸۹۷ھ ۱۴۹۱ء کے ہین اکثر اہل شہر شدت فاقہ سے گھبرا کر بشرات کیجانب بھاگ گئے۔ ماہ صفر سنہ مذکور مین عیسائیون نے محاصرہ مین شدت کی حتی الامکان ہر طرف کے راستے روک لئے۔ رسد و غلہ کی کمی قحط اور گرانی کی موجودگی نے مسلمانون کی رہی سہی قوت فنا کر دی۔ عوام الناس مجتمع ہو کر علماء کی خدمت مین گئے اور انکی وساطت سے اہل دولت، ارباب مشورت اور سلطان سے عرض پرداز ہوئے "دشمنان اسلام کی قوت بوتا فیوتا بڑہتی جاتی ہے اور ہملوگ بے یار و یاور ایسی بیکسی مین مبتلا ہین کہ نہ پائے رفتن اور نہ جائے ماندن کا مضمون ہے ہملوگ یہہ سمجھتے تھے کہ فصل سرما کے آتے ہی دشمنان اسلام اپنے اپنے شہرونکو واپس جائینگے مگر ہمارا یہہ خیال غلط ثابت ہوا اونہون نے کھتیان شروع کر دی ہین بازار قائم کر لیے ہین مکانات بنوالئے ہین اور روز بروز ہم سے قریب ہوئے جاتے ہین ایسی حالت مین ہم اپنے اور نیز اپنی اولاد کے لئے کیا طریقہ اختیار کرین"

سلطان ابو عبد اللہ نے ارکین دولت کو ایک جلسہ مین مجتمع کرکے عیسائیون سے
مقابلہ کرنے اور قلعہ حمرا سپرد کردینے کی بابت مشورہ کیا بالاخر سبون نے
یہہ راے قائم کی کہ قلعہ حمرا عیسائیون کے حوالہ کردیا جائے اور بنظر احتیاط
صلح وادی آش کے شرایط سے اسکے شرایط زیادہ سخت اور مضبوط
کردئے جائین تاکہ عیسائیون کو موقع بدعہدی کا باقی نرہجائے پس باتفاق
جملہ ارباب مشورہ عہدنامہ لکھا گیا اور اہل غرناطہ کو سناکے بادشاہ قشتالہ کو
دیدیا گیا بادشاہ قشتالہ نے اُن شرایط کو منظور کرلیا اور سلطان غرناطہ نے
حمرا سے اپنا قبضہ اُٹھالیا - ۲ ربیع الاول سنہ مذکور مین عیسائیون نے
بخوف بدعہدی پانچسو سرداران غرناطہ کو بطور ضمانت اپنے لشکر مین نظربند کیا
بعد ازان ہنستے ہوئے مسلمانون کی حالت پر قہقہہ مارتے ہوے
حمرا مین قدم رکھا۔

عہدنامہ مین سرِ شمار شرطین تہین منجملہ انکے ایک شرط یہہ تہی کہ ہر
خورد و کلان کو اسکے جان کی اور اسکے مال کی بعہ اسکے اہل کے امن دیجائے
اور وہ لوگ اپنے اپنے مکانات اور محلون مین اپنی اپنی جایدادون پر قابض
و متصرف رہین اور ایک یہہ شرط یہہ تہی کہ مسلمانان غرناطہ اپنی شریعت
پر قائم رکھے جائین انپر جو حکم کیا جائے وہ انہین کے شریعت کے مطابق ہو
اوقاف اور مسجدین بدستور بحالہ رکہی جائین کبہی کوئی عیسائی کسی مسلم کے
مکان مین نہ جاسکے اور نہ مسلمانون پر کوئی دوسرا شخص سوائے مسلم کے
حاکم مقرر کیا جائے - غرض اسی قسم کی بہت سی شرطین تہین جس سے
اہل غرناطہ نے اپنے جان و مال اور مذہب کی حفاظت کرنا چاہی تہی
مگر عیسائیون نے بعد تسلط ان سب شرایط کو پس پشت ڈالدیا

اور اس کو ایسا بھولا دیا کہ گویا کوئی اقرار ہوا ہی نہ تھا جیسا کہ تم آیندہ پڑھو گے۔

اہل غرناطہ کی مصالحت سے مطلع ہو کر اہل بشرات نے بھی انہین شرایط پر عیسائیون سے مصالحت کر لی اور اہل غرناطہ کیطرح خط غلامی یا اطاعت لکھدیا۔

اس صلح اور معاہدہ مصالحت مین موسیٰ نے شرکت نہین کی اور نہ اسکو یہہ پسند آیا کہ قلعہ تمار مین میرے آنکھون کے سامنے عیسائی کونسل اجلاس کرے۔ موسیٰ وہی شخص ہے جس نے اہل غرناطہ کو عیسائیون کی مخالفت پر ابھارا تھا اور انکے مردہ تنون مین دوبارہ مردانگی کی روح پھونکی تھی۔ کہتے ہین کہ موسیٰ اسی غم و غصہ مین سر سے پانون تک سلاح جنگ زیب بدن کر کے اپنے گھوڑے پر سوار ہوا اور شہر سے باہر نکل گیا پھر اسکا کچھہ پتہ و نشان نہ ملا بعض مورخین کا کلام ہے کہ آگے بڑھ کے دشمنون کی ایک جماعت سے مڈبھیڑ ہو گئی سبھون پر ایک ساتھہ موسیٰ نے حملہ کیا۔ اکثر کو تہ تیغ کیا باقی ماندگان مین سے کچھہ تو زخمی ہوئے اور کچھہ سینہ سپر ہو کر لڑتے رہے آخر کار موسیٰ بھی زخمی ہو کر گھوڑے سے زمین پر گرا عیسائیون نے اسکے ساتھہ ویسا ہی سلوک کرنا چاہا جسطرح دلیر اور مغلوب دشمن کے ساتھہ کیا جاتا ہے۔ مگر موسیٰ نے نہایت نفرت امیز نگاہون سے منہ پھیر کر جواب دیا اور ذرا بڑھکر ایک عیسائی پر وار کر دیا یہہ عیسائی تو سیدھا اپنے مقر کو چلتا پھرتا نظر آیا دوسرا بڑھا اسکا بھی یہی حال ہوا تھوڑے دیر تک موسیٰ گھٹنون کے بل کھڑا ہوا لڑتا رہا یہانتک کہ اسکے اعضا نے جواب دیدیا تب موسیٰ نے ایک آخری کوشش کی اور اپنے مقام سے

اچھلکر اپنے آپکو دریاے زنبل مین گرادیا۔ دریاے زنبل نے فوراً اس کو اپنے آغوش مین لے لیا اور حملہ آور عیسائی سب تک کر رہ گئے۔

عیسائیون نے حمرا پر قبضہ کرنے کے بعد حسب ضرورت ترمیم شروع کی فصیلون کو درست کرایا زمانہ محاصرہ اور جنگ مین جو مقامات ٹوٹ گئے تھے انکو از سر نو بنوایا۔ ونکو عیسائی کونسل حمرا مین اجلاس کرتا تھا اور رات کیوقت بخوف بدعہدی اپنے لشکر گاہ مین چلا جاتا تھا رفتہ رفتہ جب انکو مسلمانون کیجانب سے اطمینان ہوگیا تو بیخوف وخطر رہنے لگے شہر مین اپنی جانب سے حکام مقرر کیے۔

غرناطہ اور سلطان ابوعبداللہ کی حکومت کا یہہ دم واپسین تھا۔ بدقسمتی سے یا کسی گھمنڈ پر اہل غرناطہ نے یہہ شرط بھی کرلی تھی کہ ایک مدت معینہ کیلئے باہم صلح رہے اگر اس عرصہ مین کوئی بیرونی مدد کہین سے آجائیگی تو تیغ و سپر ہوکر قسمت کا فیصلہ کرینگے ورنہ قلعہ حمرا کیطرح شہر بھی سپرد کردیا جائے گا چنانچہ اہل غرناطہ نے سلاطین فاس، ترکی اور حکمران مصر سے امداد کی درخواست کی اور جب وہان سے صداے برنخاست کا مضمون ہوا تو عیسائیون نے تخلیہ شہر کا دباؤ ڈالا اور بہ جبر سلطان ابوعبداللہ کو غرناطہ سے منتقل کیکے بشرات مین لاکے ٹھہرایا پھر بشرات سے یہہ دم دیکر اندرش مین لے آئے کہ بشرات کی زمام حکومت آپکے قبضہ مین رہے گی مگر بچند وجوہ اندرش مین آپکو قیام کرنا ہوگا سلطان ابوعبداللہ اسپر بھی راضی ہوگیا اور کشان کشان بشرات سے اندرش جا پہونچا۔ سلطان ابوعبداللہ کے نکلتے ہی عیسائیون نے عساکر اسلامیہ کو بھی غرناطہ سے نکال باہر کیا۔ اسکے تھوڑے ہی دنون بعد عیسائیون نے

بحکمت عملی سلطان ابو عبد اللہ کو افریقہ کیجانب نکل جانے پر آمادہ کیا
اور ایک پروانہ راہداری لکھ کر دیدیا کہ سلطان ابو عبد اللہ سے کوئی
شخص متعرض نہو جہان چاہین چلے جائین۔ پس سلطان ابو عبد اللہ
کشتی پر سوار ہو کر ملیلہ پہنچا چندے قیام کر کے فاس مین جا کے قیام پذیر
ہوا زمانہ جلا وطنی مین بڑے بڑے مصائب کا سامنا ہوا۔ شدت سفر
فاقہ کشی، تہیدستی، اور اسپر مستزاد یہہ کہ بدفعات بیمار بھی ہوا مگر تکلیف
و مصیبت کے دن اسکو جیلنے تھے قید حیات سے سبکدوش نہوا فاس
مین پہنچکے سلطان ابو عبد اللہ نے دو ایک مکان اندلس کے طرز و انداز
کے بنوائے اور سنہ ۹۴۰ھ / ۱۵۳۳ء مین اس دار فانی سے رحلت کر گیا اسکے دو لڑکے
تھے ایک کا نام یوسف تھا اور دوسرے کا احمد۔ انکی اولاد ۱۰۳۷ھ تک
فاس مین موجود تھی جنکی اوقات بسری اوقاف کی آمدنی سے ہوتی تھی۔
بعد اسکے عیسائیون نے آہستہ آہستہ کے بعد دیگرے عہد نامہ مصالحت
کے شرایط کے خلاف ورزی شروع کی آخر کار نوبت اس حد تک
پہنچی کہ سنہ ۹۱۴ھ / ۱۵۰۹ء مین مسلمانون کو مسیحی مذہب قبول کرنے پر مجبور کرنا شروع کیا
حالانکہ اہل غرناطہ نے جن شرایط پر اطاعت قبول کی تھی انمین سے ایک
شرط یہہ تھی کہ باشندگان غرناطہ پر مذہبا کسی قسم کا دباؤ نڈالا جاے گا اور وہ
بدستور اپنے عقاید مذہبی پر قائم رکھے جائینگے مگر عیسائی گورنمنٹ نے اس
شرط کی طرف مطلق التفات نہ کی۔ ابتدا ہر تند و ارکب بشپ اور اسکے
ماتحت پادریون نے یہہ رویہ اختیار کیا کہ مسلمانونکو بہ حکمت عملی اور تالیف
قلوب سے عیسائی بنانے لگے اور جب اسمین ایک گونہ انکو کامیابی ہو چلی
تو ایک گشتی فرمان اس مضمون جاری کیا کہ جن لوگون کے آبا و اجداد عیسائی

تھے وہ جبرًا اگر جاہین آکر بتسمہ لیلین - اور مذہب توحید کو چھوڑ کر تثلیثی
ملت اختیار کرین - پس ایک گروہ کثیر جنکے موروثین عیسائی مذہب کے
تھے جبرًا عیسائی بنالئے گئے - اسپر مسلمانان غرناطہ نے کسیقدر چون وچرا
کیا مگر کمزوری اور کسی قسم کی قوت نہونے کی وجہ سے خاموش ہورہے
کوئی نتیجہ نہ نکلا - بعد ازان پادریون اور پرجوش عیسائیون نے یہ شیوہ
اختیار کیا کہ علے العموم مسلمانون کو پکڑ لیتے تھے اور اس سے کہتے کہ
تمہارا دادا نصرانی تھا مسلمانون نے اسکو مسلم بنالیا تھا اب تم پھر
مذہب عیسائی قبول کرلو اگر اسپر وہ بحث ومباحثہ کرتا تو بغاوت کا
جرم لگاکے اسکو قید کردیتے رفتہ رفتہ عیسائیون کے اس جوش نے
اسدرجہ ترقی کی کہ بڑے بڑے پکے مسلمان دیندار عیسائیت نہ قبول
کرنے کی سبب سے جرم بغاوت مین گرفتار کرلئے گئے اور مسلمان
ہونیکے پاداش مین انکو سخت سے سخت عقوبت دیجانے لگی اہل بیازین
(البیسین) کو یہ امر ناگوار گذرا اپنے مذہب کے حمایت پر اٹھ کھڑے ہوئے
اور عیسائی حکام کو قتل کرڈالا غرناطہ اور اسکے مضافات مین بغاوت کا
مادہ پھیل گیا - ہر کوچہ و بازار مین غدر مچگیا - عیسائیون نے اس امر کا
احساس کرکے کہ معاملہ طول کھینچا چاہتا ہے بہ نرمی و ملاطفت مسلمانون
کے جوش کو فرو کیا اور سر دست کل تنازعات کو رفع دفع کردیا مگر یہہ
کارروائی صرف اسوقت کے لئے کی گئی تھی کارڈی نل زمی نس نے
جو اس ہنگامہ کا بانی مبانی ہوا تھا اور جسکو ملکہ ازابلہ نے مسلمانون کو
عیسائی بنانے کی غرض سے ہر نند وارک بشپ کے مدد کے لئے بھیجا تھا
ملکہ ازابلہ کو سمجھا بوجھا کے ایک فرمان باین مضمون لکھوایا کہ پچھلے دونون

جن لوگون نے حاکم وقت سے بغاوت کی تھی انکی سزا یہہ ہے کہ وہ قتل کئے جائین اور اگر وہ مذہب عیسائی قبول کر لینگے تو سزائے موت سے نجات ملجائیگی" اس فرمان کے جاری ہونے سے اکثر لوگ کیا دیہات کیا شہر والے عیسائی ہو گئے۔ چند لوگون نے نصرانیت کے قبول کرنے سے انکار کیا باہر کا نکلنا بند کر دیا خانہ نشین ہو گئے ایسا ہی تفیق اور اندرش کے دیہاتون اور بعض بعض مقامات کے رہنے والون نے بھی کیا۔ لیکن کوئی معقول نتیجہ پیدا نہوا دشمنان اسلام نے انکی استیصال و بیخ کنی کی غرض سے فوجین فراہم کین اور ایک سرے سے بہتوں کو قتل کر ڈالا قید کر لیا صرف وہ لوگ اس مصیبت سے محفوظ رہے جنہون نے وہ بلنقہ کو اپنا ملجا و ماوا سے بنا رکھا تھا اللہ تعالے نے ان کے دشمنون کے مقابلہ مین ان کی مدد کی دشمنان اسلام سے بارہا تیغ و سپر ہوئے انہین لڑائیون مین والی قرطبہ مارا گیا اس عارضی کامیابی سے مسلمانون کو بجائے فائدہ پہنچنے کے سخت نقصان کا سامنا کرنا پڑا عیسائیون کی جوش انتقام کی آگ بھڑک اٹھی کونٹ آف تنڈ لانے قلعہ گوجا کو یلغار کر کے چھین لیا کونٹ آف سیرن نے ایک مسجد کو بارود سے اڑا دیا اس مسجد مین ایک بڑے صوبہ کی عورتین اور بچے حفاظت کی غرض سے پناہ گزین اور بند تھے شاہ فرڈسی نینڈ نے قلعہ لنجارن کو فتح کر لیا جو تمام کوہستان کا پیاٹک تھا۔ بزار ہا مسلمان ان ہلون مین کام آ گئے باقی ماندگان نے امان حاصل کی اور مع اپنے اہل عیال کے فاس کیجانب جلاء وطن ہو کر چلے گئے ان جلاوطنون کو یہہ حکم دیا گیا تھا کہ خفیف مال و اسباب اپنے ہمراہ لیجائین گرانبہا اسباب اور غیر منقولہ

ہاتھ نہ لگائین۔ چنانچہ ان جلاوطنون نے کمال یاس وحسرت سے بھرے ہوئے دل اور تر کی کا راستہ لیا اور وہان پہنچکر صنعت وحرفت کو ذریعہ معاش بنایا۔

ان واقعات سے گویا کوہستان بلنقہ کی منازعت ختم ہوگئی تھی اور اُن مسلمانون نے مسیحی مذہب قبول کرلیا تھا جنھون نے وطن کی محبت کو مذہب پر ترجیح دیا تھا مگر صرف ظاہرداری کے لئے عیسائی بنے ہوئے تھے۔ اسکے فرائض کو بجھ وکراہ کمال بیدلی سے ادا کررہے تھے۔ اور در پردہ نمازین پڑھتے اور اللہ تعالےٰ کی عبادت کرتے تھے۔ حاکم وقت کے ظلم سے بچنے کے خیال سے اپنے بچون کو گرجا مین لیجاتے اور بپتسمہ دلاتے لیکن پادریون کی نظرون سے غائب ہوکر یا کم از کم اپنے مکان پر پہنچکر ان کے منہ کو بڑی احتیاط سے دھوڈالتے تھے۔ علی ہذا پہلے گرجا مین نکاح کراتے پھر اپنے گھر پہ آکے بموجب مذہب اسلام دوبارہ نکاح کرتے غرض اس صورت وحالت سے مسلمانون نے تقریباً پچاس برس اور گذرائے عیسائیون کے دلون مین کینہ اور تعصب کی آگ تو بھری تھی ان مسلمانون کے دریافت حال کیغرض سے جاسوس اور مخبر مقرر کئے اور جب انکو یہہ معلوم ہوگیا کہ یہہ لوگ بظاہر عیسائی ہین اور انکے دلون مین اسوقت تک اسلام کی محبت بھری ہوئی ہے ان نرم دل پیروان مسیح نے انمین سے گروہ کثیر کو دہکتی ہوئی آگ مین ڈالکر جلادیا۔ آلات حرب کا کیا ذکر ہے چھوٹے چاقو کے رکھنے کی ممانعت کردی مسجدون کو جبراً بند کردیا۔ حمامات منہدم اور مسمار کرادئے۔ مسلمانون کے علمی سرمایہ اور لاکھون کتابین کو جلاکر خاکستر کردیا ان سب وحشیانہ ظلمون سے بڑھکر

یہہ ستم ڈہایا کہ وضع اور قطع اور نام و لباس تبدیل کر ڈالنے کا عام حکم دیدیا
زبان رسم و رواج بہی بدلنے پر مجبور کیا۔ اس نامنصفانہ اور وحشیانہ سلوک
کا یہہ نتیجہ ہوا کہ مسلمانون نے بحکم ہر کہ تبنگ آید بجنگ آید مجتمع ہوکر عیسائیون
سے کلہ بکلہ لڑنے پر سپہر کمر باندہ لین اور اس کوہستان بلنقہ کو اپنا
ملجا و ماوا سے بنا کے دشمنان اسلام سے تیغ و سپر ہونے لگے۔ کئی سال
مسلسل یہہ سلسلہ جاری و قائم رہا۔ سفاکی غارتگری کا کوئی دقیقہ فروگذاشت
نہین کیا گیا۔ خونریزیان اور شدید جسمانی عقوبتون کے مسلمان نشانہ بنے
ہوئے تہے۔ امان دے کے قتل کرنا وحشیانہ کشت و خون عیسائیون
کے بائین ہاتہہ کا کہیل تہا۔ کوہستان بلنقہ کے تمام دیہات اور اس کا
سارا پر فضا میدان مسلخ و مذبح بنا ہوا تہا۔ جان بخشی اور عفو تقصیر کا انلوگون
نے مبلغ ہی نہین پڑہا تہا زندون کو آگ مین ڈالدینا انکے نزدیک کوئی
بات نہ تہی عورت، مرد اور بچون کو آنکہون کے سامنے ذبح کرادینا معمولی
شغل تہا باین ہمہ مسلمانون نے کمال استقلال سے ان سب نابردا شتنی
ظلمون اور وحشیانہ سلوک کا مقابلہ کیا اور سینہ سپر لڑتے اور مرتے کہپتے
رہے بکرات و مرات اپنے مذہب اور ملک کی حمایت پر اُٹہے جسکو شاہ
اسپین حد درجہ کی جد و جہد سے رفع و دفع کرتا گیا آخر کار مسلمان اسقدر
کمزور ہوگئے کہ انمین مقابلہ و جنگ کی قوت باقی نہ رہ گئی اور نہ اللہ تعالے
جل شانہ نے کسیکو انکا مددگار اور معین بنایا یہانتک کہ عیسائیون نے
اُن پس ماندگان کو بہی جنکو بجز جلاوطنی یا غلامیت کے کوئی چارہ کار نہ تہا
۱۶۱۰ء مین جلاوطن کر دیا۔ ہزارون نے فاس کا راستہ لیا اور ہزارون
تلمسان کیجانب روانہ ہوئے۔ عوام الناس کا ایک گروہ تونس کی طرف

نکل کھڑا ہوا۔ ان غریب جلاوطنون پر جنہون نے تلمسان اور فاس کا رخ کیا تھا یہ آفت آئی کہ رہزنون اور بادیہ نشینون نے انکو لوٹ لیا جان سے بھی گئے اور مال سے بھی۔ انمین سے صرف چند لوگ جانبر ہوے اور جن لوگون نے ٹونس کیطرف سفر اختیار کیا تھا ان کا اکثر حصہ صحیح و سالم ٹونس پہنچا اور سلطان ٹونس کے حکم سے ان لوگون نے ویران مقامات کو آباد کیا۔

کہتے ہین کہ بیس ہزار سے زیادہ مسلمان تو پہلی لڑائیون مین کام آئے تھے اور تقریبًا پچاس ہزار خاص صوبہ بلنسیہ مین اس دن تک کہیت رہے تھے جبکہ ڈون جون شاہ فلپ کے سوتیلے بھائی نے مسیحی رسولون اور شہیدون کی عزت مین مسلمان قیدیون کو ذبح کرکے تہوار منایا تھا۔

خانہ بربادی اور جلاوطنی کے سلسلہ مین غرناطہ کے خاتمہ سے گیارہوین صدی کے عشرہ دوم تک مطابق سترہوین صدی عیسوی تیس لاکھ مسلمان جلاوطن اور خانہ برباد کئے گئے انتہے ملخصًا من کتاب نفح الطیب من غصن الاندلس الرطیب من صفحہ ۲۷۶ الی صفحہ ۸۱۴ من الباب الثانی من المجلد الثانی للشیخ العلامۃ ابوالعباس احمد بن محمد المقری۔

اندلس مین مسلمان کی ہزار سالہ حکومت گویا ایک خواب تھا کہ جب تک اس عالم مین رہے سب کچھ پیش نظر تھا مگر جون ہی آنکھین کہلین نہ وہ منظر پیش نظر رہا اور نہ وہ عالم باقی رہگیا۔ یا سراب کی سی کیفیت تھی کہ تشنہ لبون کو دور سے پانی کا وادی معلوم ہوا اور جب قریب گئے تو سوائے

تو وہ ریگ کے اور کچھ نہ تھا۔ یہی حالت بعینہٖ مسلمانون کی اندلس مین ہوئی کہ جب تک اس ملک کی زمام حکومت اس قوم کے قبضہ اقتدار مین رہی اسوقت تک یہہ ملک شائستگی اور سچی تہذیب کا سرچشمہ، علوم اور فنون کا معدن تمام یورپ کا استاد بنا رہا مگر جون ہی مسلمانون کو جلاوطنی اور خانہ بربادی نصیب ہوئی مملکت ہسپانیہ سے سونے کی چڑیا اوڑ گئی اب کوئی شخص ممالک متمدنہ مین اسکو شمار تک نہین کرتا۔

مسلمانون پر یہہ عام مصیبتین شاہ فرڈی ننڈ و ملکہ ازابلہ چارلس پنجم اور فلپ دوم کے ہاتھون نازل ہوئین انلوگون نے جو سلوک مسلمانان اندلس کے ساتھہ کئے اسکو منصفانہ یا دانشمندانہ سلوک سے تعبیر کرنا انصاف اور عقل کا خون کرنا ہے انہون نے انپر سخت وحشیانہ ظلم کئے اور ان سے حد درجہ کی دغابازی کی اگر یہہ پیروان مسیح اس عہدنامہ کی شرائط کو پیش نظر رکھتے جو فیمابین انکے اور آخری فرمانروائے غرناطہ کے ہوا تھا تو نہ اسقدر کشت و خون کی نوبت آتی اور نہ بغاوت کی آگ بھڑکتی۔ ان تمام خونریزیون اور غارتگریون کے ذمہ دار یہی نرم دل عیسائی سلاطین ہین جنہون نے طرح طرح کے وحشت ناک قوانین اجرا کئے اور بزور تیغ دین مسیحی کی اشاعت کی۔ جسوقت ہم اندلس کے ان دونون فاتحون کا سورخانہ حیثیت سے موازنہ کرتے ہین تو زمین و آسمان کا فرق محسوس ہوتا ہے۔ مسلمانون نے جسوقت اندلس کو فتح کیا تھا اسوقت انکی عام حالت بادیہ نشینون کی سی تھی وہ بادیہ عرب سے نکلکر آئے تھے جہانپر تھوڑے دنون پیشتر بات بات پر لڑ جانا اور اس لڑائی کا مدتون کا قائم رہنا انکے بائین ہاتھہ کا کھیل تھا مگر جب وہ فتحمندی کا جھنڈا ایکبار

اندلس کی تسخیر کو آئے تھے اسوقت شائستگی، سچی تہذیب، ہمدردی انسانی اور مساوات کو بھی اپنے ہمراہ لائے تھے اسکی تعلیم انکو انکے پاک مذہب سے ملی تھی یہی وجہ تھی کہ نہ تو انہون نے اہل اسپین کی زبان تبدیل کرنے کا قانون جاری کیا تھا اور نہ انہون نے انکے رسم و رواج بدلے تھے اور نہ انکو جبراً مسلمان کیا تھا انہون نے نہایت نیک نیتی سے اہل اسپین کے ساتھ باوجودیکہ انکا شمار مفتوحہ اقوام مین تھا بلا لحاظ مذہب و ملت مساوات اور یگانگیت کے نظر سے دیکھا اور ایسی تالیف قلوب کی اور اپنے اخلاق حسنہ کا ایسا سکہ جمایا کہ اونہون نے خود بخود بلا جبر و اکراہ مذہب اسلام کو قبول کرنا شروع کر دیا اور بجاے اپنی زبان کے سیکھنے کے عربی کی تعلیم کو باعث فخر و عزت سمجھنے لگے اب بھی سیکڑون کیا ہزارون الفاظ عربی کے زبان اسپین مین موجود ہین اصل یہہ ہے کہ ان عربون نے صرف انکے ملک پر قبضہ نہین کیا تھا بلکہ یہہ انکے دلون پر انکی زبانون پر قابض ہو گئے تھے جبر سے نہین رضامندی سے۔ اور جب عیسائیون نے بدنصیب و غربتزدہ مسلمانون سے اندلس پر قبضہ حاصل کیا تو باوجود عہد و اقرار کے کیا کچھ نہین کیا مسلمانون کو جبراً عیسائی بنایا۔ رسم و رواج اور نام کے بدلنے پر مجبور کیا۔ انکے بچون کو گرجا مین لیجانے اور بپتسمہ دلانے کا حکم دیا۔ عیسائیون کیطرح گرجا مین انکے نکاح پڑھوانے پر زور دیا۔ انکو انکے خوش قطع اور خوش وضع لباس پہننے کا حکم صادر کیا اور اہل اسپین کیطرح کوٹ پتلون پہننے اور ٹوپیان دینے کا دباو ڈالا۔ انکے حمامات مسمار کرا دیئے۔ مسجدون کو حکماً بند کرا دیا اور بعض کو منہدم کرا کے کلیسا بنایا اور کسیکو عدالت کا کام مقرر کیا۔ لاکھون کتابین جو مسلمانون کا عمر بھر کا سرمایہ علمی تھا جلا کر خاکستر کر دیا اور اسپر بھی

جب انکے کلیجہ کو ٹھنڈک نہ پہنچی تو انہون نے اس ملک سے انکا بیخ و بن اکھاڑ کر پھینک دیا یعنی کل مال و اسباب چھین کر جلا وطن کر دیا۔ ؎

* ببین تفاوت از کجا ست تا بکجا *

مسلمانون پر یہ آفتین صرف اسوجہ سے نازل ہوئین کہ اونہون نے قرآن مجید سے کوئی تعلق نہ رکھا تھا ارشادات نبوی کو پس پشت ڈالدیا تھا انابت الی اللہ دلون سے جاتی رہی تھی اسکا لازمی نتیجہ یہہ ہوا کہ ان مین خود غرضی آگئی۔ ہمدردی اور اخوت اسلامی جاتی رہی اُلو الامر کی طاعت سے سبکدوش ہو گئے عیسائیون کے دوست اور ہوا خواہ بن گئے اور باہم لڑ جھگڑ کر عیسائیون کی بڑھتی ہوئی قوت کو مدد پہنچایا جسکی سخت ممانعت اور بسیط تاکید آئی ہے اللہ تعالے نے انپر وہ مصائب نازل کئے کہ جسکے سننے سے کلیجہ منہ کو آتا ہے دوران فتح اندلس مین اللہ جل شانہ نے اپنے قرآن مجید کی آیہ کریمہ "اورثکم ارضھم و دیارھم و اموالھم و ارضا لم تطئوھا وکان اللہ علی کل شی قدیرا" (اور تمکو مالک بنایا انکی زمین اور انکے گھر اور انکے مال کا اور ایسی زمین کا جسپر کبھی تمہارے قدم نہین پہنچے اور ہے اللہ ہر چیز کے کرنے پر قادر) کی پیشگوئی پوری کی۔ پھر جب مسلمانان اندلس نے اپنی حالت بدل دی تو بحکم ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسھم (بیشک اللہ تعالے کسی قوم کی حالت نہین تبدیل کرتا جبتک کہ وہ اپنی حالت آپ نہ بدلین) طرح طرح کی مصیبتون مین اللہ تعالے نے انکو مبتلا کیا اور آخر کار ان یتولو یعذبھم اللہ عذابا الیما فی الدنیا و الاخرۃ و مالھم فی الارض من ولی و لا نصیر کی پیشین گوئی کو سچ کر دکھایا کسی نے ذرا بھی انکی مدد نہ کی حالانکہ سلطان مراکو، سلطان ترکی اہل ٹونس اور خدیو مصر کو بہت زیادہ موقع امداد کا حاصل تھا

واللہ یفعل ما یشاء و یحکم ما یرید انتہے کلام المترجم۔

اخبار ملوک بنو اد فونش از جلالقہ ملوک اندلس و فرانس و بشکنش و پرتغال وغیرہم

اُسوقت چار سلاطین عیسائی ہر چہار طرف سے بلاد اسلامیہ کو گھیرے ہوئے تھے اور ملت اسلامیہ انلوگونکے ساتھہ دریا پار مقام کرنے مین عاجز ہوگئی تھی حالانکہ انلوگون نے اکثر اُن بلاد کو مسلمانون کے قبضہ سے نکال لیا تھا جسکو فتوحات اسلامی نے اپنے ابتداے دور مین سر کیا تھا۔

ان چارون مسیحی سلاطین مین سے بادشاہ قشتالہ (کسٹائیل) کے مقبوضات وسیع اور بڑے تھے قشتالہ، غلیسیہ اور قرنتیرہ وغیرہ۔ اسکے تحت حکومت تھے قرنتیرہ مین بسیط قرطبہ، اشبیلیہ، طلیطلہ اور جیان وغیرہ شامل تھے جسکی حد جوف جزیرہ سے مغرب سے مشرق تک پھیلی ہوئی تھی۔

مغرب کی جانب سے بادشاہ برتغال (پرتگیز) کی سرحد ملتی تھی اس کے مقبوضات کا رقبہ کم تھا صرف اشبونہ پر اسکا قبضہ و تصرف ہوا مجھے اسوقت تک یہہ نہین معلوم ہوا کہ بادشاہ برتغال کا نسب کیا ہے۔ گمان غالب یہہ ہوتا ہے کہ یہہ ان سردارونکے القاب (پس ماندگان نسل) سے ہے جنہون نے گذشتہ زمانہ مین بنو اد فونش کے مقبوضات پر قبضہ حاصل کر لیا تھا جیسا کہ آیندہ بیان کیا جائیگا۔ عجب نہین کہ یہہ انکے پوتون مین سے ہون اور انکے بہترین نسب سے شمار کئے جاتے ہون واللہ اعلم۔

بادشاہ قشتالہ کے مقبوضات سے جانب شرق بادشاہ نبرہ کا ملک ملا ہوا تھا اور یہی بادشاہ بشکنش کے نام سے موسوم کیا جاتا تھا اسکے مقبوضات کا یہی قسم کم اور چھوٹا تھا مصر بجات قشتالہ اور مقبوضات بادشاہ برشلونہ کی درمیانی زمین

اسکے قبضہ مین تہی بادشاہ نبرہ کا دار السلطنت شہر پنبلونہ مین تہا اسکے علاوہ جو بلاد تہے اسپر بادشاہ برشلونہ کا قبضہ تہا اب ہم آنلوگونکے حالات زمانہ فتح اسلامی سے بیان کیا چاہتے ہین جس سے تمکو باتفصیل انکے حالات سے آگاہی حاصل ہو جائیگی۔

جسوقت زمانہ فتح اسلامی مین مسلمانون نے عیسائیون کو ۹۲ھ مین مغلوب کرکے لزریق (راڈرک) بادشاہ قوط (گاتھہ) کو تہ تیغ کیا اور تمام جزیرہ اندلس مین سیلاب کیطرح پہیل گئے اسوقت کل مسیحی گروہ اندرونی بلاد اندلس سے سمٹ کو ساحل بحر کیطرف بہاگ نکلے اور قشتالہ کے پرلی طرف کی سمت کو عبور کرکے جلیقیہ مین جاکے مجتمع ہوئے۔ انلوگون پر تین شخصون نے حکومت کی ابن ناقلہ اونیس سال حکومت کرتا رہا ۱۳۵ھ مین اسنے وفات پائی بجاے اسکے قاقلہ تخت نشین ہوا دو برس حکومت کرکے یہ بہی مرگیا پس انلوگون نے ان دونون کے بعد اوفونش بن بطرہ کو اپنا بادشاہ تسلیم کیا اسی اوفونش کی اولاد اسوقت تک حکمرانی کی کرسی پر متمکن ہے۔ یہہ نسبا عجم مین سے جلالقہ کے خاندان سے ہے جیساکہ اوپر بیان کیا گیا۔ ابن حیان کا یہہ گمان ہے کہ یہ قوط کی نسل سے ہے اور میرے نزدیک یہ صحیح نہین ہے کیونکہ گروہ قوط (گاتھہ) تباہ و برباد اور ہلاک ہوگئی اور یہہ کم دیکہا گیا ہے کہ کوئی قوم بعد تباہی اور بربادی کے پہر صحیح حالت پر آجائے بلکہ یہہ ایک جدید بادشاہ دوسرے گروہ کا ہے۔ واللہ اعلم۔

الغرض اوفونش بن بطرہ نے ان پس ماندگان اور بقیہ السیف عیسائیونکو ان بلاد کی حمایت کرنے پر مجتمع اور متفق کیا جو مسلمان کے قبضہ و تصرف سے بچ رہے تہے اسوقت اسلامی فتوحات کا سیلاب جلیقیہ تک پہنچ گیا تہا۔ اور جلیقیہ کے

فتح کے بعد کچھ ایسے اتفاقات پیش آئے تھے کہ اسلامی دلاوروں نے تیغ و سپر رکھ دیا تھا اسنے مین دولت اسلامیہ کے قوائے حکمرانی اندلس مین ضعیف ہو گئے اور عیسائیون نے اکثر اُن بلاد پر جسکو مسلمانون نے عیسائیون سے فتح حاصل کر لیا تھا قبضہ حاصل کر لیا۔ اٹھارہ سال حکومت کرنے کے بعد ادفونش بن بطرہ نے ۱۴۲ھ/۷۵۹ء مین وفات پائی اسکا بیٹا فرویلہ حکمران ہوا اسنے گیارہ سال حکومت کی۔ اسکی شان و شوکت بڑھی قوائے حکمرانی کو مضبوطی ہوئی اسی زمانہ مین اتفاق وقت سے عبدالرحمن داخل کو نظام حکومت کے درستی کی ضرورت پیش آگئی پس فرویلہ نے شہر بک، برتغال، سمورہ، سلمنقہ، شقر، یہ اور قشتالہ وغیرہ کو مسلمانون کے قبضہ و تصرف سے نکال لیا۔ ۱۵۳ھ/۷۷۰ء مین یہ ہلاک ہو گیا اسکا بیٹا شیلون سریر آرائے حکومت ہوا دس سال تک اسکی حکومت رہی۔ ۱۶۳ھ/۷۸۰ء مین یہ بھی مر گیا تب عیسائیون نے ادفونش کے سر پر تاج شاہی رکھا۔ سموئل نطامی ایک عیسائی نے اس سے بغاوت کی اور دفعۃً حملہ کر کے اسکو مار ڈالا اور بجائے اسکے سات برس تک حکومت کرتا رہا اس واقعہ کے بعد ہی امیر عبدالرحمن کی حکومت اندلس مین ایک طاقتور حکومت ہو گئی اسکی فوجون نے سرزمین جلیقیہ پر جہاد کیا۔ متعدد قلعات بزور تیغ مفتوح کئے ہزارہا قیدی اور بہت سا مال غنیمت عساکر اسلامیہ کے ہاتھ آیا۔ بعد معمول کے انہین عیسائیون مین سے ادفونش نامی ایک دوسرے شخص نے زمام حکومت اپنے ہاتھ مین لی۔

لہ میرے نزدیک یہہ کاتب کی غلطی نے بجائے ۱۴۳ھ کے ۱۵۳ھ/۷۶۹ء ہونا چاہیے کیونکہ ۱۳۳ھ مین ابن خالد نے وفات پائی تھی اور دو برس تک اُسکا بیٹا حاقلہ حکمران رہا اس حساب سے ۱۳۵ھ مین ادفونش سریر حکومت پر متمکن ہوا اٹھارہ برس اسنے حکومت کی پس اس لحاظ سے ادفونش کا انتقال ۱۵۳ھ مین ہوا اور ۱۴۳ھ مین مترجم

ابن حیان نے تحریر کیا ہے کہ رذمیر کی حکومت ۳۱۹ھ عہد حکومت ناصر مین تھی خلیفہ ناصر نے اس پر بقصد جہاد فوج کشی کی تھی تا آنکہ غزوہ خندق مین مسلمانونکو بمقابلہ عیسائی جنگ آورون کے پسپا ہونا پڑا یہہ واقعہ ۳۲۶ھ کا ہے غزوہ خندق شہر سنت ماکس کے قریب ایک میدان مین ہوا تھا جیسا کہ اپنے موقع پر ذکر کیا گیا بعدہ ۳۳۳ھ مین رذمیر مسیحی بادشاہ مرگیا اسکا بھائی سانچہ (سانکو) سریر حکومت پر متمکن ہوا اسکی دلیری اور مردانگی غیر معمولی تھی نہایت چالاک اور ہوشیار تھا مگر باین ہمہ اسکے سرداران دولت کے ہاتھون اسکی حکومت کو بیحد نقصان اٹھانا پڑا اسکی حکومت کا شیرازہ درہم و برہم ہوگیا اسکے بعد بنوا فونش کو جلالقہ مین پھر حکومت کرنا نصیب ہوا لیکن بعد زمانہ طوائف الملوکی پھر اسکا دور دورہ ہوا اس کا ذکر اوپر کیا گیا

ابن حیان نے نقل کیا ہے کہ اس گروہ کی بادشاہت مین فرولند (فرڈی ننڈ) بن عبد شلب سردار البتہ و قلاع کے ہاتھون انقلاب پیدا ہوا یہ ان کل مسیحی سردارون سے معظم و محترم تھا جو بڑے عیسائی بادشاہ کیطرف سے مختلف صوبون کی گورنری پر مامور تھے پس اسنے صوبہ البتہ مین سانچہ کی مخالفت کا اظہار کیا اور اپنی کمک پر بمقابلہ سانچہ کے بادشاہ بشکنش کو لے آیا۔ سانچہ ان واقعات سے مطلع ہوکر خلیفہ ناصر کی خدمت مین فریادی بنکر دربار قرطبہ مین حاضر ہوا امداد کی درخواست کی چنانچہ خلیفہ ناصر نے اسکو مالی اور فوجی مدد دی اس امداد و اعانت کے بدولت خلیفہ ناصر کو سمورہ پر قبضہ ملگیا اور اسنے وہان پر مسلمانون کو ٹھہرایا۔ سانچہ اور فرولند مین مدتون لڑائی کا سلسلہ جاری و قایم رہا تا انکہ فرولند انہین لڑائیون مین سے کسی لڑائی مین گرفتار کر لیا گیا پھر بادشاہ بشکنش اور سانچہ مین اس شرط پر مصالحت ہوگئی کہ فرولند بن عبد سلب اسکا قیدی اسکے پاس بھیجدیا جائے چنانچہ سانچہ نے اسکو رہا کر دیا۔ بعد اسکے ۳۵۱ھ مین اردون او فونش (اورڈونو)

خلیفہ مستنصر کیخدمت مین فریادی صورت بنائے ہوئے حاضر ہوا اور بمقابلہ سانچہ
کے امداد و اعانت کی درخواست کی مستنصر نے اسکی درخواست کو قبولیت کا درجہ
عنایت کیا اور اپنے نامور سپہ سالار زعالب کو اسکی کمک پر مامور کیا۔ اس واقعہ کے
بعد ہی سانچہ بادشاہ ادفونش مقام بطلیوس مین مرگیا۔ اسکا بیٹا رذمیر بجاے اسکے
ان لوگون پر حکومت کرنے لگا اُدہر فرولند بن عبد الملک سردار البتہ بھی راہ نوردِ
بادیہ ہلاکت ہوا اسکا بیٹا غرسیہ اس صوبہ کا مالک و سردار بنایا گیا۔ اتنے مین
خلیفہ حکم مستنصر نے وفات پائی اور رذمیر نے سرحدی شہرونکو تاخت و تاراج کرنا
شروع کردیا رفتہ رفتہ اسکی بدمعاملگی اور ایذا رسانی بڑھتی گئی یہانتک کہ اللہ تعالیٰ نے
اسکی سرکوبی پر منصور بن عامر حاجب خلیفہ ہشام موید کو مامور کیا پس اسنے رذمیر
کے مقبوضات پر خوب خوب حملے کئے بکرات و مرات بقصد جہاد اسپر فوج کشی کی کئی
بار محمود ہوکر اسکا محاصرہ کیا بعد ازین کیجانب بڑھا اور اوسکو بھی اپنے محاصرہ مین لیلیا
اس واقعہ سے کچھ دنون پہلے غرسیہ مین فرولند والی البتہ پر بھی یلغار کیا تھا بادشاہ شنجہ
اس کی کمک پر آیا ہوا تھا منصور نے اپنے پرزور حملون سے ان دونونکو فاش شکست
دی بعد ازان یہ دونون متفق ہوکر رذمیر کے ساتھہ منصور کے مقابلہ پر آئے مقام
سنت ماکس پر سخت اور خونریز جنگ ہوئی منصور نے اس میدان کو بھی جیت لیا
اور ان سب عیسائی سلاطین کو ہزیمت دیکر شنت ماکس پر قبضہ کرلیا اور بعد
فتحیابی کے اسکے قلعہ کو منہدم اور شہر کو ویران کرڈالا۔ ان پے در پے ہزیمتون سے
جلا لقہ کے چھکے چھوٹ گئے رذمیر کو بداقبال اور شوم کہنے لگے اسکے چچا برمند بن
اردون نے اسکے برخلاف علم مخالفت بلند کرکے حکومت و سلطنت کا دعوی کردیا
عیسائیون مین نفاق اور باہمی کینہ کی آگ بھڑک اٹھی۔ بعد اسکے رذمیر نے ۳۷۲ھ
مین منصور کی اطاعت قبول کرلی اور اسکے بعد ہی مرگیا اسکے مرنے پر اسکی ماں بھی

منصور کی مطیع و فرمانبردار رہی اور جلالقہ بالاتفاق برمندین اردون کو اپنا بادشاہ بنائے رہے منصور نے جلالقہ پر چڑھائی کردی برمند کو یہ امر نہایت شاق گذرا بہت کچھ ہاتھ پاؤن مارے مگر کچھ بن نہ آئی اور منصور نے حیون کو بزور تیغ فتح کرکے سمورہ کیجانب قدم بڑہایا برمند سمورہ کو چھوڑ کر بھاگ گیا اہل سمورہ نے شہر کو منصور کے حوالہ کردیا پس منصور نے سمورہ کو تاخت وتاراج کرکے چٹیل میدان بنا دیا اس مقام کے سر ہونے سے جلالقہ کے قبضہ مین بجز چند کوہستانی قلعات کے اور کوئی قلعہ باقی نرہا جو کہ انکے ملک اور بحر اخضر کے درمیان مین حائل تھے بعدہ برمند کی یہہ کیفیت رہی کہ کبھی مطیع اور فرمانبردار ہوجاتا تھا اور کبھی بدعہدی کرکے مخالفت کا اعلان کردیتا تھا۔ منصور اسپر بنفسہ ایلغار کرتا رہتا تھا بالآخر برمند نے اپنی ناکامی کا یقین کرلیا اور ۳۹۵ھ منصور کے دربار مین حاضر ہوکر گردن اطاعت جھکادی اور اپنے کل مقبوضات کی زمام حکومت منصور کے حوالہ کردی منصور نے اسکے ساتھ فیاضانہ سلوک کیے اسکو اسکے مقبوضات کی سند حکومت عنایت کی اور اپنا باجگذار بناکے پھر اسکے ملک کو واپس فرمایا۔ ۳۹۹ھ مین بغرض حفاظت بلاد سرحدی مسلمانون کے ایک گروہ کو سمورہ مین آباد کیا اور ابوالاحوص معن بن عبدالعزیز تجیبی کو اس کی سند حکومت عطا کی۔

چونکہ غرسیہ بن فرولند نے مخالفین منصور کی اعانت کی تھی اسوجہ سے منصور نے اسکی گوشمالی کی طرف توجہ کی چنانچہ فوجین مرتب کرکے شہر استبونہ دار السلطنت غلیسیہ (گلیشیا) پر چڑھائی کردی اور بزور تیغ اسپر قابض ہوکر ویران اور خراب کرڈالا۔ اس واقعہ کے بعد غرسیہ کا انتقال ہوگیا اسکا بیٹا ساانجہ سریر حکومت پر متمکن ہوا۔ منصور نے ان سب سلاطین پر جزیہ قائم کیا اور کل اہل جلیقیہ کو اپنے

علم حکومت کے سایہ مین لے لیا یہہ لوگ منصور کے شاہی اقتدار کو اسیطرح تسلیم کرتے تہے جسطرح کہ گورنران صوبجات اپنے بادشاہ کی شاہی جاہ و جلال کو مانا کرتے ہین۔ صرف بزمند بن ارذون اور سعد بن عبد شلب والی غلیسیہ اس اثر سے محفوظ رہا کیونکہ یہہ دونون خود مختاری کے ساتہہ حکمرانی کر رہے تہے باین ہمہ سعد بن عبد شلب نے مراسم اتحاد قائم کرنے کی غرض سے اپنی بیٹی کو ۳۹۳ھ/۱۰۰۳ء مین منصور کیخدمت مین بطور کنیز خدمت کرنیکو بہیجا پس منصور نے اس کو آزاد کر کے اپنے حبالہ نکاح مین داخل کر لیا۔ بعد چندے بزمند نے سرکشی کی منصور کو اسکی خبر لگی فوجین آراستہ کر کے چڑہائی کر دی اور کامیابی کا جنڈا لئے ہوے سینٹ یاقب (سینٹ یعقوب یا یاگو) تک پہنچگیا جہانپر کہ ہرسال عیسائیون کا جم غفیر حج و زیارت کو آتا تہا اور یعقوب حواری کی قبر تہی یہہ مقام غلیسیہ کے انتہائی سرحد پر واقع ہے عیسائیون نے منصور کی آمد کی خبر پاکر اس مقام کو خالی کر دیا تہا منصور نے سینٹ یعقوب کو منہدم کرا کے اسکے دروازونکو دارالحکومت قرطبہ مین اٹہا لایا اور جامع قرطبہ مین اس طریقہ کے مطابق کہ ہر حکمران کچہہ نہ کچہہ اسکی عمارت مین اضافہ کرتا چلا آتا تہا بطور اپنی یادگار کے لگا دیا بزمند بن ارذون نے منصور کی ان کامیابیون سے متاثر ہو کر مصالحت اور زیر شرائط صلح طے کرنے کی غرض سے اپنے بیٹے یلانہ کو معن بن عبد العزیز والی جلیقیہ کے ہمراہ بارگاہ خلافت قرطبہ کیجانب روانہ کیا منصور نے اپنی فیاضی اور سرخوشی سے بزمند کی درخواست کو قبولیت کا درجہ عنایت کیا اور اس سے مصالحت کر لی پس یلانہ کامیابی کے ساتہہ اپنے باپ کیطرف مراجعت کی۔ بعدہ منصور نے عیسائی امراء مین سے ارغومس کے سرکرنے پر کمر ہمت باندھی جو اطراف جلیقیہ مین بمقام سمورہ وقت یہہ حکمرانی کر رہا تہا اسکا دارالحکومت سنٹ بریہ مین تہا۔ بس ۳۹۵ھ/۱۰۰۵ء مین بکمال

مردانگی سے فتح کر کے دائرہ حکومت اسلامیہ مین داخل کر لیا۔ پھر برزمند بن ارذون بادشاہ بنوا فونش نے بادیہ ہلاکت کا سفر اختیار کیا اسکا بیٹا الفونش حکمران ہوا اسنے خود مختاری حکومت کا اعلان کیا مسد بن عبد شلب آڑے آیا اس نزاع کے فیصلہ کرنیکو عبد الملک بن منصور کو حکم مقرر کیا منصور نے اصبغ بن سلمہ قاضی نصاریٰ کو ان دونون کی خصومت کے فیصلہ کرنے پر متعین فرمایا اصبغ نے مسد بن عبد شلیب کے حق مین فیصلہ کیا پس الفونش بن برمند اس زمانہ سے مسد بن عبد شلب کی نگرانی وظل حکومت مین حکمرانی کرتا رہا تا آنکہ ۳۹۰ھ ۱۰۰۰ء مین الفونش نے براہ فریب و مکر مسد کو مار کر اسکی حکومت کو نیست و نابود کر دیا اور اپنے باپ کے عہد حکومت کے امرا سے اور نیز اُن لوگون سے جو اسکی قوم کے تھے مراسم شاہی کے بجالانے کا خواستگار ہوا چنانچہ الفونش کو اس ارادے مین کامیابی ہوئی اسنے اپنی جانب سے ان لوگونکو مامور کیا جو اسکے پاس رہتے تھے اور جنپر اسکو اعتماد تھا رفتہ رفتہ اسکے زمانہ مین ملوک بنی ارغوس اور بنی فرذلند وغیرہ کا ذکر و تذکرہ نسیاً منسیاً ہو گیا جنکے حالات اوپر تحریر کر آئے ہین۔ انلوگونکی حکومتین بنی الفونش مین سے سانچہ بن رذمیر کے زمانہ حکمرانی مین تھین۔ الفونش نے ان سب چھوٹی چھوٹی حکومتون کو ایک جا کر کے متفقہ قوت سے عبد الملک مظفر بن منصور کے مقابلہ کی طیاری کی بادشاہ بشکنش نے فوجی اور مالی مدد دی قلونیہ کے باہر ایک میدان مین دونون حریف کا مقابلہ ہوا سخت اور خونریز جنگ کے بعد اسنے انکو ہزیمت دی اور بصلح قلعہ کو مفتوح کر لیا۔

ان واقعات کے بعد منصور اور اسکے بیٹون کی حکومت کا سلسلہ منقطع ہو گیا چوتھی صدی کے شروع مین بربریون کے فتنہ و فساد کی گرم بازاری ہوئی سانچہ بن غرسیہ والی البتہ کو مسلمانون سے بدلہ لینے کا موقع ملگیا۔ ہمیشہ ایک نہ ایک گروہ کو

دوسرے کے خلاف اوبھار دیتا اور اسکی مدد کرتا تھا یہانتک کہ اسکی بعض امیدین حاصل ہوگئین اسی اثنار مین بادشاہ بشکنش نے اسکو ۱۰۷۴ء مین مار ڈالا اور عیسائیون نے آہستہ آہستہ ان بلاد کو جو کہ قشتالہ اور جلیقیہ مین واقع تھے اور جہان پر یہہ اس سے پیشتر مغلوب ہو چکے تھے دبالیا۔ الفونش برابر جلیقیہ اور اسکے صوبون پر حکمرانی کرتا رہا اور اسکے خاندان مین سلسلہ حکومت قائم وجاری رہا تا آنکہ اندلس مین طوائف الملوک کا زمانہ آگیا اور لمتونہ ملوک مغرب مین سے مرابطیون نے ملوک الطوائف اندلس پر غلبہ وسیطرہ حاصل کرکے کل ملک اندلس کو اپنے علم حکومت کا ماتحت ومطیع بنالیا۔ اور عربون کی حکومت ملک اندلس سے منقطع اور مستقرض ہوگئی۔

تواریخ اور حالات لمتونہ مین لکھا ہوا ہے کہ جس بادشاہ قشتالہ نے ملوک الطوائف اندلس پر ۴۷۵ھ مین خراج قائم کیا تھا وہ یطیین تھا بظاہر یہہ مفہوم ہوتا ہے کہ یہ شخص سانچہ بن امرگ پر جو کہ اندنون بنی الفونش کا بادشاہ تھا مستولی اور متغلب تھا اور یہہ انکے اخبار مین مذکور ہے۔ اور جب یہہ مرگیا تو زمام حکومت اسکے بیٹون فرولند اور غرسیہ اور رذمیر نے اپنے اپنے ہاتھون مین لی مگر ان سبھون کا نگران اور انکے کامون کا منصرم فرولند تھا۔ اس نے سنت بریہ اور اکثر صوبجات ابن افطس پر قبضہ کرلیا تھا۔ پھر یہ سانچہ، غرسیہ اور الفنش کو چھوڑ کر مرگیا۔ انلوگون مین نااتفاقی پیدا ہوگئی لڑتے بھڑتے نتیجہ یہہ ہوا کہ حکومت وسلطنت پر الفنش تن تنہا قابض ومتصرف ہوگیا اسکے زمانہ مین ظاہر اسماعیل بن ذی النون نے ۴۶۷ھ مین وفات پائی۔ اور اسی نے ۴۷۸ھ مین طلیطلہ پر قبضہ کرلیا تھا اندنون جزیرہ اندلس مین اسکے قبضہ سے اسکی بڑی عزت تھی۔ اسکے بطارقہ اور سرداران دولت سے بہ ہانس ملقب بہ انبندور تھا اسکے معنی ہین "ملک الملوک" اس سے

اور یوسف بن تاشقین سے مقام زلالقہ مین مڈبھیڑ ہوئی تھی اس لڑائی مین اسی کو
ہزیمت ہوئی تھی۔ یہہ واقعہ ۴۸۱ھ ہے۔ اسنے ابن ہود کا سرقسطہ مین محاصرہ کیا
چونکہ اسکے چچازاد بھائی رذمیر سے اور اس سے اَن بن تھی اس نے میدان خالی
دیکھکے حلیطلہ پر چڑھائی کردی اور پہنچتے ہی محاصرہ ڈالدیا مگر کامیابی نصیب نہوئی
اسی زمانہ مین قسہ کے بایہ کا، غرسیہ نے مریہ کا، برہانس نے مرسیہ کا اور قرسطون
نے شاطبہ و سرقسطہ کا محاصرہ کرلیا۔ بعدازان ۴۸۵ھ مین الفنش نے بلنسیہ پر
قبضہ کرلیا پھر مرابطیون نے ملوک الطوائف اندلس پر مستولی اور غالب ہوکر
بلنسیہ کو عیسائیون کے قبضہ سے نکال لیا۔ ۵۰۱ھ مین الفنش مرگیا۔ جلالقہ کی
زمام حکومت الفنش کی بیوی نے اپنے ہاتھہ مین لی اور رذمیر سے اپنا عقد کرلیا
مگر بعد چند سے اس سے علیحدگی اختیار کرکے اپنے قیدیون مین سے ایک قیدی
کے ساتھہ زن و شوئی کا تعلق پیدا کیا۔ اس سے ایک بیٹا پیدا ہوا جسکو عیسائی سلیطین
کے نام سے موسوم کرتے تھے ۵۰۳ھ مین ابن رذمیر اور ابن ہود سے سرقسطہ
کے باہر وہ مشہور لڑائی ہوئی جسمین ابن ہود عیسائیون کے ہاتھہ شہید ہوا اور ابن رذمیر
نے سرقسطہ کے قلعہ پر اپنے اقبال کا جھنڈا گاڑدیا۔ عماد الدولہ اور اسکا بیٹا روطہ کی
طرف بھاگ گیا مدتون وہین مقیم رہا تا آنکہ سلیطین نے بمصالحت اپنے پاس بلاکے
قشتالہ کیجانب روانہ کردیا۔ بعد اسکے رذمیر اور اہل قشتالہ مین لڑائیان ہوئین
انہین لڑائیون کے سلسلہ مین برہانس ۵۱۱ھ مین مرگیا یہ واقعہ لمتونہ مین مرابطیون
کے آخری دور حکومت مین واقع ہوا۔ پھر انلوگون کی حکومت و سلطنت موحدین کے
ہاتھون نیست و نابود ہوگئی۔ زمانہ حکومت منصور یعقوب بن امیرالمومنین یوسف بن
عبدالمومن مین عیسائیون کی حکومت انکے تین بادشاہون الفنش، بیوح اور ابن الرند
مین محدود تھی انمین سے الفنش بنظر طاقت و قوت اور بلحاظ ملک و دولت پچھلے دو سے

بڑا تہا۔ یہی مسیحی لشکر اور عیسائی امرا کا جنگ ارک مین جسمین منصور کو انہزامی فتحیابی نصیب ہوئی تہی ۵۹۱ھ ۱۱۹۴ء مین۔ سردار اور میدان جنگ کا سپہ سالار تہا۔ بیبوج والی لیون وہ ہے جس نے عام العقاب مین ناصر کے ساتھہ بدعہدی کی تہی۔ تفصیل اسکی یہہ ہے کہ بیبوج نے خط و کتابت کرکے ناصر سے مراسم اتحاد پیدا کئے اور باظہار دوستی ناصر کے پاس آیا مشفقانہ نصیحت کی ناصر نے براہ عزت افزائی بہت سامان عنایت کیا بعد ازان بیبوج نے اپنے دارالحکومت مین واپس آکر ناصر کے مراسم و اتحاد کو دور سے سلام کرکے رخصت کر دیا۔ معرکہ آرائی کی نوبت آئی نتیجہ یہہ ہوا کہ جنگ عقاب مین اسکو دوبارہ ہزیمت اوٹھانا پڑی۔ بعد اسکے ناصر نے وفات پائی مستنصر سریر حکومت پر جلوہ آرا ہوا اور بنی عبد المومن کی ہوا بگڑ گئی۔ الفنش نے ان قلعات اور مقامات پر قبضہ کرلیا جسپر مسلمانون کا سپہ پریہ لہرا رہا تہا بعدہ الفنش بہی صحراے ہلاکت کا رہ نورد ہوا۔ اسکا بیٹا ہراندہ تخت نشین ہوا۔ یہہ احول (بھنگا) تہا اور اسی لقب سے ملقب کیا جاتا تہا۔ یہہ وہی شخص ہے جسنے کہ قرطبہ اور اشبیلیہ کو بنو ہود کے قبضہ اقتدار سے نکالکر اپنے دائرہ حکومت مین داخل کیا تہا اسکے عہد حکومت مین بادشاہ ارغون نے بلاد اسلامیہ اندلوسیہ پر فوج کشی کی تہی جس سے تمام بلاد شرقی اندلس مین ایک عام ہل چل پڑ گئی تہی شاطبہ، دانیہ، بلنسیہ، سرقسطہ اور کل سرحد شرقی کے بلاد مسلمانون کے قبضہ و تصرف سے نکل گئے اور مسلمانون نے ہر چہار طرف سے سمٹ کر ساحل بحر کو اپنا ملجا و ماوا بنایا پس ان بقیہ مسلمانون پر بعد ابن ہود کے ابن احمر حکمران ہوا۔ پہر ہراندہ مرگیا اسکا بیٹا سریر حکومت پر متمکن ہوا۔ اور جب یہہ بہی مرگیا تو اسکا بیٹا ہراندہ ثانی فیلپ گورنمنٹ کے عنان حکومت کا مالک و وارث ہوا۔ اسکے زمانہ حکومت مین سلطان بنو مرین سلطان ابن احمر کی امداد و اعانت کو اندلس آیا تہا اندنون اسکا بادشاہ

یعقوب بن عبد الحق تھا۔ عیسائی فوجون سے ایک وسیع وادی مین معرکہ آرائی ہوئی مسیحی لشکر پر بنی او فوفش کے غلامون مین سے ایک سفایہ سپہ سالاری کر رہا تھا جو عیسائیون کا نہایت معتمد علیہ اور مایہ ناز و فخر تھا۔ سلطان یعقوب بن عبد الحق نے اسکو ہزیمت دی جس سے عیسائیون کی جماعت منتشر ہوگئی مگر سلسلہ فتنہ و فساد برابر جاری و قائم رہا۔ سلطان یعقوب نے کبھی اور کسیوقت اندلس کو اپنا مسقط الراس یا دار القرار نہین بنایا ہمیشہ اپنے ملک اور دار الحکومت مین بیٹھا ہوا وقتاً فوقتاً عیسائیون کے مقبوضات پر تاخت و تاراج کرتا تھا اور اپنے آئے دن کے جہاد اور فوج کشی سے سرکش مسیحیون کی سرکوبی مین مصروف رہا تا آنکہ مسیحی سلاطین نے مصالحت کا پیام دیا۔ اور باہم مصالحت ہوگئی۔ اسی زمانہ مین ہرانده بادشاہ قشتالہ اور اسکے بیٹے سانچہ مین باہم مخالفت پیدا ہوگئی۔ ہرانده بطور وفد کے سلطان یعقوب کی خدمت مین اپنے بیٹے سانچہ کی زیادتیون کی شکایت کرنے کو حاضر ہوا اور دست بوسی کے بعد امداد و اعانت کی درخواست کی۔ سلطان یعقوب نے اپنی فیاضی اور دریادلی سے اسکی درخواست کو قبولیت کا درجہ عنایت کیا مالی اور فوجی مدد دی ہرانده نے مال کے بدلے اپنے تاج کو جو کہ اسکے اسلاف کے زمانہ سے مخزون چلا آتا تھا بطور رہن کے بارگاہ سلطانی مین حاضر کیا یہ تاج سلاطین بنی عبد الحق حکمرانان بنی مرین کے خزانہ شاہی مین اسوقت تک موجود ہے۔ اسکے بعد ہرانده ۶۰۳ھ/۱۲۸۴ء مین مرگیا اسکا بیٹا سانچہ مستقل طور سے حکمرانی کرنے لگا۔ سلطان یعقوب کے انتقال کے بعد سانچہ بھی بارگاہ سلطانی مین درخواست مصالحت پیش کرنے کو حاضر ہوا چنانچہ سلطان یوسف بن یعقوب نے اس سے مصالحت کرلی۔ مگر سانچہ نے ایفاء عہد نہ کیا خلاف صلحنامہ کے آتش جنگ کو مشتعل کرکے طریف کا محاصرہ کرلیا اور قابض ہوگیا ۶۹۳ھ/۱۲۹۳ء مین یہ بھی راہی عدم ہوا اسکا بیٹا ہرانده تخت نشین ہوا اور ۷۱۲ھ/۱۳۱۲ء مین مرین

بار حکومت سے سبکدوش ہو کر ملک عدم کی رہ نوردی اختیار کی اسکا بیٹا بطرہ سریر
حکومت پر متمکن ہوا۔ یہ ایک نوعمر چھوکرا تھا اسکے چچا جبران نے اسکی نگرانی اور اسکے
حکومت و سلطنت کا انصرام اپنے ہاتھ مین لیا جسوقت عیسائیون نے غرناطہ پر
۱۳۱۸ء/۷۱۸ھ مین چڑہائی کی تھی تو یہ دونون چچا اور بھتیجہ بھی آئے ہوئے تھے بطرہ کے
بعد اسکا بیٹا ہنشہ تخت نشین ہوا یہ بھی صغیر السن تھا اسکی کفالت اسکے اراکین
دولت نے کی جب سن شعور کو پہنچا تو بذات خاص حکمرانی کرنے لگا۔ اسنے سلطان
ابوالحسن پر جبکہ وہ طریف کا ۷۵۱ھ مین محاصرہ کئے ہوے تھا فوج کشی کی تھی
اور حملہ آور ہوا تھا اتفاق سے طاعون جارف مین مرگیا تب اسکا بیٹا بطرہ وارث
تاج و تخت ہوا بطرہ اور قمط برشلونہ سے چل گئی بطرہ نے کئی بار قمط پر فوج کشی کی
اور اسکے اکثر صوبجات پر قبضہ کرلیا۔ بلنسیہ کا بھی بکرات و مرات محاصرہ کیا بالآخر
۱۳۷۶ء/۷۷۸ھ مین قمط کو فتحیابی ہوئی اکثر بلاد قشتالہ پر قبضہ کرلیا عیسائیون کے مختلف فرقون
اور گروہون نے بھی بوجہ ظلم و جور بطرہ قمط کی اعانت کی بطرہ گھبراکر فرانس کے اس گروہ
مین چلا گیا جو کہ قشتالہ کے اس پار اندرونی حصہ مین لیمانیہ دقرطانیہ کے اطراف مین
ساحل بحر اخضر اور جزیرہ تک آباد تھے پس اسکے بادشاہ لمبنس غالس نے ایک بہت بڑی
فوج بطرہ کی کمک کو مرتب کرکے قشتالہ پر فوج کشی کی چنانچہ قشتالہ اور قرنتیرہ و محیرہ پر قبضہ
کرلیا اور بطرہ کو ان بلاد کی عنان حکومت سپرد کرکے اپنے بلاد کیجانب مراجعت کی۔
ان لوگون کے واپسی سے چند دنون قبل ایک وبا عظیم ان لوگون مین پھیل گئی تھی جس سے
ان کا گروہ کثیر ہلاک ہوگیا تھا۔ بعد اسکے بطرہ اور اسکے بھائی قمط مین جنگ و جدال کا سلسلہ
مسلسل جاری و قائم رہا یہانتک کہ قمط کو فتحیابی نصیب ہوگئی اور بطرہ ایک قلعہ مین پناہ گزین
ہوگیا بعد چندے جسوقت بطرہ کو اس امر کا احساس ہوگیا کہ قمط عنقریب مجھکو گرفتار کرلے گا
خفیہ طور سے اپنے کسی ہواخواہ کو لکھ بھیجا کہ مین تمہارے جوار مین پناہ گزین ہونا چاہتا ہون

اس نے اقراری جواب دیا اتفاق سے قمط کو اسکی خبر لگ گئی پس قمط نے اسی ہوخواہ کے مکان مین بطرہ کو ۱۰۸۱ھ مین حملہ کرکے قتل کر ڈالا اور نواد فونش کے کل مقبوضہ بلاد پر مستولی و متصرف ہوگیا بطرہ کا بیٹا اپنے باپ کے مارے جانے کے بعد معہ اپنے وزیر کے قرمونہ مین پناہ گزین اور قلعہ نشین ہوگیا تھا قمط نے بحکمت عملی اسکو قرمونہ سے اوتار لیا اور اسطرح سے آہستہ آہستہ قشتالہ کی حکومت پر مستولی ہوگیا بنبس غالس بادشاہ فرانس نے اس لڑکے کے ذریعہ سے جو کہ بطرہ کی بیٹی کے بطن سے تھا قمط سے جھگڑا شروع کیا جیسا کہ نواسون کی تملیک کے بابت عجمیون کی عادت ہے چنانچہ قمط اور بنبس غالس مین مدتون لڑائی کا سلسلہ جاری اور قائم رہا جس کی وجہ سے وہ لوگ مسلمانون سے غافل و بے پرواہو گئے اور انلوگون نے اس خراج کا دینا بند کردیا جو عیسائیون نے انپر بوجہ کمزوری کے قائم کرلیا تھا بعدہ ۱۰۸۵ھ مین قمط مرگیا اسکا بیٹا سانچہ سریر حکومت پر متمکن ہوا اسکا دوسرا بیٹا غرس غرناطہ کیطرف بھاگ گیا بعد چندے اطراف قشتالہ کیجانب لوٹ آیا۔ ہوقت (آٹھوین صدی ہجری مین) مملکت قشتالہ کی یہی کیفیت ہے اور اسی صورت سے وہان کی حکومت جاری و قائم ہے اور الفنش بادشاہ فرانس کے ساتھہ ان کی منازعت چلی جارہی ہے اسیوجہ سے انکی دشمنی سے مسلمانان اندلس محفوظ ہین واللہ من وراہم محیط۔

بادشاہ پرتغال کا رقبہ حکومت جسکی سلطنت غربی اندلس اطراف اشبونہ مین ہے بہ نسبت بادشاہ قشتالہ کے کم ہے صرف صوبجات جلیقہ قبضہ و تصرف مین ہین باین ہمہ اسکا بادشاہ اسوقت خود اختیاری حکومت و سلطنت کیوجہ سے دوسرون سے ممتاز سمجھا جاتا ہے اور نسبًا ابن ادفونش کا شریک ہے مین نہین سمجھتا کہ اسکا نسب کس طرح بنواد فونش سے جا ملتا ہے۔

بادشاہ برشلونہ جس کی حکومت کا سکہ شرقی اندلس مین چلتا ہے یہ ایک وسیع

حکومت اور عظیم مملکت کا مالک ہے۔ ارغون، شاطبہ، سرقسطہ، بلنسیہ، جزیرہ دانیہ، میورقہ
اور منورقہ وغیرہ اسکے علم حکومت کے مطیع ہین۔ نیا انکو فرانس سے تعلق ہے۔ اسکے بادشاہ
کا حال جیسا کہ ابن حیان نے نقل کیا ہے یہ ہے کہ قوم قوط (گاتھ) جلوگون کی حکومت
اس سے پہلے اندلس مین تھے وہی لوگ مملکت فرانس کے قدیمی بادشاہ تھے۔ پھر اہل
فرانس اور قوم قوط مین مخالفت پیدا ہوئی ان لوگون نے انکے عہد و اقرار نامجات کو غیر
قابل العمل تصور کرکے داخل دفتر کردیا برشلونہ مملکت فرانس کا ایک صوبہ تھا پس جسوقت
اللہ تعالی نے اس ملک کو آفتاب اسلام کی روشنی سے منور کیا اور فتوحات اسلامیہ کا
سیلاب تمام بلاد اندلس مین چشم زدن مین پھیل گیا تو اُسی عداوت کیوجہ سے فرانس نے
قوط کی اعانت و مدد کی۔ مسلمانون نے قوم قوط کے سرکرنے کے بعد فرانس پر دھاوا کیا
اور برشلونہ کو انکے قبضہ سے نکال کر دائرہ حکومت اسلامیہ مین شامل کرلیا پھر اسکے
سرحدون سے متجاوز ہوکر اس سے ملے ہوئے براعظم پر بھی قابض ہوگئے اور اسکے
دارالحکومت جزیرہ اربونہ کو بھی فرانس سے چھین لیا علاوہ اسکے اور بلاد پر بھی فرانس سے
قبضہ لے لیا جو اس اطراف سے ملے ہوئے تھے۔ بعد اسکے جسوقت مشرق مین دولت
امویہ کا خاتمہ ہوا اور دولت عباسیہ نے عنان حکومت اپنے قبضہ اقتدار مین لی اسوقت
اندلس مین عربون پر بھی مصیبتین نازل ہوئین باہم تمانہ جنگیون مین مصروف ہوگئے فرانس
نے موقع پاکر اپنے بلاد کو جنپر مسلمانون نے قبضہ کرلیا تھا برشلونہ تک پھر واپس لے لیا
اور تقریباً ہجرت کی دوسری صدی مین اسپر قابض ہوگئے انلوگون نے اس صوبہ پر اپنی طرف
سے ایک عیسائی امیر کو مقرر کیا جو بادشاہ رومہ فرانس کا مطیع اور ماتحت تھا اسوقت اسکا
بادشاہ قارلہ اکبر تھا یہ بہت بڑا جابر اور سرکش تھا بعد چندے انکے ملوک کے ضعف اور
اختلاف کیوجہ سے انمین بھی اختلاف و مناقشہ پیدا ہوگیا جیسا کہ مسلمانون مین اسلامی
سلاطین کے ضعف کیوجہ سے مخالفت باہمی اور چھوٹی چھوٹی متعدد حکومتین قائم ہوپیدا ہوگئین تمین

پس گورنران صوبجات نے اپنے اپنے مقبوضہ ممالک کو دبالیا اور خودسر حکومت کے دعویدار ہو گئے ازانجملہ ملوک برشلونہ تھے انہون نے بھی اپنے مقبوضہ صوبہ کو اپنا ملک سمجھکر خود اختیاری حکومت کی بنا ڈالدی۔ اور ملوک بنی امیہ ابتدا ملوک برشلونہ سے مصلحت اور اتحاد کا برتاؤ اسوجہ سے رکھتے تھے کہ مبادا بادشاہ روما یا بادشاہ قسطنطنیہ دوسری جانب سے انلوگون کا معین وحامی نہو جاے

پھر جب منصور بن ابی عامر کا دور حکومت آیا تو اسکو عیسائیون کا تسلط برشلونہ پر بطبوع نہوا فوجین طیار کین آلات حرب سے انکو آراستہ کیا اور خود امیر لشکر ہوکر اونپر بقصد جہاد فوج کشی کردی چنانچہ ملوک برشلونہ کے بلاد کو تاخت وتاراج کرتا ہوا برشلونہ تک پہنچگیا اور اسکو بھی فتح کرکے اپنی فتحیابی کا جھنڈا گاڑدیا۔ اندنون اسکا بادشاہ برذیل بن طیر تھا اسکی حالت اسوقت ویسا ہی تھی جیسا کہ اور ملوک نصاری کی تھی برذیل نے وقت وفات تین بیٹے چھوڑے۔ قلبہ، ہیمند واور ادمنقود۔ پھر ادمنقود نے عبدالملک بن منصور سے بدعہدی کی عبدالملک نے اسپر جہاد کیا اور اسکے بلاد مین سے کئی شہر کی سرحد مین اسکو گرفتار کرلیا۔ اسکے بعد بربریون کے فتنہ کی گرم بازاری ہوئی ادمنقود اس فتنہ مین بربریون کا شریک اور انکا ہوا خواہ تھا۔ انہین لڑائیون مین ادمنقود نے سنہ ۴۱۰ھ مین بادیہ ہلاکت کا سفر اختیار کیا ہیمند تنہا برشلونہ پر حکمرانی کرنیلگا۔ سنہ ۴۱۱ھ مین یہ بھی رہگرائے ملک عدم ہوا اسکا بیٹا یلتفیر تخت نشین ہوا چونکہ یہ کم سن تھا اسکی ماں امور سیاست کی نگران ہوئی۔ اس سے اور ملوک طوائف اندلس یحیی بن منذر سے لڑائی ہوئی تھی یہ وہی عیسائیہ ملکہ ہے جسنے سرحد طرطوشہ پر قبضہ کرلیا تھا۔ سلسلہ حکومت ہیمندی کے نسل مین قائم رہا موحدون کے آخری دور حکومت مین اسکا بادشاہ جامعہ بن بطیرون بن ادفونش بن ہیمند تھا اسی نے بلنسیہ کو مسلمانون کے قبضہ سے نکالا ہے اندنون (یعنی آٹھوین صدی ہجری مین) انکے بادشاہ کا نام بطرہ ہے مجھے اسکے نسب سے کوئی ذاتی اطلاع نہین ہوئی کہ کس طرح پر اسکا نسب اسکی قوم سے ملتا ہے اس صدی (آٹھوین) کے تیسوین سال

مین اسنے سریر حکومت پر قدم رکھا تھا اور اسوقت تک یہہ زندہ ہے اس کا بیٹا بوجہہ اسکے ضعیف و خمر ہونے کے اسپر غالب ہے واللہ وارث الارض ومن علیہا وہو خیر الوارثین۔

اخبار حکمرانان عرب جنہون نے زیر افر دولت عباسیہ بلاد اسلامیہ پر حکومت کی۔

ان حکمرانان عرب مین سے جنہون نے علم خلافت عباسیہ کے زیر افر بلاد اسلامیہ پر حکمرانی کے پہلے ہم بنو اغلب والیان افریقیہ کے حالات معرض تحریر مین لاتے ہین اور انکے ابتدائے حکومت اور جملہ احوال کو لکھا چاہتے ہین۔

عہد خلافت عثمان بن عفان کے تذکرہ مین عبداللہ بن ابی سرح کے ہاتھون افریقیہ کی فتح کی کیفیت ہم تحریر کر آئے ہین کہ یہہ بیس ہزار صحابہ اور سرداران عرب کی جمعیت سے افریقیہ پر حملہ اور ہوئے تھے۔ عیسائیون کے اس گروہ کو جو کہ وہان پر فرانس، روم اور بربر کا موجود تھا منتشر و پراگندہ کیا تھا انکے دار السلطنت سبیطلہ کو منہدم و مسمار کر کے انکے مال و اسباب چھین لئے تھے ان کی عورتون اور لڑکیون کو لونڈیان بنالین تھین۔ انکے حکومت کا شیرازہ کو درہم و برہم کر دیا تھا سو ان عرب نے افریقیہ کے میدانون کو اپنا جولانگاہ بنا لیا اور اہل کفر کو اس سختی سے قتل و قید کرنا شروع کیا کہ اہل افریقیہ نے عبداللہ بن ابی سرح فاتح افریقیہ کی خدمت یہہ درخواست پیش کی کہ تین سو قنطار سونا آپ ہم سے لیکر معہ عرب کے اپنے ملک کو واپس جائین چنانچہ عبداللہ بن ابی سرح نے اس درخواست کو قبولیت کا درجہ عنایت کیا اور ۲۷ھ مین مصر کیجانب معاودت کی۔

معاویہ بن خدیج

۴۴ھ مین معاویہ بن ابی سفیان نے معاویہ بن خدیج کوفی کو گورنر مصر کو افریقیہ پر جہاد کرنے کی ہدایت کی پس معاویہ بن خدیج نے فوجین آراستہ کر کے

افریقیہ کیطرف قدم بڑہایا۔ جلولا پہنچکر ہنگامہ کارزار گرم کردیا رومیون کے اس لشکر سے مقابلہ ہوا جسکو بادشاہ قسطنطنیہ نے افریقیہ کی حمایت کی غرض سے روانہ کیا تہا مقام قصر احمرین دونون حریف کا مقابلہ ہوا نہایت سخت اور خونریز لڑائی کے بعد مسلمانون نے عیسائیون کو شکست دی اور کمال ابتری کے ساتہہ انکو انکے ملک کیجانب لوٹا دیا جلولا پر اسلامی جہنڈا نصب کردیا گیا بہت سا مال غنیمت ہاتہہ آیا اطراف وجوانب کو جی کہولکر تاخت وتاراج کیا اور واپس آئے۔

عقبہ بن نافع

۵۰ھ مین معاویہ بن ابی سفیان نے عقبہ بن نافع بن عبداللہ بن قیس فہری کو افریقیہ کے سرکرنے پر مامور کیا اور معاویہ بن خدیج کے قبضہ سے اسکی فنان حکومت نکال لی پس عقبہ بن نافع نے قیروان کو آباد کیا بربریون سے معرکہ آرا ہوئے اور انکے ملک کو معقول طور سے پامال کیا۔

ابوالمہاجر

پہر معاویہ بن ابی سفیان نے مصر اور افریقیہ کی حکومت پر مسلمہ بن مخلد کو مامور کیا اسنے عقبہ کو حکومت افریقیہ سے معزول کرکے اپنے غلام ابوالمہاجر دینار کو ۵۴ھ مین اسکی سند حکومت عطا کی۔ ابوالمہاجر نے مغرب پر جہاد کیا فتح کرتا ہوا تلمسان تک پہنچا عقبہ نے قیروان کو اپنی معزولی کیوجہ سے خراب وویران کرڈالا۔ مگر ابوالمہاجر کی ترقی کو نہ روک سکا اسکے ہاتہہ پر متعدد لڑائیون کے بعد جسمین اسکو فتحیابی نصیب ہوئی تہی کسیلہ اور بنی مشرف باسلام ہوا۔

عقبہ بن نافع کی دوبارہ گورنری

جسوقت یزید بن معاویہ نے عنان حکومت وسلطنت اپنے قبضہ اقتدار مین لی اسوقت عقبہ بن نافع نے ۶۳ھ مین افریقیہ کیجانب مراجعت کی چنانچہ عقبہ نے افریقیہ مین داخل ہوکر بربریونکو مرتد پایا۔ پس اس نے انلوگون پر حملہ کی طیاری کی۔ زہیر بن قیس بلوی کو مقدمہ (ہراول) پر متعین کیا۔ رومی اور فرانسیسی لشکر بہاگ کہڑا ہوا۔ متعدد لڑائیون کے بعد انکے قلعات لمبس باورہانا کو فتح کرلیا

زاب کے دارالسلطنت اذنہ پر بھی بزور تیغ قابض ہوگیا اسکے بادشاہ کو جو کہ بربری نسل سے تھا قید کرلیا۔ بیحد مال غنیمت ہاتھہ لگا بعد ازان طبنہ کیجانب کوچ کیا ملیان بادشاہ غمارہ اور والی طبنہ نے علم حکومت اسلام کے آگے گردن اطاعت جھکادی۔ ہدایا اور تحایف پیش کیئے بلاد بربر اور اسکے اس پار مغرب کے سر کرنے کی بھی رہنمائی کی ولیلی، صندزہون، بلاد مصامدہ اور بلاد سوس وغیرہ کے فتح کرنے کی راہین بتلائین۔ یہہ لوگ اسوقت تک مجوسی مذہب کے پابند تھے نصرانیت کے دین مین داخل نہین ہوئے تھے چنانچہ عقبہ نے ان بلاد کیجانب قدم بڑہایا بہت بڑی اور نمایان فتح نصیب ہوئی۔ ہزارون مردون اور عورتون کو لونڈی غلام بنایا بیحد مال قیمت ہاتھہ آیا۔ حد سے زیادہ انلوگونکے ساتھہ سختی سے پیش آیا فتح کرتا ہوا سوس پہنچا۔ مسوفہ اہل شام سے سوس کے سرحد پر لڑائی ہوئی کہیت مسلمانون کے ہاتھہ رہا۔ عقبہ نے بحر محیط پر چندے قیام کرکے مراجعت کی اور اپنی فوج ظفر موج کو قیروان مین آملنے کی ہدایت فرمائی۔

چونکہ کسیلہ بادشاہ اروبہ اور برانس بربری کو بوجہ محاصرہ اور جنگ کے عقبہ بن نافع کیجانب سے دلی کینہ پیدا ہوگیا تھا انلوگون نے بوقت مراجعت موقع پاکر مقام تہودا مین عساکر اسلامیہ سے چھیڑ چھاڑ کی عقبہ معہ تین سو کبار صحابہ اور تابعین کے کہیت رہا اسی لڑائی مین محمد بن اوس انصاری معہ چند مسلمانون کے قید کرلیا گیا تھا جس کو والی قفصہ نے رہا کرکے معہ ان لوگونکے جو اسکے ہمراہ تھے قیروان بھیجدیا۔ اسی اثنا مین زہیر بن قیس بھی قیروان واپس آیا۔ ان واقعات کو سن کے آگ بگولا ہوگیا اور برانس کی سرکوبی کے قصد سے فوج کی درستی کا حکم دیا خنش بن عبداللہ صنعانی نے اس لڑائی سے مخالفت کی اور اسکے لشکر سے علحدہ ہوکر مصر کا راستہ لیا۔ چند لوگون نے اسکی متابعت کی مجبورا زہیر کو بھی انلوگونکے ساتھہ نکلنا پڑا برقہ مین پہنچکر بانتظار امداد قیام پذیر ہوا۔ زہیر کے چلے آنے کی وجہ سے انلوگون نے جو اسوقت قیروان مین تھے کسیلہ سے

امن کی درخواست کی کسیلہ نے انلوگون کو امن دی قیروان مین آیا اور یہہ لوگ اسکے ظل حمایت مین مقیم رہے۔

زہیر بن قیس بلوی جسوقت عبدالملک بن مروان نے عنان خلافت اپنے قبضہ اقتدار مین لی اسوقت اسنے برقہ مین بن زہیر بن بلوی کی کمک پہ فوجین روانہ کین اور بربریون کے میدان جنگ کا زہیر کو افسر اعلیٰ مقرر کیا پس زہیر ۷۶ھ مین افریقیہ پر حملہ آور ہوا مقام میس اطراف قیروان مین کسیلہ سے مڈبھیڑ ہوئی نہایت سخت اور خونریز لڑائی ہوئی کے بعد زہیر نے کسیلہ کو ہزیمت دی اور اثنار گیروا مین اسکو قتل کرڈالا اعادہ اسکے اور بہت سے سرداران بربر اور انکے نامی نامی جنگجو کہیت رہے۔ بعد اسکے زہیر نے مشرق کیجانب مراجعت کی اور یہہ کہا کہ مین اس اطراف مین جہاد کی غرض سے آیا تہا مگر اب مجھے یہہ خوف پیدا ہوا ہے کہ میرا نفس دنیا کیجانب مائل ہورہا ہے چنانچہ مصر کیطرف کوچ کیا سواحل برقہ پہ بادشاہ قسطنطنیہ کے جنگی کشتیون کے بیڑہ نے مزاحمت کی جو زہیر کے روک تہام کو روانہ کیا گیا تہا۔ زہیر نے کمال مردانگی سے مقابلہ کیا۔ عیسائیون کی جمعیت بہت زیادہ تہی رحمۃ اللہ علیہ کو اس واقعہ مین شہادت نصیب ہوئی۔

حسان بن نعمان غسانی پہر عبدالملک بن مروان نے عبداللہ بن زبیر کی شہادت اور مستقل حکومت حاصل کرنے کے بعد حسان بن نعمان غسانی کو افریقیہ پر جہاد کرنے کا حکم دیا اور عظیم فوج سے اسکی مدد کی چنانچہ حسان بن نعمان قیروان مین داخل ہوا اور بزور تیغ قرطاجنہ کو مفتوح کرکے ویران کرڈالا جسقدر رومی اور فرانسیسی قرطاجنہ مین تہے صقلیہ اور اندلس کیجانب بہاگ گئے بعدازان پہر عیسائیون نے صطفورا اور تبزوت مین متفق ہوکر عساکر اسلامیہ کا مقابلہ کیا حسان نے اس معرکہ مین بہی انلوگونکو ہزیمت دی عیسائیون نے باجہ اور بونہ مین جاکے

پناہ لی بعدہ حسان نے کاہنہ ملکہ جرارہ کے قصد سے کوہ اوراس کیطرف قدم بڑہایا اُن دنون ملوک بربر مین سے اسکی قوت وشوکت بہت بڑہی چڑہی تہی اس سے اور عساکر اسلامیہ سے لڑائیان ہوئین۔ کیت بربریون کے ہاتہہ رہا مسلمانونکو ہزیمت ہوئی ایک گروہ گرفتار کرلیا گیا۔ بعد خاتمہ جنگ کاہنہ نے سوائے خالد بن یزید قیسی کے سبہونکو رہا کر دیا۔ انکو اپنے دو لڑکونکے ساتہہ دودہ پلایا اور انکو اسکا رضاعی بہائی بنایا اور عرب کو افریقیہ سے نکال دیا۔

حسان نے شکست کہاکے برقہ مین پہونچکر دم لیا خلیفہ عبدالملک کا فرمان پہنچا لکہا تہا کہ جب تک دارالخلافت سے امدادی فوجین نہ پہنچین تم برقہ مین قیام پذیر رہو۔ چنانچہ ۷۳ھ مین دارالخلافت دمشق سے امدادی فوجین وارد برقہ ہوئین پس حسان نے سامان جنگ درست کرکے افریقیہ کیجانب کوچ کیا اور خالد بن یزید سے درپردہ خط وکتابت کرکے ملالیا اور اسکو کاہنہ کے خلاف ابہار دیا پس ایک روز بحالت غفلت خالد نے کاہنہ کا کام تمام کردیا حسان نے کوہ اوراس پر ہوکر قبضہ کرلیا اور اسکے گرد ونواح کو تاخت وتاراج کرکے قیروان کیجانب مراجعت کی اس واقعہ کے بعد سے بربریون کو جان ومال کی امان دی گئی اُنپر اور رومیون اور فرانسیسون پر جوانکے ساتہہ تہے خراج مقرر کیا گیا اور یہہ شرط لکہالی گئی کہ بارہ ہزار بربر جوان ہمیشہ ہر جہاد مین عساکر اسلامیہ کے ہمرکاب رہا کرین خلیفہ عبدالملک نے حسان کی واپسی کے بعد عساکر اسلامیہ مین سے صالح نامی ایک شخص کو بجاے حسان کے افریقیہ پر مامور ومتعین کیا۔

موسی بن نصیر

ولید بن عبدالملک نے سریر خلافت پر متمکن ہوکر اپنے چچا عبدالعزیز کو جو کہ مصر کا گورنر تہا (بعضے کہتے ہین کہ عبدالعزیز کو) لکہہ بہیجا کہ موسی بن نصیر کو جہاد کی غرض سے افریقیہ کیجانب روانہ کرو۔ موسی کا باپ نصیر معاویہ کا محافظ (باڈی گارڈ)

تھا چنانچہ عبداللہ نے موسیٰ بن نصیر کو افریقیہ کیجانب کوچ کرنیکا حکمہ بھیجا۔ کوچ و قیام کرتا ہوا قیروان پہنچا۔ قیروان مین صالح گورنری کر رہا تھا جسکو حسان کے بعد خلیفہ عبدالملک نے مامور کیا تھا۔ موسیٰ نے اسکو بھی فوج کے ایک حصہ کا سردار مقرر کیا۔ بربریون کی اسوقت یہہ کیفیت تھی کہ انلوگون نے عہد و اقرار کو نسیاً منسیاً کرکے بلاد اسلامیہ پر دست تعدی لگایا تھا موسیٰ نے ملک افریقیہ مین اپنی فوج کو پھیلا دیا جزیرہ میورقہ کیجانب اپنے بیٹے عبداللہ کو بحر میں روانہ کرنے کو روانہ کیا یہہ بہت سا مال غنیمت اور قیدی لے کے واپس آیا تب اسکو دوسرے جانب بڑہنے کا حکمہ دیا اسیطرح اپنے دوسرے بیٹے مروان کو ایک سمت کیطرف حملہ آور ہونے کا اشارہ کیا اور خود بھی ایک جانب کو بڑہا بہت سا مال غنیمت ہاتھہ آیا ہزارون کو گرفتار کرکے غلام بنا لیا مال غنیمت سے جو خمس نکالا گیا تھا اسمین ستر ہزار قیدی تھے۔ موسےٰ نے ان اطراف سے ایک گونہ فراغت حاصل کرکے طنجہ پر فوج کشی کی درعہ اور صحرا سے تافیلالت کو مفتوح کیا اور اپنے بیٹے کو اُس کیجانب روانہ کیا۔ بربر یہ دیکھکر اسکی شوکت و جلال و جنگ و جدال سے اپنی ناکامی کا یقین ہو گیا میمون نے اطاعت کی گردنین جھکا دین مصامدہ نے بطور ضمانت اپنے سردار اور اسیرونکے لڑکون کو نوکر اسلامیہ کے حوالہ کر دیا موسیٰ نے انلوگونکو طنجہ مین ٹھہرایا یہہ واقعہ ۹۳ھ کا ہے بعد ازان موسیٰ نے طنجہ کی گورنری پر طارق بن زیاد لیثی کو مامور کیا۔ طارق نے طنجہ سے اندلس کیطرف اقدام بڑہایا۔ اندلس کے فتح کی بنیان (جولین) بادشاہ غمارہ (والی قلعہ سیوٹا) نے طارق کو ترغیب دی تھی چنانچہ سنہ ۹۲ھ مین اندلس مفتوح ہوا اسکے بعد ہی موسیٰ بن نصیر بھی اندلس جا پہنچا اور اسکی فتح کی تکمیل کی جیسا کہ ہم اوپر بیان کر آئے ہین۔ بعد فتح اندلس موسیٰ بن نصیر نے افریقیہ پر بجاے اپنے عبداللہ اپنے بیٹے کو اور اندلس پر اپنے دوسرے بیٹے عبدالعزیز کو مامور کرکے مشرق کیجانب مراجعت کی۔ اتنے مین ولید نے وفات پائی اور سلیمان نے سریر خلافت پر ۹۶ھ مین قدم رکھا۔ اس نے موسیٰ سے ناراض ہو کر

قید کردیا۔

محمد بن یزید

سلیمان نے عنان حکومت اپنے ہاتھہ مین لینے کے بعد موسیٰ کو قید کردیا اور اسکے بیٹے عبداللہ کو حکومت افریقیہ سے معزول کرکے بجاے اسکے محمد بن یزید (قریش کے غلام) کو سند حکومت عطا کی پس محمد بن یزید ہی گورنری افریقیہ پر رہا تا آنکہ سلیمان نے وفات پائی۔

اسماعیل بن مہاجر

سلیمان کی وفات کے بعد عمر بن عبدالعزیز نے عباے خلافت زیب بدن کیا اونہون نے افریقیہ کی گورنری پر اسماعیل بن عبداللہ بن ابی المہاجر کو متعین کیا یہہ شخص نہایت نیکدل، خلیق اور عادات حسنہ کا مخزن تہا اسکے زمانہ گورنری مین کل بربری مشرف باسلام ہوے۔

یزید بن ابی مسلم

یزید بن عبدالملک نے سریر خلافت پر متمکن ہوکر افریقیہ کی سند حکومت یزید بن ابی مسلم (یہہ حجاج کا غلام اور نیز سکریٹری تہا) کو عطا کی ۱۰۱ھ مین یزید بن ابی مسلم وارد افریقیہ ہوا اسنے بربریون کے ساتہہ بڑی بدخلقی کی کج ادائی سے پیش آیا۔ ذمیون پر باوجود دائرہ اسلام مین داخل ہوجانے کے جزیہ مقرر و قائم کیا جیساکہ حجاج نے عراق مین کیا تہا۔ بربریون نے اسکی حکومت کے ایک مہینہ بعد قتل کرڈالا اور محمد بن یزید کو جو کہ اسماعیل کے پہلے گورنر تہا اپنا امیر حکمران بنایا اور یزید بن عبدالملک کی خدمت مین بغرض اظہار اعانت یزید بن ابی مسلم کے قتل کردینے کی معذرت لکہی یزید بن عبدالملک نے انکی معذرت کو قبول فرمایا اور محمد بن یزید کو گورنری افریقیہ پر بحال و قائم رکہا۔

بشر بن صفوان کلبی

بعدازان یزید بن عبدالملک نے افریقیہ کی گورنری پر بشر بن صفوان کلبی کو متعین کیا چنانچہ ۱۰۲ھ مین بشر بن صفوان افریقیہ مین وارد ہوا۔ نظام حکومت کو درست کرکے بغاوتون اور خود سریونکو رفع

دفع کیا اور بنفسہ ۱۰۹ھ میں صقلیہ پر جہاد کی غرض سے حملہ آور ہوا

عبیدہ بن عبدالرحمٰن

پھر ہشام بن عبدالملک نے بشر بن صفوان کو حکومت افریقیہ سے معزول کر کے بجائے اسکے عبیدہ بن عبدالرحمٰن سلمی برادر زادہ ابوالاعور کو سند حکومت عطا کی۔ پس ۱۱۰ھ میں عبیدہ وارد افریقیہ ہوا

عبیداللہ بن حجاب

بعد چندے عبیدہ بن عبدالرحمٰن مذکور کو ہشام بن عبدالملک تاجدار خلافت امویہ نے معزول کر کے عبیداللہ بن حجاب (بنو سلون کے غلام) کو گورنری افریقیہ پر مامور کیا عبیداللہ بن حجاب مصر کا والی تھا ہشام نے اسکو افریقیہ کی گورنری پر جانیکا حکم دیا بس عبیداللہ نے مصر پر اپنے بیٹے ابوالقاسم کو اپنا قائم مقام بنا کر افریقیہ کیجانب کوچ کیا۔ ۱۱۱ھ میں افریقیہ پہنچا۔ جامع تونس تعمیر کرائی۔ جنگی و بحری مرکبوں کے بنانے کے لئے ایک دارالصناع بنایا۔ طبنہ کی حکومت پر اپنے بیٹے اسماعیل کو مامور کیا اور عمر بن عبیداللہ بن مرادی کو اسکے ہمراہ بھیجا۔ اندلس کی امارت عقبہ بن حجاج قیسی کو دی اور حبیب بن عبیدہ بن عقبہ بن نافع کو ملک مغرب پر جہاد کرنیکا حکم دیا چنانچہ حبیب بن عبیدہ جہاد کرتا ہوا اقصائے سوس اور سرزمین سودان تک پہنچگیا بہت سا مال غنیمت از جنس سیم و زر لونڈی غلام لے کے مراجعت کی۔ تمام بلاد مغرب اور قبائل بربر کو زیر و زبر کر دیا بعد ازاں دوبارہ براہ دریا ۱۱۲ھ میں صقلیہ پر جہاد کیا اس مہم میں عبدالرحمٰن بن حبیب بھی اس کے ہمرکاب تھا سرقوسہ پر پہنچکے پڑاؤ کر دیا جو کہ صقلیہ کا بہت بڑا شہر تھا نہایت سختی سے کل جزیرہ پر تاخت و تاراج کا ہاتھ بڑھایا آخر الامر اہل صقلیہ نے جزیہ دینا قبول کیا۔

چونکہ محمد بن عبداللہ والی طبنہ نے بربریوں کے ساتھ بدسلوکی شروع کر دی تھی اور انمیں

سے جو ابھی مشرف باسلام ہو گئے تھے اون پر بھی جزیہ قائم کرنیکا باین گمان فاسد قصد کر لیا تھا کہ یہ مال غنیمت ہے اسوجہ سے بربریونکو اشتعال پیدا ہوا اور سب کے سب متفق ہو کر بغاوت کرنے پر آمادہ ہو گئے تھے اس اثنا مین یہ خبر لگی کہ لشکر اسلام مسیرہ مظفری صفریہ خوارج کے حبیب بن عبیدہ صفاقسیہ پر جہاد کرنے کو گیا ہوا ہے پس میسرہ مظفری صفریہ خوارج کے علم حکومت کا متبع ہو کر طنجہ پر چڑھ آیا اور محمد بن عبداللہ کو قتل کر کے طنجہ پر قابض ہو گیا بربریون نے بھی اسکی اطاعت کا غاشیہ اپنے گردنون پر رکھ لیا اور اسکی حکومت و خلافت کی بیعت کر کے "امیر المومنین" کے لقب سے مخاطب کرنے لگے رفتہ رفتہ یہ باتین تمام قبائل افریقیہ مین پھیل گئین عبید اللہ بن حجاب نے ان واقعات سے مطیع ہو کر خالد بن حبیب فہری کو بسر افسری باقیماندہ لشکر اسلام جو اسوقت اسکے ساتھ تھا اس طرفان بے امتیازی کے روک تھام کو روانہ کیا اور حبیب بن عبیدہ کو معہ اس لشکر اسلام کے جو اسکے رکاب مین تھا طلب کر کے خالد کی روانگی کے بعد ہی بطرف ملک افریقیہ کیجانب بڑھنے کا حکم دیا۔ اطراف طنجہ مین میسرہ اور بربریون کے عساکر اسلامیہ کا مقابلہ ہوا سخت اور خونریز لڑائی ہوئی پھر آپ ہی آپ فریقین جنگ سے ہاتھ کھینچ کر علیحدہ ہو گئے میسرہ نے طنجہ کیجانب مراجعت کی بربر نے میسرہ کی کج ادائی کیوجہ سے میسرہ پر پلٹ کر حملہ کر دیا اور اسکو قتل کر کے بجاے اسکے خالد بن حبیب زناتی کو اپنا امیر بنایا بربر نے اسکی امارت کو تسلیم کیا۔ اتنے مین خالد بن حبیب لشکر عرب اور فوج ہشتام لئے ہوے پہنچگیا۔ ایک دوسرے سے گتھ گیا اس معرکہ مین انلوگونکو ہزیمت ہوی خالد بن حبیب اور عرب کا ایک گروہ کمیت رہا اسی مناسبت سے اس لڑائی کا نام غزوۃ الاشراف رکھا گیا۔ ان واقعات سے عبید اللہ بن حجاب سے افریقیہ خالی ہو گیا۔ اسکی خبر اندلس مین پہنچی تو اہل اندلس نے اپنے گورنر عقبہ بن عجاج کو معزول کر کے عبد الملک بن قطن کو اپنا امیر بنا دیا جیسا کہ بیان کیا گیا۔

کلثوم بن عیاض

جسوقت ہشام بن عبد الملک کے دربار خلافت مین مغرب مین عساکر اسلامیہ کی ہزیمت اور عبید اللہ بن حجاب سے افریقیہ کی بغاوت خبر موصول ہوئی تاجدار خلافت اموی نے عبید اللہ بن حجاب کو واپس آنیکو لکھا اور افریقیہ کی حکومت پر ۱۲۳ھ مین کلثوم بن عیاض کو متعین فرمایا۔ اسکے مقدمہ الجیش (ہراول) پر بلج بن بشر قشیری تھا کلثوم نے قیروان مین پہنچکر اہل قیروان سے ساتھہ برے برتاؤ کیے اہل قیروان نے حبیب بن عبیدہ سے شکایت کی حبیب اسوقت تلمسان مین مقیم تھا اور بربریون کا موافق اور ہوا خواہ تھا چنانچہ حبیب نے کلثوم بن عیاض کو یہہ واقعات لکھہ بھیجے اور آیندہ ایسے افعال کے ارتکاب سے منع کیا اور کسیقدر دھمکی بھی دی۔ کلثوم بن عیاض نے معذرت کی اور قیروان پر عبد الرحمن بن عقبہ کو اپنا نائب مقرر کرکے براہ سبتہ کوچ کیا رفتہ رفتہ تلمسان پہنچا۔ حبیب بن عبیدہ سے مڈبھیڑ ہوئی۔ دو دو ہاتھہ دونون لڑ گئے پھر متفق ہوکر دونون خود کردہ پر پشیمان ہوکر لشکر اسلام کیطرف لوٹے بربریون نے انلوگون پر وادی طبنہ یعنی وادی سوا مین حملہ کیا۔ بلج کو جو کہ ہراول کا افسر تھا ہزیمت ہوئی بھاگ کر کلثوم کے پاس پہنچا۔ بربری بھی تعاقب کنان پہنچ گئے نہایت سختی سے لڑائی ہونے لگی۔ کلثوم اور حبیب بن عبیدہ کام آئے لشکر اسلام کا اکثر حصہ کھیت رہا۔ اہل ہشام نے معہ بلج بن بشر کے سبتہ مین جاکے پناہ لی۔ بربریون نے پہنچکر محاصرہ ڈالدیا۔ محصورون نے عبد الملک سے بن قطن امیر اندلس سے اندلس مین داخل ہونے کی اجازت طلب کی عبد الملک نے انلوگونکو اندلس مین صرف ایک برس مقام کی اجازت دی اور اس امر پر ان سے ضمانت لے لی۔ انقضاے مدت کے بعد عبد الملک نے انلوگون سے ایفاء وعدہ کا مطالبہ کیا انلوگون نے پہلے کچھہ حیلہ و حوالہ کیا جب اس سے کام نہ چلا تو ایک روز انلوگون نے اسکو قتل کرڈالا اور بلج نے اندلس پر قبضہ کرلیا عبد الرحمن بن حبیب بن حبیبہ بن عقبہ بن نافع بھی جسوقت

اسکا باپ حبیب کلثوم کے ساتھ مارا گیا اور بلج نے اندلس مین پہنچکے قبضہ کر لیا اس امید موہوم پر کہ کبھی نہ کبھی مین بھی حکومت اندلس پر قابض ہو جاؤن گا اندلس چلا گیا اور اسی فکر مین ڈوبا رہا۔ پس جب ابو الخطار منجانب حنظلہ امیر اندلس ہو کر وارد اندلس ہوا تو عبد الرحمن حکومت اندلس سے نا امید ہو کر ۱۲۶ھ مین تونس کیجانب واپس آیا۔ یہہ وہ زمانہ تہا کہ ہشام نے وفات پائی تہی اور ولید بن یزید سریر خلافت پر متمکن ہو چکا تہا۔ پس عبد الرحمن حکومت و سلطنت کا دعویدار ہو گیا اور قیروان کیطرف کوچ کر دیا۔ حنظلہ نے یہہ سنکر عبد الرحمن کے روک تہام کے لئے اپنے لشکر کے چند سردارونکو عبد الرحمن کے پاس بہیجا۔ عبد الرحمن نے بلطائف الحیل انلوگون سے ملاقات تک نہ کی اور نہایت تیزی سے قیروان کیجانب سفر کرنے لگا حنظلہ نے اس امر کا احساس کر کے کہ عنقریب مسلمانون مین باہم خونریزی کا سلسلہ جاری ہوا چاہتا ہے ۱۲۷ھ مین افریقیہ سے مغرب کیجانب مراجعت کی اور عبد الرحمن نے دار الامارت مین داخل ہو کر افریقیہ کی زمام حکومت اپنے ہاتہہ مین لے لی اور مروان بن محمد کو اپنی جانب سے افریقیہ کی گورنری پر مامور کیا۔ بعد اسکے خوارج ہر جہار طرف سے عبد الرحمن پر ٹوٹ پڑے۔ عمر بن عطاب ازدی نے طبنیاش مین عروہ بن ولید صفری نے تونس مین ثابت صنہاجی نے باجہ مین اور عبد الجبار بن حرث نے طرابلس مین علم مخالفت و پیکار بلند کیا۔ یہہ لوگ فرقہ اباضیہ سے تہے۔ عبد الرحمن نے ۱۳۱ھ مین ثابت اور عبد الجبار پر فوج کشی کی اور ان دونونکو ہزیمت دیکے اثنائے جنگ مین دونون کو ملک عدم کیطرف چلتا کیا۔ اسی زمانہ مین عبد الرحمن نے اپنے بہائی الیاس کو عمر بن عطاب کی گوشمالی کی غرض سے طبنیاس روانہ کیا تہا الیاس نے بہی عمر کو ہزیمت دیکے مار ڈالا بعد ازان عبد الرحمن نے عروہ کی سرکوبی کو تونس پر چڑہائی کی اور اسکا بہی کام تمام کر دیا۔ انلوگونکے مارے جانیسے خوارج کی جمعیت منتشر ہو گئی۔

پھر ۱۳۵ھ مین عبد الرحمن نے بربر سے جنگ کرنے کو اطراف تلسان پر چڑھائی کی۔ بربر کی فوج میدان جنگ سے گھونگٹ کھا گئی عبد الرحمن نے کامیابی کے ساتھ مراجعت کی بعدہ ایک فوج کو برہ دریا صقلیہ کیطرف روانہ کیا اور دوسری فوج کو سردنیا کیجانب بڑھنے کا حکم دیا۔ فرانسیسیون سے بہت سخت لڑائی ہوئی خوب خوب انکو نیچا دکھایا تا آنکہ عیسائیان فرانس نے جزیہ دینا قبول و منظور کیا۔ ان واقعات کے بعد بنو عباس کی حکومت کا دور آگیا عبد الرحمن نے اظہار اطاعت کی غرض سے خلیفہ سفاح کیخدمت مین عرضداشت روانہ کی بعد اسکے ابو جعفر منصور کے دربار مین بھی اطاعت و فرمانبرداری کی عرضی بھیجی۔ بنو امیہ کا ایک گروہ کثیر افریقیہ چلا آیا۔ منجملہ انلوگون کے جو کہ افریقیہ مین اسکے پاس چلے آئے تھے قاضی وعبد المومن پسران ولید بن یزید تھے انکے ہمراہ انکے چچازاد بہن بھی چلی آئی تھی عبد الرحمن نے اپنے بھائی الیاس کا عقد اس سے کر دیا۔ بعد چندے عبد الرحمن تک یہہ خبر پہونچائی گئی کہ قاضی وعبد المومن حکومت و سلطنت کے دعویدار ہین عبد الرحمن نے یہ سنتے ہی ان دونون بھائیونکو قتل کرا دیا عبد الرحمن کے اس فعل سے مقتولون کے چچازاد بہن کو بیحد ناراضی پیدا ہوئی اپنے شوہر الیاس کو اسکے بھائی عبد الرحمن کیجانب سے برانگیختہ کر دیا اور کینہ و عداوت کا بیج اسکے دلمین کافی طور سے بو دیا۔ اتفاق سے انہین دنون عبد الرحمن نے تھوڑے سے تحائف ایک معذرت نامکے ساتھہ خلیفہ ابو جعفر منصور کیخدمت مین روانہ کیا تھا خلیفہ منصور نے معذرت کو قبول نہ فرمایا اسپر عبد الرحمن نے خلیفہ منصور کو برے الفاظ سے مخاطب کیا منصور نے تہدید آمود فرمان تحریر کیا اور خلعت بھیجی عبد الرحمن نے بغاوت کا اظہار کر دیا اور برسر منبر اسکی خلعت پھاڑ ڈالی۔ اسکے بھائی الیاس کو جس مقصد کے حاصل کرنیکا متلاشی تھا موقع ملگیا سرداران لشکر کو ملا جلا کے عبد الرحمن کی مخالفت اور خلیفہ منصور کی دوبارہ حکومت و خلافت تسلیم کرنے پر اوبھار دیا اس معاملہ مین اسنے بھائی

(سنہ ۱۹۰۸ء)

عبد الوارث کو شریک اور رازدار بنا لیا۔ عبد الرحمن کو ان دونون کے ارادہ سے آگاہی ہوگئی الیاس کو تونس جانے کا حکم یا روانگی کے وقت رخصت کرنے کی غرض سے آیا اسکے ساتھہ اسکا بھائی عبد الوارث بھی تھا پس الیاس و عبد الوارث نے عبد الرحمن کو مار ڈالا یہہ واقعہ ۱۳۷ھ مین عبد الرحمن کی حکومت کے دسوین سال واقع ہوا۔

حبیب بن عبد الرحمن

عبد الرحمن کے مارے جانے کے بعد اسکا بیٹا حبیب تونس کیطرف بھاگ گیا الیاس اور عبد الوارث نے ہرچند اسکی تلاش کی قصر امارت کے دروازے بند کرا لئے مگر حبیب ہاتھہ نہ آیا اسکا چچا عمران بن حبیب تونس مین تھا۔ الیاس نے حبیب کا تعاقب کیا عمران و الیاس مین خوب خوب لڑائیان ہوئین بالآخر اسپر مصالحت ہوگئی کہ قفصہ، قصطیلیہ اور نفراوہ حبیب کو دیا جائے۔ تونس، صفاقسہ یعنی تبرزہ اور جزیرہ پر عمران کا قبضہ رہے باقی بلاد افریقیہ الیاس کے زیر حکومت تصور کیا جائے اس صلح کی تکمیل ۱۳۸ھ مین ہوئی۔ چنانچہ حبیب نے اپنے بلاد کیطرف جو کہ بروے صلحنامہ اسکو ملے تھے کوچ کیا اور الیاس نے معہ اپنے بھائی عمران کے تونس کا راستہ لیا اثنار راہ مین الیاس نے عمران کے ساتھہ دغا کی اسکو معہ ایک گروہ شرفا کے مار کر قیروان کیجانب لوٹ آیا اور اظہار اطاعت کی غرض سے ایک عرضداشت معرفت عبد الرحمن بن زیاد بن انعم قاضی افریقیہ دربار خلافت ابو جعفر منصور مین روانہ کی۔ بعد اسکے حبیب نے تونس پر پہنچکر قبضہ کر لیا الیاس کو اسکی خبر لگی تو اسنے تونس مین پہنچکے لڑائی کا نیرہ گاڑ دیا حبیب نے میدان خالی دیکھکر چپکے سے قیروان کا راستہ لیا اور پہنچتے ہی قابض ہوگیا جیل کے دروازہ کھولدیئے۔ الیاس اس واقعہ سے مطلع ہوکر بہ تلاش حبیب قیروان کیطرف لوٹا۔ اسکے اکثر ہمراہی اس سے علیحدہ ہوکر حبیب سے جا ملے پس جسوقت دونون چچا بھتیجے ایک دوسرے کے مقابلہ پر آیا حبیب نے اپنے چچا الیاس

کو جنگ کی غرض سے للکارا چنانچہ دونون شمشیر بکف میدان مین آگئے حبیب نے نہایت تیزی سے اپنے چچا کا کام تمام کردیا اور مظفر و منصور قیروان مین داخل ہوکر قبضہ کرلیا یہہ واقعہ آخری ۱۳۸ھ کا ہے اسکا دوسرا چچا عبدالوارث بربر کے قبائل سے قبائل وریجومہ مین جاکے پناہ گزین ہوا اس قبیلہ کا سردار اندلون عاصم بن جمیل نامی ایک شخص تہا۔ اسکو کہانت مین بدطولیٰ حاصل تہا اسنے دعوائے نبوت کیا تہا عبدالوارث کو اسی نے امن دی تہی حبیب نے یہہ خبر پاکر اندلوگونپر چڑہائی کی اندلوگون نے حبیب کو قابس کیجانب ہزیمت دی اس سے اندلوگون کی حکومت مستقل اور مستحکم ہوگئی۔ قیروان کے عربون نے عاصم بن جمیل کو قیروان پر حکومت کرنے کے لئے لکہہ بھیجا مگر یہہ شرط کی کہ خلیفہ منصور کی حکومت تسلیم اور اسکی دولت کی حمایت کرنا ہوگی عاصم نے اس شرط کو منظور نہ کیا۔ فوجین آراستہ کرکے قیروان پر چڑہ آیا عربون کو اس معرکہ مین ہزیمت ہوئی۔ کمال ابتری سے پسپا ہوئے۔ عاصم نے مسجدون کو ویران و مسمار کردیا اور انکی بے توقیری کی۔ بعد ازان بقصد حبیب بن عبدالرحمن قابس کیطرف بڑہا دونون حریف مین لڑائی ہوئی میدان عاصم کے ہاتہہ رہا حبیب شکست کہاکے کوہ اوراس چلاگیا اہل کوہ اوراسنے اسکو اپنی یہان پناہ دی اتنے مین عاصم آپہنچا دونون مین لڑائی ہوئی میدان اہل جبل اور اسکے ہاتہہ رہا ایک گروہ اسکے ہمراہیون کا مارا گیا۔ اسکے بعد ۱۴۰ھ مین عبدالملک نامی ایک شخص حبیب بن عبدالرحمن کو قتل کرکے حکومت وریجومہ اور قیروان پر قابض و متصرف ہوگیا الیاس کی حکومت افریقیہ پر ڈیڑہ سال رہی اور حبیب کی امارت تین سال

عبدالملک بن ابی الجعد وریجومی

عبدالملک بن ابی الجعد نے حبیب بن عبدالرحمن کو قتل کرکے قبائل وریجومہ مین قیروان کیطرف مراجعت کی اور پہنچتے ہی قیروان پر قابض ہوگیا اور وریجومہ نے تمام افریقیہ پر مستولی ہوکر اہل قیروان

کو اپنے ظلم و ستم کا نشانہ بنالیا جیسا کہ اس سے پیشتر عاصم نے اہل قیروان کے ساتھہ زیادتیاں کین تھین بلکہ اس سے زیادہ انلوگون نے دند مچایا۔ اہل قیروان بخوف جان ادہر اوہر بھاگنے لگے یہہ خبر تمام ملکون مین پہیل گئی پس عبد الاعلی بن سمح معافری اباضی نے اطراف طرابلس مین اسکی مخالفت کا علم بلند کیا اور بڑھکر طرابلس پر قبضہ کرلیا۔

عبدالاعلی معافری

جسوقت عبد الاعلی نے شہر طرابلس مین اپنی حکومت و ریاست کا جھنڈا گاڑا عبد الملک بن ابی الجعد نے ۱۴۱ھ مین عبد الاعلی سے جنگ کرنے کو فوجین روانہ کین۔ چنانچہ ابو الخطاب عبد الاعلی نے عبد الملک کی فوجون سے مقابلہ کیا اور انکو ہزیمت دے کے نہایت سختی سے قیروان تک تعاقب کرتا چلا گیا۔ مفرم گروہ کو قیروان نے بھی امن دی ابو الخطاب عبد الاعلی نے قیروان پر قابض ہوکر اہل و بچہ مہ کو نکال باہر کیا اور عبد الرحمن بن رستم کو بطور اپنے نائب کے مقرر کرکے طرابلس کیجانب اس لشکر سے لڑنے کو کوچ کیا جو کہ ابو جعفر منصور کیطرف سے آرہا تھا۔

محمد بن اشعث خزاعی

جبکہ افریقیہ مین فتنہ و فساد کی جسقدر گرم بازاری ہوسکتی تھی ہوئی اور قبائل و بچہ مہ نے قیروان پر قبضہ حاصل کرلیا اوسوقت لشکر افریقیہ سے چند لوگ ابطور وفد دربار خلافت عباسیہ مین حاضر ہوئے اور خلیفہ ابو جعفر منصور سے و بچہ مہ کی ان زیادتیون اور ظلم کی شکایت کی جو انپر ہو رہے تھے اور امداد و اعانت کی درخواست کی۔ خلیفہ منصور نے مصر و افریقیہ کی حکومت پر محمد بن اشعث خزاعی کو مامور کرکے اول افریقیہ کی دادرسی کی ہدایت فرمائی۔ محمد بن اشعث دربار خلافت سے رخصت ہوکر مصر مین وارد ہوا ابو الاحوص عمرو بن احوص عجلی کو اپنی جانب سے افریقیہ کی عنان حکومت سپرد کی چنانچہ ابو الاحوص نے فوجین آراستہ کرکے مقدمۃ الجیش کے ساتھہ

کوچ کیا۔ مقام سرت مین ابو الخطاب عبد الاعلی سے مڈبھیڑ ہوئی۔ اس مہم مین ان لوگونکے ساتھہ اغلب بن سالم بن عقال بن خفاجہ بن سوادہ تمیمی بھی تھا بہت بڑی خونریزی کے بعد عساکر شاہی کو فتح نصیب ہوئی لیکن خاتمہ جنگ کے بعد ہی ابو الخطاب عبد الاعلی دوبارہ خم ٹھونک کر میدان سرت مین آگیا ایکدوسرے سے گتھہ گیا آخر کار ابو الخطاب عبد الاعلی کو ہزیمت ہوئی۔ بہت سے اسکے ہمراہی مارے گئے یہہ واقعہ ۱۴۴ھ کا ہے۔

اس واقعہ کی خبر عبد الرحمن بن رستم تک پہنچی تو وہ قیروان سے تاہرت کیطرف بھاگ گیا اور وہان پہنچکے ایک شہر آباد کرکے قیام پذیر ہوگیا اور محمد بن اشعث نہایت حزم و احتیاط سے اپنے فتوحات کے دائرہ کے وسیع کرنے مین مصروف ہوا۔ طرابلس کو فتح کیا اور ابو المحفارق غفار طائی کو اسکی حکومت عطا کی۔ طبنہ اور زاب پر اغلب بن سالم کو مقرر کیا بعد چندے مضریہ نے اس سے مخالفت و بغاوت کی اور ۱۴۸ھ مین اسکو نکال دیا پس اغلب بن سالم نے مشرق کا راستہ لیا۔ اور جب محمد بن اشعث مشرق کیجانب روانہ ہوا مضریہ پر عیسیٰ بن موسیٰ خراسانی مامور کیا گیا۔ ابو جعفر منصور نے اغلب بن سالم بن عقال بن خفاجہ تمیمی کو اسکے بعد افریقہ کی حکومت عنایت کی یہہ شخص ابو مسلم خراسانی کے ہمراہیون سے تھا اور محمد ابن اشعث کے ساتھہ افریقہ آیا تھا پس محمد بن اشعث نے اسکو طبنہ اور زاب کی حکومت پر مقرر کیا تھا۔ اس مرتبہ جون ہی اغلب قیروان مین داخل ہوا فتنہ و فساد فرو ہوگیا۔ امن چین سے ہر شخص اپنے مکان مین رہنے لگا۔ بعد ازان ابو قبرہ یفرنی نے بربریونکو ایک جا کرکے اغلب پر چڑھائی کردی اغلب بخوف خونریزی و جنگ بھاگ کھڑا ہوا فتنہ و فساد اٹھکر فرو ہوگیا۔ [1] . . . لشکریون کو اغلب کا یہہ فعل ناگوار گذرا اپنی

[1] اصلی کتاب مین یہان جگہہ خالی ہے۔

سرداری سے معزول کر دیا اور حسن بن حرب کندی سے خط و کتابت شروع کی
جو کہ اندنون قابس مین تہا۔ چند نامہ و پیام کے بعد سارا لشکر حسن بن حرب کے پاس
چلا گیا پہر وہ انکے ساتہہ ساتہہ قیروان کیطرف آیا اور قیروان پر قابض ہو گیا اغلب نے
میدان خالی دیکہہ کے قابس کا راستہ لیا قابس پہنچکر فوجین فراہم کین اور سنہ ۱۵۰ھ
مین حسن بن حرب سے جنگ کرنے کو واپس ہوا دونون فریق نے ایک میدان مین
صف آرائی کی۔ اغلب نے حسن کو ہزیمت دیکے قیروان کیطرف قدم بڑہایا۔
حسن نے پلٹ کر قیروان کے باہر اغلب پر پہر حملہ کر دیا۔ بہت بڑی خونریزی ہوئی
اثنا رجنگ مین اغلب کو ایک تیر آلگا جس سے وہ تڑپ کر مر گیا اسکے ہمراہیون نے
ابو المخارق غفار طائی کو اپنا امیر بنایا جو کہ طرابلس کی حکومت پہ تہا اور نہایت مردانگی
سے حسن پر حملہ آور ہوئے حسن شکست کہاکے تونس کیجانب بہاگا۔ اور جب وہان
بہی اسکو پناہ نہ ملی تو کتامہ مین جاکے دم لیا اور سواران ابو المخارق اسکے تعاقب
مین تین دو مہینے بعد کتامہ سے پہر تونس کیطرف مراجعت کی شاہی لشکر نے گرفتار
کر کے قید حیات سے سبکدوش کر دیا۔ کہا جاتا ہے کہ اغلب کے ہمراہیون نے
اسکو اس مقام پر قتل کیا تہا جہانپر کہ اغلب مارا گیا تہا۔ ان واقعات کے بعد ابو المخارق
غفار طائی افریقیہ پر حکمرانی کرتا رہا تا آنکہ وہ حوادث پیش آئے جس کو ہم ذکر
کرنیوالے ہین۔

عمر بن حفص ہزارمرد خلیفہ ابو جعفر منصور نے اغلب بن سالم کے مارے
جانے کی خبر سنکر بجاے اسکے افریقیہ پہ عمر بن حفص ہزارمرد کو مامور کیا۔ عمر بن
حفص قبیصہ بن ابی صفرہ برادر مہلب کی اولاد سے تہا۔ چنانچہ سنہ ۱۵۱ھ مین عمر بن
حفص وارد افریقیہ ہوا۔ تین برس تک کمال انتظام سے حکومت کرتا رہا بعد ازان
شہر طبنہ کی شہرپناہ بنانیکی غرض سے طبنہ کیطرف روانہ ہوا اور قیروان پر بجاے

اپنے ابو حازم حبیب بن حبیب مہلبی کو مامور کرگیا عمر بن حفص کی روانگی طبنہ کے بعد
بربریون نے افریقیہ مین یورش کی۔ اہل افریقیہ کو ہالیا قیروان کیطرف بڑھے۔ ابو حازم
سے لڑائی ہوئی۔ ان لوگون نے ابو حازم کو مار ڈالا۔ بعد ازان بربر اباضیہ نے طرابلس
مین مجتمع ہوکر ابو حاتم یعقوب بن حبیب اباضی کو اپنا امیر مقرر کیا ابو حاتم بنی کندہ کا خادم
تہا۔ اندنون طرابلس کی حکومت پر جنید بن یشار اسدی عمر بن حفص کیطرف سے مامور
تہا عمر بن حفص نے اسکی کمک پر فوجین روانہ کین چنانچہ ابو حاتم سے مڈبھیڑ ہوئی۔
ابو حاتم نے شاہی لشکر کو ہزیمت دیکر طرابلس مین اپنر محاصرہ ڈالدیا اس واقعہ سے تمام
افریقیہ مین بغاوت پہیل گئی۔ پھر بربریون نے فوجین فراہم کرکے طبنہ کیجانب کوچ کیا
اور عمر بن حفص کا اسمین محاصرہ کرلیا۔ محاصرین مین ابو قرہ یعقوبی چالیس ہزار صفریہ کی
جمعیت سے عبد الرحمن بن رستم پندرہ ہزار اباضیہ کے ساتہہ اور مسور زناتی دس ہزار
اباضیہ کو لیکر آیا ہوا تہا علاوہ انکے بہت سے خوارج صنہاجہ، زناتہ اور ہوارہ کے آئے
ہوئے تہے جو شمار اور تعداد سے باہر تہے۔ عمر بن حفص نے نہایت دانائی سے انلوگون
کی مدافعت کی انکے سردارون کو مال وزر دیکر انکی مجموعی قوت اور اتحاد کو توڑ دیا۔
ابو قرہ کے ہمراہیون کو بہی ایک مقدار کثیر مرحمت کیا یہہ لوگ بلا جدال و قتال لوٹ کہڑے
ہوے مجبورا ابو قرہ نے بہی انکی متابعت کی۔ عمر بن حفص نے اس امر کا احساس
کرکے ایک فوج عبد الرحمن بن رستم کے مقابلہ پر بہیجدی یہہ اسوقت مقام تہودا مین تہا
بس عبد الرحمن شکست کہاکے تاہرت کیجانب بہاگا۔ عبد الرحمن کی شکست اور
ہزیمت سے اباضیہ پر طبنہ کا محاصرہ قائم رکہنا دشوار ہوگیا۔ بدرجہ لاچاری محاصرہ
اٹہالیا۔ ابو حاتم نے قیروان مین پہنچکے محاصرہ ڈالدیا۔ آٹہہ مہینے تک نہایت شدت سے
محاصرہ کئے رہا۔ عمر بن حفص نے یہہ خبر پاکر کوچ کیا اور طبنہ کی محافظت کے لئے فوجین
بہیجدین۔ ابو قرہ اس سے مطلع ہوکر طبنہ پر آپہنچا اہل طبنہ نے اسکو ناکامی کے ساتہہ

پسپا کر دیا۔ ابو حاتم اور اسکے ہمراہی جو کہ قیروان کا محاصرہ کئے ہوئے تھے یہ خبر پاکر کہ عمر بن حفص انکی طرف آرہا ہے بقصد جنگ و مقابلہ عمر بن حفص کیجانب بڑھے عمر بن حفص کو جاسوسون نے حریف کے نقل و حرکت سے مطلع کر دیا پس عمر بن حفص اربس سے تونس کیطرف جھک پڑا اور وہاں سے ایک غیر متعارف راستہ طے کر کے قیروان پہنچگیا اور ہر چہار طرف سے اسکو گھیر لیا ابو حاتم اور بربر بھی اسکے پیچھے پیچھے قیروان آپہنچے اور عمر بن حفص کے لشکر کا محاصرہ کر لیا۔ اسوقت قیروان ایک نقطہ کیطرح دو دائرون کے درمیان مین تھا۔ محصورون اور محاصرون کی قوتین ایک دوسرے کے حصار اُٹھا دینے مین صرف ہو رہی تھین آخر کار عمر بن حفص مرنے پر کمربستہ ہوکر ابو حاتم کے حصار اوٹھانے کی غرض سے نکل کھڑا ہوا کہ بیت ابو حاتم کے ہاتھ رہا عمر بن حفص عین معرکہ مین مارا گیا یہ واقعہ آخری ۱۴۴ھ کا ہے بجائے اسکے اسکا مادری بھائی حمید بن صخر امیر لشکر ہوا۔ اس سے اور ابو حاتم سے اس شرط سے کہ قیروان مین خلافت عباسیہ کا شاہی اقتدار تسلیم کیا جائے مصالحت ہوگئی چنانچہ شاہی لشکر کا حصہ کثیر طبنہ چلا آیا۔ ابو حاتم نے قیروان کے دروازون کو جلا دیا اور شہر پناہ کو توڑوا ڈالا۔

یزید بن حاتم بن قبیصہ بن مہلب

جسوقت خلیفہ منصور تک یہ خبر پہنچی کہ اہل افریقیہ نے عمر بن حفص گورنر افریقیہ کے خلاف بغاوت کر دی ہے اور طنبہ مین بعدہ قیروان مین اسکا محاصرہ کر لیا ہے تو خلافت پناہی نے ساٹھ ہزار جنگ آزمون کی جمعیت سے یزید بن حاتم بن قبیصہ بن مہلب بن ابی صفرہ کو عمر بن حفص کی کمک پر روانہ کیا۔ اسکی خبر عمر بن حفص تک پہنچی تو اسی غزہ پر یہ مرنے پر کمربستہ ہوکر میدان جنگ مین آگیا تا آنکہ مارا گیا۔ اسکے بعد یزید بن حاتم قریب قیروان پہنچا اسوقت ابو حاتم یعقوب بن حبیب قیروان پر قابض تھا پس اسنے قیروان پر

بجاے اپنے عمر بن عثمان فہری کو مامور کیا اور فوجین آراستہ کرکے یزید کے مقابلہ کے قصد سے طرابلس کیجانب بڑہا۔ جون ہی ابو حاتم نے قیروان سے کوچ کیا عمر بن عثمان نے علم مخالفت بلند کرکے اسکے ہمراہیون کو قتل کر ڈالا۔ اسی اثنا مین ابو الخارق غفار بہی موقع پاکر نکل کہڑا ہوا ابو حاتم کو مجبورانہ انلوگون کیطرف مراجعت کرنا پڑی یہہ دونون آمد کی خبر سنکر قیروان سے نکل بہاگے سواحل کتامہ سے ساحل جیجل پر جاکے پناہ لی ابو حاتم انکا تعاقب چہوڑ کر قیروان کیطرف جہکا اور عبد العزیز بن سمیع مغافری کو قیروان پر مامور کرکے یزید کے مقابلہ کو روانہ ہوا یزید کو اسکی خبر لگی تو اس نے طرابلس کا راستہ لیا۔ ابو حاتم کوچ و قیام کرتا ہوا جبال نفوسہ تک پہنچا یزید کی فوجون نے پیچہا کیا ابو حاتم نے انکو شکست دیدی تب یزید بنفسہ ابو حاتم کے مقابلہ کو روانہ ہوا۔ بہت بڑی لڑائی ہوئی۔ بربر کی فوج میدان جنگ سے گہونگٹ کہا گئی ابو حاتم معہ تین ہزار ہمراہیون کے کہیت رہا۔ یزید بعوض خون عمر بن حفص ہزمیت خوردہ گروہ کا دور تک قتل کرتا ہوا تعاقب کرتا چلا گیا بعد ازان قیروان کیجانب روانہ ہوا ۱۵۵ھ کے نصف دور تمام ہوتے ہوتے قیروان پہنچا۔

عبد الرحمن بن عبد الرحمن فہری ابو حاتم کے ساتہہ تہا خاتمہ جنگ کے بعد اسنے کتامہ مین جاکے پناہ لی۔ یزید نے اسکی گرفتاری جستجو پر چند دستہ فوج کو مامور کیا بس انہون نے اسکا کتامہ مین محاصرہ کر لیا اور کامیابی کا جہنڈا لئے ہوے کتامہ مین گہس پڑے عبد الرحمن بہاگ گیا۔ کل وہ لوگ جو اس کے ہمراہ تہے مارے گئے۔

ان مہمات سے فارغ ہوکر یزید انتظام و انصرام حکومت کیطرف متوجہ ہوا بس ابو الخارق غفار کو اب پر متعین کیا اور خود طبنہ مین قیام پذیر ہوا متعدد لڑائیون

مین جو اسکو دریجومہ کے ساتھہ پیش آئین بربریون کو خوب خوب پامال کیا تاآنکہ عہد خلافت ہارون الرشید ۱۷۰ھ مین راہی ملک آخرت ہوا۔ عنان حکومت اسکے بیٹے داود نے اپنے ہاتھہ مین لی۔ بربر نے اسپر خروج کیا۔ یہ بھی اونپر حملہ آور ہوا بعدہ واپس ہوکر قیروان آیا۔ بقیہ اس کے حالات ہم آیندہ تحریر کرینگے

روح بن حاتم | یزید بن حاتم کے مرنے کی خبر خلیفہ رشید تک پہنچی تو اُسکے بھائی روح بن حاتم کو جو کہ فلسطین کا گورنر تہا دار الخلافت مین طلب کرکے اسکے بھائی یزید کی ماتم پرسی کی اور سند حکومت افریقیہ عنایت فرماکے روانگی کا حکم دیا۔ ۱۷۱ھ کے نصف مین روح وارد افریقیہ ہوا۔ داؤد بن یزید نے دار الخلافت بغداد کا راستہ لیا۔ چونکہ یزید نے خوارج کو بیحد ذلیل اور حد درجہ پامال کیا تہا اور اسپنے رعب و داب کا سکہ لوگونکے دلون پر بٹہا لیا تہا اسوجہہ سے روح کا زمانہ حکومت نہایت سکون اور امن سے گذرا۔ صرف ایک عبد الوہاب بن رستم وہبیہ سے خطرہ کا اندیشہ تہا اس سے بہی مصلحتاً مصالحت کرلی بعد ازان ماہ رمضان ۱۷۳ھ مین اسنے وفات پائی۔ اس سے پیشتر خلیفہ رشید نے روح کے عزیزون مین سے نصر بن حبیب کو حکومت افریقیہ کی سند خفیہ طور سے عنایت کردی تہی اس نظر سے بعد روح کے نصر نے عنان حکومت افریقیہ اپنے ہاتھہ مین لی اور حکمرانی کرنے لگا یہان تک کہ فضل کو افریقیہ کی گورنری مرحمت ہوئی۔

فضل بن روح | جسوقت روح بن حاتم نے وفات پائی بجاے اسکے نصر بن حبیب حکمرانی کرنے لگا روح کا بیٹا فضل سیدہا دار الخلافت چلا گیا خلیفہ رشید نے اسکو بجاے اسکے باپ روح کے افریقیہ کی سند حکومت

عطا کی پس فضل ماہ محرم ۱۷۷ھ مین قیروان واپس آیا۔ تونس کی حکومت پر مغیرہ اپنے بھائی بشر بن روح کے بیٹے کو مامور کیا۔ چونکہ مغیرہ ایک نوعمر شخص تہا لشکریون نے حقارت کی نگاہ سے دیکہا۔ اور فضل سے انلوگون کو اسکی بدخلقی اور ظالمانہ حرکات کیوجہ سے منافرت پیدا ہوئی فضل نے بہی انلوگون پر نصر بن حبیب کی محبت اور ہواخواہی کا الزام لگایا۔ اتنے مین اہل تونس نے مغیرہ سے مستعفی ہونے کی تحریک کی مغیرہ نے اس سے انکار کیا اس پر اہل تونس نے علم مخالفت بلند کر کے مغیرہ کو معزول کر دیا اور عبداللہ بن جارود کو اپنا امیر بنالیا۔ عبداللہ بن جارود عبدربہ انباری کے نام سے مشہور و معروف تہا اہل تونس نے بغرض اظہار اطاعت اسکے ہاتھہ پر بیعت کر کے مغیرہ کو اپنے شہر سے نکال دیا۔ اور براہ چاپلوسی فضل کو لکھہ بہیجا کہ جسکو اب چاہے تونس کی حکومت پر مقرر فرمادے اہل تونس پر اپنے چچازاد بہائی عبداللہ بن یزید بن حاتم کو مقرر کیا چنانچہ عبداللہ فضل سے رخصت ہوکر تونس کیجانب روانہ ہوا جون ہی تونس کے قریب پہنچا عبداللہ بن جارود نے ایک گروہ کو عبداللہ بن یزید سے ملنے اور تونس آنے کی وجہ دریافت کرنے کی غرض سے بہیجا۔ انلوگون نے براہ کینہ عبداللہ بن جارود کے خوش کرنے کو عبداللہ بن یزید کو مار ڈالا۔ اسوجہ سے عبداللہ بن جارود کو مخالفت کا اظہار مجبوراً کرنا پڑا۔ عبداللہ بن یزید کے قتل کا محرک سپہ سالاران خرسانیہ مین سے محمد بن فارسی ہوا تہا۔ عبداللہ بن جارود نے اظہار مخالفت کے بعد تمام بلاد کے سپہ سالارون اور عمال کو فضل کی مخالفت پر ابہار دیا سب کے سب فضل سے باغی اور منحرف ہوگئے عبداللہ بن جارود کی جمعیت بڑھگئی۔ فضل نے اس طوفان کے روک تہام کی غرض سے خروج کیا مگر پہلے ہی حملہ مین ہزیمت کہاکر بہاگ نکلا عبداللہ بن جارود نے تعاقب کیا قریب قیروان پہر مقابلہ ہوگیا

عبداللہ بن جارود نے بجاے جنگ کے چند لوگونکو فضل اور نیز اسکے اہل وعیال پر قابس تک پہنچا دینے کے لئے مامور کر دیا پھر اسکو اثناء راہ سے واپس کر کے ۱۷۸ھ کے نصف دور تمام ہوتے ہوتے قتل کر ڈالا۔ اب عبداللہ بن جارود کو پوری طور سے جمعیت حاصل ہوگئی تھی لوٹکر تونس آیا مگر آرام سے بیٹھنا نصیب نہوا لشکر کے ایک حصہ کو جسکا سردار مالک ابن منذر تھا فضل کے واقعہ قتل سے برہمی پیدا ہوئی رفتہ رفتہ کینہ اور عداوت کے حد تک پہنچی۔ ایک روز متفق ہوکر قیروان کو یورش کر کے لے لیا عبداللہ بن جارود نے اس واقعہ سے مطلع ہوکر تونس سے قیروان کے طرف کوچ کیا اور پہنچتے ہی ان سبھونکو معہ مالک بن منذر کے قتل کی سزا دی علاوہ انکے چند نامی نامی سردارون کو بھی قتل کرا دیا باقی ماندگان نے اندلس مین جاکے پناہ لی اور اپنی سرداری وحکومت پر سلت بن سعید کو مامور کیا پھر بعد چند سے قیروان کیطرف واپس آئے اور افریقیہ مین بغاوت کا ایک طوفان برپا ہوگیا۔

ھرثمہ بن اعین

خلیفہ رشید نے فضل بن روح کے مارے جانے اور افریقیہ مین بغاوت پھوٹ نکلنے سے مطلع ہوکر بجاے فضل کے ھرثمہ بن اعین کو سند حکومت عنایت کی اور عبداللہ بن جارود کے پاس یحیی بن موسی کو اسوجہ سے کہ اہل خراسان کی آنکھونمین اسکی عزت وتوقیر تھی علم خلافت کی اطاعت کا پیام لیکے روانہ کیا بعضون کا بیان ہے کہ لقیطین کو بھیجا تھا عبداللہ بن جارود نے علار بن سعید کے مہم سے فارغ ہونے کی شرط پر علم خلافت کے مطیع ہونیکا اقرار کیا لقیطین (یا یحیی) تاڑ گیا کہ عبداللہ بن جارود مغالطہ دے رہا ہے فوراً عبداللہ بن جارود کے دوست ومصاحب محمد بن فارسی سے سازش کرنے کی بنا ڈالدی اور بہت سا مال دینے کے وعدہ پر ملا لیا عبداللہ بن جارود کو کسی ذریعہ سے اسکی خبر لگ گئی گھبراکر

اپنی حکومت کے ساتوین مہینے ماہ محرم ۱۷۹ھ مین بخوف علاء بن سعید قیروان سے نکل بھاگا۔ محمد بن فارسی بھی اسکے ساتھ تھا۔ دونون نے قیروان سے نکلکر بقصد جنگ درستی سامان وفراہمی فوج کیجانب توجہ کی۔ ایک روز عبداللہ بن جارود نے محمد بن فارسی کو تنہائی مین مشورہ کی غرض سے بلایا۔ فریق مخالف نے پہلے ہی سے اسکے ہمراہیون مین سے ایک شخص کو ان دونون کے قتل پر مامور کر رکھا تھا پس اس شخص نے محمد بن فارسی کو مار ڈالا باقی رہا عبداللہ بن جارود وہ اور اسکے ہمراہی بھاگ کھڑے ہوے۔ علاء بن سعید اور یقطین قیروان کیطرف بڑہے علاء بن سعید پہلے پہنچا اور قابض ہوگیا۔ عبداللہ بن جارود کے ہمراہیون کو گرفتار کرنا شروع کر دیا۔ عبداللہ بن جارود بھاگ کر ہرثمہ کے پاس پہنچا ہرثمہ نے اسکو خلیفہ رشید کیخدمت مین بھیجدیا اور یہہ لکھہ بھیجا کہ علاء بن سعید نے اسکو قیروان سے نکالا ہے خلیفہ رشید نے علاء کے بھیجنے کا فرمان روانہ فرمایا چنانچہ ہرثمہ نے علاء کو ہمراہی یقطین دربار خلافت کیطرف روانہ کیا خلیفہ رشید نے عبداللہ بن جارود کو جیل مین ڈالدیا اور علاء کے ساتھہ بحسن سلوک پیش آیا تا آنکہ مصر مین اسنے وفات پائی۔

ان واقعات کے بعد ہرثمہ نے قیروان کیجانب کوچ کیا سفر و قیام کرتا ہوا ۱۸۰ھ مین وارد قیروان ہوا۔ لوگون کو امن دی۔ آتش بغاوت فرو ہوگئی۔ اپنے آنیکے ایک برس بعد قصر کبیر مقام منستیر مین تعمیر کرایا اور طرابلس کا شہر پناہ دریا کے متصل بنوایا۔ اسوقت ابراہیم بن اغلب زاب اور طبنہ کی گورنری پر تھا اس نے ہرثمہ کی خدمت مین ہدایا اور تحائف بھیجے ملاطفت آمیز اور خوشامدانہ خطوط لکھے۔ ہرثمہ نے اسکو اسکے عہدہ پر بحال رکھا۔ پس اس نے نہایت خوبی سے اس خدمت کو انجام دیا رعایا کے ساتھہ عادلانہ برتاؤ کیے۔

بعد چندے ہرثمہ کی مخالفت پر عیاض بن وہب ہواری اور کلیب بن جمیع کلبی اٹھ کھڑے ہوئے دونوں نے متفق ہوکر بہت بڑا لشکر مجتمع کر لیا۔ ہرثمہ نے ان دونوں کی سرکوبی پر سپہ سالاران خراسانیہ مین سے یحیٰی بن موسیٰ کو مامور کیا۔ یحیٰی کی حسن کارگذاری سے عیاض اور کلیب کی جمعیت منتشر ہوگئی اسکے بہت سے ہمراہیون کو مار ڈالا۔ اور آتش بغاوت فرو کرکے قیروان کیجانب مراجعت کی ہرثمہ نے اس امر کا احساس کرکے کہ افریقیہ مین آئے دن میری مخالفت پر علم بلند ہوا کرتا ہے حکومت افریقیہ سے استعفا پیش کیا خلیفہ رشید نے استعفا منظور فرمالیا۔ ہرثمہ افریقیہ سے اپنی حکومت و گورنری کے ڈھائی برس بعد عراق لوٹ آیا۔

محمد بن مقاتل کعبی

بعد اسکے خلیفہ رشید نے افریقیہ کی گورنری پر محمد بن مقاتل کعبی کو مامور کیا محمد بن مقاتل خلیفہ رشید کا ساختہ پرداختہ تھا ماہ رمضان ۱۸۱ھ مین وارد قیروان ہوا۔ چونکہ محمد بن مقاتل مین خصائل خسیسہ اور عادات رذیلہ کوٹ کوٹ کر بھرے ہوئے تھے لشکریون نے اس سے مخالفت کا اعلان کرکے مخلد بن مرہ ازدی کو اپنا سردار بنایا محمد بن مقاتل نے اسکے روک تھام کی غرض سے فوجین روانہ کین۔ مخلد کو ہزیمت ہوئی اور اثناء دار و گیر مین مارا گیا بعد ازان ۱۸۳ھ مین تمام بن تمیم تمیمی نے تونس مین علم مخالفت بلند کیا عوام الناس کا جم غفیر مجتمع ہوگیا تمام نے سبھون کو فوجی لباس پہنا کر قیروان کیجانب کوچ کیا۔ محمد بن مقاتل اس سے مطلع ہوکر فوجین آراستہ کرکے مقابلہ پر آیا۔ دونون حریف کا ایک میدان مین مقابلہ ہوا میدان جنگ تمام کے ہاتھ رہا محمد بن مقاتل شکست کھاکے قیروان کیجانب بھاگا تمام تعاقب کرتا ہوا قیروان پہنچگیا بالآخر تمام نے محمد بن مقاتل کو افریقیہ چھوڑ کر چلے جانے کی شرط سے امان دی چنانچہ محمد بن مقاتل نے افریقیہ کو

خیرآباد کہکر طرابلس کا راستہ لیا۔ رفتہ رفتہ یہہ خبر ابراہیم بن اغلب تک زاب مین پہنچی محمد بن مقاتل کے اس فعل سے بیحد ناراض ہوا فوراً فوجین آراستہ کرکے قیروان کیطرف بڑہا۔ تمام مقابلہ سے جی چوراکر تونس کیطرف بہاگا ابراہیم نے قیروان پر قبضہ کرلیا اور محمد بن مقاتل کو طرابلس سے طلب کرکے آخری ۱۰۳ھ مین قیروان کی امارت دوبارہ عنایت کی تمام نے سامان جنگ درست کرکے انلوگون پر پہر حملہ کیا ابراہیم بن اغلب معہ اپنے سرداران لشکر کے مقابلہ پر آیا تمام کو اس معرکہ مین ہزیمت ہوئی ابراہیم تعاقب کنان تونس تک پہنچا تمام نے امن کی درخواست کی ابراہیم نے اسکو امن دی اور معہ اسکے قیروان آیا اور قیروان سے بغداد کیطرف روانہ کردیا خلیفہ رشید نے جیل مین ڈالدیا۔

ابراہیم بن اغلب جسوقت محمد بن مقاتل نے قیروان کی عنان حکومت دوبارہ اپنے ہاتہہ مین لی اہل ملک کو اسکی حکومت سے ناراضی پیدا ہوئی۔ نامہ و پیام کرکے ابراہیم بن اغلب کو خلیفہ رشید سے سند حکومت افریقیہ کی درخواست دینے پر آمادہ کیا۔ پس ابراہیم نے دربار خلافت مین حکومت افریقیہ کی اس شرط سے درخواست کی کہ ایک لاکھہ دینار جو مصر سے افریقیہ بغرض انتظام روانہ کیا جاتا ہے موقوف کردیا جاے علاوہ براین چالیس ہزار دینار سالانہ افریقیہ سے بطور خراج دربار خلافت مین بہیجا کرونگا کسی ذریعہ سے خلیفہ رشید کو اسکی دولتمندی اور تمول کا حال بہی معلوم ہوگیا اپنے مصاحبین سے اس معاملہ مین مشورہ کیا ہرثمہ نے ابراہیم بن اغلب کی درخواست منظور کرلینے اور سند حکومت افریقیہ عطا فرمانے کی راے دی چنانچہ خلیفہ رشید نے نصف ۱۸۴ھ مین سند حکومت افریقیہ لکہکر ابراہیم کے پاس روانہ کردیا ابراہیم سند حکومت افریقیہ حاصل کرکے کرسی حکومت پر رونق افروز ہوا انتظام ملکی اور فوجی کو معقول طور سے سنبہالا محمد بن مقاتل افریقیہ سے مشرق چلا آیا تمام ملک مغرب مین ابراہیم بن اغلب

کی گورنری سے امن وچین کی منادی پھر گئی۔ قیروان کے قریب عباسیہ نامی ایک شہر آباد کیا اور معہ اپنے جملہ ارکین حکومت کے عباسیہ مین اوٹھہ آیا۔ ۲۹۶ھ مین حمدیس نامی ایک شخص نے سرداران عرب سے تونس مین علم خلافت کے خلاف خروج کیا۔ سیاہ پھریرہ اُتار کر پھینکدیا۔ ابراہیم بن اغلب نے عمران بن مجالد کو بسرافسری افواج شاہی حمدیس کے مقابلہ پر روانہ کیا۔ سخت اور خونریز جنگ کے بعد حمدیس کو ہزیمت ہوئی تقریباً اسکے دس ہزار ہمراہی کمیت رہے اس واقعہ کے بعد ابراہیم نے اپنی توجہ وہمت کو المغرب الاقصیٰ کے نظم ونسق کیجانب مصروف کیا یہ وہ زمانہ تھا کہ اس ملک مین دعوت علویہ بذریعہ ادریس بن عبداللہ ظلہر ہوچکی تھی عبداللہ نے بیک اجل کو لبیک کہہ کر ملک عدم کا راستہ لیا تھا اور بربریون نے اسکے چھوٹے بیٹے کو اسکا قائم مقام بنایا تھا اسکا غلام راشد اسکی کفالت ونگرانی کررہا تھا تا آنکہ ادریس بڑا ہوا اور اسکی حکومت کو راشد کیوجہ سے استحکام واستقلال حاصل ہوگیا۔ ابراہیم بن اغلب ہمیشہ بربریونکو مال وزر دے کے ملاتا چلا تا رہتا تھا آخر کار راشد مارا گیا اور اسکا سر اُتار کر ابراہیم کے پاس لایا گیا راشد کے مارے جانے کے بعد ادریس کی حکومت ورہاست کا انتظام سرداران بربر سے مہلول بن عبدالرحمن مظفر کرنے لگا اس نے بھی نہایت دانائی سے حکومت وسلطنت کے نظام کو درست کیا۔ ابراہیم بن اغلب ہمیشہ اسکو بھی اپنی عاملانہ تدابیر اور حکمت عملیون سے ملاتا رہا۔ خطوط اور تحائف برابر بھیجتا رہا مہلول آخر انسان ہی تھا کہانتک ابراہیم کے احسانات کو فراموش کرتا دعوت اداء سے اعراض کرکے علم حکومت عباسیہ کی اطاعت کا اظہار کردیا۔ ادریس نے اس سے مطلع ہوکر اس سے مصالحت کرلی اور رسول صلے اللہ علیہ وسلم کی قرابت کے ذریعہ سے اسکے لطف وعنایت کا خواستگار ہوا پس وہ اسکی ایذارسانی سے باز رہا۔

بعد اسکے اہل طرابلس نے ۱۹۵ھ مین ابراہیم بن اغلب سے مخالفت کا اظہار کیا اور اسکے گورنر سفیان بن مہاجر کو حملہ کر کے دار الامارت سے مسجد کیطرف نکالدیا اور اسکے بہت سے ہمراہیون کو مار ڈالا پھر اسکو طرابلس چھوڑ کر چلے جانے کی شرط پر امان دی چنانچہ سفیان اپنی حکومت کے چند مہینے بعد طرابلس سے نکل کھڑا ہوا اہل طرابلس نے اپنی سرداری و حکومت پر ابراہیم بن سفیان تمیمی کو مامور کیا۔ ابراہیم بن اغلب نے اس واقعہ سے مطلع ہو کر فوجین روانہ کین۔ شاہی فوج نے ابراہیم بن سفیان کو ہزیمت دیدی اور بزور و جبر طرابلس مین داخل ہوگئی۔ طرابلس مین داخل ہو کر ابراہیم بن سفیان کو حاضر کرنے پر اہل طرابلس کو مجبور کیا۔ تھوڑی سی رد و کد کے بعد ذی الحجہ آخری سنہ مذکور مین اہل طرابلس نے ابراہیم کو پیش کیا ابراہیم بن اغلب نے اسکی اور نیز اہل طرابلس کی خطائین معاف کردین اور انکے وطن کیجانب انلوگون کو واپس کردیا۔

پھر ۱۹۵ھ مین عمران بن مجالد ربعی نے تونس مین بغاوت کا جھنڈا بلند کیا اس بغاوت مین قریش بن تونسی بھی شریک تھا۔ نہایت قلیل مدت مین ان دونون کی جمعیت بڑھگئی۔ عمران نے قیروان کیجانب قدم بڑھایا اور اسپر قابض ہوگیا قریش بھی تونس سے قیروان آرہا۔ ابراہیم نے عباسیہ کے اردگرد خندقین کھدوائین دہس اور دمدمے بندھوا کے قلعہ نشین ہوگیا عمران اور قریش پورے ایک سال تک ابراہیم کا محاصرہ کئے رہے ابراہیم اور عمران و قریش سے متعدد لڑائیان ہوئین۔ لیکن فتحمندی کا سہرہ ابراہیم بن اغلب کے سر رہا۔ زمانہ محاصرہ مین عمران اسد بن فرات قاضی کو بھی بغاوت پر ابھار رہا تھا مگر اسد نے اس سے انکار کیا اسی اثنا مین خلیفہ رشید نے بہت سا مال و زر ابراہیم کے پاس بھیجدیا

(۱) ۱۹۰۰ء

ابراہیم نے داد دہش شروع کردی جسکی وجہ سے بہت سے ہمراہیان عمران اسکے پاس چلے آئے اور عمران کا کارخانہ درہم وبرہم ہوگیا۔ پریشان ہوکر زاب چلا گیا اور وہین ٹھہرا رہا یہانتک ابراہیم ابن اغلب نے وفات پائی۔

ابراہیم بن اغلب نے اس مہم سے فارغ ہوکر اپنے بیٹے عبداللہ کو ۱۹۶ھ مین طرابلس کی حکومت پر روانہ کیا۔ لشکریون نے بغاوت کی اور دارالامارت مین اسکا محاصرہ کرلیا پھر اس شرط پر کہ طرابلس چھوڑکر عبداللہ چلا جاے عبداللہ کو امان دی چنانچہ عبداللہ نے طرابلس کو چھوڑ دیا بہت سے آدمی اسکے پاس آآ کے مجتمع ہو گئے۔ داد و دہش شروع کردی یہی سبب تہا کہ ہر طرف سے بربری اسکے پاس کھنچ آئے۔ عبداللہ نے ان سبھون کو مسلح اور مرتب کرکے طرابلس پر چڑہائی کردی اور فوج طرابلس کو شکست دیکر شہر پر قبضہ کرلیا بعد ازان اسکے باپ (ابراہیم بن اغلب) نے اسکو معزول کرکے سفیان بن مضار کو سند حکومت عطا کی۔ ہوارہ نے سفیان کی خلاف طرابلس مین علم بغاوت بلند کیا لشکریون مین بھی پھوٹ پڑگئی سفیان بھاگ کر ابراہیم بن اغلب کے پاس پہنچا ابراہیم نے اسکو اپنے بیٹے عبداللہ کے ساتھ تیرہ ہزار فوج کی جمعیت سے طرابلس کیجانب واپس کیا۔ ہوارہ مقابلہ پر آئے بیحد پامال ہوے نہایت سختی سے قتل اور قید کئے گئے کامیابی کے بعد طرابلس کا شہرپناہ ازسرنو درست کرایا گیا۔ رفتہ رفتہ اس کی خبر عبدالوہاب بن عبدالرحمن بن رستم تک پہنچی بربریون کو مجتمع کرکے طرابلس پر چڑھ آیا مدتون محاصرہ کئے رہا۔ عبدالوہاب نے باب زناتہ کی آمدورفت روک کی تھی اور دروازہ ہوارہ پر لڑائی کا ہنگامہ گرم کئے رہا۔ اسی اثنا مین اسکے باپ کی مرنے کی خبر پہنچی پس اس نے اپنے حریف کو مضافات طرابلس دیکر مصالحت کرلی شہر طرابلس اور دریا پر اپنا قبضہ رکھا۔ تکمیل صلحنامہ کے بعد عبداللہ نے قیروان

کیجانب کوچ کیا۔ ابراہیم کی وفات ماہ شوال ۱۹۶ھ مین ہوئی تہی۔

ابوالعباس عبداللہ ابراہیم بن اغلب نے بوقت وفات اپنے بیٹے عبداللہ کو اپنا ولیعہد مقرر کیا تہا۔ عبداللہ اسوقت طرابلس مین تہا بربری اسکا محاصرہ کئے ہوئے تہے جیسا کہ ہم اوپر بیان کر آئے ہین۔ اور اپنے دوسرے بیٹے زیادۃ اللہ کو عبداللہ کی امارت کی بیعت کرنے کی وصیت کی تہی چنانچہ زیادۃ اللہ نے اس وصیت کی تعمیل کی قیروان میں لوگون سے اپنے بہائی عبداللہ کی امارت کی بیعت لی اور اس واقعہ کو لکہہ بہیجا۔ پس ابوالعباس عبداللہ ماہ صفر ۱۹۷ھ مین وارد قیروان ہوا۔ مگر اپنے بہائی زیادۃ اللہ کیساتہ شایان کارگذاری کی کوئی خاص رعایت نہ کی جو اس نے بزمانہ غیر حاضری بعد وفات ابراہیم کی تہی بلکہ مزید بران اکثر اسکے رتبہ کے خلاف اسکی کسر شان کیا کرتا تہا۔ اسکے زمانہ حکومت مین کسی قسم کا فتنہ وفساد وقوع مین نہین آیا وجہ یہ تہی کہ اسکے باپ نے حکومت وامارت کے نظام کو معقول طور سے درست اور مضبوط کر دیا تہا۔ فی نفسہ یہ شخص ظالم اور جابر تہا تا آنکہ اسکا زمانہ وفات آگیا کہا جاتا ہے کہ اہل حمود اور مہریک کے اولیاء صالحین سے حفص بن حمید کی دعوت کے زمانہ مین اسکی موت وقوع مین آئی تہی یہ ایک جماعت کے ساتہہ بطور وفد (ڈیپوٹیشن) عبداللہ کے خدمت مین عبداللہ کے جور وستم کی شکایت کرنیکو آیا ہوا تہا عبداللہ نے کچہہ سماعت نہ کی حفص نے عبداللہ کے دربار سے نکلکر عبداللہ کے خلاف لوگونکو ابہارنا شروع کیا اتفاق سے اسی زمانہ مین عبداللہ کے کان مین ایک زخم ہوگیا جسکے وجہہ سے ماہ ذی الحجہ ۲۰۱ھ مین اپنی حکومت کے پانچ سال پورے کرکے مرگیا۔

اسکا بہائی زیادۃ اللہ ابوالعباس عبداللہ کے مرنے پر اسکا بہائی زیادۃ اللہ حکمران ہوا خلیفہ مامون کیجانب سے تقرری کا فرمان صادر ہوا اور یہ لکہہ بہیجا کہ

منبرون پر عبد اللہ بن طاہر کے حق مین دعا کیجاے۔ زیادۃ اللہ کو اس سے بیحد ملال پیدا ہوا۔ شاہی قاصد کے ساتھہ چند دینار جو کہ اوارسہ کے مسکوک کئے ہوے تھے دار الخلافہ بغداد روانہ کیا۔ اس سے اس امر کا اظہار مقصود تھا کہ آیندہ ہم خلافت عباسیہ کے علم حکومت کے مطیع نرہینگے بلکہ حکمرانان اوارسہ کے علم حکومت کے سایہ مین رہنا پسند کرینگے۔ بعدہ اسکے اغرہ و اقارب سے اغلب کے بھائیون اور اسکے بھائی ابو العباس محمد کے بیٹے اور ابو محمد بہرام اور ابراہیم ابو الاغلب وغیرہم نے حج کرنے کی اجازت طلب کی زیادۃ اللہ نے انلوگون کو سفر حج کی اجازت دیدی چنانچہ وہ لوگ بعد ادا ے فرض حج واپس ہوکر مصر مین مقیم ہوے تا آنکہ زیادۃ اللہ اور فوج مین ان بن ہوگئی باہم لڑائیان شروع ہوگئین پس زیادۃ اللہ نے اپنے اغرہ و اقارب کو جو مصر مین مقیم تھے بلا بھیجا اور اپنے بھائی اغلب کو قلمدان وزارت سپرد کیا۔ فتنہ و فساد کی گرم بازاری ہوئی ہر امیر نے ایک ایک صوبہ کو دبا لیا اور اسپر قابض ہوکر حکمرانی کرنے لگا۔ پھر اسپر بھی انکو قناعت نہ ہوئی سب کے سب مجتمع ہوکر قیروان پر حملہ آور ہوے اور اسکا محاصرہ کرلیا۔ سب کے پہلے بغاوت اور مخالفت کا بانی مبانی اور آتش فساد کا مشتعل کرنے والا زیاد بن سہل بن قسقلیہ تھا سنہ ۲۰۰ھ مین اسنے خروج کیا تھا اور شہر باجہ پر محاصرہ ڈالا تھا پس زیادۃ اللہ نے اسکی سرکوبی کی غرض سے فوجین روانہ کین چنانچہ زیادۃ اللہ کی فوج نے زیاد کو ہزیمت دی اور اثنار دار و گیر مین گرفتار کرکے مار ڈالا اسکے ساتھہ اسکے بہت سے ہمراہی بھی مارے گئے تھے۔ بعد اسکے منصور ترندی نے طبنہ مین سر اٹھایا فوجین آراستہ کرکے تونس پر چڑھہ آیا اور قابض ہوگیا۔ تونس کا گورنر اسماعیل بن سفیان نامی ایک شخص تھا منصور نے اسکو قتل کرکے لشکر یون کو پھر اپنا مطیع بنا لیا۔ زیادۃ اللہ نے اس واقعہ سے

مطلع ہوکر ایک عظیم فوج کو بسرافسری اپنے چچازاد بھائی غلبون جواسکا وزیر بھی تھا
اور جسکا نام اغلب بن عبداللہ بن اغلب تھا روانہ کیا اور چلتے چلتے بتاکید کہدیا کہ
اگر تملوگ میدان جنگ سے ہزیمت اٹھاکے آؤگے تو تمہارے جان لی خیر نہین
مین تملوگون کو قتل کرڈالونگا۔ اتفاق یہہ پیش آیا کہ منصور نے انلوگون کو ہزیمت
دیدی۔ انلوگونکو اپنی جانون کا خطرہ ہوا۔ چنانچہ بخوف جان انلوگون نے وزیر غلبون
کی رفاقت ترک کردی بلاد افریقیہ مین پھیل گئے باجہ، جزیرہ، حنظفورہ اور اربس
وغیرہ پر قابض و متصرف ہوگئے تمام افریقیہ مین بے امنی پھیل گئی ہرپہ سب
منصور کے پاس جاکر مجتمع ہوئے منصور نے انلوگون کو مرتب و مسلح کرکے قیروان
کیطرف کوچ کیا اور پہنچتے ہی قابض ہوگیا زیادۃ اللہ کا عباسیہ مین چالیس دن
تک محاصرہ کئے رہا۔ قیروان کی شہرپناہ بنوائی جسکو ابراہیم بن اغلب نے
خراب و مسمار کرادیا تھا۔ بعد اسکے زیادۃ اللہ نے اسپر فوجکشی کی دونون مین مدتون
لڑائیان ہوتی رہین بالآخر منصور کو ہزیمت ہوئی بھاگ کر تونس پہنچا زیادۃ اللہ
نے قیروان کا شہرپناہ منہدم کرادیا۔ سپہ سالاران لشکر نے بھاگ بھاگ کر
ان شہرون مین جاکے دم لیا جسپر قابض و متصرف ہوگئے تھے۔ چنانچہ عامر بن
نافع ارزق سبتہ مین جاکے قلعہ نشین ہوا۔ زیادۃ اللہ نے ۹۰۰ھ مین ایک
فوج بسرکردگی محمد بن عبداللہ بن اغلب عامر کی سرکوبی کو روانہ کی عامر نے
اس فوج کو ہزیمت دیدی فوج واپس آئی۔ منصور نے بھی تونس کیجانب مراجعت کی
اسوقت زیادۃ اللہ کے زیر حکومت افریقیہ مین صرف تونس، ساحل، طرابلس
اور نفزاوہ باقی رہ گئے تھے۔ باغی فوج نے زیادۃ اللہ کے پاس کہلا بھیجا کہ
"اگر تم افریقیہ سے کوچ کرجاؤ تو تم کو امان دیجائے" زیادۃ اللہ نے مکابیہ جواب
دیا پھر یہہ خبر مشہور ہوئی کہ نفزاوہ کے بربریون کے بلانے پر عامر بن نافع نفزاوہ

کیجانب بڑہ رہا ہے بس زیادۃ اللہ نے دوسو جنگ آور دیکر عامر بن نافع کے روک تھام کی غرض سے نفزاوہ کیطرف روانہ کیا عامر یہہ خبر پاکر نفزاوہ سے لوٹ آیا اور اسکو قسطیلیہ کیجانب ہزیمت دے کے پھر واپس آیا پھر نفزاوہ سے نکل کھڑا ہوا سفیان نے قسطیلیہ پر قبضہ کرکے شیرازہ حکومت کو درست و مرتب کرلیا یہہ واقعات ۲۰۹ھ کے ہین۔ بعد اسکے زیادۃ اللہ نے قسطیلیہ، زاب اور طرابلس پر قبضہ حاصل کرکے حکومت وامارت کے نظام کو درست کیا۔

پھر منصور طبنذی اور عامر بن نافع مین باہم مخالفت پیدا ہوگئی۔ منصور ہمیشہ عامر کو حسد کی آنکھون سے دیکھتا اور ہر کام مین اُسکو دباتا تہا عامر نے اس امر کا احساس کرکے لشکر کو ملالیا ایک روز سب کو مجتمع کرکے منصور کا اسکے قصر مین جو کہ طبنذہ مین تہا محاصرہ کرلیا تا آنکہ منصور نے اس شرط پر کہ افریقیہ چھوڑ کر مین مشرق کیطرف روانہ ہوجاونگا امن کی درخواست کی عامر نے یہہ درخواست منظور کرلی چنانچہ منصور طبنذہ سے نکلکر مشرق کیجانب روانہ ہوا پھر کچھ سوچ سمجھکر لوٹا عامر نے دوبارہ محاصرہ کرلیا۔ تا آنکہ منصور دوبارہ سپہ سالاران لشکر مین سے بذریعہ عبد السلام بن مفرج سپہ سالار کے امن کا خواستگار ہوا عبد السلام نے عامر کیخدمت مین منصور کی درخواست امن پیش کی عامر نے باین شرط امن دی کہ منصور افریقیہ چھوڑکر کشتی پر سوار ہوکر مشرق چلا جاے۔ اس شرط کے مطابق عامر نے منصور کو اپنے چند معتمد علیہ سردارونکے ہمراہ تونس کیجانب روانہ کیا اور درپردہ اپنے بیٹے کو کہلا بہیجا کہ جسوقت منصور تمہارے پاس ہوکر گزرے براہ فریب موقع پاکر مار ڈالنا۔ بس عامر کے بیٹے نے منصور اور اسکے بیٹے کے ساتہہ یہی برتاو کیا اسکا اور اسکے بیٹے کا سر اوتار کر اپنے باپ عامر کیخدمت مین بہیجدیا۔ اس واقعہ کے بعد عامر بن نافع شہر تونس ہی مین مقیم رہا یہانتک کہ ۲۱۴ھ مین انتقال کیا۔ عبد السلام بن مفرج

باجہ کیطرف لوٹ آیا اور وہین طرح اقامت ڈالدی۔ تا آنکہ فضل بن ابی العیش نے
جزیرہ شہ یک مین ۲۱۸ھ مین علم بغاوت بلند کیا عبد السلام بن مفرج ربعی فضل
کی کمک کو روانہ ہوا اسی اثنا مین زیادۃ اللہ کی فوجین بھی پہونچ گئین۔ دونون
کے مقابلہ مین جی توڑ کر لڑین عبد السلام مارا گیا فضل تونس کیطرف شکست کھا کر
بھاگا اور وہان جاکے قلعہ نشین ہوگیا۔ زیادۃ اللہ کی فوجون نے تونس مین پہنچکر
محاصرہ ڈالدیا اور بزور تیغ اس کو مفتوح کرلیا۔ ہزارہا اہل تونس مارے
گئے بہتیرے بھاگ گئے۔ خاتمہ جنگ کے بعد زیادۃ اللہ نے امن کی
سنادی کرادی اہل تونس پھر اپنے اپنے مکانات مین آ آ کے
رہنے لگے۔

۲۱۹ھ مین اسد بن فرات نے صقلیہ کو بزور تیغ لڑکر مفتوح کیا صقلیہ
صوبجات روم سے تہا اسکا حکمران بادشاہ قسطنطنیہ کے زیر حکومت تہا۔ ۲۲۱ھ مین
ایک بطریق جسکا نام قسنطیل تہا صقلیہ کا حکمران مقرر کیا گیا اس نے ایک رومی
سپہ سالار کو جو نہایت شجاع اور دلیر تہا بحری فوج کا سردار بنایا۔ پس اس سپہ سالار
نے سواحل افریقیہ پر لوٹ مار شروع کردی۔ نظام حکومت کو درہم و برہم کر دیا۔
ایک مدت کے بعد بادشاہ روم نے قسنطیل کو اس سپہ سالار کے گرفتار کر لینے
اور قتل کر ڈالنے کو لکھ بہیجا کسی ذریعہ سے اس کی خبر سپہ سالار تک پہنچگئی فوراً
بغاوت کا اظہار کر دیا۔ اسکے ہمراہیون کو بھی یہہ سن کے جوش اور تعصب پیدا ہوا
سامان جنگ اور سفر درست کر کے صوبہ صقلیہ کے شہر سرقوسہ کیطرف کوچ کر دیا
اور پہنچتے ہی قابض ہوگیا۔ قسنطیل اس واقعہ سے مطلع ہوکر مقابلہ پر آیا لڑائیان
ہوئین۔ کمیت سپہ سالار کے ہاتہہ رہا قسنطیل شکست کہاکے بھاگا۔ سپہ سالار
کی فوج نے تعاقب کیا شہر تنامنیہ مین پہنچکر گرفتار کرلیا گیا اور وہین مار ڈالا گیا

سپہ سالار نے صقلیہ مین پہنچکر قبضہ کرلیا اور شاہی لقب سے اپنے کو ملقب کیا
اطراف جزیرہ کی حکومت بلاطہ نامی ایک شخص کو دی - اسکا چچازاد بھائی میخائیل
شہر پلیرم مین حکومت کر رہا تھا - اس نے اور اسکے چچازاد بھائی نے سپہ سالار مذکور
سے مخالفت کا اظہار کیا بلاطہ نے سرقوسہ کو دبالیا - سپہ سالار جنگی کشتیون کا بیڑہ
مرتب اور درست کرکے زیادۃ اللہ کیخدمت مین استمداد کی غرض سے افریقیہ مین
حاضر ہوا زیادۃ اللہ نے اسکی درخواست کو قبولیت کا درجہ عنایت فرمایا اور ایک
عظیم فوج اسکی کمک پر روانہ کیا اس فوج اور مہم کی افسری اسد بن فرات قاضی
قیروان کو مرحمت کی ماہ ربیع ۲۱۲ھ مین یہ مہم روانہ ہوئی اسد کوچ وقیام کرتا ہوا شہر
رازمین پہنچکر قیام پذیر ہوا بعدہ فوج کو درست و مرتب کرکے بلاطہ پر حملہ کیا - بلاطہ کے
رکاب مین بھی رومیون کا بہت بڑا لشکر تھا اور روم کے بہت سے نامی نامی سپہ سالار
سورما اسکی کمک پر آئے ہوے تھے بلاطہ کو اس معرکہ مین ہزیمت ہوئی رومی
فوج میدان جنگ سے گھبگھٹ کہاگئی بہت سا مال غنیمت فتحمند گروہ کے ہاتھ
لگا - بلاطہ نے بھاگ کر قلعہ مینہ مین دم لیا - مگر اس جان باختہ کو وہان بھی پناہ نہ ملی
مارا گیا عساکر اسلامیہ نے جزیرہ کے متعدد قلعات پر قبضہ کرلیا اور جوش کامیابی
مین فتح کرتے ہوے قلعہ کرات تک پہنچگئے - قلعہ کرات مین بہت سے رومی
گرد و نواح کے آآکے مجتمع ہوگئے تھے پہلے تو ان لوگون نے قاضی اسد بن
فرات کو صلح اور ادائے جزیہ کا دہوکا دیا مگر جب قرائن سے آمادہ بجنگ نظر آئے
تو قاضی اسد نے محاصرہ کا حکمدیا - عیسائیون نے شہر پناہ اور قلعہ کے دروازے
بند کرلئے قاضی اسد نے نہایت ہوشیاری سے حصار کرکے قرب و جوار کے
شہرون پر تاخت و تاراج کی غرض سے اپنی فوج کو متعدد دستون پر منقسم کرکے
پھیلا دیا - مال غنیمت کی بیحد کثرت ہوئی بعد ازان اسلامی لشکر نے سرقوسہ کا رخ کیا

محاصرہ کرلیا۔ اہل سرقوسہ کو افریقیہ سے اچانک مدد پہنچگئی۔ اہل افریقیہ نے بلیرم کو اپنی حفاظت مین لے کے عساکر اسلامیہ پر حملہ کیا عساکر اسلام اسوقت سرقوسہ کا محاصرہ تہا۔ رومیون نے محاصرہ اٹہا دینے کی بلیغ کوشش کی مگر نا کامیاب رہے اسلامیون نے نہایت مضبوطی اور احتیاط سے محاصرہ کر رکہا تہا بہر اتفاق وقت سے عساکر اسلام مین وبائی بیماری پہیل گئی جس سے ایک گروہ کثیر نے جان بحق تسلیم کردی۔ اسد بن فرات امیر افواج اسلامیہ نے اسی زمانہ مین وفات پائی شہر قصریانہ مین مدفون ہوا اسی اسلامی فوج مین وہ سپہ سالار بہی تہا جسکی کمک پر اسلامی لشکر آیا ہوا تہا اہل قصریانہ نے اسکو دہوکا دیکر مار ڈالا۔ اسکے بعد قسطنطنیہ سے ایک تازہ دم فوج عیسائیون کی کمک پر آگئی۔ ہنگامہ کارزار پہر گرم ہوگیا۔ اس معرکہ مین مسلمانون کو ہزیمت ہوئی۔ بقیۃ السیف نے قصریانہ کیجانب پناہ گزین ہونے کی غرض سے قدم بڑہایا۔ بعد ازان احمد بن حواری امیر عساکر اسلامیہ نے وفات پائی بجاے اسکے زہیر بن عوف امیر افواج اسلامی مقرر کیا گیا۔ رومیون اور مسلمانون سے پہر معرکہ آرائی شروع ہوئی رومیون نے بکرات و مرات عساکر اسلام کو ہزیمت دی اور انہین کے لشکر گاہ مین انکا محاصرہ کرلیا۔ طول جنگ اور شدت حصار مسلمانون مین اضطراب پیدا ہو چلا۔ اسی اثناء مین ان مسلمانون نے جو کبر کیسب تہے فصیلون اور شہر پناہ کی دیوارون کو منہدم کرکے مازر کیجانب کوچ کیا مگر عیسائی فوجون کی کثرت کیوجہ سے اپنے محصور بہائیون تک نہ پہنچ سکے۔ لشکر اسلام اسی حالت مین ۲۱۲ھ تک مبتلا رہا۔ ہلاکت کی نوبت پہنچ گئی تہی کہ چند جنگی کشتیان افریقیہ سے بطور کمک کے آگئین اور اندلس کا ایک بیڑہ جنگی جو بقصد جہاد نکلا ہوا تہا آپہونچا۔ لشکر اسلام کو محاصرہ مین دیکہ کے تین سو کشتیان ساحل جزیرہ سے لگادی گئین ہزیران اسلام خشکی پر اوتر پڑے رومیون

کے پانون میدان جنگ سے اکھڑ گئے۔ محاصرہ اٹھا کے چلتے پھرتے نظر آئے۔
مسلمانون نے ۲۱۸ھ مین شہر بلیرم کو امان کے ساتھہ فتح کر لیا بعدہ
۲۱۹ھ مین شہر قصریانہ پر دھاوا کیا چنانچہ ۲۲۰ھ مین رومیون کو ھزیمت
دے کے قصریانہ پر بھی قابض ہو گئے۔ پھر طرسیس کیطرف ایک دستہ اسلامی
فوج کا بھیجا گیا۔ دوسرا دستہ زیادۃ اللہ نے بسرافسری فضل بن یعقوب سرقوسہ
پر شبخون مارنے کو روانہ کیا۔ یہہ دونون دستے بہت سا مال غنیمت لیکے کامیابی
کے ساتھہ واپس آئے۔ اسکے بعد ایک اور سریہ[1] روانہ کیا گیا۔ بطریق صقلیہ نے
اس سے مزاحمت کی۔ مسلمانون نے ایک میدان مین جسکے ارد گرد بہت بڑا دلدل تھا
پناہ لی بطریق نے ہر چند کوشش کی مگر کامیاب نہوا خائب و خاسر ہو کر واپس ہوا۔
جون ہی بطریق نے مراجعت کی اہل سریہ نے حملہ کر دیا۔ بطریق اس حملہ سے
گھبرا کر بھاگ کھڑا ہوا اثنا ردار و گیرمین گھوڑے سے گر پڑا۔ ایک مسلمان سپاہی
نے نیزہ مار کر مار گیا۔ بہت سا مال غنیمت ہاتھہ آیا۔ آلات جنگ، مال و اسباب اور
بہت سی مویشیان لیکے اپنے لشکرگاہ مین واپس آئے۔ ان واقعات کے بعد
زیادۃ اللہ نے بسرافسری افواج اسلامی ابراہیم بن عبداللہ بن اغلب کو صقلیہ
کیجانب روانہ کیا اور اسکی سند حکومت بھی اسکو عطا کی۔ نصف رمضان سنہ
مذکور مین ابراہیم نے صقلیہ کیطرف کوچ کیا۔ ابراہیم کی روانگی کے بعد ایک بیڑہ
جنگی کشتیون کا براہ دریا روانہ کیا گیا رومیون کی جنگی کشتیون سے مڈبھیڑ ہو گئی۔
بہت سے رومی مارے گئے۔ بیحد مال غنیمت مسلمانون کے ہاتھہ لگا۔

---

[1] سریہ اس فوج کو کہتے ہین جو شبخون مارنے کی غرض سے رات کیوقت غنیم کی طرف روانہ کیجاے۔ مترجم۔

پھر ایک دوسرا بیڑہ جنگی کشتیون کا قصورہ کیجانب روانہ کیا۔ رومیون کا بیڑہ مقابلہ پر آیا۔ اور پہلے ہی حملہ مین شکست نصیب ہوئی۔ مسلمانون نے اسکو بھی لوٹ لیا اس سے بھی کسیقدر مال غنیمت ہاتھہ آیا۔ پھر ایک سریہ جبل النار اور اُن قلعون کیطرف روانہ کیا جو اسکے گرد و نواح مین تھے۔ ہزارہا قیدی ہاتھہ آئے مال غنیمت کا کوئی حد و شمار نہ تھا۔ انھین دنون ابراہیم بن عبداللہ بن اغلب نے ۲۲۱ھ مین ایک بیڑہ جنگی کشتیون کا جزیرہ کیطرف روانہ کیا۔ پس اس نے بھی بہت سا مال غنیمت لیکے معاودت کی۔ علاوہ اسکے دو سریہ اور بھیجے ایک کو قلطبانہ کیطرف بڑھنے کا حکم دیا۔ اور دوسرے کو قصریانہ پر شبخون مارنے کا اشارہ کیا۔ ان دونون سریون مین مسلمانون کو مصائب اور ہزیمت کا سامنا کرنا پڑا۔ اسکے بعد ایک دوسرا واقعہ پیش آیا جسمین فتحمندی کا جھنڈا مسلمانون کے ہاتھہ رہا رومیون کے بیڑہ سے نو کشتیان عساکر اسلام کے ہاتھہ لگین بعد ازان ایک مسلمان سپاہی کو قصریانہ کے ایک چور دروازہ کا پتہ لگ گیا اس نے اپنے امیر کو بتلایا امیر عساکر اسلام نے اسلامی فوج کو اسی راہ سے شہر مین داخل کر دیا۔ رومیون نے شہر کو چھوڑ کر قلعہ مین پناہ لی دو چار روز تک لڑتے رہے بالآخر امن کے خواستگار ہوئے۔ مسلمانون نے انکو امن دی اور کامیابی کے ساتھہ قصریانہ اور نیز قلعہ پر قبضہ کر کے بہت سا مال غنیمت لئے ہوئے شہر بلیرم کیجانب مراجعت کی تا آنکہ انلوگونکو زیادۃ اللہ کے مرنیکی خبر موصول ہوئی۔ ابتدا تو ہمت ہارے لیکن پھر اپنے دلون کو مضبوط کر کے صبر و تحمل کا پتہر اپنے اپنے کلیجون پر رکھہ کے جہاد مین مصروف ہو گئے۔

زیادۃ اللہ کی وفات ۲۲۳ھ کے نصف مین جبکہ اسکی حکومت نے ساڑھے اکیس سال پورے کر لئے تھے وقوع مین آئی۔

ابو عقال اغلب بن ابراہیم بن اغلب

زیادۃ اللہ بن ابراہیم کے مرنے کے بعد اسکا بھائی اغلب حکمران ہوا اسکی کنیت ابو عقال تہی۔ اس نے لشکریون کے ساتھہ نہایت اچھے برتاؤ کیے۔ زیادتیان اور مظالم موقوف کر دیے۔ عمال کی تنخواہین بڑہا دین رعایا پر ظلم و ستم کرنے سے ان کو روک دیا۔ بعد چندے قسطیلیہ مین خوارج زواحہ، لواتہ اور لبکاسہ نے ابو عقال کی مخالفت پر کمر باندھی اسکے گورنر کو مار کر قابض و متصرف ہو گئے ابو عقال نے انلوگونکی سرکوبی پر فوجین روانہ کین چنانچہ ابو عقال کی فوج نے کل باغیون کا قلع قمع کر دیا۔ بعد اسکے ۲۲۴ھ مین ابو عقال نے ایک سریہ صقلیہ کیطرف روانہ کیا۔ بہت سا مال غنیمت لے کے مظفر و منصور واپس آیا۔ ۲۲۵ھ مین صقلیہ کے چند قلعات نے مسلمانون سے امن کی درخواست کی۔ مسلمانون نے انکو امن دی اور بصلح و امان انکو مفتوح کر لیا۔ پہر مسلمانون کا ایک بڑا جنگی کشتیون کا قلوریہ کیطرف روانہ کیا گیا۔ قلوریہ بہی سہر ہو گیا بادشاہ قسطنطنیہ کا بیڑہ قلوریہ کی حمایت پر آیا مسلمانون نے اسکو بہی ہزیمت دیدی۔ پہر ۲۲۶ھ مین مسلمانون کا سریہ قصریانہ مصافات صقلیہ کیطرف روانہ کیا گیا بعدہ قلعہ قیروان کیجانب بہیجا گیا۔ مسلمانون نے اس کے گرد و نواح کو جی کہولکر پامال کیا جیسا کہ آیندہ ہم بیان کرنے والے ہین۔

ان واقعات کے تمام ہونے پر ابو عقال اغلب بن ابراہیم نے ماہ ربیع ۲۲۶ھ مین اپنی حکومت و امارت کے دو برس سات مہینے پورے کر کے انتقال کیا۔

ابو العباس محمد بن اغلب بن ابراہیم

ابو عقال اغلب کے انتقال کے بعد اسکا بیٹا ابو العباس محمد حکمرانی کی عبا پہنکر کرسی حکومت پر متمکن ہوا۔ اہل افریقیہ

نے اسکے علم حکومت کے آگے گردن اطاعت جھکادی۔ ۲۲۶ھ مین شہر تاہرت کے قریب ایک شہر جدید موسوم بہ عباسیہ آباد کیا۔ جسکو افلح بن عبدالوہاب ابن رستم نے جلادیا تہا اور والی اندلس کی خدمت مین اس کامیابی کی مخبر شخبری بہیجی تہی والی اندلس نے ایک لاکھہ درہم بطور صلہ مرحمت کئے تہے۔

اسکے زمانہ مین بعد معزولی ابن جواد ۲۳۴ھ مین سحنون عہدہ قضا کا متولی ہوا اور ابن جواد کو درے پٹوائے جسکے صدمہ سے وہ مرگیا پہر ۲۴۰ھ مین سحنون بہی مرگیا۔

بعد ازان ابوالعباس پر اسکے بہائی ابوجعفر نے خروج کیا اور اپنی مدبرانہ چالون اور حکمت عملیون سے ابوالعباس کو دبالیا۔ اور اسکے وزرا و راکین دولت کو قتل کرادیا اسی حالت سے ایک مدت گذری۔ پہر ابوالعباس خواب غفلت سے بیدار ہوکر نظام حکومت کے درست کرنے کی جانب متوجہ ہوا۔ خفیہ طور سے فوجین مرتب کین آلات حرب فراہم کئے اور ۲۴۳ھ مین اعلان جنگ کرکے اپنے بہائی ابوجعفر کے مقابلہ پر آگیا اور اسکی حکومت و ریاست کو نیست و نابود کرکے اسکے امارت کے سولہوین مہینہ افریقیہ سے مصر کیجانب نکال باہر کیا۔

ابوابراہیم احمد ابوالعباس محمد بن ابی عقال کی وفات کے بعد اسکا بیٹا ابوابراہیم احمد حکمران ہوا اس نے نہایت نیک نیتی اور حسن سیرتی سے حکومت شروع کی۔ لشکریون کی تنخواہین بڑہائین عمارات کے بنوانے کا بیحد شایق تہا افریقیہ مین تقریبًا دس ہزار قلعے سنگی بنوائے جسکے دروازے لوہے کے تہے۔ غلامون کی ایک افوج طیار کی۔ اطراف طرابلس مین بربر کے خوارج نے

اسپر خروج کیا اور اسکے گورنر کو دبا لیا۔ اندنون اسکی گورنری پر اسکا بھائی عبد اللہ بن محمد بن اغلب تھا پس اس نے انلوگونکی سرکوبی اپنے دوسرے بھائی زیادۃ اللہ کو روانہ کیا چنانچہ زیادۃ اللہ نے پہنچتے ہی انلوگونکو زیر کرکے اپنے بھائی ابوابراہیم کو اس فتح کی خوشخبری لکھ بھیجی۔

اسیکے زمانہ حکومت ماہ شوال ۲۴۷ھ مین صقلیہ کے شہر وقین سے قصریانہ مفتوح ہوا ائمہ بشارت فتح خلیفہ متوکل کیخدمت مین روانہ کیا اور وہانکے چند قیدیون کو بطور ہدیہ وابار خلافت مین بھیجا بعدہ ابوابراہیم اپنی حکومت وریاست کے آٹھ سال پورے کرکے ۲۴۹ھ مین بارحیات سے سبکدوش ہوگیا

زیادۃ اللہ اصغر بعد وفات ابوابراہیم اسکا بیٹا زیادۃ اللہ زمام حکومت کا مالک ہوا۔ یہہ زیادۃ اللہ اصغر کے نام سے موسوم تہا۔ اس نے اپنے اسلاف کا رویہ اختیار کیا۔ اسکا زمانہ حکومت دراز نہین ہوا اپنے حکومت کے ایک ہی برس بعد انتقال کرگیا۔

ابوالغرانیق بن ابی ابراہیم بن احمد بعد انتقال زیادۃ اللہ اسکا بھائی محمد ملقب بہ ابوالغرانیق کرسی حکومت پر رونق افروز ہوا۔ حکمران ہوتے ہی لہو ولعب مین مصروف ومنہمک ہوگیا اسکے زمانہ مین فتنہ وفساد اور لڑائیون کے دروازے کہل گئے۔ جزیرہ مالطہ ۲۵۵ھ مین مفتوح ہوا۔ رومیون نے جزیرہ صقلیہ کے اکثر مقامات پر قبضہ کرلیا۔ تب محمد نے ساحل بحر پر مغرب مین برقہ سے پندرہ یوم کی مسافت پر بجانب غرب چند قلعے اور محافظت کیغرض سے متعدد منارے بنوائے جو اسوقت (یعنی مورخ ابن خلدون کے زمانہ تک معروف ہین۔ گیارہ برس اسنے حکومت کی۔ نصف ۲۶۱ھ مین وفات پائی۔

بقیہ اخبار صقلیہ ۲۲۶ھ مین فضل بن جعفر ہمدانی براہ دربار فوجین لیکے روانہ ہوا

مسینہ کے گھاٹ پر پہنچکر کشتی سے خشکی پر اوتر پڑا اور اسکا محاصرہ کرلیا اہل شہر نے قلعہ بندی کرلی۔ فضل نے اپنی فوج کے چند دستون کو شبخون مارنیکی غرض سے اسکے اطراف وجوانب مین پھیلا دیا۔ پس بہت سا مال غنیمت لے کے یہ واپس آئے بعدازان اثناء جنگ مین اپنے رکاب کی فوج سے ایک گروہ کو علیحدہ کرکے حکمدیا کہ اُس پہاڑ سے گزر کر شہر پر حملہ آور ہو جسکے دامن مین یہہ آباد تھا چنانچہ اس دستہ فوج نے ایسا ہی کیا۔ حریف کے لشکر مین بھگدر مچگئی۔ کمال ابتری سے بھاگ کھڑے ہوئے۔ فضل نے کامیابی کے ساتھہ شہر کو فتح کرکے اپنی فتحیابی کا جھنڈا گاڑ دیا۔ پھر ۲۳۲ھ مین فضل نے شہر لسی کا محاصرہ کیا اہل شہر نے بطریق صقلیہ کیخدمت مین یہہ حالات لکھہ بھیجے امداد کی درخواست کی۔ بطریق صقلیہ نے ان کی درخواست منظور کرلی اور یہہ ہدایت کی کہ جسوقت تمکو گ پہاڑ پر آگ روشن کروگے فوراً ہم عساکر اسلام پر حملہ آور ہونگے اور اسیوقت تم بھی حملہ کردینا دوطرفہ جنگ سے مسلمانون کے پانون اکھڑ جائینگے اور بات کی بات مین ہم انپر فتحیابی حاصل کرینگے فضل کو کسی ذریعہ سے اسکی خبر لگ گئی۔ فضل نے اسی سمت مین جسطرف سے بطریق حملہ کرنیوالا تھا متعدد کمینگاہون مین نامی نامی جنگ آور سورما کو بٹھلا دیا اور پہاڑ پر آگ روشن کرادی۔ بطریق صقلیہ نے آگ کو روشن دیکھہ کر فوج کو طیاری کا حکمدیا اور نہایت تیزی سے لشکر اسلام پر حملہ کرنے کی غرض سے بڑھا جون ہی کمینگاہ سے آگے بڑھا ہر ہر مسلمان نے کمینگاہ سے نکلکر حملہ کردیا۔ جس سے معدودے چند جانبر ہوسکے ورنہ سب کے سب کھیت رہے اور اہل شہر پر فضل نے حملہ کردیا اہل شہر نے گھبراکر امان حاصل کرکے شہر پناہ کے دروازے کھولدئے۔ فضل نے قبضہ کرلیا۔

اور ۲۳۳ھ مین مسلمانون نے ملک انکبردہ برِ اعظم کے جانب قدم بڑھایا اور اسکے

شہرون مین سے ایک شہر پر قبضہ حاصل کرکے وہین قیام پذیر ہو گئے۔ سنہ ۲۳۴ھ مین زغوش نے مصالحت کا پیام دیا اور امان حاصل کرکے شہر کو مسلمانونکے حوالہ کردیا اہل اسلام اسکے مال و اسباب کو اٹھالائے اور شہر کو منہدم و خراب کردیا۔ قبل اس واقعہ کے سنہ ۲۳۳ھ مین امیر صقلیہ محمد بن عبداللہ بن اغلب کا انتقال ہوچکا تھا اور مسلمانون نے متفق ہوکر عباس بن فضل بن یعقوب کو اپنا امیر بنالیا تھا۔ چنانچہ محمد بن اغلب نے اس تقرری کو پسند کرکے صقلیہ کی سند حکومت عباس کے پاس بھیجدی تھی۔ سند حکومت کے آنے سے پیشتر عباس جہاد کرتا اور فوجون کو شبخون مارنے کی غرض سے بھیجتا تھا جو اکثر اوقات مال غنیمت لیکر واپس آتی تھین پھر جسوقت سند حکومت آگئی تو بنفسہ جہاد کی غرض سے نکلا۔ اسکے مقدمۃ الجیش پر اسکا چچا راج تھا۔ اطراف صقلیہ کو خوب خوب تاخت و تاراج کیا۔ متعدد فوجین اور سرایا روانہ کئے قسطانیہ، سرقوسہ، بوطیف اور رغوس اسکے لشکر ظفر پیکر کا جولانگاہ بنا ہوا تھا عساکر اسلام نے ان مقامات سے بیحد مال غنیمت حاصل کیا۔ شہرون کو ویران و خراب کرکے جلادیا۔ چند قلعات مفتوح کئے۔ اہل قصریانہ کو انہین معرکون مین ہزیمت دی۔ اندنون اس شہر کو بادشاہ صقلیہ کے دار السلطنت ہونیکا شرف حاصل تھا۔ اور قبل اسکے بادشاہ مذکور سرقوسہ کو اپنا قصر حکومت بنائے ہوئے تھا جب مسلمانون نے اسکو فتح کرلیا جیسا کہ ہم اوپر بیان کرآئے ہین تو بادشاہ مذکور نے قصریانہ کو اپنا دار الحکومت بنایا۔

قصریانہ کے مفتوح ہونے کے یہہ حالات ہین کہ عباس ایام گرمی و موسم سبزی مین سرقوسہ اور قصریانہ پر جہاد کرنے کی غرض سے فوجین بھیجتا رہتا تھا۔ پس یہ فوجین عیسائیون پر فتحیابی حاصل کرکے مال غنیمت اور قیدیون کو لے کے واپس آیا کرتی تھین۔ ایک مرتبہ ایام سرما کے جہاد مین چند قیدی گرفتار ہوآئے جسوقت انلوگونکو

قتل کرنے کے لئے پیش کیا ایک قیدی نے جسکے چہرہ سے آثار مہیب و ریاست نمایان تھے گذارش کی "اے امیر مجھے آپ قتل نہ کیجئے مین آپ کو قصریانہ پر قبضہ دلادونگا" عباس نے اسکے قتل سے ہاتھہ روک لیا اس قیدی نے شہر قصریانہ کے خفیہ راستہ کو بتلادیا۔ چنانچہ اسلامی دلاور رات کیوقت اُس راہ پر آئے قیدی انکو گونکو ایک چھوٹے دروازے سے شہر مین لے گیا جون ہی وسط شہر مین پہنچے اور تلوارین نیام سے کھینچ لین۔ دو چار سپاہیون نے لپک کر شہر کے پناہ کے دروازے کھولدئے عباس بھی معہ اپنی رکاب کے فوج کے شہر مین قتل و غارت کرتا ہوا گھس پڑا۔ عیسائی جنگ آورون کو تہ تیغ کیا بطریقون کی لڑکیون کو قیدی بنایا اور اسقدر مال غنیمت ہاتھہ آیا کہ احاطہ تحریر سے باہر ہے۔ اسی واقعہ سے صقلیہ سے رومیونکو ہزیمت اور ذلت نصیب ہوئی۔ بادشاہ روم نے براہ دریا عظیم فوج ایک ایک بطریق کی ماتحتی مین صقلیہ کی حمایت کو روانہ کی ساحل سرقوسہ پر پہنچکر کشتیون نے لنگر کیا۔ عباس کو اسکی خبر لگی تو وہ بھی فوجین آراستہ کرکے بلیرم سے آپہنچا۔ سخت اور خونریز جنگ کے بعد عباس نے عیسائیون کو ہزیمت دی بقیۃ السیف کشتیون پر سوار ہوکر اپنے ملک کیطرف بھاگے مسلمانون نے آنکی کشتیون مین سے تین کشتیان یا تین سے زاید کشتیان معہ مال و اسباب کے لوٹ لین یہہ واقعہ ۲۳۷ھ کا ہے بعد اس واقعہ کے عباس نے صقلیہ کے متعدد قلعات بزور تیغ مفتوح کئے۔ رومی عیسائیون کی کمک پر قسطنطنیہ سے فوجین آئین اسوقت عباس قلعہ رہم کا محاصرہ کئے ہوئے تھا پس عیسائی فوجین سرقوسہ پر اُمڈ پڑین۔ عباس نے اسی مقام سے جہانپر کہ محاصرہ ڈالے ہوے تھا عیسائی فوجون پر حملہ کیا اور پہلے ہی حملہ مین انکو پسپا کرکے قصریانہ کیجانب واپس گیا اور اسکی قلعہ بندی کرکے محافظت کی غرض سے ایک جری فوج کو اسمین ٹھہرا دیا۔ پھر ۲۴۰ھ مین سرقوسہ پر

جون ۱۹۰۸ (۲)

چڑھائی کی بہت سا مال غنیمت لے کے مراجعت کی اثنار راہ مین علیل ہوا سنہ مذکور کے نصف مین وفات پائی اور اطراف سرقوسہ مین دفن کیا گیا۔ عیسائیون نے اس کی نعش کو قبر سے نکال کے جلادیا یہ واقعہ اسکے امارت کے گیارہوین سال وقوع پذیر ہوا۔

ان واقعات کے بعد صقلیہ پر برابر جہاد ہوا کیا اور فتحیابی کی جوش مین لشکر اسلام حملہ آور ہوتا رہا چنانچہ سرحد روم کو شمال کیجانب عبور کر گیا۔ سرزمین قلوریہ اور انکیردہ پر جہاد کیا اور اس کے متعدد قلعات کو مفتوح کر کے وہین سکونت پذیر ہو گیا۔

عباس کے مرنے پر مسلمانون نے متفق ہو کر اسکے بیٹے عبد اللہ کو امارت کی کرسی پر متمکن کیا اور والی افریقیہ کو اطلاعی رپورٹ بھیجدی۔

عبد اللہ نے زمام حکومت اپنے قبضہ اقتدار مین لینے کے بعد متعدد سرایا سرحدی عیسائی امرار کے ملکون کیطرف روانہ کئے کئی قلعہ بزور تیغ مفتوح ہوئے۔ عبد اللہ کی حکومت کے پانچوین مہینہ خفاجہ بن سفیان نصف ۲۴۳ھ مین افریقیہ سے وارد صقلیہ ہوا اور اپنے بیٹے محمود کو ایک سریہ کا افسر مقرر کر کے سرقوسہ کیجانب روانہ کیا پس محمود اطراف سرقوسہ مین داخل ہو کر تاخت و تاراج کرنے لگا۔ رومیون کا ٹڈی دل لشکر یہ خبر پا کر مقابلہ پر آیا متعدد لڑائیان ہوئین بالآخر محمود نے فتحمندی کے ساتھ مراجعت کی بعد ازان شہر نوطوس کو ۲۴۵ھ مین فتح کر کے سرقوسہ اور جبل النار پر پہرہ چڑھائی کی اہل طرمیس نے گردن اطاعت جھکا دی امن کے خواستگار ہوئے لیکن بعد چندے عہد شکنی کی بناوت کا اعلان کیا پس خفاجہ اپنے بیٹے محمد کو بسرافسری افواج اسلامیہ اہل طرمیس کے سرکرنیکو روانہ کیا چنانچہ محمد نے اہل طرمیس کو بزور تیغ پہرہ زیر کیا اور بہت سے مرد اور عورتون کو قید کر لایا بعد

اسکے خفاجہ نے (غوش پر جہاد کی غرض سے حملہ کیا اور نہایت مردانگی سے اسکو فتح کرلیا۔ اسی اثنا مین خفاجہ نے ایک مرض مین مبتلا ہوکر بلیرم کیجانب مراجعت کی پھر ۲۵۳ھ مین سرقوسہ اور قطانیہ پر حملہ آور ہوا۔ اسکے گرد و نواح کو تاخت و تاراج کرکے وہان کی زراعت کو بھی پامال اور خراب کرڈالا۔ متعدد سرایا سرزمین صقلیہ کیجانب روانہ کئے لشکر اسلام کے ہاتھ مال غنیمت سے پر ہوگئے۔

۲۵۴ھ مین قسطنطنیہ سے ایک بیڑا بطرف اہل صقلیہ کی کمک پر آیا مسلمانون سے صف آرائی کی نوبت آئی مسلمانون نے اسکو ہزیمت دی اور خفاجہ نے اطراف سرقوسہ کو جی کھولکر لوٹ کے بلیرم کیجانب مراجعت کی۔ پھر ۲۵۵ھ مین اپنے بیٹے محمد کو بسرگروہی عساکر اسلامیہ طرمیس کیطرف روانہ کیا۔ کسی جاسوس نے چور دروازہ کا پتہ بتلادیا عساکر اسلامیہ کا ایک گروہ اس دروازہ سے شہر مین داخل ہوکر قتل و غارت مین مصروف ہوگیا دوسرے جانب سے محمد بن خفاجہ بقیہ لشکر اسلام لئے ہوئے شہر مین بزور تیغ گھس پڑا۔ شور و غل سے کانون کے پردے پھٹے پڑتے تھے گرد و غبار کیوجہ سے کچھ سوجھائی نہ دیتا تھا لشکر اسلام کا سابق گروہ انکو دشمنان اسلام کا معین و مددگار تصور کرکے بھاگ کھڑا ہوا۔ محمد بن خفاجہ بھی انلوگون کو واپس ہوتا دیکھکر لوٹ پڑا بظاہر یہ ایک سبب طرمیس کے سر نہونے کا ہوا۔

بعدہ خفاجہ نے فوجین آراستہ کرکے سرقوسہ پر جہاد کیا اور اسکا محاصرہ کرکے اسکے گرد و نواح کو تاخت و تاراج کرکے مراجعت کی اثناء راہ مین اسکے لشکر مین سے کسی نے براہ مکر و فریب اسکو مار ڈالا یہ واقعہ ۲۵۵ھ کا ہے۔ لوگون نے اس کے بیٹے محمد کو اپنا امیر مقرر کیا اور محمد بن احمد امیر افریقیہ کو اطلاعاً لکھ بھیجا پس اس نے محمد کو اس سرداری پر بحال رکھا اور سند حکومت تحریر کرکے بھیجدی۔

ابراہیم بن احمد برادر ابوالغرانیق

ابوالغرانیق کی وفات پر اسکا بھائی ابراہیم عنان حکومت افریقیہ کا مالک ہوا۔ ابوالغرانیق نے اپنے بیٹے ابوعقال کو اپنا ولیعہد مقرر کیا تھا اور اپنے بھائی ابراہیم سے بحلف یہہ اقرار لیا تھا کہ میرے بیٹے ابوعقال سے حکومت و امارت کے لئے لڑائی جھگڑا نکرنا اور نہ اس سے کسی قسم کا مخالفانہ تعرض کرنا بلکہ بطور نائب کے اسکے کامون کو انجام دینا یہان تک کہ ابوعقال سن شعور کو پہنچ جاے۔ پس جب ابوالغرانیق کا انتقال ہوگیا تو اہل قیروان نے براہ عداوت ابراہیم کو بوجہ اسکے حسن سیرت و عدالت کے امارت پر ابھارنا شروع کیا پہلے ابراہیم نے انکار کیا مگر جب اہل قیروان کا اصرار زیادہ ہوا تو انکی درخواست کو منظور کرکے ابوالغرانیق کی وصیت کو جو درباره اپنے بیٹے ابوعقال کے اسکو کر گیا تھا۔ پس پست ڈالدیا۔ اپنے مکان مسکونہ سے اٹھکر قصر امارت مین چلا آیا اور نہایت عمدگی اور ہوشیاری سے امارت کرنے لگا۔ عادل، عالی حوصلہ، بلند خیال اور نہایت دلیر تھا۔ بغاوت اور فساد کی جڑ بنیاد اکھاڑ کر پھینکدی مظلومون کی داد و فریاد سننے کو دربار عام کرتا تھا۔ تمام ملک مین امن و امان ہوگیا سواحل بحر پر بہت سے قلعے اور محافظت کی غرض سے منارہ بنوائے۔ ساحل سبتہ پر دشمنان اسلام کے ڈرانیکو آگ روشن کیجاتی تھی اور اسکی روشنی اسی شب مین اسکندریہ تک پہنچ جاتی تھی۔ اسی نے سوسہ کا شہر پناہ بنوایا۔ اسیکے زمانہ حکومت مین عباس بن احمد بن طولون اپنے باپ والی مصر سے مخالف ہوکر ۲۶۵ھ مین علحدہ ہوگیا تھا اور برقہ پر محمد بن قہرب سپہ سالار ابن اغلب کے ہاتھہ سے قبضہ لے لیا تھا بعد اسکے بعدہ پر قابض ہوا پھر طرابلس کا محاصرہ کیا محمد بن قہرب نے نفوسہ سے امداد طلب کی چنانچہ یہہ اسکی کمک پر آئے۔ عباس بن احمد بن طولون سے قصر حاتم مین ۲۷۲ھ مین لڑائی ہوئی۔ عباس کو ہزیمت ہوئی۔ شکست کھاکر مصر کیجانب مراجعت کی۔

بعد اسکے دزواجہ نے علم مخالفت بلند کیا اور فعل ضامنی دینے سے انکار کیا انکی یکیا دیکھی ہوارہ بعدہ لواتہ نے بھی ایسا ہی کیا محمد بن قہرب انہین بغاوتون اور لڑائیون مین مارا گیا ابراہیم نے اپنے بیٹے ابوالعباس عبداللہ کو ۲۶۹ھ مین ایک فوج عظیم کے ساتھ انلوگونکی سرکوبی کو روانہ کیا۔ بہت بڑی خونریزی ہوئی ۲۷۰ھ مین خواج نے بکثرت خروج کیا ابراہیم نے اپنی فوجونکو تمام ملک مین پھیلا دیا۔ آتش بغاوت فرو ہوگئی امن و امان قائم ہوگیا مصلحت وقت کے لحاظ سے سودانی غلامونکو فوج سوارون مین بھرتی کرلیا جسکی تعداد تیس ہزار تھی۔ اور ۲۸۱ھ مین تونس چلا آیا اور وہین محلسرا بنوائی پھر ۲۸۳ھ مین ابن طولون سے جنگ کرنے کی غرض سے مصر کیجانب کوچ کیا اثنار راہ مین نفوسہ نے چھیڑ چھاڑ شروع کی پس اس نے انکو ہزیمت دے کے سرت تک پامال کرتا ہوا چلا گیا۔ جب دشمنون کی جمعیت منتشر ہوگئی تو مراجعت کی بعد واپسی اپنے بیٹے ابوالعباس عبداللہ کو ۲۸۷ھ مین صقلیہ کیجانب روانہ کیا ایک سو ساٹھ کشتیونکا بیڑہ لئے ہوئے صقلیہ پہنچا طرابہ کا محاصرہ کرلیا۔ اہل بلیرم اور کبرکیت نے عہد شکنی کی۔ اتفاق سے اسی زمانہ مین باہم انلوگون مین نفاق کا مادہ پھیل گیا ابوالعباس نے ایک کو دوسرے کے مقابلہ پر اُبھارنا شروع کردیا مگر بعد چندے وہ سب کے سب ابوالعباس سے جنگ کرنے پر متفق ہوگئے۔ اہل بلیرم نے براہ دریا ابوالعباس پر حملہ کیا۔ ابوالعباس نے انکو پہلے ہی حملہ مین پسپا کرکے انکے مال و اسباب و آلات حرب کو لوٹ لیا اور انکے سردارونکے ایک گروہ کو گرفتار کرکے اپنے باپ کیخدمت مین بھیجدیا۔ باقی ماندگان مین سے کچھ سردارون نے قسطنطنیہ کا راستہ لیا اور کچھ لوگ طرمین کیجانب بھاگے ابوالعباس نے انلوگون کا تعاقب کیا اور اسکے اطراف و جوانب کو تاخت و تاراج کرکے مال غنیمت سے اپنے لشکریونکو مالا مال کردیا۔ بعد ازان اہل قسطانیہ کے محاصرہ کو بڑھا اہل قسطانیہ نے قلعہ بندی کرلی ابوالعباس نے مسلمانونکی خونریزی

کے خیال سے محاصرہ اٹھالیا پھر ۲۸۸ھ مین بقصد جہاد فوجین آراستہ کین ومقس سپرسینی پر فوجکشی کی بعدہ براہ دریا بوکیطرف بڑہا اور اسکو بزور تیغ مفتوح کرکے اپنی کشتیون کو مال غنیمت سے ربوکے پر کرکے سینی کیجانب لوٹ آیا اور اسکے شہر پناہ کو منہدم ومسمار کرادیا اتنے مین طینیہ سے چند جنگی کشتیان اہل ربو کی کمک پر آئین ابوالعباس نے انکو بھی ہزیمت دی اور انکی تیس کشتیان گرفتار کرلین۔ بعدازان ابوالعباس نے روم کی سرحد کیجانب قدم بڑہایا اور دریا کے پار فرانسیسون کے گروہ پر حملہ آور ہوا دو چار حملے کرکے صقلیہ کیجانب مراجعت کی۔

اسی سنہ مین خلیفہ معتضد کا قاصد اہل تونس کی شکایت کیوجہ سے امیر ابراہیم کی معزولی کا پیام لایا۔ امیر ابراہیم نے اپنے بیٹے ابوالعباس کو صقلیہ سے بلالیا اور جب یہہ آگیا تو وہ باظہار جلاء وطنی صقلیہ کیجانب روانہ ہوگیا ابن الرقیق نے ایسا ہی بیان کیا ہے۔ اور یہہ بھی ذکر کیا ہے کہ امیر ابراہیم ظالم، خونریز، اور تندخو تھا۔ آخر عمر مین اسکو مالیخولیا ہوگیا تہا جسکے سبب سے اسنے بیحد خونریزی کی اپنے بہت سے خدام، لونڈیان اور اپنی عورتون اور بیٹونکو قتل کرڈالا انتہا اور اپنے بیٹے ابوالاغلب کو محض ایک شک سے جو اسکو اسکی جانب سے پیدا ہوگیا تہا مار ڈالا۔ ایک روز اسکی مندیل گم ہوگئی اسکے پاداش مین تین سو خادمونکو قتل کرادیا۔ یہہ بیان ابن الرقیق کا ہے لیکن ابن اثیر نے اسکے عقل وداد اور حسن سیرت کی تعریف وتوصیف کی ہے اور یہہ تحریر کیا ہے کہ اسکے زمانہ حکومت مین جعفر بن محمد امیر صقلیہ کے ہاتہہ سے سرقوسہ مفتوح ہوا تہا۔ نو ماہ یہ اسکا محاصرہ کئے رہا۔ بادشاہ قسطنطنیہ نے محصورون کی کمک کو براہ دریا فوجین روانہ کین اسنے انکو بھی ہزیمت دی اور شہر کو بزور تیغ فتح کرکے جی کھولکر تاخت وتاراج کیا

سبھون کا اس امر پر اتفاق ہے کہ یہہ افریقیہ سے براہ دریا صقلیہ آیا تھا اور طرابنیہ پر اوتر کر بلیرم کیجانب گیا تھا پھر دمس گیا اور اسکا شہر پناہ کو منہدم کرادیا پھر آخر شعبان ۳۰۹ھ مین طریلس پر قابض و متصرف ہوا انہین دنون بادشاہ روم نے قسطنطنیہ مین پہنچکر اسکو مفتوح کیا تھا پھر اس نے اپنے پوتے اور اپنے بیٹے ابوالعباس عبداللہ کے بیٹے زیادۃ اللہ کو قلعہ بقیش کیجانب روانہ کیا اور دوسرے بیٹے ابو محرز کو رمطہ کیطرف بھیجا۔ پس زیادۃ اللہ نے قلعہ بقیش کو فتح کیا اور ابو محرز نے اہل رمطہ سے جزیہ لیکر مصالحت کرلی بعدازان دریا کو عبور کرکے فرانسیس کے مقبوضات بری مین داخل ہوا قلوریہ کو بزور تیغ مفتوح کیا بہت سے فرانسیسی قتل و قید کئے گئے۔ اہل فرانس کے دلون پر اسکے رعب و داب کا سکہ بیٹھ گیا۔

ان پیہم کامیابیون کے بعد ابراہیم نے صقلیہ کیجانب مراجعت کی عیسائیون نے جزیہ دیکر مصالحت کی درخواست پیش کی لیکن اس نے انکی بدعہدیون اور عہد شکنیون کیوجہ سے انکی درخواست منظور نہ کی فوجین آراستہ کرکے کنہ کیطرف بڑہا اور اسکا محاصرہ کرلیا اہل کنہ نے امن کی درخواست کی اس نے قبولیت کا درجہ عنایت نہ کیا اور اسی حالت محاصرہ مین اپنی امارت کے اٹھائیسوین سال آخری ۳۱۰ھ مین انتقال کرگیا۔ اہل لشکر نے امیر ابراہیم کے پوتے ابو مضر کو حفاظت لشکر و مقابلہ دشمنان اسلام کی غرض سے عارضی طور پر اسکے بیٹے ابوالعباس کے آنیکے زمانہ تک کے لئے اپنا امیر بنالیا۔ ابوالعباس اندنون افریقیہ مین تھا۔ ابو مضر نے اہل کنہ سے جزیہ لیکر مصالحت کرلی انمین سے کسیکو اپنے دادا ابراہیم کے مرنیکی خبر کانون کان خبر نہونے دی اور چندے قیام کرکے جبکہ اہل سرایا واپس آگئے محاصرہ اٹھاکر کوچ کرآیا اپنے دادا ابراہیم کے نعش کو بلیرم مین لاکے

مدفون کیا۔ ابن اثیر نے لکھا ہے کہ قیروان مین لاکے ابراہیم کے نعش کو دفن کیا تہا۔

کتامہ مین شیعی کا ظہور

اسیکے زمانہ حکومت مین ابوعبداللہ شیعی کتامہ مین ظاہر ہوا اور لوگون کو بظاہر اہل بیت کی محبت کی دعوت دینے لگا مگر درپردہ پسران اسماعیل مین سے عبیداللہ مہدی کی حکومت کی بناڈال رہا تہا۔ کتامہ نے اسکی ترغیب وتحریک سے اسکی اتباع کی اور یہہ وہ امور تہے جسکی وجہ سے شیعی کو توبہ کی ضرورت محسوس ہوئی اور مجبوراً اصقلیہ کیجانب جاپڑا۔ موسیٰ ابن عباس والی صقلیہ نے شیعی کے نقل وحرکت سے مطلع ہونے کی غرض سے جاسوس مقرر کئے ابراہیم نے بہی ایک سفارت تہدید آمود شیعی کے پاس انکجان مین روانہ کی۔ مگر شیعی نے اسکے طرف ذرا سی توجہ نہ کی اور ایسا جواب دیا کہ جس سے ابراہیم کو بیحد ناراضی پیدا ہوئی۔ پس جب شیعی کے کامیابی کا زمانہ قریب آیا اور خلیفہ معتضد کا فرمان ابراہیم کے پاس آیا جیسا کہ ہم اوپر بیان کر آئے ہین تو شیعی نے توبہ کا اظہار کیا اور صقلیہ کیجانب چلا گیا۔ اسکے بعد افریقیہ مین ابوعبداللہ شیعی کی لڑائیان قبائل کتامہ کے ساتہہ ہوئین تا آنکہ شیعی انپر مستولی ہوگیا اور انلوگون نے اسکی اتباع کرلی۔

ابراہیم نے درپردہ اپنے بیٹے ابوالعباس کو شیعی سے جنگ کرنے کی ممانعت کی تہی اور صقلیہ مین اسکے پاس چلے جانے کی بہی ہدایت کی تہی۔

ابوالعباس عبداللہ بن ابراہیم برادر ابوالغرانیق

۸۹۰ھ مین ابراہیم کے انتقال کرجانے پر جیسا کہ ہم اوپر بیان کر آئے ہین اسکا پوتا زیادۃ اللہ امیر لشکر بنایا گیا اور اسکا بیٹا ابوالعباس عبداللہ سریر حکومت پر متمکن ہوا۔ افریقیہ کی

حکومت کا انتظام کیا مالی حالت درست کی تمول اور دولتمندی کی زیادتی ہوئی۔ تمام عمال کے نام گشتی فرامین روانہ کئے جو علے روس الاشہاد پڑھے گئے عدل و انصاف کے کرنے اور نرمی و ملاطفت سے پیش آنے اور جہاد کرنے کا وعدہ کیا تھا چونکہ زیادۃ اللہ لذات و تعیش اور لہو و لعب مین مصروف اور منہمک ہوگیا تھا اور یاین ہمہ اپنے باپ پر حملہ کرنے کی طیاری کر رہا تھا اسوجہ سے ابوالعباس (اسکے باپ) نے اسکو قید کر دیا بجاے اسکے صقلیہ کی حکومت پر محمد بن سرقوسی کو متعین کیا۔

ابوالعباس نہایت نیک سیرت، عادل اور فنون جنگ سے واقف تھا اسکا زمانہ حکومت بہترین زمانہ سے شمار کیا جاتا ہے۔ اس نے تونس کو اپنے قیام کے لئے منتخب و پسند کیا تھا پھر جب اس نے وفات پائی تو ابوعبداللہ شیعی کتامہ پر متغلب و مستولی ہوگیا ایک گروہ کثیر نے اسکے علم و حکومت کے آگے گردن اطاعت جھکا دی۔ میلہ پر فوج کشی کی اور بزور تیغ اسکو مفتوح کر لیا۔ موسیٰ بن عیاش کو بار حیات سے سبکدوش کیا۔ اہل کتامہ سے فتح بن یحییٰ امیر مسالہ مدتون ابوعبداللہ سے لڑتا رہا۔ پھر اس نے اسکو مغلوب کر دیا اور اپنی قوم پر مستولی ہوگیا پس فتح نے ابوالعباس کے پاس سفارت روانہ کی اور یکنیز ابوخول کو شیعی کے جنگ پر بھیجنے کی ترغیب دی چونکہ یکر دیکھنے کے وقت اپنی ایک آنکھ دبا لیتا تھا اسوجہ سے اسکو لوگ احول کہتے تھے چنانچہ ابوالعباس نے تونس سے ۲۸۹ھ مین اسپر چڑھائی کی پہلے سطیف مین داخل ہوا بعد ازان بلزمہ پر جا پہنچا اور کل اہلوگون کی گردنین ماردی جو اُسکی دعوت مین شریک ہوے تھے۔ ابوعبداللہ شیعی فوجین فراہم کر کے مقابلہ پر آیا لیکن پہلے ہی معرکہ مین شکست کھا کے تاوزرت سے انجان کیجانب بھاگا۔ ابوخول نے شیعی کے قصر کو منہدم کرا دیا بعد اسکے ایک

جون ۱۹۰۸ء (۳)

شبانہ روز سہر لڑائی ہوتی رہی ابو خول کی فوج میدان جنگ سے گھونگھٹ کھا گئی۔ ابو محول نے تونس مین جاکے دم لیا اور معہ کتامہ کے اپنے جاے سکونت پر واپس آیا۔ جسوقت ابو خول اپنے باپ کیخدمت مین حاضر ہوا اس نے دوبارہ فوجین مرتب کرکے ابو عبد اللہ شیعی کی جنگ پر روانہ کیا۔ کوچ و قیام کرتا ہوا سطیف پہنچا پھر وہان سے بقصد جنگ ابو عبد اللہ کوچ کیا ابو عبد اللہ نے یہہ خبر پاکر ابو خول پر حملہ کردیا۔ ابو خول کو اس غیر متوقع حملہ سے ناکامی کے ساتھہ پسپا ہونا پڑا لوٹ کر سطیف آیا اور فوجین درست کرکے پھر حملہ آور ہوا اسی اثنا مین زیادۃ اللہ نے اپنے باپ کے ملازمون کو ملالیا چنانچہ ان ناحق شناسون نے ماہ شعبان سنہ ۲۹۶ھ مین بحالت خواب ابو العباس کا کام تمام کردیا۔ پھر کیا تھا زیادۃ اللہ کو قید سے رہائی ملگئی۔

ابو مضر زیادۃ اللہ

زیادۃ اللہ کی رہائی کے بعد اہل دولت اور ارکین سلطنت نے حکومت و امارت کی اسکے ہاتھہ پر بیعت کی اس نے اُن غلامونکو جنہون نے اسکے باپ کو قتل کیا تھا سزاے موت دی اور لذات و عیش پرستی لہو و لعب اور مسخرون گویون کی صحبت مین پڑ گیا۔ کاروبار نظم و نسق سلطنت کو یکقلم ترک کردیا اور اپنے بھائی ابو خول کو اپنے باپ کی زبانی لکھکر بلا بھیجا اور جب وہ آگیا تو اسکی گردن ماردی اور نیز اپنے چچاؤن اور بھائیون کا بھی کام تمام کردیا۔ ان وجوہات سے ابو عبد اللہ شیعی کے کاروبار کو استقلال اور استحکام حاصل ہوگیا۔ زیادۃ اللہ نے شب کیوقت شیعی کی مخالفت کی غرض سے رقادہ کیجانب کوچ کیا اور شیعی نے شہر سطیف کو فتح کرکے اپنے مقبوضات مین داخل کرلیا۔ زیادۃ اللہ نے اس سے جنگ کرنے کو فوجین روانہ کین اور اپنے خادمون مین سے ابراہیم بن حبیش نامی ایک خادم کو ان فوجون کی سرداری عنایت کی چالیس ہزار فوج

کی جمعیت سے ابراہیم نے شیعی کے جنگ کرنے کی غرض سے کوچ کیا
مقام قسطیلیہ مین پہنچکر قیام پذیر ہوا چھ ماہ تک ٹھہرا رہا۔ ایک لاکھ فوج اس کے
رکاب مین مجتمع ہوگئی پہلے اس نے کتامہ پر حملہ کیا مگر اتفاق وقت سے اس کی
فوج کو ہزیمت ہوئی بھاگ کر باغایہ پہنچا پھر وہان سے قیروان چلا آیا۔ ابو عبداللہ نے
شہر طبنہ کو مفتوح کرکے فتح بن یحیی مسامتی کو بار حیات سے سبکدوش کردیا یہ اندنون
دین موجود تہا بعد ازان بلزمہ کو مفتوح کیا اور اسکے شہر پناہ کو منہدم کراکے زمین دوش
کرادیا۔ بعدہ امراء کتامہ سے عروبہ بن یوسف باغایہ پہنچا اور اس فوج پر جو کہ زیر حکومت
ہارون بن طبنی بنظر حفاظت وہان مقیم تہی حملہ آور ہوا انہی دنون ابو عبداللہ شیعی
نے بھی تبیسہ کے محاصرہ کو فوجین روانہ کین جسکو بعد چندے بصلح واشتی اس نے
مفتوح کیا۔ انہین ایام مین قیروان مین بازاریون اور اوباشون کی کثرت ہوگئی تہی
زیادۃ اللہ نے داد و دہش کا دروازہ کہولدیا فوجین آراستہ کین الات حرب سے انکو
مسلح کرکے ۲۹۵ھ مین فرانس کیجانب کوچ کیا جسوقت قریب اربس پہنچا شیعی کا
رعب اسکے دلپر غالب و مستولی ہوا اسکے خاندان والون نے واپس جانے کی
رائے دی پس اس نے ارادہ کیجانب مراجعت کی اور اپنے خاندان کے سربرآوردہ
اشخاص سے ابراہیم بن ابی اغلب کو اپنی فوج کی سرداری عنایت فرمائی۔ اس
واقعہ کے بعد ابو عبداللہ نے باغایہ پر فوج کشی کی اور بصلح وامان اسکو مفتوح کرلیا
اسکا گورنر بہاگ گیا۔ بعدہ ابو عبداللہ نے اپنی فوجون کو آراستہ کرکے آگے بڑہنے
کا حکم دیا۔ کوچ و قیام کرتا ہوا بعانہ تک پہنچا اور قبائل قفرہ پر حملہ کیا۔ تیفاش پر قابض
ہوگیا ابراہیم بن ابی اغلب تیفاش پر چڑہ آیا اہل تیفاش نے ابراہیم کو
شہر مین داخل نہونے دیا اور اسکے سپاہیون کو لڑکر شکست دیدی مگر ابراہیم نے پہنچتے ہی
بزور تیغ مفتوح کرلیا اور جسقدر فوج حریف وہان موجود تہی سب کو تہ تیغ کیا۔ بعدہ

ابو عبد اللہ شیعی لشکر کتامہ آراستہ کرکے باغایہ کیطرف بڑہا پہر سکایہ بعدہ سبیبہ اور حمودہ کیجانب کوچ کیا اور یکے بعد دیگرے ان مقامات پر قابض و متصرف ہوگیا اور یہانکے رہنے والون کو امن دی۔ ابراہیم بن ابی اغلب نے ان واقعات سے مطلع ہوکر اربس سے کوچ کردیا۔ پہر ابو عبد اللہ نے قسطیلیہ اور قفصہ پر دہاوا کیا اور انلوگون کو امن دی وہ لوگ اسکی دعوت مین داخل ہوگئے۔ اس نے باغایہ کیجانب معاودت کی پہر باغایہ سے لشکیان چلا آیا ابراہیم بن ابی اغلب نے میدان خالی دیکہکر باغایہ پر حملہ کیا اہل باغایہ مقابلہ پر آئے متعدد لڑائیان ہوئین ناکامی کے ساتہہ اربس واپس آیا پہر ابو عبد اللہ نے جمادی الاول ۲۹۶ھ مین اربس پر چڑہائی کی اور فتح کرتا ہوا ناریہ ہوکر گزرا اور اہل قمودہ کو امان دیدی

روانگی زیادۃ اللہ بجانب مشرق

جسوقت زیادۃ اللہ کو قمودہ تک ابو عبد اللہ شیعی کے پہنچنے کی خبر موصول ہوئی اپنا مال و اسباب لاد پہاندکر بقصد مشرق طرابلس چلا آیا اور ابو عبد اللہ شیعی نے میدان خالی دیکہکر افریقیہ کیطرف رخ کیا اسکے مقدمۃ الجیش پر عروبہ بن یوسف اور حسن بن ابی خنزیر تہا ماہ رجب ۲۹۶ھ مین قفادہ پہنچا اہل قیروان اس سے ملنے کو آئے اور سبون نے عبد اللہ مہدی کی امارت و خلافت کی بیعت کی جیسا کہ انکے حالات اور حکومت کے ضمن مین بیان کر آئے ہین۔

زیادۃ اللہ نے سترہ دن طرابلس مین قیام کرکے مراجعت کی اسکے ساتہہ ابراہیم بن ابی اغلب بہی تہا۔ چونکہ اسکی نسبت لوگون نے زیادۃ اللہ سے یہہ خبر رکہا تہا کہ اس نے قیروان سے روانہ ہونے کے بعد اپنی حکومت و ریاست کی بنا ڈالنے کی فکر کی تہی اسوجہہ سے زیادۃ اللہ نے اس سے علیحدہ ہوکر مصر کیجانب کوچ کیا رفتہ رفتہ مصر کے قریب پہنچا والی مصر عیسیٰ بن رشدی نے بلا اجازت خلیفہ

شہر مین داخل ہونے دیا آٹھ روز تک شہر کے باہر ٹہرا رکہا۔ تب زیادۃ اللہ مجبور ہوکر ابن فرات وزیر خلیفہ مقتدر کیخدمت مین گیا اور شہر مین داخل ہونیکی اجازت طلب کی وزارت پناہ نے تا صدور حکم خلافت مآب رقہ مین قیام کرنیکو لکہ بہیجا۔ ایک برس تک رقہ مین مقیم رہا بعد ازان خلیفہ مقتدر کا فرمان صادر ہوا جسمین خلافت مآب نے زیادۃ اللہ کو افریقیہ کیجانب واپس جانے اور افریقیہ مین خلافت عباسیہ کی حکومت قائم کرنے کی غرض سے نوشتہ کو مالی اور فوجی مدد دینے کا حکم دیا تہا۔ چنانچہ زیادۃ اللہ رقہ سے مصر آیا مصر مین پہنچکر اسکو ایک مرض مزمن لاحق ہوگیا جس سے اسکے بال گر گئے بیان کیا جاتا ہے کہ اسکو زہر دیا گیا تہا بہرکیف مصر سے اس نے بیت المقدس کیجانب کوچ کیا اور وہان پہنچکر راہی عدم ہوگیا اسکے مرنے سے کل بنو اغلب متفرق اور منتشر ہوگئے اور انکا دور حکومت منقطع ہوگیا۔ والبقاء للہ وحدہ واللہ سبحانہ تعالے۔ اعلم۔

بقیہ حالات صقلیہ و دولت بنی ابی الحسن کلبی مستبدین حکومت عبیدیین۔

جسوقت عبید اللہ مہدی کو افریقیہ پر استیلاء و تصرف حاصل ہوگیا اسوقت اسنے صوبجات افریقیہ پر عمال مقرر کئے جزیرہ صقلیہ پر حسن بن محمد بن ابی خنزیر کو مقرر کیا جو کہ سرداران کتامہ سے ایک نامور شخص تہا پس حسن ۲۹۷ھ مین معہ اپنی فوج کے مازر پہنچا۔ اپنے بہائی کو کبریت کا حاکم بنایا اور صقلیہ کے عہدہ قضا پر اسحاق بن منہال کو مقرر کیا پہر ۲۹۸ھ مین دمشق پر حملہ آور ہوا اور اسکے گرد و نواح کو تاخت و تاراج کرکے واپس آیا۔ اہل صقلیہ کو اسکی بد خوئی اور ظلم کی شکایت پیدا ہوئی مجتمع ہوکر سبھون نے اسپر حملہ کردیا اور گرفتار کرکے جیل مین ڈالدیا۔ بعدہ عواقب امور کا خیال کرکے عبید اللہ مہدی کیخدمت مین معذرت

کی عرضداشت روانہ کی مہدی نے انکی معذرت قبول کرلی اور احمد بن قہرب کو
انکا امیر مقرر کرکے روانہ کیا اس نے ایک سریہ سرزمین قلوریہ کیجانب بھیجا اس سریہ نے قلوریہ کو جی کھولکر پامال
کیا اور بہت سا مال غنیمت اور قیدی لے کے مراجعت کی۔ پھر ۲۷۳ھ مین اسنے
اپنے بیٹے علی کو قلعہ طرمین جدید کیطرف روانہ کیا اس غرض سے کہ اسکو اہل صقلیہ
کی آیندہ سرکشی و بغاوت کے زمانہ مین اپنا ماوا و ملجا بنا رکھے پس اسکا بیٹا
چھ ماہ تک اسکا محاصرہ کئے رہا بعد اسکے فوج نے اس سے بغاوت کردی اس کے
خیمون کو جلاکر خاک و سیاہ کردیا اسکے قتل پر مستعد و امادہ ہوئے۔ اہل عرب نے
اس فعل سے انکو باز رکھا۔ پھر اس نے لوگون کو خلیفہ مقتدر کی اطاعت کی
ترغیب دی انلوگون نے بطیب خاطر اسکو منظور کرلیا۔ مہدی کے نام کا خطبہ
موقوف کردیا قلعہ کے برجون پر خلافت عباسیہ کے پھریرے چڑھا دئے گئے
پھر اس نے ایک بیڑہ جنگی کشتیون کا افریقیہ کیجانب روانہ کیا مہدی کے بیڑہ سے
مڈبھیڑ ہوگئی۔ مہدی کا امیر البحر حسن بن ابی خنزیر تھا۔ احمد بن قہرب کے بیڑہ کو
اس جنگ مین کامیابی حاصل ہوئی مہدی کا بیڑا جلادیا گیا اور حسن بن ابی خنزیر
مارڈالا گیا۔ کامیابی کے بعد احمد بن قہرب کا بیڑہ صفاقس کیجانب روانہ ہوا
ساحل پر پہنچتے ہی ویران و خراب کردیا پھر یہان سے روانہ ہوکر طرابلس مین لنگرزن ہوا
رفتہ رفتہ اسکی خبر قایم بن مہدی تک پہنچی۔ سنکر دم بخود ہوگیا۔ پھر دارالخلافت بغداد سے
فرمان خوشنودی مزاج خلافت مآب معہ خلعت اور پھریرے کے صادر ہوا احمد بن
قہرب مارے خوشی کے پھولے نہ سمایا۔ بعدہ ایک بیڑہ قلوریہ کی طرف روانہ کیا
تمام سرزمین قلوریہ مین لوٹ مار کا بازار گرم ہوگیا۔ اسکے اطراف و جوانب کو
تاخت و تاراج کرکے مراجعت کی۔ پھر دوبارہ ایک دوسرا بیڑہ افریقیہ
کیجانب بھیجا۔ اس معرکہ مین مہدی کے بیڑہ کو کامیابی حاصل ہوئی اس سے

احمد بن قہرب کا شیرازہ حکومت درہم و برہم ہوگیا۔ اہل کبریت اس سے باغی ہوگئے مہدی سے خط و کتابت کرکے سازش کرلی۔ رفتہ رفتہ مادہ بغاوت اسقدر ترقی پذیر ہوا کہ آخری ۳۰۰ھ مین لوگون نے احمد بن قہرب کو گرفتار کرکے مہدی کے پاس بھیجدیا مہدی نے حکمدیا کہ اسکو معہ اسکے خاص مصاحبین کے حسن بن ابی خنزیر کے قبر پر لیجاکر قتل کرڈالو چنانچہ ایسا ہی کیا گیا۔

احمد بن قہرب کے قتل کے بعد مہدی نے صقلیہ کی حکومت پر ابوسعید بن احمد کو مقرر کیا اور ایک فوج کتامہ کی اسکے ہمرکاب روانہ کی چنانچہ ابوسعید براہ دریا صقلیہ کیجانب کوچ کیا طرابنہ مین پہنچکے قیام پذیر ہوا۔ اہل صقلیہ نے اس سے سرکشی کی قلعہ نشین ہوکر لڑنے لگے اہل کبریت اور طرابنہ والے بھی اہل صقلیہ کے دیکھا دیکھی بغاوت و سرکشی پر آمادہ ہوئے باہم متعدد لڑائیان ہوئین بالآخر ابوسعید نے اپنی مردانہ ہمت سے ان سبھونکو ہزیمت دی اور اثنا دار و گیر مین ہزارون کا وارا نیارا کردیا۔ اہل طرابنہ نے پریشان ہوکر امن کی درخواست کی ابوسعید نے امن دی مگر اسکے شہر پناہ کے دروازونکو توڑ ڈالا۔ مہدی کو ان واقعات کی خبر لگی تو اسنے اہل طرابنہ کی عفو تقصیر کا ابوسعید کو حکمدیا۔

پھر مہدی نے بعد ابوسعید کے سالم بن ارشد کو صقلیہ کی حکومت مرحمت کی اور ۳۱۳ھ مین عظیم فوج کے ساتھ صقلیہ کی جانب روانہ کیا۔ چنانچہ سالم نے دریا کو عبور کرکے سرزمین انکردہ مین قدم رکھا اور جی کھولکر اسکو تاخت و تاراج کیا۔ متعدد قلعجات مفتوح کرکے مراجعت کی پھر دوبارہ اسی سرزمین کیطرف قدم بڑہایا اور شہر اورنت کا مدتون محاصرہ کئے رہا اہل اورنت موقع پاکر شہر خالی چھوڑکر چلے گئے۔ پس سالم بھی جو کچھ ہاتھ لگا اسکو لے کے چلتا پھرتا ہوا۔ غرض اہل صقلیہ ہمیشہ اُن شہرون پر جو جزیرہ صقلیہ اور مملوریہ کے رومیون کو قبضہ اقتدار مین تھے

لوٹ مار اور قتل و غارت کرتے رہتے تھے اور اسکے گرد و نواح کو اپنے ترکتازی کا جولانگاہ بنائے رکھتے تھے۔

۳۲۲ھ مین مہدی نے ایک فوج لشکر کردگی یعقوب بن اسحاق براہ دریا جنوہ کیجانب جہاد کی غرض سے روانہ کی۔ یعقوب نے مردانہ وار سرزمین جنوہ مین داخل ہوکر اپنے پرزور حملون سے اہل جنوہ کو مجبور کرکے مراجعت کی۔ پھر آیندہ سال مہدی نے ایک دوسرا لشکر جنوہ کیطرف روانہ کیا اس لشکر نے شہر جنوہ کو مفتوح کرکے سردانیہ کیطرف قدم بڑہایا۔ چنانچہ سردانیہ کی چند کشتیان جلاکر خاک وسیاہ کرکے مظفر ومنصور مراجعت کی۔

۳۲۵ھ مین اہل کبرکیت نے اپنے امیر سالم بن راشد سے بغاوت کی اور اسکی فوج سے معرکہ آرا ہوئے سالم بذاتہ انکی سرکوبی کو روانہ ہوا سخت اور خونریز جنگ کے بعد اہل کبرکیت کو سالم نے ہزیمت دی اور اسکا اسکے شہر مین محاصرہ کرلیا۔ قایم سے امداد کی درخواست کی۔ قایم نے لشکر افسری خلیل بن اسحاق اسکی کمک پر جوتین روانہ کین۔ پس جسوقت خلیل صقلیہ مین وارد ہوا اہل صقلیہ نے سالم بن راشد کی شکایتین پیش کین۔ عورتین بچے اور بوڑہے فضل ورحم کے خواستگار ہوے۔ اہل کبرکیت اور اہل صقلیہ نے بہی اسی قسم کی درخواستین گذرانین۔ خلیل کا دل انلوگونکی فریاد و اور شکایتون سے بھر آیا۔ سالم کو کسی ذریعہ سے ان واقعات کی خبر لگ گئی اس نے بحکمت عملی انلوگونکو یہہ سوجہادیا کہ خلیل تم لوگون سے تمہاری اس دلیری کے انتقام لینے آیا ہے جو تملوگون نے شاہی لشکر کے ساتہہ کیا ہے۔ اہل صقلیہ یہہ سنتے ہی پھر بغاوت پر آمادہ ہوگئے اور وہی ہنگامہ بغاوت وسرکشی دوبارہ گرم کرنے پر تل گئے اسی اثنا مین خلیل نے شہر کبرکیت کے گہاٹ پر ایک جدید شہر موسوم بہ خالصہ کے تعمیر کی بناڈالی اس سے اہل شہر کو سالم کے

کہنے کا یقین ہو گیا جنگ پر طیار ہو گئے۔ خلیل نے ان لوگون سے جنگ کرنے کی غرض سے نصف ۳۲۶ھ مین کوچ کیا آٹھ ماہ کا ۲ محاصرہ کئے روزانہ جنگ کرتا رہا تا آنکہ موسم سرما آگیا محاصرہ اٹھا کر خالصہ چلا آیا۔

بعد واپسی اہل صقلیہ نے پھر مخالفت پر کمر باندھی ادھر اہل صقلیہ نے بادشاہ قسطنطنیہ سے امداد کی درخواست کی بادشاہ قسطنطنیہ نے فوجی اور مالی مدد دی۔ اُدھر قایم کو مدد کے لئے لکھہ بھیجا قایم نے اسکی کمک پر فوجین روانہ کین۔ پس خلیل نے ابی ثور اور قلعہ بلوط کو فتح کر کے قلعہ بلاطنو پر محاصرہ ڈالدیا یہانتک کہ ۳۲۷ھ منقضی ہو گیا خلیل نے قلعہ بلاطنو سے محاصرہ اٹھا کے کبرکیت کو جا کے گھیرا اور اپنی فوج کے ایک حصہ کو بسرافسری ابی خلف بن ہارون اسکے محاصرہ پر چھوڑ کر کوچ کر گیا۔ اس محاصرہ کا سلسلہ ۳۲۹ھ تک قایم و جاری رہا۔ اکثر اہل شہر طول حصار اور روزانہ جنگ سے گھبرا کر روم کیطرف بھاگ گئے باقی ماندگان نے امن کی درخواست کی۔ ابی خلف نے قلعہ حوالہ کر دینے کی شرط پر اہل شہر کو امان دی۔ مگر جسوقت اہل شہر نے قلعہ کے دروازے کھولدئے اور اسکو ابی خلف کے حوالہ کر دیا اسوقت ابی خلف نے انلوگون کے ساتھہ بدعہدی کی۔ اس سے گرد و نواح کے کل قلعہ والے کانپ اُٹھے اور بخوف جان اطاعت کی گردن جھکا دی۔ خلیل نے آخری ۳۲۹ھ مین افریقیہ کیجانب ہجرت کی اسکے ہمراہ علیحدہ ایک کشتی مین بہت سے سرداران اہل کبرکیت بھی افریقیہ کیطرف روانہ کئے گئے۔ خلیل نے کچھہ راستہ طے کرنیکے بعد کشتی کے ڈبو دینے کا اشارہ کر دیا بس سب کے سب ڈوب کر مر گئے۔

خلیل کے بعد صقلیہ کی زمام حکومت عطاف ازدی کو مرحمت ہوئی پھر ابوزید کا جھگڑا پیش آگیا قایم اور منصور اسکے رفع کرنے مین مصروف و مشغول ہوئے

تا آنکہ ابو یزید کا فتنہ فرو ہو گیا تب منصور نے صقلیہ کی حکومت پر حسن بن ابی الحسن کلبی کو جو کہ اسکا پروردہ اور ساختہ و پرداختہ اور اسکے نامی سرداروں سے تھا مامور کیا اسکی کنیت ابو الغنایم تھی۔ اراکین دولت و اعیان سلطنت اسکو توقیر کی آنکھوں سے دیکھتے تھے۔ ابو یزید کی مدافعت مین اس نے بڑے بڑے نمایان کام کئے تھے۔ اسکی گورنری کا یہ سبب ہوا کہ اہل بلیرم نے عطاف ازدی کو اسکی کمزوری طبیعت کیوجہ سے بیحد دبا لیا تھا اور دشمنان اسلام نے اسکی معذوری اور اہل شہر کی سرکشی کے باعث سے اہل شہر کو کمزور کر رکھا تھا ان وجوہ سے اہل شہر بلیرم نے ۳۳۵ھ مین عید الفطر کے دن عطاف پر حملہ کر دیا۔ اس بغاوت و شورش کے بانی مبانی اہل بلیرم مین بنو الطبیر ہوئے تھے۔ عطاف کسی صورت سے اپنی جان بچا کے قلعہ مین پناہ گزین ہو گیا اور منصور کی خدمت مین ان واقعات کی اطلاع کر کے امداد و اعانت کا خواستگار ہوا پس منصور نے حسن بن علی مذکور کو صقلیہ کی سند حکومت مرحمت فرمائی چنانچہ حسن سامان سفر درست کر کے براہ دریا مازر کیطرف روانہ ہوا۔ ساحل مازر پر پہنچکر لنگرزن ہوا اہل مازر مین سے کوئی شخص برسر مقابلہ نہ آیا۔ رات کیوقت ایک گروہ اہل کتامہ کا ملنے کو آیا اور معذرت کی کہ ہملوگ بنو الطبیر کے خوف سے دن کو نہین آسکے بنو الطبیر نے جاسوسون کو حسن کی خبر گیری پر مقرر کیا۔ ان لوگون نے واپس ہو کر بنو الطبیر کو حسن کے جلال و شوکت اور کثرت فوج سے ڈرایا اور انکو حسن سے ملنے اور معذرت کرنے پر طیار کیا۔ بنو الطبیر اسی اُدھیڑبن مین پڑے ہوئے تھے کہ حسن معہ اپنے رکاب کے فوج کے شہر مین گھس پڑا۔ حاکم شہر اور عمال ملنے کو آئے بنو الطبیر کو اس سے ایک گونہ اضطراب پیدا ہوا نہ پاسے رفتن نہ جاسے ماندن کا مضمون ہو گیا اتنے مین ابن الکلا سردار اسماعیل ان لوگون کے پاس آگیا اور جو لوگ

انلوگون سے منحرف ہو گئے تھے وہ بھی اس سے آملے۔ ایک خاصہ گروہ مجتمع ہو گیا۔ اسماعیل نے اس خیال سے کہ حسن اپنے خادم کو سزا دیگا اور اس سے اہل شہر برانگیختہ اور بد دل ہو جائینگے یہ جال پھیلایا کہ اپنے کسی غلام سے حسن کے ایک خادم پر یہ دعویٰ کرادیا کہ ملہ آپکا فلان غلام میری بیوی کو غیر مشروع فعل کرنے پر مجبور کر رہا تھا۔ حسن اس چال کو تاڑ گیا مدعی کو طلب کر کے اسکے دعوے پر قسم کھلوائی اور بعد ثبوت لینے کے اپنے خادم کو سزائے موت دی عوام الناس اس انصاف سے بیحد خوش ہوئے اور طبرسی اور اسکے ہمراہیون سے علیحدہ ہو گئے اس سے اسماعیل کا گروہ ٹوٹ گیا۔ بنو الطیر متفرق اور منتشر ہو گئے حسن نے خوشی اور خوش اسلوبی سے عنان حکومت اپنے ہاتھ مین لی اور عمدگی کے ساتھ نظم و نسق کرنے لگا۔ رومیون نے اسکے رعب و داب سے متاثر ہو کر تین برس کا جزیہ ادا کر دیا۔

ان واقعات کے بعد بادشاہ روم نے ایک بطریق کو بسرافسری عظیم فوج براہ دریا صقلیہ کیجانب روانہ کیا۔ پس بطریق اور سردار اس مجتمع ہو کر صقلیہ پر حملہ آور ہوئے حسن نے منصور کو اس سے مطلع کر کے امداد کی درخواست کی منصور نے سات ہزار سوار اور ساڑھے تین ہزار پیادون کو اسکی کمک پر روانہ کیا۔ حسن نے اپنی فوج کو ہر چہار طرف سے مجتمع کر کے براہ دریا و خشکی رومیون کے روک تھام کی غرض سے کوچ کیا اور متعدد سرایا سرزمین قلوریہ کیطرف بھیجے۔ ابراجہ مین پہنچکر پڑاؤ کر دیا اور چار و نطرف سے اسکا محاصرہ کر لیا۔ رومی یہ خبر پاکر چڑھ آئے مگر اپنی فتحیابی سے مایوس ہو کر تاوان جنگ دیکر مصالحت کر لی بعد اسکے حسن نے رومیونکے ایک قلعہ پر فوجکشی کی رومی بلا جنگ وجدال قلعہ چھوڑ کر بھاگ گئے پھر حسن نے قلعہ فیشاہ پر پہنچکر محاصرہ ڈالدیا ایک ماہ کامل محاصرہ کئے ہوئے لڑتا رہا بالآخر اہل قلعہ نے جزیہ اور تاوان جنگ دیکر مصالحت کر لی۔ حسن معہ اپنے بیڑہ جنگی کشتیون کے لوٹ کر مسینی چلا آیا اور وہین پر ایام سرما کو مقضی کیا

اسی مقام پر منصور کا فرمان مشعر واپسی بجانب قلورہ صادر ہوا چنانچہ حسن نے دریا کو خراجہ کیجانب عبور کیا رومی اور سردعوس مقابلہ پر آئے۔ حسن نے انکو ہزیمت دیکے مال غنیمت سے اپنے لشکریون کو مالا مال کر دیا۔ یہ واقعہ یوم عرفہ ۳۴۰ھ کا ہے۔ بعد ازان خراجہ پر پہنچکر اسکا محاصرہ کر لیا تا آنکہ بادشاہ روم قسطنطین نے زر نقد دیکر مصالحت کر لی۔ حسن نے ربو کیجانب مراجعت کی ربو مین پہنچکر وسط شہر مین ایک مسجد بنوائی اور رومیون سے یہہ شرط کر لی کہ رومیون مین سے کوئی شخص آیندہ کسی قسم کا مسجد سے تعرض نکرے اور جو شخص قید یونمین سے ایمن داخل ہو وہ مامون سمجھا جاے۔

منصور کے مرنے پر اسکا بیٹا معز حکومت پر متمکن ہوا۔ حسن نے صقلیہ پر اپنے بیٹے احمد کو مقرر کر کے معز کیطرف کوچ کیا۔ معز نے احمد کو لکھ بھیجا کہ صقلیہ مین جس قدر رومیون کے قلعے باقی رہ گئے ہین انکو بہت جلد فتح کر لو۔ پس احمد نے اس حکم کے مطابق رومیون کے مقبوضہ قلعات پر جہاد کیا۔ ۳۵۱ھ مین طرمین وغیرہ کو فتح کر کے رمطہ کیطرف بڑہا مدتون اسکا محاصرہ کئے رہا۔ قسطنطنیہ سے چالیس ہزار فوج اسکی حمایت و اعانت کو آئی احمد نے بھی معز سے امداد طلب کی معز نے بہت سا مال و اسباب اور ایک عظیم لشکر اسکے باپ حسن کے ساتھہ اسکی کمک پر روانہ کیا۔ رومیون کا امدادی لشکر سینہ کے گھاٹ پر اترا ہوا تھا مسلمانون نے رمطہ پر یلغار کیا۔ زمانہ حصار مین لشکر اسلام کا سردار حسن بن عمار اور حسن بن علی کا بیٹا تھا۔ رومیون نے پہنچکر محاصرہ کرنیوالون کا محاصرہ کر لیا رمطہ اسوقت فقط کیطرح دو دائرون سے گھرا ہوا تھا۔ رمطہ کو اسلامی لشکر محاصرہ مین لئے ہوے تھا اور اسلامی لشکر پر رومی فوجین محاصرہ ڈالے ہوئے تھین۔ ادھر اہل شہر شہر پناہ کا دروازہ کھولکر مسلمانون کے لشکر پر حملہ آور ہوئے ادھر رومیون نے باہر سے عساکر اسلامیہ پر دھاوا کیا مسلمانون پر

یہ وقت نہایت آزمایش اور امتحان کا تہا۔ پہلے سبھون نے مرنے اور مرجانے کا
عہد و پیمان کیا بعد ازان مجموعی قوت سے رومیون پر دہاوا کیا پہلے ہی حملہ مین
رومیون کے سپہ سالار منویل کے گھوڑے کو مار کر گرا دیا منویل سنبھل نہ سکا
زمین پر آرہا ایک سپاہی نے پہنچکر سر اوتار لیا۔ اسکے ساتھہ ایک گروہ بطریقون کا
مارا گیا رومی لشکر ہزیمت کہا کر بہاگا۔ لشکر اسلام قتل و غارت کرتا ہوا تعاقب مین
بڑہا مال غنیمت اور قیدیون سے مالا مال ہوگیا۔ رومیون کی ہزیمت کے بعد مسلمانون
نے بزور تیغ رمطہ کو مفتوح کرلیا اور جو کچہہ اسمین تہا سب کو لوٹ لیا رومیون
کا بقیۃ السیف گروہ صقلیہ اور جزیرہ رقس سے کشتیون پر سوار ہوکر روم کیطرف بہاگا امیر
احمد نے اپنے بیڑہ کو تعاقب کا حکم دیا اور خود ایک کشتی پر سوار ہوکر رومیونکے تعاقب مین روانہ ہوا
زیادہ مسافت طے نہونے پائی تہی کہ رومی کشتیونکو مسلمانون نے گرفتار کرکے جلا دیا عیسائیونکا
ایک گروہ کثیر مارا گیا۔ اس واقعہ کو جنگ مجاز کے نام سے موسوم کرتے ہین ۲۵۳ھ مین لڑائی ہوئی تہی
حریف کے ایک ہزار نامی سردار اور ایک سو بطریق گرفتار کئے گئے تہے عام قیدیون کا کوئی
شمار نہ تہا مال غنیمت کی کوئی حد نہ تہی امیر احمد ان سب کو لئے لادے شہر بلیرم پہنچا صقلیہ
مین اسکی خبر لگی تو حسن جوش مسرت مین استقبال کو نکلا اثناء راہ مین فرط مسرت
سے بخار آگیا اور اسی حالت مین جان بحق تسلیم کردی مسلمانون کو حسن کی اس
شادی مرگ سے بیحد ملال ہوا مگر چارہ کار ہی کیا تہا صبر و شکر کرکے اہل صقلیہ نے
بالاتفاق اسکے بیٹے احمد کو اسکا جانشین بنایا۔ اس جانشینی کے بعد معز نے
اہل صقلیہ کی حکومت پر بعیش (حسن کے خادم) کو مقرر کیا۔ اس سے حکومت و
امارت کا بار اٹہہ نہ سکا کتامہ اور دوسرے قبایل مین لڑائی جہگڑا شروع ہوگیا
جو اسکے دبانے سے نہ دب سکا یوماً فیوماً بڑھت گیا۔ رفتہ رفتہ اسکی خبر معز تک
پہنچی تو اس نے صقلیہ کی گورنری پر ابوالقاسم علی بن حسن کو بہ نیابت اس کے

بھائی احمد کے متعین کیا۔ پھر ۳۵۹ھ مین احمد نے طرابلس مین وفات پائی اس کا بھائی ابوالقاسم علی مستقل طور سے حکمران ہوگیا۔ یہہ زندہ دل اور نیک سیرت شخص تھا۔ ۳۷۹ھ مین عظیم فوج کے ساتھہ بادشاہ فرانس نے ابوالقاسم پر فوج کشی کی قلعہ رمطہ پر محاصرہ ڈالا اور اسکو مسلمانون کے قبضہ سے نکال لیا۔ اس واقعہ مین عساکر اسلامیہ کو نقصان اٹھانا پڑا امیر ابوالقاسم یہہ خبر پاکر بقصد مقابلہ شاہ فرانس بلبرم سے روانہ ہوا جسوقت دونون فوجون کا مقابلہ ہوا بلا جدال وقتال امیر ابوالقاسم لوٹ کھڑا ہوا۔ فرانسیسی فوجین اپنے جنگی پڑاؤ سے امیر ابوالقاسم کی واپسی کو دیکھہ رہی تھین فوراً بادشاہ برودیل کو اس سے مطلع کیا بادشاہ برودیل نے تعاقب کا حکم دیدیا۔ چنانچہ نہایت تیزی سے طے مسافت کرکے امیر ابوالقاسم کو جا کر گھیر لیا سخت اور خونریز جنگ ہوئی امیر ابوالقاسم شہید ہوگیا مسلمانون کو اس سے بیحد صدمہ ہوا۔ مگر پھر مرنے پر کمربستہ ہوکر فرانسیسیون سے ہم نبرد ہوئے اور لڑکر انکو بہت بری طور سے شکست دی۔ برودیل ہزار خرابی اپنی جان بچاکے معہ اسکے سر کے اپنے خیمہ مین پہنچا اور کشتی پر سوار ہوکر رومہ کیطرف روانہ ہوگیا۔

مسلمانون نے امیر ابوالقاسم کے بعد اسکے بیٹے جابر کو امارت کی کرسی پر متمکن کیا جابر نے اسوقت لشکر اسلام کو واپسی کا حکم دیا مال غنیمت کی فراہمی کیجانب ذرا بھی توجہ نہ کی۔

امیر ابوالقاسم نے ساڑھے بارہ برس حکمرانی کی۔ عادل نیک سیرت اور ہوشیار شخص تھا۔

اور جب اسکا چچازاد بھائی جعفر بن محمد بن علی بن ابوالحسن جو کہ عزیز کے وزیرون اور مصاحبون سے تھا حکمران ہوا تو کل بدنظمیان رفع و دفع ہوگئین۔ فتنہ و فساد فرو ہوگیا۔ یہہ شخص علم دوست اور قدردان اہل علم تھا۔ ۳۷۵ھ مین اس نے

وفات پائی اسکا بھائی عبداللہ بجائے اسکے حکمران ہوا اس نے اپنے بھائی مرحوم کی روش اختیار کی ۴۷۹ھ مین اسکا انتقال ہوا۔ اسکا بیٹا ثقۃ الدولہ ابو الفتوح یوسف بن عبداللہ بن محمد بن علی بن ابو الحسن کرسی حکومت پر رونق افروز ہوا اپنے گذشتہ بزرگونکا رویہ اختیار کیا انہین کے قدم بقدم چلتا رہا تا آنکہ ۵۰۳ھ مین بعارضہ فالج مبتلا ہوا بدن کا نصف حصہ بائین جانب والا نقل وحرکت سے بیکار ہوگیا۔ اسکے بیٹے تاج الدولہ جعفر بن ثقۃ الدولہ یوسف نے عنان حکومت اپنے قبضہ اقتدار مین لی۔ نہایت خوبی اور خوش اسلوبی سے حکمرانی کرنے لگا۔ اسکے بھائی علی نے ۵۰۵ھ مین بربریون اور غلامون سے سازش کرکے مخالفت کا علم بلند کیا۔ تاج الدولہ نے۔ یہ خبر پاکر اس کی سرکوبی پر کمر باندھی دونون بھائیون مین خوب خوب لڑائیان ہوئین آخر کار تاج الدولہ کو فتح نصیب ہوئی۔ علی مارا گیا بربری اور غلام نکال باہر کئے گئے۔ فساد و بغاوت کا مادہ مستاصل ومنقطع ہوگیا بعد چندے پھر اسکی حکومت مین اختلال واضطراب پیدا ہوا اسکا کاتب (سکرٹری) اور اسکا وزیر حسن بن محمد باغائی اس فساد و بغاوت کا بانی مبانی تھا۔ اس نے عوام الناس کو تاج الدولہ کے خلاف اوبھار کر بغاوت کا علم بلند کیا۔ اور شاہی قصر کا محاصرہ کرلیا۔ تاج الدولہ نے ہنگامہ بغاوت فرو کرنے کی غرض سے ابو الفتوح ثقۃ الدولہ کو پالکی مین سوار کرا کے محل سے باہر نکالا ثقۃ الدولہ نے ان لوگونکو بہ نرمی وملاطفت مخاطب کیا۔ اس سے انکا جوش فرو ہوگیا۔ ثقۃ الدولہ نے باغائی کو گرفتار کرکے بادائیون کے حوالہ کردیا ان لوگون نے اسکو اور نیز اسکے پوتے ابو رافع کو مار ڈالا اور اسکے بیٹے جعفر کو معزول کرکے اسکے بیٹے ابن جعفر کو ۵۱۸ھ مین حکمرانی کی کرسی پر متمکن کیا اس نے اسد الدولہ بن تاج الدولہ کا خطاب لیا "الکحل" کے نام سے معروف ومشہور تھا۔ جعفر نے معزولی کے بعد مصر کا راستہ لیا۔

الحل کے حکمران ہوتے ہی فتنہ وفساد جاتا رہا نظم حکومت جیسا کہ چاہیے درست ہوگیا۔ اس نے امور سلطنت کے سیاہ وسفید کرنے کا اختیار اپنے بیٹے جعفر کو دیدیا تھا جو چاہتا تھا کرگذرتا تھا۔ اس نے کج ادائی اور ظلم کا برتاؤ شروع کردیا۔ اہل صقلیہ کو ہر امر مین دبانے اور اہل افریقیہ کو انکے مقابلہ مین بڑہانے لگا۔ لوگونکو اس سے شکایت کا موقع ملگیا۔ معز والی قیروان کی خدمت مین وفود (ڈیپوٹیشن) بھیجے اور اسکی شکایت کی اور اسکی حکومت وامارت کی اطاعت کا اظہار کیا۔ معز نے ایک بہت بڑہ کشتیون کا جنمین تین سو سوار تھے بسرکردہی اپنے بیٹون عبداللہ اور ایوب کے صقلیہ کیجانب روانہ کیا۔ اہل صقلیہ نے انکے ہمراہ ہوکر اپنے امیر الحل کا محاصرہ کرلیا اور اسکو قتل کرکے سر اوتار کر ۳۴۱ھ مین معز کے پاس بھیجدیا۔ تھوڑے دنون بعد اہل صقلیہ کو اپنے اس فعل پر ندامت ہوئی رفع ندامت کی غرض سے سب کے سب مجتمع ہوکر اہل افریقیہ پر ٹوٹ پڑے۔ انمین سے تقریباً تین سو آدمیونکو مار ڈالا۔ باقی ماندگان کو اپنے ملک سے نکال باہر کیا۔ اور صمصام برادر الحل کو اپنا امیر بنایا۔ نظام سلطنت پھر درہم وبرہم ہوگیا بازاری اوباش شرفاء اور امراء پر غالب ہوگئے۔ اہل بلیرم یہہ رنگ دیکھکر اٹھ کھڑے ہوئے اور صمصام کو معزول اور اپنے شہر سے نکالکر کے سرداران لشکر سے ابن الثمنہ نامی ایک شخص کو اپنا امیر وسردار بنایا۔ اسنے "القادر باللہ" کا لقب اختیار کیا۔

قبل اس واقعہ کے مارزمین الحل کا بیٹا عبداللہ مستقل طور سے حکمران ہوگیا تھا مگر ابن الثمنہ نے عنان حکومت پر قابض ہوتے ہی ابن الحل (عبداللہ) کو مغلوب کردیا اور بہ حکمت عملی اسکو قتل کرکے جزیرہ کی حکومت پر استقلال کے ساتھہ قابض ومتصرف ہوگیا یہان تک کہ یہ جزیرہ اسکے قبضہ سے نکالا گیا۔

ابن الثمنہ نے صقلیہ کی حکومت پر مستقل طور سے متمکن ہونے کے بعد
میمونہ بنت جراس سے نکاح کیا۔ پھر اس سے کسی معاملہ میں شبہ و شکبک ہو کر
زہر دیدیا مگر کچھ سوچ سمجھ کر طبیبوں کو طلب کر کے معالجہ کرایا۔ صحت یاب ہو گئی۔
ابن الثمنہ نے میمونہ سے معذرت کی خود کردہ پر پشیمان ہوا میمونہ نے معذرت
قبول کر لی۔ اور اپنے بھائی سے ملنے کی غرض سے قصریانہ جانے کی اجازت
طلب کی۔ ابن الثمنہ نے اجازت دیدی میمونہ نے اپنے بھائی کے پاس
پہنچکر کل واقعات بتلائے۔ اسکے بھائی نے میمونہ کے نہ بھیجنے کی قسم کھائی۔
اس سے ابن جراس (میمونہ کے بھائی) اور ابن الثمنہ میں مخالفت پیدا ہو گئی۔
رفتہ رفتہ لڑائی کی نوبت پہنچی ابن الثمنہ کو ہزیمت ہوئی۔ بھاگ کر رومیوں کے
پاس پہنچا اور ان سے امداد کا خواہاں ہوا۔ تمص اور جازبن منقر بن جزہ معہ اپنے
سات بھائیوں اور فرانس کے ایک گروہ کے صقلیہ کیطرف آیا۔ ابن الثمنہ نے
انلوگوں سے صقلیہ پر قبضہ دلا دینے کا اقرار کیا پس ان سبھوں نے پہلے قصریانہ
پر چڑھائی کی۔ ابن جراس اس سے مطلع ہو کر مقابلہ پر آیا گھمسان لڑائی ہوئی۔
ابن الثمنہ شکست کھا کے افریقیہ میں عمر بن خلف بن ملی کے پاس چلا آیا۔
تونس میں قیام اختیار کیا اور اسکے عہدۂ قضاء کا متولی ہوا۔
اس وقت سے رومیوں نے صقلیہ کے شہروں پر قبضہ کرنا شروع کیا
آہستہ آہستہ کل شہروں اور مشہور مقامات پر قابض ہو گئے صرف قلعات اور
دشوار گزار گھاٹیاں باقی رہ گئی۔ آخر کار ۴۶۴ھ میں ابن جراس معہ اہل و عیال
اور مال کے بصلح و امان قلعات کو دشمنوں کے حوالہ کر کے نکل کھڑا ہوا اور
رجار نے سب پر قبضہ کر لیا۔ ابن جراس کے نکلتے ہی کلمۃ الاسلام اس ملک
منقطع اور دولت و حکومت کلبین کا خاتمہ ہو گیا پچانوے برس کی مدت میں

انمین سے دس شخصون نے حکومت کی۔

زجار نے قلعہ ملیطوسہ زمین قلوریہ ۹۳۷ھ مین بادیہ ہلاکت کا راستہ اختیار اس کا بیٹا زجار ثانی حکمران ہوا۔ اسکا دور حکومت طول وطویل گزرا۔ اسکے لئے شریف ابوعبداللہ ادریسی نے کتاب نزہتہ المشارق فی اخبار الافاق تالیف کی اور بنظر شہرت قصار زجار کے نام سے موسوم کیا رحمہ اللہ مقدر اللہ الیل والنہار۔

حالات جزیرہ اقریطش و حکومت بتو بلرطی تا آنکہ دشمنان اسلام نے اسپر پھر قبضہ حاصل کیا

جزیرہ اقریطش (کریٹ) بحر روم کے بڑے جزایر سے ایک جزیرہ بابین مقدیہ اور قبرس شمالیہ مین ہے مغرب کے واقع ہے قرطبہ کے مغربی شہر میانہ کے دیہات نیچے کے رہنے والون نے اس جزیرہ کو آباد کیا تھا۔ انلوگون کا محلہ حکم ابن ہشام کے قصر سے متصل تھا انلوگون نے ۲۰۲ھ مین بغاوت کی حکم نے ان کی سرکوبی کیجانب توجہ کی چنانچہ بہت بڑی اور خونریز جنگ ہوئی حکم نے انکے محلہ کو مسمار وخشت کرادیا انکی مسجدین ویران کردین اور باقی ماندگان کو قرطبہ سے جلاوطن کرکے سرحد کیجانب نکالدیا پس یہہ لوگ فاس وغیرہ مین مقیم ہوئے اور کچھ جلاوطنون نے اسکندریہ کا راستہ لیا اسکندریہ مین پہنچکر متفرق طور پر یہہ لوگ قیام پذیر ہوئے۔ بعد چند سے انمین سے ایک شخص اسکندریہ کے ایک بازاری شخص سے لڑپڑا۔ باہم گتھ گئے اس شخص نے کسیطرح اپنے کو چھوڑاکر اپنے ہم وطنون سے جاکر فریاد کی وہ لوگ اسکی حمایت پر اٹھ کھڑے ہوئے چنانچہ اکثر اہل شہر کو لوٹ لیا۔ باقی ماندگان اہل شہر کو شہر سے نکالکر ناکہ بندی کرلی اور ابوحفص عمر بن شعیب بلوطی معروف بہ ابوالفیض نامی ایک شخص کو اپنا امیر بنالیا۔ اندلس مین کسی

گورنری پر عبداللہ بن طاہر تھا۔ یہ خبر پاکر فوجین آراستہ کرکے باغیان اسکندریہ پر حملہ آور ہوا اور ہر چہار طرف سے محاصرہ کرکے لڑائی چھیڑدی بالآخر انلوگون نے امن کی درخواست کی عبداللہ نے انکو امن دی مگر اسکندریہ سے نکالکر جزیرہ اقریطش کیجانب بھیجدیا پس انلوگون نے اس غیر آباد جزیرہ کو آباد کیا۔ اسوقت بھی انکا امیر و سردار ابوحفص بلوطی تھا۔ اسکے بعد اسکی اولاد تقریباً ایکسو برس یا کہ اس سے کچھ زاید دنون تک حکمران رہی تا آنکہ اریانوس بن قسطنطین بادشاہ قسطنطنیہ نے اسکی اولادمین سے عبدالعزیز بن شعیب کے قبضہ سے اس جزیرہ کو ۳۰۵ھ مین نکال لیا اور مسلمانون کو یہان سے جلاء وطن کرادیا۔ واللہ یعید الکرۃ و یہب انوار الکفرۃ واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم بالصواب۔

اخبار یمن و دول اسلامیہ جو کہ یہان پر عباسیون اور عبیدیون اور کل ملوک عرب کی تھی۔ ابتدا اسکے حالات اجمالاً تحریر کئے جائینگے بعد ازان یکے بعد دیگرے اسکے شہرون اور ملکونکے حالات تفصیلاً لکھے جائینگے۔

ہم اوپر اخبار سیر نبویہ کے ضمن مین بیان کرآئے ہین کہ ملک یمن دائرۂ حکومت اسلامیہ مین داخل ہوا تھا کہ اسکا گورنر باذان جو کسرائے فارس کیجانب سے یہان کا حکمران تھا دعوت اسلامیہ مین شامل ہوا اسکے اسلام لانے سے اہل یمن بھی علم اسلام کے مطیع اور مسلمان ہوگئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے باذان کو یمن اور اسکے کل گرد نواح کی حکومت عطا فرمائی۔ باذان کا دارالحکومت مقام صنعاء تھا جو کسی زمانہ مین ملوک تبابعہ کے دارالسلطنت ہونیکا اعزاز رکھتا تھا جب بعد حجۃ الوداع باذان نے وفات پائی تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے یمن کو اُن صوبون پر منقسم فرمایا جنمین اس سے پیشتر تقسیم تھا اور صنعاء کی عنان حکومت مہلان

بن باذان کو مرحمت فرمائی۔ بعد اسکے ہم نے اسود عنسی کے حالات تحریر کئے ہین اور یہہ بہی لکھہ آئے ہین کہ کیونکر اسود نے عمال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یمن سے نکالہ باتہا اور صنعاء پر حملہ کر کے اسپر قابض ہو گیا تہا اور شہربان بن باذان کو قتل کر کے اسکی بیوی کو اپنی زوجیت مین داخل کر لیا تہا اور یمن کے اکثر شہرون پر متولی ہو گیا تہا۔ اس سے اکثر اہل یمن مذہب اسلام سے پہر گئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحاب اور عمال اور انلوگون کے پاس خطوط روانہ کئے جو مذہب اسلام پر ثابت قدم رہ گئے تہے۔ انلوگون نے زوجہ شہربان بن باذان سے جسکو اسود عنسی نے اپنی بیوی بنالی تہی اسود عنسی کے معاملہ مین بذریعہ اسکے چچازاد بہائی فیروز کے سازش کر لی۔ اس مہتم بالشان کام کا منصرم قیس بن عبد یغوث مرادی ہوا تہا پس اس نے اور فیروز نے ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ باجازت اسکی بیوی (زوجہ شہربان بن باذان) اسکے گہر مین گہس کر مار ڈالا اس کے مارے جانے سے عمال نبی صلے اللہ علیہ وسلم اپنے اپنے صوبجات پر پہر حکمرانی کرنے لگے یہہ واقعہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے وفات کے چند ہی دنون پیشتر واقع ہوا تہا۔ قیس نے صنعاء پر قبضہ کر لیا اور اسود کے بقیتہ السیف لشکر کو مجتمع کر کے اپنی فوج درست کر لی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ابوبکر صدیق نے یمن کی حکومت پر فیروز کو مامور کیا اور لوگون کو اسکی اطاعت کا حکم دیا پس اس سے اور قیس بن مکشوح سے معرکہ آرائی اور اس نے اسکو ہزیمت دی۔ بعد اسکے ابوبکر صدیق نے مہاجر بن امیہ کو یمن کی عنان حکومت عطا کی اس نے یمن کے مرتدون سے لڑائی کی اور اسیطرح عکرمہ بن ابی جہل نے کیا۔ پہر عبداللہ بن عباس اور انکے بہائی عبداللہ بن عباس مامور کئے گئے بعدہ معاویہ نے صنعاء پر فیروز دیلمی کو متعین کیا

۱۵۳ھ مین اس نے وفات پائی۔ پھر عبدالملک نے یمن کو حجاج کی گورنری مین شامل کردیا جبکہ اسکو ۷۳ھ مین جنگ عبداللہ بن زبیر پر روانہ کیا تھا۔ پھر جب دولت عباسیہ کا دور حکومت شروع ہوا تو سفاح نے اپنے چچا داؤد بن علی کو یمن کی حکومت پر مامور کیا۔ جب ۱۳۳ھ مین اس نے وفات پائی تو بجاے اسکے محمد بن یزید بن عبیداللہ بن عبدالملک بن عبدالدار حکمران ہوا غرض تاجداران دولت عباسیہ کیجانب سے یمن پر یکے بعد دیگرے گورنر حکمرانی کرتے رہے اور یہہ لوگ صنعا کو اپنا دارالحکومت بناتے رہے تا آنکہ سلسلہ خلافت خلیفہ مامون تک منتہی ہوا اور ممالک اسلامیہ کے اطراف و جوانب مین طالبیون کے ایلچیون کا ظہور ہوا اور عراق مین بنو شیبان مین سے ابوالسرایا نے محمد بن ابراہیم طباطبا بن اسماعیل بن ابراہیم برادر مہدی النفس الزکیہ محمد بن عبداللہ بن حسن کی امارت کی بیعت کی اسوقت امن عامہ مین خلل پڑگیا۔ اور طالبیون نے اپنے عمال کو ہر چہار طرف پھیلا دیا۔ پھر یہہ مارا گیا اور محمد بن جعفر صادق کی امارت کی بیعت حجاز مین لی گئی۔ یمن مین ابراہیم بن موسی کاظم نے ۲۰۰ھ مین حکومت کا دعوی کیا مگر یہہ فایز المرام نہوا یہہ بوجہ کثرت قتل و خونریزی کے "جزار" کے لقب سے ملقب تھا خلیفہ مامون نے شاہی فوجین بغاوت یمن کے فرو کرنے کو روانہ کین چنانچہ اس نے یمن کے کل گرد و نواح کو جی کھولکر تاخت و تاراج کیا۔ نامی نامی رئیسون اور سردارون کو گرفتار کرکے دارالخلافت بغداد بھیجدیا۔ بغاوت و سرکشی کا مادہ منقطع ہوگیا امن و امان کی منادی پھر گئی جیسا کہ ہم آیندہ بیان کرینگے۔

حکومت ابن زیاد زیر اثر حکومت عباسیہ

ہرگاہ سرداران یمن جیسین محمد بن زیاد بھی تھا جو کہ عبداللہ بن زیاد بن ابی سفیان کے اولاد سے تھا بطور وفد دارالخلافت بغداد مین خلیفہ مامون کی خدمت مین حاضر ہوئے۔ خلافت مآب انلوگون کے ساتھہ بکمال اعزاز و تلطف پیش آئے اور زیاد کو علویون کے ہاتھہ سے یمن کے بچانے کی خدمت

سپرد کی چنانچہ سند حکومت عطا فرما کے زیاد کو یمن کیجانب واپس کیا پس زیاد ۲۰۲ھ
مین وارد یمن ہوا اور تہامہ یمن کو بزور تیغ مفتوح کیا یہہ وہ شہر ہے جو کہ ساحل غربی
بحر عرب پر واقع ہے۔ زیاد نے یہان پر ایک شہر زبید نامی آباد کرنیکی بنیاد ڈالی
اور بعد تعمیر اور آباد کرنے کے اسکو اپنے دار الحکومت ہونیکی عزت دی
اپنے غلام جعفر کو جبال کی حکومت پر مامور کیا۔ تہامہ کو اس دلیر نے متعدد لڑائیون کے
بعد عرب سے فتح کیا تہا اور عرب تہامہ سے یہہ شرط کرلی تہی کہ وہ آیندہ خیل
(گھوڑون) پر سوار نہونگے۔ نہایت قلیل مدت مین اس نے پورے ملک یمن پر
تصرف و قبضہ حاصل کرلیا تہا۔ صوبجات حضرموت، شحر اور یافع کے رئیسون نے اسکے علم
حکومت کے مطیع و فرمانبردار تہے حکومت و سلطنت مین اسکا رتبہ ملوک تہابعہ
کے ہم پلہ تہا۔ مدتہا دار الحکومت یمن مین بمقام ملوک تہابعہ سے منجملہ حمیری زیر
اثر حکومت دولت عباسیہ حکمرانی کررہے تہے معاذ کے علاوہ سحان الجبران
اور حرکس مین بہی انہین کی حکومت کا جھنڈا اڑتا ہوا تہا۔ بنو یعفر کا بہائی اسعد بن
یعفر بعد وا سکا بہائی حکومت کررہا تہا اتلوگون نے محمد بن زیاد کے ظلم حکومت کے
آگے اپنا سر نگون کرلیا۔ اسکے بعد اسکا بیٹا ابراہیم پہر اسکا بہائی زیاد بن ابراہیم
پہر اسکا بہائی ابو الجیش اسحاق بن ابراہیم یکے بعد دیگرے حکمران رہے۔
ابو الجیش اسحاق بن ابراہیم کی حکومت طول طویل ہوئی۔ اس نے بہت
بڑی عمر پائی انتہی مرحلے عمر کے اس نے طے کئے۔ عمارہ کا بیان ہے کہ اسنے
یمن، حضرموت، اور جزایر بحریہ پر اسی ۸۰ سال حکومت کی تہی۔ اور جب المعتمد کو
خلیفہ متوکل کے مارے جانے خلیفہ مستعین کی معزولی اور خلفا عباسیہ کے
خلفا پر مستولی ہونے کی خبر پہنچی تو اس نے شاہی کا دعوی کردیا سلاطین عجم کی طرح
مظلہ مین سوار ہوا۔ اسکے زمانہ حکومت مین یحیی بن حسین بن قاسم رسی ابن ابراہیم

طباطبا نے زیدیہ کی حکومت قائم کرنے کی غرض سے خروج کیا تھا۔ یہ اسکو سندھ سے لے آئے تھے۔ اسکا دادا قاسم ابوسرایا کے ساتھ اپنے بھائی محمد کے خروج و قتل کے بعد سندھ چلا گیا تھا جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا وہان پہنچکر اسکی نسل سے حسین ہوا اور حسین سے یحییٰ ظاہر ہوا جس نے ۲۵۰ھ میں یمن میں خروج کیا۔ صعدہ میں مقیم ہوا۔ زیدیہ کی حکومت کی بنا ڈالی۔ صنعاء پر فوجکشی کی اور اسعد بن یعفر کے قبضہ سے نکال لیا پھر تو اسعد نے صنعاء کو اس سے چھین لیا تب یحییٰ مغرب کیطرف لوٹ آیا۔ اسکے گروہ والے اسکو امام کے لقب سے یاد کرتے تھے اسکی پچھلی نسلیں اسوقت تک وہان موجود ہیں ان کے حالات ہم اوپر بیان کر آئے ہیں۔ اسی ابوحبیش اسحاق کے زمانہ میں عبیدیون کی حکومت کا بھی یمن میں ظہور ہوا تھا۔ یمن محمد بن مفضل لاعد اور جبال میں پر جبال حجرہ تک قابض ہو گیا ابوحبیش کے قبضہ میں حجرہ سے عدن تک بیس منزلیں اور منزلہ سے صنعاء تک پانچ منزلیں ملک یمن میں باقی رہ گئی تھیں۔ اسوقت محمد بن فضل نے اس دعوت کے ذریعہ سے ابوحبیش کو دبا لیا۔ تو حکم اتان اطراف و جوانب خود مختاری کے مدعی ہو گئے۔ بنی اسعد بن یعفر صنعاء میں رہے۔ بنی زیاد بن طرف عدن میں اور امام بھی صعدہ میں خود سر حکومت کے دعویدار بن بیٹھا ابوحبیش نے بنی زیاد اور ابوحبیشی اعلوگون کے ساتھ مصالحت کا رویہ اختیار کیا۔ بعد ازاں ۵۵۴ھ میں انتقال کر گیا۔

ابن سعید کہتا ہے کہ میں نے دیکھا ہے کہ اسکے ملک کے خراج کی تعداد چار کرور بیس لاکھ چھاچھٹ ہزار دینار عشریہ تھا علاوہ اسکے سند کی کشتیون اور عنبر پر جو کہ باب مندب اور عدن میں آتا تھا اور موتیون کے مغاص پر جو محصول تھا اسکی بھی بہت بڑی تعداد تھی اور جزیرہ و ملک کا خراج ان سب سے علیحدہ تھا۔ ملوک حبشہ جو کہ دریا اس پار تھے اس سے مصالحت اور رسم اتحاد رکھتے تھے۔

ابو یحمش نے بوقت وفات ایک چھوٹا لڑکا چھوڑا تھا جسکا نام عبداللہ تھا بعضے ابراہیم اور بعضے زیاد بتلاتے ہین اسکی بہن اور اسکے آزاد غلام رشید حبشی نے اسکی پرداخت اور اسکے ملک کا انتظام کیا کاروبار سلطنت مین رشید حبشی سبھونکو دبائے رہا تا آنکہ انکی دولت وحکومت ۴۰۷ھ مین منقطع ومنقرض ہوگئی پھر لڑکا مرگیا تب بنی زیاد سے ایک دوسرے لڑکے کو جو پہلے لڑکے سے بھی کم سن تھا حکمران بنایا۔ ابن سعید کہتا ہے کہ عمارہ یعنی عمارہ مورخ یمن بوجہ اسکے نجاب اسکے متولی تھے اسکے نام سے واقف نہین ہوسکا۔ بعضے کہتے ہین کہ اس آخری لڑکے کا نام ابراہیم تھا۔ اسکی پھوپھی نے اسکی پرورش وپرداخت کی تھی۔ اور مرجان نامی ایک شخص جو کہ حسن بن سلامہ کے آزاد غلامون سے تھا امور سلطنت کا منصرم ومنتظم تھا یہی اسکے دولت وحکومت پر مستولی ہوگیا تھا۔ اسکے دو کارپردازتھے ایک کا نام قیس تھا دوسرے کا نام نجاح۔ بادشاہ کا لڑکا اسیکی کفالت ونگرانی مین دیا گیا اور اسکے ساتھ زبید مین ٹھہرایا گیا نجاح نے آہستہ آہستہ کل صوبجات خارج زبید پر قبضہ کرلیا از انجملہ کراره اور لحج تھا۔ قیس اور نجاح مین باہم انہین اسباب سے چشمک پیدا ہوگئی۔ قیس سے کسی نے یہہ جڑدیا کہ بادشاہ کے لڑکے کی پھوپھی نجاح کی طرف مائل ہے اور اسکو اپنا کاتب (سکرٹری) بنالیا ہے قیس یہ سنکے آگ بگولا ہوگیا موقع پاکر باجازت اپنے آقا مرجان کے بادشاہ کے لڑکے کی پھوپھی کو گرفتار کرکے زندہ دفن کرادیا اور خود سر حکومت کا مدعی ہوکر مظلہ مین سوار ہوا اپنے نام کا سکہ مسکوک کرایا۔ نجاح اس سے مطلع ہوکر باغی ہوگیا فوجین آراستہ کرکے قیس پر چڑھ آیا قیس بھی مقابلہ کی غرض سے فوجین مرتب کرکے نکل پڑا۔ دونون مین متعدد لڑائیان ہوئین بالآخر قیس کو ہزیمت ہوئی معہ پانچ ہزار فوج کے کمیت رہا۔ نجاح نے ۴۱۱ھ

مین زبید پر قبضہ کرلیا اور قیس کو دفن کرا کے حکومت کرنے لگا۔ اپنے نام کا سکہ مسکوک کرایا دیوان خلافت بغداد مین اطلاعی عرضداشت روانہ کی پس اسکو حکومت یمن کی سند بھیجدی گئی اسیوقت سے یہہ تہامہ کا مالک مستقل تسلیم کیا گیا اہل جبال اسکے نام سے تھراتے تھے بعد چندے حسن بن سلامہ کے دائرہ حکومت سے کل جبال کو نکال لیا۔ سرحدی ملوک اسکے صولت و جبروتیت سے ڈرتے تھے تا آنکہ اسکو صلیحی نے جو حکومت عبیدیون کا بانی مبانی تھا ۴۵۲ھ مین ایک لونڈی بھیجکر قتل کرادیا۔ اسکے بعد زبید مین اسکا غلام کہلان حکمران ہوا پھر صلیحی نے زبید کو اسکے قبضہ سے نکال لیا۔ جیسا کہ بیان کیا گیا

اخبار حکمرانان صلیحی جو یمن مین حکومت عبیدیون کے قائم کرنیوالے تھے

قاضی محمد بن علی ہمدانی صلیحی حران صدیہ ہمدان کا رئیس تھا۔ منسوبا بنی یام کیجانب منسوب کیا جاتا ہے اسکا ایک بیٹا علی نامی پیدا ہوا ان دنون صاحب دعوت عامر عبدالمہ زوانی تھا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ اسکے پاس ایک کتاب علم جفر کی تھی جو اسکے زعم مین اسکے مورثون کے ذخیرون سے تھی اس نے یہ خیال قائم کیا کہ علی بن قاضی کا اس کتاب مین تذکرہ ہے۔ پس اس داعی (ایلچی) نے اس کتاب کو قاضی کو پڑھکر سنایا قاضی نے اس مضمون کو ذہن نشین کرلیا جسوقت علی سن شعور کو پہنچا تو داعی (عامر) نے اسکا نام جعفر مین دکھلا کر اسکے اوصاف بتلائے اور اسکے باپ قاضی سے کہا کہ اپنے بیٹے کی کامل حفاظت و نگرانی کرنا یہہ کل یمن کا بادشاہ و حکمران ہوگا چنانچہ علی نے فقیہانہ صلاحیت کے ساتھہ زندگی بسر کرنا شروع کی۔ پندرہ برس تک براہ

سلہ زوا یہ ایک گانون حران کے علاقہ مین تھا جہان کا رہنے والا تھا اسی مناسبت سے اس کی جانب منسوب ہوا۔ منذر رحمۃ اللہ۔

طائف وسروات لوگون کے ساتھہ حج کرتا رہا۔ اس سے اسکی بڑی شہرت ہوئی
اس نے لوگون کے دلون مین یہ خیال مرتسم کردیا کہ یہہ سلطان یمن ہے۔ اتنے مین
داعی (ایلچی) عامر زوائی نے وفات پائی بوقت وفات علی کے حق مین اپنی کتابون
کی وصیت کرگیا اور اس سے دعوت عبیدیہ کے قائم رکھنے کا اقرار لیلیا۔ بعد اسکے
علی اپنی عادت کے مطابق ۳۸۸ھ مین لوگون کے ساتھہ حج کرنیکو گیا ایک جماعت
اسکی قوم ہمدان کی اسکے ساتھہ تھی اس نے انلوگونکو اپنی امداد اور اسپر قائم رکھنے
کی ترغیب دی انلوگون نے بطیب خاطر اسکو منظور وقبول کیا اور اسکے ہاتھہ پر
اس امر کی بیعت کرلی۔ یہہ لوگ اسکے قوم کے سردارون مین سے تھے اور تعداد اسا ٹھہ
نفر تھے۔ بعد معاودت علی نے مسار مین قیام اختیار کیا۔ یہا یک قلعہ تھا جو دامن کوہ
حمام مین نہایت مستحکم اور مضبوط بنا ہوا تھا علی نے اس قلعہ کو اپنا مامن ومسکن
بنایا اور اسکی ہر چہار طرف سے ناکہ بندی کرلی۔ اسوقت سے اسکا رعب وداب
بڑہنے لگا مستنصر والی مصر سے خط وکتابت کرکے اظہار دعوت کی اجازت حاصل
کرلی چنانچہ دعوت عبیدیہ کا اعلان کرکے یمن پر قبضہ کرلیا۔ اور قلعہ مسار سے
صنعاء مین جاکر قیام پذیر ہوا۔ مجلسرائین بنو امین۔ حکمرانان یمن جسکو اسنے دبا لیا تھا
دہن آ آکے رہنے لگے۔ بنو طرف ملوک عسرہ وتہامہ کو ہزیمت دی۔ نجاح جو بنو زیاد
کا غلام اور زبید کا بادشاہ تھا اسکے مار ڈالنے کی فکر کی بڑی جد وجہد سے ایک
لونڈی کے ذریعہ سے اسکو نجاح کے قتل مین کامیابی ہوئی اس لونڈی
کو اس نے نجاح کے پاس بطور تحفہ روانہ کیا تھا جیسا کہ ہم اوپر ۴۵۳ھ مین بیان
کرآئے ہین۔

ان واقعات کے بعد علی باجازت مستنصر والی مصر مکہ معظمہ کیطرف دعوت عباسیہ
کے مٹانے اور امارت حسنیہ کے نیست ونابود کرنے کی غرض سے روانہ ہوا اور صنعاء پر

اپنے بیٹے مکرم کو اپنا نائب بنایا۔ روانگی کے وقت اپنے ہمراہ اپنی بیوی اسماء بنت شہاب کو بھی لیتا گیا۔ اتفاق سے اسکو سعید بن نجاح ایک شبخون مارنے مین قید کر لے گیا اس نے اپنے بیٹے مکرم کو لکھہ بھیجا کہ مین ایک بھنگی غلام سے حاملہ ہوگئی ہون تم کو لازم ہے کہ قبل وضع حمل میری خبر لو ورنہ یہ وہ داغ ہوگا جسکو زمانہ محو نہ کر سکے گا۔ مکرم یہہ سنکر ۵۷۵ھ مین صنعا سے تین ہزار کی جمعیت سے روانہ ہوا۔ بیس ہزار حبشی مقابلہ پر آئے لیکن کمیت مکرم کے ہاتھہ رہا حبشیون کو بڑی ہزیمت ہوئی سعید بن نجاح بھاگ کر جزیرہ دہلک پہنچا مکرم اپنی ماں کیخدمت مین حاضر ہوا دیکھا کہ وہ ایک طاق کے قریب بیٹھی ہوئی ہے جسمین صلیحی اور اسکے بھائی کا سر رکھا ہوا ہے مکرم نے ان سرونکو اوتار کر دفن کرایا اور اپنے مامون اسعد بن شہاب کو صوبجات تہامہ پر جیسا کہ وہ اس سے پیشتر تہا مقرر کیا زبید مین قیام کرنیکی ہدایت کی۔ اور اپنی ماں کو لیکے صنعا کیجانب کوچ کیا۔ یہ عورت نہایت دانشمند اور مدبر تہی مکرم کے ملک کا یہہ انتظام و انصرام کرتی تہی۔ بعد چندے اسعد بن شہاب نے تہامہ کا کل مال جمع کرکے اپنے وزیر احمد بن سالم کے معرفت صنعا روانہ کیا اسماء نے اسکو فوجوں پر تقسیم کر دیا۔ پھر ۵۷۹ھ مین اسماء نے وفات پائی۔ زبید مکرم کے قبضہ سے نکل گیا ۵۷۷ھ مین سعید بن نجاح نے اسکو مکرم سے بزور واپس لے لیا۔ تب مکرم ۵۸۰ھ مین ذی جبلہ چلا آیا اور صنعا پر عمران بن فضل ہمدانی کو متعین کیا۔ عمران صنعا کو دبا بیٹھا اور ائمۂ اسکی آیندہ نسلین اس ملک کی حکمران ہوئین اسکے بعد اسکا بیٹا احمد حکمران ہوا۔ اس نے اپنے کو سلطان کے لقب سے ملقب کیا پس یہہ اسی لقب سے مشہور و معروف ہوا اسکے بعد اسکے بیٹے حاتم بن احمد نے حکومت کی کرسی پر اجلاس کیا اسکے بعد صنعا مین کوئی شخص ایسا نہین گزرا جسکا ذکر خصوصیت کے ساتہہ کیا جاوے تا آنکہ بنو سلیمان نے جبکہ انکو ہوا شم نے

مکہ مین مغلوب کیا تھا صنعا پر قبضہ حاصل کیا جیسا کہ ان کے حالات مین بیان کیا گیا۔

جب مکرم صنعا سے ذی جبلہ چلا آیا تو اسکی ماں اسماء کے بعد اسکی بیوی سیدہ بنت احمد حکومت و سلطنت کا انتظام کرنے لگی۔ یہہ ذی جبلہ وہی شہر جسکو عبداللہ بن محمد صلیحی نے ۴۵۸ھ مین آباد کیا تھا۔ مکرم نے اپنی بیوی کے اشارہ و ہدایت کے مطابق صنعا چھوڑکر ذی جبلہ کی سکونت اختیار کی تھی یہان پر اس نے دار العزنامی ایک بہت بڑا محلسرا بنوایا۔ سعید بن نجاح کے قتل کی تدبیرین اور حیلہ نکالے بالاخر اسمین اسکو کامیابی ہوئی جیسا کہ نجاح کے حالات مین ہم بیان کرینگے۔

مکرم جب تک زندہ رہا لذات دنیا مین مصروف اور اپنی بیوی کی حسن آرائی مین مشغول رہا جسوقت اسکا ۴۸۴ھ مین زمانہ وفات قریب آیا تو اپنے ابن عم منصور بن احمد مظفر بن علی صلیحی والی قلعہ اشیح کو اپنا ولیعہد بنایا۔ بعد انتقال مکرم منصور اسی قلعہ مین مقیم رہا اور سیدہ بنت احمد ذی جبلہ مین ٹھہری رہی۔ منصور نے اس سے اپنے نکاح کا پیام دیا اس نے انکار کیا اس بنا پر اس نے اسکا ذی جبلہ مین محاصرہ کرلیا۔ سلیمان بن عامر سیدہ کا رضاعی بھائی یہ سنکر ذی جبلہ مین آیا اور اس سے یہہ ظاہر کیا کہ مستنصر والی مصر نے تمہارا عقد منصور سے کردیا ہے اور اسکے اس حکم سے اسکو مطلع کرکے آیہ کریمہ "وماکان لمومن ولا مومنۃ اذا قضی اللہ ورسولہ امرا ان یکون لہم الخیرۃ من امرہم" کی تلاوت کی اور یہہ کہا کہ امیر المومنین نے تمہارا نکاح اپنے داعی منصور ابی میر سبا بن احمد بن مظفر بن علی صلیحی سے بعوض مہر ایک لاکھہ دینار اور پچاس ہزار تحائف و لطائف کے کردیا پس عقد نکاح منعقد ہوگیا چنانچہ منصور قلعہ اشیح سے ذی جبلہ مین آیا ہے سیدہ یہہ سنکر راضی ہوگئی منصور اس سے دار العز مین ہمخواب ہوا۔

کہا جاتا ہے کہ سیدہ اپنی لونڈیون مین سے ایک لونڈی کا لباس پہنکر منصور کے سرہانے کھڑی ہوگئی اور تمام شب کھڑی رہی منصور نے اس کی طرف آنکھ تک نہ اوٹھائی صبح ہوتے ہی اپنے قلعہ کا راستہ لیا اور سیدہ ذی جبلہ مین رہ گئی۔

سیدہ کے کاروبار سلطنت کا متولی و منصرم مفضل بن ابی البرکات نامی ایک شخص تہا جو صلیحی کا ہوا خواہ اور قبیلہ یام سے تہا۔ اس نے اپنے کنبہ والونکو طلب کرکے ذی جبلہ مین ٹھہرایا اور انکے ذریعہ سے حکومت و سلطنت کی نگرانی کرنے لگا۔ سیدہ موسم گرمی مین تعکر چلی جاتی تہی یہان اسکا خزانہ اور مال و اسباب کا ذخیرہ تہا پھر جب سردی کے ایام آجاتے تو ذی جبلہ واپس آتی۔ ایک مرتبہ مفضل بقصد جنگ نجاح اکیلا روانہ ہوا قلعہ تعکر مین ایک فقیہہ ملقب بہ جمل کو فقہار کی ایک جماعت کے ساتہہ چہوڑ گیا انہین فقیہون مین ابراہیم بن زید ابن عمر اور عمارہ شاعر تہا ان لوگون نے جمل کے ہاتہہ پر دعوت و حکومت امامیہ کے محو و نیست و نابود کرنے کی بیعت کی۔ کسی ذریعہ سے مفضل کو اس کی خبر لگ گئی اثنا راہ سے لوٹ آیا اور ان سب کا محاصرہ کرلیا۔ خولان بہی یہہ سنکے محصورون کے کمک کو پہنچگیا۔ مفضل نے زور دار جنگ سے محصورونکو تنگ کرنا شروع کیا ہنوز کوئی نتیجہ نہ ظاہر ہونے پایا تہا کہ ۵۰۴ھ مین بحالت محاصرہ مفضل کا انتقال ہوگیا اسکے بعد سیدہ آگئی اور اس نے محصورون کو ایک اقرار پر قلعہ کے دروازہ کہولنے پر راضی کیا۔ چنانچہ محصورون نے قلعہ کے دروازے کہولدیئے لڑائی موقوف ہوگئی سیدہ نے اپنے وعدہ کو پورا کیا اور مفضل کے لڑکون کی کفیل ہوئی اسی زمانہ سے قلعہ تعکر پر عمران بن ذرخولانی اور اسکا بہائی سلیمان قابض و متصرف ہوا اور عمران بجائے مفضل کے سیدہ پر مستولی ہوگیا پہر جب یہ مرگئی تو عمران اور اسکا بہائی سلیمان قلعہ تعکر کا مستقل مالک

بن بیٹیا۔ منصور بن مفضل بن ابی برکات نے ذی جبلہ پر قبضہ کرلیا تا آنکہ اس نے اسکو داعی ذریعی والی عدن کے ہاتھہ فروخت کرڈالا جیساکہ آیندہ تم پڑہوگے اور قلعہ اشیح مین جاکر بیٹہہ رہا جسپر داعی منصور سبا بن احمد کا قبضہ تہا اور یہ یون ہوا کہ ۴۸۳ھ مین منصور کے مرنے پر اسکے لڑکون مین مخالفت کا مادہ پہیلا۔ انمین سے علی نامی ایک لڑکے نے قلعہ پر قبضہ کرلیا۔ مفضل بن ابی البرکات اور سیدہ سے لڑنے لگا بالاخر یہہ لوگ اسکی فتنہ انگیزی اور مدبرانہ چالون سے تنگ آگئے مفضل سے کچہہ بن نہ آئی تبہی مین زہر کہکر بطور تحفہ اسکے پاس بہیجا جسکے کہانے سے وہ مرگیا اور ان لوگونکو اسکے شرو فساد سے نجات ملگئی۔ بنو ابی البرکات نے اشیح اور اسکے قلعونکو بنو مظفر سے چھین لیا۔ پہر اس نے قلعہ ذی جبلہ کو داعی ذریعی والی عدن کے ہاتہہ ایک لاکہہ دینار پر فروخت کرڈالا اور ہمیشہ یکے بعد دیگرے قلعات کو فروخت کرتا گیا یہانتک کہ اسکے قبضہ مین سوائے قلعہ تعکر اور کوئی قلعہ باقی نرہگیا جسکو اسی برس کی حکومت کے بعد علی بن مہدی نے اس سے بزور لے لیا۔ اس نے سو برس کی عمر پائی تہی۔ واللہ سبحانہ وتعالے اعلم بالصواب۔

اخبار دولت بنی نجاح حکمرانان زبید موالی بنی زیاد

ہرگاہ صلیحی نے کیہلان کو ایک لونڈی کے ذریعہ سے ۴۵۲ھ زہر دیکر مارڈالا جسکو اسی غرض کے حاصل کرنے کے لئے اسنے اسکے پاس بہیجا تہا اور زبید پر کامیابی کے ساتہہ اس بزدلانہ حیلہ سے قبضہ حاصل کرلیا۔ جیساکہ تم اوپر پڑہہ آئے ہو۔ نجاح کے تین لڑکے تہے۔ مبارک، سعید اور جیاش۔ مبارک نے اپنے باپ کے مارے جانیکے بعد خودکشی کرلی۔ سعید و جیاش نے جزیرہ دہلک مین جاکر پناہ لی اور وہین قیام پذیر ہوکر لوگون کو قران اور دیگر علوم کی تعلیم دینے لگے بعد چندے اپنے بہائی جیاش سے رنجیدہ ہوکر زبید چلا آیا اور زمین کے اندر ایک تہ خانہ بناکر رہنے لگا۔ پہر جب اسکا غصہ فرو ہوا تو

اپنے بھائی جیاش کو بلا بھیجا جیاش نے بھی زبید مین پہنچکے اسی تہ خانہ مین قیام کیا۔
بعد اسکے مستنصر خلیفہ مصر کی حکومت کو ہواشم مین سے محمد بن جعفر امیر مکہ نے مکہ سے
منقطع کردیا مستنصر نے صلیحی کو محمد بن جعفر سے جنگ کرنے کی تحریک کی اور اسکو
مکہ مین دوبارہ حکومت علویہ قائم کرنے کو لکھا۔ اس حکم کے مطابق صلیحی فوجین آراستہ
کرکے صنعاء سے مکہ معظمہ کیجانب روانہ ہوا سعید اور اسکے بھائی جیاش کو موقع ملگیا
تہ خانہ سے نکلکر ظاہر ہوگئے۔ کسی ذریعہ سے اسکی خبر صلیحی تک پہنچی صلیحی نے ایک فوج
جسمین پانچہزار سوار تہے سعید اور جیاش کے زیر کرنے اور قتل کرڈالنے کی غرض سے
روانہ کی۔ مگر سعید اور جیاش تہ خانہ سے نکلکر صلیحی کے تعاقب مین بہ کمال سرگرمی
کوچ کرچکے تہے رفتہ رفتہ اسکے لشکر کے قریب پہنچگئے مقام لجم مین صلیحی پر ان دونون
بھائیون نے شبخون مارا صلیحی کو اسکی خبر تک نہ تہی اور وہ مکہ کیطرف بڑہ رہا تہا لشکر
مین بھگدڑ مچگئی ساری فوج تتر بتر ہوگئی صلیحی اثنائے دار و گیر مین مارا گیا۔ جیاش نے خود
اپنے ہاتھہ سے ۴۵۳ھ مین زندگانی کا خاتمہ کیا بعد اسکے عبداللہ صلیحی برادر علی معہ ایک
سو ستر ممبران خاندان صلیحی مارا گیا۔ علی کی بیوی اسمار بنت عمہ شہاب اور ایک سو پینتیس (۱۳۵)
ملوک قحطانین جنکو اس نے یمن مین مغلوب کردیا تہا گرفتار کرلئے گئے خاتمہ جنگ کے
بعد ایک دستہ فوج اس لشکر کے زیر کرنیکو روانہ کیا گیا جسکو صلیحی نے سعید اور جیاش
سے جنگ کرنے کو بھیجا تہا۔ صلیحی کے اس لشکر نے ان واقعات سے مطلع ہوکر متہیار ڈالا
اور سعید و جیاش کے علم حکومت کے آگے اپنا سر جھکالیا۔ چنانچہ سعید و جیاش نے
انلوگونکو امن دی اور اپنے گروہ مین شامل کرلیا۔ بعد ازان سعید نے زبید کیجانب لشکر
کیا اسوقت زبید کی حکومت پر اسعد بن شہاب برادر زوجہ صلیحی مامور تہا اسعد یہ
خبر پاکر زبید چہوڑ کر صنعاء کیطرف بہاگ گیا۔ سعید کامیابی کا جھنڈا لئے ہوئے زبید مین
داخل ہوا اسمار زوجہ صلیحی اسکے آگے آگے ایک ہودج مین تہی اور صلیحی اور اسکے

بھائی کا سر اسمار کے روبرو ہودج مین رکھا ہوا تھا۔ سعید نے زبید مین پہنچکر اسمار کو اسیکے مکان مین اُتارا اور صلیحی اور اسکے بھائی کے سرون کو مکان کے ایک طاق مین جسکے قریب اسمار بیٹھتی تھی رکھدیا۔ لوگونکے قلوب سعید کے جلال و رعب سے کانپ اٹھے۔ اس نے اپنے کو نصیر الدولہ کے لقب سے ملقب کیا اور جسقدر قلعات صلیحی کے گورنرون کے قبضہ مین تھے سبھون پر بزور تیغ قبضہ کرلیا اسمار نے ان واقعات سے اپنے بیٹے مکرم کو مطلع کیا مکرم نے ایک سرحدی قلعہ دار کو ملا کے سعید کے پاس بھیجا اس قلعہ دار نے سعید کو صنعاء پر فوج کشی کرنے کی ترغیب دی اور فتح کرادینے کا ذمہ دار ہوا چنانچہ سعید نے بیس ہزار حبشیون کی جمعیت سے صنعاء کے فتح کی امید مین کوچ کیا۔ مکرم بھی صنعاء سے اسکی جانب بڑھا۔ دونون سے مڈبھیر ہوگئی اتفاق یہہ کہ سعید کو اس معرکہ مین ہزیمت ہوئی میدان جنگ سے بھاگا زبید دونون کے درمیان حائل ہوگیا۔ مجبور ہوکر سعید نے جزیرہ دہلک کا راستہ لیا۔ مکرم فتحمندی کے ساتھہ زبید مین داخل ہوا اپنی ماں کیخدمت مین گیا دیکھا کہ وہ ایک طاق کے قریب بیٹھی ہوئی ہے۔ اور طاق مین صلیحی اور اسکے بھائی کا سر رکھا ہوا ہے اتار کر دونون سرون کو دفن کرایا۔ اور اپنے مامون اسعد کو ۴۸۶ھ مین زبید کی حکومت پر مامور کیا۔

اس مہم سے فارغ ہوکر مکرم نے عبداللہ بن نعیفر والی قلعہ شعر کو لکھہ بھیجا کہ تم سعید کو مکرم کے قبضہ سے ذی جبلہ کے نکال لینے کی ترغیب دو اور اسکو یہہ دم دو کہ مکرم اپنی خواہشات نفسانی مین مصروف ہے اور اسپر اسکی بیوی مستولی ہورہی ہے وہ تمہارا مقابلہ ہرگز نہ کرسکے گا۔ چنانچہ عبداللہ بن نعیفر نے سعید کو کہہ سن کے ذی جبلہ کے قبضہ پر طیار کردیا۔ سعید تیس ہزار حبشی فوج کے ساتھہ ذی جبلہ کے جانب بڑھا۔ مکرم نے قلعہ شعر کے نیچے اپنی فوج کو کمینگاہ مین بٹھادیا جون ہی سعید کمینگاہ سے بڑھا

مکرم کی فوج نے کمینگاہ سے نکلکر دفعۃً حملہ کردیا سعید کی فوج گھبراکر بھاگ کھڑی ہوئی
سعید مارا گیا۔ مکرم نے اسکا سر کاٹ لیا اور اسی طاق مین لاکے رکھا جسمین اسکے باپ
صلیحی کا سر رکھا گیا تھا۔ سعید کے مارے جانے سے مکرم کی حکومت کو استحکام اور استقلال
حاصل ہوگیا حبشیون کے حکومت کا سلسلہ ٹوٹ گیا۔ جیاش معہ خلف بن ابی الطاہر
مروانی کے جو اسکے بھائی کا وزیر تھا بھاگکر عدن پہنچا اور جب عدن مین بھی پناہ کی
صورت نہ دیکھی تو دونون ہندوستان چلے گئے۔ چھ ماہ تک وہین ٹھہرے رہے
وہین ایک کاہن سے ملاقات ہوگئی جو سمرقند سے آیا ہوا تھا اس کاہن نے ان
لوگونکی آئندہ بہبودی کی خوشخبری دی پس یہ دونون پھر لوٹکر یمن آئے وزیر
خلف نے زبید مین پہلے سے پہنچکے جیاش کی موت کی خبر مشہور کردی اور اپنی ذات
خاص کے لئے امن کی درخواست کی اسکے امن حاصل کرنے کے بعد ایک روز
شب کیوقت بہ تبدیل لباس جیاش بھی آپہنچا دونون ایک مدت تک چھپے رہے
ان دنون زبید کی گورنری پر اسعد بن شہاب (مکرم کا مامون) مامور تھا اور اسکی
نیابت مین علی بن قمم وزیر مکرم تھا۔ اسکو کسی وجہ سے مکرم اور اسکی حکومت سے
بیزاری تھی وزیر خلف نے اس سے مطلع ہوکر اسکے بیٹے حسین سے راہ و رسم پیدا
کی لہو ولعب مین اسکا شریک رہنے لگا۔ فرصت کیوقت دونون شطرنج کھیلا کرتے
تھے رفتہ رفتہ اسکی آمد و شد حسین کے باپ (علی بن قمم) کے پاس بھی شروع
ہوگئی ایک نے دوسرے سے اپنے دلی نشار کا اظہار کیا چونکہ علی کے دلمین
بھی آل نجاح کی ہوا خواہی سمائی ہوئی تھی باہم دونون نے قسمین کھائین۔ اس
اثنار مین جیاش اپنے حبشی ہوا خواہون کو مجتمع کر رہا تھا اور انلوگونکو مال زر دیتا جاتا
تھا تا آنکہ اسکے پاس پانچہزار حبشی مجتمع ہوگئے پس جیاش نے ۴۰۹ھ مین
انلوگون کی پشت گرمی سے زبید پر حملہ کردیا اور دار الامارت پر قبضہ کرکے یمن کو

(۱۰۱۸ء)

پذیر ہوگیا۔ اسعد بن شہاب کو بوجہ اسکے کہ کسی زمانہ مین مراسم تھے رہا کردیا اسوقت سے زبید مین پھر عباسیون کے نام کا خطبہ پڑہا جانے لگا اور صلیحی خلفاء عبیدین کا کا خطبہ پڑہتے تھے اور ملزم ہمیشہ عرب کو زبید پر حملہ کرنے کی غرض سے بھیجتا رہتا تھا یہان تک کہ جیاش نے پانچوین صدی کے شروع مین وفات پائی۔ اسکی کینیت ابن القطای تھی عدل و انصاف کی صفت سے متصف تھا۔ اسکے بعد اسکا بیٹا فاتک امیر بنایا گیا۔ یہ ہنوز بالغ نہین ہوا تھا محض ایک کم سن چھوکرا تھا۔ ارکین دولت اسکے ملک کا انتظام کرنے لگے۔ اسکا چچا ابراہیم اس سے جنگ کرنیکو آیا۔ دونون حریف کی فوجین سرگرم پیکار ہوئین عبدالواحد نے شہر پر حملہ کیا۔ منصور (فاتک کے وزیر) نے فضل بن ابی البرکات والی تعکر سے امداد کی درخواست کی چنانچہ فضل معہ اپنی فوج کے اسکی کمک پر آیا مگر اثناء راہ سے یہ خبر پاکر کہ اہل تعکر نے بغاوت کردی ہے لوٹ گیا منصور اسوقت سے برابر زبید مین حکمرانی کرتا رہا بالآخر ۵۱۳ھ مین ابو منصور عبید احمد نے اسکو زہر دیکر مار ڈالا اور امور سلطنت کی نگرانی کرنے لگا مگر درپردہ آل نجاح کی بیخکنی و استیصال کرتا جاتا تھا تھوڑے دنون بعد فاتک کی مان بخوف جان بھاگ گئی اور بیرون شہر کا ہنگامہ فساد فرو ہوگیا۔ ابو منصور ایک جوانمرد اور شجاع صاحب عزیمت شخص تھا۔ دشمنون کے ساتھ ہمیشہ تیغ بسپر ہوتا رہا۔ ابن مجیب سفیر علویہ سے متعدد لڑائیان ہوئین۔ یہ وہی شخص ہے جس نے زبید مین فقہ کا مدرسہ قائم کیا تھا اور حجاج کی آسانی کے لئے کی تدبیرین نکالی تھین بعدہ مفارک بنت جیاش سے اسنے بیاہ کرکے اپنا عقد کرلیا اس نے موقع پاکر اس کے عضو تناسل پر زہر آلود کپڑہ سے مس کردیا سارا گوشت سڑ گر گیا اور اس نے جان بحق تسلیم کردی یہ واقعہ ۵۲۴ھ کا ہے

اسکے مرنے پر فاتک کے قلمدان وزارت کا زریعی مالک ہوا جو نجاح کا آزاد غلام تہا۔ عمارہ کہتا ہے کہ یہہ شخص بہی شجاع، دلیر اور جنگ آور تہا۔ اور فاتک کے مان کے آزاد غلامون سے اور اسکے مخصوص آدمیون سے تہا۔ عمارہ کہتا ہے کہ ۵۳۱ھ مین فاتک بن منصور نے وفات پائی اسکے بعد اسکا ابن عم حکمران ہوا۔ اسکا قلمدان وزارت قاسم کے سپرد کیا گیا یہی اسکے امور سلطنت کے سیاہ و سفید کرنیکا مالک تہا اور دشمنون کے مقابلہ پر جاتا تہا۔ یہ اکثر اوقات مسجد مین رہتا تہا۔ علی بن مہدی خارجی نے بسازش اسکو مسجد مین جبکہ یہہ نماز پڑھ رہا تہا جمعہ کے دن بارہوین صفر ۵۵۱ھ مین قتل کرا دیا سلطان نے قاتل سے اس کے قصاص لینے کیطرف توجہ کی چنانچہ اہل مسجد کی ایک جماعت کو قتل کرا دیا پھر آپ بہی اسی ہنگامہ مین مار ڈالا گیا۔ حکومت و سلطنت مین اضطراب پیدا ہو گیا علی ابن مہدی خارجی اس سے مطلع ہو کر چڑہ آیا اور بکراب و مرات ان لوگون سے معرکہ آرا ہوا زمانہ دراز تک محاصرہ کیے رہا۔ محصورون نے شریف منصور احمد بن حمزہ سلیمانی بادشاہ صعدہ سے امداد کی درخواست کی شریف منصور نے اس شرط سے کہ یہ لوگ اسکو زبید پر قبضہ دیدین اور اپنے بادشاہ فاتک بن محمد کو مار ڈالین مدد دی پس انلوگون نے فاتک بن محمد کی زندگانی کا ۵۵۳ھ مین خاتمہ کرا دیا اور شریف منصور کو اپنا حکمران تسلیم کر لیا۔ اتفاق سے یہی علی بن مہدی کی مقاومت و مقابلہ سے مجبور ہو گیا اور رات کیوقت چھپکر زبید سے اپنا منہ کالا کر گیا۔ پس علی بن مہدی نے ۵۵۴ھ مین زبید پر قبضہ کر لیا اور آل نجاح کی حکومت کا سلسلہ زبید سے منقطع ہو گیا والملک للہ یقاوتہ۔

اخبار دولت بنی زریع جو عدن مین عبید بن یمن کے سفیر تہے از ابتدا تا آخر

عدن ملک یمن کے عمدہ اور محفوظ ترین مقامات سے بحر ہند کے کنارہ پر واقع ہے۔ عہد حکومت

تبالبہ سے یہ شہر ہمیشہ تجارت کی منڈی ہونیکی عزت رکھتا تھا۔ اس شہر کے اکثر مکانات پتھر اور گچ کے ہین اسی وجہ سے اسکے راستہ گرم زیادہ رہتے ہین۔ شروع زمانہ اسلام مین یہ شہر ملوک بنی معن کا دار السلطنت تھا۔ بنی معن نسبًا معن بن زائدہ کیجانب منسوب ہوتے ہین یہ لوگ اس شہر پر عہد خلافت مامون مین حکمران ہوئے تھے اور بنی زیاد سے انلوگون نے اپنی حکومت خالصہ کرلی تھی بنی زیاد نے ان سے خطبہ اور سکہ پر فقط قناعت کی تھی اور جب علی بن محمد صلیحی داعی مستولی ہوا تو اس نے انلوگون کی رعایت کی اور عربی ہونے کے لحاظ سے انلوگون پر جزیہ مقرر کیا جسکو یہ لوگ ادا کیا کرتے تھے بعد اسکے یمان سے اسکے بیٹے احمد مکرم نے انلوگون کو نکالدیا اور اس شہر پر بنی مکرم حکمران ہوئے جو کہ جسم بن یام ہمدان کے خاندان سے تھے اور نزدیک و قریب تر عزیزون سے تھے۔ ایک مدت تک یہ شہر انکے علم حکومت کے سایہ مین رہا بعد ازان انلوگون مین فتنہ و فساد اور جھگڑا پیدا ہوگیا۔ پس یہ لوگ دو گروہ پر منقسم ہوگئے ایک گروہ بنی مسعود بن مکرم کے نام سے مشہور ہوا دوسرا بنی زریع بن عباس بن مکرم کہلایا جانے لگا۔ مگر بنی زریع متعدد لڑائیون اور جنگ عظیم کے بعد بنی مسعود پر غالب آگئے۔

ابن سعید کہتا ہے کہ سب کے پہلے انمین سے ابن مسعود بن زریع داعی وہ شخص ہے جو بعد بنی صلیحی کے حکومت کی کرسی پر متمکن ہوا اور اس کی آیندہ نسلین اس سے وراثۃً حکومت و سلطنت کی مالک ہوئین۔ اس سے اور اسکے ابن عم علی بن ابی الغارات بن مسعود بن مکرم صاحب زعائر سے لڑائیان ہوئین پس اس نے عدن کو اسکے قبضہ سے متعدد حروب اور بیشمار خرچ کے بعد نکال لیا مگر اس فتح کے ساتوین مہینے ۵۳۳ھ مین مرگیا۔ بجاے اسکے اسکے

بینا متمکن ہوا۔ یہ قلعہ دملوہ مین رہا کرتا تھا جہان پر کسی کے ارادہ کا بھی گزر آسانی نہو سکتا تھا۔ اسکے بعد ابن بلال بن زریع نے جو اسکے حاشیہ نشینون سے تھا اس شہر کو اپنے قبضہ مین لے لیا محمد بن سبا بخوف جان منصور بن مفضل نامی شاہ جبال صلیحی کے پاس ذی جبلہ بھاگ گیا اس واقعہ کے تھوڑے ہی دنون بعد اعز مر گیا تب بلال نے محمد بن سبا کو ذی جبلہ سے بلا بھیجا چنانچہ چند دنون بعد محمد بن سبا عدن مین آپہونچا۔ اسی زمانہ مین مصر سے سند حکومت اعز کے نام آئی ہوئی تھی بلال نے اسکا نام محکوک کر کے محمد بن سبا کا نام لکھدیا اسکے القاب مین "الداعی المعظم التوج المکنی بسیف امیر المومنین" وغیرہ الفاظ تعظیماً لکھے جاتے تھے بلال نے اس سے اپنی بیٹی کا نکاح کر دیا تھا اور جسقدر مال و زر خزائن شاہی مین تھا اسکو جہیز مین دیا تھا۔ اسکے بعد بلال نے بہت اور بیشمار مال چھوڑ کر سفر آخرت اختیار کیا محمد بن سبا اسکا مالک و وارث ہوا اس نے سب مال و زر کو داد و دہش اور سخاوت مین صرف کیا منصور بن مفضل بن ابی البرکات سے قلعہ ذی جبلہ کو خرید لیا جیسا کہ ہم اوپر بیان کر آئے ہین اور اسپر قابض و متصرف ہو گیا یہ قلعہ ملوک صلیحی کا کسی زمانہ مین دار الحکومت تھا۔ بعد خریداری ذی جبلہ سیدہ بنت عبداللہ صلیحی سے عقد کیا اور ۵۴۴ھ مین راہی ملک آخرت ہوا اسکا بیٹا عمران بن محمد بن سبا نے عنان حکومت اپنے ہاتھ مین لی۔ یامر بن بلال اسکی حکومت و سلطنت کا منصرم ہوا۔ سنہ ۵۶۰ھ مین اسنے وفات پائی دو لڑکے چھوٹے چھوڑ گیا ایک کا نام محمد تھا اور دوسرے کا نام ابو المسعود۔ یامر نے ان دونون کو قصر امارت مین قید کر دیا اور حکومت و سلطنت پر مستولی و متصرف ہو گیا یامر کے مزاج مین سخاوت کا مادہ زیادہ تھا شعراء کو جو اس کی مدح کرتے اور اسکے پاس بطور وفد حاضر ہوتے بہت سی کہو لکر روپیہ دیتا تھا ابن قلاقس شاعر اسکندریہ نے اسکی مدح کی تھی اسکے ان قصاید

سے جو اس نے اسکی مدح مین کہے تھے ایک شعر یہ ہے۔

سافر اذا حاولت قدرًا
صار الہلال فصار بدرًا

یہہ ملوک زریعین کا آخری یادگار تھا جسوقت سیف الدولہ برادر صلاح الدین (فاتح بیت المقدس) یمن مین سنہ ۵۶۹ھ مین داخل ہوا تھا اور اسپر قابض و متصرف ہوکر عدن کیجانب آیا تھا اور اسپر بھی قابض ہوا تو یاسر بن بلال کو قید کرلیا۔ اسی زمانہ سے دولت بنی زریع کا سلسلہ جاتا رہا اور یمن علم خلافت عباسیہ کا مطیع ہوگیا اور اسکے گورنران بنو ایوب اسکی طرف سے اس ملک پر حکومت کرنے لگے جیسا کہ ہم آیندہ انکے حالات مین بیان کرینگے۔

شہر جبلہ جو عدن کے قریب واقع ہے اسکو ملوک زریعین نے آباد کیا تھا پس جب دولت بنی ایوب کا دور آیا تو وہ لوگ اسکو چھوڑکر پہاڑون مین چلے گئے جیسا کہ آیندہ تم پڑہوگے۔

اخبار ابن مہدی خارجی حکمرانان یمن تا زمانہ الفرامش

یہہ شخص غاندان سواحل زبید سے تہا علی بن مہدی حمیری کے نام سے موسوم تہا اسکا باپ مہدی دینکی، دینداری اور تقوی اور زہد مین مشہور زمانہ تہا اسکا بیٹا اسیکے طریقہ مذہب پر نشو ونما پیدا ہوا گوشہ نشینی اختیار کی اور تقوی و زہد مین بہت بڑا نام پیدا کیا پھر حج کرنیکو گیا۔ علماء عراق سے ملاقات کی۔ انکے واعظین سے فیض صحبت حاصل کیا اور لوٹ کر یمن آیا حسب دستور سابق گوشہ گزین ہوکر وعظ و پند کرنیلگا حافظہ فصیح اور بلیغ تہا۔ حوادث زمانہ کی پیشین گویان کرتا اور یمن پورا اترتا تہا۔ اسوجہہ سے لوگون کا میلان طبع اس کی جانب زیادہ ہوا۔ اور اس کو ایک متبرک شخص تصور کرنے لگے۔ سنہ ۵۶۱ھ مین حج کرنے کو گیا۔ تمام بیابانون اور

دیہاتون مین وعظ کرتا پھر اپس جب موسم حج آیا تو اُنٹنی پر سوار ہوکر لوگونکو وعظ و پند سنایا۔

پھر جب مادر فاتک بنی جیاش پر اپنے بیٹے فاتک بن منصور کے زمانہ حکومت مین مستولی ہوئی تو اسکو حسن اعتقاد علی بن مہدی کیجانب اور بڑہگیا۔ رشتہ دامادی پیدا کرلی۔ جس سے اسکی حالت تبدیل ہوگئی۔ صاحب اثر تسلیم کیا جانے لگا۔ لوگون کو وعظ مین کہا کرتا تہا "اب وقت قریب آگیا ہے" اس فقرہ سے وہ اپنے ظہور کیطرف اشارہ کرتا تہا۔ رفتہ رفتہ یہہ باتین مشہور ہوگئین۔ چونکہ مادر فاتک اپنے اہل دولت و اراکین حکومت کو اسکے خدمت مین حاضر ہونے کی ہدایت کیا کرتی تہی اسوجہ سے ۵۴۵ھ مین اسکے مرنے پر اہل جبال علی بن مہدی کیخدمت مین آئے اور اسکی امداد و نصرت کی قسمین کہائین۔

۵۴۵ھ مین علی نے تہامہ سے خروج کرکے کودا کیجانب بڑہا مگر ہزیمت اُٹہاکے جبال کیجانب واپس آیا اور وہین ۵۴۸ھ تک مقیم رہا بعد ازان مادر فاتک اسکو اسکے وطن مین پہر واپس لائی اور ۵۵۲ھ مین خود مرگئی تب علی نے خوازان کیطرف خروج کیا اور انمین سے ایک بطن مین جو جوان کے نام سے موسوم تہا ایک قلعہ موسوم بہ شرف مین قیام پذیر ہوا۔ یہہ قلعہ ایک دشوار گذار پہاڑ پر واقع تہا اسکی چڑہائی بیحد مشکل تہی دن بہر مین بہی کوئی شخص اسپر چڑہ نہ سکتا تہا اثنا راہ مین بڑے بڑے عمیق غار تنگ اور تاریک وادیون مین تہے اسنے ان لوگون کو انصار کا خطاب دیا اور جو لوگ اسکے ہمراہ تہامہ سے گئے ہوئے تہے انکو اس نے مہاجرین کہنا شروع کیا۔ انصار مین سے ایک شخص کو جسکا نام سبا تہا اور مہاجرین مین سے ایک دوسرے شخص کو جسکا نام شیخ الاسلام تہا (اسکا نام نوبہ تہا) عہدہ حجابت عنایت کیا انکے سوا اور لوگون سے ملنا جلنا چہوڑ دیا۔ مگر آئے دن سرزمین تہامہ پر

قتل و غارتگری کا ہاتھ بڑھاتا رہا۔ اطراف زبید کی ویرانی اور بربادی نے اسکو معقول طور سے مدد دی چنانچہ اس نے اسکے قرب و جوار کو لوٹ لیا اور کل راستوں کو مخدوش حالت مین چھوڑ دیا۔ اس لوٹ مار کا اثر آہستہ آہستہ قلعہ واشر تک پہنچگیا جو زبید سے نصف منزل پر تھا۔ تب اسنے مسرور کے قتل کی فکر مین شروع کیں جو دولت بنی نجاح کا وزیر تھا اور آسین کا مباب بھی ہوگیا جیسا کہ تم اوپر پڑھ آئے ہو۔ مسرور کے قتل کرانے کے بعد اہل زبید کو اپنے حملون اور غارتگری سے تنگ کرنیلگا۔ عمارہ کہتا ہے کہ اسنے زبید پر ستر حملے کیے تھے اور ایک زمانہ دراز تک اہل زبید کا محاصرہ کیے ہوے رہا اہل زبید نے شریف احمد بن حمزہ سلیمانی والی صعدہ سے امداد طلب کی شریف احمد نے انکی امداد پر کمر ہمت باندھی مگر اسکے سردار فاتک کے مار ڈالنے کی شرط کرلی تھی پس ان لوگون نے اپنے بادشاہ فاتک کو ۵۵۳ھ مین مار ڈالا اور شریف احمد کو اپنی بادشاہت کی کرسی پر متمکن کیا۔ شریف احمد زبید کو دشمنون کے حملون سے نہ بچا سکا تنگ آکر بھاگ کھڑا ہوا چنانچہ علی بن مہدی نے ماہ رجب ۵۵۴ھ مین زبید پر قبضہ کرلیا تین مہینے حکومت کرکے بارحیات سے سبکدوش ہوگیا یہ اپنے تئین الامام المہدی امیر المومنین قامع الکفرۃ والملحدین کے لقب سے مخاطب کرتا تھا۔ خوارج کے مذہب کا پابند تھا امیر المومنین عثمان و علی سے بیزاری ظاہر کرتا تھا۔ گناہ کے ارتکاب پر کفر کا قائل تھا علاوہ اسکے بہت سے قواعد اور اصول اسنے اپنے مذہب کے بنائے تھے جسکے ذکر سے لاحاصل طوالت ہوگی شراب نوشی کے جرم پر قتل کرادیتا تھا۔ عمارہ کہتا ہے کہ جو شخص اہل قبلہ مین سے اسکی مخالفت کرتا تھا اسکو مار ڈالتا اسکی عورتون کو جایز اور حلال سمجھتا اور انکے لڑکون کو لونڈی اور غلام بنالیتا تھا۔ اسکے پیرو ان اور معتقدین اسکی عصمت کے معتقد اور قائل تھے انکے مال و اسباب اسکے قبضہ مین رہتے جسکو یہ ان کی

ان کی ضرورت کے وقتوں مین صرف کرتا تھا اسکی موجودگی مین وہ لوگ نہ تو کسی مال کی مالک ہوتے اور نہ کسی گھوڑے اور ہتیار کے۔ ہر لشکر مین سے جو شخص میدان جنگ سے بھاگ نکلتا اوسکو مار ڈالتا تھا زانی شراب خور اور راگ سننے والونکو سزائے موت دیتا تھا۔ جو شخص نماز جماعت سے تاخیر کرتا اور جو شخص اسکے وعظ دوشنبہ اور پنجشنبہ مین حاضر نہوتا یا پیچھے جاتا اوسکو بھی سزائے موت تجویز کرتا تھا۔ فروعات مین حنفی المذہب تھا اسکے مرنے پر اسکا بیٹا عبدالنبی حکمران ہوا۔ عبدالنبی نے زبید سے نکلکر پورے ملک یمن پر قبضہ کرلیا۔ لندنون یمن مین بائیس خودسر حکومتین تھین عبدالنبی نے سبھونکو اپنا مطیع بنالیا۔ صرف عدن باقی رہ گیا تھا اسپر بھی اس نے خراج قایم کر رکھا تھا۔ پھر جب شمس الدولہ توراںشاہ برادر (سلطان) صلاح الدین (فاتح بیت المقدس) ۵۶۶ھ مین یمن کی طرف آیا اور اس حکومت و سلطنت پر جو اس وقت یمن مین مستولی اور قابض ہوا تو عبدالنبی کو گرفتار کرلیا اور طرح طرح کی اسکی آزمایش کی اور اس سے بیحد مال و زر وصول کیا اور عدن کیطرف بھیجدیا پس اس نے عدن پر قبضہ کرلیا پھر زبید مین آکر قیام پذیر ہوا اور اوسکو اپنا دارالحکومت بنایا پھر اوسکو ناپسند کرکے پہاڑون مین ایسے مقام کی تلاش مین جہان کی آب و ہوا عمدہ اور صحیح ہو پھرتا رہا اسکے ساتھ ساتھ اطبار کا ایک گروہ اسی غرض کے لیے تھا۔ چنانچہ طبیبون نے بالاتفاق مقام تعز کو منتخب کیا پس اس نے وہان پر شہر آباد کیا اور وہین قیام پذیر ہوگیا اس وقت سے اس مقام نے اسکے دارالحکومت ہونے کا اعزاز حاصل کیا اسکے بیٹون اور اسکے خادمون بنی رسول نے بھی اسکو اپنا مقر حکومت بنا رکھا جیسا کہ آیندہ انکے حالات مین بیان کیا جائیگا۔

بنی مہدی کی حکومت و سلطنت منقرض ہونے سے عرب کی حکومت کا یمن مین خاتمہ ہوگیا غزا اور ان کے غلامون کے قبضہ مین یہان کی عنان حکومت چلی گئی۔ اب ہم یمن کی دارالحکومتون اور اسکے شہرون کے حالات یکے بعد دیگرے معرض تحریر مین لانا چاہیے مین جیسا کہ ابن سعید نے اسکی طرف اشارہ کیا ہے۔

ماہ اگست ۱۹۰۸ (۱)

یمن جزیرہ عرب کا ایک ٹکڑہ ہے - جو سات صوبون پر بادشاہ کی طرف سے منقسم تھا
انمین سے تہامہ وجبال تھے - تہامہ مین دو حکومتین تہین ایک مملکت زبید دوسری
مملکت عدن - تہامہ سے بلاد یمن کا - وہ حصہ مراد ہے جو دونون برون سے معہ ساحل
بحر کے نشیب مین واقع ہے جسکی ایک سمت حجاز سے ملی ہوئی ہے اور دوسری
جانب از عمال عدن دورہ بحر ہندی سے ملحق ہے - ابن سعید نے لکہا ہے کہ جزیرہ
عرب اقلیم اول مین ہے - جنوب کی طرف سے اسکو بحر ہند گیرے ہوئے ہے
اور اسکے مغرب مین بحر سویس واقع ہے اور شرق کیطرف بحر فارس ہے - زمانہ قدیم
مین ملک یمن تبابعہ کا تہا - ملک حجاز سے زیادہ سرسبز وشاداب ہے - اسکے اکثر
باشندہ قحطانی ہین - علاوہ ان کے عرب وائل کی اولاد بہی یہان رہتی تھی - ان دنون
اسکی عنان حکومت بنی رسول خدام بنو ایوب کے قبضہ اقتدار مین ہے - ان کا
دار الحکومت تعز مین ہے پہلے یہ حرہ مین رہتے تھے - اور صعدہ یمن وتیز زبید مین ایمہ زیدیہ
حکمران ہین زبید مملکت کا ایک حصہ ہے اسکے شمال مین ملک حجاز ہے جنوب مین بحر ہندی
اور مغرب کی طرف بحر سویس واقع ہے - محمد بن زیاد نے عہد حکومت خلیفہ مامون ۲۰۴ھ
مین اسکو آباد کیا یہہ ایک شہر تہا جسکے چارون طرف شہر پناہ کی بلند بلند دیوارین کشیدہ قامت
کہڑی ہوئی تہین وسط شہر مین ایک نہر جاری تہی یہ شہر اسوقت ممالک بنی رسول مین داخل ہے - اس
شہر پر ملوک بنی زیاد اور انکے خدام کا قبضہ تہا پہر بنو صلیحی نے انکو مغلوب کر دیا - ان لوگون کے
حالات اوپر بیان کئے گئے -

عتر دعلی دسرجہ صوبجات زبید سے اسکے شمال مین واقع ہین صوبہ ابن طرف کے
نام سے معروف ومشہور ہے - سرجہ سے علی تک کی مسافت سات یوم کی ہے اور مکہ تک کی
آٹہہ یوم مسافت ہے - اور عتر چونکہ والی ملک کا دار الحکومت ہے لب دریا آباد ہے سلیمان بن
ظرف نے اس شہر پر زمانہ موجودگی ابو الجیش محاصرہ ڈالا تہا اسوقت اسکی آمدنی

پانچ لاکھ دینار سنی - چندے ابوالجیش نے سلیمان کی علم حکومت کی اطاعت قبول کر کی اور اسکے نام کا خطبہ پڑہا اور بہت سا مال ومتاع بطور نذرانہ کے پیشکش کیا پہر اس مملکت پر سلیمانیون کا قبضہ ہوگیا جو کہ اولاد سے حسن کے تھے اور مکین امارت کر رہے تھے جسوقت کہ انکو ہواشم نے مکہ سے نکال دیا تہا اسوقت اونہون نے یہان پہونچکے اپنی حکومت وامارت کی بنا ڈالی - غالب بن یحیے جو کہ انہین مین سے تہا والی زبید کو خراج دیا کرتا تہا - اسی سے محمد مفلح فاتکی مسرور کے مقابلہ پر امداد کی درخواست کی تہی اسکے مرجانے پر اسکے بیٹون مین سے عیسے ابن حمزہ حکمران ہوا اور جب غرز نے یمن پر قبضہ حاصل کیا تو یحیے نے عیسے کے بہائی کو گرفتار کر کے عراق بہیجدیا عیسے نے بحیلہ وفریب اپنے کو قید سے نجات دے کر یمن کے جانب مراجعت کی اور اپنے بہائی عیسے کو قتل کر کے جو پر جو کہ صوبجات زبید سے تہا بجاے اسکے قابض ہوگیا -

سریر تہامہ یمن کے آخری صوبجات سے ہے یہ بہی کنارہ بحر پر آباد ہے شہر شاہ آسین نہین ہے مکانات معمولی حالت کے ہین - راجح بن قتادہ بادشاہ مکہ نے ۶۵۰ھ مین اسپر قبضہ حاصل کیا تہا اس کا ایک قلعہ شہر سے نصف منزل کے فاصلہ پر تہا -

زرائب زبید کے صوبجات شمالیہ سے ابن طرف کے مقبوضات سے تہا اس شہر مین ابن طرف کے پاس بیس ہزار حبشی مجتمع ہوئے تھے جو بروقت اسکے ساتھ مرنے اور مرجانے پر طیار رہتے تھے -

ابن سعید صوبجات زبید کے تذکرہ مین تحریر کرتا ہے اور وہ صوبجات جو درمیانی راستہ مین مابین بحر وجبال ہین وہ زبید کے محاذ مین شمالی جانب واقع ہین اور وہ جادہ ہے مکہ تک عمارہ نے لکہا ہے کہ یہی جادہ سلطانیہ ہے اس سے دریا تک ایک دن یا اس سے کم کی مسافت ہے اور ایسا ہی جبال تک کا فاصلہ بیان کیا جاتا ہے - درمیانی اور ساحلی دونون راستے سریر مین آکے مجتمع ہوجاتے ہین اور یہین سے پہر ایک دوسرے سے علحدہ بہی

ہو جاتے ہین۔

عدن ممالک یمن سے زبید کے وسط مین واقع ہے۔ اور وہی اس صوبہ کا دارالحکومت ہے دہانہ بحر ہند پر یہ شہر آباد ہے۔ یہ شہر زمانہ حکومت تبابعہ سے تجارت کا مرکز بنا ہوا تھا اسکا بُعد خط استوا سے تیرہ درجہ ہے۔ نہ تو یہان کسی قسم کی زراعت ہوتی ہے اور نہ یہان کوئی درخت ہے یہان کے رہنے والون کی عام خوراک مچھلی ہے۔ یمن سے ہند کے جانے کا بھی راستہ ہے سبکے پہلے بنی معن بن زائدہ نے اسپر قبضہ حاصل کیا تھا یہ لوگ بنی زیاد کو خراج دیا کرتے تھے اور پھر جب صلیحیون نے اسکو دبالیا تو داعی نے اسکو اسکی حکومت پر بحال رکھا پھر اسکے بیٹے احمد مکرم نے ان کو یہان سے نکال دیا اور چشم بن یام مین سے بنی مکرم کو اسکی عنان حکومت عطا کی پھر ان لوگون مین سے بنی زریع نے اس ملک کو عدل و انصاف سے خوب خوب آراستہ کیا اور وہ لوگ ان سے خراج لینے پر اکتفا کرتے تھے تا آنکہ شمس الدولہ بن ایوب نے اس شہر کو ان کے قبضہ سے نکال لیا جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا۔

عدن ابین مشہور مقامات سے سحر کے سمت مین ہے۔

زعزاع ابن ایوب کے وادیون مین ایک رہائش کا مقام ہے۔ بنی مسعود بن مکرم کے قبضہ مین تھا جو کہ بنی زریع کے بمقابل تھے

جو ہ ملوک زریعین نے عدن کے قریب آباد کیا تھا بنو ایوب نے اسکو اپنا فرودگاہ بنایا تھا پھر یہان سے تعز کیطرف چلے گئے تھے۔

قلعہ وہی جبلہ اُن قلعات سے تھا جہان پر کہ جعفر تبدیل آب و ہوا کی غرض سے مختلف موسمون مین جایا کرتا تھا۔ اسکو عبداللہ صلیحی برادر داعی نے ۴۵۸ھ مین آباد و تعمیر کرایا تھا اور اسکا بیٹا مکرم قلعہ صنعاء سے اسی قلعہ مین آکر اقامت گزین ہوا تھا اور سیدہ بنت احمد جو کہ اس قلعہ پر مستولی ہو رہی تھی عقد کر لیا تھا۔ یہ وہی عورت ہے جو ۵۸۰ھ مین اس قلعہ پر حکمران

ہوئی تھی الغرض مکرم نے مرتے وقت عنان حکومت اور دعوت سیا بن احمد بن مظفر صلیحی کے سپرد کیا یہ اس وقت اشیخ کے جبل مین قید تھا۔ سیدہ نے جبل کے گرد و نواح مین سراہ ٹھایا اتنے مین ابن نجیب الدولہ داعی مصر سے آپہونچا اور شہر جند مین فروکش ہوگیا۔ ہمدان کو ملا کے اپنی قوت بڑہائی۔ سیدہ نے اس سے جبل اور خولان مین معرکہ کارزار گرم کیا تا آنکہ ابن نجیب براہ دریا کشتی پر سوار ہوکر بہاگا اور ڈوب کر مرگیا سیدہ کے امور سلطنت کا انتظام اسکے شوہر مکرم کے مرنے کے بعد مفضل بن ابی البرکات کرتا تھا اور یہی اسپر مستولی ہوگیا تھا۔

تعکر بھی ان مقامات سے ہے جہانکہ جعفر تبدیل آب وہوا کی غرض جاتا تھا یہ بھی صلیحی کے مقبوضات سے تھا پہر ان کے بعد سیدہ کے قبضہ مین چلا گیا بعد ازان مفضل بن ابی البرکات نے سیدہ سے درخواست کرکے لیلیا اور وہین جاکے سکونت اختیار کرلی بعد چندے زبید کی طرف گیا اور بنی نجاح کا وہان محاصرہ کیا اس محاصرہ وجنگ کے وجہ سے مفضل کو زیادہ دنون تک تعکر سے غیر حاضر رہنے کا اتفاق پڑگیا اس وجہ سے تعکر مین تمہارے بغاوت کردی اور اسکے نائب کو قتل کرکے انہین مین سے ابراہیم ابن زیدان کی امارت کی امارت کی بیعت کرلی ابراہیم بن زیدان عمارہ شاعر کا چچا تھا مفضل نے اس سے مطلع ہوکر مراجعت کی اور ان لوگونکا محاصرہ کرلیا جیسا کہ اس واقعہ کو ہم اوپر بیان کرآئے ہین۔

قلعہ خدو عبداللہ بن یعلی صلیحی کے قبضہ مین تھا یہ بھی جعفر کے تبدیل آب وہوا کے مقامات سے تھا مفضل نے خولان سے حصون[1] مخلاف مین بنی بجر و بنی مہنہ و رواح شعب کے ایک گروہ کو بھیجا کر ٹہیرا دیا تھا۔ پس جب مفضل مرگیا اور اس کی نگرانی و حفاظت مین سیدہ

[1] حصون جمع ہے حصن کی قلعہ کو کہتے ہین مخلاف ان مقامات کو کہتے ہین جہان پر امرا و سلاطین موسم گرما یا سرما مین بغرض تبدیل آب وہوا جایا کرتے ہین۔

تھی جیسا کہ تم اوپر پڑھ آئے ہو تو مسلم بن ذر نے خولان سے قلعہ خدد پر فوجکشی کی اور بزور تیغ عبداللہ بن یعلی صلیحی کے قبضہ سے نکال لیا۔ عبداللہ بحال پریشان قلعہ مصدود بھاگ گیا۔ قلعہ مصدود کو سیدہ نے مفضل کے لئے پہلے سے آراستہ کر رکھا تھا اور شہر جند اور یمن سے اپنے اراکین دولت کو قلعہ مذکور میں طلب کر لیا تھا۔

قلعہ مصدود بھی ان قلعات سے تھا جہاں پر کہ جعفر تبدیل آب وہوا کی غرض سے جاتا تھا جن قلعات میں جعفر بغرض تبدیل آب وہوا جاتا تھا وہ پانچ تھے ازانجملہ ذوجبلہ، تعکر اور قلعہ خدد تھا۔ جسوقت مسلم بن ذر نے قلعہ خدد کو عبداللہ بن یعلی صلیحی سے چھین لیا اور عبداللہ بحال پریشان قلعہ مصدود میں جا کر پناہ گزین ہوا اسوقت انہیں میں سے زکریان شکیر بحری نے اس پر قبضہ حاصل کر لیا۔ بنو صلیحی کے پہلے یمن میں بنو کردی حمیری کے حکومت کا سکہ چل رہا تھا بنو صلیحی نے انہیں کے قبضہ سے اس ملک کو نکالا تھا انہیں قلعات میں ان لوگوں کے مخالف تھے یعفر اور لشکر کا مخالف قلعہ سمندان تھا پھر یہ قلعات منصور بن مفضل بن ابی البرکات کے مطیع ہو گئے جو بنی زریع سے بذریعہ تیغ حاصل کئے گئے تھے جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا۔

صنعاء ملوک تبابعہ کا اسلام سے پیشتر دارالسلطنت تھا یمن میں سب سے پہلے اسی شہر کی تعمیر کا بنا دی پتھر رکھا گیا۔ جیسا کہ روایت کیجاتی ہے اسکو عاد نے آباد کیا تھا۔ انکی زبان میں اوال من الاولیہ کے لقب سے یہ شہر مشہور کیا جاتا ہے۔ اور قصر غمدان اسی شہر کے قریب منجملہ ان سات مکانات کے ہے جسکو ضحاک نے زہرہ کے نام پر بنوایا تھا ایک عالم اس مکان کے حج کو آتا تھا۔ عثمان نے اسکو منہدم اور مسمار کیا تھا۔ یمن کے شہروں میں سے اسکو خاص قسم کی شہرت اور عزت حاصل تھی۔ اور یہ جیسا کہ بیان کیا جاتا ہے بلحاظ آب وہوا کے معتدل ہے۔ اول مائۃ رابعہ میں تبابعہ سے بنو یعفر یہاں پر حکمرانی کر رہے تھے۔ انکا دارالحکومت کحلان میں تھا۔ کحلان کو تمدن کے لحاظ سے کوئی خاص شہرت اور عزت حاصل

نہین ہوئی تا آنکہ صلیحی آکر آباد ہوئے - پہر زیدیہ نے انکے قبضہ سے اسکو نکال لیا پہر بعد بنی صلیحی کے سلیمانیون نے اسپر قبضہ کیا -

قلعہ کحلان مضافات صنعا سے بنو یعفر تابعہ کے قبضہ مین تہا ابراہیم نے اس کو صنعا کے قریب تعمیر کرایا تہا - صعدہ اور نجران بہی انہین کے زیر حکومت تہا مگر بنو یعفر اسی قلعہ کحلان کو اپنا ملجا اور ماوا بنائے ہوئے تہے - بیہقی نے لکہا ہے کہ قلعہ کحلان کا سردار اسعد بن یعفر زمانہ ابو الجیش مین بنی سبی اور بنی زیاد سے معرکہ آرا ہوا تہا

قلعہ حمدان مضافات صنعا سے تہا اس مین بنی کردی حمیری کا خزانہ رہتا تہا تا آنکہ بنی صلیحی نے اسپر قبضہ کر لیا پہر مکرم نے انکے بعض قلعات انکو واپس دیدیے یہان تک کہ انکی دولت وحکومت علی بن مہدی کے ہاتہون منقطع اور منقرض ہوئی ان لوگون کے تبدیل آب وہوا کے مقامات سے شہر ذی جبلہ اور معصل لشکر تہا اور یہ لشکریون کا مخالف تہا ان کے بادشاہ کا ایوان حکومت حمدان مین تہا اور دمونہ سے زیادہ مضبوط قلعہ تہا -

منہاب ایک قلعہ قلعات صنعا سے جبال مین ہے جسپر نہوز زریع نے قبضہ کیا تہا ان مین سے فضل بن علی بن راضی بن داعی محمد بن سبا بن زریع نامور حکمران گزرا ہے صاحب الجزیرۃ بالسلطان اسکے القاب سے تہا - قلعہ منہاب اسکے مقبوضات سے تہا اور یہ ۵۸۶ھ مین بقید حیات تہا بعدہ اس کے بہائی اغر ابو علی حکمران ہوا -

جبل الذبحرہ قریب صنعا ایک مقام کا نام ہے جسکو جعفر مولی بنی زیاد سلطان یمن نے آباد کیا تہا یہ بہی جعفر کا مخالف تہا اسی مناسبت سے اسکے جانب منسوب ہوا

عدن لہ عدن کا پہلا مقام ہے جہان پر کہ سب سے پہلے دعوت شیعہ کا اظہار ہوا تہا یہ مقام دبجر کے جانب واقع ہے - یہین سے محمد بن مفضل داعی کا ظہور ہوا تہا اسی شہر سے ابو عبد اللہ شیعی صاحب دعوت شیعہ مغرب کی طرف روانہ ہوا تہا - یہین پر علی

صلیحی نے زمانہ طفلی مین تعلیم پائی تھی - یہی یمن کا داالدعوت تھا - محمد بن مفضل عہد حکومت ابوالجیش بن زیاد اور اسعد بن یعفر مین یہان کا داعی تھا -

بیحان کو عمارہ نے مخالیف جبلیہ مین ذکر کیا ہے - نعمان بن سعید قحطانی سے اسپر حکمرانی کی تھی -

تعمر مستحکم ترأن قلعات جبلیہ سے ہے جو کہ بالاے تہامہ واقع ہین یہ قلعہ ہمیشہ ملوک اور سلاطین کے حصن حصین ہونے کی عزت رکھتا تھا - یہ ان دنون بنی رسول کا دارالحکومت ہے اور بڑے شہرون مین شمار کیا جاتا ہے - اس مین ملوک یمن سے منصور بن مفضل بن ابی البرکات اور بنو مظفر نامور حکمران گذرے ہین اس قلعہ پر اور نیز اور دوسرے قلعات پر اسکا بیٹا منصور بوراثت اسکے قابض ہوا پھر اسنے اسکو اور نیز اور قلعات کو یکے بعد دیگرے داعی بن مظفر اور داعی زریعی کے ہاتھہ فروخت کرنا شروع کیا تا آنکہ اسکے قبضہ مین صرف قلعہ تعمر رہگیا پس اسکو ابن مہدی نے اس سے چھین لیا -

معقل اشیخ قلعات جبلیہ کے مشہور اور مضبوط ترین قلعات سے ہے - اسی قلعہ مین بنی مظفر صلیحی کا خزانہ رہتا تھا - زمانہ حکومت مکرم والی ذی جبلہ سے جو کہ انکا ابن عم تھا اس قلعہ پر انکا قبضہ ہوا تھا اور مستنصر نے دعوت خلافت علویہ کا اسکو منصرم مقرر کیا تھا ۴۸۶ھ مین اس نے وفات پائی اسکا بیٹا علی معقل اشیخ پر غالب و متولی ہوگیا مفضل کو اسکی سرکشی نے مجبور اور لاچار کر دیا تب مفضل نے بحیلہ و مکر اسکے قتل کی فکر کی چنانچہ زہر دیکر اسکو مار ڈالا اوس وقت قلعات مقبوضہ بنی مظفر پر بنی ابوالبرکات کا قبضہ ہوگیا بعد اس کے مفضل بھی مرگیا اسکا بیٹا منصور حکمران ہوا چند دنون بعد اسکو اسکے باپ کے مقبوضات پر کامل طور سے استقلال و استحکام حاصل ہوگیا اسوقت اس نے کل قلعات کو فروخت کرنا شروع کر دیا - ذی جبلہ کو داعی زریعی والی عدن کے ہاتھہ ایک لاکھہ دینار کے عوض فروخت کیا - قلعہ ضیر کو بھی اسیکے ہاتھہ بیع کیا - قبل بیع کرنے کے اس نے

اپنی بیوی سے اس قلعہ کے فروخت نہ کرنے کی طلاق کی قسم کہائی تھی۔ لیکن پھر اس قلعہ کو اپنے پاس نہ رکھہ سکا اسوجہ سے اسکو اپنی بیوی کو طلاق دینا پڑا۔ زریعی نے بعد طلاق کے اس سے عقد کرلیا۔ اسکی عمر بہت بڑھی ہوئی تھی۔ بیس برس کی عمر مین حکمران ہوا اور اسّی برس تک حکمرانی کرتا رہا اس قلعہ کو علی بن مہدی نے اس سے چھین لیا تھا۔

صعدہ کی مملکت صنعاء کی مملکت سے ملی ہوئی ہے اور وہ اسکے شرق مین واقع ہے اس مملکت مین تین صوبے ہین۔ صوبہ صعدہ۔ جبل قطابہ اور قلعہ تلا۔ علاوہ انکے اور بھی قلعات ہین جو کہ بنی رسی کے نام سے معروف ہین ان کے حالات اوپر بیان کئے گئے حصن تلاہی مین موطی کا ظہور ہوا تھا جس نے بعد استیلاء بنو سلیمان زیدیہ کی امامت کا بنی رضا کے لیے پھر اعادہ کیا۔ اور جبل قطابہ مین جاکے پناہ گزین ہوا بعد ازان ۶۴۵ھ مین ان لوگون نے احمد موطی کے ہاتھہ پر بیعت کی۔ یہ شخص فقیہ اور عابد تھا نورالدین بن رسول نے اسی قلعہ مین اسکا محاصرہ کیا تھا۔ پھر ابن رسول ۶۴۵ھ مین انتقال کرگیا اور اسکا بیٹا منظفر قلعہ ذمولہ کے محاصرہ مین مشغول ہوگیا۔ اس سے موطی کو موقع ملگیا اس قلعہ پر اور شہر یمن کے اور دوسرے قلعات پر متمکن اور متولی ہوگیا۔ پھر فوجین آراستہ کرکے صعدہ پر فوجکشی کردی سلیمانیون نے اطاعت کی گردن جھکادی اسوقت اسکا امام وسردار احمد متوکل تھا جیسا کہ اخبار بنی رسی مین تحریر کیا گیا۔ باقی رہا جبل قطابہ وہ ایک بلند قلعہ ہے جو کہ صعدہ کے قریب واقع ہے۔

حران بلاد ہمدان کا ایک حصہ ہے۔ اور حران ان کے بطون مین سے ایک بطن ہے جن مین سے صلیحی تھا۔ اور قلعہ مسار وہی ہے جہان پر کہ صلیحی کا ظہور ہوا تھا اور وہ ملک حران مین شمار کیا جاتا ہے۔ بیہقی کہتا ہے کہ انکا بلاد جبال یمن کے شرقی جانب مین ہے اور یہہ لوگ شروع زمانہ اسلام مین متفرق اور منتشر ہوگئے سولے یمن کے اور کہین انکا کوئی قبیلہ اور فرقہ باقی نرہا یہ اعظم قبایل یمن سے تھے انہین

(۲) ۱۹۰۸ء اگست

لوگون کی پشت گرمی سے موطی کا دم خم تہا ان لوگون نے تقریباً کل جبلی قلعات پر قبضہ کرلیا تہا۔ اس مین ان لوگونکا بکیل اور حاشد کے علیحدہ علیحدہ ملک کے ٹکڑے ہین بکیل اور حاشد دونون بیٹے ہین جشم ابن جیوان وتوق بن ہمدان کے۔ ابن خرم نے کہا ہے کہ بکیل اور حاشد ہی سے قبائل ہمدان کے متفرق اور منتشر ہوئے تہے انتہے اور ہمدان سے نوزر یع پیدا ہوئے جو کہ سلطنت اور حکومت کے عدن اور جوہ مین مالک ہوئے اور انہین مین سے نو یام قبائل ہمدان سے ہین انتہے پہر ہمدان سے نوزر یع کی سات شاخین نکلین اور وہ سب اسوقت اپنے ملک مین حد درجہ کی شیعیت مین ہین اور ان لوگون مین سے اکثر زیدیہ مذہب رکہتے ہین۔

بلاد خولان کے نسبت بیہقی نے کہا ہے کہ یہ جبال یمن کے شرق مین بلاد ہمدان کے متصل واقع ہین اور یہ وہی قلعات جذوا اور تعکر وغیرہما ہین۔ یہ مع ہمدان کے یمن کے قبیلون مین سے سب سے بڑے تہے ان کے بہت سے بطون ہین جو کہ تمام بلاد اسلام مین ایک دوسرے سے علیحدہ ہو کر پہیل گئے اور ان مین سے کوئی شخص سوائے یمن کے اور کہین باقی نرہا۔

مخلاف بنی اصبح بوادی سحول اور ذو اصبح کو کہتے ہین مورخین اسکو اصبح کیجانب معرب کرتے ہین اسکا ذکر حمیر تابعہ کے انساب مین تحریر کیا گیا۔ اور مخلاف یحصب مخلاف بنی اصبح کے جوار مین واقع ہے

مخلاف بنی وائل کا شہر طویل مسافت پر واقع ہے۔ اسکا حکمران اسعد بن وائل تہا اور بنو وائل ایک بطن ذی الکلاع کا ہے اور ذوالکلاع کا تعلق سبا سے ہے انلوگون نے اس بلاد پر حسن بن سلامہ کے مرنے پر قبضہ کرلیا تہا تا آنکہ پہر ان لوگون نے شاہی حکومت کی اطاعت قبول کرلی۔ پہر اونہون نے مخلاف سہام پر شہر کد اور وادی دوال پر شہر معقل کی تعمیر کرائی سنہ ۴۰۲ھ مین اس نے وفات پائی۔

بلاد کندہ جبال یمن سے متصل حضرموت اور جبال الرمل کے واقع ہین اسمین انکے ملوک تھے انکا دار السلطنت دمون مین تہا امرء القیس نے اسکا تذکرہ اپنے شعر مین کیا ہے

بلاد مذحج مین عنس اور زبید اور مراد جو کہ مذحج سے ہین رہتے ہین اور عنس کا ایک گروہ افسر بقیہ مین وہان کے بادیہ نشینون اور خانہ بدوشون کے ساتھہ رہتا ہے اور حجاز مین زبید سے جو حرب پایین مکہ اور مدینہ کے رہتے ہین اور جو لوگ بنو زبید کے شام اور جزیرہ مین ہین وہ لوگ قبیلہ طے سے ہین ان لوگون سے ان کو نسبا کوئی تعلق نہین ہے۔

بلاد بنی ہند سروات اور تبالہ کے وسط مین واقع ہے اور سروات مابین تہامہ وجبال اور نجد یمن اور حجاز کے ہے۔ اور بنو ہند قضاعہ سے ہین اونہون نے یمن مین خثعم کے جوار مین سکونت اختیار کی تہی یہ لوگ مثل وحوش اور بہایم کے ہین عوام الناس ان کو کسرہ کے نام سے موسوم کرتے تھے۔ ان لوگون کا اکثر حصہ جبلہ اور خثعم کی امیزش سے پیدا ہوا ہے۔ انہین کے بلاد سے تبالہ بہی ہے جہان پر کہ ایک قوم نہیر وائل کی رہتی ہے وہان پر انکا بڑا رعب وداب ہے یہ وہی شہر ہے جسکا والی حجاج مقرر ہوا تہا پہر اس نے اسکی حکومت کو حقیر تصور کرکے چہوڑ دیا تہا۔

بلاد مضافہ یمن

اول اسکا یمامہ ہے۔ بیہقی نے کہا ہے کہ وہ ایک شہر ہے جو کہ کسی دوسرے شہر سے تعلق نہین رکہتا اور تحقیق یہ ہے کہ یمامہ سرزمین حجاز مین داخل ہے جیسا کہ نجران یمن کے مضافات سے ہے ابن حوقل نے ایسا ہی کہا ہے بلحاظ مملکت کے یمامہ نجران سے بیشت درجہ پر ہے اسکے سرزمین کو چونکہ مابین حجاز اور بحرین کے واقع ہے عروض کہتے ہین اس کے شرقی جانب بحرین ہے اور جانب مغرب اطراف یمن اور حجاز اور جنوب مین نجران اور شمال کیطرف نجد حجاز ہے۔ اسکے اطراف مین بیس منزلین ہین اور وہ مکہ سے چار میل کے فاصلہ پر واقع ہے۔ اسکا دار الحکومت حجر (بالفتح) تہا۔ پہلے

شہر یمامہ کو ملوک بنو حنیفہ کے مقر حکومت ہونے کا اعزاز حاصل تھا بعدازان بنو حنیفہ نے حجر کو یہ عزت دی۔ دونون مین ایک شبانہ روز کی مسافت کا فاصلہ ہے۔ یمامہ کے باہر بنو یربوع تمیمی اور بنی عجل کے قبائل آباد ہین۔ بکری نے کہا کہ اسکا نام جو ہے اور زرقاء کے نام سے یمامہ موسوم ہوا تبع اخر نے اس نام سے اسکو موسوم کیا تھا اور یہ معہ مکہ معظمہ کے اقلیم ثانی مین ہے اور بعد اون دونون کا خط استوا سے [illegible] منجملہ اسکے منزلون کے ایک منزل توضیح اور قرقرا ہے طبری نے لکھا ہے کہ مل عالج یمامہ مین داخل ہے اور شہر سرزمین وبار سے ہے۔ یمامہ اور طائف پر بنی مزان بن یقطر اور سکسک کا قبضہ تھا پہلے طسم اور جدیس نے ان کو ان شہرون مین مغلوب کر لیا تھا پھر بنو مزان انپر غالب و مستولی ہوئے اور یمامہ و طسم و جدیس کے مالک بن بیٹھے اور آخر ملوک بنی [illegible] پھر جدیس کو غلبہ و استیلا حاصل ہوا انہین مین سے یمامہ ہے جسکے نام شہر جو موسوم ہوا اونکے حالات معروف و مشہور ہین بعد اسکے یمامہ پر طسم و جدیس کے بعد بنو حنیفہ کو قبضہ حاصل ہوا انہین مین سے ہوذہ بن علی بادشاہ یمامہ تھا۔ کہا جاتا ہے کہ ہوذہ بن علی بادشاہ یمامہ عہد نبوت مین تھا گرفتار ہو کر آیا تھا اور دائرہ اسلام مین داخل ہوا تھا اور ردت (مرتد ہونے) کے زمانہ مین اسلام پر ثابت قدم رہا تھا۔ انہین مین سے سحیم تھا اسکے حالات و واقعات معروف و مشہور ہین ابن سعید نے روایت کی ہے مین نے عرب بحرین اور بعض تجار سے دریافت کیا تھا کہ ان دنون یمامہ کسکے قبضہ مین ہے اونہون جواب دیا عرب قیس عیلان کے قبضہ مین ہے بنو حنیفہ کا وہان پر کوئی شخص یادگار نہین ہے۔

بلاد حضرموت کے نسبت ابن حوقل نے لکھا ہے کہ یہ عدن کے شرق مین قریب

---

[1] اصل کتاب مین اس جگہ پر کچھ نہین لکھا ہے

[2] اصل کتاب مین جگہ خالی ہے

دریا کے واقع ہے - اسکا شہر چھوٹا ہے مگر اسکا صوبہ وسیع وعریض ہے - اسکے اور عمان کے
درمیان مین دوسرے جانب سے بہت بڑا ریگستان ہے جو احقاف کے نام سے
معروف ہے یہ قوم ہود کے رہنے کا مقام تھا - یہان پر ہود علیہ السلام کی قبر ہے - اسکے
وسط مین کوہ یشام ہے اور یہ ملک اقلیم اول مین ہے - بُعد اسکا خط استوا سے بارہ
درجہ پر ہے - اسکا شمار ملک یمن مین ہے ملک مین سرسبزی وشادابی نخلستان اور
اشجار اور کھیتیان ہین - اکثر اہالیان حضرموت علی وفاطمہ کے احکام کے پابند ہین
اور بعض لوگ علی سے بوجہ حکم مقرر کرنے کے بغض رکھتے ہین اسوقت وہان کے
بڑے شہرون مین سے قلعہ یشام ہے جہان پر کہ بادشاہ کے سپاہ سواران کا قیام رہتا
ہے قوم عاد کے قبضہ مین علاوہ اس ملک کے شحر اور عمان بھی تھا - پھر اُن پر بنو یعرب
بن قحطان غالب ومستولی ہوگئے - کہا جاتا ہے کہ جس نے عاد کو جزیرۃ العرب کا پتہ بتایا
تھا وہ رقیم بن ارم تھا یہ شخص بنو ہود کے ساتھہ یہان آیا تھا پھر لوٹ کر عاد کے پاس گیا اور
اسکو اس کی رہنمائی کی اور اسکے جوار مین جانے کی ترغیب دی - پس جب عاد اس
ملک مین داخل ہوا تو جو لوگ یہان پر تھے ان پر مستولی اور غالب ہوگیا - پھر ان پر بعد
اسکے بنو یعرب بن قحطان غالب ومستولی ہوگئے اور کل بلاد کے حاکم بن بیٹھے - اسکا
بیٹا حضرموت ان بلاد پر حکمرانی کرنے لگا چنانچہ شحر ممالک جزیرہ عرب کا اسی کے نام سے
مشتہر حجاز اور یمن کے موسوم ہوا - پہلے یہ حضرموت اور عمان کا قلعہ تھا اور شحر
جسکو کہتے ہین وہ اسکا ایک قصبہ تھا جسمین نہ تو کاشتکاری ہوتی تھی اور نہ کوئی نخلستان
تھا - یہان کے رہنے والون کا مال ومتاع اونٹ اور بکریون مین منحصر تھا - عام خوراک
ان کی گوشت اور دودھ تھی اور چھوٹی مچھلیان بھی ان کی خوراک مین داخل تھین - مویشیونکا
چرانا اور انکے دودھ اور اون سے اپنی گذراوقات کرنا انکا کام تھا - اور ان بلاد کو بلاد
مہرہ بھی کہا کرتے ہین یہان پر ابل مہریہ (اونٹ مہریہ) پیدا ہوتے ہین - اور کبھی شحر کو عمان

کے مضافات سے شمار کرتے ہین حالانکہ وہ حضرموت سے متصل وملاصق ہے
کہا گیا ہے کہ یہ اسکے متعلقات سے ہے ان شہرون مین لوبان بکثرت پیدا ہوتا ہے
اور اسکے ساحل مین عنبر شحری۔ اور یہ شرق کیجانب سے اس سے متصل ہے اور اس کے
غرب مین ساحل بحر ہند ہے جسپر عدن واقع ہے۔ اور اسکے شرقی جانب بلاد عمان اور
جنوب مین بحر ہند مستطیلاً چلا گیا ہے اور شمال مین حضرموت ہے گویا یہ اسکا ساحل ہے
یہ دونون ایک ہی بادشاہ کے قبضہ مین رہا کرتے ہین۔ اور وہ اقلیم اول مین ہے۔
حضرموت سے حرارت یہان زیادہ ہے زمانہ قدیم مین عاد کی حکومت یہان تھی بعد عاد
کے مہرہ نے جو کہ حضرموت یا قضاعہ سے تھے سکونت اختیار کی وہ لوگ مثل وحوش اور بہایم کے
اس ریگستان مین رہتے ہین مذہباً خارجی ہین اباضیہ کے عقاید کے پابند ہین۔

سب کے پہلے قحطانیہ مین سے جس نے شحر مین سکونت اختیار کی وہ مالک بن حمیر
تھا جو اپنے بھائی سے باغی ہوگیا تھا۔ مالک بن حمیر قصہ عملان کا حکمران تھا اپنے بھائی سے
مدتون لڑتا رہا بالآخر مالک مرگیا اسکے بعد اسکا بیٹا قضاعہ بن مالک حکمران ہوا۔ سکسک اس سے
ہمیشہ معرکہ آرا ہوتے رہے تا آنکہ اونہون نے اسکو دبالیا قضاعہ نے مجبوراً بلاد مہرہ
کی حکومت پر اکتفا کیا اسکے بعد اسکا بیٹا اطاب پھر مالک بن الحاف یکے بعد دیگرے حکمران
ہوئے یہ بلاد مہرہ سے عمان چلا آیا یہان پر ان کی بہت بڑی حکومت تھی۔ بیہقی نے کہا ہے
کہ مہرہ بن حیدان بن الحاف بلاد قضاعہ کا مالک ہوا تھا اس سے اور اسکے چچا مالک بن الحاف
والی عمان سے لڑائیان ہوئین بالآخر یہ اونپر غالب آیا اسوقت ان کے بلاد کے سوا اور
کسی مقام پر انکا نام لیوا باقی نہین رہا۔

بلاد شحر مین شہر مرباط اور صفان مشہور شہرون مین سے ہین صفان ملوک تبابعہ کا دارالحکومت
تھا اور مرباط ساحل شحر پر واقع ہے۔ مگر یہ دونون شہر ویران وخراب ہوگئے احمد بن محمد
بن محمود حمیری ملقب بہ ناخودہ بہت بڑا تاجر اور بیحد مالدار شخص تھا اسباب تجارت

لیکر والی مریاط کے پاس جایا کرتا تھا رفتہ رفتہ ترقی کرکے عہدہ وزارت تک پہونچگیا پھر
جب یہ مرگیا تو احمد ناخودہ اسکے مال ومتاع کا مالک ہوا اس نے اس شہر کو ویران
کردیا اور بعد اسکے ۶۱۹ھ مین ضفان کو اوجاڑ ڈالا اور ساحل پر ایک شہر ضفاد (بضم ضاد)
آباد کیا اور اسکو اپنے نام کی مناسبت سے احمدیہ کے نام سے موسوم کیا اور قدیم
شہر کو ویران وخراب کردیا کیونکہ وہ اسکی طبیعت کے موافق نہ تھا

نجران کے نسبت صاحب کمایم نے تحریر کیا ہے کہ یہ ایک خطہ سرزمین یمن سے جدا اور علیحدہ ہے مگر
اور لوگون کا بیان یہ ہے کہ یہ خطہ سرزمین یمن مین داخل ہے۔ بیہقی نے لکھا ہے کہ اس کی
مسافت بیس منزل کی ہے شرق وشمال مین صنعا ہے اور دو طرف سے اسکو
حجاز گھیرے ہوئے ہے۔ اسمین دو شہر آباد ہین ایک نجران دوسرا جرش۔ یہ دونون
شہر ایک دوسرے سے ملے ہوئے ہین دونون شہر کے باشندے عاوۃ اور رواجاً
باہم مشابہ ہین یہانکے رہنے والے جنگلیون کیطرح ہین اسی مین نجران کا کعبہ تھا جو کعبہ یمن کی
ہیت پر تعمیر کیا گیا تھا۔ ایک گروہ عرب کا اسکے حج کرنے کو آتا تھا اور قربانیان کرتا تھا
اسکو وہ لوگ دیر کے نام سے موسوم کرتے تھے۔ اسی مین قس بن ساعدہ عبادت
کیا کرتا تھا اسی ملک مین جرہم عرب قحطانیہ کا ایک گروہ آکر مقیم ہوا تھا پھر ابن حمیر غالب
ومستولی ہوگیا اور یہ سب تبابعہ کے گورنر اور ماتحت حکمران ہوگئے انکا ہر بادشاہ
افعی کے لقب سے ملقب ہوتا تھا انہین سے افعی نجران تھا اسکا نام فلمس بن
عمرو بن ہمدان بن مالک بن شہاب بن زید بن وائل بن حمیر تھا۔ یہ شخص کاہن تھا
یہ وہی شخص ہے جو اولاد نزار کا جبکہ وہ اسکے پاس لڑنے جھگڑنے آئے تھے حکم ہوا
تھا۔ یہ ملکہ بلقیس کیطرف سے نجران کا والی تھا ملکہ بلقیس نے اسکو سلیمان علیہ السلام کی
خدمت مین بھیجا تھا چنانچہ یہ ایمان لایا اور اس نے اپنی قوم مین یہودیت کو پھیلایا اسنے
بہت بڑی عمر پائی۔ بیان کیا جاتا ہے کہ بحرین اور مسلل دونون اسکے قبضہ مین تھے

بیہقی نے کہا ہے کہ پھر نجران مین بنو مذحج نے قیام اختیار کیا اور اپر مستولی و غالب ہوگئے انہین مین سے حرث بنو کعب ہین اور مورخین کا یہ بیان ہی کہ بسوقت یمامہ سیل عرم سے ویران اور خراب ہوگیا تو یہان کے رہنے والے نجران کیجانب چلے گئے مذحج سے اور ان سے لڑائیان ہوئین جسکے وجہ سے وہ لوگ متفرق و منتشر ہوگئے - ابن حزم نے لکھا ہے کہ حرث بن کعب بن عبداللہ بن مالک بن نصر بن ازد نے بصلح و آشتی مذحج کے جوار مین سکونت اختیار کی تھی بعد چندے ان لوگون نے مذحج کو دبالیا اور اس ملک کی عنان حکومت ان کے قبضہ مین چلی گئی - نجران مین نصرانیت قیمون کے ذریعہ سے داخل ہوئی تھی - اسکے حالات کتب سیر مین مذکور اور معروف ہین رفتہ رفتہ ریاست و حکومت بنی حرث کی بنی ریان تک پہنچگئی پھر بنی عبدالمدان حکومت و سلطنت کے مالک بن بیٹھے - انہین مین سے یزید زمانہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم مین تھا - خالد بن ولید کے ہاتھہ پر ایمان لایا تھا اور اپنی قوم کے ساتھہ بطور وفد رسالت مآب کی خدمت مین حاضر ہوا تھا - اسکو ابن عبدالمومن نے نہین ذکر کیا یہ اسکا استدراک ہے اسکے بھائی کا بیٹا زیاد بن عبدالرحمن بن عبدالمدان سفاح کا مامون نجران اور یمامہ کا گورنر تھا اس نے دو بیٹے محمد اور یحیے چھوڑے تھے - اتنے مین چوتھی صدی شروع ہوگئی اور عنان حکومت بنی ابوالجود بن عبدالمدان کے قبضہ اقتدار مین ہے اور وہی یہان کے حکمران ہین - ان مین اور فاطمین مین لڑائیان ہوئین تھین - کبھی یہ اُن کو مغلوب کردیا کرتے تھے - سب سے پچھلا حکمران انکا عبدالقیس تھا جسکے ہاتھہ سے علی بن مہدی نے نجران کو حاصل کیا ہے - عمارہ نے اس کا ذکر کیا ہے اور اسکی تعریف کی ہے - واللہ سبحانہ وتعالی اعلم بالصواب -

اخبار دولت بنو حمدان حکمرانان موصل وجزیرہ وشام مستبدین خلافت عباسیہ

بنو تغلب بن وائل قبیلہ ربیعہ بن نزار کا ایک بہت بڑا بطن تھا۔ بلحاظ کثرت وعدہ کے ان کو اورون پر فوقیت تھی۔ جزیرہ دیار ربیعہ مین انکا وطن تھا۔ زمانہ جاہلیت مین یہ مذہب نصرانیت کے پابند تھے قیصر کے ساتھ ان کے تعلقات تھے۔ غسان اور ہرقل کے ساتھ ہو کر مسلمانون سے زمانہ فتوحات مین لڑے تھے پھر ہرقل کے ساتھ بلاد روم کی طرف کوچ کر کے چلے گئے تھے بعد چندے اپنے بلاد کیطرف پھر واپس آئے تھے عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے اون پر جزیہ قایم ومقرر کیا تھا ان لوگون نے گذارش کی تھی "اے امیر المومنین ہم لوگون کو جزیہ کے نام سے عرب مین ذلیل نہ فرمائے بلکہ اسکو دوچند کر کے صدقہ کے نام سے موسوم فرما دیجئے" چنانچہ آپ نے یہ درخواست منظور فرمائی۔ ان دلون انکا سپہ سالار حنظلہ بن قیس بن ہریر بنو مالک بن بکر بن حبیب بن عمر بن غنم بن تغلب سے تھا۔ انکے گروہ سے عمرو بن ہطام والی سندھ زمانہ حکومت بنی امیہ مین تھا۔ پھر ان مین سے بعد اسکے زمانہ اسلام مین تین خاندان سربرآوردہ ہوئے۔ آل عمر بن الخطاب عدوی، آل ہارون مغمر، آل حمدان بن حمدون بن حارث بن لقمان بن اسد۔ ابن حزم نے کتاب الجمہرہ مین ان تینون خاندانون کو بطون بنو تغلب مین نہین ذکر کیا۔ اسی کتاب کے اسی مقام کے حاشیہ پر مین نے ان تینون خاندانکو لکھا ہوا پایا ہے قرینہ سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ مضمون کتاب مین الحاق کیا گیا ہے۔ اسنے بنی حمدان کے ذکر مین لکھا ہے اور کہا گیا ہے کہ یہ لوگ بنو اسد کے موالی (خدام) مین تھے پھر آخر حاشیہ مین لکھا ہے کہ یہ خط مصنف یعنی ابن حزم لکھا ہے۔ اور پھر جب جزیرہ مین مذہب خارجیت زمانہ حکومت مروان بن حکم مین پھیلا تو ان کی جماعت تتر بتر ہو گئی

اگست ۱۹۰۸ء (۳)

اور اس دعوت کا نام و نشان محو کر دیا گیا - بعد ازان تھوڑے دنون بعد جزیرہ مین پھر
اس دعوت کا اثر ظاہر ہوا چنانچہ زمانہ فتنہ مین بعد قتل خلیفہ متوکل مساور بن عبد اللہ
بن مساور بجلی نے سرات سے خروج کیا اور اکثر صوبجات موصل پر قبضہ کر لیا اور حدیثہ کو
اپنا دار ہجرت بنایا اندنون موصل کی حکومت پر عقبہ بن محمد بن جعفر بن اشعث خزاعی تھا
یہ وہی شخص ہے جسکے داد محمد کو خلیفہ منصور نے افریقیہ کی گورنری عنایت کی تھی - اسکے
خلاف مساور نے خروج کیا تھا بعد اسکے موصل پر ایوب بن احمد بن عمر بن الخطاب
تغلبی ۲۵۴ھ مین مامور کیا گیا اس نے اپنے جانب سے اپنے بیٹے حسن کو بطور اپنے نائب
کے اس صوبہ پر مقرر کیا پس اس نے اپنی قومی فوج کو مرتب کر کے مساور پر چڑھائی
کر دی انہین مین حمدون بن حرث بھی تھا ان لوگون نے کمال مردانگی سے خوارج کو
ہزیمت دی اور ان کی جمعیت کو منتشر کر دیا - بعدہ عہد خلافت مہتدی مین عبد اللہ بن
سلیمان بن عمران ازدی کو اس صوبہ کی سند حکومت عطا ہوئی - خوارج نے اس کو
بھی نچاد کھایا اور مساور نے موصل پر قبضہ کر کے حدیثہ کی جانب مراجعت کی پھر اہل موصل
نے عہد حکومت معتمد ۲۵۹ھ مین بغاوت کی اور اپنے گورنر ابن اساتکین ہشیم بن عبد اللہ
بن معتمد عدوی تغلبی کو نکال دیا تب معتمد نے بجاے اسکے اسحاق بن ایوب کو آل خطاب سے
مقرر کیا حمدان بن حمدون اسکے رکاب مین تھا مدتون یہ اسکا محاصرہ کئے رہا اسکے بعد
اسحاق بن کنداجق کا جھگڑا پیش آگیا اور خلیفہ معتمد سے یہ باغی ہو گیا - اسکی مدافعت کی
غرض سے علی بن داود والی موصل اور حمدان بن حمدون اور اسحاق بن ایوب مجتمع ہوئے
مگر اسحاق بن کنداجق نے ان سبھون کو شکست دے دی سب کے سب متفرق ہو کر
بھاگ کھڑے ہوئے اسحاق بن ایوب کا نصیبین تک اور پھر نصیبین سے آمد تک تعاقب
کرتا چلا گیا - اسحاق نے آمد مین پہونچکے عیسی بن شیخ شیبانی سے امن کی درخواست کی
پھر موسے بن زرارہ والی ارزن کو امداد کا پیام دیا موسے نے ان دونون کی امداد

سے انکار کیا۔ ان واقعات کے بعد خلیفہ معتمد نے ابن کنداجق کو موصل کی حکومت پر
۲۶۷ھ مین متعین فرمایا پس اس نے جنگ کرنے کی غرض سے اسحاق بن ایوب بن عیسے
بن شیخ ابوالعز بن زرارہ اور حمدان بن حمدون ربیعہ اور تغلب کو اکٹھا کر کے حملہ کیا
ابن کنداجق نے ان سبھون کو شکست دے دی سب کے سب نے بھاگ کر آمد مین
عیسے ابن شیخ کے پاس جاکر پناہ لی ابن کنداجق نے آمد مین پہونچکر محاصرہ ڈالدیا مدتون باہم
لڑائیان ہوتی رہین۔ انہین واقعات کے اثنا مین جبکہ شاہی لشکر سے لڑائی چھڑی ہوئی
تھی مساور خارجی ۲۶۳ھ مین مرگیا۔ اسکے مرنے پر خوارج نے متفق ہوکر ہارون بن عبداللہ
بجلی کو اپنا امیر بنایا اس نے خوارج کی عنان حکومت اپنے ہاتھ مین لیتے ہی موصل پر
قبضہ کرلیا اسکے متبعین کی جماعت بڑھگئی پھر اسی کے ہمراہیون مین سے محمد بن خرد ان
نامی ایک شخص نے اسپر خروج کیا اور موصل مین سب کو نیچا دیکھایا حمدان بن حمدون یہ
خبر پاکر اسکے پاس امداد حاصل کرنے کی غرض سے گیا اس نے اسکی درخواست کو بموجب
کا درجہ عنایت کیا اور اسکے ہمراہ جنگ کرنے کو روانہ ہوا چنانچہ حمدان کو پھر موصل پر قبضہ
دلایا۔ پھر محمد حدیثہ چلاگیا اور اسکے ہمراہی اس سے علیحدہ ہوکر ہارون کے پاس چلے گئے
تب ہارون نے محمد کیجانب کوچ کیا۔ اور اسپر حملہ کرکے اسکو مار ڈالا۔ محمد کے مارے جانے بعد اکراد
جلالیہ اور اسکے ہمراہیون کو جی کھولکر پامالی کل گانون اور قصبات پر قبضہ کرلیا۔ اسکے عمال
لوگون سے زکواۃ اور عشر وصول کرتے تھے بعد اسکے بوشیبان نے ۲۷۲ھ مین
فوجین آراستہ کرکے ہارون پر فوجکشی کی ہارون نے حمدان بن حمدون سے امداد
کی درخواست کی مگر اسکے آنے سے پیشتر میدان جنگ سے شکست کھاکر بھاگ گیا
انہین واقعات کے تمام ہوتے ہوتے اسحاق بن کنداجق اور یوسف بن ابی الساج
کے جھگڑے پیش آگئے یوسف بن ابی الساج نے ابن طولون کے شاہی اقتدار
کو تسلیم کرلیا اور جزیرہ و موصل پر قابض ہوگیا پھر جب یہ یہان سے واپس ہوا تو اسحاق بن کنداجق

نے ان صوبون پر قبضہ کرلیا اور اپنی جانب سے ہارون بن سیما کو ۲۷۹ھ مین اسکی
سند حکومت عطا کی ان صوبون کے رہنے والون نے اس جدید گورنر کو نکال دیا
جدید گورنر نے بنو شیبان سے کمک طلب کی چنانچہ بنو شیبان اسکے ساتھ ساتھہ
کمک کی غرض سے موصل کی جانب آئے اہل جزیرہ و موصل نے یہ خبر پاکر خوارج
اور بنو تغلب کو اپنا یار و مددگار بنالیا پس یہ لوگ بھی معہ ہارون انساری اور حمدان کے
لڑنے کو نکل کھڑے ہوئے دونون فریق نے ایک میدان مین معرکہ آرائی کی - کامیابی کا
سہرہ بنو شیبان کے سر پر باندہا گیا فریق ثانی کو ہزیمت ہوئی - اہل موصل نے ہارون
بن سیما کے خوف سے دار الخلافت بغداد مین دوسرے گورنر کی تقرری کی درخواست
کی - اسپر خلیفہ معتمد نے علی بن داود ازدی کو موصل کی سند حکومت عطا فرمائی - اور
پھر جب خلیفہ معتضد جزیرہ کے اصلاح و انتظام اور بنو شیبان کی اطاعت قبول کرلینے پر ان کے
رہائی دینے کو کوچ کیا تہا تو اسکو حمدان بن حمدون اور ہارون انساری کی محبت و مولاۃ کی خبر لگی
اور نیز اون واقعات سے وہ مطلع ہوا جو کہ بنو شیبان سے سرزد ہوئے تہے
تب اوس نے حمدان پر حملہ کردیا اور اوس کو ہزیمت دے دی حمدان شکست کہاکے
ماردین چلا گیا اور وہین اپنے بیٹے حسین کو چھوڑ کر بہاگ گیا - اتفاق سے وصیف
اور نصر قسوری کا دیزر غفران کی طرف گذر ہوا جہان پر کہ حسین بن حمدان ٹہیرا ہوا تہا
ان لوگون سے اس نے امن طلب کی ان لوگون نے اسکو امن دی اور خلیفہ
معتضد کی خدمت مین بہیجدیا خلیفہ معتضد نے قلعہ کے منہدم کرڈالنے کا حکم صادر
فرمایا بعد اسکے وصیف اور حمدان سے مڈبہیڑ ہوئی حمدان نے وصیف کو شکست
دے کے غربی ساحل کیطرف دریا کو عبور کیا اور پہر مسلح ہوکر شاہی فوج کی جانب
بڑہا قبل اس واقعہ کے اسحاق بن ایوب تغلبی نے علم حکومتکی اطاعت قبول کرلی تہی
اور شاہی موکب کے ہمراہ موجود تہا - حمدان کو کسی ذریعہ سے اسکی خبر لگ گئی اسحاق

کے خیمہ مین پہونچکے اسکے قدمون پر اپنے کو ڈالدیا اسحاق نے اسکو خلیفہ معتضد کے دربار مین لیجا کے پیش کردیا خلیفہ معتضد نے اسکو قید کردیا بعدہ نصر قسوری ہارون کے تعاقب مین روانہ ہوا خوارج کو ہزیمت دی ہارون بھاگ کر آذربیجان پہونچا اور جنگل و بیابان مین گھس گیا باقی ماندگان نے معتضد سے امن کی درخواست کی اور علم حکومت کے مطیع ہوگئے۔ اسکے بعد سنہ ۲۸۳ھ مین خلیفہ معتضد نے ہارون کی جستجو اور گرفتاری کے لئے کوچ کیا اور وصیف کو معہ حسین بن حمدان بن بکر بن کو اپنے فوج ظفر موج کے مقدمہ پر مامور کرکے بڑھنے کا حکم دیا اور اس سے یہہ اقرار کرلیا کہ ہارون کو دربار خلافت مین لاکے حاضر کردو گے تو مین تمہارے باپ حمدان کو قید سے رہا کردونگا۔ پس انہون نے ہارون کا تعاقب کیا اور کمال محنت و جانفشانی سے اسکو گرفتار کرکے دربار خلافت مین لاکے حاضر کردیا۔ خلیفہ معتضد نے اسکو اور اسکے بھائیون کو خلعتین دین۔ زرین طوق عنایت فرمائے اور حمدان کو حسب اقرار قید سے رہا فرمادیا اسکے بعد اسحاق بن ایوب عدوی جو کہ دیار ربیعہ کا والی تہا مرگیا خلیفہ معتضد نے بجاے اسکے عبداللہ بن ہیثم بن عبداللہ بن معتمد کو متعین فرمایا۔

ابتدا دولت وحکومت ابوالہیجا | جسوقت خلیفہ مکتفی سریر خلافت پر متمکن ہوا اسوقت ابوالہیجا

عبداللہ بن حمدان بر موصل | عبداللہ بن حمدان کو موصل اور اسکے مضافات کی سند حکومت عطا کی۔ چونکہ اکراد ہزبانیہ نے اطراف موصل مین غارتگری کا بازار گرم کررکھا تہا ان دنون ان کی سرداری محمد بن سلال نامی ایک شخص کررہا تہا پس ابوالہیجا عبداللہ نے ان سے معرکہ آرائی کی اور ساحل شرقی کو عبور کرکے اُن پر حملہ آور ہوا مقام خازرین بہت بڑی لڑائی ہوئی اسکا خادم سیما انہین معرکون مین مارا گیا۔ لوٹ کر موصل آیا پھر خلیفہ مکتفی نے اسکی کمک پر فوجین بھیجین چنانچہ سنہ ۲۹۴ھ مین باغیان علم خلافت عباسیہ کے تعاقب مین دوبارہ روانہ ہوا۔ مقام آذربیجان مین معرکہ آرائی کی نوبت آئی۔ سخت اور خونریز

جنگ کے بعد محمد بن سلال میدان جنگ سے اپنے اہل وعیال کے پاس بھاگ کھڑا ہوا
ابوالہیجا عبداللہ نے محمد بن سلال اور اسکے ہمراہیون کا خون مباح کردیا محمد بن سلال نے
یہ خبر سنکر امن کی درخواست کی ابوالہیجا نے اسکو امن دی اور اسکو اپنے
ہمراہ لیے ہوئے موصل آیا۔ موصل مین پہونچنے پر کل اکراد حمیدیہ امن خواستگار
ہوگئے اور علم حکومت کی اطاعت قبول کرلی۔ اس واقعہ نے مخالفین کے قلوب
ہلا دیئے اور ابوالہیجا عبداللہ کی حکومت مین استقلال واستحکام کی کیفیت پیدا
کردی ان واقعات کے بعد ۲۹۶ھ مین خلیفہ کے معزول کرنے کا واقعہ دربار خلافت
مین پیش آیا وزیر سلطنت عباس بن حسن مارا گیا خلیفہ مقتدر معزول کیا گیا اور عبداللہ بن
معتز کی خلافت کی چند دنون کے لئے بیعت لی گئی پھر خلیفہ مقتدر سریر خلافت پر دوبارہ
متمکن کیا گیا جیساکہ یہ سب واقعات حالات دولت عباسیہ مین بیان کئے گئے۔ اس
زمانہ مین حسین بن حمدان دیار ربیعہ پر مامور تھا اور منجملہ اُن لوگون کے تھا جو اس فتنہ وفساد
کے بانی مبانی ہوئے تھے اور قاتلین وزیر کے ساتھ اسکے قتل مین شریک ہوا تھا
ہنگامہ فرو ہونے پر خلیفہ مقتدر نے حسین بن حمدان کی جستجو کرائی حسین بن حمدان
یہ خبر سنکر بھاگ گیا خلیفہ مقتدر نے اس کی گرفتاری پر قاسم بن سیما کو سپہ لارن
کی ایک جماعت کے ساتھ متعین کیا مگر یہ لوگ حسین کو گرفتار نکرسکے تب خلیفہ مقتدر نے
ابوالہیجا عبداللہ گورنر موصل کو اسکی گرفتاری کو لکھا پس ابوالہیجا قاسم کے ساتھ حسین
کی گرفتاری کو روانہ ہوا تکریت کے قریب حسین سے مڈبھیڑ ہوگئی۔ حسین شکست کھا
کے بھاگا اور خلافت مآب سے امن کا خواستگار ہوا خلافت مآب نے اسکو
امن دی اور خوشنودی مزاج کی خلعت عطا فرما کے صوبجات قم وقاشان
کی حکومت عنایت کی بعد چندے پھر اوسکو دیار ربیعہ کی حکومت پر بھیجدیا۔

ابوالہیجا اور حسن کی بغاوت

۲۹۹ھ مین ابوالہیجا عبداللہ نے موصل مین علم بغاوت

بلند کیا جسکا سلسلہ ۳۰۲ھ تک جاری وقایم رہا۔ اسوقت حسین بن حمدان دیار ربیعہ مین تھا جیسا کہ ہم اوپر بیان کرآئے ہین۔ وزیر السلطنت عیسیٰ ابن عیسےٰ نے حسین سے خراج کا مطالبہ کیا۔ حسین نے انکاری جواب دیا اسپر وزیر السلطنت نے حکم صادر کیا کہ اپنے کل بلاد مقبوضہ کو شاہی عُمّال کے حوالہ کردو۔ حسین اس سے مطلع ہو کر باغی ہوگیا۔ وزیر السلطنت نے اسکی سرکوبی کی غرض سے فوجین روانہ کین حسین نے ان کو ہزیمت دی تب وزیر السلطنت نے موسےٰ عجلی کو لکھ بھیجا کہ عساکر علویہ کے جنگ سے فارغ ہوکر حسین سے معرکہ آرا ہو۔ مونس عجلی اسوقت مصر مین علویہ فوجون سے لڑ رہا تھا چنانچہ مونس ۳۰۳ھ مین حسین سے جنگ کرنے کو روانہ ہوا حسین یہ خبر پاکر معہ اپنے اہل وعیال کے رحبہ کیجانب بھاگ گیا اور اپنے مقبوضہ بلاد کو یون ہی چھوڑ گیا۔ مونس نے اسکے تعاقب مین فوجین روانہ کین پس اس لشکر نے حسین کو جاکر گھیر لیا بہت بڑی لڑائی ہوئی آخرکار حسین کو ہزیمت ہوئی وہ اور اسکا بیٹا اور اسکے کل اہل وعیال اور ہمراہی گرفتار کرلئے گئے مونس معہ ان لوگون کے بغداد واپس آیا خلیفہ مقتدر نے اسکو جیل مین ڈالدیا۔ اسی تاریخ مین خلافت مآب نے ابوالہیجا عبداللہ اور کل بنو حمدان کو گرفتار کرکے جیل مین بھیجدیا تھا بعد اسکے ۳۰۵ھ مین خلافت مآب نے ابوالہیجا کو رہا کردیا اور ۳۰۶ھ مین حسین کو بارحیات سے سبکدوش کردیا ۳۰۷ھ مین ابراہیم بن حمدان کو دیار ربیعہ کی حکومت عنایت کی اور بجائے اسکے داود بن حمدان کو مامور کیا

ابوالہیجا کی دوبارہ گورنری اور قتل

پھر ۳۱۴ھ مین خلیفہ معتضد نے ابوالہیجا عبداللہ بن حمدان کو دوبارہ گورنری موصل سے سرفراز فرمایا۔ پس ابوالہیجا نے اپنی جانب سے اپنے بیٹے ناصرالدولہ حسن کو حکومت موصل پر روانہ کیا اور خود بغداد مین ٹھیرا رہا بعد اسکے ابوالہیجا کو یہ خبر لگی کہ عرب اور اکراد اطراف موصل اور نیز صوبہ خراسان کے

گرد و نواح مین ہنگامہ فساد برپا کئے ہوئے ہین - اسپر ابوالہیجا نے اپنے بیٹے ناصر الدولہ کو ان لوگون کی سرکوبی کو لکھ بھیجا چنانچہ ناصر الدولہ نے عرب پر جزیرہ مین فوجکشی کی اور خوب خوب ان کو گوشمالی دی پھر معہ اپنی فوج ظفر موج کے تکریت کی جانب آیا اور فوجون کو از سر نو آراستہ کر کے شہرزور کی طرف روانہ ہوا اکراد جلالیہ پر متعدد حملے کئے تا آنکہ ان سرکشون نے گردن اطاعت جھکا دی -

ان واقعات کے بعد ۳۱۷ھ مین خلیفہ مقتدر اپنے بھائی قاہر کے وجہ سے معزول کیا گیا مگر دو سے کر دن دوبارہ سریر خلافت پر متمکن ہوگیا - قاہر کا اسکے قصر مین محاصرہ کر لیا گیا - قاہر نے ابوالہیجا سے پناہ طلب کی - ان دنون ابوالہیجا قاہری کے پاس تھا اور ایک مدت دراز تک قاہر کی جانبری کی فکر مین وہین ٹھیرا رہا لیکن کامیاب نہوا اور عوام الناس قاہر سے بگڑ گئے - ابوالہیجا محلسرائے قاہر سے لگانے بجھانے والون کے جستجو کرنے کو نکلا - ایک گروہ نے اسکا تعاقب کیا اور مناسب مقام پر پہونچکے حملہ کر کے مار ڈالا یہ واقعہ نصف محرم سنہ مذکور کا ہے - خلیفہ مقتدر نے اپنے خادم نحریر کو موصل کی حکومت پر مامور کیا -

سعید و نصیر پسران حمدان کی گورنری

۳۲۳ھ مین ابوالعلاء سعید بن حمدان نے موصل، دیار ربیعہ اور کل اُن بلاد کی جو ناصر الدولہ کے قبضہ مین تھے گورنری کی درخواست کی چنانچہ خلیفہ راضی نے اسکو سند حکومت عطا فرمائی - پس ابوالعلاء نے سامان سفر درست کر کے موصل کیجانب کوچ کیا - ناصر الدولہ یہ خبر پاکر اس سے ملنے کو نکلا - ابوالعلاء دوسری راہ سے ناصر الدولہ کے مکان پر جا کر بیٹھ گیا اور قابض ہوگیا - ناصر الدولہ نے یہ سنکر اپنے غلامون مین سے چند لوگون کو ابوالعلاء کے قتل کرنے کو بھیجدیا چنانچہ ان لوگون نے ابوالعلاء کو قتل کر ڈالا - خلیفہ راضی کو اس سے بیحد ناراضی پیدا ہوئی اپنے وزیر السلطنت ابن مقلہ کو موصل کی طرف روانہ ہونے کا اشارہ کیا پس وزیر السلطنت

سامان جنگ اور سفر درست کر کے موصل کا راستہ لیا ناصر الدولہ نے اس سے مطلع ہوکر موصل کو چھوڑ دیا وزیر السلطنت نے ناصر الدولہ کا کوہ سن تک تعاقب کرتا چلا گیا مگر کامیاب نہوا واپس آیا اور موصل مین قیام کر دیا - ابن حمدون کے بعض ہوا خواہون نے وزیر السلطنت کے بیٹے کو دس ہزار دینار دیکر ملا لیا - ابن نے ان لوگون کے کہنے سے اپنے باپ کو ایسے چند امور لکھہ بھیجے کہ جس سے وزیر السلطنت گھبرا گیا اور موصل پر اراکین دولت مین سے جسپر اسکو بھروسہ و اطمینان تہا اس کو مامور کر کے نصف شوال سنہ مذکور مین بغداد کیجانب مراجعت کی - جون ہی وزیر السلطنت نے بغداد کا رخ کیا ناصر الدولہ موصل مین پھر واپس آیا اور اسپر قابض ہوگیا - بعد قبضہ موصل خلیفہ راضی کی خدمت مین عفو تقصیر کی درخواست بہیجی اور ادائے خراج کی ضمانت دی خلافت مآب نے اس کی درخواست منظور فرمالی اور وہ اپنے مقبوضہ ملک مین بدستور حکمران بنا رہا

روانگی راضی جانب موصل

سنہ ۳۲۲ھ مین ناصر الدولہ نے دار الخلافت بغداد مین خراج موصل نہ بہیجنے مین تاخیر کی خلیفہ راضی کو اس سے ناراضی ہوئی - فوجین آراستہ کر کے معہ اپنے مدبر امور سیاست تحکم کے موصل کیجانب روانہ ہوا - آگے بڑھ کر خود موصل کیجانب چلا اور تحکم کو تکریت کی طرف بڑہنے کا اشارہ کیا - ناصر الدولہ یہ خبر پاکر مقابلہ پر آیا لیکن پہلے ہی حملہ مین شکست کہا کے معہ اپنے ہمراہیون کے نصیبین کیطرف بہاگ کہڑا ہوا - تحکم نے اسکا تعاقب کیا اور اسکو گرفتار کر لیا - اسکی گرفتاری کے بعد تحکم نے خلیفہ راضی کی خدمت مین نامہ بشارت فتح روانہ کیا - خلیفہ راضی کشتی پر سوار ہوکر موصل کیجانب چلا - ابن رائق جو کہ زمانہ غلبہ ابن بریدی سے بغداد مین روپوش تہا اس زمانہ غیر موجودگی کو غنیمت تصور کر کے زاویہ اختفار سے نکل آیا اور بغداد پر مستولی ہوگیا - جاسوسون نے راضی تک اس خبر کو پہونچا دیا - پس راضی بجائے موصل جانے کے دریا سے خشکی پر اتر پڑا اور بغداد کیجانب روانہ ہوا - تحکم کو نصیبین سے

اگست ۱۹۰۸ء (۴)

بلا بھیجا۔ ناصر الدولہ کو ابن رائق کے حالات سے آگاہی ہوگئی تھی اس بنا پر دیار ربیعہ کی حکومت دوبارہ ملنے کی درخواست کی اور پانچ لاکھ درہم نقد ادا کرنے کا اقرار کیا خلافت مآب نے فوراً یہہ درخواست منظور فرمالی اور معہ تحکم کے بغداد کیجانب کوچ کیا قریب بغداد پہونچکے ابو جعفر محمد بن یحیی بن شریق ابن رائق کیطرف سے پیام صلح لیکے حاضر ہوا کہ مجھے دیار مضر یعنے حران، الرہا، رقہ اور علاوہ انکے قنسرین اور عواصم کی کی سند حکومت عطا فرمائی جائے مین بغداد سے علیحدہ ہوجاؤنگا۔ خلافت مآب نے مصلحتاً یہ درخواست منظور فرمالی چنانچہ ابن رائق نے بغداد کو چھوڑکر اپنے صوبہ کیجانب کوچ کیا اور خلیفہ راضی وتحکم بغداد مین داخل ہوئے۔ اور ناصر الدولہ بن حمدان نے موصل کیطرف مراجعت کی۔

ناصر الدولہ کی گورنری امرار کی امارت متقی کی موصل کیطرف روانگی

ابن رائق نے دیار مضر اور عواصم مین پہونچکر ملک شام کا قصد کیا اور دمشق کو اخشید کے قبضہ سے نکالکر رملہ کیطرف بڑہا اور اور اسپر بھی قابض ہوگیا۔ بعد اسکے اخشید سے اور ابن رائق سے عریش مصر پر معرکہ آرائی ہوئی اخشید نے اس معرکہ مین اسکو ہزیمت دی ابن رائق لوٹ کر دمشق آیا پھر دونون مین اس امر پر مصالحت ہوئی کہ رملہ مابین شام ومصر کے سرحد مقرر کیا جائے یہ واقعہ ۳۲۱ھ کا ہے۔ پھر ۳۲۹ھ مین خلیفہ راضی رہگرائے عالم آخرت ہوا اور خلیفہ متقی نے سریر خلافت پر قدم رکھا۔ تحکم مارا گیا اور بریدی بغداد مین داخل ہوا اتراک تحکمیہ نے بغداد سے نکلکر موصل کا راستہ لیا۔ انہین فراریون مین توزون اور حجج بھی تھا۔ پھر یہ لوگ ابو بکر محمد بن رائق کے پاس چلے گئے اور اسکو عراق کی ترغیب دی۔ ان لوگون کے بعد خلافت وامارت پر اتراک یلمیہ متولی اور چیرہ دست ہوگئے اور ابو الحسن بریدی واسط سے بغداد چلا آیا۔ چوبیس دن تک بغداد مین امیر الامرار کی حیثیت سے قیام پذیر رہا بعد ازان لشکریون نے اسپر یورش کی اور اسکے خلافت

شور و شر کا سر اوٹھایا مجبورانہ واسط لوٹ آیا۔ کورتکین غالب و متصرف ہوگیا پھر خلیفہ
متقی کی رفاقت ترک کرکے ابن رایق کو طلبی کا خط لکھا چنانچہ ابن رایق دمشق سے ماہ رمضان
سنہ ۳۲۹ھ مین بغداد کیجانب روانہ ہوا اور بجاے اپنے دمشق پر ابوالحسن احمد بن علی
بن حمدان کو بطور اپنے نائب کے مامور کرتا گیا اس شرط سے کہ ایک لاکھ دینار
اسکو بغداد پہونچنے پر ادا کرے۔ یہ وہ زمانہ تھا کہ کورتکین اور دیلمیہ امور سیاست
پر مستولی ہو رہے تھے ابن رایق نے پہونچتے ہی کورتکین کو گرفتار کرکے محلسراے
خلافت مین قید کردیا بعد چندے لشکریون نے اسپر بھی یورش کی ابوعبداللہ
بریدی نے اس سے مطلع ہوکر اپنے بھائی ابوالحسن کو بسرافسری عظیم فوج کے
بغداد روانہ کیا ابوالحسن اور اسکی فوج نے بغداد پر پہونچکر قبضہ کرلیا۔ خلیفہ متقی اور
اسکا بیٹا ابومنصور بھاگ گیا ابن رایق بھی ان دونو سے جاملا پھر سبھون نے متفق
ہوکر موصل کا راستہ لیا۔

روانگی موصل سے پیشتر خلیفہ متقی نے بن حمدان سے بریدیون کے مقابلہ پر امداد
طلب کی تھی چنانچہ ابن حمدان نے اپنے بھائی علی بن عبداللہ بن حمدان کو فوج عظیم
کے ساتھ خلیفہ متقی کی کمک پر روانہ کیا مقام تکریت مین جبکہ خلیفہ متقی اور ابن رایق
بغداد سے ہزیمت اوٹھائے ہوئے بھاگے ہوئے آرہے تھے ملاقات ہوئی
سیف الدولہ نے خلیفہ متقی کی بیحد خدمت کی اور اسکے ساتھ ساتھ موصل کیطرف آیا
دجلہ کے ساحل شرقی پر دونون مقیم ہوئے ابن رایق اور امیر ابومنصور بھی ملنے
کو دجلہ عبور کرکے آیا سیف الدولہ نے شاہزادہ کو دیکھکر اشرفیان بطور صدقہ نولہ کین
ادھر اودھر کی باتین کرکے شاہزادہ ابومنصور واپسی کے قصد سے گھوڑے پر سوار
ہوا ابن رایق نے بھی سوار ہوکر روانہ ہونے کا ارادہ کیا ابن حمدان نے گفتگو کرنے
کی غرض سے روکا ابن رایق نے معذرت کی اسپر ابن حمدان کو شبہہ ہوا اپنے

غلامون کو اشارہ کردیا اونھون نے لپک کر اسکا سر اوتار لیا بعد اس کے ابن حمدان نے خلیفہ متقی کو اس واقعہ سے مطلع کیا خلیفہ متقی نے اسکو طلب فرما کے خلعت عنایت کی اور ناصر الدولہ کا خطاب عطا فرمایا اور امیر الامرار کے عہدہ سے ممتاز کیا اور اسکے بھائی ابو الحسن کو بھی سیف الدولہ کے لقب سے مخاطب فرمایا۔ ابن رائق کا واقعہ قتل ماہ رجب سنہ ۳۳۰ھ مین واقع ہوا تھا اور ناصر الدولہ کو گورنری وسند حکومت غرہ شعبان کو مرحمت ہوئی تھی۔

ابن رائق کے مارے جانے کے بعد اخشید نے مصر سے دمشق کیجانب حرکت کی اور پہونچتے ہی ابن رائق گورنر سے اسکو چھین لیا اور ناصر الدولہ نے معہ خلیفہ متقی کے بغداد کیجانب کوچ کیا۔

بغداد مین بنی حمدان کے حالات

ہرگاہ ابن رائق قتل کرڈالا گیا اور ابو الحسن بریدی اسوقت بغداد مین حکومت کر رہا تھا مگر کیا خواص اور کیا عوام سبھون کے قلوب مین اسکی طرف سے ناراضی اور کشیدگی کا مادہ پیدا ہو رہا تھا تجم بھاگ کر خلیفہ متقی کے پاس پہونچا تو زون اور اسکے ہمراہیون کو موصل مین مجتمع کر کے خلیفہ متقی اور ناصر الدولہ کو بغداد پر قبضہ کر لینے کی ترغیب دی اور سب کے سب اسکی امداد اور کمک پر آمادہ و طیار ہو گئے۔ دیار مضر یعنے الربا حران اور رقہ کے خراج اور مالی محکمہ پر ابو الحسن علی بن خلف بن طیاب کو مقرر کیا۔ ابن رائق کیطرف سے ان بلاد پر ابو الحسن علی بن احمد بن مقاتل مامور تھا۔ ابن طیاب اور ابن مقاتل سے لڑائی ہوئی ابن مقاتل کو اس معرکہ مین ہزیمت ہوئی اتنا رداروگیر مین مارڈالا گیا اور جب خلیفہ متقی اور ناصر الدولہ کا موکب ہمایون دار الخلافت بغداد کے قریب پہونچا تو ابو الحسن بریدی ایک سو دس یوم کے قیام کے بعد بغداد چھوڑ کر واسط کیجانب بھاگ گیا خلیفہ متقی معہ اپنے اعوان اور انصار کے دار الخلافت بغداد مین داخل ہوا۔ بنو حمدان

بھی اسکے رکاب مین تھے - توزون کو بغداد کے دونون جانب کی افسری پولیس کا عہدہ
عنایت ہوا - یہ واقعہ سنہ مذکور کے ماہ شوال کا ہے - بعدازان بنو حمدان نے
بقصد ابوالحسن بریدی واسط کیجانب کوچ کیا - ناصرالدولہ نے مداین مین پڑاو کیا
اور اپنے بھائی سیف الدولہ کو بریدی سے جنگ کرنے کو بھیجا - بریدی بھی یہہ
خبر پاکر واسط سے ان لوگون سے جنگ کرنیکو روانہ ہوچکا تھا مدائن کے نیچے
دونون حریف کا مقابلہ ہوا شاہی لشکر کے ہمراہ توزون، بنجم اور نامی نامی ترک
تھے - پہلے تو ان کو ہزیمت ہوئی اور یہ لوگ بھاگ کھڑے ہوئے ناصرالدولہ نے
اس امر کا احساس کرکے مداین سے ان کی کمک کو اپنے رکاب کی فوج بھیجی - اس تازہ
دم فوج کے آجانے سے منہزم گروہ کے پاؤن رُک گئے اور اونھون نے
مجموعی قوت سے بریدی کے لشکر پر حملہ کیا - بریدی کا لشکر اس نابردا حملہ سے
گھبراکر بھاگ کھڑا ہوا بریدی معہ اپنے چند سردارون کے واسط کیطرف بھاگا
ناصرالدولہ نے نصف ماہ ذی الحجہ سنہ مذکور مین بغداد کیجانب مراجعت کی اسکے
ساتھہ بریدی کے ہمراہیون کا ایک گروہ پابزنجیر آیا ہوا تھا سیف الدولہ میدان کارزار
مین قیام پذیر رہا تا آنکہ زخم اسکے مندمل ہوگئے اور تکان جنگ جاتا رہا - تب اسنے
اپنی فوج کو ازسرنو مرتب و مسلح کرکے واسط کی جانب کوچ کیا بریدی واسط چھوڑ کر
بصرہ چلا گیا سیف الدولہ نے واسط پر قبضہ کرلیا اور پھر انتظام شہر سے فارغ ہوکر
بریدی کے تعاقب مین بصرہ کیجانب روانہ ہوا اپنے بھائی ناصرالدولہ سے مالی مدد طلب
کی ناصرالدولہ نے کسی مصلحت کے لحاظ سے مدد نہ دی بظاہر وجہ یہ معلوم ہوتی ہے
کہ اس سے اور ترکون سے بالعموم توزون اور بنجم سے بالخصوص نا چاقی تھی بعد
چندے ابوعبداللہ کوئی بہت سا مال لیکر ناصرالدولہ کیجانب سے ترکون مین تقسیم
کرنے کی غرض سے سیف الدولہ کے کیمپ مین آیا توزون اور بنجم نے روک ٹوک

کی اور اس سے بہ ترشروی پیش آنے کا قصد کیا۔ سیف الدولہ نے بہ حکمت عملی ان دونون کی نظرون سے ابوعبداللہ کو غائب کر دیا اور بحفاظت تمام اسکو اپنے بھائی کے پاس واپس کر دیا۔ بعد اسکے آخری ماہ شعبان مین ترکون نے سیف الدولہ کے خلاف سرکشی کی۔ سیف الدولہ اپنے لشکر گاہ سے نکلکر بغداد چلا گیا ترکون نے لشکر گاہ کے سواد کو لوٹ لیا اور اسکے ہمراہیون کے ایک گروہ کو مار ڈالا۔

ابوعبداللہ کوفی نے ناصر الدولہ کے پاس پہونچکر اسکے بھائی سیف الدولہ کے حالات سے مطلع کیا ناصر الدولہ نے ترکون کی خودسری سے مطلع ہوکر موصل کی جانب روانہ ہونے کا قصد کیا خلیفہ متقی یہ سنکر سوار ہوکر اسکے پاس آیا اور اس کو چندے صبر کرنے کی ہدایت کی مگر جون ہی خلیفہ متقی ناصر الدولہ کے پاس سے ٹوٹ کر قصر خلافت مین آیا ناصر الدولہ نے اپنی امارت کے تیرہ مہینے بعد موصل کی جانب کوچ کر دیا۔ دیلمیون اور ترکون کو موقع ملگیا یورش کر کے اس کے مکان پر چڑھ آئے اور لوٹ لیا۔

سیف الدولہ کے فرار ہونے کے بعد ترکون نے اپنے کیمپ مین معاودت کی اور توزون کو اپنی امارت دی اور لشکر کی سرداری کا علم بجکم کو دیا۔

نصف ماہ رمضان مین سیف الدولہ اپنے بھائی ناصر الدولہ کی روانگی کے بعد دار السلطنت بغداد مین داخل ہوا۔ پہر اسکو توزون کی امارت کی خبر پہونچی۔ بعد ازان ترکون مین نفاق پیدا ہوگیا توزون نے بجکم کو گرفتار کر کے نیل کی سلائیان اسکی آنکھون مین پہروادین۔ سیف الدولہ بغداد سے روانہ ہوکر اپنے بھائی کے پاس موصل چلا گیا

عدل تحکمی کے حالات یہ عدل تحکم کا خاص خادم تہا مگر پہر ابن رائق کے رفیقون مین داخل ہوکر اسکے ساتھ ساتھ موصل چلا گیا تہا اور جب ابن رائق مارا گیا تو ناصر الدولہ کے حاشیہ نشینون مین شامل ہوگیا۔ ناصر الدولہ نے اسکو علی بن خلف بن طیاب کے

ہمراہ دیار مضر روانہ کیا۔ چنانچہ علی بن خلف نے دیار مضر پر قبضہ کر لیا اور رایق کے نائب کو جو کہ دیار مضر پر مامور تھا قتل کر ڈالا۔ رحبہ متعلقات دیار مضر مین ابن رایق کی طرف سے ایک شخص مسافر بن حسین نامی مامور تھا اس نے رحبہ پر قبضہ کر لیا اور خود سری کے ساتھ خراج وصول کر کے بیٹھ رہا۔ علی بن خلف نے اس کی سرکوبی پر عدل تجکمی کو متعین کیا عدل تجکمی نے اپنے مدبرانہ چالون سے ان بلاد پر قبضہ حاصل کر لیا اور مسافر بھاگ گیا اتراک تجکمیہ یہ خبر پا کر عدل کے پاس آ آ کر مجتمع ہو گئے۔ ان لوگون کے مجتمع ہو جانے سے عدل کی قوت بڑھ گئی۔ طریق فرات اور بعض حصہ خابور پر قابض ہو گیا اس اثنا مین مسافر نے اپنی کچھ حالت درست کر لی اور بنی نمیر سے امداد حاصل کر کے قرقیسیا کی جانب چلا گیا اور اس پر قبضہ کر لیا۔ لیکن تھوڑے ہی دنون بعد عدل نے پھر اسکے قبضہ سے اسکو نکال لیا۔ بعدہ عدل نے بقیہ حصہ خابور پر قبضہ کر لینے کا قصد کیا اسکے خاندان والون نے بنی نمیر سے امداد کی درخواست کی عدل نے چندے ان کی امداد سے اعراض کیا تا آنکہ ہنگامہ فساد فرو ہو گیا تب عدل نے ایک روز سمصاب پر جو کہ خابور کا بہت بڑا مشہور مقام تھا بقصد شبخون کوچ کیا اہل سمصاب مقابلہ پر آئے عدل کے ہمراہیون نے سرنگ کے ذریعہ سے شہر پناہ کی دیوار مین بہت بڑا سا روزن کر دیا جس سے عدل معہ اپنے ہمراہیون کے شہر مین داخل ہو گیا اور قبضہ کر لیا بعد ازان اور مقامات پر قابض ہو گیا۔ چھ مہینے تک خابور مین ٹھیرا ہوا خراج وصول کرتا رہا مالی اور فوجی قوت بڑھ گئی۔ حوصلے بھی بلند ہو گئے بنو حمدان کے مقبوضات پر قبضہ کرنے کا شوق چرایا۔ چونکہ ان دنون سیف الدولہ موصل اور بلاد جزیرہ مین موجود نہ تھا اسوجہ سے عدل نے پہلے نصیبین کے قصد سے کوچ کیا۔ رحبہ اور حران کی طرف بالفعل مونسی کی موجودگی کے سبب سے نہ گیا۔ کیونکہ وہ معہ اپنی فوج اور بنی نمیر کے ایک گروہ کے وہان مقیم تھا۔ پس عدل پہلے راس عین

کیجانب گیا پھر راس عین سے نصیبین کیطرف روانہ ہوا رفتہ رفتہ عدل کی سرکشی کی
حالات ابوعبداللہ حسین بن سعید بن حمدان تک پہونچی فوجین فراہم کرکے عدل
کیطرف بڑہا۔ دونون حریف کا ایک کہلے میدان مین مقابلہ ہوا۔ عدل کے اکثر ہمراہیون
نے ابن حمدان سے امن حاصل کرلی اور اسکے لشکر گاہ مین چلے آئے۔ عدل
کے ہمراہ معدودے چند نفر باقی رہ گئے ابن حمدان نے عدل کو معہ اسکے بیٹے کے
گرفتار کرلیا اور اسکی آنکھون مین نیل سلائیان پھروادین اور دونون کو آخری ماہ شعبان
سنہ ۳۳۱ھ مین بغداد روانہ کردیا۔

روانگی متقی جانب موصل ومراجعت

جس وقت ناصر الدولہ اور سیف الدولہ نے خلیفہ متقی کیخدمت
سے رخصت ہوکر بغداد سے مراجعت کی توزون واسط سے
بغداد مین داخل ہوا اور حکومت وسلطنت پر مستولی ہوگیا پھر بغداد سے واسط کی
جانب مراجعت کی اور بصرہ مین مابین اسکے اور ابن بریدی کے رشتہ اتحاد اور
اور مصاہرت قایم ہوگیا اس سے خلیفہ متقی کے خیالات مین تبدیلی واقع ہوئی۔ توزون
کے بعض ہمراہیون کو موقع ملگیا چنانچہ انہون نے خلیفہ متقی اور وزیر السلطنت کے
کان بھرنے شروع کردیے اور ان دونون کو ابن بریدی اور توزون کے ملجانے
سے ڈرایا اتفاق سے انہین دونون ابن شیرزاد بھی توزون کے پاس چلا آیا
تہا اور توزون نے اسکو واسط کیجانب روانہ کردیا تہا۔ لگانے بجہانے والون
نے خلافت مآب سے ان سب واقعات کو بیان کیا اور ابن بریدی نے جو کچہ خلافت
مآب کے ساتھ پچھلے دنون کئے تھے اُن سب کو یاد دلایا۔ پس خلافت مآب نے
ابن حمدان کو ایک لشکر بھیجنے کو لکھہ بھیجا تاکہ اسکے ہمراہ موصل کیجانب روانہ ہو۔ چنانچہ
ابن حمدان نے اپنے ابن عم حسین بن سعید بن حمدان کے ہمراہ ایک فوج روانہ کی

---

* ناسخ کی غلطی ہے ناظرین بجائے ۲۳۱ھ کے ۳۳۱ھ پڑہین۔ دیکھو تاریخ ابن اثیر جلد ۸ صفحہ ۵۳ مطبوعہ مصر ۱۲

۳۳۲ھ مین یہ فوج بغداد پہونچی۔ خلیفہ متقی معہ اسپنے اہل وعیال اور اعیان دولت کے جسمین وزیر السلطنت ابن مقلہ بھی تہا اس فوج کے ہمراہ موصل کیجانب روانہ ہوا۔ کوچ وقیام کرتا ہوا تکریت تک پہونچا اس مقام پر سیف الدولہ خلیفہ متقی سے ملنے کو آیا بعد ازان ناصر الدولہ بھی آپہونچا انہین دونون امیرون کے ساتھ ساتھ متقی نے موصل کیجانب کوچ کیا۔ پھر جب یہ جتھہ توزون تک پہونچی تو وہ بھی تکریت کی طرف روانہ ہوا قریب تکریت سیف الدولہ نے اس سے معرکہ آرائی کی تین دن تک لڑائی جاری اور قایم رہی آخر کار توزون نے اس کو ہزیمت دے کر اسکے اور نیز اسکے بھائی کے سوا دکو لوٹ لیا۔ سیف الدولہ شکست کہاکے موصل کیجانب بھاگا اور توزون اسکے تعاقب مین تہا ناصر الدولہ اور خلیفہ متقی معہ اپنے رکاب کی فوج کے نصیبین کی طرف کوچ کیا پھر نصیبین سے رقہ کیطرف گیا۔ سیف الدولہ اسی مقام پر ان لوگون سے آملا اور توزون نے موصل پر قبضہ کرلیا۔

بعد اسکے خلیفہ متقی نے ایک عتاب آمود خط توزون کے پاس بہیجا جسمین اسنے توزون پر ابن زیدی سے ملنے کیوجہ سے ناراضی ظاہر کی تھی اور یہ تحریر کیا تہا کہ اگر اب بھی تم اسکے تلافی کرو تو مابدولت واقبال تم سے راضی ہوجائینگے اور سیف الدولہ وناصر الدولہ سے مصالحت بھی کرادی جائیگی۔ توزون نے ان باتون کو منظور کرلیا۔ صلحنامہ لکھا گیا ناصر الدولہ نے تین برس تک چھہ لاکھہ تیس ہزار سالانہ ادا کرنے کے لئے اپنے مقبوضات کی ضمانت دی تکمیل صلحنامہ کے بعد توزون نے بغداد کی طرف مراجعت کی اور خلیفہ متقی رقہ مین مقیم رہا۔ بعد چندے ادھر خلیفہ متقی کو ابن حمدان کی بیوفائی اور کج ادائی کا احساس ہوا ادھر سیف الدولہ کو یہ خبر لگی کہ محمد بن نیال ترجمان نے خلیفہ متقی کو سیف الدولہ کیجانب سے بدظن کردیا ہے اور یہ وہی شخص تہا جس نے توزون اور خلیفہ متقی مین ناصافی پیدا کردی

(۱) ۱۹۰۰ء

تھی سیف الدولہ نے موقع پاکر محمد بن یتال کو گرفتار کر کے قتل کر ڈالا۔ خلیفہ متقی کو اس سے
شک اور بدظنی پیدا ہوئی۔ توزون کو مصالحت کے لئے لکھا اور اخشید محمد بن طغج
والی مصر کو طلبی کا فرمان روانہ کیا۔ چنانچہ اخشید مصر سے خلیفہ متقی کی خدمت مین
حاضر ہونے کو روانہ ہوا رفتہ رفتہ حلب پہونچا حلب مین سیف الدولہ کیطرف
سے اسکا ابن عم ابو عبداللہ سعید بن حمدان حکومت کر رہا تھا۔ ابو عبداللہ اخشید کی آمد
کی خبر پاکر ابن مقاتل کو جو کہ دمشق مین ابن رائق کے ساتھ تھا اپنا نائب مقرر
کر کے کوچ کر گیا۔ جسوقت ابو عبداللہ اخشید حلب کے قریب پہونچا ابن مقاتل
اس سے ملنے کو آیا اخشید نے اس کی بیحد عزت کی بڑی آؤبھگت سے پیش
آیا اور محکمہ خراج مصر پر اس کو مامور کیا پھر حلب سے خلیفہ متقی کی خدمت مین حاضر ہونکو
رقعہ کیجانب روانہ ہوا النصف محرم ۳۳۳ھ مین خلافت مآب کی شرف حضوری حاصل
کی۔ خلیفہ متقی نے اسکی بیحد عزت افزائی کی اس نے آداب شاہی مین ضرورت سے
زیادہ مبالغہ کیا۔ تحائف ہدایا پیش کئے وزیر السلطنت اور ارکین دولت کو بھی تحفے
دیے اور یہ درخواست کی کہ خلافت مآب میرے ہمراہ مصر یا شام مین چلکر قیام فرماوین
خلیفہ متقی نے انکاری جواب دیا اور اسکو یہ ہدایت کی کہ تم کبھی بھولکر بغداد کا قصد نہ کرنا
اور توزون کیطرف مائل نہونا اخشید نے اسکی کچھہ سماعت نہ کی پھر خلیفہ متقی نے وزیر السلطنت
ابن مقلہ کو توزون کے رعب وداب سے ڈرایا اور یہ حکمدیا کہ اخشید کے ساتھہ مصر
جاکر اسکو اسکے تمام بلاد کی سند حکومت عطا کرو وزیر السلطنت نے بھی اس حکم کی
تعمیل نہ کی اس اثنا مین توزون کے قاصد پیام لیکے دربار خلافت مین حاضر ہوئے
اور انہون نے یہ ظاہر کیا کہ توزون نے خلافت مآب اور وزیر السلطنت کے لئے
حلف اوٹھایا ہے۔ خلیفہ متقی یہ سنکر فرط مسرت سے اوچھل پڑا اور سامان سفر درست
کر کے آخری محرم سنہ مذکور مین بغداد کیجانب کوچ کیا اور اخشید نے مصر کیطرف

معاودت کی۔ جسوقت خلیفہ متقی مقام ہیت مین پہونچا توزون نے حاضر ہوکر زمین بوسی کی۔ اس سے خلیفہ متقی کو یقین ہوگیا کہ توزون نے اپنے حلف کو پورا کیا اور غاشیہ اطاعت اپنے دوش پر رکھ لیا۔ توزون نے خلافت مآب اور وزیر السلطنت کی نگرانی پر چند لوگون کو مامور کر دیا پھر یہ دیلمان خلیفہ کی آنکھون مین بینل کی سلائیان پھروا دین اور بغداد کی طرف لوٹ آیا پس خلیفہ متقی کی خلافت کی بیعت کی۔

رقہ سے خلیفہ متقی کے روانہ ہونے کے بعد ناصر الدولہ نے اپنے ابن عم ابو عبداللہ بن سعید بن حمدان کو رقہ طریق فرات، دیار مضر، قنسرین، جند، عواصم اور حمص پر مامور کیا۔ جسوقت ابو عبداللہ بن سعید رقہ کے قریب پہونچا اہل رقہ کو حکومت خودسری کی طمع ہوئی۔ آمادہ بجنگ ہوئے ابو عبداللہ نے کامیابی کے ساتھ ان لوگون کو زیر کر کے حلب کیجانب مراجعت کی اور اس سے پیشتر ان بلاد پر اسکی طرف سے محمد بن علی بن مقاتل مامور تھا۔

سیف الدولہ کا حلب و حمص پر قبضہ

رقہ سے خلیفہ متقی کی روانگی اور شام کیجانب اخشید کی واپسی پر یانس مونسی تن تنہا حلب مین باقی رہ گیا۔ سیف الدولہ کو دست درازی کا موقع ملگیا فوراً فوجین مرتب کر کے حلب کی طرف بڑھا اور یانس مونسی کے قبضہ سے اسکو نکال لیا بعد ازان حمص کیجانب قدم بڑھایا کافور (اخشید کے مولے) سے مڈبھیڑ ہوئی سیف الدولہ نے اس کو ہزیمت دیدی کافور نے دمشق کیجانب کوچ کیا اہل دمشق نے اسکو دمشق مین داخل ہونے دیا اتنے مین مصر سے اخشید ملک شام مین آگیا۔ اس وقت اسکی فوجی اور مالی حالت درست ہوگئی تھی سیف الدولہ کا پتہ لگا کے اسکے تعاقب مین روانہ ہوا مقام قنسرین مین فریقین نے صف آرائی کی مگر اتفاق کچھ ایسا پیش آیا کہ خود بخود لڑائی سے رک رہے سیف الدولہ

نے جزیرہ کیجانب مراجعت کی اور اخشید نے دمشق کیطرف بعد اس کے سیف الدولہ نے حلب کیجانب کوچ کیا رومیون کی فوجین یہ خبر پاکر حلب کے سرحد پر آگئین سیف الدولہ سینہ سپر ہوکر مقابلہ پر آیا اور کمال مردانگی سے لڑکر ان کو مار بھگایا۔

ان واقعات کے بعد ناصر الدولہ بن حمدان کو ان حالات کی خبر لگی کہ توزون نے خلیفہ متقی کی آنکھون مین نیل کی سلائیان پھروادی ہین اور خلیفہ مستکفی کے ہاتھہ پر خلافت و امارت کی بیعت کرلی ہے۔ ناصر الدولہ نے خراج کا بھیجنا بند کردیا توزون کے خدام یہ خبر پاکے ناصر الدولہ کے پاس چلے آئے ناصر الدولہ نے انلوگون کو اپنی خدمت مین رکھ لیا اسی واقعہ نے گویا اُن شرائط کا جو فیما بین دربار خلافت بغداد اور ناصر الدولہ کے قرار پائے ہوئے تھے خاتمہ کردیا توزون اور خلیفہ مستکفی فوجین آراستہ کرکے بقصد موصل روانہ ہوئے ناصر الدولہ اور ان دونون سے خط و کتابت شروع ہوئی آخر الامر ۳۳۳ھ کے آخر مین شرایط صلح طے ہوگئے اور صلحنامہ مکمل اور مرتب کیا گیا مستکفی اور توزون نے بغداد کیجانب مراجعت کی۔ اس واپسی کے بعد ہی توزون راہی ملک عدم ہوا اسکے بعد امور سلطنت کا انصرام ابن شیرزاد کرنے لگا اس نے واسط کی گورنری پر ایک سپہ سالار کو متعین کیا اور تکریت کی حکومت پر ایک دوسرے سپہ سالار کو بھیجا جو سپہ سالار واسط کا گورنر ہوکر گیا تھا اس نے معز الدولہ بن بویہ کو دربار خلافت کے حالات لکھہ بھیجے اور بغداد پر قبضہ کرلینے کی ترغیب دی پس معز الدولہ بغداد مین آیا اور حکومت و خلافت پر مستولی ہوگیا۔ اسی نے خلیفہ مستکفی کو سریر خلافت سے اوتارا تھا اور مطیع کی خلافت کی بیعت لی تھی۔ باقی رہا وہ سپہ سالار جو تکریت کا حکمران ہوکر گیا تھا وہ ناصر الدولہ کے پاس موصل چلا گیا اور اسکے رفقا مین داخل ہوگیا ناصر الدولہ نے اسکو اپنی جانب سے

تکریت کی عنان حکومت عطا کی۔

ابن حمدان اور ابن بویہ جس وقت معز الدولہ بن بویہ نے دار الخلافت بغداد پر مستولی ہو کر خلیفہ مستکفی کو معزول کیا ناصر الدولہ بن حمدان کو اس سے سخت ناراضی پیدا ہوئی فوجین آراستہ کر کے موصل سے عراق کیجانب روانہ ہوا معز الدولہ نے یہ خبر سنکر اپنے سپہ سالارون کو ناصر الدولہ کے مقابلہ پر روانہ کیا دونون فوجون کا مقام عکبرا مین مقابلہ ہوا سخت اور خونریز جنگ کی بنا پڑی۔ معز الدولہ خلیفہ مطیع کے ساتھہ عکبرا کیطرف روانہ ہوا اس وقت ابن شیرزاد بغداد مین تھا اور وہین انتظام کی غرض سے مقیم رہا۔ ان لوگون کی روانگی کے بعد ناصر الدولہ سے جا ملا اور اس کی فوجون کو لاکر داخل کر لیا چنانچہ ناصر الدولہ کی فوج نے غربی بغداد مین پڑاؤ کیا اور خود ناصر الدولہ شرقی بغداد مین مقیم رہا چونکہ بغداد سے سلسلہ آمد و رفت منقطع ہو گیا تھا اس وجہ سے معز الدولہ اور خلیفہ مطیع کے لشکر گاہ مین گرانی شروع ہو گئی اور موصل سے رسد و غلہ جاری رہنے کیوجہ سے ناصر الدولہ کی فوج کو اسکا احساس تک نہوا مزید براں شیرزاد نے یہ کیا کہ معز الدولہ اور دیلم سے اہل بغداد کے خلاف امداد طلب کی اس سے اور بھی معز الدولہ کے ہاتھہ پاؤن ڈھیلے ہو گئے اہواز کیجانب واپس چلے جانے کا قصد کیا مگر پھر کچھہ سوچ سمجھکر اپنے ہمراہیون کو بالائے دجلہ کے عبور کرنے کا اشارہ کیا ناصر الدولہ کی فوج نے بڑھکر ان کی مدافعت شروع کی تھوڑے سے آدمی ناصر الدولہ کے رکاب مین رہ گئے۔ دلاوران دیلم کو موقع ملگیا قریب ترین مقام سے ناصر الدولہ کے سر پر آپہونچے اور اُسکو ہزیمت دیدی معز الدولہ نے شرقی بغداد پر قبضہ کر لیا مطیع اپنے محلسرا مین محرم ۳۳۵ھ مین پھر واپس آیا اور ناصر الدولہ عکبرا کیطرف لوٹ گیا مصالحت کی گفتگو شروع کی ابتداء تو زونیہ کو ناصر الدولہ کا یہ فعل ناگوار گزرا سبھون نے مشورہ کر کے اس کے

قتل پر کمر بان باندھ لین ناصر الدولہ کو اس امر کا احساس ہوگیا نہایت تیزی سے موصل کیجانب کوچ کر دیا اسکے ہمراہ ابن شیرزاد بھی تھا۔ بعد اسکے معز الدولہ کے ساتھ مصالحت ہوگئی۔

سیف الدولہ کا دمشق پر قبضہ

۳۳۵ھ مین اخشید ابو بکر محمد بن طغج والی مصر و شام رہگرائے ملک آخرت ہوا پس حکومت و ریاست کی کرسی پر اس کے بعد اسکا بیٹا ابو القاسم انوجور متمکن ہوا۔ یہ ایک نو عمر شخص تھا اس پر کافور اسود جو اسکے باپ کا خادم تھا مستولی ہوگیا۔ سیف الدولہ اس واقعہ سے مطلع ہوکر دمشق کیجانب آیا اور اس پر قابض ہوگیا۔ بعد چندے اہل دمشق کو سیف الدولہ سے بدظنی پیدا ہوئی اور ان لوگون نے کافور کو بلا بھیجا سیف الدولہ کو اس کی خبر لگ گئی دمشق سے حلب کیطرف کوچ کر دیا اہل دمشق نے تھوڑی دور تک تعاقب کیا سیف الدولہ نے جزیرہ کیجانب قدم بڑھایا اور انوجور حلب مین مقیم رہا بعد اسکے انوجور اور سیف الدولہ مین مصالحت ہوگئی انوجور نے مصر کیجانب مراجعت کی اور سیف الدولہ حلب کیطرف لوٹ آیا اور کافور کئی سال کے بعد دونون دمشق کی حکومت پر بدستور اخشیدی کو متعین کیا پھر بعد ایک سال کے اسکو معزول کر کے ابو المظفر طغج کو سند حکومت عطا کی۔

ناصر الدولہ اور تین ہزار ترک

جیسا کہ ہم اوپر بیان کر آئے ہین ناصر الدولہ کے رکاب مین ترکونکا ایک گروہ تھا جو کہ توزون کے ہمراہیون سے تھا اور وہ اس سے ناراض ہوکر ناصر الدولہ کے پاس چلے آئے تھے پس جب مابین ناصر الدولہ اور معز الدولہ کے مصالحت کی سلسلہ جنبانی شروع ہوئی تو ان ترکون نے ناصر الدولہ کے اس فعل سے ناراض ہوکر ہنگامہ کر دیا اور ناصر الدولہ پر قتل کرنے کے غرض سے ٹوٹ پڑے ناصر الدولہ نے ان لوگون کے پنجہ سے

اپنے کو نجات دے کر ساحل غربی سے عبور کیا اور[1] . . . . . قرامطہ نے اس کو پناہ دی اور اسکو اسکے مامن تک پہونچا دیا منجملہ ان لوگون کے جو ناصر الدولہ کے ہمراہ تھے ایک ابن شیرزاد بھی تھا ناصر الدولہ نے کسی مصلحت سے اسکو گرفتار کر لیا اتراک نے مجتمع ہو کر تکین شیرازی کو اپنا امیر بنا لیا اور جو لوگ ناصر الدولہ کے ہمراہیون مین سے بچھڑ گئے تھے ان لوگون کو گرفتار کر لیا اور ناصر الدولہ کا موصل تک تعاقب کرتے چلے گئے۔ ناصر الدولہ نے موصل سے نکلکر نصیبین کا راستہ لیا اور ترکون نے موصل پر قبضہ کر لیا۔ ناصر الدولہ نے معز الدولہ سے ترکون کی زیادتیون کی شکایت کی اور امداد کا خواستگار ہوا معز الدولہ نے بسرافسری اپنے وزیر ابو جعفر ضمیری ناصر الدولہ کی کمک پر فوجین روانہ کین۔ ترکون نے موصل سے نکلکر ناصر الدولہ کی تعاقب مین نصیبین کیطرف قدم بڑہائے سیف الدولہ یہ خبر پاکر سنجار چلا گیا پھر وہان سے حدیثہ اور حدیثہ سے سن[2] کا راستہ لیا۔ ترکون کا گروہ اسکے تعاقب مین تہا اس مقام پر فوجین موجود تہین اونہون نے ترکون سے روک ٹوک کی باہم لڑائیان ہوئین جسمین ترکون کو ہزیمت ہوئی اور اسکا سردار تکین گرفتار ہو کر ناصر الدولہ کے پاس بہیجدیا گیا ناصر الدولہ نے اسی وقت اسکی آنکھون مین نیل کی سلائیان پہروادین اور جیل مین ڈالدیا بعد ازان ضمیری کے ہمراہ موصل مین آیا اور ابن شیرزاد کو ضمیری کے حوالہ کر دیا ضمیری نے معہ اس کے بغداد کیجانب کوچ کیا۔

جمان کی بغاوت جمان نامی ایک شخص توزون کے مصاحبون سے تہا جو ترکون کے ہمراہ ناصر الدولہ بن حمدان کے پاس چلا آیا تہا پس جب معز الدولہ اور ناصر الدولہ سے بغداد مین معرکہ آرائیان ہونے لگین تو ناصر الدولہ نے اس سے مشکوک و مشتبہ

[1] اصل کتاب مین جگہ خالی ہے۔ مترجم

ہوکر دیلمیون کے ایک گروہ کے ساتھہ مصلحتاً رحبہ کی سند حکومت عطا کرکے رحبہ بھیجدیا۔ رحبہ پہونچکر اسکا اقتدار بڑھگیا۔ سنہ ۳۳۶ھ مین اس نے ناصرالدولہ سے بغاوت کردی اور دیار مضر پر قابض و متصرف ہوجانے کا خواستگار اور مدعی ہوگیا چنانچہ فوجین آراستہ کرکے رقہ کیطرف روانہ ہوا سترہ دن تک اسکا محاصرہ کئے رہا پھر وہان سے شکست کھاکر واپس ہوا اسکے زمانہ غیر حاضری مین اہل رحبہ نے اسکے ہمراہیون اور عمال کو بوجہ ان کی بدچلنی اور بداطواری کے نزعہ کرکے مارڈالا۔ پس جب یہ رقہ سے واپس آیا اور ان حالات سے مطلع ہوا تو اہل رحبہ پر سختی شروع کردی اور ان پر قتل و غارتگری کا ہاتھہ بڑھایا۔ اس اثنا مین ناصرالدولہ بن حمدان نے جمان کی سرکوبی کے لئے ایک فوج بسرافسری اپنے حاجب (لارڈ چمبرلین) باروخ روانہ کردی دریاے فرات پر دونون فوجون کا مڈبھیر ہوا بہت بڑی لڑائی ہوئی بالآخر جمان کو ہزیمت ہوئی اثنا ردار و گیر مین جمان دریاے فرات مین ڈوب کر مرگیا۔ باقی رہے اسکے ہمراہی انہون نے باروخ سے امن کی درخواست کی باروخ نے ان لوگون کو امن دی اور فتحیابی کا جھنڈا لئے ہوے ناصرالدولہ کیطرف مراجعت کی۔

ناصرالدولہ اور معزالدولہ

ان واقعات کے بعد ناصرالدولہ بن حمدان اور معزالدولہ بن بویہ مین پھر ان بن ہوگئی۔ اُدہر معزالدولہ نے سنہ ۳۳۷ھ مین بقصد جنگ ناصرالدولہ دارالخلافت بغداد سے کوچ کیا ادہر ناصرالدولہ نے موصل سے نصیبین کیجانب قدم بڑھایا۔ معزالدولہ نے پہونچتے ہی موصل پر قبضہ کرلیا اس سے رعایا کو بیحد تکالیف کا سامنا کرنا پڑا طرح طرح کے ظلم اوپر کئے گئے انکا مال و اسباب لوٹ لیا گیا۔ معزالدولہ نے ناصرالدولہ کے کل بلاد پر قبضہ کرلینے کا عزم بالجزم کرلیا تھا کہ اس اثنا مین یہ خبر گوش گزار ہوئی کہ خراسان کی فوج نے جرجان اور رے کا

قصد کیا ہے - اسیوقت اس نے اپنے بھائی رکن الدولہ کو ایک فوج کا افسر
مقرر کر کے خراسان کیطرف روانہ کیا بعد اسکے ناصر الدولہ نے چوسٹھ ہزار درہم
سالانہ خراج ادا کرنے پر موصل جزیرہ اور شام کی حکومت کی سند حاصل کی
اور مصالحت کر لی منجملہ شرائط صلح کے ایک شرط یہ بھی تھی کہ مساجد مین اسکے
اور نیز اسکے بھائیون رکن الدولہ اور عماد الدولہ کے نامون کے خطبے پڑھے
جائین - صلحنامہ لکھے جانے اور مرتب ہونے کے بعد معز الدولہ نے ماہ
ذی الحجہ ۳۳۷ھ مین بغداد کیجانب مراجعت کی -

غزوات سیف الدولہ | سرحدی بلاد کی زمام حکومت سیف الدولہ بن حمدان کے
قبضہ اقتدار مین تھی اور وہان کے امور انتظامی کے سیاہ و سفید کرنے کا
اختیار اُس کو حاصل تھا ۳۳۵ھ مین دو ہزار قیدیون کی رہائی پر بذریعہ نصر کمی رومی
عیسائیون سے مصالحت ہوگئی تھی مگر رومیون نے اگلے سال ۳۳۶ھ مین
بد عہدی کی اور شہر دابسر غین مین داخل ہوکر اپنے ظلم و ستم کا اس کو شکارگاہ
بنالیا تین دن تک ٹھیرے ہوئے لوٹ مار کرتے رہے - رومی عیسائیون کی
تعداد آٹھ ہزار تھی دمستق نکا سردار تھا - ۳۳۷ھ مین سیف الدولہ نے اس پیشقدمی
کے معاوضہ لینے کی غرض سے بلاد روم پر بقصد جہاد چڑھائی کی رومی فوجین مقابلہ پر
آئین گھمسان لڑائی ہوئی ان لوگون نے اسکو ہزیمت دی رومیون نے مرعش پر
پہونچکر محاصرہ ڈالا اور اسپر قابض ہوکر طرسوس کی جانب بڑھے رومیون سے
اور اہل طرسوس سے متعدد لڑائیان ہوئین - انہین واقعات پر سنہ مذکور تمام ہوجاتا
ہے اور فریقین کی قسمتون کا آخری فیصلہ یون ہی ناتمام باقی رہجاتا ہے کہ اس اثنار
مین ۳۳۸ھ کا دور آجاتا ہے سیف الدولہ اپنی فوج ظفر موج لئے ہوئے یلغار کر کے
رومی مقبوضات مین گھس جاتا ہے - ہر چہار طرف ہنگامہ نمونہ حشر برپا ہوگیا ہے

۱۰ دسمبر ۱۹۰۸ء (۲)

قلعات بزور تیغ مفتوح کر لیے بیشمار مال غنیمت ہاتھہ آیا اور ہزارون کو گرفتار کر کے لونڈی اور غلام بنا لیا پھر جب سیف الدولہ نے بلاد روم سے مراجعت کی تو رومیون نے ناکہ بندی کر لی اور نہایت سختی سے عساکر اسلامیہ کو پامال کرنے لگے۔ کچھہ قید ہوئے اور کچھہ قتل کیے گئے۔ جسقدر مال غنیمت مسلمانون کے ہاتھہ لگا تھا اسکو عیسائیون نے واپس لیا سیف الدولہ معدودے چند آدمیون کے ساتھہ جانبر ہو کر نکل آیا۔

اس جنگ کے بعد چندے سکون کا زمانہ رہا۔ ۳۴۱ھ مین عیسائیون نے پھر پیش قدمی شروع کی۔ شہر سروج کو بحالت غفلت لوٹکر تاخت و تاراج کیا۔ اس کی خبر سیف الدولہ تک پہونچی تو اس نے اپنی فوج کو مرتب کر کے ۳۴۳ھ مین رومی مقبوضات پر جہاد کر دیا نہایت سختی کے ساتھہ ان کو پامال کرنے لگا اپنے گذشتہ نقصانات کی اس جہاد کے مال غنیمت سے تلافی کر لی انہین لڑائیون مین قسطنطین بن دمستق منجملہ اون آدمیون کے جو قتل کیے گئے تھے قتل کیا گیا دمستق کو اس واقعہ جانکاہ سے بیحد صدمہ ہوا جوش انتقام مین روم، روس اور بلغار کی فوجین فراہم کین اور بقصد سرحدی بلاد اسلامیہ کوچ کیا۔ سیف الدولہ کو اسکی خبر لگ گئی اس نے بھی عساکر اسلامیہ کو مجتمع کر کے دمستق کی جلو گیری کے خیال سے خروج کیا۔ قریب حرث دونون حریف کا مقابلہ ہوا سخت اور خونریز جنگ کے بعد رومیون کو ہزیمت ہوئی مسلمانون نے عیسائیون کو قید و قتل کرنا شروع کر دیا ایک گروہ کثیر عیسائیون کا قید ہوا آیا جنمین بعض عیسائی شاہزادے اور انکے مذہبی پیشوا تھے انہین قیدیون مین دمستق کا داماد بھی تھا۔ سیف الدولہ فتحیابی کا سہرہ باندھے ہوئے مال غنیمت اور قیدیون کو لئے ہوئے واپس ہوا جس قدر رومی مقبوضات راستہ مین ملے ان کو تاخت و تاراج کرتا ہوا آذنہ کیجانب مراجعت کی جہان

وہان مقیم رہا تا آنکہ اسکا گورنر طرسوس حاضر خدمت ہوا سیف الدولہ نے اسکو انعام اور جایزہ مرحمت فرما کے حلب کی طرف معاودت کی۔

رومیون کو اس جنگ اور غیر متوقع ہزیمت سے بیحد ملال ہوا خاک بسر بحال پریشان اپنے شہرون کی طرف لوٹے اور بعد چندے اپنی حالت کو درست کرکے طرسوس اور الرہا پر چڑہائی کردی مسلمانون کو ان کے نقل وحرکت کی اطلاع تک نہ تہی جی کھولکر عیسائیون نے ان شہرون کے سواد اور گرد ونواح کو لوٹا اور پامال کیا بہت سے مسلمانون کو گرفتار کرکے واپس آئے۔

سیف الدولہ نے عیسائیون کو اس پیشقدمی کے سزا دینے کی غرض سے ۳۴۶ھ مین بلاد روم پر بقصد جہاد حملہ کیا۔ بیحد سختی سے کام لیا ہزارہا قصبات اور دیہات اوجڑ گئے متعدد قلعات مفتوح ہوئے عساکر اسلامیہ کے ہاتھہ مال غنیمت سے مالامال ہوگئے۔ قیدیون اور مال غنیمت کی کوئی انتہا نہ تہی الغرض سیف الدولہ قتل وغارت کرتا ہوا خرسنہ تک پہونچا اور اپنی فتحیابی کا جھنڈا خرسنہ مین گاڑکر مراجعت کی۔ واپسی کے وقت رومی عیسائیون نے ناکہ بندی کرلی اہل طرسوس نے راے دی کہ چونکہ رومی عیسائیون نے ان راستون کی ناکہ بندی کرلی ہے جس سے آپ بلاد روم مین داخل ہوئے تہے اس وجہ سے مناسب یہ ہے کہ ہم لوگون کے ساتھہ آپ تشریف لے چلین۔ مگر سیف الدولہ نے اہل طرسوس کی راے کا کچھہ خیال نہ کیا اور نہ ان کے ہمراہ واپس ہوا۔ آخر کار نتیجہ یہ ہوا کہ عیسائیون نے ہر چہار طرف سے آکر سیف الدولہ کو گھیر لیا۔ جسقدر مال غنیمت رومی عیسائیون سے عساکر اسلامیہ کے ہاتھہ لگا تہا اس کو پہر انہون نے واپس لے لیا۔ ایک جماعت قلیلہ کے ساتھہ جو تین سو سے متجاوز نہ تہے بہزار دقت وخرابی بسیار اپنے دارالحکومت مین واپس آیا بعد اسکے ۳۵۰ھ مین سیف الدولہ کا ایک سپہ سالار جو اسکے آزاد غلامون سے

تنہا میار فارقین کیطرف سے بلاد روم مین داخل ہوا۔ بہت سا مال غنیمت اور ہزارہا قیدی لیکر صحیح وسالم واپس آیا۔

ناصر الدولہ مغز الدولہ کی ناصافی

ناصر الدولہ اور معز الدولہ بن بویہ کی مصالحت اور ادائے خراج کے اقرار کا بیان ہم اوپر تحریر کر آئے ہین اس مصالحت کے تھوڑے دنون بعد ناصر الدولہ نے بد عہدی کی اور مخالفت کا علم بلند کر دیا۔ سنہ مذکور نصف منقضی ہوا تھا کہ معز الدولہ نے ناصر الدولہ پر فوجکشی کردی اور پہونچتے ہی موصل پر قبضہ کر لیا ناصر الدولہ اسکو چھوڑ کر نصیبین چلا گیا اسکے عمال اور سرداران لشکر مال واسباب اُٹھالائے ناصر الدولہ نے ان لوگون کو اپنے قلعات رحبہ فانی اور کواسی مین ٹھیرایا اور عرب سے سازش کر کے معز الدولہ کے لشکر کی رسد بند کردی اسوجہ سے معز الدولہ کے لشکرگاہ مین بیدگرانی ہوگئی۔ مجبور آ معز الدولہ نے نصیبین کیجانب کوچ کیا سبکتگین حاجب کبیر کو موصل کی حکومت پر چھوڑتا گیا اثنار راہ مین یہہ خبر لگی کہ ابو الرجا اور عبد اللہ پسران ناصر الدولہ سنجار مین مقیم ہین۔ یہ سنتے ہی سنجار کیجانب جھک پڑا ابو الرجا اور عبد اللہ یہ خبر پاکے اپنا سارا مال واسباب چھوڑ کر بھاگ گئے معز الدولہ کے لشکر نے پہنچکر ان دونون کے خیمون کو لوٹ لیا۔ بعد ازان وہ دونون معز الدولہ کے لشکرگاہ کیطرف لوٹے معز الدولہ کا لشکر اُدھر غارتگری مین مصروف مصروف تھا اُدھر ان دونون بھائیون نے بھی اپنی مٹھیان گرم کرلین اور سنجار کیجانب پھر لوٹے معز الدولہ اس وقت قریب نصیبین پہونچ چکا تھا اور ناصر الدولہ یہ خبر پاکر نصیبین سے میافارقین بھاگ گیا تھا۔ اسکے بہت سے ہمراہیون نے معز الدولہ سے امن حاصل کرلی اور اسکے لشکر مین جاکر شامل ہوگئے۔ ناصر الدولہ اپنے بھائی سیف الدولہ کے پاس حلب چلا گیا اور وہین قیام اختیار کیا۔ سیف الدولہ نے معز الدولہ سے اپنے بھائی ناصر الدولہ سے مصالحت کی تحریک شروع کی۔ معز الدولہ

نے اس وجہ سے کہ ناصر الدولہ نے ناحق عہد شکنی کی تھی مصالحت سے انکار کیا پس سیف الدولہ نے ملک کے خراج کی دو کرور نولاکھ کی ضمانت کرلی معز الدولہ نے اس مصالحت کی بنا پر ناصر الدولہ کے ہمراہیون کو رہا کردیا یہ واقعہ ماہ محرم ۳۴۸ھ کا ہے۔ چنانچہ اس مصالحت کے بعد معز الدولہ نے عراق کیجانب مراجعت کی اور ناصر الدولہ نے موصل کیطرف۔

رومیون کا عین زربہ وحلب پر قبضہ

ماہ محرم ۳۵۱ھ مین دمستق نے پھر سر اوٹھایا۔ رومی عیسائیونکو مجتمع کرکے عین زربہ پر چڑھائی کردی۔ پہلے اس پہاڑی پر قبضہ کرلیا جو کہ عین زربہ کے قریب تھی اور کسی قدر اس سے بلندی پر واقع تھی بعد ازان عین زربہ کا محاصرہ ڈالا ہر چہار طرف سے قلعہ شکن منجنیقین نصب کراین اور شب و روز سنگ بازی شروع کردی اہل شہر نے پریشان ہوکر امن کی درخواست کی دمستق نے ان لوگون کو امن دی اور کامیابی کے ساتھ شہر مین داخل ہوا اور شہر مین داخل ہونے کے بعد اہل شہر کو امن دینے پر نادم ہوا اسوجہ سے کہ اہل شہر کا حال بیحد زبون اور ابتر ہوگیا تھا تمام شہر مین منادی کرادی کہ کل باشندگان شہر آج ہی معہ اپنے اہل وعیال کے شہر چھوڑکر مسجد اقصےٰ چلے جائین اس منادی سے تمام شہر مین مین بھگدر مچگئی ایک گروہ کثیر کثرت اژدہام سے شہر پناہ کے دروازون پر کچل کر مرگیا کچھ لوگ راہون مین جان بحق تسلیم ہوئے۔ دوسرے وقت تک باقی ماندگان مین سے جسقدر شہر مین پائے گئے وہ مار ڈالے گئے۔ رومی عیسائیون نے اہل شہر کے مال واسباب پر قبضہ کرلیا اور شہر پناہ کی فصیلون کو منہدم کرادیا علاوہ عین زربہ کے اسی سلسلہ مین تقریباً چون ۵۴ قلعات اور عیسائیون نے مفتوح کرلئے۔ بیس دن کے قیام کے بعد دمستق نے بقصد معاودت مراجعت کی اور اپنی فوج کو قیاریہ مین چھوڑتا گیا۔ چونکہ ابن الزیات والی طرسوس نے

سیف الدولہ بن حمدان کے نام کا خطبہ موقوف کر دیا تھا اسوجہ سے دمستق نے یہ خیال کر کے کہ سیف الدولہ اسکے ساتھ ہمدردی نکرے گا آستے جاتے اسکے متعرض ہوا اور لڑائی چھیڑ دی۔ اسکا بھائی انہین معرکون مین مار ڈالا گیا۔ اہل شہر نے سیف الدولہ کے نام کا خطبہ پھر پڑھنا شروع کیا اور اسکی حکومت اور اسکے اقتدار کو تسلیم کر لیا ابن الزیات گھبرا کر نہر مین کود پڑا ڈوب گیا۔

اس واقعہ کے بعد دمستق نے سرحدی بلاد کیجانب مراجعت کی اور نہایت تیزی سے حلب کیجانب بڑھا۔ سیف الدولہ فوجین فراہم نکر سکا۔ اپنے تھوڑے سے ہمراہیون کو لیکر مقابلہ پر آیا عیسائیون نے ہزیمت دے دی۔ آل حمدان کمال بیرحمی سے پامال کیے گئے۔ دمستق نے کل اُن چیزون پر جو سیف الدولہ کے محلسرا رخارج حلب مین تھا قبضہ کر لیا۔ بہت سا مال و اسباب ہاتھ آیا آلات حرب کی کوئی حد نہ تھی۔ دمستق نے ان چیزون پر قبضہ کر لینے کے بعد محلسرا کو مسمار کرا دیا اور اگلے دن سہر حلب کے محاصرہ پر فوج کو متعین کیا اہل شہر نے بھی مدافعت پر کمر ہمت باندھی۔ دمستق نے اپنے مورچہ کو مصلحتاً کوہ جوشن پر لیجا کر قایم کیا۔ اور رسد و غلہ کی آمد و رفت بند کر دی جس سے شہر کے اندر لوٹ اور غارتگری شروع ہو گئی لوگ اپنے مال و اسباب کے بچانے کی غرض سے لڑنے بھڑنے لگے۔ فتنہ و فساد کے فرو کرنے کے لیے محافظین شہر پناہ کی عنان توجہ اس جانب منعطف ہوئی۔ دمستق نے اس امر کا احساس کر کے شہر پناہ پر قبضہ کر لیا اور کمال آسانی سے شہر کے اندر اپنی فوج کو اوتار دیا پھر کیا تھا سارے شہر پر عیسائیون کا قبضہ ہو گیا۔ اُن عیسائی قیدیون نے بھی نرغہ کر دیا جو حلب مین محبوس تھے قتل و غارتگری کا بازار گرم ہو گیا۔ تقریباً دس ہزار مسلمان قید کر لیے گئے جنمین چھوٹے چھوٹے لڑکے اور نہایت کم سن لڑکیان بھی تھین۔ مال و اسباب جسقدر ہو سکا لیجا سکے لیگئے

باقی کو جلا کر خاک و سیاہ کر دیا۔ بقیہ السیف مسلمانون نے شہر کے ایک قصبہ مین جاکر پناہ لی اور ہر چہار طرف سے قلعہ بندی کر لی۔ عیسائی بادشاہ کا ہمشیرہ زادہ قلعہ کی طرف محاصرہ کی غرض سے بڑہا۔ اہل قلعہ نے منجنیق کے ذریعہ سے ایک پتھر کھینچ مارا اتفاق سے یہ پتھر اسکے سر پر آلگا فوراً تڑپ کر مر گیا دمستق عیسائی بادشاہ نے اسوجہ سے کل اُن مسلمان قیدیون کو جو اسکے قبضہ مین تھے جنکی تعداد بارہ سو تھی اپنے آنکھون کے روبرو قتل کرا دیا اور محاصرہ اوٹھا کر مراجعت کر دی سواد اور مضافات حلب سے متعرض نہوا اور اس امید پر کہ آئندہ میرا چچازاد بھائی ان لوگونکو اپنے ظلم و ستم کا شکار بنانے کو آئے گا شہر کے آباد کرنے کا حکم دے گا مگر اللہ تعالے نے اسکی امید پوری نہونے دیا۔

سیف الدولہ نے ہزیمت کے بعد اپنی فوجی حالت درست کی اور عین زربہ کو عیسائیون کے قبضہ سے نکال لیا۔ اسکی شہر پناہ درست کروائی۔ اسکے حاجب نے اہل طرسوس کو مرتب کر کے بلاد روم پر فوجکشی کی اور ان کے مقبوضات کو تاخت و تاراج کر کے مراجعت کی۔ رومیون نے یہ خبر پاکر قلعہ بستبہ پر چڑہائی کر دی اور اسپر قابض ہو گئے بعد ازان قلعہ دلوک پر بھی قبضہ کر لیا علاوہ اسکے اور تین قلعات کو بھی دبا لیا جو اسکے قرب و جوار مین تھے بعد ازان نجا (سیف الدولہ کا غلام) قلعہ زیاد پر حملہ آور ہوا۔ رومیون کے ایک گروہ سے مڈبھیڑ ہوئی کہ ہیت نجا کے ہاتھ رہا رومی شکست کہا کے بھاگے۔ تقریباً پانچ سو عیسائی گرفتار ہوئے۔ اسی سنہ مین ابو فراس بن سعید بن حمدان گورنر منبج کو عیسائیون نے گرفتار کر لیا اور اسی سنہ مین رومیون کا لشکر براہ دریا جزیرہ افرلیطش کیطرف گیا۔ معز نے اہل جزیرہ کی کمک پر فوجین روانہ کین سخت اور خونریز جنگ کے بعد رومیونکو ہزیمت ہوئی ایک گروہ کثیر گرفتار کر لیا گیا باقی ماندگان

بھاگ کھڑے ہوئے۔ ۳۵۲ھ مین رومیون نے بلوہ کرکے اپنے بادشاہ کو قتل کرڈالا اور ایک غیر شخص کو حکومت کی کرسی پر متمکن کیا۔

اہل حران کی بغاوت سیف الدولہ نے اپنے بھائی ناصر الدولہ کے بیٹے ہبۃ اللہ کو دیار مضر وغیرہ کی حکومت پر مامور کیا تھا اس نے اہل دیار مضر کے ساتھ بڑے برتاؤ کئے تجار کے مال و اسباب کو بظلم و ستم چھین لینے لگا۔ روسا اور امرا پر طرح طرح کے محاصل مقرر کئے اہل شہر وقت اور موقع کا انتظار کرنے لگے پس جب یہ اپنے چچا سیف الدولہ کے پاس چلا گیا تو اہل شہر نے اسکے عمال اور نائبون پر حملہ کردیا اور ان لوگون کو مار کر بھگا دیا ہبۃ اللہ ان واقعات سے مطلع ہوکر ان لوگون کی سرکوبی کی غرض سے ان لوگون کیطرف روانہ ہوا۔ دو ماہ کامل ان کا محاصرہ کئے ہوئے قتل و غارت کرتا رہا بعد اسکے سیف الدولہ ان واقعات سے مطلع ہوکر آپہونچا اہل شہر نے اطاعت کی گردن جھکا دی اور ہبۃ اللہ کو شہر مین داخل کرلیا ہبۃ اللہ نے بھی شہر مین داخل ہوتے ہی قتل عام کا حکم دیا۔ بات کی بات مین بغاوت فرو ہوگئی۔

ایلغاوت ہبۃ اللہ اسی سنہ مین سیف الدولہ نے موسم گرما مین اپنی فوجین بلاد روم پر جہاد کی غرض سے روانہ کین چنانچہ اہل طرسوس ایک سرحد سے داخل ہوئے دوسری سرحد کیطرف سے نجاح نے قدم بڑھایا اور چونکہ سیف الدولہ اس سے دو برس پہلے سے عارضہ فالج مین مبتلا ہوگیا تھا اسوجہ سے بغرض معالجہ ایک سرحد پر اس نے بھی پڑاو کردیا۔ اہل طرسوس نے نہایت مستعدی سے اپنے فرائض ادا کئے جہاد کرتے ہوئے قونیہ تک پہونچے اور مظفر و منصور مال غنیمت لئے ہوئے واپس ہوئے پس سیف الدولہ نے بھی حلب کیجانب مراجعت کی درد اور تکلیف کی اسدرجہ زیادتی ہوئی کہ لوگون نے اسکی موت کی خبر اڑا دی

اسکے بھائی کا بیٹا ہبتہ اللہ حکمرانی کے شوق مین اوٹھ کھڑا ہوا اور ابن نجا نصرانی کو جو کہ سیف الدولہ کے غلامون سے تھا قتل کر ڈالا اور جب اسکو اپنے چچا کی زندگی کا یقین ہوگیا تو حران کیجانب کوچ کر گیا اور وہان پہونچکر قلعہ نشین ہوگیا سیف الدولہ نے اسکی تعاقب پر نجا کو مامور کیا چنانچہ نجا ہبتہ اللہ کی جستجو اور گرفتاری کی غرض سے حران مین آیا۔ ہبتہ اللہ یہ خبر پاکر اپنے باپ کے پاس موصل چلا گیا اور نجا نے آخری شوال ۳۵۲ھ مین حران مین قیام کردیا اور اہل حران سے دس لاکھ دارہم بطور تاوان اور جرمانہ کے پانچ دن کے اندر بزور وجبر وصول کئے اہل حران نے اپنے قیمتی قیمتی اسباب فروخت کر ڈالے اور جلاوطن ہوکر میافارقین کا راستہ لیا۔

انجا کی بغاوت سیف الدولہ کا استیلاء

تم اوپر پڑھ آئے ہو کہ نجا کو چونکہ اہل حران کے ساتھ کرنا تھا کر چکا اور ان کے مال و اسباب پر بزور وجبر قابض ہوگیا اس سے اس کی قوت بڑھ گئی اور خیالات مین معقول طور سے تبدیلی واقع ہوگئی فوجین آراستہ کرکے میافارقین کیطرف روانہ ہوا اور بلاد ارمینیہ کا قصد کیا۔ اکثر بلاد ارمینیہ پر عراق کا ایک شخص جو ابوالورد کے نام سے معروف و مشہور تھا ایک مدت سے قابض ہو رہا تھا۔ نجا نے ابوالورد کو پھیر کے اسکے مقبوضات اور قلعات اور شہرون پر قبضہ کرلیا۔ خلاط اور ملاذکرد پر قابض ہوگیا اور ابوالورد کا بہت سا مال و اسباب ضبط کرکے ابوالورد کو مار ڈالا۔ ان واقعات کے بعد نجا نے سیف الدولہ کے خلاف علم بغاوت بلند کیا اتفاق وقت سے اسی زمانہ مین معز الدولہ بن بویہ نے موصل اور نصیبین پر قبضہ کرلیا تھا۔ نجا نے بنی حمدان کے مقابلہ پر اس سے امداد طلب کی بعد اسکے ناصر الدولہ نے مصالحت کرلی اور معز الدولہ نے بغداد کیجانب مراجعت کی پس سیف الدولہ نے بقصد نجا اپنی فوج کو کوچ کا حکم دیا۔ نجا مقابلہ سے بھاگ کھڑا ہوا۔ سیف الدولہ نے کل اُن بلاد

(۲) ۹۶۲ء ۹۰۰ء

پر جسکو نجا نے ابوالورد سے چھین لیا تھا قبضہ کرلیا۔ بعدازاں نجا اور اسکے بھائیون اور اسکے ہمراہیون نے سیف الدولہ سے امن کی درخواست کی سیف الدولہ نے ان کو امن دی اور نجا کو بدستور ان کے عہدہ پر بحال رکھا۔ اس واقعہ کے بعد ماہ ربیع الآخر ۳۵۳ھ مین نجا پر میافارقین مین اسکے غلامون مین سے ایک غلام نے رات کے وقت اسکے مکان مین حملہ کر کے اسکی زندگانی کا خاتمہ کر دیا

جنگ معزالدولہ و ناصرالدولہ

مابین ناصرالدولہ اور معزالدولہ کے دس لاکھ درہم سالانہ پر مصالحت ہوگئی تھی بعد اسکے ناصرالدولہ نے یمن مین باضافہ مقررہ خراج اپنے بیٹے ابو ثعلب مظفر کے جانے کی اجازت طلب کی معزالدولہ نے اس درخواست کو منظور نہ کیا اور فوجین مرتب کر کے نصف ۳۵۳ھ مین موصل کیجانب کوچ کر دیا ناصرالدولہ یہ خبر پاکر نصیبین چلا گیا۔ معزالدولہ نے پہونچتے ہی موصل پر قبضہ کرلیا اور پھر موصل سے ناصرالدولہ کی تعاقب مین روانہ ہوا روانگی کیوقت موصل کی مالی اور جنگی صیغون پر اپنی جانب سے جدا جدا نائب مقرر کرتا گیا۔ ناصرالدولہ کو نصیبین مین بھی چین سے بیٹھنا نصیب نہوا معزالدولہ کی آمد کی خبر پاکر نصیبین کو خالی کر دیا معزالدولہ نے پہونچکر نصیبین پر قبضہ بھی کرلیا ان واقعات کے اثنا مین ابوثعلب کو موقع ملگیا فوراً موصل پر آدھمکا اور غارتگری اور قتل کا ہنگامہ برپا ہوگیا اس کے اطراف وجوانب پر تاخت و تاراج کا ہاتھ بڑھایا معزالدولہ کے سپہ سالارون اور عمال نے ابو ثعلب کے حملون کا مقابلہ کیا اور اسکو فاش شکست دے دی اس سے معزالدولہ کے قلب کو اطمینان حاصل ہوا اور قیام پذیر ہوکر[1] ....

اسکے آیندہ حالات کا انتظار کرنے لگا اس مرتبہ ناصرالدولہ موقع پاکر موصل مین آگیا اور معزالدولہ کے ہمراہیون اور سپہ سالارون پر حملہ کر کے قتل کر ڈالا

---

[1] اصل کتاب مین اس جگہ پر کچھ نہین لکھا ہے۔ ۱۲ مترجم

اور ان مین سے جو سپہ سالارون کا سردار تھا اسکو قید کرلیا۔ مال و اسباب اور آلات حرب پر جسکو معز الدولہ موصل مین چھوڑ گیا تھا قبضہ کرلیا اور نہایت تیزی سے کل چیزون کو قلعہ کواسی مین اوٹھالایا۔ اس واقعہ کی اطلاع معز الدولہ تک پہونچی بیحد صدمہ ہوا چونکہ ناصر الدولہ کی قوت بڑہ گئی تھی اور بہت سی پیچیدگیان پیدا ہوگئی تھین معز الدولہ اسکے ہم کو سر نہ کرسکا۔ مصالحت کا نامہ و پیام بھیجا ناصر الدولہ نے پیام صلح پاکے اپنی رضامندی ظاہر کی چنانچہ مابین ناصر الدولہ اور معز الدولہ اس طور سے مصالحت ہوئی کہ معز الدولہ نے ناصر الدولہ کو موصل دیار ربیعہ اور اسکے کل صوبجات کی سند حکومت بادائے خراج مقررہ مرحمت فرمائی اور ناصر الدولہ سے یہ اقرار لیا گیا کہ بعد مصالحت اُن قیدیون کو قید سے رہا کردے جو کہ اسکے قبضہ مین معز الدولہ کے ہمراہیون مین سے ہین الغرض صلحنامہ مکمل اور مرتب ہونے کے بعد معز الدولہ نے بغداد کیجانب مراجعت کی۔

رومیون کا مصیصہ اور طرطوس پر قبضہ

۳۵۳ھ مین دمستق عیسائی بادشاہ نے لشکر روم کے ساتھ بلاد اسلامیہ کے تاخت و تاراج کرنے کی غرض سے خروج کیا۔ مصیصہ پر پہونچکے محاصرہ ڈالدیا اور نہایت شدت سے لڑائی شروع کردی اس کے فصیلات اور مضافات کو جلاکر خاک و سیاہ کردیا۔ شہر پناہ کے دیوارین بہت بڑا سا روزن بنالیا اہل شہر کمال جد و جہد سے اس کی مدافعت کررہے تھے چنانچہ ایک حد تک اُن کو کامیابی بھی ہوگئی تب دمستق نے مصیصہ سے اذنہ اور طرسوس کیجانب کوچ کیا۔ اس کے اطراف و جوانب مین اس کا جور و ستم حد سے متجاوز ہوگیا۔ ہزارہا مسلمان کو تہ تیغ کیا۔ گرانی بہت بڑہ گئی تھی اسکی اشیاء قریب قریب نہ ملنے لگین۔ سیف الدولہ کا مرض قدیم پھر عود کرآیا جس کی وجہ سے وہ ان عیسائیون کی سرکوبی کے لئے نہ اُٹھ سکا۔ غرضکہ اسی سے پانچہزار

پیادہ جہاد کی غرض سے آپہونچے۔ سیف الدولہ نے ان کی بڑی آؤ بھگت کی اور ان لوگون کے آجانے کی وجہ سے عیسائیون کی مدافعت پر اُٹھ کھڑا ہوا اتفاق یہہ کہ ان مجاہدین کے پہونچنے سے پیشتر رومی عیسای اپنے بلاد کیجانب واپس ہو گئے تھے پس ان مجاہدین کا گروہ بوجہ گرانی وکمی غلہ سرحدی بلاد مین متفرق اور منتشر ہوگیا۔

رومی عیسائیون نے پندرہ یوم کے بعد پھر معاودت کی اور دمستق نے اہل مصیصہ اذنہ اور طرسوس کو اپنی واپسی کی دھمکی دی اور ان کو جلا روطن ہوکر چلے جانے کی تاکید کی ان لوگون نے سماعت نہ کی تب دمستق پھر ان لوگون کیطرف لوٹ آیا اور طرسوس کا محاصرہ کرلیا بہت بڑی لڑائی ہوئی۔ ہزارہا جانین تلف ہوئین مسلمانون نے عیسائیون کے بطریقون مین سے ایک بطریق کو گرفتار کرلیا۔ دمستق گھوڑے سے گر کے مرگیا عیسائیون نے خائب وخاسر ہوکر اپنے ملک کی طرف مراجعت کی بعد اسکے یعفور بادشاہ روم نے قسطنطنیہ سے ۳۵۴ھ مین اسلامیہ سرحدی بلاد کیجانب خروج کیا قیساریہ کے نام سے ایک شہر آباد کرکے قیام پذیر ہوا اور ہر چہار طرف فوجین روانہ کین اہل مصیصہ اور طرسوس نے مصالحت کا پیام بھیجا رومی بادشاہ نے صلح کرنے سے انکار کیا اور بنفسہ فوج کے ساتھہ مصیصہ کیطرف روانہ ہوا اہل مصیصہ تاب مقاومت نہ لاسکے رومی بادشاہ بزور وجنگ شہر مین گھس پڑا اور خوب خوب اسکو پامال وتاخت وتاراج کیا وہان کے باشندون کو بلاد روم کیطرف جلا روطن کرکے بھیجدیا۔ ان جلا روطنون کی تعداد دو لاکھہ تھی۔ اس مہم سے فارغ ہوکر طرسوس کیطرف گیا اور اہل طرسوس کو اس شرط پر امن دے کر شہر پناہ کے دروازے کھلوا لئے کہ وہ لوگ جسقدر مال واسباب نیجا سکین اپنے ساتھہ اُٹھا لیجائین اور طرطوس کو چھوڑ کر انطاکیہ چلے جائین۔ چنانچہ اہل طرطوس اس شرط کے مطابق طرطوس کو خیر آباد کہہ کر انطاکیہ کیجانب روانہ ہوئے بادشاہ روم نے چند دستہ فوج کو ان کی نگرانی پر مامور کردیا تاکہ انطاکیہ کے سوا اور کسیطرف جانے نہ پائین۔ اہل طرطوس

جلاء دمشق کے بعد عیسائی بادشاہ طرسوس کی تعمیر اور آبادی کیجانب متوجہ ہوا ہر طرح سے اس کو مضبوط اور مستحکم بنانے کی تدبیرین کین۔ گرد و نواح سے رسد و غلہ فراہم کر کے طرطوس مین جمع کیا۔ اور جب اس انتظام سے فراغت پائی تو قسطنطنیہ کیجانب مراجعت کی اسکے بعد دمشق بن شمسیق نے بقصد جنگ سیف الدولہ میافارقین کا قصد کیا لیکن بادشاہ قسطنطنیہ نے روکدیا۔

اہل انطاکیہ اور حمص کی بغاوت

جسوقت رومیون نے طرسوس پر قبضہ کرلیا رشیق نعیمی ان کے سپہ سالارون اور انکے مدبرین مین سے چند نفر کے ساتھہ انطاکیہ پہونچا۔ ابن ابی الاہوازی بھی جباۃ سے انطاکیہ مین اسکے پاس آگیا اور اسکو بغاوت پر ابھار دیا اور اسکو یہ سمجھایا کہ سیف الدولہ میافارقین مین علیل ہے نقل و حرکت سے مجبور ہو رہا ہے شام سے واپس نہین آسکے گا مزید براں جو کچھہ اسکے پاس نقد زر تھا اس سے اس کی امداد کی۔ رشیق نے بغاوت پر کمر باندہ لی اور انطاکیہ کو دبا بیٹھا۔ بعد ازان حلب کیطرف بڑھا۔ اسوقت حلب مین عرقوبہ تھا رفتہ رفتہ اسکی خبر سیف الدولہ تک پہونچی کہ رشیق نے بغاوت پر کمر باندہی ہے ابن الاہوازی انطاکیہ چلا گیا ہے اور ویلم مین سے ایک شخص کو اس کی امارت پر مامور کیا ہے اس شخص کا نام وزیر تھا اُس نے اپنے کو امیر کے لقب سے ملقب کیا اور یہ خیال قایم کیا کہ یہ علوی ہے اسنے اپنے کو اشاد کے نام سے موسوم کیا۔ اسنے اہل انطاکیہ کے ساتھہ ظالمانہ برتاؤ کئے۔ عرقوبہ نے حلب سے اسکا قصد کیا ان لوگون نے اسکو ہزیمت دیدی بعد اسکے سیف الدولہ میافارقین سے حلب آپہونچا اور فوجین طیار و مرتب کر کے انطاکیہ کے جانب کوچ کیا اور وزیر اور ابن الاہوازی سے مدتون لڑتا رہا بالآخر یہ دونون گرفتار کر کے سیف الدولہ کے روبرو پیش کئے گئے سیف الدولہ نے وزیر کو سزاے موت دی اور ابن الاہوازی کو چندے قید رکھہ کے قتل کر ڈالا۔ انطاکیہ کی بغاوت فرو ہوگئی بعد ازان

حمص مین مروان قرمطی نے بغاوت کردی۔ یہ قرامطہ کے متبعین سے تھا سیف الدولہ کیجانب سے یہ سواحل کی حکومت پہ تھا پس جسوقت اس کی قوت بڑھ گئی اس نے حمص مین مخالفت کا اعلان کرکے قبضہ کرلیا علاوہ اسکے جن دنون سیف الدولہ میافارقین گیا ہوا تھا اور شہرون پر قابض ہوگیا۔ سیف الدولہ نے اسکی سرکوبی پر عرقوبہ اور اپنے خادم بدر کو فوجین لیکر روانہ کیا۔ دونون فریق مدتون گتھے رہے انہین لڑائیون مین مروان کو ایک پیہ آنکا مگر پھر بھی نہایت ثابت قدمی سے مدتون لڑتا رہا۔ اسکے ہمراہی جی توڑکر لڑ رہے تھے انہین لڑائیون مین سے کسی لڑائی مین بدر گرفتار ہوگیا مروان نے اس کو ہلاک سے بسکدوش کردیا مروان اس واقعہ کے بعد چند دنون زندہ رہا

رومیون کا دارا پر قبضہ سنہ ۳۵۵ھ مین رومی عیسائیون کا لشکر سرحدی بلاد اسلامیہ کیجانب قتل وغارت گری کی غرض سے خروج کیا چنانچہ آمد پر پہونچکر محاصرہ ڈالدیا اور اہل آمد کے قتل اور قید کرنے مین کامیابی حاصل کی۔ مگر فتحیاب نہوا اہل آمد نے قلعہ بندی کرلی تب عیسائیون نے دارا کیطرف جو کہ میافارقین کے قریب واقع تھا قدم بڑہایا اور اسپر قابض ہوگئے۔ باشندگان دارا نصیبین چلے گئے۔ ان دنون سیف الدولہ وہین موجود تھا ان لوگون کے بھاگ آنے سے بیحد مغموم ہوا اسیوقت عرب کے نامی نامی جنگ آورون کو ان کے ہمراہ لڑائی پر جانے کی غرض سے بلا بھیجا۔ رومی عیسائی یہ خبر پاکر الٹے پاؤن لوٹ گئے اور سیف الدولہ بجائے ان کے وہان پر قیام پذیر ہوا۔ رومی عیسائی دارا سے نکلکر انطاکیہ پر جا پہونچے مدتون اسکا محاصرہ کئے رہے اور اسکے گردونواح کو لوٹتے رہے۔ اہل انطاکیہ نے تاکہ بندی کرلی خائب وخاسر ہوکر طرسوس کیجانب معاودت کی۔

وفات سیف الدولہ وتجہیز ناصر الدولہ ماہ صفر سنہ ۳۵۶ھ مین سیف الدولہ ابوالحسن علی بن ابی الہیجاء عبداللہ بن حمدان نے حلب مین سفر آخرت اختیار کیا۔ نعش میافارقین

اوٹھالائی گئی اور وہین دفن کردی گئی - بجائے اسکے سریر حکومت پر اسکا بیٹا ابو المعالی تشریف
متمکن ہوا پھر اسی سنہ کے ماہ جمادی الاولی مین ناصر الدولہ برادر سیف الدولہ کو اسکے بیٹے ابو تغلب نے معزول
مین قید کردیا ابو تغلب ناصر الدولہ کا لڑکا تھا قید کرنیکے وجہ یہ تھی کہ ناصر الدولہ نے توجہ کبر و سنی بداخلاقی
شروع کردی - اسکی اولاد اور اسکے مشیران حکومت نے مخالفت کی ناصر الدولہ ان لوگون کے
ساتھہ بھی سختی سے پیش آنے لگا اس سے ان لوگون کے دل ناصر الدولہ سے بیزار ہوگئے
اور جب ان لوگون کے کانون تک معز الدولہ بن بویہ کے قصد کی خبر پہونچی تو ناصر الدولہ
کی اولاد نے عراق کا قصد کیا ناصر الدولہ نے ان لوگون کو روکا اور یہ کہا کہ صبر کرو یہان تک مختار
بن معز الدولہ داد و دہش کرنے لگے پس جب معز الدولہ کا ذخیرہ ختم ہوجائے گا اسوقت
تم لوگون کا فتحیاب ہونا آسان ہوجائے گا اور اگر میرا کہنا تم لوگ نہ سنوگے تو مین
تم لوگون کے خلاف معز الدولہ سے امداد طلب کرکے تم لوگون کو بیدخل کردونگا اس پر
ناصر الدولہ کی اولاد نے اصرار کیا ابو تغلب کو موقع ملگیا اسکے ارکین دولت اور خادمون
کو ملاکے اپنے باپ کو گرفتار کرکے قلعہ مین نظر بند کردیا اور اسکی خدمت پر چند لوگون کو
مامور کردیا اس معاملہ مین ابو تغلب کے بعض بھائیون نے ابو تغلب کی مخالفت کی اسوجہ سے اسکے کامون اور نظام
حکومت مین ایک گونہ اضطراب اور اختلال پیدا ہوگیا مجبورا نہ اسکو مختار بن معز الدولہ سے
ملنا پڑا - اپنے بھائیون کے مقابلہ مین دلائل اور براہین پیش کرنیکے غرض سے تجدید
عہدنامہ کی درخواست کی پس مختار بن معز الدولہ نے تیس لاکھہ درہم سالانہ پر اسکو سند
حکومت دے دی -

ابو المعالی کی حلب مین حکومت

سیف الدولہ کے انتقال کے بعد جیسا کہ ہم اوپر بیان کرآئے ہین
اسکا بیٹا ابو المعالی شریف عنان حکومت کا مالک ہوا - سیف الدولہ
نے اپنے زمانہ حیات مین ابو فراس بن ابی العلاء سعد بن حمدان کو حلب کی حکومت پر
پر متعین کیا تھا رومیون نے اسکو منبج کی لڑائی مین گرفتار کرلیا - پھر جب ۳۵۵ھ مین مابین

سیف الدولہ اور عیسایان روم مصالحت ہوئی تو سیف الدولہ نے اسکا زر فدیہ ادا کر کے اس کو قید فرنگ سے نجات دلوادی تھی اور حمص کی گورنری پر متعین کر دیا تھا سیف الدولہ کی وفات کے بعد اسکو ابو المعالی کیجانب منافرت اور کشیدگی پیدا ہوئی حمص کو چھوڑ کر حمص ہی کے قریب ایک وادی کے کنارہ صدد نامی ایک گانون مین قیام اختیار کیا اور مخالفت کا اعلان کر دیا پس ابو المعالی نے بنی کلاب وغیرہ دیہاتی عربون کو مجتمع کر کے عرقوبہ کے ساتھہ ابو فراس کی جستجو اور گرفتاری پر روانہ کیا۔ چنانچہ عرقوبہ اسکی تلاش مین صدد پہونچا۔ ابو فراس کے ہمراہیون نے ابو فراس کے لئے امن کی درخواست ابو فراس بھی انہین لوگون مین تھا عرقوبہ نے ان کو امن دی اور جب وہ لوگ ارادہ نہ نکلنے لگے تو عرقوبہ نے ابو فراس کو گرفتار کرا کے قتل کر ڈالا اور سر اوتار کر ابو المعالی کیخدمت مین بھیجدیا ابو فراس اسکا ماموں تھا۔

اختیار ابو تغلب ناصر الدولہ بن حمدان کی ایک بیوی فاطمہ بنت احمد کردی نامی تھی یہی ابو تغلب کی مان تھی اسی نے اپنے بیٹے ابو تغلب کا اسکے باپ کی گرفتاری مین ہاتھہ بٹایا تھا پس جب ناصر الدولہ بنظر بند کر دیا گیا تو ناصر الدولہ نے اپنے بیٹے حمدان کو قید کی تکلیف سے نجات دینے کے لئے بلا بھیجا۔ اتفاق سے اس خط کے مضمون سے ابو تغلب مطلع ہو گیا پس اس نے اپنے باپ کو قلعہ موصل سے قلعہ کواشی مین منتقل کر دیا۔ شدہ شدہ اسکی خبر حمدان تک پہونچگئی۔ اپنے چچا سیف الدولہ کی وفات کے وقت رحبہ سے رقہ چلا گیا اور اس پر قابض و متصرف ہو گیا تھا جب اسکو اسکے باپ کا یہ خط ملا تو فوراً نصیبین کیجانب کوچ کیا اور فوجین مرتب کرنے لگا اور اپنے بھائی کے پاس کہلا بھیجا کہ پدر بزرگوار کو قید کی تکلیف سے نجات دے دو ورنہ خیر نہ ہوگی۔ ابو تغلب یہ پیام پاکر آگ بگولا ہو گیا سامان جنگ درست کر کے حمدان سے جنگ کرنے کو کوچ کر دیا۔ حمدان قبل جنگ شروع ہونے کے شکست

کہا کے رقہ کی طرف چلا گیا - ابو تغلب بھی اسکے تعاقب مین رقہ پہونچا - کئی مہینے
اسکا محاصرہ کئے رہا پھر دونون مین مصالحت ہوگئی اور ہر ایک اپنے اپنے
دار الحکومت مین واپس ہو آیا - بعد ازان قید ہی کی حالت مین ناصر الدولہ ۳۵۸ھ
مین رہگرائے عالم آخرت ہوا - موصل مین دفن کیا گیا - ابو تغلب نے اپنے
بھائی ابو البرکات کو حمدان کے پاس رجبہ روانہ کیا - اتفاق کچھ ایسا پیش آیا کہ حمدان
کے ہمراہی اور اعوان و انصار حمدان سے علیحدہ ہو گئے - حمدان نے بختیار
کے سایہ عاطفت مین پناہ حاصل کرنے کو عراق کا راستہ لیا - کوچ و قیام
کرتا ہوا ماہ رمضان سنہ مذکور مین بغداد مین داخل ہوا - تحایف اور ہدایا پیش کئے
بختیار نے معز الدولہ نے ابو تغلب کے پاس نقیب احمد پدر شریف رضی کو اسکے
بھائی حمدان سے مصالحت کر لینے کا پیام لیکر بھیجا پس اس نے اس تحریک کے
مطابق مصالحت کر لی چنانچہ صلح ہو جانے کے بعد حمدان نے نصف ۳۵۹ھ
مین رجبہ کیجانب مراجعت کی - ابو البرکات نے اسکی رفاقت ترک کر دی بعد چند
اس نے حمدان کو طلبی کا خط روانہ کیا حمدان نے حاضری سے انکار کیا اسپر ابو تغلب
نے اپنے بھائی ابو البرکات کا دوبارہ اپنی فوجون کا افسر اعلے مقرر کر کے حمدان کی
طرف روانہ کیا حمدان نے یہ خبر پاکر رجبہ چھوڑ دیا اور بیابان کا راستہ لیا ابو البرکات
نے رجبہ پر قبضہ کر لیا اور اپنی جانب سے ایک شخص کو مامور کر کے رقہ کیطرف کوچ
کیا پھر رقہ سے عربان کیجانب روانہ ہوا - حمدان موقع پاکر رجبہ پہونچگیا اور بزور تیغ
شہر مین گھس کر ابو تغلب کے عمال اور حکام کو مار ڈالا - ابو البرکات اس واقعہ سے
مطلع ہو کر لوٹ پڑا - دونون مین گھمسان لڑائی ہوئی حمدان نے ابو البرکات کے
سر پر ایک ایسی گہری چوٹ پہنچائی جس سے سر پھٹ گیا - گھوڑے پر سے کھینچکر
زمین پر ڈالدیا اور جھٹ پٹ مشکین باندھ کر گرفتار کر لیا - زخم کاری پہونچگیا تھا اسی دن

مرگیا۔ نعش موصل لائی گئی اور وہین اپنے باپ کے پاس دفن کیا گیا۔ نب
ابوتغلب نے بذاتہ حمدان کو ہوش مین لانے کی غرض سے طیاری کی۔ اپنے بھائی
ابوفراس محمد کو نصیبین کی حکومت پر مامور کیا پھر تھوڑے دنون بعد اس وجہ سے
کہ اس نے حمدان سے سازش کرلی تھی معزول کردیا اور طلب کرکے گرفتار کرلیا
بلاد موصل کے قلعہ تلاشتی مین لیجاکر قید کردیا۔ اس واقعہ سے اسکے اور بھائیون
ابراہیم اور حسن پر بُرا اثر پڑا وہ لوگ اس سے ناراض اور کشیدہ خاطر ہوکر ماہ رمضان
۳۶۳ھ مین اپنے بھائی حمدان کے پاس چلے گئے۔ ابوتغلب اس سے مطلع ہوکر
ان کے سر پر پہونچگیا اون لوگون نے مقابلہ سے جی چرایا۔ پھر ابراہیم اور
حسن (اسکے دونون بھائیون) نے براہ مکر و فریب امن کی درخواست کی ابوتغلب نے
ان کو امن دے دی اور ان کے خبث باطنی سے مطلع نہوا۔ حمدان کے اکثر
مصاحبون نے ان دونون کی اتباع کی۔ حمدان سنجار سے عربان واپس آیا اس اثنار
مین ابوتغلب اپنے بھائیون کے دغا اور فریب سے مطلع ہوگیا۔ دونون یہ خبر پاکر بھاگ
گئے بعد ازان اس نے امن کی درخواست پیش کی اور پھر ابوتغلب کی خدمت مین
لوٹ آیا۔

حمدان نے رحبہ مین بطور نائب اپنے غلام نجا کو مامور کر رکھا تھا۔ نجا نے اسکے
کل اسباب اور مال وزر پر متولی ہوکر معہ اسکے مال و اسباب کے حران بھاگ
آیا۔ اس وقت حران مین سلامہ برقعیدی ابوتغلب کیجانب سے امارت کررہا تھا پس حمدان
نے رحبہ کیطرف معاودت کی اور ابوتغلب قرقیسیا چلاگیا اور وہان پہونچکر رحبہ
کیطرف فوجین روانہ کین۔ چنانچہ اس فوج نے رات کو عبور کرکے رحبہ پر قبضہ
کرلیا حمدان اپنی جان بچاکر معہ اپنے بھائی ابراہیم کے سنجار چلاگیا۔ والی سنجار نے
ان دونون کی بڑی آؤبھگت کی یہ دونون مدتون وہان ٹھیرے رہے اور ابوتغلب

موصل کیجانب واپس چلا آیا - یہ کل واقعات آخری ۳۶۰ھ مین وقوع پذیر ہوے تھے -

رومیون کا شام و جزیرہ کیجانب خروج

۳۶۵ھ مین بادشاہ روم ملک شام مین داخل ہوا چونکہ ملک شام مین کوئی ایسا شخص اسوقت موجود نہ تھا جو اس کو جواب ترکی بترکی دیتا یا اس کی مدافعت کرتا جی کھولکر اطراف طرابلس کو تاخت و تاراج کیا - اہل طرابلس نے اپنے گورنر کو بوجہ اسکے ظلم و ستم کے رقہ کیطرف نکال دیا انہون نے رومیونکو موقع ملگیا طرابلس کو لوٹ اور مار کا جولانگاہ بنا کر رقہ کیجانب بڑہے اور بعد محاصرہ طویل کے اسپر بھی قابض ہو گئے اور خاطر خواہ تاخت و تاراج کیا بعد ازان حمص کی جانب کوچ کیا - اہل حمص نے ان عیسائیون کے پہونچنے سے پہلے حمص کو خالی کر دیا تھا - رومی عیسائیون نے پہونچتے ہی جلا کر خاک و سیاہ کر دیا - اور بلاد سواحل کیطرف جھکے - ان شہرون مین سے اٹھارہ شہرون پر اپنی کامیابی کا جھنڈا گاڑا اور عام طور سے قصبات اور دیہات کو پایمال کیا - ان واقعات سے عیسائیونکے حوصلہ بڑہ گئے کوئی ان کو روک ٹوک کرنے والا نہ تھا - تھوڑے ہی دنون مین تمام بلاد ساحل اور اطراف شام مین پھیلگئے صرف معدودے چند عرب باقی رہ گئے تھے جو وقتاً فوقتاً عیسائیونکو اپنی چمکتی ہوئی تلوارون کی زیارت کرا دیتے تھے

پھر والی روم نے لوٹکر بقصد حصار حلب اور انطاکیہ فوجین فراہم کین مگر یہ سنکے کہ وہ لوگ پوری طور سے مقابلہ پر آئینگے اپنے ملک کو لوٹ گیا - اسکے ہمراہ مسلمان قیدیون کا گروہ کثیر تھا جنمین ابو فراس بھی ایک لاکھہ نفوس تھے - انہونون حلب مین قرعویہ نامی ایک شخص حکومت کر رہا تھا جو سیف الدولہ کا مولی (آزاد غلام) تھا اس نے عیسائیون کے طوفان بے امتیازی کی خوب روک تھام کی انہین ایام مین بادشاہ روم نے اپنی فوج کو شہنون مارنے کی غرض سے جزیرہ کیجانب روانہ کیا

پس یہ فوج کفر تو تا تک قتل وغارت کرتی ہوئی پہونچگئی اور اسکے اطراف وجوانب کو جی کھولکر پامال کیا۔ ابوتغلب مین ان دشمنان اسلام کی مدافعت کی قوت ہی نہ تھی۔

قرعویہ کی خودسری قرعویہ سیف الدولہ کا غلام وہی ہے جس نے اس کے بیٹے ابوالمعالی کی حکومتملی بیعت بعد وفات سیف الدولہ لی تھی۔ پس جب ۳۵۸ھ کا دور آیا تو قرعویہ نے ابوالمعالی کے خلاف علم بغاوت بلند کردیا اور اسکو حلب سے نکالکر خود حکمران بن بیٹھا۔ ابوالمعالی حلب سے نکلکر حران کیطرف گیا اہل حران نے بھی اس کو شہر مین داخل نہونے دیا۔ تب ابوالمعالی نے میافارقین کا راستہ اختیار کیا جہان کہ اس کی والدہ تھی۔

ابوالمعالی کی والدہ سعید بن حمدان برادر ابوفراس کی بیٹی تھی۔ اس سے کسی نے یہ جڑدیا کہ ابوالمعالی تمہارے قید کرنے کو آتا ہے اسوجہ سے اس نے بھی چند دنون تک میافارقین مین ابوالمعالی کو داخل نہونے دیا تا آنکہ اس کو اپنا ذاتی اطمینان ہوگیا اور اسکی طرف سے اسکے خیالات تبدیل ہوگئے تب اس نے ابوالمعالی کو اور جن لوگون سے یہ راضی تھی ان کو میافارقین مین داخل ہونے کی اجازت دی۔ رسد وغلہ کا انتظام کرویا اور باقی ماندگان کو شہر مین داخل ہونے سے روکدیا۔

بعد اس کے ابوالمعالی نے جنگ قرعویہ کی تیاری کی یہ اندنون حلب مین تنہا اس نے حلب کی قلعہ بندی کرلی تب ابوالمعالی حماۃ چلاگیا اور وہین قیام پذیر ہوگیا۔ حران مین اسکے نام کا خطبہ پڑھا جاتا تھا حالانکہ اسکی طرف سے وہان اس کا کوئی گورنر نہ تھا۔ اہل حماۃ نے مشورہ کرکے اپنے ہی لوگون مین سے ایک شخص کو اپنا حکمران بنالیا جو انپر حکومت کرنے لگا۔

میافارقین کیطرف ابوتغلب یہ سنکر کہ ابوالمعالی نے بقصد جنگ قرعوبہ حلب کی
ابوتغلب کی روانگی طرف کوچ کیا ہے فوجین مرتب اور مسلح کرکے میافارقین کیجانب
روانہ ہوا سیف الدولہ کی بیوی نے ابوتغلب سے مزاحمت کی اور اس کام مین
آگرے آگئی بالآخر دونون مین اس پر مصالحت ہوئی کہ زوجہ سیف الدولہ دولاکھ
دینار ابوتغلب کو بطور تاوان یا خرچہ جنگ ادا کرے - بعدازان لگانے بجھانے
والون نے زوجہ سیف الدولہ سے یہ جڑدیا کہ ابوتغلب عنقریب شہر پر قبضہ کرنے
والا ہے - زوجہ سیف الدولہ یہ سنکر برہم ہوگئی رات کیوقت اپنی فوج کو شبخون
مارنے کا حکم دے دیا چنانچہ ابوتغلب کے لشکرگاہ سے بہت سا مال و اسباب
لوٹ گئی ابوتغلب نے بہت و خوشامد پیام بھیجا - زوجہ سیف الدولہ نے محض اُن چیزون
کو جو اسکے سپاہی لوٹ لے گئے تھے واپس کردیا اور ایک لاکھ درہم پیش کئے
اسکے قیدیون کو رہائی دی پس ابوتغلب نے میافارقین سے معاودت کی -

انطاکیہ حلب اور بلاد کرد ۳۵۹ھ مین عیسائی رومی لشکر نے انطاکیہ پر قبضہ کرلیا
پر عیسائیون کا قبضہ پہلے قلعہ لوقار پر پہونچکر محاصرہ ڈالا - قلعہ لوقار انطاکیہ کے
قریب ایک قلعہ تھا جسمین عیسائی رہتے تھے - رومی عیسائیون نے عیسائیان
لوقار سے سازش کرلی اور اس امر پر ان کو راضی کرکے انطاکیہ بھیجدیا کہ وہ انطاکیہ
جلاوطن ہوکر چلے جائین اور یہہ ظاہر کرین کہ ہملوگ رومیون کے ظلم و ستم سے
تنگ آکر اپنی عزت اور جان بچاکر نے کے خیال سے انطاکیہ بھاگ آئے ہین
اور پھر جب رومی لشکر انطاکیہ پر حملہ آور ہو تو اندرون شہر سے عیسائی رومی لشکر
کو شہر پر قبضہ دلانے مین ہاتھہ بٹائین - چنانچہ اہل لوقار جلاوطن ہوکر انطاکیہ
چلے گئے اور ایک پہاڑ پر جو انطاکیہ سے ملا ہوا تھا مقیم ہوئے بعد دو مہینے
کے یعفور والی روم کا بھائی چالیس ہزار کی جمعیت سے

انطاکیہ پر چڑھ آیا اور حملہ شروع کر دیئے اہل یوقار نے حسب قرارداد سابق
اپنی جانب کے شہر پناہ پر رومی لشکر کو قبضہ دے دیا اہل انطاکیہ اس امر کا احساس
کر کے بدحواس ہو گئے۔ عیسائیون نے شہر مین گھسکر قتل اور غارت گری
شروع کر دی۔ بیس ہزار مسلمانون کو گرفتار کر کے اپنے دارالحکومت روانہ
کر دیا۔ بعد اسکے سامان جنگ درست کر کے حلب کے سر کرنیکو عیسائیون
نے قدم بڑھایا۔ ان دنون حلب مین ابو المعالی شریف بن سیف الدولہ امیر
قرعویہ اپنے باغی گورنر پر محاصرہ ڈالے ہوئے تھا۔ یہ خبر پاکر کہ رومیون کا ٹڈی
دل لشکر حلب کیطرف آرہا ہے حلب کو چھوڑ دیا اور ایک سنسان میدان مین
گھس گیا۔ عیسائیون نے پہونچتے ہی شہر حلب پہ قبضہ کر لیا۔ قرعویہ اور اہل شہر
نے قلعہ مین جا کے پناہ لی اور دروازے بند کر لئے۔ رومی عیسائی مدتون
قلعہ کا محاصرہ کئے ہوئے لڑتے رہے بالآخر قرعویہ نے بشرط ادائے خراج
جو فیما بین فریقین طے و قرار پایا پر ہو گیا تمام مصالحت کر لی۔ علاوہ بران ایک
شرط یہ بھی قرار دی گئی تھی کہ رومی عیسائی لشکر کو مصافات فرات سے رسد
بہم پہونچانے مین مزاحمت نہ کیجائے۔ اس مصالحت مین حمص، کفرطاب،
معرہ، افامیہ شیزر اور جس قدر قلعات اور قصبات ان مقامات کے درمیان
مین تھے داخل اور شامل ہوئے۔ مقامات مذکورہ بالا کے رہنے والون
نے بطور ضمانت چند رؤسا رومیون کے حوالہ کئے پس رومیون نے حلب
سے اپنا محاصرہ اوٹھا لیا۔ اسی اثنا مین براور والی روم نے ایک فوج عظیم
ملاذکرد و مصافات صوبہ ارمینیہ کیطرف روانہ کیا تھا۔ چنانچہ اس فوج نے ملاذکرد
پر محاصرہ ڈالا اور بزور تیغ اسکو مفتوح کر لیا۔ ان ہیم کامیابیون سے ادہر
عیسائیون کے حوصلے بڑھ گئے اُدہر ہر طرف کے سرحدی امرا اسلام عیسائیون

کے رعب سے بید کیطرح تھرا اٹھے۔

قتل لیفور بادشاہ روم لیفور عیسائی قسطنطنیہ کا رومی بادشاہ تھا یہ وہی قسطنطنیہ ہے جو اس وقت سلاطین عثمانیہ کے قبضہ و تصرف مین ہے۔ جو شخص اس شہر کا والی ہوتا تھا وہ دمستق کہلاتا تھا لیفور بھی دمستق خاندان شاہی سے نہ تھا۔ یہ نہایت متعصب اور مسلمانونکا جانی دشمن تھا۔ اسی نے حلب پر زمانہ سیف الدولہ مین قبضہ حاصل کیا تھا طرسوس، منبیہ اور عین زربہ کے پہاڑون پر اپنی فتحیابی کا جھنڈا گاڑا تھا۔ اس نے بادشاہ قسطنطنیہ کو جو اس سے پیشتر تھا قتل کر کے عنان حکومت اپنے ہاتھ مین لی اور اس کی بیوی سے بیاہ کر لیا اس بیگم کے مقتول بادشاہ قسطنطنیہ کے نطفہ سے دو بیٹے تھے۔ قسطنطنیہ کی عنان حکومت پر قبضہ کرنیکے بعد بلاد اسلامیہ پر ظلم و ستم کا ہاتھ بڑھایا۔ تمام سرحد شام اور جزیرہ کو تہ و بالا کر دیا۔ امراء اسلام اس کے نام سے ڈرنے لگے اور ان کو اپنے ملک کے بچانے کی فکر پڑ گئی بعد چندے اس نے ان دونون لڑکون کو جو بادشاہ سابق مقتول کے نسل سے تھے خصی کر ڈالنے کا قصد کیا تاکہ ان کی آیندہ نسل منقطع ہو جائے اور کوئی شخص اسکے لڑکون سے مزاحمت کرنے والا نہ رہجاے۔ اتفاق سے اس قصد سے ان دونونکی ماں مطلع ہو گئی شمشقیق دمستق کو اس راز سے آگاہ کیا اور لیفور کے قتل مین اس سے سازش کی چنانچہ اس نے اسکو ایک روز شب مین بارحیات سے سبکدوش کر دیا۔

لیفور کا باپ مسلمان تھا۔ طرسوس کا رہنے والا تھا۔ ابن عطاس کے نام سے معروف تھا۔ اللہ جانے کیا دل مین آئی کہ عیسائی ہو گیا اور قسطنطنیہ چلا گیا ترقی کرتے کرتے بادشاہ ہو گیا اور اسکا ایسا دور دورہ ہوا کہ باید و شاید۔

یہ بہت بڑی غلطی ہے عقلاء کو اس کا خیال ہمیشہ رکھنا چاہیئے۔ مناسب یہ ہے کہ جو شخص بازاری ہو اور بے اصل و بے خانمان ہو اور خاندان حکومت کے نسب سے بعید ہو اسکو اس درجہ پر نہ پہونچنے دینا چاہیئے۔ اس مضمون کو ہم مقدمۃ الکتاب مین کافی اور معقول طور سے بیان کر آئے ہین۔

ابو تغلب کا حران پر قبضہ نصف ۳۵۹ھ مین ابو تغلب نے حران پر قبضہ کیا تقریباً ایک ماہ کامل محاصرہ کئے رہا بالآخر اہل حران سے دو شخص شب کیوقت ابو تغلب کے پاس مصالحت کرنے کے لئے آئے اور کل اہل شہر کے لئے امان حاصل کر کے واپس چلے گئے۔ اہل شہر کو یہ خبر معلوم ہوئی تو بگڑ گئے جنگ پر آمادہ و مستعد ہو گئے مگر پھر سوچ سمجھکر مصالحت پہ متفق ہوئے اور ابو تغلب کی خدمت حاضر ہو کر اطاعت اور فرمانبرداری کی قسمین کھائین چنانچہ ابو تغلب معہ اپنے بھائیون اور ہمراہیون کے نماز جمعہ ادا کرنے کو شہر مین گیا اور بعد نماز جمعہ پھر اپنے لشکر گاہ مین واپس آیا۔ سلامت برقعیدی کو جو اصحاب بنی حمدان مین ایک نامور شخص تھا حران کا گورنر مقرر کیا اس اثنار مین یہ خبر گوش گزار ہوی کہ بونمیر نے اطراف موصل مین غارتگری اور قتل کا ہنگامہ برپا کر رکھا ہے اور وہان کے گورنر برقعید کو قتل کر ڈالا ہے فوراً سامان سفر و جنگ درست کر کے نہایت تیزی سے موصل کیجانب معاودت کی۔

مصالحت قرعویہ اور ابو المعالی ہم اوپر ۳۵۸ھ مین قرعویہ کی خودسری حکومت حلب اور ابو المعالی بن سیف الدولہ کے وہان سے نکل آنے کا تذکرہ تحریر کر آئے ہین اور یہ بھی بیان کر آئے ہین کہ ابو المعالی حلب سے نکلکر اپنی مان کے پاس میافارقین چلا آیا تھا بعد ازان قرعویہ سے جنگ کرنے اور اسپر محاصرہ ڈالنے کی غرض سے حلب کی طرف پھر مراجعت کی پھر لوٹ کر حمص آیا اور وہین

پذیر ہوا۔ تھوڑے دنون بعد قرعویہ اور ابو المعالی مین اسطور پر مصالحت ہو گئی کہ قرعویہ اسکے نام کا خطبہ حلب مین پڑھے اور دونون معز علوی والی مصر کے علم خلافت کے مطیع و منقاد رہین۔

رومیون کا بلاد جزیرہ پر حملہ کرنا

۳۶۱ھ مین دمشق ایک عظیم فوج لیکر جزیرہ کی جانب بڑھا۔ الرہا اور اسکے قرب وجوار کو تاخت و تاراج کر کے اطراف جزیرہ پر ہاتھ مارا۔ لوٹ مار کرتے ہوئے نصیبین تک پہونچا جی کھولکر اس کو لوٹا مال کیا پھر وہان سے دیار بکر کیطرف قدم بڑھایا۔ یہان بھی وہی رویہ ظلم و ستم کا اختیار کیا۔ ابو تغلب مین اس قدر دم خم نہ تھا کہ اس طوفان بے امتیازی کی روک تھام کر سکتا مجبورانہ بہت سا مال و زر عیسائیون کو دے کر اپنے کو ان کے حملون سے بچا لیا۔ باشندگان اس دیار کا ایک گروہ فریاد و واویلا و مصیبتاہ کا چیختا ہوا بغداد پہنچا۔ جامع مسجدون اور عام گزرگاہون پر بیٹھ کر عیسائیون کے ظلم و ستم اور مسلمانون کی بیچارگی کو بیان کرنے اور ان لوگون کے انجام کار اور عواقب امور سے ڈرانے لگے۔ اہل بغداد بھی ان کے ساتھ شریک ہو گئے اور سب کے سب محلسرائے خلافت کیطرف چلے خلیفہ طائع للہ نے یہ خبر پاکر دروازے بند کرا دئے۔ ان لوگون نے سب و شتم سے یاد کرنا شروع کیا اہل بغداد کے چند رؤسا بختیار کے پاس جا پہونچے وہ اسوقت اطراف کوفہ مین گیا ہوا تھا ان لوگون نے بختیار سے جا کر رومیون کی شکایت کی مسلمانون کی بیچارگی کے واقعات بتلائے بختیار نے ان لوگون سے رومیون پر جہاد کرنے کا وعدہ کیا ادہر اپنے صاحب سبکتگین کے نام فوجون کی تیاری کا فرمان روانہ کیا اور یہ تحریر کیا کہ عام منادی کرا دیجاے کہ ہر شخص کو اس مہم مین شریک ہونا ہوگا ادہر ابو تغلب بن حمدان کو عزیمت بغداد سے مطلع کر کے رسد اور غلہ اور فوجی سامان مہیا رکھنے کو لکھ بھیجا

چونکہ عوام الناس کا جم غفیر جہاد مین شریک ہونے کی غرض سے مجتمع ہوگیا تھا اس وجہ سے بغداد مین ہنگامہ برپا ہوگیا نوبت جدال و قتال کے پہونچگئی لوٹ مار اور غارتگری شروع ہوگئی۔

رومیون کی ہزیمت دمشتق کی اسیری اور موت

دیار مضر اور جزیرہ مین دمشتق کی دستبرد اور ظلم و ستم کرنے سے حوصلہ بڑھ گئے فتح آمد کی طمع دامنگیر ہوگئی۔ ابو تغلب فوجین مرتب کرکے اسکے روک تھام کو بڑہا اس اثنا مین اسکا بھائی ابو القاسم ہبۃ اللہ بھی آپہونچا دونون بالاتفاق دمشتق سے جنگ کرنے کو روانہ ہوے ماہ رمضان ۳۶۲ھ مین معرکہ آرائی کی نوبت آئی۔ باوجودیکہ عیسائیون کی تعداد زیادہ تھی مگر انکا لشکرگاہ کچھ ایسے موقع پر تھا کہ فوج سواران مطلق بیکار تھی اور نیز وہ لوگ جنگ پر طیار نہ تھے خواہ مخواہ انکو ہزیمت اوٹھانا پڑی دمشتق گرفتار کرلیا گیا۔ اسی زمانہ سے دمشتق ابو تغلب کے پاس محبوس اور نظربند رہا تا آنکہ ۳۶۳ھ مین علیل ہوا علاج مین بیحد کوشش کیگئی متعدد طبیب مجتمع کئے گئے مگر کچھ نفع محسوس نہوا اور مرگیا۔

نجتیار کا موصل پر قبضہ

ابو تغلب اور اسکے بھائیون حمدان اور ابراہیم کے لڑائیون اور مناقشہ کے واقعات تم اوپر پڑہ آئے ہو اور یہ بھی تم کو معلوم ہوچکا ہے کہ دونون موخرالذکر نجتیار بن معزالدولہ کیخدمت مین ابو تغلب کی شکایت کرنے کو حاضر ہوے تھے اور بمقابلہ اسکے نجتیار سے امداد کی درخواست کی تھی چنانچہ نجتیار نے امداد کا وعدہ کیا مگر بطیحہ وغیرہ کے واقعات کچھ ایسے پیش آگئے کہ جس سے نجتیار ان کی امداد نکرسکا۔ ان دونون آدمیون پر نجتیار کا دیر کرنا شاق گزرا۔ ابراہیم تو بھاگ کر اپنے بھائی ابو تغلب کے پاس چلا آیا اسکے بعد نجتیار کو ان واقعات سے واقعیت حاصل ہوگئی۔ موصل کے قبضہ کا خیال پیدا ہوا۔ اسکے وزیر ابن بقیہ نے

اسوجہ سے کہ ابو تغلب نے تحریر مین اسکے اداب اور خطاب کا لحاظ نہ کیا تھا
موقع پاکر زور دے دیا پس بختیار نے موصل کیجانب کوچ کر دیا ماہ ربیع الاخر
سنہ ۳۶۳ھ مین موصل کے قریب پہونچا۔ ابو تغلب یہ خبر پاکر سنجار چلا گیا اور موصل
کو رسد وغلہ اور شاہی دفاتر سے خالی کر دیا بختیار نے موصل پر قبضہ کر لیا اور ابو تغلب نے
بختیار کے بعد ہی بغداد کیجانب کوچ کیا اگرچہ اثنار راہ اور نیز سواد بغداد مین کسی قسم
کی غارتگری اور لوٹ مار نہ کی مگر اہل بغداد برسر مقابلہ آئے اور اس سے معرکہ
آرا ہوئے اس سے عوام الناس مین فتنہ وفساد کی آگ بھڑک اٹھی جو ابو تغلب اور
اس کے ہمراہیون کے دلی مقاصد کے حاصل کرنے مین سد راہ اور مزاحم ہو گئی
خلے الخصوص بغداد کے غربی حصہ مین بہت بڑا ہنگامہ برپا ہو گیا۔ رفتہ رفتہ
اسکی خبر بختیار کے کانون تک پہونچی فوراً اپنے وزیر ابن بقیہ اور سبکتگین
کو بغداد کیطرف روانہ کیا ابن بقیہ تو بغداد مین داخل ہو گیا باقی رہا سبکتگین وہ
بغداد کے باہر ایک میدان مین رک رہا۔ ان لوگون کے پہونچ جانے سے
ابو تغلب بغداد مین داخل نہو سکا۔ معمولی طور سے لڑائی کا سلسلہ جاری رکھا اور
درپردہ سبکتگین کو بغاوت اور حکومت وسلطنت پر قابض ہو جانے کی تحریک
اور ترغیب دیتا رہا مگر سبکتگین نے اسکو پسند نہ کیا تب ابو تغلب نے بغداد
سے موصل کیجانب معاودت کی اور وزیر ابن بقیہ سبکتگین کے پاس آیا اور اصلاح
ومشورہ سبکتگین ابو تغلب سے مصالحت کا نامہ وپیام شروع کیا شرائط صلح
یہ قرار پائے کہ بختیار کو خرچہ سفر وجنگ ابو تغلب ادا کرے اور اس کے
بھائی حمدان کو اسکے کل مقبوضات باستثنا رماردین واپس دیدے جائین بعد
طے شرائط صلح بختیار کو بذریعہ تحریر مطلع کیا۔ چنانچہ بختیار نے تحریر صلحنامہ
کے بعد موصل سے اپنا قبضہ اوٹھالیا اور ابو تغلب موصل کیطرف روانہ ہوا۔ ابن بقیہ

نے سبکتگین کو بختیار کے پاس چلے جانے کی رائے دی تھی مگر اس نے سماعت نہ کی اور کچھ سوچ سمجھکر کوچ کر دیا۔ چونکہ اہل موصل کو بختیار کی ظالمانہ حرکات سے بیحد تکالیف کا سامنا کرنا پڑا تھا اسوجہ سے ابو تغلب کی آمد کو سنکر ان لوگوں نے مسرت ظاہر کی اور بختیار کے جانے پر شکر گزار ہوئے ابو تغلب نے بختیار سے شاہی خطاب اختیار کرنے اور تاوان جنگ کی معافی کی درخواست کی بختیار نے نہایت خندہ پیشانی سے اسکو منظور کر لیا اور سامان سفر درست کر کے موصل سے بغداد روانہ ہوا۔ اثنار راہ میں یہ خبر گوش گذار ہوئی کہ ابو تغلب نے پھر بدعہدی کی ہے۔ اور بعض اراکین دولت بختیار یہ کو جو اپنے اہل وعیال کے لانے کی غرض سے موصل لوٹ گئے تھے قتل کر ڈالا ہے۔ اس خبر کو سنتے ہی زمین پاؤں کے تلے سے نکل گئی بیحد صدمہ ہوا اسی مقام پر قیام کر کے ابن بقیہ اور سبکتگین کو معہ افواج کے طلبی کا خط روانہ کیا اور جب وہ لوگ آ گئے تو سب کے سب پھر موصل کیجانب لوٹ کھڑے ہوئے۔ ابو تغلب نے یہ خبر پاکر موصل کو خالی کر دیا۔ اور اپنے مصاحبوں اور مشیروں کو معذرت کرنے اور اس خبر کی تردید کرنے کے لئے بختیار کی خدمت میں روانہ کیا۔ چنانچہ شریف احمد موسوی نے ابو تغلب کیجانب سے شرائط صلح کی پابندی کا حلف اوٹھایا اس سے پھر بدستور مصالحت ہوگئی۔ تب بختیار نے بغداد کیجانب مراجعت کی اور واپسی کے پہلے اپنی بیٹی کو ابو تغلب کی درخواست پر جہیز دیکر رخصت کر دیا بختیار نے قبل ان واقعات کے اپنی بیٹی کا عقد ابو تغلب سے کر دیا تھا۔

ابو المعالی دوبارہ حلب میں

ہم اوپر بیان کر آئے ہیں کہ قرعویہ نے جو کہ ابو المعالی کے باپ سیف الدولہ کا خادم تھا ابو المعالی پر مستولی ہوگیا تھا اور ابو المعالی کو ۴۷۳ھ میں حلب سے نکالکر خود حکمران بن بیٹھا تھا پس ابو المعالی اپنی والدہ کے

پاس میافارقین چلاگیا تھا پھر میافارقین سے اپنی والدہ کے ہمراہ حماۃ مین جاکر مقیم ہوا تھا۔ ان دنون رومیون نے اہل حمص کو امان دے دی تھی جس سے اسکی آبادی بڑھ گئی تھی۔ قرعویہ نے حلب مین اپنے خادم بکجور کو اپنی نیابت پر مامور کیا تھا اسنے اپنی قوت بڑھاکر بحکم جاہ کندہ راجاہ درپیش قرعویہ کو قلعہ حلب مین محبوس کردیا اور دو برس تک حکومت کرتا رہا۔ قرعویہ کے اراکین اور مصاحبین نے ان واقعات سے ابوالمعالی کو مطلع کیا اور حلب پر قبضہ کرلینے کی درخواست کی چنانچہ ابوالمعالی فوجین طیار کرکے حلب پر آپہونچا چار ماہ کامل محاصرہ کئے ہوئے لڑتا رہا بالآخر بزور تیغ مفتوح کرلیا اور اسکا انتظام مالی اور فوجی درست کرکے عمائین بنوائین تا آنکہ حکومت دمشق پر منتقل ہوا جیسا کہ آئندہ بیان کیا جائیگا۔

عضدالدولہ بن بویہ کا موصل پر قبضہ

جسوقت عضدالدولہ بن بویہ نے دارالخلافت بغداد پر قبضہ کرلیا اور اسکے برادر عم زاد (معزالدولہ) سنجتیار کو ہزیمت ہوئی اس وقت سنجتیار معدودے چند آدمیون کے ساتھہ شام کیطرف روانہ ہوا۔ حمدان بن ناصرالدولہ برادر ابوتغلب عضدالدولہ کے ہمرکاب تھا اس نے بجاے شام موصل پر پہلے قبضہ کرلینے کی ترغیب دی اگرچہ اس سے پہلے عضدالدولہ نے بوجہ مراسم اتحاد ابوتغلب سے معرض نہونے کا عہد وپیمان کرلیا تھا مگر حمدان کی ترغیب سے اس عہد وپیمان کو بالاے طاق رکھہ کے موصل کیطرف قدم بڑھایا جسوقت تکریت کے قریب پہونچا ابوتغلب کے سفراء پیام صلح اور اظہار دوستی کی غرض سے حاضر ہوئے اور یہ ظاہر کیا کہ آپ بنفس نفیس معہ اپنی فوج کے تشریف لے چلئے ہم ہر طرح سے آپ کے معین ومددگار رہینگے مگر شرط یہ ہے کہ ہمارے بھائی حمدان کو ہمارے حوالہ فرما دیجئے چنانچہ عضدالدولہ نے حمدان کو ابوتغلب کے سفیرون کے حوالہ کردیا ابوتغلب نے اسکو جیل مین ڈالدیا۔

بختیار نے شکست کے بعد اپنی گئی ہوئی حالت کو درست کیا اور طیاری کر کے
حدیثہ کیجانب کوچ کیا ابو تغلب سے ملاقات کی اور اسکے ساتھ ساتھ بیس ہزار
جنگ آوران کی جمعیت سے عراق کیطرف بڑھا۔ عضد الدولہ بھی اس خبر سے مطلع
ہو کر ان دونوں پر حملہ آور ہوا ماہ شوال سنہ ۳۶۷ھ مین فریقین سے اطراف تکریت مین
معرکہ آرائی ہوئی۔ عضد الدولہ نے اپنے دونوں حریفون کو ہزیمت دیدی اثنار
دار و گیر مین بختیار مارا گیا اور ابو تغلب جان بچا کر موصل کیطرف بھاگا عضد الدولہ
نے تعاقب کیا چنانچہ ماہ ذی قعدہ سنہ مذکور مین موصل پر قبضہ کر لیا۔ قیام پذیر
ہونے کے خیال سے رسد و غلہ کافی مقدار سے اپنے ہمراہ لایا تھا
پس موصل مین قیام کر کے ابو تغلب کی جستجو اور تلاش مین متعدد سرایا روانہ کیے
انہین سرایا کے ساتھ مرزبان بن بختیار اور اسکے مامون ابو اسحاق و طاہر پسران مغرالدولہ
اور انکی والدہ بھی تھی۔ اسی غرض کے حاصل کرنے کے لئے اسکے ہمراہیون مین سے
ابو الوفا ظاہر بن آجیل اور ابو الوظاہر طعان (اسکا حاجب) جزیرہ ابن عمر کیجانب گیا تھا
ابو تغلب پہلے نصیبین گیا پھر نصیبین سے میافارقین چلا آیا اور وہین قیام پذیر
ہو گیا۔ جب اسکو یہ خبر لگی کہ ابو الوفا میری جستجو اور تلاش مین آرہا ہے تو میافارقین
کو خیر آباد کہکے تدلیس کا راستہ لیا بعد اسکے ابو الوفا وارد میافارقین
ہوا۔ اہل میافارقین نے شہر مین داخل ہونے سے روکدیا ابو الوفا نے میافارقین
کو بحالہ چھوڑ کر ابو تغلب کی جستجو مین کوچ کیا ابو تغلب اس سے مطلع ہو کر ارزن روم
سے نکلکر حسنیہ (مضافات جزیرہ) کی طرف آیا پھر حسنیہ سے قلعہ کواسی کیجانب گیا
اور وہان سے اپنے مال و اسباب اور ذخیرہ کو منتقل کر کے مراجعت
کی ابو الوفا بھی لوٹ کر میافارقین آیا اور اسپر محاصرہ ڈالدیا۔

عضد الدولہ کو ابو تغلب کی قلعات کیطرف آنے کی خبر لگ گئی تھی

اسوجہ سے فوجین آراستہ کرکے ان قلعات کی طرف آیا مگر ابوتغلب ہاتھہ نہ لگا۔
اسکے بہت سے ہمراہیون نے عضدالدولہ سے امان حاصل کرلی۔ عضدالدولہ
مجبور اموصل لوٹ آیا اور اپنے ایک سپہ سالار ظعان نامی کو تدلیس کی طرف روانہ
کیا ابوتغلب یہ خبر پاکر بہاگ گیا اور اسکے بادشاہ وردرومی کے پاس چلا گیا
چونکہ وردرومی اپنے شہنشاہ سے حکومت وسلطنت کے بابت لڑ رہا تہا اسوجہ
سے ابوتغلب کے آنے کو وردرومی نے غنیمت شمار کرکے بیحد اظہار اتحاد کیا
ابوتغلب نے اس خیال سے کہ اسکے ذریعہ سے اپنے اغراض کے حاصل
کرنے مین آسانی ہوگی رشتہ مصاہرت قایم کرلیا۔ عضدالدولہ کا لشکر اس نقل
وحرکت کے زمانہ مین ابوتغلب کے تعاقب مین تہا۔ اتفاق سے اس لشکر کا
ابوتغلب سے مڈبہیر ہوگیا اس نے اسکو ہزیمت دے دی اور نہایت سختی
سے پامال کیا بقیۃ السیف نے بہاگ کر قلعہ زیاد مین جو کہ خرت برت کے نام
سے موسوم تہا پناہ لی اور وردرد کے پاس امداد کا پیام بہیجا وردرد نے معذرت کی
کہ مین اندنون اپنے بادشاہ سے حکومت وریاست کی بابت لڑ جہگڑ رہا ہون آئندہ
بشرط فراغت وکامیابی مدد کرونگا مگر خوش قسمتی سے بجائے کامیابی کے وردرد
کو بادشاہ روم کے مقابلہ مین ہزیمت ہوئی ابوتغلب اسکی امداد سے ناامید
ہوکر بلاد اسلامیہ کیجانب واپس آیا اور آمد مین بہونچکر قیام پذیر ہوگیا تاآنکہ میافارقین
کے حالات کی خبر گوش گزار ہوئی۔

ابوالوفار نے ابوتغلب کی تعاقب سے واپس ہوکر میافارقین کا محاصرہ کر
لیا تہا ان دنون ہزار مرد اسکا والی تہا اس نے نہایت حزم واحتیاط سے
شہر کی حفاظت کی اور کمال مردانگی سے تین ماہ کامل ابوالوفار کی مدافعت
کرتا رہا بعدازان اسی زمانہ مین راہی ملک عدم ہوگیا ابوتغلب نے بجائے

اسکے حمدانیہ غلامون مین سے مونس نامی ایک آزاد غلام کو میافارقین کی حکومت پر مامور کیا۔ ابوالوفا نے سرداران شہر سے سازش کی کوشش کی چنانچہ وہ ابوالوفار کی جانب مائل ہوگئے پس ابوالوفار نے اور لوگون کو ملانے چلانے کی غرض سے چند آدمیون کو انہین سردارون کے پاس روانہ کیا جنہون نے اس سے سازش کرلی تھی۔ مونس کو اسکی خبر لگ گئی مگر ان لوگون کی مخالفت اور سرکاری لوگون کی اطاعت جبکادی اور امن کا خواستگار رہا۔ ابوالوفار نے کامیابی کے ساتھہ شہر پر قبضہ کرلیا۔

زمانہ محاصرہ میافارقین مین ابوالوفار نے میافارقین کے کل قلعات کو بزور تیغ مفتوح کرلیا تھا اسوجہ سے اسکو کل دیاربکر پر قبضہ کرلینے کا خاصہ موقع ملگیا۔ ابوتغلب کے رفیقون اور عمال نے اس سے امن کی درخواست کی ابوالوفار نے ان لوگون کے ساتھہ اچھے برتاؤ کئے اور موصل کیجانب مراجعت کی۔ رفتہ رفتہ جبکہ ابوتغلب دارالحرب سے واپس آرہا تھا ان واقعات کی خبر اسکے کانون تک پہونچی رحبہ کا قصد کیا اور عضدالدولہ کی خدمت مین امداد و اعانت کا پیام بھیجا عضدالدولہ نے بشرط حاضری اس درخواست کو منظور کیا ابوتغلب نے اس سے انکار کیا۔ تب عضدالدولہ نے دیارمضر پر قبضہ کرلیا۔ ابوتغلب کیجانب سے اس ملک پر سلامہ برقعیدی جوکہ بنی حمدان کے بہت بڑے رفیقون سے تھا مامور تھا۔ ابوالمعالی بن سیف الدولہ نے حلب سے ایک فوج اسکے سر کرنے کو روانہ کی تھی۔ سلامہ نے سینہ سپر ہوکر اس فوج سے مقابلہ کیا مدتون لڑائیان ہوتی رہین۔ ابوالمعالی عضدالدولہ کے پاس مصالحت کا پیام لیکر حاضر ہوا پس عضدالدولہ نے نقیب ابواحمد موسوی کو سلامہ برقعیدی

کے پاس روانہ کیا۔ چنانچہ متعدد لڑائیون کے بعد سلامہ نے شہر کو اسکے حوالہ کر دیا اور رقہ کو اپنے لئے اس سے لیلیا باقی ماندہ شہرون کو سعد الدولہ کو دیدیا اسی زمانہ سے یہ ملک اسکے قبضہ مین چلا گیا

ان واقعات کے بعد عضد الدولہ نے رحبہ پر بھی قبضہ کر لیا اور آہستہ آہستہ اسکے کل قلعات پر متصرف اور قابض ہوگیا اور اپنی جانب سے ابوالوفا کو موصل پر مامور کر کے ماہ ذی قعدہ ۳۶۸ھ مین بغداد کی جانب مراجعت کی۔ بعدہ عضد الدولہ نے ایک عظیم فوج کو اکراد ہکاریہ کے سرکرنیکو صوبجات موصل کیطرف روانہ کیا۔ اس فوج نے ان لوگونکا محاصرہ کیا لڑائیان ہوئین بالآخران لوگون نے اطاعت کی گردن جھکا دی اور اپنے قلعات کو ان کے حوالہ کر دیا ان لوگون نے موصل مین قیام اختیار کیا۔ اتفاق سے مابین انکے اور انکے شہرون کے برف بکثرت پڑا جس سے وہ لوگ اپنے شہرون کی طرف نہ واپس ہو سکے اکراد ہکاریہ کو موقع ملگیا اس فوج کے سپہ سالار کو قتل کر کے موصل کی راہ مین صلیب پر چڑھا دیا

قتل ابو تغلب بن حمدان ہرگاہ ابو تغلب بن حمدان کو عضد الدولہ کی اصلاح اور موصل کیجانب مراجعت کرنیسے ناامیدی محسوس ہوئی اس وقت اس نے شام کا راستہ لیا۔ ان دنون دمشق کی حکومت پر فتام (عزیز علوی حاکم مصر کا ایلچی) حکومت کر رہا تھا۔ فتام نے بعد افتکین کے دمشق پر قبضہ کیا تھا اس واقعہ کو کیونکر افتکین نے دمشق پر قبضہ حاصل کیا اور بعد افتکین کے فتام کیسے مالک و متصرف ہوا ہم اوپر بیان کر آئے ہین۔ الغرض فتام نے ابو تغلب کی آمد کی خبر پاکر خایف و ترسان ہوا کر اسکو شہر مین داخل ہونے سے روکدیا۔ چنانچہ ابو تغلب شہر کے باہر قیام پذیر ہوا اور عزیز علوی والی مصر کو اس واقعہ سے مطلع کر کے امداد کا خواستگار ہوا۔ تھوڑے دنون بعد یہ خبر آئی کہ عزیز نے امداد دینے کی غرض

سے اسکو اپنے پاس بلایا ہے۔ ابو ثعلب یہ سنکر طبریہ کیجانب روانہ ہوگیا روانگی کے پیشتر قسام سے اور اس سے چند لڑائیان بھی ہوئی تھین۔ بعد اسکے فضل عزیز علوی کیطرف سے قسام سے جنگ کرنے اور اس پر دمشق مین محاصرہ ڈالنے کیلئے آپہونچا۔ فضل اور ابو ثعلب سے طبریہ مین ملاقات ہوئی عزیز علوی کی طرف سے ہر طرح کی امداد کا وعدہ کیا ابو ثعلب نے اسکے ہمراہ دمشق چلنے پر مستعدی ظاہر کی چونکہ ابو ثعلب اور قسام سے دو دو ہاتھ چل گئی تھی اسوجہ سے فضل نے ابو ثعلب کو اس ارادہ سے باز رکھا مگر پھر بھی فضل اپنے ارادون مین کامیاب نہوا نرمی اور مصالحت سے کام نہ چلا قسام سے اور فضل سے ان بن ہوگئی قسام نے فضل کو دمشق سے نکال باہر کیا بعد اسکے ابو ثعلب نے بنو عقیل کو مجتمع کرکے ماہ محرم سنہ ۳۶۹ھ مین رملہ پر چڑھائی کی فضل اور دغفل[1] نے اس خیال و خوف سے کہ مبادا ابو ثعلب کی قوت نہ بڑھی متفق ہوکر ابو ثعلب سے مقابلہ کیا بنو عقیل میدان جنگ سے بھاگ کھڑے ہوئے صرف سات غلامونکی ایک چھوٹی سی جماعت باقی رہ گئی جسمین کچھ اسکے غلام تھے اور کچھ اسکے باپ کے تھے۔ بدرجہ مجبوری ابو ثعلب کو بھی بھاگنا پڑا طلب نے تعاقب کیا ابو ثعلب کی غیرت و جرارت نے روک کر جنگ پر آمادہ کر دیا چنانچہ ابو ثعلب تن تنہا کھڑا ہوگیا اور لڑنے لگا طلب نے ابو ثعلب کے سر پر ایک گہری چوٹ رسید کی جس سے یہ کہا کے ابو ثعلب زمین پر گر پڑا طلب نے اسکی مشکین باندھ لین اور گرفتار کرکے ہوئے دغفل کے پاس لے آیا۔ فضل کی یہ رائے ہوئی کہ ابو ثعلب پابزنجیر عزیز علوی کے پاس بھیجدیا جائے دغفل نے اس خوف سے کہ مبادا عزیز اسکو اپنا دائیان یا زو نہ

[1] عزیز علوی حاکم مصر کا لشکر سپاہ الارتکا جو اس اطراف و بلاد مین زیر حکومت عزیز علوی حکمرانی کر رہا تھا مگر اسکے احکام کا پابند نہ تھا۔ تاریخ ابن اثیر جلد ۹ صفحہ ۲۷۸۔

بنائے جنیسا کہ افتگین کو بنا لیا تھا قتل کر ڈالا اور فضل نے سر اوتار کر مصر روانہ کر دیا
بنو عقیل نے اسکی بہن جمیلہ اور اسکی بیوی بنت سیف الدولہ کو ابو المعالی کے پاس حلب بھیجدیا
ابو المعالی نے جمیلہ کو موصل روانہ کر دیا ابو الوفا روالی موصل نے عضد الدولہ کے پاس بغداد بھیجدیا
پس یہ بغداد مین عضد الدولہ کے محلسرا کے ایک حجرہ مین قید کر دی گئی۔

بادشاہ روم کے مخالف ارمانوس والی روم بوقت وفات دو چھوٹے لڑکے چھوڑ گیا
کا دیار بکر انا اور واپس جانا تھا ان مین سے ایک کا نام میسیل تھا دوسرے کا قسطنطین
بعد وفات اپنے باپ کے دونون متفق ہو کر حکمرانی کرنے لگے۔ اس اثنا مین دمشق
یعفور بلاد اسلامیہ کو تہ و بالا کر کے واپس آیا۔ رومیون نے مجتمع ہو کر ارمانوس کے
دونون لڑکون کی نیابت پر اسکو مامور کیا پس ان دونون کی مان نے ابن ثمشیق کو یعفور
دمشق کے قتل کی ترغیب دی اور بعد قتل یعفور بجائے اسکے دمشق کے عہدہ دینے
کا وعدہ کیا چنانچہ ابن ثمشیق نے یعفور کو قتل کر کے اسکے بھائی لاودن اور بھتیجے مرداس
بن لاودن کو گرفتار کر کے کسی قلعہ مین قید کر دیا اور عہدہ دمشق سے سرفراز ہو کر زمین
آراستہ کر کے بلاد شام کیطرف خروج کیا اور نہایت سختی سے پامال کرتا ہوا طرابلس
پہونچا اور اسپر محاصرہ ڈالدیا۔

موجودہ حکمران روم کے مان کا ایک خصی بھائی تھا جو ان دنون وزارت کے
عہدہ سے ممتاز تھا اس نے ایک شخص کو ابن ثمشیق کے زہر کھلانے پر مامور کر دیا زہر
کھلانے کے بعد ابن ثمشیق کو اس امر کا احساس ہوا محاصرہ اوٹھا کر قسطنطنیہ کیجانب
نہایت تیزی سے کوچ کیا مگر اثنار راہ مین مر گیا۔ وردن منیر نامی ایک شخص بطریقون
اور سپہ سالارون سے اسکے ہمراہ تھا اسکے مرنے پر ورد کو حکومت و سلطنت
کی طمع دامنگیر ہوئی ابو تغلب سے خط و کتابت کر کے رسم اتحاد قایم کی اور
اسکو اپنا داماد بنا کے اپنا حمدرد و معاون بنا لیا پھر کیا تھا سرحدی مسلمانون سے

ایک عظیم فوج مرتب کرکے ملک روم پر چڑھائی کردی رومی حکمرانون نے مقابلہ پر فوجین روانہ کین وردان کو ہزیمت پر ہزیمت دیتا گیا رومی حکمرانون کو بیحد خطرہ پیدا ہوا باہم مشورہ کرکے وردیس بن لاوون کو قید کی تکلیف سے نجات دے کر بسرکردگی فوج عظیم وردکے سرکرنے کو روانہ کیا وردا ور وردیس مین گمسان لڑائیان ہوئین بیحد خونریزی ہوئی فریقین کے ہزارہا آدمی کام آگئے بالاخر وردکو ہزیمت ہوئی ۳۶۹ھ مین شکست کھاکر دیار بکر کیجانب بھاگا میافارقین کے قریب پہونچکر قیام پذیر ہوا اور اپنے بھائی کو عضدالدولہ کیخدمت مین امداد کی درخواست لیکر روانہ کیا۔ انہین دنون دونون حکمرانان قسطنطنیہ نے بھی عضدالدولہ کے پاس پیام بھیجا پس عضدالدولہ ان دونون کیجانب مائل ہوگیا اور وردا ور اسکے ہمراہیون کی گرفتاری کا حکم دے دیا چنانچہ ابوعلی تمیمی والی دیار بکر نے وردکو معہ اسکے لڑکے بھائی اور ہمراہیون کے گرفتار کرکے میافارقین کے جیل مین ڈالدیا بعد چندے پابزنجیر بغداد روانہ کردیا مدتون یہان بھی قید رہا تاآنکہ ان کو بہاءالدولہ بن عضدالدولہ نے ۳۷۵ھ مین اس شرط سے رہا کیا (۱) یہ کہ مسلمان قیدیون کو بعوض اپنے رہائی کے رہا کردے (۲) یہ کہ سات قلعات معہ جملہ مال واسباب ومضافات کے مسلمانون کے حوالہ کرے (۳) یہ کہ آئندہ تا زندگی بلاد اسلامیہ سے کسی طرح متعرض نہو۔ وردنے ان شرائط کو قبول کیا اور سامان سفر درست کرکے روانہ ہوا۔ اثنار راہ مین ملطیہ پر قبضہ وتصرف حاصل کیا ملطیہ کے سامان جنگ ومال وزر کیوجہ سے اسکی قوت مین نمایان ترقی ہوگئی وردیس بن لاون نے گھبراکر باین شرط کہ قسطنطنیہ اور اسکا شمالی حصہ خلیج سے اسکے قبضہ مین رہے باقی پر وردمتصرف وقابض ہو مصالحت کی درخواست پیش کی۔ وردنے اس پر کچھ توجہ نہ کی پہونچکر قسطنطنیہ کا محاصرہ کرلیا اس وقت

قسطنطنیہ مین دونون بادشاہ پسران اریانوس والی قسطنطنیہ موجود تھے ان دونون بادشاہزادون کا نام بسیل اور قسطنطین تہا ان دونون نے وردہ کی خودمختار حکومت تسلیم کرلی وردہ کا غصہ فرو ہوگیا بعد اس کے قسطنطین مرگیا بسیل تن تنہا حکمرانی کرنے لگا۔ بہت دنون اس نے حکمرانی کی بلغار (بلگیریا) سے پنتیس سال تک لڑتا رہا آخر کار ان پر اسکو فتح حاصل ہوئی اور اسنے اہل بلغار کو ان کے ملک اور وطن سے نکال باہر کرکے رومیون کے وہان بیجکے آباد کیا۔

دمشق پر بکجور کی حکومت ہم اوپر ابو المعالی بن سیف الدولہ کیجانب سے حمص پر بکجور کی گورنری کا حال تحریر کرآئے ہین اور یہ بہی لکہہ آئے ہین کہ بکجور نے اسکو تعمہ و آباد بہی کیا تہا۔ چونکہ دمشق زمانہ حکومت قسام مین ویران اور برباد ہوگیا تہا مزید بران گرانی اور وبا پہیل گئی تہی بکجور نے اہل دمشق کی امداد پر کمر ہمت باندہی حمص سے غلہ اور خوردنی اشیاء دمشق روانہ کرنے لگا اور اہل دمشق کے مال و اسباب کو حمص اوٹہا لایا اس سے عزیز والی مصر کے آنکہون مین بکجور کی عزت بڑہ گئی خط و کتابت کا سلسلہ جاری ہوگیا اور جب ایک گونہ رسوخ حاصل ہوگیا تو بکجور نے دمشق کی گورنری کی درخواست پیش کی عزیز نے اس درخواست کی منظوری کا وعدہ کیا بعد اسکے ۳۷۳ھ مین بکجور اور سعد الدولہ ابو المعالی بن سیف الدولہ سے منافرت پیدا ہوگئی بکجور نے عزیز والی مصر کی خدمت مین پیام بہیجا کہ آپ حسب وعدہ دمشق کی گورنری مجہے مرحمت فرمائی وزیر السلطنت بن کلس نے عزیز کو اس سے ممانعت کی۔ دمشق مین اندنون عزیز کیطرف سے سپہ سالار بلکین حکومت کررہا تہا۔ سپہ سالار بلکین بعد قسام کے دمشق کا حکمران ہوا تہا اتفاق سے اسی زمانہ مین کتامیون (مغاربہ) نے وزیر السلطنت کے خلاف بغاوت

کردی اور حملہ کر کے اسکو مار ڈالا - چارناچار عزیز کو دمشق سے بلکین نے طلب کر لینے کی ضرورت محسوس ہوئی چنانچہ بجائے اسکے بکجور کو دمشق کی سند حکومت عطا کر کے سپہ سالار بلکین کو مصر مین طلب کر لیا - ماہ رجب ۳۷۳ھ مین بکجور وارد دمشق ہوا - پہونچتہی دمشق مین دندمچادی وزیر السلطنت بن کلس کے اور دون کو چن چن کر تنگ کرنے لگا - اس صورت سے چھ سال تک حکومت کرتا رہا بالآخر مصر سے ایک عظیم فوج بسرافسری سپہ سالار منیر خادم بکجور کو ہوش مین لانے کی غرض سے دمشق روانہ کیگئی اور نزال والی طرابلس کو اس مہم مین شریک ہونے اور اسکی مدد کرنے کو لکھا گیا بکجور نے یہ خبر پاکر عرب وغیرہ کی فوجین مرتب اور فراہم کین اور مقابلہ کی غرض سے میدان جنگ مین آیا گھمسان لڑائی ہوئی کہ بیت منیر کے ہاتھہ رہا بکجور نے امن کی درخواست کی منیر نے شہر حوالہ کر دینے کے شرط پر امن دی پس بکجور نے دمشق کو منیر کے حوالہ کر کے رقہ کا راستہ لیا اور منیر نے دمشق مین داخل ہو کر قبضہ کر لیا - بکجور نے رقہ مین قیام کیا زمانہ قیام مین رحبہ اور حسبقدر بلاد رقہ کی مجاورت مین تھے اونپر قابض و متصرف ہو گیا - بہاء الدولہ بن عضد الدولہ کیخدمت مین پیام اطاعت بھیجا یاد کردی کو جو کہ دیار بکر و موصل پر متصرف و متغلب ہو رہا لکھا کہ مین اپ کے پاس آنا چاہتا ہون اور ابو المعالی سعد الدولہ والی حلب کے پاس اس مضمون کا خط روانہ کیا کہ آپ مجھے حمص کی سند حکومت بطور جاگیر مرحمت فرمائی مین بدستور سابق مطیع و منقاد ہو جاؤن - کسی نے کوی درخواست منظور نہ کی تب بکجور نے رقہ مین قیام کر کے سعد الدولہ ابو المعالی کے غلامون سے خط و کتابت شروع کی اور ان کو انکے آقا نامدار سے بغاوت کرنے پر ابھارنے لگا پس ان لوگون نے اسکے تحریک کے مطابق اپنے آقا سے بغاوت

کرنے پر کمر باندہ لین اور بکجور کو اس امر سے مطلع کیا کہ ابوالمعالی اپنی خواہشات نفسانی اور لذات دنیاوی مین مصروف و مشغول ہے۔ بکجور نے اس سے مطلع ہوکر عزیز والی مصر سے امداد کی درخواست کی ادہر عزیز نے نزال والی طرابلس اور علاوہ اسکے اور گورنران شام کو بکجور کی امداد کرنے اور اسکی ماتحتی مین جنگ کرنے کو لکھہ بھیجا اُدہر حفیہ طور سے عیسےٰ ابن نسطورس نصرانی (عزیز والی مصر کے وزیر السلطنت) نے نزال وغیرہ سپہ سالارون کو لکھہ بھیجا کہ جسوقت سعدالدولہ کی فوج مقابلہ پر آئی بکجور کو تنہا میدان جنگ مین چہوڑ کر بہاگ کہڑے ہونا۔ سبب اسکا یہ تہا کہ مابین عیسےٰ بن نسطورس وزیر اور بکجور مدت دراز سے نقیض چلی آرہی تہی۔ الغرض نزال اور بکجور رقہ سے روانہ ہوا ابوالمعالی کو اسکی خبر لگ گئی فوجین آراستہ اور طیار کرکے حلب سے بقصد جنگ نکل کہڑا ہوا لولو کبیر اسکے باپ کا آزاد غلام بھی اسکے رکاب مین تہا۔ لولو کبیر نے بکجور سے بغرض سازش خط و کتابت شروع کی حقوق سابقہ کا اظہار کرکے رقہ سے حمص تک کے مضافات جاگیر مین دینے کا وعدہ کیا مگر بکجور نے ایک بھی سماعت نہ کی۔ انہین دنون ابوالمعالی نے والی انطاکیہ کے پاس امداد کا خط روانہ کیا چنانچہ والی انطاکیہ نے رومی فوج سے اسکی مدد کی اور اون عربون کو جو کہ بکجور کے ہمراہ تہے درپردہ لکھہ بھیجا کہ اگر تم لوگ بوقت جنگ بکجور سے علیحدہ ہوجاؤ تو مین تمکو اس قدر جاگیرین اور انعام دونگا کہ تم لوگ خوش اور مالامال ہوجاؤگے۔ اس دم پٹی سے عربون نے بوقت جنگ بکجور کو دہوکا دینے کا وعدہ کرلیا۔ جسوقت دونون فوجون کا مقابلہ ہوا اور فریقین جنگ مین مصروف ہوگئے۔ عربون نے پلٹ کر بکجور کے لشکر گاہ کو لوٹ لیا اور اسکے لشکر سے نکل کر ابوالمعالی کے پاس چلے آئے۔ بکجور کو عربون کی اس حرکت سے بیحد برافروختگی پیدا ہوئی مگر چارہ کار ہی کیا تہا مرنے پر کمر

بستہ ہوکر بقصد ابوالمعالی قلب لشکر پر حملہ آور ہوا۔ لولو نے اس سے پیشتر ابوالمعالی کو بچانے کی غرض سے قلب لشکر سے ہٹا دیا تھا اور خود قلب لشکر مین بجائے اسکے کھڑا ہوا لڑ رہا تھا۔ جسوقت بکجور حملہ کرتا ہوا قلب لشکر مین پہونچا لولو نے بڑھ کر وار کیا بکجور نے نہایت استقلال سے اس حملہ کا جواب دیا لولو کے ہمراہیون نے چارونطرف سے گھیرا کر حملے شروع کر دیے بکجور شکست کھاکر بھاگا۔ عربون مین سے ایک شخص نے اسکو گرفتار کرکے اپنے مکان مین قید کر دیا اور ابوالمعالی کی خدمت مین حاضر ہوکر بکجور کی گرفتاری اور قید کرنے کا حال بتلایا۔ ابوالمعالی نے بکجور کو قتل کرکے رقہ کا راستہ لیا رقہ مین اسوقت سلامہ رشیقی (بکجور کا خادم) اور اسکی اولاد اور ابوالحسن علی بن حسین مغربی اسکا وزیر السلطنت تھا ان لوگون نے امن کی درخواست کی ابوالمعالی نے ان لوگون کو امن دی چنانچہ ان لوگون نے رقہ کا دروازہ کھولدیا ابوالمعالی نے رقہ پر قبضہ کرلیا جسوقت بکجور کی اولاد معہ اپنے مال و اسباب کے نکلی ابوالمعالی کی آنکھین کثرت مال سے خیرہ ہوگئین۔ قاضی ابن ابی حسین تاڑ گیا عرض کی آپ اس مال وزر پر کیون قبضہ نہین کر لیتے بکجور تو مملوک تھا وہ کسی چیز کا مالک نہین ہوسکتا اس مال وزر پر قبضہ کر لینے سے آپ کی قسم ٹوٹے گی۔ ابوالمعالی کی باچھین یہ سنکر کھل گئین فوراً کل اسباب پر قبضہ کرلیا۔ عزیزوالی مصر نے اولاد بکجور کی تحریک سے سفارشی خط بھیجا ابوالمعالی نے نہایت بُرے طور سے اسکا جواب دیا وزیر مغربی جان بچاکر مشہد علی بن ابی طالب کیطرف بھاگ گیا۔

اخبار باد کردی اکراد حمیدیہ اور انکے روسا مین سے اطراف موصل مین باد نامی ایک شخص رہتا تھا۔ بعضون کا یہ بیان ہے کہ باد لقب تھا اور اسکا نام ابو عبداللہ حسین بن دوستک تھا۔ بعضے کہتے ہین کہ باد اسکا نام تھا اور ابوشجاع

بن دوشک کنیت تھی اور ابو عبداللہ حسین اسکا بھائی تھا۔ یہ شخص نہایت رعب و
دواب کا آدمی گرد و نواح کے رہنے والے اس کے نام سے بید کیطرح تھراتے
تھے لوٹ اور غارتگری سے جسقدر مال ہاتھ لگتا تھا۔ سب کا سب اپنے اعزہ و
اقارب مین تقسیم کر دیتا تھا۔ رفتہ رفتہ اس داد و دہش کیوجہ سے اسکی جمعیت بڑھ گئی
شہرزمینیہ کیجانب قدم بڑھایا۔ شہراز حبش پر قبضہ کر کے دیار بکر کیطرف مراجعت کی
پس جب کہ عضدالدولہ نے موصل کو مفتوح کیا و فود (ڈیپوٹیشن) کے ساتھ عضدالدولہ
کیخدمت مین حاضر ہوا مگر کسی خطرہ کا خیال کر کے ترک رفاقت کر دی عضدالدولہ کو جب
اسکی خبر لگی تو عضدالدولہ نے باد کی جستجو اور سراغ کی فکر کی کامیاب نہوا پھر جب
عضدالدولہ نے وفات پائی تو باد نے دیار بکر کیطرف کوچ کیا آمد اور میافارقین پر قبضہ
حاصل کر کے نصیبین کیجانب بڑھا اور اسپر بھی قابض ہو گیا۔ صمصام الدولہ نے ان
واقعات سے مطلع ہو کر ایک عظیم فوج بسرگردہی حاجب ابوالقاسم سعید بن محمد باد کی
سرکوبی کو روانہ کی مصافات کوشی سے خابور حسنیہ مین دونون فریق نے صف
آرائی کی۔ ایک سخت اور خونریز جنگ کے بعد حاجب ابوالقاسم کو ہزیمت ہوئی
بہت سے دیلم معرکہ جنگ مین کام آئے حاجب ابوالقاسم بھاگ کر موصل پہونچا باد
اسکے تعاقب مین تھا۔ موصل کے عوام الناس بوجہ کج خلقی ابوالقاسم پر ٹوٹ پڑے اور اسکو
مار کر نکال دیا۔ باد کامیابی کے ساتھ ۳۷۳ھ مین موصل مین داخل ہوا۔ فوجی اور مالی قوت
اس کی بڑھ گئی بغداد کی فتح کی خواہش پیدا ہوئی۔ صمصام الدولہ کو اسکی بڑھتی ہوئی
قوت سے خطرہ پیدا ہوا اپنے وزیر السلطنت ابن سعدان کی ماتحتی مین فوجین روانہ
کین اور اپنے سب سے بڑے سپہ سالار زیادین شہریار کو اس مہم کے سر کرنے
پر مامور کیا ماہ صفر ۳۷۴ھ مین دونون حریف کا مقابلہ ہوا۔ بہت بڑی لڑائی کے
بعد باد کو ہزیمت ہوئی۔ بہت سے ہمراہی اسکے مارے گئے۔ کچھ لوگ گرفتار کر لئے

(۳) ۱۹۰۸ء

گئے - جنکی تشہیر بغداد مین کیگئی دیلم نے موصل پر قبضہ کرلیا - زیاد نے ایک فوج نصیبین کیجانب روانہ کی - اس فوج نے اپنے سپہ سالار سے مخالفت کی - ابن سعدان وزیر صمصام الدولہ نے ابو المعالی بن حمدان والی حلب کو لکھ بھیجا کہ دیار بکر کو تم اپنے مقبوضات مین داخل کرلو - پس ابو المعالی نے اپنے لشکر کو دیار بکر کیجانب روانہ کیا چونکہ اس فوج مین باد کے ہواخواہون اور فوج سے مقابلہ کی قوت نہ تھی دیار بکر سے اعراض کرکے چند دنون تک میافارقین کا محاصرہ کئے رہی اور جب کامیابی کی صورت نظر نہ آئی تو محاصرہ اُٹھاکر حلب واپس آئی تب حاجب ابو القاسم نے چند لوگون کو باد کے قتل پر مامور کیا اور یہ ہدایت کردی کہ بہ حکمت عملی جب موقع ہاتھ آئے باد کو قتل کرڈالنا چنانچہ ایک شخص ان مین سے بحالت غفلت باد کے خیمہ مین گھس گیا اور باد کے ساق (پنڈلی) پر یہ خیال کرکے کہ سر ہے تلوار کا وار کیا - باد اُٹھ بیٹھا قاتل فوراً گرفتار کرلیا گیا باد اس جانفرسا مصیبت سے بال بال بچگیا - بعد اسکے باد نے زیاد سپہ سالار اور ابو القاسم حاجب کے پاس مصالحت کا پیام بھیجا فریقین مین اس امر پر مصالحت ہوئی کہ دیار بکر اور نصف طور عیدین باد کو دیا جائے چنانچہ یہی زمانہ سے باد کے قبضہ مین چلا گیا -

مصالحت کے بعد زیاد تو بغداد چلا آیا اور ابو القاسم حاجب موصل مین ٹھیرا رہا تا آنکہ ۳۷۷ھ مین داعی اجل کو لبیک کہہ کر رہگرائے ملک عدم ہوگیا - تب شرف الدولہ بن بویہ نے ابو نصر خواشادہ کو ایک عظیم فوج کا سردار مقرر کرکے باد کے سرکرنے کو روانہ کیا - باد بھی اس سے مطلع ہوکر فوجین آراستہ کرکے مقابلہ پر آگیا - اتفاق سے ابو نصر کی امدادی فوج وقت پر نہ پہونچی اور لڑائی شروع ہوگئی - ابو نصر نے قبایل عرب مین سے بنو عقیل اور بنو نمیر کو جاگیرین اور انعامات دیکے باد کی مدافعت پر تیار کرلیا مگر باین ہمہ اسکو کامیابی نہ ہوئی باد طور عیدین پر آخری ذات

کوہ تک پر قابض ہوگیا مگر صحرا پر قبضہ نکر سکا۔ اپنے بھائی کو ایک فوج کے ساتھ عرب سے جنگ کرنے کو روانہ کیا۔ باہم لڑائیاں ہوئین۔ اسکا بھائی مارا گیا اسکی فوج میدان جنگ سے گھونگٹ کھا گئی مگر بادمیدان جنگ مین خواشادہ کے مقابلہ پر سینہ سپر لڑتا رہا تاآنکہ شرف الدولہ بن بویہ کی مرنے کی خبر مسموع ہوئی۔ خواشادہ نے موصل پر چڑھائی کردی۔ عرب صحرا پر اور باجبل پر قابض ومتصرف رہا۔

قتل بادکردی ابوطاہر ابراہیم اور ابوعبداللہ حسن پسران ناصرالدولہ بن حمدان اپنے بھائی ابوتغلب کے مارے جانے کے بعد دارالخلافت بغداد چلے آئے تھے اور شرف الدولہ بن عضدالدولہ کیخدمت مین رہتے تھے۔ پس جب شرف الدولہ نے وفات پائی اور خواشادہ اس وقت موصل مین تھا تو ان دونون بھائی ابوطاہر اور ابوعبداللہ نے بہاءالدولہ سے اجازت حاصل کرکے موصل کیطرف کوچ کیا۔ انکی روانگی کے بعد بہاءالدولہ کے سپہ سالارون کو اس رائے کی غلطی محسوس ہوئی۔ چنانچہ بہاءالدولہ نے ان لوگونکی تحریک سے خواشادہ والی موصل کو لکھ بھیجا کہ ابوطاہر اور ابوعبداللہ کو موصل مین داخل نہونے دینا۔ پس خواشادہ نے ان دونون بھائیون کو موصل مین داخل ہونے سے روکا اور بغداد واپس جانے کی ہدایت کی۔ ان دونون بھائیون نے سماعت نہ کی اور تیزی کے ساتھ سفر کرتے ہوئے موصل کے قریب پہونچگئے۔ موصل کے باہر مقام ویراعلے مین پڑاو کیا۔ اہل موصل تک جو یہ خبر پہونچی تو وہ لوگ دیلم اور ترکون پر جو اس وقت موصل مین تھے ٹوٹ پڑے اور خوشی خوشی بنو حمدان کیخدمت مین حاضر ہوکر باریابی کی عزت حاصل کی۔ دیلم بھی مرتب اور مسلح ہوکر اہل موصل پر حملہ آور ہوئے مگر پہلے ہی معرکہ مین شکست کھاکر بھاگے ان مین ایک گروہ کثیر کمیت رہا۔ باقی ماندگان نے دارالامارت مین جاکر پناہ لی۔ اہل موصل نے انکے پامال

کر ڈالنے کا قصد کیا لیکن بنو حمدان نے اہل موصل کو اس فعل و حرکت وحشیانہ سے
ممانعت کی اور خواہشادہ کو معہ ان لوگون کے جو اسکے ہمراہ تھے امان دیکے
بغداد روانہ کر دیا اور خود موصل کی حکومت پر قابض و متصرف ہو گیا۔ تھوڑے ہی دنون
مین عرب ہر چہار طرف سے کھنچ کر بنو حمدان کے پاس موصل مین چلے آئے۔

ان واقعات کی اطلاع یاد کو پہونچی یہ اس وقت دیار بکر مین تھا تو با دو فوجین
فراہم کرنے لگا اکراد بتنویہ (بشنویہ) والیان قلعہ فنک کا عظیم گروہ یاد کے
پاس آکر مجتمع ہو گیا یاد نے اہل موصل سے خط و کتابت شروع کی۔ بعضون نے
اسکے لکھنے کے مطابق اسکی استدعا منظور کر لی تب یاد نے اپنی فوج کو مرتب اور
مسلح کر کے موصل کی جانب کوچ کیا اور قریب موصل پہونچکر شرقی جانب قیام پذیر ہوا
ابو طاہر اور ابو عبد اللہ پسران حمدان ابو الدرداء محمد بن مسیب امیر بنو عقیل کے پاس
امداد کا پیام بھیجا ابو الدرداء نے جواب دیا کہ اگر جزیرہ ابن عمر اور نصیبین اس صلہ
مین مجھے دیا جائے تو مجھے امداد مین کچھ عذر نہو گا۔ ابو طاہر اور ابو عبد اللہ نے اس
شرط کو منظور کر لیا چنانچہ ابو عبد اللہ اس شرط کی پخت و پز کرنے اور امداد حاصل کرنیکی غرض سے ابو الدرداء محمد
کے پاس چلا گیا اور اسکا بھائی ابو طاہر موصل مین ٹھیرا ہوا یاد سے جنگ کرتا رہا
پس جب ابو عبد اللہ اور ابو الدرداء مین باہم شرایط امداد طے ہو گئے تو ابو الدرداء
اپنی قوم کو آراستہ کر کے ابو عبد اللہ بن حمدان کے ساتھ یاد سے جنگ کرنے
کو آیا اور دجلہ کو عبور کر کے یاد پر پس پشت سے حملہ آور ہوا۔ ابو طاہر اور حمدانیہ فوجون
نے بھی سامنے سے یاد پر یلغار کیا۔ گھمسان لڑائی شروع ہو گئی ایک ساعت
مین کشتون کے پشتے لگ گئے یاد کا گھوڑا ٹھوکر کھا کر گرا یاد بھی منہ کے بل
ایسا اوندھا گرا کہ اوٹھکر گھوڑے پر سوار نہ ہو سکا۔ فریق مخالف نے نہایت تیزی
سے اسکے ہمراہیون کو اسکے پاس سے بزور حملہ منتشر کر دیا۔ عربون مین سے ایک

شخص نے لپک کر تلوار کا وار کیا اور سر اوتار کر بنو حمدان کے پاس لے آیا بنو حمدان مظفر و منصور موصل کیجانب واپس آئے۔ یہ واقعہ سنہ ۳۸۰ھ کا ہے۔

قتل ابوطاہر و ابتیلا ربنو عقیل

بادکے مارے جانے کے بعد ابوطاہر اور ابوعبداللہ پسران حمدان کو دیاربکر کی واپسی کی طمع دامنگیر ہوئی۔ ابوعلی بن مروان کردی ہمشیرہ زادہ بادمعرکہ سابقہ سے جانبر ہوکر قلعہ کیفا چلا گیا تھا۔ یہان باد کی بیوی مقیم تھی اور اسکا مال و اسباب بھی تھا کنارہ دجلہ پر نہایت مستحکم اور مضبوط بنا ہوا تھا ابوعلی نے اس قلعہ مین پہونچکر اپنے مامون کی بیوی سے عقد کر لیا اور کل مال و اسباب اور نیز قلعہ پر قابض ہوگیا بعدازان آہستہ آہستہ کل دیاربکر کا حکمران بن گیا۔ اس اثنار مین کہ ابوعلی میافارقین کا محاصرہ کئے ہوے تھا ابوطاہر اور ابوعبداللہ پسران حمدان آپہونچے۔ ایک دوسرے سے گتھ گیا۔ اتفاق سے ابوعلی نے ان دونو بھائیون کو ہزیمت دیدی اور اثنار گیر مین ابوعبداللہ کو گرفتار کر لیا۔ پھر بعد چندے ابوعبداللہ کو رہا کر دیا۔ ابوعبداللہ اپنے بھائی ابوطاہر کے پاس چلا گیا۔ ابوطاہر اسوقت آمد کا محاصرہ کئے ہوئے تھا۔ دونون بھائیون نے متفق ہوکر ابوعلی پر دوبارہ چڑھائی کردی ابوعلی نے اس معرکہ مین بھی ان دونون بھائیون کو شکست دے کر ابوعبداللہ کو پھر گرفتار کر لیا اور اپنے یہان حبس رکھا تا آنکہ خلیفہ مصر نے اسکی رہائی کی سفارش کی چنانچہ ابوعلی نے اسکو رہا کر دیا رہائی کے بعد ابوعبداللہ مصر چلا گیا خلیفہ مصر نے اسکو حلب کی حکومت پر مامور کر دیا تا آنکہ اس نے حلب ہی مین بحالت حکومت وفات پائی۔ باقی رہا ابوطاہر وہ ایک جماعت قلیلہ کے ساتھ نصیبین چلا گیا۔ اتفاق یہ کہ ان دنون نصیبین مین ابوالدردار محمد بن مسیب امیر بنو عقیل مقیم تھا۔ چنانچہ ابوالدردار نے ابوطاہر پر اپنی فوج کو حملہ کا حکم دے دیا۔ ایک سخت اور خونریز جنگ کے بعد ابوالدردار

کی فوج نے ابوطاہر کو معہ اسکے لڑکون اور چند سپہ سالارون کے گرفتار کر لیا۔ ابوالدردار نے ابوطاہر اور نیز اسکے لڑکون کو بارحیات سے سبکدوش کر کے موصل کیجانب قدم بڑہایا اور اسپر قابض و متصرف ہوگیا بعد اسکے بہاءالدولہ کیخدمت مین یہ درخواست کی کہ آپ اپنا کوئی ایجنٹ مقرر فرماکے میرے پاس روانہ فرمائیے تاکہ اسکے زیر نگرانی مین حکومت کرون۔ پس بہاءالدولہ نے اپنے سپہ سالارون مین سے ایک سپہ سالار کو موصل بہیجدیا مگر اس سپہ سالار کو کسی قسم کے تصرف کا اختیار نہ تہا ابوالدردار سیاہ و سفید کرنے کا مالک تہا۔ رفتہ رفتہ تھوڑے دنون بعد ابوالدردار کی حکومت مستقل ہوگئی اور بہاءالدولہ کے ایجنٹ کی نگرانی اور حمایت سے مستغنی ہوگیا اور بنو حمدان کی حکومت و سلطنت جاتی رہی والبقاءللہ۔

سعدالدولہ بن حمدان کے حالات

جسوقت سعدالدولہ نے اپنے خادم بکجور کو زہر میت دی اور اُسکو جبکہ اوس نے رقہ سے اسکی جانب کوچ کیا تہا قتل کر ڈالا تو سعدالدولہ واپس ہوکر حلب مین آیا اور عارضہ فالج مین مبتلا ہوکر ۳۸۲ھ مین رہگرائے ملک عدم ہوا لولو کبیر نے جو اسکا خادم اور نیز اسکے امور سلطنت و حکومت کا منصرم تہا اسکے بیٹے ابوالفضل کو بجائے اسکے سریر حکومت پر بٹہلایا اور شاہی افواج سے اسکی امارت و حکومت کی بیعت لی فوجین ہر چہار طرف سے اسکی خدمت مین آگئین۔ کسی ذریعہ سے یہ خبر ابوالحسن مغربی تک پہونچی اسوقت یہ مشہد علی مین تہا فوراً سامان سفر درست کر کے عزیز والی مصر کیخدمت مین حاضر ہونے کو کوچ کر دیا اور پہونچتے ہی ملک حلب پر قبضہ کر لینے کی طمع دلائی۔ پس عزیز نے ایک عظیم فوج بسرکردگی اپنے نامور سپہ سالار منجوتکین حلب کیجانب روانہ کی چنانچہ منجوتکین نے حلب پر پہونچکر

محاصرہ ڈالدیا اور بعد دو چار لڑائیون کے شہر پر قبضہ حاصل کرلیا ابو الفضائل اور لولو قلعہ نشین ہوگیا اور وہین سے بادشاہ روم کے پاس امداد کی غرض سے ایلچی روانہ کیا۔ چونکہ بادشاہ روم اندرون جنگ بلغار (بلگیریا) مین مصروف تہا اسوجہ سے اپنے گورنر انطاکیہ کو ان لوگون کی امداد کرنے کو لکہہ بہیجا چنانچہ گورنر انطاکیہ نے پچاس ہزار فوج کی جمعیت سے ابو الفضائل کی کمک کی غرض سے کوچ کیا۔ جسپر جدید پر پہونچکر قریب وادی عاصی خیمہ زن ہوا۔ منجوتکین نے اس سے مطلع ہوکر عساکر اسلامیہ کو مرتب کیا اور ان عیسائیون کے مقابلہ پر آگیا۔ سخت اور خونریز جنگ کے بعد رومیون کو ہزیمت ہوئی لشکر اسلام تعاقب مین بڑہا۔ عیسائی ممالک دیہاتون اور شہرون کو تاخت و تاراج کرتا ہوا۔ انطاکیہ تک چلا گیا۔ ابو الفضائل اور لولو کو موقع ملگیا قلعہ سے شہر حلب مین چلے آئے اور جسقدر اوٹھالیجا سکے مال و اسباب قلعہ سے اوٹھا لیگئے باقی کو جلا کر خاک و سیاہ کردیا۔ بعد اسکے منجوتکین پہر محاصرہ حلب پر واپس آیا۔ لولو نے ابو الحسن مغربی کے ذریعہ سے صلح کا پیام دیا منجوتکین نے مصلحتاً مصالحت کرلی اور محاصرہ اٹھا کر حلب سے دمشق چلا آیا۔ عزیز والی مصر کا اس مصالحت مین اسمزاج نہ کیا عزیز نے اس سے مطلع ہوکر عتاب آمود فرمان بنام منجوتکین تحریر فرمایا اور سختی کے ساتھہ محاصرہ حلب پر واپس جانے کو لکہا۔ پس منجوتکین دوبارہ حلب کے محاصرہ کرنے کو گیا تیرہ ماہ کامل محاصرہ کئے رہا۔ ابو الفضائل اور لولو نے بادشاہ روم کے پاس پہر خطوط روانہ کئے اور اس امر کو ظاہر کیا کہ اگر حلب پر منجوتکین کا قبضہ ہوگیا تو انطاکیہ کی خیر نہ سمجہنا فتح انطاکیہ کا پہاٹک حلب ہے یہ وہ زمانہ تہا کہ بادشاہ روم کو مہم بلغار سے فراغت حاصل ہوچکی تہی فوراً فوجین مرتب کرکے حلب کیطرف روانہ ہوا۔ منجوتکین کو اسکی خبر لگی تو اس نے محاصرہ

اور دہسون اور خیمون کو خراب اور ویران کر کے محاصرہ اوٹھا کے کوچ کر دیا۔
بعدہ بادشاہ روم وارد حلب ہوا ابوالفضائل اور لولو نے گرم جوشی سے
استقبال کیا۔ اس عنایت و ہمدردی کے شکرگزار ہوے۔ ابوالفضائل
اور لولو حلب واپس آیا اور بادشاہ روم نے ملک شام پر ہاتھہ صاف کرنا
شروع کیا۔ حمص و شیرز کو بزور تیغ مفتوح کر کے لوٹ لیا۔ طرابلس کا چالیس
روز تک محاصرہ کیے ہوئے لڑتا رہا بالآخر ناکامی کیساتھہ اپنے ملک کو واپس ہوا

حلب مین بنو حمدان کا انقراض اور بنی کلاب کا استیلاء

ان واقعات کے بعد ابونصر لولو نے جو کہ سیف الدولہ
کا غلام تہا اپنے آقا ابوالفضل بن سعد الدولہ
کو معزول کر کے کل شہر پر قبضہ کر لیا اور دعوت عباسیہ کو موقوف کر کے
حاکم علوی والی مصر کا خطبہ پڑہنے لگا۔ حاکم والی مصر نے اسکو مرتضی الدولہ
کا خطاب مرحمت کیا بعد چندے لولو کے برتاوات مین جو کہ حاکم والی مصر کے
ساتہہ تہے فرق آگیا۔ بنو کلاب بن ربیعہ کو موقع ملگیا ان دونون بنو کلاب کا سردار
صالح بن مرواس نامی ایک شخص تہا۔ اسی اثنا مین لولو نے انمین سے ایک
گروہ کو گرفتار کر لیا یہ لوگ جاسوسی کی غرض سے حلب آئے ہوئے
تہے صالح بہی انہین لوگون مین تہا۔ ایک مدت تک جیل مین رہا طرح طرح کی
سختیان جہیلتا رہا آخر کار جیل سے بہاگ کر اپنے اہل و عیال سے جا ملا اور طیاری
کر کے حلب پر چڑہ آیا۔ لولو اور صالح سے مدتون لڑائیان ہوتی رہین انجام
یہ کہ صالح نے لولو کو ۴۳۶ھ مین گرفتار کر لیا اسکا بہائی بہراز خزابی جان بچا کر حلب
پہونچا اور اسکی ناکہ بندی کر لی بعد ازان صالح کے پاس اپنے بہائی کا زر فدیہ
لیکر قید سے رہا کر دینے کا پیام بہیجا صالح نے بچند شرایط لولو کو رہا کیا لولو
قید سے نجات پاکر حلب آیا اور اپنے غلام فتح کو اس ہزیمت کا باعث

قرار دئے کر ایدا رسانی اور گرفتاری کی فکرین کرنے لگا فتح قلعہ حلب پر لولو کیطرف سے حاکم تھا۔ کسی ذریعہ سے فتح کو اسکی خبر لگ گئی۔ حاکم علوی والی مصر کو ان واقعات سے مطلع کر کے اسکے اقتدار شاہی کو تسلیم کر لیا اور لولو سے باغی ہو کر زیر اثر حکومت مصر حکمرانی کرنے لگا۔ حاکم والی مصر نے صیدا و بیروت بطور جاگیر مرحمت کیا۔ لولو کو اپنی جان کے لالے پڑ گئے بھاگ کر رومیون کے پاس انطاکیہ چلا گیا اور انہین کے پاس مقیم رہا۔ اب فتح کو اپنے ارادون مین فتحیابی حاصل ہو گئی تھی۔ صیدا گیا۔ حاکم والی مصر نے اپنی جانب سے حلب کی حکومت بھی عطا کی اسی زمانہ سے بنو حمدان کی حکومت و دولت کا چراغ شام و جزیرہ مین گل ہو گیا اور حلب کی سرزمین عبیدیون کے قبضہ اقتدار مین باقی رہ گئی۔ بعد ازان صالح بن مرداس کلابی نے اس پر قبضہ و استیلا حاصل کیا یہان پر اسکی اور اسکی قوم کی دولت و حکومت اور اسکی آئندہ نسلون نے بوراثت اسکے اس ملک پر حکمرانی کی جیساکہ آیندہ انکے حالات کے ضمن مین بیان کیا جاے گا۔

موصل مین بنو عقیل کی حکومت اور ابوالدواد کے ذریعہ سے اسکے ابتدا ہونیکے حالات

بنو عقیل، بنو کلاب، بنو نمیر، بنو خفاجہ (یہ سب عامر بن صعصعہ سے تھے) اور بنو طے (یہ کہلان کے قبیلہ سے تھے) مابین جزیرہ اور شام دریاے فرات کے کنارہ پر پھیلے ہوئے تھے اور یہ لوگ رعایا کی حیثیت سے بنو حمدان کے زیر حکومت مین رہتے اور انکو خراج ادا کیا کرتے تھے۔ موقع جنگ پر ان کے ساتھ ہو کر ان کے دشمنون سے لڑنے کو جاتے تھے رفتہ رفتہ ان کی قوت بڑھ گئی جبکہ بنو حمدان کا آفتاب اقبال لب بام آگیا۔ ان کی حکومت کو استقلال اور استحکام حاصل ہو گیا سامان جنگ درست کر کے ملک گیری کو نکل پڑے اور جب ابو طاہر بن حمدان کو بمقابلہ علی بن مروان ۳۸۰ھ مقام دیار بکر مین ہزیمت

(۴) ۱۹۰۸ء

ہوئی جیسا کہ ہم اوپر بیان کر آئے ہین اور ابوطاہر نے نصیبین کا راستہ اختیار کیا یہ وہ زمانہ تہا کہ نصیبین پر ابوالدرداء محمد بن مسیب بن رافع بن مقلد بن جعفر بن عمر بن مہنہ امیر بنو عقیل بن کعب بن ربیعہ بن عامر مستولی اور متصرف ہو گیا تہا۔ پس ابوالدرداء نے ابوطاہر اور اسکے ہمراہیون کو قتل کر ڈالا اور بڑہ کر موصل پر قبضہ کر لیا اور بہاء الدولہ بن بویہ کے پاس کہلا بہیجا جسنے کہ عراق مین خلیفہ کو یار کیا تہا آپ اپنی طرف سے ایک گورنر موصل مین بہیجدیجئے تاکہ اسکے زیر اثر و نگرانی حکومت کرون۔ چنانچہ بہاء الدولہ نے اپنی جانب سے اپنا ایک ایجنٹ موصل روانہ کیا مگر زمام حکومت اور سیاہ و سفید کرنے کا اختیار ابوالدرداء کے قبضہ اختیار مین تہا۔ اس حالت سے دو برس منقضی ہوئے ۳۸۲ھ مین بہاء الدولہ نے چند فوجین بسرافسری ابوجعفر حجاج بن ہرمز موصل کی طرف روانہ کین ابوالدرداء نے ان کو پسپا کر کے موصل پر خود مختاری کیساتہہ حکمران بن بیٹہا۔ بعد اپنی قوم کو اور تیران عرب کو جو اسکے پاس آکر مجتمع ہو گئے تہے آراستہ کر کے بہاء الدولہ کی فوج سے جنگ کرنے کو چلا۔ متعدد لڑائیان ہوئین آخرکار فتح اور کامیابی کا جہنڈا دیلم کے ہاتہہ رہا۔

ابوالدرداء کی وفات اور اسکے بہائی مقلد کی حکومت

۳۸۶ھ مین ابوالدرداء رہگرائے ملک عدم ہوا۔ بجائے اسکے بنو عقیل کی امارت پر اسکا بہائی علی متمکن ہوا۔ مقلد بن مسیب نے ہر چند ہاتہہ پاؤن مارے اور بنو عقیل کی سرداری حاصل کرنے کی کوشش کی مگر اسوجہ سے کہ علی اس سے مسن تہا اس کی ایک بھی پیش نہ گئی تب مقلد نے اپنی عنان توجہ حکومت موصل کیجانب منعطف کی اور اون دیلمیون کو جو کہ موصل مین ابوجعفر بن ہرمز کے ساتہہ مقیم تہے ملانا شروع کیا بعد چندے مقلد کو اپنے ان ارادون اور سازش مین کامیابی حاصل ہو گئی۔

دیلمیون کی ایک گروہ کثیر نے اس سے سازش کرلی - اس وقت مقلد نے بہاء الدولہ کیخدمت بذریعہ درخواست یہ گذارش کی کہ اگر حکومت موصل کی مجھے عنایت کی جاے تو مین دو لاکھ درہم سالانہ خراج ادا کیا کرونگا - بعدہ اپنے بھائی علی اور اپنی قوم سے یہ ظاہر کیا کہ مجھے بہاء الدولہ نے موصل کی سند حکومت عطا فرمائی ہے تم لوگ میری حمایت کرو پس وہ لوگ طیار ہو کر مقلد کیساتھ ساتھ موصل کیجانب روانہ ہوے سفر و قیام کرتے ہوے تھوڑے دنون بعد موصل کے قریب پہنچے دیلمیون مین سے جن لوگون نے اس سے سازش کرلی تھی وہ لوگ موصل سے نکلکر اسکے پاس چلے آے - ابو جعفر بن ہرمز سپہ سالار دیلم نے دیلمیون کا یہہ حال دیکھکر امن کی درخواست کی مقلد نے اسکو امن دیدی چنانچہ ابو جعفر کشتی پر سوار ہو کر بغداد کی طرف روانہ ہوا اہل موصل نے اسکا تعاقب کیا مگر کامیابی حاصل نہوئی مقلد نے ابو جعفر کے چلے جانے کے بعد موصل پر قبضہ کرلیا -

مقلد اور بہاء الدولہ غربی فرات کی نگرانی و حفاظت مقلد کرتا تھا - دار الخلافت بغداد مین اسکی طرف سے اسکا نائب رہتا تھا اس نائب مین ذاتی شجاعت اور تھوڑی تھی اس سے اور بہاء الدولہ کے ساتھیون سے کسی بات پر جھگڑا ہو گیا - ان دنون بہاء الدولہ اپنے بھائی کے جھگڑون مین مصروف و مشغول تھا مقلد کے نائب نے اپنے آقا کیخدمت بہاء الدولہ کے مصاحبون کی شکایت لکھکر بھیجی - مقلد نے اپنی فوج کو آراستہ کر کے چڑھائی کردی اور پہونچتے ہی قتل و غارت کا ہاتھ صاف کرنے لگا اور مال پر ہاتھ بڑھایا - ابو علی بن اسمعیل نے جو کہ بغداد مین بہاء الدولہ کیطرف سے بطور نائب کے تھا مقلد کے طوفان بے امتیازی کی روک تھام کی غرض سے خروج کیا - بہاء الدولہ کو اسکی خبر لگی تو اس نے غلطی سے ابو جعفر حجاج بن ہرمز کو ابو علی بن اسمعیل کی گرفتاری اور مقلد بن مسیب سے مصالحت کرنے کے لئے روانہ کیا - چنانچہ مقلد اور ابو جعفر مین باین شرایط مصالحت ہوئی (۱) یہ کہ

مقلد دس ہزار دینار سالانہ بہاء الدولہ کیخدمت مین بطور نذر یا خراج بھیجا کرے۔
(۲) یہ کہ خطبہ مین بعد بہاء الدولہ کے ابوجعفر کا نام پڑہا جائے (۳) یہ کہ ممالک مقبوضہ
سے سوائے حق نگرانی وحفاظت اور کوئی خراج یا مالیہ کے وصول کرنے کا
اختیار مقلد کو نہوگا۔ (۴) یہ کہ مقلد کو بہاء الدولہ کیطرف سے شاہی خلعت عطا
کیجائے اور حسام الدولہ کا خطاب مرحمت ہو (۵) یہ کہ موصل، کوفہ، مصر اور جامعین
بطور جاگیر مقلد کو مرحمت ہون۔ ان شرائط پر باہم مصالحت تو ہوگئی ہنوز نفاذ
کی نوبت نہ آئی تہی کہ قادر باللہ سریر خلافت پر رونق افروز ہوا مقلد نے کل
شرائط کو بالائے طاق رکھکے پورے ملک پر قبضہ کرلیا۔ ارکین دولت
اور علماء و فضلاء اور مدبرین ہر چہار طرف سے کھینچ کھنچا کر اسکے پاس چلے آئے
اس سے اسکا رتبہ عالی ہوگیا اسی اثنا مین ابوجعفر نے ابوعلی بن اسمعیل کو گرفتار
کرکے جیل مین ڈالدیا بعد چندے ابوعلی جیل سے نکلکر مہذب الدولہ کے
پاس بھاگ گیا۔

علی بن مسیب کی گرفتاری مقلد بن مسیب اور اسکے ہمراہیون اور اسکے بھائے کے
ہمراہیون سے قبل روانگی عراق زمانہ قیام موصل مین کچھہ کھٹ پٹ سی ہوگئی تھی
پس جب عراق سے مقلد واپس ہوکر موصل مین آیا تو اپنے بھائی کے مصاحبون
سے انتقام لینے پر تُل گیا پھر یہ خیال کرکے کہ بحالت موجودگی اپنے بھائی کے مین
اس ارادہ مین کامیاب نہونگا خاموش ہورہا اور اپنے بھائی کی گرفتاری کی فکر
کرنے لگا۔ ایک روز اپنی فوج دیلم اور اکراد کو طلب کرکے قصر دقوقا کے قصد
کا اظہار کیا اور اُن سے اطاعت وفرمانبرداری کی قسم لی بعد ازان رات کیوقت
اپنے بھائی کے مکان مین نقب لگاکر گھس گیا اسکے بھائی علی کا مکان اس کے
مکان سے ملاحق اور متصل تہا علی خواب غفلت مین پڑا ہوا خراٹے لے رہا

تنہا۔ مقلد نے پہونچکر مشکین باندھلین اور باطمینان تمام لیجاکر جیل مین ڈالدیا۔ اسکے لڑکون قراوش اور بدران کو اور نیز اسکی بیوی کو تکریت روانہ کردیا۔ اور سرداران عرب کو طلب کرکے خلعتین دین انعامات اور صلے مرحمت کئے جس سے تقریبًا دوہزار سوار اسکے پاس مجتمع ہوگئے

علی کی بیوی معہ اپنے دونون لڑکون کے حسن بن مسیب کے پاس چلی گئی اور اس کو سارا ماجرا کہہ سنایا اس نے اپنے عربی نژاد اعزہ و اقارب کو مجتمع کرکے مقلد پر چڑہائی کردی سولہزار سوار ونکی جمعیت سے موصل کیطرف بڑہا مقلد کو اسکی خبر لگی لوگون کو جمع کرکے مشورہ طلب کیا رافع بن محمد بن مقن نے جنگ کرنیکی راے دی عرب بن محمد نے کہا صلہ رحم کا خیال رکھنا زیادہ مناسب ہے آخر وہ بھی تو آپ ہی کا بہائی ہے جنگ سے ہاتھہ روک لینا بہتر ہے۔ ہنوز کوئی بات طے نہونے پائی تھی کہ اسکی بہن رمیلہ بنت مسیب اپنے بہائی علی کی سفارش کرنیکی غرض سے آپہونچی مقلد نے اس کی سفارش سے علی کو قید سے رہا کردیا اور اسکا مال اور اسباب جو کچہہ ضبط کرلیا تہا واپس دے دیا۔ اس سے فریقین کے ہمراہیون کو بیحد مسرت ہوئی ایک دوسرے سے بغلگیر ہوا۔ حسن اور علی حلہ کیجانب واپس گیا اور مقلد موصل مین لوٹ آیا اور واسط مین علی بن مزید اسدی پر فوجکشی کرنے کی تیاری مین مصروف ہوا جون ہی مقلد نے حلہ کیجانب کوچ کیا علی دوسری راہ سے موصل آپہونچا اور اسپر قابض ہوگیا۔ مقلد اس واقعہ سے مطلع ہوکر موصل کیطرف لوٹا۔ حسن کو اس سے سخت صدمہ ہوا مقلد کی کثرت فوج سے ڈر گیا کہ پہلے ہی حملہ مین علی پس جاے گا۔ مقلد کو حلہ مین ٹہراکر علی کے پاس آیا اور اسکو سمجہا بوجہا کر باہم مصالحت کرادی۔ بعد مصالحت مقلد معہ اپنے دونون بہائیون کے موصل مین داخل ہوا۔ بعد چندے علی بخوف خطرہ

اینده بھاگ گیا بعدازان دونون مین اس امر پر مصالحت ہوگئی کہ ان دونون مین سے ایک شخص شہر مین رہے۔ پھر ۳۹۰ھ مین علی نے وفات پائی بجائے اسکے حسن مامور ہوا مقلد نے اسپر فوجکشی بنوخفاجہ کا گروہ اسکے رکاب مین تھا۔ حسن یہ خبر پاکر عراق کیطرف بھاگ گیا مقلد نے تعاقب کیا مگر کامیاب نہوا واپس آیا۔ بعدہ مقلد نے علی بن مزید کے مقبوضات کیجانب قدم بڑہایا اور دوبارہ اس پر قابض ہوگیا۔ علی بن مزید بھاگ کر مہذب الدولہ والی بطیحہ کے پاس چلاگیا مہذب الدولہ نے دونون مین مصالحت کرادی۔

استیلاء مقلد بر دقوقا

مقلد نے اپنے دونون بھائیون اور ابن مزید کے مہم سے فارغ ہوکر دقوقا کیجانب قدم بڑہایا اور پہونچکر اسپر قابض اور متصرف ہوگیا اس سے پیشتر عیسائیون مین سے دو شخصون نے اہل شہر کو اپنا مطیع و منقاد بنالیا تھا جبرئیل بن محمد نے جو کہ نامور سپہ سالاران بغداد سے تھا ان دونون عیسائیون سے دقوقا کو چھین لیا اس مہم مین مہذب الدولہ والی بطیحہ نے بھی جبرئیل بن محمد کا ہاتھہ بٹایا۔ جبرئیل ایک کارآزمودہ سپہ سالار تھا جہاد کرنے پر ہر وقت تلا رہتا تھا اس نے شہر پر قبضہ کرنے اور عیسائی حکمرانون کے گرفتار کر لینے کے بعد شہر مین عدل و انصاف کی منادی پھروادی۔ بعد اسکے مقلد نے اس سے اس شہر پر قبضہ حاصل کیا بعدازان محمد بن عنان پھر قراوش بن مقلد یکے بعد دیگرے حکمران ہوئے پھر شہر کی حکومت و ریاست فخرالدولہ ابوغالب کیطرف منتقل ہوگئی پھر جبرئیل کو موقع ملگیا کوٹ کر دقوقا پر آیا اور امراء اکراد مین سے موشک بن چکویہ کی فوجون سے اپنا لشکر مرتب کرکے دھاوا کر دیا اور فخرالدولہ کے عمال کو شہر سے نکال باہر کیا اس اثنار مین بدران بن مقلد آپہونچا اور اس نے اون دونون کو

۱؎ یہ واقعہ ۳۸۹ھ کا ہے دیکھو تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۹ صفحہ ۵۶ مطبوعہ مصر۔

مغلوب کرکے شہر پر قبضہ کرلیا۔

قتل مقلد وحکومت قراوش بن مقلد

مقلد کے بہت سے ترکی غلام تھے یہ لوگ اس سے جدا ہوکر بھاگے مقلد نے انکا تعاقب کیا اور ان کو گرفتار کرکے نہایت سختی سے پامال اور تہ تیغ کیا اس سے ان کے بھائیون کو خوف پیدا ہوا موقع کا انتظار کرنے لگے ایک روز انہین ترکیون نے بحالت غفلت مقلد کو ۳۹۱ھ مقام انبار مین قتل کرڈالا۔ اسکی شان وشوکت بہت بڑھ گئی تھی بغداد کے سر کرنے اور اس پر قابض ہونے کے غرض سے فوجین روانہ کین تھین۔ جب یہ مارا گیا تو اسکا بڑا بیٹا قراوش موجود نہ تہا اسکا مال واسباب انبار مین تہا۔ اسکے نائب عبداللہ بن ابراہیم بن شہرویہ کو خوف غالب ہوا ابومنصور بن قراد سے خط وکتابت شروع کی یہ اس وقت سندیہ مین تہا۔ باہم دونون مین یہ طے پایا کہ جو کچھ مقلد مال واسباب اور نقدیات چھوڑ کر مرگیا ہے اس مین سے نصف نصف ابومنصور کو تقسیم کردیا جائے گا بشرطیکہ جسوقت قراوش کا چچا حسن بن مسیب بقصد قراوش قدم بڑہائے ابومنصور آڑے آئے اور بجائے مقلد کے قراوش حکمرانی کی کرسی پر متمکن کیا جائے۔ چنانچہ اس قرارداد کے مطابق عبداللہ بن ابراہیم نے قراوش کو بہ ترغیب حکومت بلا بھیجا۔ پس جب قراوش اپنے باپ کے دارالحکومت مین آگیا تو اس نے بموجب اقرار عبداللہ بن ابراہیم اپنے باپ کے متروکہ مین سے نصف مال واسباب اور نقدیات تقسیم کرکے ابومنصور بن قراد کو دیدیا اور ابومنصور بن قراد حسب اقرار اسکے شہر مین بغرض حفاظت مزاحمت حسن بن مسیب ٹہیرا رہا۔

اس واقعہ کی اطلاع حسن بن مسیب کو ہوئی تو سرداران بنوعقیل کے پاس قراوش کی اس حرکت کی شکایت کرنے کو گیا اور یہ بھی ظاہر کیا کہ اس وقت تک

ابومنصور بن قراوا سکے پاس مقیم ہے - بنوعقیل چچا اور بھتیجہ مین باہم مصالحت
کرانے کی کوشش کرنے لگے بالآخر دونون چچا اور بھتیجہ (حسن اور قراوش)
مین مصالحت ہوگی اور یہ قرار پایا کہ ابومنصور کے ساتھ بدعہدی اور غداری
کیجائے باین طور کہ ان مین سے ایک شخص دوسرے پر حملہ آور ہو پس جسوقت
دونون حریف رو در رو جنگ پر تُل جائین اس وقت ابومنصور بن قراوکو گرفتار
کرلیا جائے - الغرض حسن اور قراوش نے باہم سازش کرکے اس طرح کی
جنگ زرگری کی بنا ڈالی - دونون چچا اور بھتیجہ کی فوجین صف آرا ہوئین - کسی نے
اس سازش سے ابومنصور بن قراوکو مطلع کردیا ابومنصور بخوف گرفتاری بھاگ کھڑا
ہوا - حسن اور قراوش نے تعاقب کیا مگر کامیاب نہوئے - قراوش واپس ہوکر
ابومنصور بن قراد کے مکانون مین گیا اور کل مال واسباب پر قابض ہوگیا
یہانتک کہ ابوجعفر حجاج بن ہرمز نے اس سے اس مال واسباب کو چھین لیا

قراوش اور بہاء الدولہ

۳۹۲ھ مین قراوش بن مقلد نے بنوعقیل کے لشکر کو مدائن
کیطرف روانہ کیا اس لشکر نے پہونچتے ہی مدائن پر محاصرہ ڈالدیا - بہاء الدولہ
کے نائب بغداد ابوجعفر بن حجاج بن ہرمز نے ایک فوج بنوعقیل کے سرکرنے کو
بھیجی - چنانچہ ابوجعفر کی فوج نے بنوعقیل کو مدائن سے پسپا کردیا بنوعقیل کو اس سے
سخت پشیمانی ہوئی بنواسد وغیرہ مجتمع کرکے بڑے اہتمام سے پھر فوجکشی کی اسوقت
ان لوگون کا سردار علی بن مزید نامی ایک شخص تہا - ابوجعفر نے بھی اس سے مطلع
ہوکر مقابلہ کی غرض سے خروج کیا - ملک شام سے خفاجہ کو طلب کرکے اپنے
فوج مرتب کی پس اسکو ہزیمت ہوئی اسکا سارا لشکر پامال کردیا گیا - بہت سے
آدمی مارے گئے ترکون اور دیلمیون مین سے ایک گروہ کثیر کو قید کرلیا گیا بعدازان
ابوجعفر نے دوبارہ اپنی فوج آراستہ کی اور اطراف کوفہ مین باغیان دولت

عباسیہ سے مڈبھیڑ ہوا۔ اس واقعہ مین بھی اس نے ان کو ہزیمت دی۔ بہتون کو قتل اور اکثر کو قید کر لیا۔ بعدہ بنو مزید کے قبیلہ کی طرف قدم بڑہایا اور ان کا بیحد وبیشمار مال واسباب لوٹ لیا۔

سنہ ۳۹۷ھ مین قراوش نے کوفہ کا قصد کیا اسوقت کوفہ کی عنان حکومت ابوعلی بن ثمال خفاجی کے قبضہ اقتدار مین تھی مگر اتفاق سے یہ اس وقت کوفہ مین موجود نہ تھا پس قراوش بلا مزاحمت ومخاصمت کوفہ مین داخل ہوا ابوعلی کو یہ خبر لگی تو وہ بھی فوجین طیار کر کے آپہونچا سخت اور خونریز جنگ کے بعد قراوش کو ہزیمت ہوئی ابوعلی نے کوفہ پر قبضہ کر کے قراوش کے ہمراہیون سے بطور تاوان بہت سا روپیہ وصول کیا۔ پھر سنہ ۳۹۹ھ مین ابوعلی راہی ملک عدم ہوا۔ حاکم والی مصر نے اس کو رحبہ کی حکومت پر مامور کیا تھا جو وقت پہنچ سند حکومت لئے ہوے رحبہ پہونچا عیسے بن خلاط عقیلی نے اسکے خلاف خروج کر کے اسکو مار ڈالا اور رحبہ پر قابض ومتصرف ہو گیا بعد اسکے اور لوگ بھی اس شہر پر حکمرانی کرتے رہے تا آنکہ صالح بن مروان کلابی والی حلب نے اس شہر کی عنان حکومت اپنے ہاتھ مین لی۔

قراوش کا اپنے وزیرون کو گرفتار کر لینا

معتمد الدولہ قراوش بن مقلد نے ابوالقاسم حسین بن علی بن حسین مغربی کو قلمدان وزارت کا مالک بنایا تھا۔

ابوالقاسم حسین کا باپ سیف الدولہ بن حمدان کے ہمراہیون سے تھا اس سے رخصت ہو کر مصر گیا اور وہان کے صوبجات کا والی وحکمران ہوا اسکا بیٹا ابوالقاسم حسین یہین پیدا ہوا اور یہین نشو ونما پا کر بڑا ہوا۔ بعد اسکے حاکم والی مصر نے اسکے باپ کو کسی الزام مین سزاے موت دی۔ ابوالقاسم حسین شام مین حسان بن مفرج بن جراح طائی کے پاس چلا گیا۔ اور اسکو والی مصر کے ساتھ بدعہدی

کرنے اور ابو الفتوح حسن بن جعفر والی مکہ کی بیعت پر آمادہ کیا چنانچہ حسان نے ابو الفتوح کو مکہ سے رملہ مین بلا کر ٹھیرایا "امیر المومنین" کے لقب سے یاد کرنے لگا حاکم والی مصر کو اسکی خبر لگی تو اس نے حسان کو بہت سا مال وزر دیکر ابو الفتوح کیجانب سے پھیر لیا۔ تب ابو الفتوح ناکامی کے ساتھ واپس آیا اور ابو القاسم مغربی عراق چلا گیا۔ فخر الملک کیخدمت مین باریاب ہوا۔ خلیفہ قادر اس وجہ سے کہ ابو القاسم کا علویون کیطرف طبعی میلان تھا ابو القاسم کیطرف سے مشکوک اور مشتبہ ہوا فخر الملک نے اس بنا پر اپنے یہان سے نکالدیا تب ابو القاسم نے قراوش کیخدمت مین حاضر ہونے کی غرض سے موصل کا راستہ لیا۔ قسمت یاوری پر تھی قراوش نے قلمدان وزارت سپرد کر دیا۔ بعدہ ۴۱۱ھ مین کسی امر مین اس سے مشتبہ ہو کر اس کو گرفتار کر لیا اور ایک مقدار معین اسپر جرمانہ کیا پھر یہ خیال کر کے کہ اسکا مال و اسباب بغداد اور کوفہ مین ہے رہا کر دیا۔ ابو القاسم واپس ہو کر بغداد آیا اور بعد مؤید الملک رئیسی کے شرف الدولہ بن بویہ کی وزارت سے ممتاز ہوا۔

مؤید الملک رئیسی کے معزول ہونے کا سبب یہ ہوا کہ اس نے ایک یہودی پر ایک لاکھ دینار جرمانہ کیا تھا اس یہودی سے اور عنبر خادم ملقب بہ اثیر سے مراسم اتحاد تھے جبکہ مؤید الملک کا یہ فعل ناگوار گزرا شرف الدولہ کو اسکی جانب سے بدظن کر کے معزول کرا دیا۔

تھوڑے دنونکے بعد ترکون اور عنبر خادم سے اَن بن ہو گئی اس مخالفت مین وزیر السلطنت ابو القاسم عنبر خادم کا ہم آہنگ تھا[1] ..... پس اسنے بغداد سے نکل جانے کی رائے دی چنانچہ وزیر السلطنت ابو القاسم اور عنبر خادم بغداد سے سندیہ کی طرف روانہ ہوا اس وقت سندیہ مین قراوش موجود

[1] اصل کتاب مین اس مقام پر کچھ نہیں لکھا ہے۔ مترجم

تھا اس نے ان لوگون کو عزت و احترام سے ٹھہرایا دو ایک روز قیام کر کے
اوانا کیجانب کوچ کیا - ترکون کو اسکی خبر لگی تو اونہون نے عنبر خادم سے معذرت
کی اور بمنت و خوشامد واپسی پر اصرار کیا عنبر خادم نے انکی معذرت پر بغداد کیطرف
مراجعت کی اور ابو القاسم مغربی قراوش کے پاس چلا گیا - یہ واقعہ ۴۱۵ھ کا
ہے دس ماہ اس نے وزارت کی -

بعد اسکے کوفہ مین مابین عباسیون اور علویون کے جھگڑا پیدا ہو گیا
اس فتنہ کی ابتداء ابن ابی طالب سے ہوئی جو کہ ابو القاسم کا صہر (داماد) تھا خلیفہ نے
قراوش کو ابو القاسم کے نکالدینے کو لکھ بھیجا پس ابو القاسم کوفہ سے نکلکر ابن
مروان کے پاس دیار بکر چلا گیا - بقیہ حالات اسکے اسی مقام پر تحریر کئے جائینگے

اسی سنہ مین معتمد الدولہ قراوش نے ابو القاسم سلیمان بن فہد گورنر موصل
کو جو کہ اسکے اور نیز اسکے باپ کیطرف سے موصل پر مامور تھا گرفتار کر لیا -
اسکی سوانح یہ ہے کہ یہ اپنے شروع شباب مین ابو اسحاق صابی کیخدمت مین
کتابت کے عہدہ پر متعین تھا بعد ازان مقلد بن مسیب کے پاس چلا گیا اور پھر
اسکے ہمراہ موصل گیا ایک مدت کے بعد قراوش نے اس کو خراج اور مال کا
افسر اعلیٰ مقرر کیا - اہل موصل کے ساتھ بدسلوکی اور ظلم سے پیش آیا طرح طرح
کے اُن پر جرمانے کئے قراوش کو یہ خبر لگی تو اس نے اس کو گرفتار کر کے اسکے
کل مال و اسباب کو ضبط کر لیا اور کثیر التعداد جرمانہ کیا - ابو القاسم اسکی ادائیگی سے معذور
و مجبور رہا اس پر قراوش نے اسکو بار حیات سے سبکدوش کر دیا -

جنگ قراوش و عرب اور لشکر بغداد

۴۱۱ھ مین عرب فتنہ قراوش کے لئے مجتمع ہوا - دبیس
بن علی بن مزید اسدی اور غریب بن معن اسکی سرکوبی کو روانہ
ہوئے دار الخلافت بغداد سے بھی فوجین آگئین - سرمن رائے کے قریب

ایک میدان مین دونون فریق گتھہ گئے قراوش کے ہمراہ رافع بن حسین بھی تھا گھمسان لڑائی ہوئی - آخر الامر قراوش کو ہزیمت ہوئی سارا مال واسباب اور خزانہ لوٹ لیا گیا اسنا ردار وگیر مین گرفتار کر لیا گیا - اسکے مقبوضات مین سے تکریت بزور تیغ مفتوح کیا گیا - شاہی فوجین بغداد واپس آئین - پھر غریب بن معن کی سفارش سے قراوش کو رہائی ملی - سلطان بن حسن بن تمال امیر خفاجہ کے پاس چلا گیا - ترکی لشکر نے تعاقب کیا - غربی فرات مین مڈبھیر ہو گئی ایک سخت اور خونریز جنگ کے بعد قراوش اور سلطان کو ہزیمت ہوئی - شاہی فوجون نے اسکے مقبوضات کو جی کھولکر تاخت وتاراج کیا - قراوش نے تنگ ہوکر دارالخلافت بغداد مین علم خلافت کی اطاعت وفرمانبرداری کا پیام بھیجا -

پھر ۴۸۱ھ مین مابین قراوش اور بنو اسد وخفاجہ کے جھگڑا ہو گیا - خفاجہ نے قراوش کے مقبوضات سواد پر دست درازی شروع کر دی تھی - قراوش نے ان لوگون کی مدافعت کی غرض سے موصل سے کوچ کیا - خفاجہ کا سردار ابوالفتیان منیع بن حسان نامی ایک سپہ سالار جنگ آور تھا اس نے دبیس بن علی بن مزید سے سازش کر لی اور اسکو اپنا ہمدرد اور مددگار بنا لیا - چنانچہ دبیس اپنی قوم بنی اسد اور لشکر بغداد کو مجتمع اور مرتب کر کے ابوالفتیان کی کمک پر پہنچا کوفہ کے باہر دونون حریف نے صف آرائی کی - کوفہ اسوقت قراوش کے قبضہ مین تھا - قراوش پر ان لوگون کا ایسا خوف غالب ہوا کہ رات کے وقت بلا جدال وقتال کوفہ چھوڑ کر انبار کیجانب کوچ کر گیا فتحمند گروہ نے قراوش کا تعاقب کیا قراوش نے انبار کو بھی خیرآباد کہہ کر حلہ کا راستہ لیا فتحمند گروہ نے انبار پر قبضہ کر لیا - مگر بعد چند مدے انبار کو چھوڑ کر متفرق اور منتشر ہو گئے - قراوس کو اسکی خبر لگ گئی پہونچ کر فوراً قبضہ کر لیا -

بعدازاں اسی سنہ مین بنی عقیل سے اور اس سے دو دو ہاتھ چل گئی۔
سبب یہ ہوا کہ اثیر عنبر خادم (دولت بنی بویہ کا حاکم اور ایک چیرہ دست منتظم تھا) کے
خلاف شاہی فوج نے بغاوت کردی عنبر خادم بخوف جان قراوش کے پاس
چلا گیا۔ قراوش نے اسکے مال و اسباب پر جو کہ قیروان مین تھا قبضہ کرلیا۔
مجدالدولہ بن قراد اور رافع بن حسن نے بنی عقیل کے ایک گروہ کثیر کو مجتمع کیا
بدران برادر قراوش بھی ان لوگون مین آکر ملگیا۔ بہت بڑی طیاری سے ان
لوگون نے قراوش پر چڑھائی کی۔ غریب بن معن اور اثیر عنبر خادم قراوش کی کمک
پر مجتمع ہوے۔ ابن مروان نے بھی فوجی مدد دی۔ تیرہ ہزار کی جمعیت سے قراوش
میدان جنگ مین آیا۔ ایک شہر کے قریب دونون حریف نے صف آرائی کی جونہی
دونون لشکر حملہ آور ہوئے اور لڑائی کا بازار گرم ہوا۔ بدران بن مقلد صف لشکر سے
نکلکر اپنے بھائی قراوش کے پاس آیا اور وسط مصاف مین باہم مصالحت کرلی
ایک نے دوسرے سے معانقہ کیا قراوش نے معہ اپنے بھائی بدران کے شہر
موصل کیجانب معاودت کی۔

پھر مابین قراوش اور خفاجہ کے دوبارہ منازعت پیدا ہوئی۔ سبب
یہ ہوا کہ منیع بن حسان امیر خفاجہ والی کوفہ نے جامعین مقبوضہ دبیس پر دفعۃً حملہ
کرکے لوٹ لیا دبیس یہ خبر پاکر منیع کی جستجو اور تعاقب مین کوفہ کیطرف روانہ ہوا
انبار کا قصد کیا اس نے اور اس کی قوم نے اس کوچی کھولکر تاخت و تاراج کیا
قراوش کو اسکی خبر لگی تو وہ معہ غریب بن معن کے منیع کے روک تھام کو ....
انبار کیطرف روانہ ہوا پھر ان کی تعاقب مین قصر کیجانب بڑھا۔ خفاجہ یہ خبر پاکر
انبار کیجانب لوٹے اور اسکو لوٹ لیا آگ لگادی جلکر خاک و سیاہ ہوگیا قراوش

ط اس مقام پر اصل کتاب مین کچھ نہ لکھا ہے ۔ منہ

اور بیس دس ہزار فوج مجتمع کر کے خفاجہ کی سرکوبی کو بڑھے مگر باوجود اس کثرت فوج کے خفاجہ سے نہ لڑ سکے۔ انبار کی بگڑی ہوئی حالت کو سوارنے مین مصروف ہوئے۔

بعد اسکے منیع بن حسان خفاجی ملک ابو کالیجار کے پاس گیا اور اسکے علم حکومت کے آگے گردن اطاعت جھکا دی۔ کوفہ مین اسکے نام کا خطبہ پڑھا اور بنی عقیل کی حکومت دونون کنارہ فرات سے زایل کر دیا۔

اس واقعہ کے بعد بدران بن مقلد عرب کا ایک گروہ مجتمع کر کے نصیبین کی طرف بڑھا اور اس پر محاصرہ ڈالدیا۔ نصیبین پر اسوقت نصیر الدولہ بن مروان کا قبضہ تھا اس نے محاصرین کے مقابلہ پر فوجین روانہ کین۔ بدران سے گھمسان لڑائی ہوئی۔ پہلے تو بدران کو ہزیمت ہوئی پھر لوٹ کر اون پر حملہ آور ہوا۔ اس حملہ مین نصیر الدولہ کی فوج کو ہزیمت ہوئی نہایت سختی سے ان کو پامال کیا۔ اس اثنار مین اسکو یہ خبر لگی کہ اسکا بھائی قراوش موصل کے قریب پہونچگیا ہے فوراً محاصرہ اُٹھا کر اسکی طرف روانہ ہوگا۔

غز کا موصل پر قبضہ غز کا گروہ ترکون کی ایک شاخ ہے جو بخارا کے قریب ایک درہ مین رہتا تھا جب ان لوگون کا فتنہ و فساد اس اطراف مین حد سے متجاوز ہوگیا تو سلطان سبکتگین نے ان کی سرکوبی پر کمر ہمت باندھی۔ والی بخارا اس سرکش گروہ کے خوف سے بھاگ گیا۔ ان ترکون کا سردار ارسلان بن سلجوق سلطان محمود کی خدمت حاضر ہوا سلطان محمود نے گرفتار کر کے ہند مین بیجا کے قید کر دیا اور اسکے قبائل اور خاندان کو پامال کیا۔ ان مین سے بہتونکو قتل کر ڈالا۔ باقی ماندگان خراسان بھاگ گئے اور وہان پہونچکر فتنہ و فساد کا بازار پھر گرم کر دیا دن دہاڑے لوٹ مار شروع کر دی سلطان محمود نے ان کو

ہوش مین لانے کی غرض سے فوجین روانہ کین - چنانچہ شاہی فوج نے ان کو خوب خوب پامال کر کے خراسان سے بھی نکال باہر کیا - ان مین سے اکثر نے اصفہان مین آکے قیام کیا والی اصفہان سے معرکہ آرائی کی - یہ واقعہ ۴۲۰ھ کا ہے بعد اسکے متفرق اور منتشر ہو گئے اور ایک گروہ ان مین سے خوارزم کے قریب کوہ بکجار کیطرف چلا گیا اور ایک گروہ نے آذربیجان مین جاکے قیام کیا اندنون آذربیجان کا والی دہشوزان تہا اس نے ان ترکون کی باین خیال کہ آیندہ انکے فسادات سے محفوظ رہے عزت افزائی کی تنخواہین مقرر کین انعامات دیئے صلے دیے مگر ترکون نے اسکی ذرا بھی پروانہ کی وہی لوٹ مار وہی غارتگری جاری رکھی - ان لوگون کے چار سردار تھے - بوقا، کوکناش، منصور، دانا ۴۲۹ھ مین یہ لوگ مراغہ مین داخل ہوئے اور اسکو نہایت بیرحمی سے تاخت وتاراج کیا اکراد ہذبانیہ پر پامالی کا ہاتھ بڑہایا - انہین سے ایک گروہ رے کی طرف چلا گیا اور اسکا محاصرہ کر لیا - ان دنون رے کا امیر علاء الدین بن کاکویہ تھا - ترکون نے شہر پر یلغار کیا - قتل وغارتگری اور وحشیانہ ظلم وستم کا اہل شہر کو جولانگاہ بنایا - اسیطرح اہل کرخ اور قزوین کے ساتھ کیا ان مقامات کے تاخت و تاراج سے فارغ ہو کر ارمینیہ کیجانب بڑھے اور اسکے گرد ونواح پر غارتگری کا ہاتھ بڑہایا وہان کے اکراد کو بھی پامال کیا بعدہ دینور پر ۴۳۰ھ مین حملہ آور ہوے بعدہ دہشوان والی تبریز نے اپنے شہر مین ترکون کے ایک گروہ پر جو تعداد ۳۰ تھے اور سب کے سب سردار تھے حملہ کر کے قتل کر ڈالا اس سے باقی ماندگان کی کمر ہمت ٹوٹ گئی - قتل عام کا بازار گرم ہو گیا - اطراف وجوانب مین بخوف جان منتشر ومتفرق ہو گئے -

ترکون کا وہ گروہ جو ارمینیہ مین تھا وہان سے مجتمع ہو کر بلاد اکراد مکاریہ مضافات

موصل کیطرف قدم بڑہایا۔ نہایت سختی سے لوٹ مار شروع کی ایک عالم کو تہ وبالا کرڈالا اکراد نے مجتمع ہوکر ترکون پر پھر حملہ کیا اس حملہ مین اکراد کو کامیابی ہوی ترکون کا گروہ متفرق اور منتشر ہوکر پہاڑون مین چلا گیا اور سارا جتھا تتر بتر ہوگیا رے کے ترکون نے نیال پر اور سلطان طغرلبک کی آمد کی خبر پاکر رے چھوڑکر ۴۳۳ھ مین دیار بکر اور موصل کیطرف قدم بڑہایا۔ جزیرہ ابن عمر مین قیام پذیر ہوکر اطراف وجوانب کو لوٹنا شروع کردیا۔ باقروی، بازندی اور حسنیہ کو لوٹ لیا اسی زمانہ مین سلیمان بن نصیرالدولہ بن مروان نے ترکون کے امیر منصور بن عزینیل کو دہوکا دے کر گرفتار کرلیا اسکی گرفتاری سے اس کے ہمراہی ہر چہار طرف بلاد مین متفرق اور منتشر ہوگئے سلیمان بن نصیرالدولہ نے ان کی تعاقب اور گرفتاری پر فوجین روانہ کین۔ قراوش والی موصل نے ایک دوسرے تازہ دم فوجین انکی کمک پر بہیجی اکراد بنو بہ ہمراہیان فتک کو بھی اسی جماعت مین شامل کردیا۔ پس اس مہم نے ترکون کو جا گہیرا۔ ترکون نے مرنے پر کمر باندہی اور خوب جی کہولکر لڑے اور پہر ایک دوسرے سے علیحدہ ہوگیا۔ بعدان واقعات کے عرب نے عراق کیجانب عنان توجہ منعطف کی ترکون نے دیار بکر کو ویران اور خراب کرڈالا۔ قراوش یہ خبر پاکر کہ ترکون کے ایک گروہ نے اسکے مقبوضات کیطرف قدم بڑہایا ہے ان لوگون کی مدافعت کی غرض سے موصل چلا گیا۔ پس جسوقت ترکون نے برقعید مین پڑاؤ کیا قراوش نے ترکون پر شبخون مارنے کی طیاری کی۔ ترکون کو اسکی خبر لگ گئی فوراً ٹوٹ پڑے قراوش کے ہاتھ کا طوطی اوڑگیا۔ جیساکہ اون لوگون نے شرط کی مال وزر دے کر ٹالنے کی فکر کرنے لگا ہنوز قراوش فراہمی مال مین مصروف تھا کہ ترکون نے دوسری طرف سے موصل کیجانب قدم

بڑھایا قراوش کو اسکی اطلاع ہوئی تو وہ اپنی فوج آراستہ کرکے مقابلہ پر آیا - تمام دن گھمسان لڑائی ہوتی رہی - اگلے دن پھر اسی کیفیت سے جنگ کا آغاز ہوا - شام ہوتے ہوتے عربون اور اہل شہر کو ہزیمت ہوئی - قراوش ایک کشتی پر سوار ہوکر براہ فرات بھاگ نکلا سارا مال واسباب چھوڑ گیا ترکون نے شہر مین داخل ہوکر غارتگری شروع کردی - جواہرات، زیورات اثاث البیت اور بیحد مال وزر انکے ہاتھ لگا -

قراوش بنفسہ جان بچاکر سند پہونچا - سلطان جلال الدولہ، دبیس بن علی بن مزید امرار عرب اور سرداران اکراد کیخدمت مین استمداد کا عریضہ روانہ کیا -

ترکون نے فتحیابی حاصل کرکے اہل موصل کے ساتھ قتل اور غارتگری کا کوئی دقیقہ نہ اٹھا رکھا - بعض محلہ والون نے حفاظت جان ومال کی غرض سے بہت سا مال وزر دینے کا وعدہ کرلیا جسکی وجہ سے انکی ابروریزی نہوئی اور وہ ان غارتگرون کے ظلم وستم کے ہاتھ سے بچگئے - ابتداً اہل شہر پر بیس ہزار دینار جرمانہ کیا جب یہ وصول ہوگیا تو چار ہزار اور جرمانہ کیا اور اسکے وصول کرنے مین مصروف ہوئے - اہل موصل کا ناک مین دم ہورہا تھا بگڑ گئے اور دفعتہً حملہ کردیا - شہر مین جس قدر ترک ہاتھ آئے سبھون کو مار ڈالا - جب ان کے بھائیون کو اسکی اطلاع ہوئی تو وہ لوگ مجتمع ہوکر نصف ۴۳۵ھ مین بزور تیغ شہر موصل مین گھس پڑے - تلوار نیام سے کھینچ لین بارہ دن تک مسلسل قتل عام کا بازار گرم رکھا - مقتولون کی کثرت سے راستے بند ہوگئے - بقیتہ السیف کے ایک گروہ نے ان مقتولون کو گڑھون مین دفن کیا - اس قتل عام کے بعد ان لوگون نے خلیفہ کے نام کا خطبہ پڑھا اور بعد خلیفہ کے سلطان طغرلبک

کو دعا سے یاد کیا - مدتون یہ لوگ شہر موصل مین ٹھیرے رہے - ملک جلال الدولہ
بن بویہ اور نصیر الدولہ بن مروان نے سلطان طغرلبک کیخدمت مین ان لوگون
کی زیادتیون کی شکایتین لکھین - سلطان طغرلبک نے جلال الدولہ کو معذرت لکھی
کہ یہ لوگ ہمارے خدام اور پروردہ ہین ان لوگون نے اطراف رے مین فساد
برپا کیا اور بخوف جان بھاگ نکلے - عنقریب ان لوگون کے سرکوبی کی غرض سے
فوجین روانہ کیجائینگی - اور نصیر الدولہ بن مروان کو تحریر کیا کہ مجھے یہ خبر لگی ہے
کہ میرے خدام نے تمہارے مقبوضات کا قصد کیا تھا تمنے ان کو مال وزر دے کر
روک دیا تم سرحدی حکمران ہو تم کو لازم ہے کہ تم اس قدر دیا کرو کہ اس سے
جہاد کو مدد پہونچے مین عنقریب ایسے لوگون کو مامور کرتا ہون کہ جو ان لوگون کو تمہارے
مقبوضات سے دفع کرین - بعد اسکے دبیس بن علی بن مزید فوجین مرتب کر کے
قراوش کی کمک کو روانہ ہوا - بنو عقیل کا مجمع غفیر اسکے پاس آکر مجتمع ہو گیا - سن سے
موصل کیجانب بڑھے - ترکون کو یہ خبر لگی تو وہ تل اعفر کیطرف ہٹ آئے اور
دیار بکر مین اپنے ہمراہیون اور اپنے سردارون ناصقلی اور بوقا کے پاس امداد
کی غرض سے قاصد روانہ کئے - پس وہ لوگ آگئے ماہ رمضان ۴۳۵ھ مین
قراوش اور ترکون سے معرکہ آرائی ہوئی - صبح سے ظہر تک سخت اور خونریز جنگ
ہوتی رہی - پہلے تو عرب کو ترکون نے ان کے مورچہ سے پسپا کر دیا مگر پھر جب
عرب نے مرنے پر کمر باندھ کر حملہ کیا تو ترکون کو ہزیمت ہوئی - عربون نے انکا
تعاقب کیا کشت وخون کا بازار گرم ہو گیا ترکون کے نامی نامی سردار مارے گئے
ہزارون ترک کیسیر رہے فتحمند گروہ نے مقتولون کے سرون کو دار الخلافت
بغداد روانہ کیا - قراوش انکا تعاقب کرتا ہوا نصیبین تک چلا گیا ترکون نے
اس معرکہ سے ہزیمت اوٹھا کر دیار بکر کا قصد کیا اور اسکو تاخت وتاراج کر کے

ارزن روم کی طرف گئے اور اسکو بھی قتل وغارتگری کا بازار بنا کر آذربیجان مین جا کے دم لیا اور قراوش نے موصل کیجانب مراجعت کی۔

بدران بن مقلد کا نصیبین پر قبضہ

ہم اوپر بدران کے محاصرہ نصیبین اور وہان سے اپنے بھائی قراوش کیوجہ سے کوچ کر جانے اور پھر دونون مین مصالحت ہو جانے اور نصیر الدولہ کا قراوش کی بڑی بیٹی سے عقد کرنیکا حال تحریر کر آئے ہین۔ بعد عقد نصیر الدولہ نے اسکی بیٹی کے ساتھ حسن سلوک کا برتاؤ نہ کیا اور نہ اپنی بیویون اور اس مین عدل کیا اس نے اپنے باپ سے شکایت کی۔ پس اس نے نصیر الدولہ کے پاس آدمی روانہ کیا بعد اسکے نصیر الدولہ کے بعض عمال قراوش کے پاس چلے آئے اور اسکو جزیرہ پر قبضہ کر لینے کی طمع دلائی قراوش نے اپنی بیٹی کے مہر کے بہانہ سے جو کہ بیس ہزار دینار تھا جزیرہ اور نصیبین کو اپنے بھائی بدران کے لئے طلب کیا نصیر الدولہ نے اس سے انکار کیا۔ قراوش نے ایک فوج جزیرہ کے محاصرہ پر روانہ کی اور دوسرے اپنے بھائی بدران کی ماتحتی مین نصیبین کے سر کرنے کو بھیجی بعد ازان خود بھی آپہونچا اور اپنے بھائی کے ساتھ نصیبین کا محاصرہ کر لیا۔ اہل نصیبین نے قلعہ بندی کر لی۔ عرب اور اکراد مجتمع ہو کر نصیر الدولہ کے پاس میافارقین مین گئے اور اس سے نصیبین کے دے دینے پر مصالحت کا پیام دیا۔ نصیر الدولہ نے نصیبین کو ان لوگون کے حوالہ کر دیا اور قراوش کو اس کی بیٹی کے مہر سے پندرہ ہزار دینار مرحمت کئے

ان واقعات کے بعد ۴۲۵ھ مین بدران رہگرائے ملک عدم ہوا۔ اسکا بیٹا عمر قراوش کے پاس آیا۔ قراوش نے اسکو اسکی گورنری نصیبین پر بحال رکھا۔ بنو مہیر کو اسکے ملک پر قبضہ کرنے کی طمع دامنگیر ہوئی۔ فوج مرتب کر کے

محاصرہ کرلیا۔ قراوش یہ خبر پاکر انکی مدافعت کو آیا اور اپنے ملک سے بے نیل مرام نکال باہر کیا۔

جنگ قراوش و عرب تکریت پر ابوالمسیب رافع بن حسین کا قبضہ تھا جو کہ نبو عقیل سے تھا۔ عرب نے عرب اور کردون کے ایک گروہ کو جمع کیا۔ جلال الدولہ نے بھی امدادی فوجین بھیجین پس عرب نے تکریت پر یلغار کیا اور اس پر محاصرہ ڈالدیا۔ رافع بن حسین اس وقت موصل مین قراوش کے پاس تھا۔ اس سے مطلع ہوکر فوجین مہیا کین اور تکریت کی حمایت پر اُٹھ کھڑا ہوا۔ عرب سے تکریت کے گرد و نواح مین مڈبھیڑ ہوئی عرب کو ہزیمت ہوئی قراوش اور رافع نے تعاقب کیا اس کے مال و اسباب اور مکانات سے متعرض ہوا۔ بعدازان باہم نامہ و پیام ہوکر مصالحت ہوگئی۔

فتنہ قراوش و جلال الدولہ سنہ ۴۴۱ھ مین قراوش نے اپنی فوج خمیس بن تغلب کے محاصرہ کرنے کو تکریت روانہ کی تھی خمیس نے جلال الدولہ کے سایہ عاطفت مین پنالی۔ جلال الدولہ نے قراوش کو اس فعل سے روکا قراوش نے سماعت نہ کی اس بنا پر جلال الدولہ بنفس نفیس قراوش کی سرکوبی کو روانہ ہوا اور پہونچتے ہی قراوش کا محاصرہ کرلیا قراوش نے بغداد مین ترکون کو جلال الدولہ کے خلاف بغاوت کرنے کی تحریک کی۔ کسی ذریعہ سے جلال الدولہ کو اسکی خبر لگ گئی جلال الدولہ کو اس سے بحد برہمی پیدا ہوئی انبار کے سر کرنے کو کوچ کیا اہل انبار نے یہ خبر پاکر قلعہ بندی کرلی۔ اس اثنار مین قراوش بھی تکریت سے انبار کی حمایت کو روانہ ہوا۔ جلال الدولہ کی کثرت فوج سے غلہ و رسد کی کمی واقع ہوئی۔ عقیل سعی بلیغ کرکے قراوش اور جلال الدولہ مین باہم مصالحت کرادی چنانچہ دونون حریف نے آیندہ مصالحت قایم

رکھنے کی اور قراوش نے جلال الدولہ کی اطاعت کی قسم کھائی اور دونون اپنے اپنے شہر کو واپس ہوے۔

اخبار ملوک قسطنطنیہ زمانہ موجودہ

یسیل اور قسطنطین کی ماں روم کے سرداروں مین سے ایک بڑی سردار اور رئیس کی بیٹی تھی۔ ایک مرتبہ عید کے دن یہ کنیسہ مین گرجا کرنے کو گئی ہوئی تھی۔ ان دونون کے باپ کی نظر اس پر پڑ گئی۔ جان و دل سے فریفتہ ہو گیا عقد کرنے کا پیام دیا اور شادی کر لی اس سے یہ دو بیٹے پیدا ہوے یہ دونون ہنوز کم سن ہی تھے کہ انکا باپ مر گیا۔ ایک مدت کے بعد ان دونون کے ماں نے تعفور سے اپنا بیاہ کر لیا۔ تعفور ایک چالاک پرزہ تھا اس نے ساری سلطنت پر قبضہ کر لیا عنان حکومت کا مالک بن بیٹھا۔ بعد چندے ان دونو کی نسل منقطع کرنے کی غرض سے ان دونون کے خصی کرنے کی تدبیرین کرنے لگا۔ ان کی ماں کو کسی ذریعہ سے اسکی خبر لگ گئی۔ دمستق کو دم پٹی دے کر تعفور کے قتل پر ابھار دیا چنانچہ اس نے اُسکو قتل کر ڈالا اوس نے اس خدمت کے صلہ مین اُس سے عقد کر لیا۔ ایک برس تک اسکی زوجیت مین رہی بعد ازان دمستق نے بخوف جان اسکو معہ اسکے دونون لڑکون کے ایک ویرانہ بعید کیطرف جلا وطن کر دیا۔ تقریباً ایک برس جلا وطن رہی پھر ایک رہبان (پادری) کو دمستق کے قتل پر طیار کر لیا یہ رہبان شاہی گرجائین جا کے مقیم ہوا اور دمستق کے قتل کی فکر کرنے لگا تا آنکہ ایک روز دمستق گرجا مین آیا یہ زمانہ عید کا تھا۔ رہبان سے دمستق نے تبرکاً کچھ کھانا طلب کیا رہبان نے زہر ملا کر اپنے ہاتھ سے کھلا دیا مکان پہونچتے پہونچتے مر گیا۔ ان دونون کی ماں یہ خبر پا کر عید سے چند راہین پیشتر قسطنطنیہ مین آئی اور اپنے لڑکے یسیل کو سریر حکومت پر متمکن کر دیا اور اسکی کم سنی کے وجہ سے یہ خود حکمرانی کرنے لگی۔ جب یسیل بڑا ہوا تو بلغار

(بلگیریا) کے جنگ کرنے کو ان کے ملک پر چڑھ گیا۔ یہان یہ اس کو اپنی مان کے مرنے کی خبر پہونچی۔ پس اس نے ایک خادم کو اپنے زمانہ غیر حاضری مین قسطنطنیہ کے انتظام اور نظام حکومت قایم رکھنے پر مامور کیا اور خود چالیس برس تک جنگ بلغار مین مصروف رہا۔ آخر کار ہزیمت اٹھا کر قسطنطنیہ واپس آیا اور دوبارہ فوجین طیار کر کے بلغار کیا اس مہم مین اسکو کامیابی ہوئی ان کے بادشاہ کو اس نے قتل کر ڈالا اور ان کے ملک پر فتحمندی کے ساتھہ قبضہ کر لیا۔ اور وہان کے رہنے والون کو جلا وطن کر کے بلاد روم مین لا کے آباد کیا۔

ابن اثیر کا بیان ہے کہ یہ بلغار جنکے ملک پر یسیل نے قبضہ کر لیا تھا اس گروہ کے علاوہ ہین جو ان مین سے اسلام لائے تھے یہ لوگ بہ نسبت ان کے بلاد روم سے قریب تر دو مہینہ کے مسافت پر ہین اور یہ دونو بلغار ہی ہین انتہے۔

یسیل عادل اور نیک سیرت شخص تھا اس نے تقریبًا ستر سال روم پر حکومت کیا جب یہ مر گیا تو اسکا بھائی قسطنطین حکمران ہوا۔ اس نے بوقت وفات تین لڑکیان چھوڑین پہلے بڑی لڑکی سریرآرائے حکومت ہوئی۔ اس نے شاہی خاندان مین سے ارمانوس نامی شاہزادہ سے اپنا عقد کیا تھا۔ یہ وہی شخص ہے جس نے مسلمانون کے قبضہ سے الرہا کو نکالا تھا۔ حکومت کی طرف سے ایک شخص میخایل نامی صرفون کے بازار کے انتظام پر مامور تھا۔ ارمانوس نے اسکو اپنے خاص مصاحبون مین داخل کر لیا اور اپنی دولت و حکومت کا مدبر اور دائیان بازو بنایا۔ تھوڑے دنون بعد ارمانوس کی بیوی میخائل کیجانب مایل اور اس پر فریفتہ ہو گئی دونون باتفاق بادشاہ ارمانوس کے قتل کی فکرین کرنے لگے چنانچہ ایک روز بحالت غفلت دونو نے ملکر ارمانوس کا کام تمام کر دیا۔ اور

اسکے مرنے کے بعد رومیون کے خلاف مرضی ملکہ ارمانوس نے میخائیل سے عقد کرلیا۔ بعدہ اس میخائیل کو بدخلقی اور ظلم کا عارضہ لاحق ہوگیا اپنے برادرزادہ کو اپنا ولیعہد بنایا اسکا نام بھی میخائیل تھا۔ اس نے میخائیل اول کے بعد عنان حکومت اپنے ہاتھ مین لی اور اسکے ماموں اور انکے بہنون کو گرفتار کرکے جیل مین ڈالدیا اپنے نام کا سکہ ۸۴۳ء مین مسکوک کرایا۔ بعد اسکے اسکی بیوی بادشاہ سابق کے بیٹی کو طلب کرکے رہبانیت (ترک دنیا) اور حکومت وریاست سے دست کش ہوجانے پر مجبور کیا۔ اور اسکو مارا اور ایک جزیرہ کیطرف جلاوطن کردیا۔ بعدازان بطریق اعظم (پوپ) کے قتل کا قصد کیا تاکہ آیندہ اسکو اُسکی بیجا حکومت سے نجات ملجائے چنانچہ بطریق کو ایک روز دعوت ولیمہ کی طیاری کے بہانہ سے ایک دیر کیطرف روانہ کیا اور اپنے آنے کا بھی وعدہ کیا۔ اور بطریق کے چلے جانے کے بعد رومیون اور بلغاریون کے ایک گروہ کو اسکے قتل کے لئے بھیجدیا۔ بطریق کو کسی ذریعہ سے اسکی خبر لگ گئی بطریق نے ان لوگون کو بہت سا مال وزر دیکر اپنی جان بچائی اور درپردہ میخائیل کے معزول کرنے پر رومیون کو ابھارنے لگا۔ آخرالامر اپنے اس ارادہ مین بطریق کامیاب ہوگیا ملکہ کے پاس جزیرہ مین جہانکہ شہر بدر کردی گئی تھی رومی روانہ کئے اور حکومت وسلطنت کے لئے طلب کیا ملکہ نے بادشاہی سے انکار کردیا اور ترک دنیا پر تلی رہی تب بطریق نے اسکو حکومت وسلطنت سے معزول کرکے اسکی چھوٹی بہن بدرونہ کو سریر حکومت پر متمکن کیا۔ اس کے باپ کے خدام نے عنان انتظام حکومت اپنے ہاتھ مین لی اور میخائیل کی معزولی کا اعلان کردیا میخائیل کے ہواخواہون اور بدرونہ کے گروہ سے لڑائی شروع ہوگئی۔ سخت اور خونریز جنگ کے بعد بدرونہ کے ہمراہیون کو فتح نصیب ہوئی میخائیل کے

ہوا خواہون کے گھر بار کو لوٹ لیا رومیون کو اس طوالف الملوکی سے بیحد تکلیف کا سامنا کرنا پڑا اور وہ لوگ ایک بادشاہ مقرر کرنے کی فکر مین مصروف ہوئے جو کہ نظام حکومت کو قایم اور جاری رکھے - دعوے داران سلطنت کو مجتمع کر کے قرعہ ڈالا اتفاق سے قسطنطین کا نام قرعہ مین برآمد ہوا پس اس نے روم کے عنان حکومت اپنے ہاتھہ مین لی اور حکمرانی کرنے لگا - بڑی ملکہ سے بیاہ کر لیا چھوٹی ملکہ (بدرونہ) ۴۳۴ھ مین اسکے پاس خاطر سے سلطنت و حکومت سے دست کش ہوگئی -

بعد اسکے میناس نامی ایک شخص نے قسطنطین کے خلاف روم سے خروج کیا بیس ہزار فوج فراہم اور مرتب کر کے بغاوت کر دی - قسطنطین نے اس کی سرکوبی کی غرض سے فوجین روانہ کین گمسان لڑائیان ہوئین آخر الامر میناس مارا گیا - اسکا سر اوتار کر قسطنطین کے پاس بھیجا گیا اور اسکے ہمراہی اور ہوا خواہ منتشر اور متفرق ہو گئے -

پھر ۴۳۵ھ مین رومیون کی چند کشتیان ساحل قسطنطنیہ پر آلگین اہل قسطنطنیہ اور اہل کشتی سے لڑائیان - اہل کشتی کسی ضرورت سے خشکی پر اوتر آئے تھے اہل قسطنطنیہ نے کشتیو نمین آگ لگا دی جلکر خاک و سیاہ ہوگین اور اہل کشتی کو مار ڈالا -

قراوش اور اکراد مین بغاوت

کردون کے چند قلعات موصل کے قرب و جوار مین تھے از انجملہ حمیدیہ کا قلعہ عقر اور اسکا مضافات تھا - اسکا حاکم ابو الحسن بن عکشان نامی ایک شخص تھا اور قلعہ اربل معہ اسکے متعلقات کے ہذبانیہ کے قبضہ مین تھا - ابو الحسن بن موشک کے قبضہ اقتدار اسکی عنان حکومت تھی - اسکا بھائی ابو علی بن موشک باعانت ابو الحسن بن عکشان اپنے بھائی سے حکومت

وریاست کے لئے لڑ پڑا چنانچہ قلعہ کو اسکے قبضہ سے نکال لیا اور اپنے بھائی ابوالحسن بن موشک کو گرفتار کر لیا۔ قراوش اور اسکا بھائی زعیم الدولہ ابوکامل اس وقت مہم عراق مین مصروف اور مشغول تھا ان دونون کو ابوعلی کا یہ فعل ناگوار گزرا واپس ہوکر موصل آئے۔ قراوش نے جمیدی اور ہزبانی سے بمقابلہ نصیر الدولہ کے امداد طلب کی۔ جمیدی تو بذاتہ اسکی کمک پر آیا اور ہزبانی نے اپنے بھائی کو مدد پر بھیجا اتفاق یہ کہ نوبت جنگ نہ آئی قراوش اور نصیر الدولہ مین باہم مصالحت ہوگئی تب قراوش نے ابوالحسن بن عکشان کو گرفتار کر لیا پھر اس امر پر مصالحت قرار پائی کہ ابوالحسن بن موشک والی اربل رہا کیا جائے اور قلعہ اربل بھی اسکے حوالہ کر دیا جائے اگر ابوعلی اس سے انکار کرے تو اسکے خلاف مالی اور فوجی ابوالحسن بن عکشان امداد دے چنانچہ اس امر کے اطمینان کی غرض سے اپنے بیٹے کو قراوش کی خدمت رہن کر دیا۔ بعد اسکے ابوعلی سے اس معاملہ مین خط و کتابت شروع ہوئی ابوعلی نے اسکو منظور کر لیا اور موصل مین اربل کو اپنے بھائی ابوالحسن کے سپرد کرنے کی غرض سے حاضر ہوا چنانچہ قراوش نے اسکے قلعات کو اسکے حوالہ کر دیا۔ اور ابوالحسن بن عکشان اور ابوعلی اربل کو ابوالحسن بن موشک کے سپرد کرنے کو روانہ ہوئے اثنار راہ مین ان لوگون نے اسکے ساتھ بدعہدی کی دھوکھا دے کر اسکے ہمراہیون کو گرفتار کر لیا اتفاق سے ابوالحسن تن تنہا کسی ذریعہ سے نکل بھاگا بحال پریشان موصل پہونچا۔ ان وجوہات سے مابین ابوالحسن بن عکشان و ابوعلی اور قراوش بیحد کشیدگی پیدا ہوگئی۔

قراوش اور ابوکامل ان واقعات کے ختم ہونے پر مابین معتمد الدولہ قراوش اور اسکے بھائی زعیم الدولہ ابوکامل کے جھگڑا پیدا ہوگیا۔ سبب یہ ہوا کہ قریش (ان دونونکے بھائی بدران کا بیٹا تھا) اپنے چچا ابوکامل سے اُلجھ گیا۔ فوجین

(ابن اثیر ۸ ص ۱۵ ج ۱۱)

فراہم اور مرتب کین اسکے دوسرے چچا نے اعانت اور امداد پر کمر باندھی
ببا . . . . . قراوش نے نصیر الدولہ بن مروان سے امداد کی درخواست
کی چنانچہ اس نے اپنے بیٹے سلیمان کو اسکی کمک پر بھیجا علاوہ اسکے حسن بن علکشان وغیرہ
امرا دنے بھی اسکی امداد پر کمر ہمت باندھی سب کے سب مجتمع ہوکر معلایا کیطرف
بڑھے اور اسکو تاخت وتاراج کرکے آگ لگادی جلکر خاک وسیاہ ہوگیا بعد اسکے
ماہ محرم ۴۴۱ھ مین اپنے حریف سے معرکہ آرا ہوئے دو دن متواتر لڑائی ہوتی
رہی۔ اکراد نے جنگ سے ہاتھ کھینچ لیا حریف کو اپنی طرف سے راستہ دیدیا
قراوش کے بعض ہمراہیان عرب بھی قراوش سے علیحدہ ہوکر اسکے بھائی کے
پاس چلے گئے اسی اثنا مین اسکو یہ خبر لگی کہ اسکے بھائی ابوکامل کے گروہ نے
انبار مین یورش کرکے قبضہ حاصل کرلیا ہے اس خبر کو سنتے ہی قراوش حواس
باختہ ہوگیا معدودے چند آدمیون کے ساتھ اپنے خیمہ مین رہ گیا۔ نہ پائے
رفتن نہ جائے ماندن کا مضمون ہوگیا۔ اسکا بھائی ابوکامل اس واقعہ سے
مطلع ہوکر اسکے پاس آیا اور اسکو بہ آرام تمام معہ اسکی بیوی اور بچون کے موصل
مین لیجاکے نظر بند کردیا اور اسکی محافظت اور نگرانی پر چند لوگون کو مامور کردیا۔
تھوڑے دنون بعد عرب پھر اسکے طرف مائل ہوچلے اسکے بھائی ابوکامل
نے اس خیال سے کہ مبادا عرب پھر اسکے مطیع ہوجائین اور اسکو دوبارہ
ریاست حکومت کی کرسی پر متمکن کردین قراوش کو نظر بندی کی تکلیف سے
نجات دے کر حکومت وریاست کی عنان اسکی ہاتھ مین دی اور اطاعت و
فرمانبرداری کی بیعت لیکر اسکے ملک کی طرف واپس کردیا چنانچہ قراوش اپنے
دارالحکومت مین حکمرانی کرنے کو واپس آیا۔
قبل ان واقعات کے ابوکامل اور بساسیری منصرم خلافت اسلامیہ سے

اُن بن ہو گئی تھی - دار الخلافت بغداد مین اس وجہ سے بہت بڑی ہل چل پیدا ہو رہی تھی بنو عقیل نے عراق عجم مین بساسیری کی جاگیرات مین غارتگری شروع کر دی تھی بساسیری اس سے مطلع ہو کر انکی سرکوبی کو روانہ ہوا - ابو کامل کو اسکی خبر لگ گئی بنو عقیل کی ہمدردی پر اُٹھ کھڑا ہوا اور ان کو مرتب و مجتمع کر کے میدان جنگ مین لڑنے کو آیا - ابو کامل اور بساسیری مین سخت اور خونریز جنگ ہوئی مگر آخری فیصلہ نہوا - اتنے مین قراوش نظر بندی سے نجات پاکر اپنی حکومت و سلطنت پر واپس آگیا اہل انبار کا ایک گروہ بطور وفد بساسیری کی خدمت مین حاضر ہوا اور شکریہ ادا کر کے قراوش کی بداخلاقی اور کج ادائی کی شکایت پیش کی اور یہ درخواست دی کہ آپ ایک فوج اور ایک عامل شہر کے انتظام کرنے کو ہمارے ساتھ روانہ فرمایئے بساسیری نے ایسا ہی کیا - پس اس عامل نے پہونچکر شہر کو قراوش کے قبضہ سے نکال لیا اور ان مین عدل و داد کرنے لگا -

قراوش اپنے بھائی ابو کامل کی اطاعت قبول کر نیکے بعد مثل وزیر کے اسکے ساتھ رہتا تھا کسی قسم کی قوت اسکے قبضہ مین نہ تھی مگر یہ امر قراوش کو شاق گزر رہا تھا اس قید و بند سے نجات پانیکی فکر کرنے لگا ایک روز موصل سے نکلکر بغداد کو روانہ ہوا اسکے بھائی ابو کامل کو اسکا قید سے نکل بھاگنا نہایت شاق گذرا اپنی قوم کے چند سردارون کو اسکو طوعاً کرہاً واپس لانے پر مامور کیا چنانچہ ان لوگون نے قراوش سے پہلے نرمی اور ملاطفت سے واپس چلنے کو کہا قراوش نے کچھ سماعت نہ کی تب ان لوگون نے ایسے عنوان سے واپس چلنے کو کہا جس سے قراوش کو اس امر کا یقین ہو گیا کہ اگر بخوشی و رضامندی واپس نہین چلتا ہون تو بزور و جبر مجھے واپس لیجائینگے چارناچار واپس چلنے کا اقرار کیا مگر یہ شرط کر لی کہ موصل مین چلکر مین

دارالامارت مین قیام پذیر ہو ن گا پس جب قراوش موصل مین ابوکامل کے پاس پہنچا ابوکامل نے اسکو نہایت عزت و احترام سے ٹھیرایا اور چند لوگون کو اسکی نگرانی پر مامور کر دیا تاکہ آیندہ تصرف سے اسکو یہ لوگ روکتے رہین ٭

امارت قریش بن بدران

ہرگاہ قریش بن بدران نے عنان حکومت اپنے ہاتھ مین لے لی اور اپنے چچا قراوش کو قلعہ جراحیہ مین لیجا کے نظربند کر دیا۔ تب بقصد عراق ۴۴۳ھ مین ایک عظیم فوج کے ساتھ موصل سے کوچ کیا۔ اسکا بھائی مقلد اس سے باغی ہو گیا اور نور الدولہ دبیس بن مزید کے طرف سازش کرنے کی غرض سے کوچ کر دیا۔ قریش کو اس سے سخت برافروختگی پیدا ہوئی اس کے لشکرگاہ کو تاخت و تاراج کر کے موصل کیجانب معاودت کی۔ اتفاق سے اسی زمانہ مین قریش سے عرب بگڑ گیا اور ملک الرحیم کے عمال نے قریش کے مقبوضات کو جو کہ عراق مین تھے لوٹ لیا بعد اسکے قریش نے عرب سے سازش کر لی اور ان کے ساتھ آیندہ حسن سلوک اور احسان کرنے کا یقین دلایا اور فوجی صورت مین ان کو مرتب کر کے عراق کیطرف کوچ کیا کامل بن محمد بن مسیب والی حظیرہ سے مڈبھیڑ ہو گئی۔ اس معرکہ مین کامل کو ہزیمت ہوئی کامل بھاگ کھڑا ہوا قریش اسکے تعاقب مین بلال بن غریب کے شہر تک چلا گیا اور اسکو تاخت و تاراج کر کے عراق مین گھس گیا اور الملک الرحیم کے عمال کو اپنی اطاعت و فرمانبرداری کا پیام بھیجا اس امر کا ان کو یقین دلایا کہ جسقدر بلاد انکے قبضہ مین ہین وہ ان کے ہی قبضہ مین رکھے جائینگے الملک الرحیم کے عمال نے اطاعت کی گردن جھکا دی اور اس کے مطیع ہو گئے کیونکہ الملک الرحیم ان دنون خوزستان مین مصروف جدال و قتال تھا۔ ان وجوہات سے قریش کے پاؤن حکومت و سلطنت پر جم گئے اور اس کی قوت بڑھ گئی۔

وفات قراوش اسی ۴۴۲ھ مین معتمد الدولہ ابو منیع قراوش بن مقلد عقیلی نے بحالت قید قلعہ جراحیہ مین قید حیات سے نجات پاکر سفر آخرت اختیار کیا نعش موصل مین اوٹھالائی گئی اور موصل کے شرقی جانب شہر نینوی مین مدفون ہوا یہ عرب کا ایک نامور جنگ آرنا شخص تہا

قریش کا انبار پر قابض و بید خل ہونا ۴۴۶ھ مین قریش بن بدران نے موصل سے کوچ کیا اور شہر انبار پر پہونچکر حملہ آور ہوا - بساسیری کی طرف سے اس شہر پر ایک شخص مامور تھا قریش نے اس سے اس شہر کو چھین لیا بساسیری کو اس کی خبر لگی تو اس نے فوجین مرتب کر کے انبار پر چڑہائی کر دی اور اسکو دوبارہ واپس لے لیا -

جنگ قریش و بساسیری قریش بن بدران نے سلطان طغرلبک کے پاس رے مین بغرض اظہار اطاعت و فرمانبرداری ایک سفارت روانہ کی اور اپنے کل صوبجات مین اسکے نام کا خطبہ پڑھنا شروع کیا اور الملک الرحیم کو گرفتار کر کے اسکے لشکرگاہ کو لوٹ لیا - اس واقعہ کی خبر سلطان طغرلبک تک پہونچی سلطان نے اسکو امن دی چنانچہ الملک الرحیم اسکی خدمت مین حاضر ہوا - سلطان نے اسکی عزت افزائی کی اور اسکو اسکے صوبجات کی حکومت پہر دیدی -

بساسیری نے الملک الرحیم کی رفاقت اسی زمانہ مین ترک کر دی تھی جبکہ یہ واسطے سے بغداد کو اور سلطان طغرلبک سے خلوان سے کوچ کیا تھا پس بساسیری بوجہ مصاہرت (سسرالی رشتہ) نورالدولہ دبیس بن مزید کے پاس چلا گیا علیحدگی کا سبب یہ ہوا کہ خلیفہ قایم کو کسی ذریعہ سے معلوم ہو گیا تھا کہ اسکا طبعی میلان خلیفہ مصر کیجانب ہے اسوجہ سے خلیفہ قایم نے اس کے نکالدینے کو لکھ بہیجا پس جب قریش بن بدران دارالخلافت بغداد مین پہونچا اور سلطان طغرلبک کا دولت

وحکومت اسلامیہ بغداد پر بستیلا معقول طور سے ہوگیا تو بساسیری ان لوگون کے زیر کرنے کو نکل کھڑا ہوا نورالدولہ دبیس بھی اسکے ہمراہ تھا سنجار مین معرکہ آرائی ہوئی قریش اور قطلش کو معہ ان کے ہمراہیون کے ہزیمت ہوئی۔ ہزارہا آدمی کہیت رہے۔ اہل سنجار نے بھی غارتگری شروع کردی۔ بساسیری معہ قیدیان جنگ موصل آیا اور مستنصر خلیفہ مصری کے نام کا خطبہ پڑہا۔ ان لوگون نے قبل اس واقعہ کے اظہار اطاعت و فرمانبرداری کی غرض سے سفارت بھیجی تھی خلیفہ مصر نے اس سے مسرت ظاہر فرمائی اور قریش اور اسکے ہمراہیون کو خلعتین روانہ کین۔

طغرلبک کا موصل پر قبضہ اور قریش کا مطیع ہونا

سلطان طغرلبک کے بغداد مین طول قیام سے بوجہ کثرت فوج رعایا کو طرح طرح کی تکلیفین پہونچنے لگین خلیفہ قایم نے اپنے وزیر رئیس الروسار کے توسط سے عمید الملک کندری وزیر سلطان طغرلبک کو طلب کرکے ہدایت کی کہ چونکہ سلطان طغرلبک کی کثرت لشکر سے رعایاے بغداد کو بیحد تکلیف پہونچ رہی ہے لہذا مناسب ہے کہ سلطان معہ اپنی فوج کے بغداد سے کوچ کردین ورنہ مابدولت واقبال دارالخلافت بغداد کو چھوڑ دینگے ہنوز کوئی امر طے نہ ہونے پایا تھا کہ سلطان طغرلبک کو موصل کے واقعات کی خبر لگ گئی۔ پس سلطان طغرلبک نے موصل کیجانب کوچ کردیا اور تکریت کا محاصرہ کرکے بزور تیغ فتح کرلیا اور حاکم قلعہ نصر بن عیسے اعقیلی سے بہت سا مال واسباب لیکر کوچ کیا بعد چندے نصر مرگیا بعد اسکے ابو الغنایم بن بجلیان حکمران ہوا۔ رئیس الروسار کے ساتھ اسکے برتاوات اچھے رہے۔ بعدہ سلطان طغرلبک نے بوازیج سے نصیبین کیجانب کوچ کیا سلطان بوازیج مین اپنے بھائی یاقوتی بن تنکیر کی امداد اور فراہمی فوج کا انتظار کررہا تھا) اور ہزارسب بن تنکیر کو بربیہ کیطرف عرب سے جنگ کرنے کو روانہ کیا انہین عربون مین قریش، دبیس اور اصحاب حران و رقہ

(نمبر) شریک تھے چنانچہ شاہی فوج نے عربون پر حملہ کیا اور اُن سے ہم
نبرد ہوئے کہیت ان کے ہاتھ رہا بہت سا مال غنیمت ہاتھ آیا ایک جماعت
کو ان مین سے گرفتار کر کے مار ڈالا - بعدہ سلطان طغرلبک نے معاودت
کی قریش اور دبیس نے اظہار اطاعت کی غرض سے ہزارسب کے پاس ایک
وفد روانہ کیا اور اسکے توسط سے معافی کے خواستگار ہوئے - سلطان
طغرلبک نے ان دونون کی خطائین معاف کر دین اور بساسیری کے نسبت
یہ کہا کہ اسکا قصور خلافت مآب کے ذات خاص سے تعلق رکھتا ہے اسکو خلافت مآب
کی خدمت مین حاضر ہو کر عفو تقصیر کرانا چاہیے - پس بساسیری رحبہ کیجانب روانہ
ترکان بغداد، مقبل بن مقلد اور بنو عقیل کا ایک گروہ اسکے ساتھ ہو لیا - قریش
اور دبیس کے درخواست پر سلطان طغرلبک نے ان کے پاس ایفاء وعدہ
اور توثیق اقرار اور حاضر دربار شاہی آنے کی غرض سے ہزارسب بن تنکیر کو روانہ کیا
دبیس اور قریش کو اپنی جانون کا خطرہ پیدا ہوا حاضری سے رک رہے - قریش
نے اپنی طرف سے ابو السداد ہبۃ اللہ بن جعفر کو اور دبیس نے اپنے بیٹے کو
بہاء الدولہ منصور کو سلطان کے دربار مین بھیجا سلطان نے ان دونون کی حاضری
کو بجائے ان کے تصور کر کے ان لوگون کے صوبجات کی سند حکومت
تحریر کر دی - قریش کے قبضہ مین موصل، نصیبین، تکریت، قوانا، نہر ملیطا، ہیت
انبار، بادورویا اور نہر الملک وغیرہ تھے -

اس مہم سے فارغ ہو کر سلطان نے دیار بکر کا رخ کیا اسکا بھائی
ابراہیم ینال بھی آپہونچا ہزارسب نے قریش اور دبیس کو سلطان کی آمد کی
اطلاع بھیجدی اور ان کو شاہی سطوت و جبروت سے ڈرایا - یہ دونون
اس خبر سے مطلع ہو کر ادھر ادھر منتشر ہو گئے اور سلطان طغرلبک

نے بوجہ اس واقعہ کے کہ جو گذشتہ ایام مین قریش اور دبیس کے ساتھ پیش آئے تھے سنجار کیجانب کوچ کیا اور متعدد فوجین اسکے سر کرنے کو روانہ کین پس عساکر شاہی نے سنجار کو بزور تیغ مفتوح کیا اور بہت بڑی خونریزی کے بعد اسکے امیر مجلی بن مرجا کو گرفتار کر کے قتل کر ڈالا علاوہ جنگ آزما گروہ کے بہت سے اہل سنجار جسمین عورتین اور مرد بھی تھے اس معرکہ مین کام آئے ابراہیم ینال نے باقی ماندگان کی جان بخشی کی سفارش کی تب سلطان نے اپنی فوج کو قتل عام سے روکا امن وامان پھر قایم ہوا سلطان نے سنجار، موصل اور اس طرف کے کل صوبجات کو اپنے بھائی ابراہیم ینال کو بطور جاگیر مرحمت کر کے بغداد کیجانب مراجعت کی۔ سفر وقیام کرتا ہوا ماہ ذی قعدہ ۴۴۹ھ مین داخل بغداد ہوا

ینال کی موصل سے مفارقت اور بساسیری کا اسپر قبضہ

۴۵۰ھ مین ابراہیم ینال نے موصل سے بلاد جبل کیجانب کوچ کیا سلطان طغرلبک نے ابراہیم کی بلا اجازت روانگی سے بغاوت اور مخالفت کا خیال قایم کر کے ایک خط طلبی کا لکھ کر روانہ کیا۔ اور ایک فرمان اسی مضمون کا خلافت مآب نے بھی لکھ کر ابراہیم کے پاس بھیجدیا پس ابراہیم نے سلطان کیطرف مراجعت کی وزیر السلطنت کندری نے بڑے تپاک سے استقبال کیا۔ بساسیری اور قریش کو موقع ملگیا فوراً موصل پر پہونچکر قبضہ کر لیا اور قلعہ کا بھی محاصرہ کر لیا تا آنکہ اہل قلعہ نے ابن موشک والی اربل کے توسط سے امن کی درخواست کی چنانچہ قریش اور بساسیری نے اہل قلعہ کو امان دی اہل قلعہ نے دروازے کھولدیئے اور قلعہ کی کنجیان بساسیری اور قریش کے حوالہ کر دین۔ ان دونون نے قلعہ کو منہدم کرادیا۔ سلطان طغرلبک کو اسکی خبر لگی اسیوقت فوجین آراستہ کر کے

موصل کیجانب کوچ کیا - قریش اور بساسیری نے سلطان کی آمد کی خبر پاکر موصل کو چھوڑ دیا سلطان ان کے تعاقب مین نصیبین تک چلا گیا نیال کو موقع ملگیا ماہ رمضان ۴۵۰ھ مین ترک رفاقت کرکے ہمدان کا راستہ لیا سلطان ظغرلبک اس کے پیچھے ہولیا اور ہمدان مین پہونچکر اس پر محاصرہ ڈالدیا -

اتنے مین بساسیری دارالخلافت بغداد آپہونچا اس وقت ہزارسب واسط مین تھا اور دبیس کو خلافت مآب نے مدافعت کی غرض سے بغداد مین طلب کرلیا تھا مگر اسکے قیام کرنے سے بہت سی پیچیدگیان پیدا ہوگئی تھین اسوجہ سے یہ اپنے شہر کو واپس چلاگیا اور بساسیری معہ قریش اور وزیر نبی بویہ ابوالحسن بن عبدالرحیم بغداد مین پہونچکر بغداد کے چار ونطرف مقیم ہوگیا عمیدالعراق بسر افسری افواج شاہی بساسیری کے مقابلہ پر تھا اور رئیس الروسار وزیرالسلطنت دوسرونکے مقابلہ پر تھا - جنگ کا ہنوز آغاز نہین ہوا تھا کہ بساسیری نے خلیفہ مستنصر والی مصر کا خطبہ جامع بغداد مین پڑہا اور "حی علے خیرالعمل" کے الفاظ اذان مین بڑہائے رئیس الروسار نے یہ دیکھکر جنگ چھیڑدی حالانکہ عمیدالعراق اس رائے کے خلاف تھا پہلے تو حریف کو ہزیمت ہوئی لیکن پھر سنبھل کر ایسا حملہ کیا کہ لشکر بغداد بھاگ کھڑا ہوا یلغار کرکے حریم خلافت پر آپہونچے اور شاہی محلات پر قبضہ کرلیا جس قدر مال واسباب تھا لوٹ لیا خلافت مآب بنفس نفیس سوار ہوکر برآمد ہوئے دیکھا کہ عمیدالعراق نے قریش بن بدران سے امن حاصل کرلی تھی پس خلافت مآب بھی امن کے خواستگار ہوئے قریش نے ان دونون کو امن دی اور دارالخلافت مین واپس بھیجدیا - بساسیری نے قریش کو اس امر پر بیحد ملامت کی کیونکہ ان دونون نے اسکے خلاف بقسم معاہدہ

(۴۵۰ھ)

کیا تھا۔ قریش نے جھلا کر وزیر رئیس الروسار کو بساسیری کے حوالہ کر دیا اور خلیفہ و عمید العراق کو اپنی نگرانی و حفاظت مین رکھا پس بساسیری نے وزیر السلطنت کو قتل کروالا۔ قریش نے خلیفہ قایم کو بھراہی اپنے ابن عم مبارش بن بجلی حدیثہ عانہ روانہ کر دیا۔ خلیفہ نے معہ اپنے اہل و حرم اور خدام کے حدیثہ مین خاموشی کے ساتھ قیام اختیار کیا تا آنکہ سلطان طغرلبک نے اپنے بھائی نیال کے ہم اور اسکے قتل سے فراغت پائی اور بغداد کیجانب مراجعت کی بساسیری اور قریش کو لکھہ بھیجا کہ خلیفہ قایم کو دارالخلافت بغداد مین واپس بھیجدو ان دونون نے اس سے انکار کیا تب سلطان طغرلبک نے عراق کیطرف قدم بڑہایا۔ بساسیری نے یہ خبر پاکر ماہ ذی قعدہ ۴۵۰ھ مین بغداد سے کوچ کر دیا بنو عقیلان کے آزاد و جوانون نے شہر بغداد اور نیز اسکے گرد و نواح کو تاخت و تاراج کرنا شروع کیا سلطان طغرلبک نے قریش بن بدران کے پاس امام ابوبکر محمد بن فورک کو روانہ کیا تا کہ اس حسن سلوک کا جو کہ قریش نے خلیفہ اور سلطان کی بھتیجی ارسلان خاتون یعنی خلیفہ کی بیوی کے ساتھ کیا تھا شکریہ ادا کرے اور اپنے ہمراہ ان دونو کو بغداد لے آوے چنانچہ قریش نے اپنے ابن عم مبارش کو لکھہ بھیجا کہ تم معہ خلیفہ کے بریہ مین آکر ملو مبارش نے اس سے انکار کیا اور معہ خلیفہ کے عراق روانہ ہوگیا۔ اور رے کیطرف کا راستہ اختیار کیا بدربن مہلہل کیطرف گزر ہوا اس نے خلیفہ قایم کی بیحد خدمت کی سلطان کو جب یہ معلوم ہوا تو خلیفہ سے ملنے کو نکلا نہروان مین شرف نیاز حاصل کیا بہت سے تحایف اور ہدایا طرح طرح کے اسباب اور آلات حرب پیش کئے ارباب مناصب کو حسب مرتبہ پیش کیا اور اسکے ساتھ ساتھ دار الخلافت مین آیا جیسا کہ خلیفہ قایم کے حالات مین یہ واقعات قلم بند کئے گئے ہین۔

بعد اسکے سلطان طغرلبک نے خازکمین طغرائی کو بساسیری اور عرب کے تعاقب پر کوفہ کی طرف بھیجا مزید برآن بنی خفاجہ پر ابن منیع کو شبخون مارنے کی غرض سے روانہ کیا بعدہ ان لوگون کے بعد خود بھی روانہ ہوا - بساسیری اور دبیس خواب غفلت مین پڑے ہوئے تھے کہ دفعتہً شاہی فوج ان کے سرون پر پہونچگئی - کوفہ کو لوٹ لیا دبیس تو بھاگ کھڑا ہوا بساسیری اور اسکے ہمراہی سینہ سپر ہوکر میدان جنگ مین لڑے اور جی کھولکر لڑے عین معرکہ مین مارے گئے -

وفات قریش ولایت مسلم

۴۵۳ھ مین قریش بن بدران رہگرائے ملک عدم ہوا - نصیبین مین دفن کیا گیا - فخر الدولہ ابو نصر محمد بن محمد بن جہیر اس امر سے مطلع ہوکر دارا سے نصیبین آیا اور بنو عقیل کو اس غرض سے جمع کرنا شروع کیا کہ اسکا بیٹا ابو المکارم مسلم بن قریش کرسی حکومت پر متمکن کیا جاے - چنانچہ اراکین دولت نے ابو المکارم مسلم کو ابنا امیر بنایا سلطان نے بھی ۴۵۳ھ مین انبار ہیت حریم اسن اور بوازیج بطور جاگیر مرحمت فرمایا -

۴۵۵ھ مین سلطان طغرلبک نے ارمینیہ سے دار الخلافت بغداد کی جانب کوچ کیا وزیر السلطنت ابن جہیر کشتی پر سوار ہوکر استقبال کو آیا - پھر ۴۵۶ھ مین رحبہ پر فوج کشی کی - بنو کلاب سے معرکہ آرا ہوا - یہ لوگ خلیفہ مستنصر علوی کے علم حکومت کے مطیع و فرمانبردار تھے پس سلطان نے ان لوگون کو ہزیمت دی اور ان کے آلات حرب وغیرہ چھین لئے اور ان کے سرون اور نعشون کو معہ علویہ پھر پرون کے دار الخلافت بغداد روانہ کیا چنانچہ بغداد مین سرنگون کرکے سیر کرائے گئے -

مسلم بن قریش کا حلب پر قبضہ

۴۶۲ھ مین شرف الدولہ مسلم بن قریش والی

موصل نے شہر حلب پر فوج کشی کی اور پہونچکر اس پر محاصرہ ڈالدیا پھر کچھ سوچ سمجھکر اس سے محاصرہ اُٹھاکر چلا آیا۔ تتش بن الپ ارسلان نے محاصرہ کرلیا۔ قبل اسکے ۴۷۸ھ مین ملک شام پر یہ قابض ہوگیا تھا چندے حلب کا محاصرہ کئے رہا پھر وہان سے محاصرہ اوٹھاکر چلا آیا بزاعہ اور بیرہ پر قابض و متصرف ہوگیا اہل حلب نے مسلم بن قریش کے پاس کہلا بھیجا کہ ہم لوگ روزانہ جنگ سے تنگ آگئے ہین آپ آئے ہم شہر آپ کے حوالہ کردین۔ ان دنون شہر حلب کا ابن حسین عباسی حکمران تھا پس جب مسلم بن قریش قریب شہر حلب پہونچا اہل حلب نے دروازے بند کرلئے۔ بعض ترکمان یعنی والی حصن اس کے سراغ اور جستجو مین رہا بعد چندے اتفاق سے ایک روز ابن حسین سے جبکہ وہ شکار کرنے کو گیا ہوا تھا ملاقات ہوگئی والی قلعہ نے ابن حسین کو گرفتار کرلیا اور پابزنجیر مسلم بن قریش کے پاس بھیجدیا۔ مسلم نے اسکو باین شرط کہ شہر انکے حوالہ کردیگا کہ رہا کردیا ابن حسین نے اپنے شہر مین واپس آکر اپنے وعدہ کا ایفا کیا۔ ۴۷۳ھ مین مسلم بن قریش شہر مین داخل ہوا اور قلعہ کا محاصرہ کرلیا تھوڑے دنون بعد سابق اور وثاب پسران محمد بن مروان سے بمصالحت قلعہ کی کنجیان مسلم بن قریش کے حوالہ کردین۔ مسلم نے اپنے بیٹے ابراہیم کو جو کہ سلطان کے پھوپھی کا بیٹا تھا سلطان کیخدمت مین قبضہ حلب کی اطلاع دینے کو روانہ کیا۔ سلطان نے اسکی درخواست منظور کرلی اور اسکے بیٹے محمد کو شہر سن جاگیر عنایت کی۔ بعد اسکے مسلم نے حران کیطرف کوچ کیا اور اسکو بنی وثاب نمیرین سے چھین لیا۔ اسی زمانہ مین والی الرہا نے بھی اسکے علم حکومت کے اطاعت قبول کرلی اور اسکے نام کا سکہ مشکوک کرایا۔

مسلم بن قریش کا دمشق کا محاصرہ کرنا اور اہل حران کی بغاوت

سنہ ۴۶۶ھ مین شرف الدولہ مسلم بن قریش نے دمشق پر فوج کشی کی اور پہونچکر اسکا محاصرہ کرلیا۔ دمشق کا حاکم تتش فوجین آراستہ کرکے مقابلہ پر آیا گھمسان لڑائی ہوئی آخر کار مسلم بن قریش کو ہزیمت ہوئی۔ نہایت تیزی سے اپنے ملک کی طرف مراجعت کی اس نے قبل مراجعت اہل مصر سے استمداد طلب کی تھی مگر ان لوگون نے امداد نہ دی۔ اسی اثنا مین یہ خبر لگی کہ اہل حران نے غاشیہ اطاعت اپنی گردن سے اوتار کر پھینکدیا ہے اور باغی ہوگئے ہین اور ابن عطیہ اور وہان کے قاضی ابن حلیہ نے شہر کو ترکون کے حوالہ کردینے کا ارادہ کرلیا ہے اسوجہ سے حران کیطرف قدم بڑہایا۔ اثنار راہ مین ابن ملاعب والی حمص سے مصالحت کی اور اسکو سلیمہ اور رقہ کی حکومت عطا کی۔ بعدازان حران کا محاصرہ کیا اور اسکے شہر پناہ کو منہدم و مسمار کرکے بزور تیغ شہر کو فتح کرلیا اور قاضی اور اسکے بیٹے کو قتل کرڈالا۔

جنگ ابن جہیر و مسلم بن قریش

فخر الدولہ ابونصر محمد بن احمد بن جہیر موصل کا رہنے والا تھا کسی ذریعہ سے بنو مقلد کے دربار تک رسائی ہوگئی پھر قریش بن بدران سے منافرت پیدا ہوگئی بعض رؤساء بنو عقیل کے دامن عاطفت مین جاکے پناہ لینے کی درخواست کی ان لوگون نے اس کو پناہ دی چنانچہ فخر الدولہ حلب چلا گیا پس معز الدولہ ابوثمال بن صالح نے اسکو اپنا قلمدان وزارت سپرد کردیا بعد چندے فخر الدولہ نے اسکی رفاقت ترک کردی اور نصیر الدولہ بن مروان کے پاس دیار بکر چلا گیا نصیر الدولہ نے بھی اسکو اپنی وزارت کے عہدہ سے سرفراز کیا اور جب خلیفہ قایم نے اپنے وزیر ابوالفتح محمد بن منصور بن فلاس کو معزول کیا تو فخر الدولہ کو وزارت کے لئے

طلب فرمایا - فخرالدولہ نے بغداد کیطرف کوچ کیا ابن مروان تعاقب مین
روانہ ہوا مگر کامیاب نہ ہوا - جون ہی فخرالدولہ دارالخلافت بغداد مین داخل ہوا
خلیفہ قایم نے ۴۵۴ھ مین عہدہ وزارت سے سرفراز فرمایا اسوقت طغرلبیک
ہی سلطان تہا اور یہی خلفاء بغداد پر تولی اور غالب ہو رہا تہا ایک مدت تک فخرالدولہ
اسکی وزارت پر رہا - گاہے گاہے اپنے دوران وزارت مین معزول بہی کر دیا
گیا اور پھر مقرر کیا گیا تا آنکہ خلیفہ قایم نے وفات پائی اور خلیفہ مقتدی سریر خلافت
پر متمکن ہوا اور عنان سلطنت سلطان ملک شاہ کے قبضہ مین گئی پس خلیفہ
مقتدی نے ۴۷۰ھ مین اپنے وزیر السلطنت فخرالدولہ کو بوجہ شکایت نظام الملک
طوسی معزول کر دیا اسکا بیٹا عمیدالدولہ اصفہان مین نظام الملک کے پاس گیا اور باہم صفائی کرادی
چنانچہ نظام الملک نے خلیفہ مقتدی سے اسکی سفارش کی خلیفہ مقتدی نے اسلیئے
عمیدالدولہ کو عہدۂ وزارت سے سرفراز فرمایا بعدہٗ ۴۷۶ھ مین عہدۂ وزارت سے برطرف کرکے
قید کر دیا سلطان ملک شاہ اور وزیر السلطنت نظام الملک سے خلیفہ مقتدی
کی خدمت مین بنی جہیر کی رہائی اور آزادی کی سفارش کا پیام بہیجا - خلیفہ مقتدی نے
ان لوگون کو قید کی تکلیف سے رہائی دے دی - بنی جہیر رہائی پاکر بطور وفد
(ڈیپوٹیشن) اصفہان مین نظام الملک کیخدمت مین حاضر ہوئے - بڑی آؤبھگت
سے پیش آیا - عزت و احترام سے ٹہیرایا - سلطان ملک شاہ نے فخرالدولہ
کو دیاربکر کی سند حکومت عطا کی اور ایک عظیم فوج اسکے ہمراہ بہیجی اور اس کو
ابن مروان کے قبضہ سے ملک کے نکال لینے اور بعد سلطان کے اپنے
نام کا خطبہ پڑہنے اور سلطان کے نام کا سکہ مسکوک کرانے کی ہدایت کی جسوقت
فخرالدولہ دیاربکر کے قریب پہونچا ابن مروان خم ٹہونک کر مقابلہ پر آیا پہر ۴۷۲ھ
مین سلطان نے ایک جرار لشکر بسرافسری امیر ارتق جو ملوک حال ماردین کا جد اعلیٰ

تھا) کو فخر الدولہ کی کمک پر روانہ کیا۔ قبل اس واقعہ کے ابن مروان نے یہ خبر پاکر کہ فخر الدولہ شاہی افواج کے ساتھ دیار بکر کیطرف آرہا ہے شرف الدولہ مسلم بن قریش کو یہ پیام دیا کہ اگر آپ ہمارے امداد کرین تو اس سلوک کے صلہ مین ہم آپ کو صوبر آمد دے دینگے شرف الدولہ نے اس بناء پر فوجین آراستہ کرکے آمد کا راستہ لیا اور فخر الدولہ اسکے اطراف مین پڑا ہوا تھا۔ فخر الدولہ اس امر کا احساس کرکے کہ ابن مروان کی کمک پر عرب کمربستہ ہے صلح کیجانب مائل ہوا اور عزیمت جنگ فسخ کردی کسی ذریعہ سے ترکمانون کو اسکو خبر لگ گئی رات کیوقت سوار ہوکر عرب پر ٹوٹ پڑے اور انکا محاصرہ کرلیا۔ عرب کو اس معرکہ مین ہزیمت ہوئی۔ ان کے مال واسباب کو ترکمانون نے لوٹ لیا شرف الدولہ بذاتہ بھاگ کر آمد مین پناہ گزین ہوا۔ فخر الدولہ نے اسکا محاصرہ کرلیا شرف الدولہ نے میر ارتق کے پاس کہلا بھیجا کہ اگر مجھکو آمد سے نکل جانے کا موقع دیا جائے تو مین اس قدر روپیہ دینے کو طیار ہون امیر ارتق نے اس درخواست کو منظور کرلیا چنانچہ شرف الدولہ آمد سے رقہ کیجانب نکل کھڑا ہوا اور فخر الدولہ بغرض محاصرہ میافارقین کیطرف کوچ کیا میافارقین اسوقت تک ابن مروان کے مقبوضات مین شامل و داخل تھا اسکا والی بہاء الدولہ منصور بن مزید اور اسکا بیٹا سیف الدولہ صدقہ یہ خبر پاکر عراق کیطرف چلا گیا اور فخر الدولہ نے خلاط کیجانب قدم بڑہایا۔

جسوقت سلطان ملک شاہ کو یہ خبر پہونچی کہ شرف الدولہ کا آمد مین محاصرہ کرلیا گیا ہے فرط مسرت سے اچھل پڑا قسیم الدولہ اقسنقر (الملک العادل سلطان محمود زنگی کا جداعلےٰ) کو بسرافسری افواج ترکمان بطور کمک روانہ کیا۔ اثنار راہ مین جبکہ وہ لوگ عراق کیطرف جارہے تھے امیر ارتق سے ملاقات ہوگئی پس وہ ان کے ساتھ لوٹ کھڑا ہوا سب کے سب موصل پر اُترے اور اسپر قبضہ

کر لیا سلطان معہ اپنے رکاب کی فوج کے شرف الدولہ کے مقبوضات کیطرف بڑھا۔ رفتہ رفتہ بوازیج تک پہونچگیا یہ وہ زمانہ تھا کہ شرف الدولہ کو محاصرہ آمد سے نجات ملگئی تھی جان بچاکے رحبہ پہونچگیا تھا موصل بھی اسکے قبضہ سے نکل گیا تھا سارا مال اسباب بھی لٹ گیا تھا بنظر مصلحت وقت موید الملک بن نظام الملک نے شرف الدولہ سے خط و کتابت شروع کی شرف الدولہ نے اسکے وسیلہ کو باعث بہبودی تصور کرکے دربار شاہی مین حاضری کی اجازت طلب کی چنانچہ بعد عہد و پیمان اور امن حاصل کرنے کے رحبہ سے روانہ ہوکر موید الملک کیخدمت مین پہونچا موید الملک نے اسکو دربار سلطان مین پیش کیا اور اس کی جانب سے ہدایا و تحائف جنس خیل وغیرہ پیشکش کئے۔ منجملہ ان گھوڑون کے اسکا ایک وہ گھوڑا تھا جسپر سوار ہوکر یہ معرکہ سابقہ اور جنگ آمد سے بھاگا تھا اور جانبر ہوگیا تھا یہ گھوڑا ایسا چالاک تھا کہ کوئی گھوڑا اس سے بڑھ نہ سکتا تھا۔ سلطان نے اس سے مصالحت کرلی اور اس کو اس کے مقبوضہ ممالک کی حکومت پر بحال و قایم رکھا۔ شرف الدولہ نے موصل کیجانب مراجعت کی اور سلطان جس ادھیڑبن مین پڑا ہوا تھا اس مین پھر مصروف اور مشغول ہوگیا۔

مسلم بن قریش کی وفات ابراہیم بن مسلم کی حکومت

ہم اوپر قطلمش کے حالات جو کہ سلطان طغرلبک کا عزیز و قریب تھا بیان کرآئے ہین یہ شخص بلاد روم کیطرف اپنی فوجین لے کے گیا تھا اور بعد جنگ عظیم قونیہ اور اقصرا وغیرہ پر قابض ہوگیا تھا۔ ہنوز اپنے دلکے ابلے اس نے پورے طور سے نہ توڑے تھے کہ داعی اجل کا پیام موت آپہونچا۔ بجاے اسکے اسکا بیٹا سلیمان سریر فرمانروائی پر متمکن ہوا۔ سلیمان نے ۴۷۷ھ مین انطاکیہ کیجانب قدم بڑہایا اور اس کورد میون کے قبضہ سے نکال لیا جیساکہ آیندہ ان کے حالات کے

حالات کے ضمن مین بیان کیا جاے گا۔

فردوس رومی والی انطاکیہ ایک مدت سے شرف الدولہ مسلم بن قریش کو سالانہ ایک رقم معین بطور جزیہ دیا کرتا تھا۔ پس جب سلیمان بن قطلمش نے انطاکیہ پر قبضہ کر لیا تو شرف الدولہ نے اس سے بھی جزیہ طلب کیا اور بصورت نہ ادا کرنے کے عقاب سلطانی کی دھمکی دی سلیمان بن قطلمش نے کہلا بھیجا کہ مین سلطان کا مطیع ہون اور جو کچھ مین انطاکیہ مین تصرف کر رہا ہون وہ سلطان ہی کے لئے کر رہا ہون اور اس سے میرا کوئی کام متعلق نہین ہے۔ باقی رہا جزیہ کا مطالبہ کرنا یہ ایک فعل عبث ہے۔ جزیہ کفار سے لی جاتی ہے اور وہ لوگ اسکے ادا کرنے کے مستحق ہین اللہ تعالی نے اپنے فضل و کرم سے انطاکیہ مین بجاے کفار کے مسلمانون کو حکمران بنایا ہے اور ان پر شرعاً جزیہ نہین ہے شرف الدولہ اس جواب خشک سے بھر اٹھا فوجین طیار کر کے چڑھائی کر دی اور اطراف و جوانب انطاکیہ مین قتل و غارتگری شہرون کر دی سلیمان کو بھی طیش آگیا اس نے بھی اطراف حلب مین لوٹ مار کا بازار گرم کر دیا مگر جب رعایا نے اسکی خدمت مین حاضر ہو کر اپنے مال و اسباب کے لٹ جانے کی شکایت کی تو اس نے انکا مال و اسباب انکو واپس دے دیا۔ بعد اسکے شرف الدولہ نے عرب اور ترکمانون کو مجتمع کر کے انطاکیہ پر فوجکشی کی۔ ترکمانون کا امیر حق نامی ایک شخص تھا سلیمان اسکی آمد سے مطلع ہو کر لڑنے کو نکلا۔ ماہ صفر ۴۷۸ھ مین دونون حریف کا مضافات انطاکیہ مین ٹڈبھیڑ ہوئی جسوقت جنگ کا بازار گرم ہو گیا امیر حق معہ ترکمانون کے سلیمان سے ملگیا اس سے شرف الدولہ کی فوج کمزور پڑ گئی شیرازہ انتظام جنگ بکھر گیا۔ عرب کا گروہ شکست کھا کر بھاگا۔ شرف الدولہ معہ اپنے چار سو ہمراہیون کے میدان جنگ مین استقلال کے ساتھ لڑتا رہا آخر کار معہ ان لوگون کے مارا گیا۔

شرف الدولہ کا دائرہ حکومت نہایت وسیع تھا۔ کل وہ بلاد تو جو اوسکے باپ کے

(۱) ۱۹۰۸ء دیکھو

مقبوضات مین تھے اسکے زیر حکومت تھے اسکے چچا قراوش کے مقبوضات بھی اسکے قبضہ مین تھے اسکا ملک نہایت سرسبز اور شاداب اور امن و امان کا مرکز تھا۔ عادل نیک سیرت، اور امور سیاسی سے بیخبر واقف تھا۔

شرف الدولہ مسلم کے قتل کے بعد بنو عقیل نے مجتمع ہوکر اسکے بھائی ابراہیم کو قید سے نکالا اور بجائے اپنے مقتول امیر کے اپنا امیر بنایا۔ ابراہیم کئی برس سے قید کی مصیبتین جھیل رہا تھا۔

مسلم کے واقعہ قتل سے سلیمان بن قطلمش کو انطاکیہ کے محاصرہ کا شوق چرایا چنانچہ فوجین ارسٹہ کرکے انطاکیہ پر پہونچگیا اور اسپر دو ماہ کامل محاصرہ ڈالے رہا بالآخر ناکامی کے ساتھ واپس ہوا۔ بعد اسکے ۴۷۹ھ مین عمید العراق نے ایک لشکر انبار کے سر کرنے کو روانہ کیا پس اس لشکر نے انبار کو بنو عقیل کے قبضہ سے نکال لیا۔ اسی سنہ مین سلطان ملکشاہ نے رحبہ اور اسکے مضافات، حران، سروج رقہ اور خابور محمد بن شرف الدولہ مسلم بن قریش کو بطور جاگیر مرحمت فرمایا اور اپنی بہن خاتون زلیخا کو اس سے عقد کردیا۔ ان کل شہر کے والیون نے سلطان ملکشاہ کے حکم کے مطابق اپنے اپنے شہرون کو محمد کے حوالہ کردیا مگر محمد بن مشاطر والی حران نے اس سے انکار کیا۔ سلطان ملکشاہ کو اسکی خبر لگی تو اس نے محمد بن تاطر کو حران کے سپرد کرنے پر مجبور کیا۔

ابراہیم کا ادبار محمد و علی پسران مسلم کی منازعت

مسلم کے بعد سے ابراہیم بن قریش برابر موصل کی حکومت کرتا رہا اور اپنی قوم بنی عقیل کی سرداری سے ممتاز و سرفراز رہا تا آنکہ ۴۸۲ھ مین سلطان ملکشاہ نے اس کو طلب فرمایا پس جب ابراہیم دربار شاہی مین حاضر ہوا تو سلطان ملکشاہ نے اس کو گرفتار کرلیا اور فخر الدولہ بن جہیر کو بسرافسری فوج عظیم اسکے شہرون کی جانب روانہ کیا فخر الدولہ نے

پہونچتے ہی موصل وغیرہ پر قبضہ کرلیا - بعدازان سلطان ملکشاہ نے اپنی پھوپھی صفیہ کو شہر موصل جاگیر مین مرحمت فرمایا - سلطان ملکشاہ کی پھوپھی اس سے پیشتر مسلم بن قریش کی زوجیت مین تھی اس سے اسکا ایک بیٹا علی تھا بعد مسلم کے اس نے اسکے بھائی ابراہیم سے عقد کرلیا - پس جب سلطان ملکشاہ نے وفات پائی تو صفیہ نے موصل کیجانب کوچ کیا اسکے ساتھ اسکا بیٹا علی بن مسلم بھی تھا - اسکا بھائی محمد بن مسلم یہ خبر پاکر موصل آپہونچا دونون موصل کی حکومت پر لڑنے لگے - عرب دو حصون پر منقسم ہوگیا ایک نے محمد کا ساتھ دیا اور دوسرے نے علی کی حمایت کی - سخت اور خونریز جنگ کے بعد محمد کو ہزیمت ہوئی علی کامیابی کے ساتھ شہر موصل مین داخل ہوا اور ابن جہیر کے قبضہ سے شہر کو نکال لیا -

قتل ابراہیم سلطان ملکشاہ کے مرنے پر ترکان خاتون کو امور سلطنت پر استبداد حاصل ہوگیا ابراہیم کو قید سے رہائی ملگی - سامان درست کرکے موصل کیجانب کوچ کیا قریب موصل پہونچکر یہ خبر گوش گذار ہوئی کہ اسکا بھتیجا علی بن مسلم موصل پر قابض ہوگیا ہے اسکے ساتھ اسکی ماں صفیہ (سلطان ملکشاہ کی پھوپھی) بھی ہے - ابراہیم نے مصالحت اور ملاطفت کا پیام بھیجا - صفیہ نے موصل کی عنان حکومت ابراہیم کے سپرد کردی - پس ابراہیم شہر مین داخل ہوا -

تتش والی شام برادر سلطان ملکشاہ کو قبضہ عراق کا خیال پیدا ہوگیا تھا - اطراف وجوانب کے امرا اسکے پاس آکر شام مین اسی غرض کے لئے مجتمع ہوئے آقسنقر والی حلب بھی اپنی فوج لئے ہوئے آپہنچا - تتش نے فوجین آراستہ کرکے نصیبین کیجانب کوچ کیا اور اس پر قابض ہوگیا اور ابراہیم کے پاس کہلا بھیجا کہ تم میرے نام کا خطبہ پڑھو اور بغداد جانے کو اپنے شہر سے مجھے راستہ دے دو ابراہیم نے اس سے انکار کیا - تتش نے یلغار کا حکم دے دیا - آقسنقر اور ترکون

کی فوج اسکے رکاب مین تھی - ابراہیم تیس ہزار کی جمعیت سے مقابلہ پر آیا مقام معیم مین دونون فریق نے صف آرائی کی - ابراہیم کو ہزیمت ہوئی اور آنار دار دگیسر مین مارا گیا ترکون نے اسکے خیمہ اور لشکر گاہ کو لوٹ لیا - عرب کی بہت سی عورتون نے بخوف بے آبروئی و فضیحت خودکشی کر لی - تتش نے کامیابی کا جھنڈا موصل کے قلعہ پر گاڑ دیا -

انقراض حکومت بنی مسیب از موصل

جسوقت ابراہیم معرکہ سابقہ مین مارا گیا اور تتش نے موصل پر قبضہ کر لیا اسوقت اپنے بھتیجہ علی بن مسلم بن قریش کو موصل کی حکومت پر مامور کیا چنانچہ علی معہ اپنی مان صفیہ کے موصل مین داخل ہوا - اس زمانہ سے موصل اور اسکے مضافات پر علی کی حکومت کا ڈنکا بجنے لگا - تتش نے مہم موصل سے فارغ ہو کر دیار بکر کی طرف قدم بڑہایا اور اسپر قابض ہو کر آذربیجان کیجانب گیا اور اسپر بھی بہ آسانی تمام مستولی ہو گیا - رفتہ رفتہ اسکی خبر برکیاروق ابن اخیہ سلطان ملکشاہ تک پہونچی - اپنے چچا کے روک تھام کو فوجین ارا ستہ کر کے خروج کیا - دونون چچا اور بھتیجہ کا مقابلہ ہوا - تتش کو ہزیمت ہوئی بجائے اسکے اسکا بیٹا رضوان متمکن ہوا اور حلب کا حکمران و مالک بن بیٹھا - سلطان برکیاروق نے کربوقا کی رہائی کا اسکو حکم دیا پس اس نے اسکو رہا کر دیا - رہائی کے بعد ایک گروہ جنگ آورون کا اسکے پاس آ کے مجتمع ہوا اس نے ان سبھون کو مرتب و مسلح کر کے حران پر چڑہائی کر دی اور اسپر قابض و متصرف ہو گیا بعد اسکے محمد بن مسلم بن قریش نے بمقابلہ علی بن مسلم بن قریش امیر کربوقا سے امداد طلب کی علی بن مسلم اندنون نصیبین مین تھا توران بن وہیب اور ابوالہیجا کو دی بھی اسکے ساتھ یہین مقیم تھے چنانچہ کربوقا فوجین مرتب کر کے محمد بن مسلم کی کمک پر گیا محمد بن مسلم اس سے ملنے کو آیا کربوقا نے اس کو گرفتار کر کے نصیبین کیجانب کوچ کیا اور اسپر قبضہ حاصل کر لیا بعدہ موصل کی

جانب قدم بڑہایا اہل موصل نے قلعہ بندی کرلی لوٹ کر شہر کی طرف آیا۔ محمد بن مسلم اسی مقام پر ڈوب کر مرگیا تب کربوقا نے دوبارہ موصل کا محاصرہ کیا علی بن مسلم والی موصل نے امیر چکرمش والی جزیرہ ابن عمر سے استمداد کی درخواست کی چنانچہ امیر چکرمش اسکی کمک کو روانہ ہوا امیر کربوقا کو اسکی خبر لگ گئی ایک فوج بسر افسری اپنے بھائی تونتاش اسکی روک تھام کی غرض سے روانہ کیا تونتاش نے امیر چکرمش کو ہزیمت دے کر جزیرہ کی طرف لوٹا دیا بعد چندے امیر چکرمش نے امیر کربوقا کی اطاعت قبول کرلی اور محاصرہ موصل پر اسکی کمک پر آیا۔ اس مرتبہ محاصرہ نہایت شدت سے کیا گیا تھا مگر علی بن مسلم محاصرہ توڑ کر موصل سے حلہ مین صدقہ بن مزید کے پاس چلا آیا اور نو ماہ کامل کے محاصرہ و جنگ کے بعد کربوقا نے موصل پر قبضہ حاصل کرلیا۔ اسی وقت سے بنی مسیب کی حکومت و امارت صوبہ موصل سے منقطع ہوگئی اور سلجوقیہ سے ملوک غزا اور انکے امراء اسپر مستولی و قابض ہوگئے والبقاء للہ وحدہ۔

اخبار دولت بنو صالح ابن مرداس

صالح بن مرداس کی ابتداء حکومت رحبہ کی حکمرانی سے ہوئی یہ شخص بنو کلاب بن ربیعہ بن عامر بن صعصعہ سے تھا اطراف حلب مین ان لوگون کی حکومت و امارت قایم ہوئی۔ ابن خرم نے لکھا ہے کہ یہ شخص عمرو بن کلاب کی اولاد سے تھا۔

شہر رحبہ ابو علی بن ثمال خفاجی کے قبضہ مین تھا۔ عیسیٰ بن خلاط عقیلی نے اس کو قتل کرکے رحبہ کو اسکے قبضہ سے نکال لیا ایک مدت تک رحبہ اس کے قبضہ مین رہا بعد ازان بدران بن مقلد نے رحبہ پر عیسیٰ بن خلاط عقیلی سے قبضہ حاصل کرلیا تھوڑے دنون بعد بولو رساری نے جو کہ حاکم والی مصر کی طرف سے دمشق کا گورنر تھا فوجکشی کی پہلے رقہ پر قابض ہوا بعد ازان رحبہ کو بدران کے قبضہ سے نکالکر

دمشق کیجانب معاودت کی رحبہ کا حاکم ابن مجلکان نامی ایک شخص تہا بعد چندے رحبہ کی
حکومت پہ یہ شخص خود سر حکمران بن بیٹھا۔ صالح بن مرداس کو اپنی امداد کو بلا بہیجا چنانچہ
صالح بن مرداس ایک مدت تک اسکے پاس مقیم رہا۔ پہر ان دونون مین ناصافی
ہوگئی صالح اور ابن مجلکان مین چل گئی۔ پہر باہم دونون نے مصالحت کرلی اور ابن
مجلکان نے اپنی بیٹی کا عقد صالح سے کردیا۔ صالح شہر مین داخل ہوا۔ ابن مجلکان
نے اپنے اہل وعیال اور مال واسباب کو اہل عانہ کی اطاعت قبول کرنے
اور ان سے ضمانت لینے کے بعد عانہ مین منتقل کردیا۔ اسکے تہوڑے دنون
بعد اہل عانہ نے بدعہدی کی اور اسکا کل مال واسباب لے لیا اس واقعہ سے
ابن مجلکان کو بیحد برہمی پیدا ہوئی۔ مع صالح کے اہل عانہ کی سرکوبی کو کوچ کیا صالح نے
اثناء راہ مین ایک شخص کو ابن مجلکان کے قتل پہ مامور کردیا چنانچہ اس شخص نے
اسکی زندگانی کا خاتمہ کردیا۔ اسکے مرنے کے بعد صالح نے رحبہ کی طرف قدم بڑہایا
اور اسپہ قابض ومتصرف ہوکر ابن مجلکان کے کل مال واسباب اور ریاست پر
مستولی ہوگیا اور مصر مین حکمرانان علویہ کی دعوت اور حکومت کو قایم وجاری رکہا۔

صالح حلب مین | ہم اوپر بیان کرآئے ہین کہ لولو نے جو کہ ابوالمعالی سیف الدولہ کا
آزاد غلام تہا حلب مین اسکے بیٹے ابوالفضائل پہ استبداد حاصل کرلیا تہا اور شہر کو اسکے
قبضہ سے نکال لیا تہا اور خلافت عباسیہ کی حکومت کو محو کرکے حاکم علوی والی
مصر کے نام کا خطبہ پڑہنا شروع کیا تہا۔ بعد چندے حاکم اور لولو کے برتاوات مین
فرق آگیا صالح بن مرداس کو حلب پر قبضہ کرنے کی طمع دامنگیر ہوئی۔ ہم اُس مقام
پر صالح اور لولو کی لڑائیون کا تذکرہ کرآئے ہین اور یہ بہی لکہہ چکے ہین کہ لولو کا ایک
غلام فتح نامی تہا لولو نے اسکو قلعہ حلب مین نگرانی اور حفاظت کی غرض سے مامور
کیا تہا تہوڑے دنون کے بعد فتح کو لولو سے منافرت پیدا ہوئی۔ چنانچہ صالح

بن مرداس کی دوستی و مراسم کے بھروسہ پر لولو کی مخالفت کا اعلان کر دیا اور حاکم کی خلافت کی بیعت اس شرط سے کر لی کہ اسکو صیدا، بیروت اور جس قدر مال و اسباب حلب مین ہے دے دیا جائے۔ بمجبوری لولو انطاکیہ چلا گیا رومیون کے پاس مقیم ہوا۔ فتح یہ خبر پاکر لولو کی بیوی اور اسکی مان کو لیکر نکلا اور ان لوگون کو منبج مین چھوڑ دیا۔ حلب اور اسکے قلعہ کو حاکم والی مصر کے نائب کے حوالہ کر دیا۔ اس وقت سے حلب انہین لوگون کے قبضہ مین رہا تا آنکہ بنی حمدان مین سے ایک شخص نے جو عزیز الملک کے نام سے معروف تھا حاکم والی مصر کی طرف سے حلب پر قبضہ حاصل کیا۔ حاکم والی مصر کا یہ ساختہ پرداختہ تھا اور اسی نے اس کو حلب کی گورنری پر مامور کیا تھا۔ بعدہ عزیز الملک نے حاکم کے بیٹے ظاہر سے بغاوت کی ظاہر کی پھوپھی ست الملک کل امور سیاست و امارت کی سیاہ و سفید کرنے کی مالک و مختار تھی اس نے عزیز الملک کے قتل پر ایک شخص کو مامور کر دیا اس نے اس کو مار ڈالا۔ عزیز الملک کے قتل کے بعد عبداللہ بن علی بن جعفر کتامی کو حلب کی حکومت پر مامور کیا یہ شخص ابن شعبان کتامی کے نام سے معروف تھا اور قلعہ حلب پر صفی الدولہ موصوف خادم متعین کیا۔

چوتھی صدی کے بعد جب عبیدیون کے قوائے حکومت مصر مین مضمحل ہو گئے اور بنو حمدان کی حکومت شام و جزیرہ سے منقطع ہو گئی تو ہر چہار طرف سے عرب نے شہرون پر قبضہ کرنا شروع کر دیا پس بنو عقیل نے جزیرہ پر قبضہ کر لیا اور عرب نے مجتمع ہو کر شام کے شہرون کو باہم یون تقسیم کیا کہ حسان بن مفرج بن دغفل اور اوسکی قوم طی کو رملہ سے مصر تک صالح بن مرداس اور اسکی قوم بنو کلاب کو حلب سے عانہ تک اور لسان بن علیان اور اسکی قوم . . . . . [1] کو دمشق اور

[1] اصل کتاب مین یہ جگہ خالی ہے۔ مترجم

اسکا کل صوبہ دیا گیا۔ خلیفہ ظاہر کیطرف سے ان بلاد کا گورنر اوشتکین نامی ایک شخص تہا۔ حسان نے ان کو لوٹ لیا اور ان پر قابض و متصرف ہوگیا۔ صالح بن مرداس نے حلب پر چڑہائی کر دی اور اس کو ابن شبان کے قبضہ سے نکال لیا۔ اہل شہر نے بخوشی و رضامندی اطاعت کی گردن جہکا دی صالح مظفر و منصور شہر مین داخل ہوا اور ابن شبان قلعہ حلب مین جاکر پناہ گزین ہوا صالح نے قلعہ مین اوسکا محاصرہ کر لیا رسد و غلہ کی آمد بند کر دی بالآخر اہل قلعہ نے تنگ آکر امن کی درخواست کی صالح نے ان کو امن دی اور قلعہ پر قبضہ کر لیا یہ واقعہ ۴۲۴ھ کا ہے۔ پہر رفتہ رفتہ اسکی حکومت بعلبک سے حانہ تک پہیل گئی۔

قتل صالح ولایت انبہ ابی کامل

اس وقت سے صالح حلب پر ایک مدت تک حکمرانی کرتا رہا۔ بعدازان ظاہر نے بقصد جنگ صالح و حسان مصر سے فوجین مرتب و آراستہ کر کے شام کیجانب روانہ کین اوشتکین دریدی اس فوج کا افسر اعلےٰ تہا۔ طبریہ مین اردن کے قریب دونون باغیان دولت علویہ یعنی صالح و حسان سے مڈبہیڑ ہوا دونون خم ٹھونک کر میدان مین آئے اور سخت خونریز جنگ کے بعد دونو باغیونکو ہزیمت ہوئی صالح معہ اپنے چہوٹے لڑکے کے اثنار دار و گیر مین مارا گیا اسکا لڑکا ابو کامل نصر بن صالح اپنی جان بچاکر حلب پہنچا یا اپنے کو شبل الدولہ کے لقب سے ملقب کرتا تہا۔ جسوقت یہ واقعات ممالک اسلامیہ مین واقع ہونے لگے اس وقت رومیون کو جو کہ انطاکیہ مین تہے حلب پر قبضہ کر لینے کی طمع دامنگیر ہوئی چنانچہ بہت بڑی جمعیت سے حلب پر حملہ آور ہوئے

عیسائیون کا حملہ اور شکست

(۴۲۱ھ مین) رومی بادشاہ نے (قسطنطنیہ سے) تین لاکہ فوج کی جمعیت سے حلب پر حملہ کیا۔ قریب حلب پہونچکر خیمہ زن ہوا۔ سرداران روم سے ابن دوقش اسکے ہمراہ تہا۔ اسکو پہلے سے رومی بادشاہ سے منافرت تہی کسی بات پر الجہکر دس ہزار سپاہیون کو لے کر علیحدگی اختیار کر لی

کسی نے رومی بادشاہ سے یہ جڑدیا کہ ابن دوقش کا قصد بدعہدی کا ہے اور اس نے مسلمانون سے سازش کرلی ہے رومی بادشاہ یہ سنکر آگ بگولا ہوگیا فوراً پلٹ پڑا اور ابن دوقش کو گرفتار کرلیا۔ رومیون مین اس واقعہ سے بہت بڑی ہل چل پڑگئی عرب اور نیز اہل سواد من نے تعاقب کیا شاہی باربرداری کے چار سو اونٹ معہ اسباب کے پکڑ لیگئے۔ بہت سے عیسائی شدت تشنگی مرگئے عرب کے دلاورون نے شاہی کمپ پر دفعۃً حملہ کردیا بادشاہ تن تنہا گھبرا کے بھاگ نکلا عرب نے اسکے لشکر گاہ کو لوٹ لیا۔ قیمتی قیمتی اسباب مسلمانون کے ہاتھ لگا۔ عیسائیون نے اپنے مال و اسباب کو چھوڑ کر بھاگ جانا عینست جانا اللہ جل شانہ نے مسلمانون کو کامیابی اور فتحیابی سے ممتاز و سرفراز فرمایا۔

قتل نصر بن صالح و استیلاء وزیری بر حلب

سنہ ۴۲۹ھ[1] مین وزیری نے بسرافسری عساکر مصریہ مصر سے حلب پر فوجکشی کی اندنون مصریون کا خلیفہ مستنصر تھا۔ نصر نے اس خبر سے مطلع ہوکر فوجین آراستہ کین اور خم ٹھونک کر میدان مین آیا۔ قریب حماۃ دونون فریق نے صف آرائی کی۔ نصر کو ہزیمت ہوئی اخنار دار و گیر مین مارا گیا وزیری نے کامیابی کے ساتھ سنہ مذکور کے ماہ رمضان مین حلب پر قبضہ کرلیا۔

موت وزیری و حکومت ثمال بر حلب

وزیری نے حلب پر قبضہ حاصل کرنے کے بعد آہستہ آہستہ تمام ممالک شام پر قبضہ کرلیا۔ اس سے اسکا رعب و داب بڑھ گیا فوج مین بھی معقول اضافہ ہوگیا۔ ترکون کی اسکی فوج مین کثرت ہوگئی جاسوسون نے مصر مین خلیفہ مستنصر اور اسکے وزیر برجانی سے چغلی کردی کہ وزیری علم حکومت کی مخالفت کا ارادہ رکھتا ہے۔ پس وزیر برجانی نے لشکر دمشق کو وزیری پر حملہ کرنے

[1] عبارات مابین خطوط ہلالی بنظر ربط مضمون تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۹ صفحہ ۱۶۹ مطبوعہ مصر سے اخذ کی گئی ہے۔

کی ترغیب دی اور ان کو یہ سمجھا دیا کہ خلیفہ مستنصر کی بھی یہی رائے ہے۔ چنانچہ لشکر دمشق نے وزیری پر حملہ کر دیا۔ وزیری ان کی مدافعت نہ کر سکا اپنے اسباب و سامان کو بار کر کے حلب کا راستہ لیا۔ پھر حلب سے حماۃ کی جانب قدم بڑھایا اہل حماۃ نے شہر میں داخل نہ ہونے دیا۔ والی کفرطاب سے خط و کتابت کر کے اسکے پاس چلا گیا والی کفرطاب اسکو اپنے ہمراہ لئے ہوئے حلب کی طرف روانہ ہوا دونوں حلب میں داخل ہوئے اتنے میں ۴۳۳ھ کا دور آگیا اور وزیری داعی اجل کو لبیک کہہ کر راہی نور دملک عدم ہوا۔

وزیری کی موت سے شام کی حکومت اور انتظام کا شیرازہ درہم برہم ہو گیا۔ عرب کی طمع کا ہاتھ بڑھ گیا۔ معز الدولہ ثمال بن صالح جو ظلم سے کہ اسکا باپ اور بھائی مارا گیا تھا رحبہ میں ٹھہرا ہوا تھا۔ یہ خبر پا کر حلب کی طرف بڑھا اور اسکا محاصرہ کر لیا تا آنکہ شہر پر قابض ہو گیا۔ وزیری کے ہمراہیوں نے قلعہ کے دروازے بند کر لئے اور اہل مصر سے امداد طلب کی چونکہ والی دمشق سیف الدولہ بن حمدان جو کہ بعد وزیری کے حکومت دمشق پر خلیفہ مصر کی طرف سے مقرر ہوا تھا حسان بن مفرج والی فلسطین کی جنگ میں مصروف تھا اسوجہ سے وزیری کے ہمراہیوں کی کچھ مدد نہ کر سکا۔ وزیری کے ہمراہیوں نے ایک برس کے کامل محاصرہ کے بعد ثمال سے امن کی درخواست کی ثمال نے ان لوگوں کو امن دی اور ماہ صفر ۴۳۴ھ میں حلب پر بھی قبضہ کر لیا۔ اس زمانہ سے قلعہ حلب پر ثمال کا قبضہ برابر رہا تا آنکہ عساکر مصریہ نے مصر سے سرکردگی ابو عبید اللہ بن ناصر الدولہ بن حمدان حلب پر حملہ کیا اس مہم میں عساکر مصریہ کی تعداد پانچ ہزار جنگ آوروں سے متجاوز تھی۔ ثمال بھی فوجیں آراستہ کر کے مقابلہ پر آیا گھمسان لڑائی ہوئی۔ نہایت ہوشیاری اور مستعدی سے حملہ آور فریق کی مدافعت کی اتفاق سے ایک ایسا سیلاب آیا کہ جس سے حملہ آور گروہ کے قدم اکھڑ گئے مجبورانہ محاصرہ اوٹھا لیا اور مصر کی جانب لوٹ آئے۔ بعد اس کے دوبارہ عساکر مصریہ نے مصر سے ۴۴۱ھ میں حلب پر بسرافسری رفیق خادم حملہ کیا۔ ثمال نے

لڑکران کو پسپا کیا اور اسکے سردار خادم رفیق کو گرفتار کر لیا چنانچہ حالت اسیری مین رفیق کا انتقال ہوگیا۔

حکومت حلب سے تمال کی دست کشی اور ابن ملہم کی حکومت

گذشتہ ہزیمت سے مصری لشکر کے دم خم مین ذرا بھی بل نہ آیا حلب پر حملہ آور ہوتا رہا اور آٹھ دن محاصرہ و جنگ سے تمال کو تنگ کرتا رہا۔ بالآخر تمال کو اسکی امارت سے ناامیدی ہوگئی اور عنان حکومت کو اپنے قبضہ مین رکھنے سے عاجز آگیا۔ تنگ آکر مصر مین خلیفہ مستنصر کی خدمت مین مصالحت کا پیام بھیجا اور حلب کو حکومت مصر کے حوالہ کر کے اپنی جان آیندہ کی لڑائیون اور مصائب سے بچا لی۔ مستنصر نے اپنی جانب سے تکین الدولہ ابو علی حسن بن ملہم کو حلب کی حکومت پر مامور کر کے روانہ کیا۔ آخری ۴۴۹ھ مین تکین الدولہ وارد حلب ہوا تمال نے حلب کی عنان حکومت تکین الدولہ کے سپرد کر کے مصر کا راستہ لیا۔ اسکا بھائی عطیہ بن صالح رحبہ چلا گیا اور ابن ملہم حلب پر مستولی ہوگیا۔

اہل حلب کی بغاوت محمود بن نصر کی حکومت

ابن ملہم تقریبا دو برس تک حلب پر حکمران رہا بعد ازان اسکو یہ خبر لگی کہ اہل حلب نے محمد بن نصر بن صالح سے خط وکتابت شروع کی ہے۔ فورا محمد بن نصر کو گرفتار کر لیا اس سے اہل حلب مین بیحد جوش پیدا ہوا۔ سب کے سب مجتمع ہو کر باغی ہوگئے اور ابن ملہم کا قلعہ حلب مین محاصرہ کر لیا اور محمود کو یہ حالات لکھہ بھیجے پس محمود ۴۵۲ھ کے نصف سنہ گذر جانے پر حلب مین آیا اور ابن ملہم کا ان لوگون کے ساتھہ قلعہ مین محاصرہ کر لیا۔ ہر چہار طرف سے عرب کے قبائل اسکے پاس آآکر مجتمع ہوگئے۔ ابن ملہم نے خلیفہ مستنصر سے امداد طلب کی خلیفہ مستنصر نے ناصر الدولہ ابو محمد حسن بن حسین بن حمدان کو لکھہ بھیجا کہ فورا اپنی رکاب کی فوج کو مرتب و مسلح کر کے ابن ملہم کی کمک پر پہنچ جاو چنانچہ

ابو محمد فوجین ارسلان کرکے حلب کیجانب روانہ ہوا۔ محمود نے یہ خبر پاکر قلعہ حلب سے محاصرہ اوٹھالیا ابن ملہم قلعہ سے نکلکر شہر مین آیا۔ ناصر الدولہ بہی اسکے ساتہہ ساتہہ شہر حلب مین داخل ہوا۔ ان دونون کے لشکریون نے شہر حلب کو جی کہولکر تاخت و تاراج کیا۔ بعد اسکے محمود اور ناصر الدولہ کی فوجون سے حلب کے باہر ایک میدان مین مقابلہ ہوا۔ کہیت محمود کے ہاتہہ رہا ناصر الدولہ بن حمدان کو ہزیمت ہوئی۔ اثنار وگیہ مین قید ہوگیا۔ محمود میدان جنگ سے واپس ہوکر شہر مین آیا اور اسپر قبضہ کرلیا۔ اسی سنہ کے ماہ شعبان مین قلعہ حلب پر بہی قابض ہوگیا اور ابن حمدان ابن ملہم کو رہا کردیا۔ ان لوگون نے رہائی کے بعد مصر کیجانب معاودت کی۔

ثمال کی حلب پر دوبارہ حکومت

جسوقت محمود نے ابن ملہم کو ہزیمت دے کر قلعہ حلب پر قبضہ کرلیا ان دنون معز الدولہ ثمال بن صالح مصر مین موجود تہا۔ ثمال مصر مین اس زمانہ سے تہا جبکہ اس نے ۴۴۹ھ مین حلب کو خلیفہ مستنصر کے حوالہ کیا تہا۔ پس خلیفہ مستنصر نے اس وقت معز الدولہ ثمال کو حلب کی طرف روانگی کا حکم دیا اور اسکے بھتیجہ کے قبضہ سے حلب کے نکال لینے کی اجازت دی چنانچہ معز الدولہ ثمال ماہ ذی الحجہ ۴۵۲ھ مین سفر و قیام کرتا ہوا حلب کے قریب پہونچا اور کمال حزم و احتیاط سے محاصرہ کرلیا۔ محمود نے اپنے مامون منیع بن شبیب بن وثاب نمیری والی حران سے امداد طلب کی۔ منیع نے اسکی کمک پر فوجین روانہ کین اور خود بنفس نفیس شریک جنگ ہوا۔ ثمال نے حلب سے محاصرہ اوٹھالیا اور محرم ۴۵۳ھ مین بریہ کا راستہ اختیار کیا۔ منیع نے بہی حران کیجانب معاودت کی۔ ثمال نے پلٹ کر حلب پر حملہ کردیا اور ماہ ربیع سنہ مذکور مین قبضہ حاصل کرلیا۔ بعد کامیابی روی ممالک پر رجعت کیا اور مظفر و منصور بہت سا مال غنیمت لیکر واپس آیا۔

وفات ثمال

قبضہ حلب کے تہوڑے ہی دنون بعد یعنے ماہ ذی القعدہ ۴۵۳ھ

مین تمال رہگرائے ملک عدم ہوا - مرتے وقت اپنے بھائی عطیہ بن صالح کو اپنا ولیعہد مقرر کر گیا - عطیہ اس زمانہ سے رجبہ مین تھا جبکہ تمال نے مصر کا قیام اختیار کیا تھا - عطیہ اس واقعہ سے مطلع ہو کر حلب مین آیا اور عنان حکومت اپنے قبضہ مین لے لی -

محمود کا حلب پر حملہ کرنا اور عطیہ کے قبضہ سے نکال لینا

جس وقت عطیہ نے حلب پر قبضہ حاصل کر لیا یہ وہ زمانہ تھا کہ سلاطین سلجوقیہ ممالک عراق اور شام پر قابض و مستولی ہو گئے تھے اور صوبجات ممالک اسلامیہ مین انہین کا دور دورہ ہو رہا تھا اس وقت ان مین کا ایک گروہ عطیہ کے پاس آیا عطیہ نے اسکو اپنی خدمت مین رکھ لیا اس سے عطیہ کی قوت مین نمایان ترقی ہو گئی بعد چندے عطیہ کے ہمراہیون اور مصاحبون نے عطیہ کو ان لوگون کے آئندہ خطرات سے تنبیہ کیا اور یہ رائے دی کہ ان لوگون کو صفحہ ہستی سے معدوم و نابود کر دو چنانچہ عطیہ نے اہل شہر کو اشارہ کر دیا اہل شہر نے ان مین سے ایک جماعت کا کام تمام کر دیا باقی ماندگان جان بچا کر بھاگ کھڑے ہوے - محمود بن نصر کے پاس حران مین جا کر دم لیا اور اسکو قبضہ حلب پر آمادہ کرنے لگے - محمود کو ان لوگون کے کہنے سننے سے قبضہ حلب کا خیال پیدا ہوا فوجین آراستہ کر کے حلب پر آپہونچا اور محاصرہ کر لیا - دو چار لڑائیون کے بعد ماہ رمضان ۴۵۵ھ مین بزور تیغ فتح کر لیا اور نہایت استقلال اور استحکام کے ساتھ حکمرانی کرنے لگا - اسکا چچا عطیہ رقہ چلا گیا اور اس پر قابض ہو گیا تا آنکہ شرف الدولہ مسلم بن قریش نے ۴۶۳ھ مین رقہ کو اسکے قبضہ سے نکال لیا پس یہ ۴۶۵ھ مین رومیون کے ملک مین چلا گیا - اور اُن ترکون کو جو اپنے امیر ابن خان کے ہمراہ ۴۶۰ھ مین اسکی خدمت مین آئے تھے رومیون کے قلعات کی کی طرف سیر کرنے کی غرض سے روانہ کیا پس ان لوگون نے اسکا محاصرہ کیا

اور بزور تیغ اُنپر قابض ہوئے۔

ان واقعات کے بعد محمود نے طرابلس کیطرف قدم بڑہایا اور نہایت مستعدی سے اسکا محاصرہ کیا اہل طرابلس نے تاوان جنگ دیکر مصالحت کرلی پس محمود نے طرابلس سے محاصرہ اوٹھالیا۔ بعدازان محاصرہ دیاربکر و آمد و الرہا سے فارغ ہوکر سلطان الپ ارسلان نے محمود کیطرف رخ کیا مگر کامیاب نہوا جیسا کہ آیندہ ہم ان کے حالات کے ضمن مین بیان کرینگے الغرض سلطان الپ ارسلان حلب کی طرف آیا اور اسپر محاصرہ ڈالدیا محمود بن نصر اس وقت حلب ہی مین تہا۔ اس اثنا مین خلیفہ قایم کی مفارت مشعر رجوع دعوت عباسیہ وارد ہوئی۔ محمود نے اطاعت کی گردن جہکادی علم خلافت عباسیہ کا مطیع ہوگیا اور سفیر خلیفہ ازہر ابوالفراس طراوزینی کے توسط سے سلطان الپ ارسلان کیخدمت مین یہ درخواست پیش کی کہ سلطان مجھے حاضری سے معاف فرمائے سلطان نے اس سے انکار کیا اور محمود کے محاصرہ مین شدت کرنے لگا۔ ہرچہار طرف سے سنگباری شروع کردی ایک روز شب کیوقت مین معہ اپنی والدہ منیعہ بنت وثاب کے حلب سے نکلکر سلطان کیخدمت مین حاضر ہوا سلطان نے آخری ۴۶۳ھ مین محمود کو خلعت عنایت کیا۔ پہر محمود نے اپنے بیٹے شبیب کو اُن ترکون کیطرف بہیجا جنہون نے اسکے باپ محمود کو حلب کی حکومت دلوائی تہی ان ترکون نے فتنہ و فساد کا بازار گرم کر رکہا تہا۔ پس جب شبیب ترکون کے قیام گاہ کے قریب پہنچا ترک اس سے ملنے کو آئے مگر ان لوگون نے اس کی درخواست قبول نہ کی صف آرائی کی نوبت پہونچگئی اثنا رجنگ مین ایک تیر آ لگا جس سے اسکی موت وقوع مین آئی۔

وفات نصر نصر کے مرنے پر اسکا بہائی سابق حکمران ہوا۔ ابن اثیر نے لکہا ہے کہ یہ وہی شخص ہے جسکی حکومت و امارت کی اسکے باپ نے وصیت کی تہی مگر بوجہ

اسکی کم سنی کے اسکی وصیت کا نفاذ نہوا - پس جب یہ حکمران ہوا تو اس نے احمد شاہ سپہ سالار ترکمان کو طلب کر کے خلعت عنایت کی اور حسن سلوک سے پیش آیا - ایک زمانہ دراز تک یہ حکمرانی کرتا رہا - یہ ترکمان وہی تھے جنہون نے اسکے باپ کو قتل کیا تھا -

انقراض دولت بنی صالح بن مرداس

۴۷۲ھ مین تتش نے قبضہ دمشق کے بعد حلب پر فوجکشی کی اور ایک مدت دراز تک محاصرہ کیے رہا اہل حلب نے ترکون کی حکومت سے غیر مطمئن ہوکر مسلم بن قریش کو حلب پر قبضہ کر لینے کو لکھہ بھیجا - چنانچہ مسلم بن قریش نے اس غرض سے حلب کیطرف کوچ کیا لیکن اہل حلب کی بعض حرکات سے کسی آیندہ خطرہ کا خیال کر کے واپس ہوگیا - اس مہم کا سرگروہ ابن حسین عباسی نامی ایک شخص تھا - اتفاق سے ایک روز سابق کا لڑکا شکار کھیلنے کو اپنے شکارگاہ مین گیا - حلب کے گرد و نواح کے کسی قلعہ کا ترکمان یہہ خبر پاکر شکارگاہ مین پہونچا اور اسکو گرفتار کر کے مسلم بن قریش کے پاس بھیجدیا - مسلم بن قریش اس کو نظربند کیے ہوے پھر حلب کے جانب لوٹا اور اسکے باپ سابق سے بشرط سپردگی حلب اسکے لڑکے کے رہا کرنے کا معاہدہ کیا - چنانچہ سابق نے شہر پناہ کے دروازے کھولدیے مسلم بن قریش نے کامیابی کیساتھہ ۴۷۳ھ مین شہر پر قبضہ کر لیا سابق بن محمود اور اسکا بھائی وثاب قلعہ نشین ہوگیا بعد چندے امان حاصل کر کے قلعہ کو بھی مسلم کے حوالہ کر دیا - مسلم نے حلب اور اسکے مضافات پر قبضہ کر لیا - سلطان ملکشاہ کی خدمت مین بشارت فتح کا نامہ روانہ کیا اور یہ درخواست کی حسب دستور قدیم مجھے مقبوضہ بلاد کی سند حکومت بشرط ادائے سالانہ مرحمت فرمائی جاے - سلطان ملکشاہ نے اسکی درخواست کو قبولیت کا درجہ عنایت کیا - چنانچہ یہ بلاد مسلم بن قریش کے مقبوضات مین داخل و شامل ہوگئے تا آنکہ سلطان نے اس کے بعد ان بلاد پر قبضہ کر لیا

استیلاء سلطان ملکشاہ بر حلب و گورنری اقسنقر

تم اوپر پڑھ آئے ہو کہ مسلم بن قریش کو سلیمان بن قطلمش نے قتل کیا تھا جیسا کہ مسلم کے حالات مین تحریر کیا گیا پس جب سلیمان نے اسکو قید حیات سے سبکدوش کر دیا۔ تو ابن حسین عباسی سپہ سالار حلب نے حلب کے حوالہ کر دینے کا پیام سلیمان کے پاس بھیجا۔ اس سے پیشتر تتش نے بھی حلب کا محاصرہ کیا تھا اور بزور جنگ اس پر قبضہ کر لینے کی تمنا کی تھی ابن حسین نے دونون سے مصلحتاً حلب کی سپردگی کا وعدہ کر لیا تھا۔ کسی ذریعہ سے یہ خبر تتش تک پہونچگئی۔ فوراً سامان جنگ درست کر کے حلب کیطرف کوچ کر دیا سلیمان بن قطلمش بھی آپہونچا دونون مین مڈبھیڑ ہوگئی۔ سخت اور خونریز جنگ کے بعد سلیمان مارا گیا یہ واقعہ ۴۷۹ھ کا ہے۔

تتش نے سلیمان کے قتل کے بعد سراوتار کر ابن حسین کے پاس حلب روانہ کیا اور ایفاء وعدہ کا خواستگار ہوا ابن حسین نے لکھا کہ مین اس کے بابت سلطان ملکشاہ سے مشورہ کرون تو حلب کو آپ کے حوالہ کرون تتش کو اس سے بیحد برہمی پیدا ہوئی۔ حلب کا محاصرہ کر لیا اہل شہر نے خط و کتابت کر کے سازش کر لی اور رات کے وقت تتش کو شہر مین داخل کر لیا چنانچہ تتش شہر حلب پر قابض ہوگیا

تتش کے امراء مین سے امیر ارتق بن اکسک نے ابن حسین کی سفارش کی۔ سالم بن بدران بن مقلد نے قلعہ کے دروازہ بند کر لئے۔ تتش نے اسکا بھی محاصرہ کر لیا ابن حسین نے قبل اس واقعہ کے سلطان ملکشاہ کی خدمت مین جبکہ اسکو تاج الدولہ تتش کیطرف سے خطرہ پیدا ہوا تھا ایک عرضداشت مشعر قبضہ حلب روانہ کی تھی۔ اس بنا پر سلطان ملکشاہ نے اصفہان سے ۴۷۹ھ[1] مین حلب کیجانب

[1] ناسخ کی غلطی ہے اس سنہ مین سلطان ملکشاہ سریر حکومت پر نہ تھا یہ واقعہ ۴۷۷ھ کا ہے۔ دیکھو تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۱۰ صفحہ ۶۰ مطبوعہ مصر۔ مترجم

کوچ کیا تھا موصل ہوتا ہوا حران پہونچا اور اسکو ابن شاطر کے قبضہ سے نکالکر محمد بن شرف الدولہ کو بطور جاگیر مرحمت فرمایا بعد ازان الرہا کیطرف قدم بڑہایا اور اسکو رومیون کے ہاتھ سے چھین کر قابض ہوگیا۔ رومیون نے اسکو ابن عطیہ سے خرید کیا تھا۔ پہر قلعہ جعفر (جعبر) کیطرف بڑہا۔ ایک رات ودن کے محاصرہ کے بعد اسکو بھی مفتوح کرلیا۔ جسقدر بنی قشیر وہان ملے سبھونکو تہ تیغ کیا قلعہ جعبر کا ایک نابینا بڈہا حاکم تہا اسکے دو بیٹے تھے۔ یہ لوگ رہزنی کیا کرتے تھے اور مسافرون کو لوٹ مار کر قلعہ مین چلے جاتے تھے۔ اس قلعہ کو سر کرکے منبج پر جا پہونچا اور اسکو بھی اپنے مقبوضات مین داخل کرکے حلب کیطرف بڑہا۔ اس کا بھائی تاج الدولہ تتش اسوقت حلب کا محاصرہ کئے ہوئے تہا۔ سترہ دن گزر چکے تھے نہ تو اہل قلعہ نے اطاعت کی گردن جہکائی تہی اور نہ اسکو بزور تیغ ومحاصرہ کسی کامیابی کی صورت دیکھائی دی تہی سلطان ملکشاہ کی آمد کی خبر سنکر محاصرہ اوٹھالیا اور دمشق کی جانب معاودت کردی سلطان ملکشاہ نے شہر پر قبضہ کرلیا باقی رہا قلعہ وہ تھوڑی دیر تک لڑتا رہا دونون طرف سے تیر باری ہوتی رہی بالآخر سالم بن بدران نے اپنی ناکامی کا یقین کرکے اطاعت کی گردن جہکا دی اور قلعہ کو اس شرط سے کہ قلعہ جعفر اسکو بطور جاگیر مرحمت فرمایا جائے سلطان ملکشاہ کے حوالہ کردیا۔ چنانچہ سلطان نے قلعہ جعفر اسکو بطور جاگیر عنایت کیا پس اس وقت سے یہ قلعہ اسکے اور اسکے لڑکون کے قبضہ مین رہا تا آنکہ سلطان نورالدین محمود زنگی شہید نے اسکے قبضہ سے نکال لیا

اسی اثنا مین نصر بن علی بن منقذ کنانی والی شیزر نے اطاعت وفرمانبرداری کی ایک سفارت سلطان کیخدمت مین روانہ کی سلطان نے اپنی طرف سے قسیم الدولہ افسنقر جد الملک العادل سلطان نورالدین محمود زنگی شہید کو حلب پر مامور کرکے عراق کیطرف مراجعت کی۔ اہل حلب کی سفارش پر سلطان نے ابن حسین کی عفو تقصیر کردی اور اسکو دیار بکر بہیجدیا چنانچہ ابن حسین وہان پر جاکر مقیم ہوا اور نہایت تنگدستی کیحالت مین وہین

(۳) ماہ رمضان ۱۰۸۹ھ

انتقال کیا۔ واللہ مالک الامور لاریب غیرہٗ

اخبار دولت بنو مزید ملوک حلہ از ابتدا تا انتہا

یہ بنو مزید قبیلہ بنو اسد سے تھے یہ لوگ بغداد سے بصرہ اور نجد تک پھیلے ہوئے تھے انہین لوگو نکا زمانہ تھا انہین کے اعزہ و خاندان سے بنو دبیس اطراف خوزستان کے ایک جزیرہ مین جو انہین کی وجہ سے معروف و مشہور رہے رہتے تھے۔ بنو مزید کا سردار ابوالحسن علی بن مزید اور اسکا بھائی ابوالغنایم تھا۔ ابوالغنایم ابتدا مین بنو دبیس کے پاس گیا اور ایک مدت تک ان کے پاس مقیم رہا پھر انکے پاس سے بھاگ آیا کوئی شخص اسکو نہ پاسکا ابوالحسن کے پاس پہونچا اور کل واقعات اس کو بتلائے ابوالحسن نے ان لوگون پر چڑھائی کی عمید الجیوش سے امداد کا طالب ہوا چنانچہ عمید الجیوش براہ دریا دیلمی فوج کو اسکی کمک پر روانہ کیا۔ دونون حریف مین گھمسان لڑائی ہوئی۔ ابوالحسن شکست کھاکر بھاگا ابوالغنایم اسی معرکہ مین کام آگیا۔ یہ واقعہ ۴۰۱ھ کا ہے۔

جب ۴۰۸ھ کا دور آیا تو ابوالحسن نے فوج کثیر مرتب کرکے اپنے بھائی ابوالغنایم کا بدلہ لینے کو بنو دبیس پر چڑھائی کی بنو دبیس نے بھی یہ خبر پاکر بہت بڑا حرم غفیر مجتمع کرلیا مضر، حسان، بنہان اور طراد بنو دبیس کے علاوہ اس اطراف کے اکراد شاہجان اور حاوانیہ بھی مجتمع ہوگئے۔ دونون حریف نے صف آرائی کی کمیت ابوالحسن کے ہاتھ رہا بنو دبیس کو ہزیمت ہوئی۔ حسان اور بنہان مارے گئے ابوالحسن بن مزید انکے مال و اسباب اور کل مقبوضات پر قابض ہوگیا بنو دبیس کے بقیۃ السیف بھاگ کر جزیرہ پہونچے۔ فخرالدولہ نے جزیرہ دبیسیہ کی عنان حکومت انکے سپرد کردی اور اسمین سے طیب اور قرقوب کو مستثنےٰ کرلیا۔ ابوالحسن نے فتحیابی کے بعد اسی مقام پر قیام اختیار کیا بعد چندے مضر بن دبیس نے ایک فوج مرتب کی اور ایک روز شب کے وقت ابوالحسن پر شبخون مارا

۱؎ ابوالغنایم کے بھاگ آنے کی یہ وجہ بتی کہ اس نے بنو دبیس کے ایک سردار کو مار ڈالا تھا تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۹ صفحہ ۱۳، مطبوعہ مصر۔

مارا ابوالحسن کو اسکی خبر نہ تھی شکست کھاکر شہر نیل مین جاکر دم لیا اور پناہ گزین ہوا۔ مضر نے اسکے مال واسباب اور جزیرہ پر قبضہ کرلیا۔

وفات علی بن مزید وامارت دبیس بن علی

۴۰۸ھ مین ابوالحسن بن مزید اسدی اپنی زندگی کے زمانہ کو پورا کرکے رہگرائے ملک عدم ہوا۔ بجائے اسکے اسکا بیٹا نورالدولہ ابوالاعز دبیس حکمرانی کرنے لگا۔

اسکے باپ نے اپنی حیات مین اسکے بھائی کو اپنا ولیعہد مقرر کیا تھا اور سلطان الدولہ نے اسکو خلعت مرحمت فرمائی تھی اور ولیعہدی کی اجازت دی تھی مگر اپنے باپ کے مرنیکے بعد جب یہ حکمران ہوگیا تو اسکا بھائی مقلد بن ابوالحسن امارت کا دعویدار ہوا بنوعقیل کے پاس گیا اور انہین لوگون مین قیام اختیار کیا۔ اسی وجہ سے مابین دبیس اور قراوش سرداران بنوعقیل بیسیون جھگڑے ہوئے متعدد لڑائیان ہوئین۔ دبیس نے انکے خلاف بنوخفاجہ کو ملالیا اور انبار کو اسکے قبضہ سے ۴۱۷ھ مین نکال لیا۔ بعدازان خفاجہ نے دبیس سے بدعہدی کی اسوقت انکا سردار منیع بن حسان نامی ایک شخص تھا۔ اسنے جامعین کیجانب کوچ کیا اور اسکو تاخت وتاراج کرکے کوفہ پر قابض ومتصرف ہوگیا بعد اسکے دبیس اور قراوش مین باہم اتفاق ہوگیا۔ اس وجہ سے امور مستقیم اور مستوی ہوگئے مگر خفاجہ بنوعقیل کنارہ فرات کو دبائے۔

خبر جزیرہ دبیسہ پر منصور بن حسین کا استیلاء

جزیرہ دبیسہ ایک مدت سے طراد بن دبیس کے قبضہ اقتدار مین تھا ۴۱۸ھ مین منصور بن حسین نے جو کہ قبیلہ بنواسد کے شاخوخین سے تھا طراد بن دبیس کو جزیرہ دبیسہ سے نکال کر قبضہ کرلیا۔ اس واقعہ کے چند دنون طراد مرگیا پس اسکا بیٹا ابوالحسن۔ جلال الدولہ کیخدمت مین بغداد چلا گیا۔ منصور بن حسین نے ملک ابوکالیجار کے نام کا خطبہ بجائے جلال الدولہ کے پڑھنا شروع کیا تھا علی بن طراد نے جلال الدولہ سے یہ درخواست کی کہ اگر آپ ایک فوج میری کمک پر

مامور کیجئے تو مین ایک دم مین منصور کو جزیرہ سے نکال کر باہر کردون چنانچہ جلال الدولہ نے علی بن طراد کے ساتھہ ایک فوج روانہ کی - علی بن طراد نے واسط کیجانب کوچ کیا اور اور نہایت تیزی سے سرگرم سفر ہوا منصور کو اسکی خبر لگی تو اسنے بھی طیاری شروع کردی بعض امرار ترک یعنی ابو صالح کربر نے اسکی کمک پر کمر ہمت باندھی ابو صالح کسی وجہ سے جلال الدولہ کیخدمت سے بھاگ کر ابو کالیجار کے پاس چلا آیا تھا اسوجہ سے ابو صالح نے منصور کی مدد پر مستعدی ظاہر کی - ان لوگون سے اور علی بن طراد سے معرکہ آرائی ہوئی کمیت ان لوگون کے ہاتھہ رہا علی بن طراد کو ہزیمت ہوئی اتنا رد اور گیر مین مارا گیا - ترکون کا ایک گروہ بھی جلال الدولہ نے اسکی مدد پر مامور کیا تھا اس معرکہ مین کام آگیا - جزیرہ دبیسیہ کی حکومت پر منصور بن سلین استقلال و استحکام کے ساتھہ حکمرانی کرنے لگا -

دبیس اور جلال الدولہ کے جھگڑے

مقلد برادر دبیس بن مزید جیسا کہ ہم اوپر تحریر کر آئے ہین بنو عقیل کے پاس چلا گیا تھا - چونکہ اس سے اور نور الدولہ دبیس سے عداوت تھی - اسوجہ سے یہ منیع بن حسان امیر خفاجہ کے پاس جا پہونچا اور دونون متفق ہوکر جلال الدولہ کی مخالفت اور کالیجار کے نام کا خطبہ پڑھنے کی غرض سے دبیس سے جنگ کرنے کو کل کھڑے ہوئے - دبیس کو اسکی خبر لگ گئی ابو کالیجار کو عراق مین بلا بھیجا پس ابو کالیجار دواسط ہوا اسوقت الملک العزیز بن جلال الدولہ واسط ہی مین تھا ابو کالیجار کی آمد کی خبر پاکر واسط چھوڑ کر نعمانیہ کیطرف روانہ ہوا - دبیس نے شہر کا بند توڑ دیا بہت سا مال و اسباب ضایع ہوگیا ایک جماعت کثیرہ ڈوب کر ہلاک ہوگئی - ابو کالیجار نے قراوش والی موصل اور اتیر عنبر خادم کو عراق آنیکی ترغیب دی پس یہ لوگ عراق کیجانب روانہ ہوئے رفتہ رفتہ کھیل پہونچے اتیر عنبر کا اس مقام پر انتقال ہوگیا - جلال الدولہ نے فوجین فراہم کین اور ابو الشوک والی

بلاد اکراد سے امداد طلب کی چنانچہ ابو الشوک امداد کی غرض سے واسط کیجانب آیا اور وہین قیام پذیر ہوگیا بارش شروع ہوگئی ہر طرف کیچڑ ہی کیچڑ نظر آنے لگا۔ جلال الدولہ کو تہیدستی ستانے لگی اپنے ہمراہیون کے مشورہ سے فوجین مرتب کرکے اہواز کیطرف غارتگری کے قصد سے قدم بڑہایا۔ اسوقت اہواز پر ابو کالیجار کا قبضہ تہا۔ ابو کالیجار نے یہ سنکے اہواز کو جلال الدولہ کے دستبرد سے بچانیکی غرض سے جلال الدولہ سے یہ کہلا بہیجا کہ سلطان محمود بن سبکتگین کی فوجین عراق کیطرف بڑہ رہی ہین۔ جلال الدولہ نے ذرا بھی اس خبر کیطرف توجہ نہ کی کوچ و قیام کرتا ہوا اہواز پہونچا اور بلا مزاحمت و قتال اہواز کو جی کہولکر لوٹ لیا۔ جلال الدولہ کے کانون تک یہ خبر پہونچی تو فوراً فوجین مسلح اور مرتب کرکے جلال الدولہ کی مدافعت کو روانہ ہوا اور دبیس کو خفاجہ کی غارتگری کے خیال و خوف سے اپنے مال و اسباب کی محافظت پر چہوڑتا گیا۔ جلال الدولہ اور ابو کالیجار سے مڈبہیڑ ہوئی سخت اور خونریز جنگ[1] کے بعد ابو کالیجار کو ہزیمت ہوئی اسکے بہت سے ہمراہی کام آئے جلال الدولہ نے واسط پر قبضہ کرکے اپنے بیٹے الملک العزیز کو واسط کی حکومت پر جیسا کہ اس سے پیشتر تہا مامور کیا۔

اس ہزیمت کے بعد دبیس بخوف خفاجہ ابو کالیجار کی رفاقت ترک کرکے اپنے شہر من آیا۔ اسکے اعزہ کا ایک گروہ اس سے مخالف ہوکر اطراف جامعین مین لوٹ مار کر رہا تہا۔ دبیس نے اُن سے معرکہ آرائی کی اور ان پر کامیابی حاصل کرکے ان کے ایک گروہ کو قید کرلیا از انجملہ ابو عبید اللہ حسن ابن ابو الغنائم بن مزید شبیب، سرایا اور وہب پسران حماد بن مزید وغیرہم تھے دبیس نے انلوگون کو جوسق مین قید کردیا۔ بعدہ اسکے بہائی مقلد نے عرب کو مجتمع کیا اور جلال الدولہ

[1] یہ لڑائی ۴۲۰ھ مین ہوئی تہی۔ تین شبانہ روز لڑائی ہوتی رہی۔ دیکہو تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۹ صفحہ ۱۵۶ مطبوعہ مصر۔

سے امداد طلب کی چنانچہ جلال الدولہ نے اسکی کمک پر فوجین روانہ کین۔ مقلد نے دبیس پر فوجکشی کی اس معرکہ مین دبیس کو ہزیمت ہوئی ایک گروہ کو اسکے ہمراہیون مین سے مقلد نے گرفتار کرلیا اور اسکے مال واسباب اور لشکرگاہ کو لوٹ لیا۔ جسقدر قیدی تھے انکو جوسق مین لیجاکے قید کردیا۔ دبیس بحال پریشان ہزیمت اوٹھاکے سندیہ مین جاکے پناہ گزین ہوا۔ مجدالدولہ کیخدمت مین حاضر ہوا بعد چندے جلال الدولہ سے صفائی ہوگئی بشرط سندگور نری دینے کے مال مقررہ کے ادا کرنے کی ضمانت دی جلال الدولہ نے دبیس کی اس درخواست کو منظور کرلیا سند حکومت کے ساتھہ خلعت خوشنودی بھی عنایت کی جس سے دبیس کی حالت پھر درست ہوگئی۔

مقلد کو ان واقعات کے خبر لگی اسوقت اسکے رکاب مین خفاجہ کا ایک جم غفیر تھا پس ان سبھون نے مطیرہ اور نیل کو تاخت وتاراج کیا اور اسکے مضافات کو بھی جی کھولکر لوٹا۔ حلہ اس وقت تک تعمیر نہین کیا گیا تھا۔ بعدہ مقلد نے دجلہ کو عبور کیا ابوالشوک کے پاس پہنچا اور اسکے پاس مقیم رہا تاآنکہ سارے کام اصلاح پذیر ہوگئے

فتنہ دبیس وثابت | ابوقوام ثابت بن علی بن مزید ایک مدت دراز سے بساسیری کے پاس رہا کرتا تھا اور اسکے خاص حاشیہ نشینون سے تھا۔ ۴۲۴ھ مین بساسیری نے دبیس پر فوجکشی کی ابوقوام ثابت بھی اسکے ہمراہ تھا۔ چنانچہ نیل اور کل مقبوضات دبیس پر بساسیری نے قبضہ کرلیا۔ دبیس نے اپنے ہمراہیون مین سے ایک گروہ کو ثابت سے جنگ کرنے کو روانہ کیا۔ اتفاق یہ کہ ان لوگون کو ثابت کے مقابلہ پر ہزیمت ہوئی دبیس نے اپنے ہمراہیون کی ہزیمت سے مطلع ہوکر اپنے شہر کو ثابت کے لئے چھوڑدیا اور چلتا پھرتا نظر آیا تاآنکہ بساسیری نے بغداد کیجانب مراجعت کی اسوقت دبیس نے بنواسد اور خفاجہ کو مجتمع کیا ابوکامل منصور بن قرادبی اسکا ہم آہنگ ہوگیا ان سبھون نے اپنے مال واسباب کو ایک قلعہ مین رکھہ کر دبیس کو دوبارہ حکومت

وامارت دلانے کو کوچ کیا۔ مقام جرجرایا مین ثابت سے مقابلہ ہوا۔ بہت بڑی اور سخت لڑائی ہوئی فریقین کے سیکڑون آدمی کام آئے پھر خود بخود ایک دوسرے سے علحدہ ہوگیا۔ صلح کا نامہ وپیام ہونے لگا بالآخر اس شرط پر کہ دبیس کو اسکے مقبوضات واپس دیدیے جائین اور انہین مقبوضات مین سے بعض صوبہ اسکے بھائی ثابت کو حوالہ کیے جائین باہم مصالحت ہوگئی۔ عہدنامہ لکھا گیا۔ دونو فریق نے قسمین کھائین اور علحدہ ہوگئے۔ اسکے بعد بساسیری ثابت کی امداد کو نعمانیہ مین وارد ہوا۔ مصالحت کی خبر پاکر واپس ہوگیا۔

فتنہ دبیس ولشکر واسط الملک الرحیم نے ۴۴۱ھ مین حمایت نہر صلہ اور نہر فضیل جو کہ لشکر واسط کے جاگیر سے تھا دبیس بن مزید کو بطور جاگیر مرحمت فرمائی۔ اس سے لشکر واسط مین ناراضی پیدا ہوئی سب کے سب مجتمع ہوکر دبیس پر چڑھ گئے لڑائی کی دھمکی دی دبیس نے جواب دیا کہ الملک الرحیم نے مجھے جاگیر مین مرحمت فرمایا ہے آو ہم اور تم اپنی اپنی تحریرین الملک الرحیم کی خدمت بھیجین جو کچھ وہ فیصلہ فرماوین اسپر ہم لوگ قناعت کرین لشکر واسط نے اس جواب کیطرف ذرا بھی توجہ نہ کی حملہ کر دیا۔ دبیس نے یہ خبر پاکر چند دستہ فوج کو کمینگاہ مین بٹھادیا جسوقت لشکر واسط کمینگاہ سے گذر کر آگے بڑھا۔ دبیس کے فوج نے کمینگاہ سے نکلکر لشکر واسط پر حملہ کر دیا لشکر واسط اس اچانک حملہ سے گھبرا کر بھاگ کھڑا ہوا دبیس کے فوج نے کمال بیرحمی اور نہایت سختی سے انکو جی کھولکر مارا مال کیا۔ انکے مال واسباب کو لوٹ لیا ہزارہا مویشیان اور باربرداری کے جانور پکڑ لیے۔ اس ہزیمت کے بعد لشکر واسط نے واسط کیجانب مراجعت کی لشکر بغداد سے امداد طلب کی بساسیری کو ان لوگون کی مدافعت کی ترغیب اور نہر صلہ اور نہر فضیل کے واپس دلانے کی تحریک کرنے لگے۔

جنگ خفاجہ ودبیس ۴۴۱ھ مین بنو خفاجہ نے جامعین کیطرف قدم بڑھایا جامعین مقبوضات دبیس سے تھا بنو خفاجہ نے اس اطراف مین دندناتی غربی فرات

لوٹ لیا اس وقت دبیس شرقی فرات مین تہا۔ ان واقعات سے مطلع ہوکر دبیس نے بساسیری سے امداد کی درخواست کی چنانچہ بساسیری بذاتہ اسکی کمک پر آیا۔ دبیس نے بساسیری کے ساتھہ فرات کو عبور کر کے خفاجہ سے لڑائی چھیڑ دی اور اپنے پرزور حملون سے بنوخفاجہ کو جامعین کے حدود سے نکال باہر کیا۔ پس بنوخفاجہ نے بریہ کا راستہ اختیار کیا بعد چندے واپس ہوکر پھر ہنگامہ فساد برپا کیا۔ دبیس نے اپر دوبارہ فوجکشی کی بنوخفاجہ جامعین چھوڑ کر بریہ کیطرف بڑھے دبیس نے تعاقب کیا خفان مین پہونچکر بنوخفاجہ سے مڈبھیڑ ہوئی دبیس نے ان لوگون پر نہایت سختی سے حملہ کیا خفان پر ہر چہار طرف سے محاصرہ ڈالدیا اور بزور تیغ اسکو مفتوح کر کے بنوخفاجہ کو وہان سے نکال دیا قلعہ کو منہدم کرا کے زمین دوش کر دیا۔ بعدازان بغداد کیجانب مراجعت کی خفاجہ کے قیدی ساتھہ ساتھہ تھے بغداد مین پہونچکر ان لوگون کو صلیب پر چڑہا دیا۔ تہوڑے دنون قیام کر کے حربی کیطرف قدم بڑہایا اور اسکا محاصرہ کر لیا۔ اہل حربی نے مصالحت کی درخواست کی بساسیری نے سات ہزار دینار تاوان جنگ طلب کیا ان لوگون نے اپنے سر لے لیا۔ چنانچہ بساسیری نے ان لوگون کو امن عنایت کی۔

تم الجزء الحادی عشر ویلیہ الجزء الثانی عشر

انشاءاللہ تعالیٰ اولہ حرب دبیس مع الغز

تالیفات جناب حکیم مولوی احمد حسین صاحب

ترجمہ تاریخ علامہ ابن خلدون رحمۃ اللہ علیہ

اس ترجمہ کی گیارہ جلدین چھپ کر شایع ہوگئی ہین۔ کتاب کیا ہے علم تاریخ کا ایک بہت بڑا ذخیرہ ہے جسکے دیکھنے اور خرید کرنیکے بعد علم تاریخ کی دوسری کتابون کی خریداری کی ضرورت باقی نہین رہتی۔ حق یہ ہے کہ جس پایہ کی اصل کتاب ہے اسی حیثیت کا ترجمہ بھی کیا گیا ہے۔ عبارت سلیس، عام فہم اور بامحاورہ ہے جابجا حسب ضرورت فاضل مترجم نے نوٹس بھی لکھے ہین جنکا ماخذ تاریخ کامل ابن اثیر ابوالفدا اور نفح الطیب وغیرہ کتب تواریخ ہین۔ اُردو زبان کی اس سے زیادہ اور کیا خوش قسمتی ہوسکتی ہے کہ علامہ ابن خلدون جیسی عربی تاریخ کا ترجمہ اس زبان مین شایع ہو رہا ہے۔ کئی کروڑ مسلمانان ہند جو زبان عربی سے بے بہرہ ہونیکے وجہ سے اپنے اسلاف کے کارنامون سے ناواقف تھے اس ترجمہ کے بدولت اب وہ اچھے خاصے مورخ بن جائینگے اس سے زیادہ اچھا ذریعہ انکی واقفیت کا کیا ہوسکتا ہے کہ وہ اس ترجمہ تاریخ کو خرید فرماکے اول سے آخر تک دیکھ جائین۔ دیکھین تو انمین کیسے غیرت، خودداری، اولوالعزمی، ثابت قدمی ہمدردی اور قوم پرستی کا مادہ نہین پیدا ہوتا۔ ابن خلدون مین حضرت نوح علیہ السلام سے آٹھوین صدی ہجری تک کے حالات کمال بسط و تحقیق سے درج کئے گئے ہین۔ کل انبیاء کرام سلاطین عظام جانشینان نبی علیہ السلام اور حکمرانان اسلام کی معاشرت و تمدن اور ملکداری پر کافی روشنی ڈالی گئی ہے۔ کاغذ سفید چکنا۔ رائل سایز۔ قیمت جلد اول دوم سیوم اور ششم فی جلد عہ باقی جلدین چہارم، پنجم، ہفتم، ہشتم، نہم، دہم اور یازدہم فی جلد عہ مجموعی عہ محصول ڈاک ذمہ خریدار۔

حیات سلطان صلاح الدین

فاتح بیت المقدس کی سوانح عمری

ناول نہیں تاریخی صلیبی پرجوش لڑائیان بیت المقدس کی فتح کی تفصیل کیفیت سے زیادہ دلکش مسلمانون کو ضرور ملاحظہ کرنا چاہیئے۔ قیمت بلا محصول فی جلد عہ

حیات سلطان نورالدین محمود زنگی

فاتح جزیرہ و مصر و شام۔ سلطان صلاح الدین فاتح بیت المقدس کا مربی اور چھٹی صدی ہجری کا نامور فاتح ہے جسنے ملک شام، و مصر سے عیسائیون کو شکست فاش دیکے نکال باہر کیا تھا اور فتح المقدس کی بنا ڈالی تھی۔ کیا امکان کہ ایک صفحہ پڑھے اور کتاب بغیر ختم کئے ہوئے ہاتھ سے رکھے۔ قیمت عہ

المشتہر

حامد حسین مالک سالار الاسلام محلہ سبز منڈی الہ آباد



آخری درج شدہ تاریخ پر یہ کتاب مستعار
لی گئی تھی مقررہ مدت سے زیادہ رکھنے کی
صورت میں ایک آنہ یومیہ دیرانہ لیا جائے گا۔